

سینس ڈائجسٹ کا مقبول شمار
پیشہ ورانہ حصہ

PDFBOOKSFREE.PK

سپنس ڈائجسٹ میں سلسلے وار شائع ہونے والی مقبول ترین کہانی
سوچ نگر کے شہزادے فرہاد علی تیمور کی سرگزشت

PDFBOOKSFREE.PK

دیوتا

بچیسواں حصہ

داوی: — فرہاد علی تیمور

مصنف: — محی الدین نواب



کتابیات پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۲۳-کراچی-۱

دلچسپا

ایک دراز دست شخص کی سرگزشت۔ ایک طلسماتی اور بے حرافت گیز
آدمی کے شب و روز، اُس نے جہے چاہا۔ فتح کر لیا اور جب چاہا کس کو بیات
دے دی۔ خیال خوائی میں، ایک نیا جہان معنی متعارف کرانے والا شخص کی جولانی
طبع کی وضوح کاری۔ اس کی شہرت چار دانگ پھیل چکی ہے۔

اندھیرا اُن کا مقدر بن گیا تھا۔

جورا جوری اور جوڑی نارمن کو اب ایسا لگتا تھا جیسے وہ
اندھیرے میں ہی پیدا ہوئے تھے اور اندھیرے میں ہی مر جائیں
گے۔ اس تاریک کمرے میں پتا نہیں کتنے دن، کتنے ہفتے اور کتنے
مہینے گزر گئے تھے۔ انہیں گزرتے ہوئے وقت کا حساب معلوم
نہیں تھا۔ انہوں نے ایک مدت سے خود اپنا چہرہ نہیں دیکھا تھا۔
روشنی ہوتی، آئینہ ہوتا تو وہ دیکھتے۔ صرف اور صرف اندھیرے
میں وہ اپنا چہرہ بھی بھولتے جا رہے تھے۔

عورت اپنے حسن و جمال کی طرف جابھتی ہے۔ وہ جوڑی
نارمن کے ہاتھوں کو اپنے چہرے پر لا کر کبھی بھی "میرے چہرے
کے ایک ایک نقش کو چھو کر بتاؤں کسی لگتی ہوں؟"

وہ ایک اندھے کی طرح چھو کر اس کی ٹریفیں کرتا تھا اور وہ
ایک اندھی کی طرح خوش ہو جاتی تھی۔ اس تاریک قید خانے
میں آنے سے پہلے وہ خروں سے ہزار تھی۔ کسی کو بوائے فرینڈ
نہیں بناتی تھی۔ کسی سے شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اس عجیب و
غریب قید خانے میں آکر وہ جوڑی نارمن کو دوست بنانے پر مجبور
ہو گئی تھی۔

مجبوری نے ایک ساتھی کی قوت سے آشنا لیا تو وہ دل و جان
سے اسے چاہنے لگی۔ شاید اس جہالت میں بھی مجبوری بھی
کیونکہ۔ اندھیرے چار دیواری میں چاہنے اور چاہے جانے کے لئے
اور کچھ نہیں تھا۔

وہ وقت گزارنے کے لئے کبھی کبھی خیال خوائی کرتے تھے،

کسی دوست یا رشتے دار کے داغوں میں پہنچ جاتے تھے۔ پھر ان
کے ذریعے دوسروں کے اندر بھی جگہ بنا لیتے تھے مگر بہتر حاصل
نہیں ہوتا تھا۔ وہ کسی کو اپنی مدد کے لئے بلا نہیں سکتے تھے۔
انہیں دن کی روشنی میں دیکھ کر سوچتے تھے۔ سورج کیسے چمکتا ہوگا؟
دن کی روشنی کیسی ہوتی ہے؟ کیا ہم بھی دوبارہ روشنی دیکھ سکیں
گے؟

وہ تاریکی کے اس قدر عادی ہو گئے تھے کہ روشنی میں ان کی
آنکھیں دیکھنے لگتیں۔ وہ کبھی کبھی جھنڈا کر زور زور سے بولتے
تھے اور پوچھتے تھے "تم ہمیں قیدی بنا کر کس جرم کی سزا دے رہی
ہو؟ تم ہم سے کیا چاہتی ہو؟ کم از کم ہماری ٹیلی بیٹھی سے کوئی کام
لو۔ کوئی فائدہ اٹھاؤ۔ ہمیں یہ خوشی ہوگی کہ تم ہمارے کام نہیں
آتیں ہم تو تمہارے کام آتے ہیں۔"

وہ بولنے بولتے ٹھک جاتے تھے مگر جواب نہیں ملتا تھا۔ رنڈ
رنڈ انہیں یقین ہو گیا کہ وہ قید کرنے والی اس وقت بھی نہیں
بولے گی، جب وہ دونوں چیخے چیخے مر جائیں گے۔

یہ تو پاگل بنادینے والی بات تھی۔ اگر جوڑی نارمن کو ایک
دو ٹیو نہ ملتی اور جورا جوری کو ایک پیار کرنے والا مرد نہ ملتا تو
دونوں ایسے بولتے سے پاگل ہو جاتے۔ یہ دنیا اس لئے قائم ہے
کہ مرد کو عورت نے اور عورت کو مرد نے سنبھال رکھا ہے۔

یوں ایک دوسرے کو سنبھالنے کا نتیجہ پریشان کن بھی ہوتا
ہے۔ ایک روز اچانک جورا جوری کی طبیعت خراب ہو گئی۔
لٹے لٹے وقت سے تے ہونے لگی۔ جوڑی نارمن نے اسے تسلیاں

دیں۔ آرام سے بستر لایا۔ پھر بلند آواز سے کہنے لگا "اس تاریک جنم میں تم بھی نہیں سنبھلو گے! خود ابھی نہیں سنبھا۔ میں کیسے تصدیق کروں کہ یہ میرے بچے کی ماں بننے والی ہے۔"

وہ دوتے ہوئے بولی "ہاں! یہاں بننے کے آثار ہیں۔ نارمن! مجھے تمہاری بھرپور محبت ملی۔ اب محبت کا انعام مل رہا ہے لیکن مجھے خوش ہونا چاہیے یا ماتم کرنا چاہیے؟ ایک ماں نوادہ تک اس اندھیرے میں نہیں اٹھائے گی۔ نوادہ بعد میرا چچا تاریک جنم میں پیدا ہوگا۔ پیدا ہو کر آنکھیں کھول کر کچھ نہیں دیکھ سکے گا۔ جو بڑے کرب سے پیدا کرے گی اس ماں کو بھی نہیں دیکھے گا۔ اپنے میں کسی ماں ہوں! اپنے لئے وہ کیسا بچہ ہوگا۔"

وہ حاضریں بار بار کر دیتے تھے۔ وہ بولی بھی جاری تھی اور رونے کی آواز بھی جاری تھی۔ نارمن اسے تسلی نہیں دے رہا تھا۔ اس سے الگ ہو کر سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ایسے وقت آنسو پونچھو تو اور زیادہ اٹھ اٹھتے ہیں۔ ہمدردی کرو تو اور زیادہ کھینچنے لگتا ہے۔ اس لئے وہ خاموش تھا۔ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ انہیں قید کرنے والی ایک عورت ہے۔ شاید ایسی حالت میں جو راجوری کی آہ و زاری اس عورت کو سنا کر کرے۔

عورت پہلی بار ماں بننے والی وہ عورت اب میں جھلا ہوا تو اس کی آہ و زاری پتھر کو بھی کھینچ دیتی ہے لیکن یہ کوئی سنگدلی سی سنگدلی تھی کہ اب بھی جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ عورت یا تو گونگی ہو گئی تھی یا انہیں قید کرنے کے بعد وفات پا گئی تھی۔ اسی لئے اس کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

مرتا اس وقت دوسرے معاملات میں مصروف تھی۔ سنے پھر اس کو بتا رہی تھی کہ اپنے خیال خرافی کرنے والوں کو تاریکی میں قید کرنے کے لئے فائدہ حاصل ہو رہے ہیں۔ سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ جورا جوری جوروئی نارمن کیلئے شستا اور پال ہوپ کن دشمنوں سے محفوظ رہے۔ سوینا اور اس کے خیال خرافی کرنے والے ان چاروں کو ٹھپ نہ کر سکے۔

مرتا نے کہا "اس دوران میں چاروں پر تخریبی عمل کرتی رہی یہ چاروں بیش میرے فراتر اور رہیں گے اور بھی کسی دشمن کے زیر اثر نہیں آئیں گے۔"

پھر اس نے کہا "جب ہمیں ان کی فرامیاداری پر پورا بھروسہ ہے تو انہیں تاریکی سے نکالو۔ انہیں ملک اور قوم کے لئے استعمال کرو۔"

"بے شک! میں سب سے پہلے پال ہوپ کن کو آزاد کروں گی یہ میرا معمول بننے سے پہلے بھی محبت وطن تھا اور آج بھی ہے۔"

"مس مرتا! ہمیں کئی معاملات میں خیال خرافی کرنے والوں کی ضرورت ہے۔ پلینز انہیں امریکا واپس لے آئیں۔"

"میب ہے! میں پہلے آزمائش کے طور پر پال ہوپ کن کو

یہاں سے روانہ کروں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اور کئی دنوں سے وہ خود کو بہت زیادہ مصروف رکھنے لگی تھی۔ اپنے ذہن کو بھینکنے سے روکنا چاہتی تھی اور ذہن تھا کہ موقع ملے ہی پارس کی طرف اڑنے لگتا تھا۔

وہ سمجھتا چاہتی تھی کہ اس کے لئے ایسی دیوانگی کیوں ہے؟ آخر اس میں کیا بات ہے؟ اگر اس کی زندگی میں پارس نہ آتا۔ کوئی دوسرا آتا۔ تب بھی دیوانگی ہوتی؟ ہرگز نہیں! تجربہ کرنے سے بات سمجھ میں آتی۔ وہ غیر معمولی تھا۔ دنیا کے تمام لوگوں سے مختلف تھا۔ ذہنیات تھا۔ سانس تھا۔ ایک ملاقات کے بعد دوسری ملاقات کے لئے نہ نونے والا نشہ چھوڑ جاتا تھا۔ دراصل وہ دیوانی نہیں تھی۔ لڑنے کی عادی ہو گئی تھی۔

وہ سوچنے سوچنے سر کو جھٹ کر پیسے ہوش میں آگئی ورنہ ہر ہوش ہونے والی محسوس آئینہ دیکھا تو چوہو تنہا رہا تھا۔ آنکھیں لٹلی ہو گئی تھیں۔ اگرچہ پارس سے ملاقات کرنے میں دشواری نہیں تھی۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ سکتی تھی۔ جہاں چاہتی وہاں اسے بلا سکتی تھی لیکن دیوانگی میں بھی بلا کی ذہانت سے سوچنی تھی۔ نہیں! مجھے اپنے جذبات پر قابو ہونا چاہیے۔ مقابلہ سوینا سے ہے۔

وہ سمجھ رہی ہے کہ اس نے ڈی کا قریب دے کر اصل پارس کو تاریک قید خانے سے آزاد کرایا ہے، اور میں مطمئن ہوں کہ اصل پارس آزاد ہو کر بھی ذہنی طور پر میرا تابعدار ہے۔ اگر میں اتنی جلدی تنہائی میں اس سے کہیں لئے جاؤں گی تو سوینا کے آوی مجھے گھیر لیں گے۔ لہذا میرے پارس کے دماغ میں آتے جاتے ہوئے سوینا کی مصروفیات کو سمجھ رہا ہوں۔

اس نے پارس کی طرف سے دھماکا ہانپنے کے لئے خیال خرافی کی پرواز کی اور پال ہوپ کن کے اندر پہنچ گئی۔ وہ یوگا کا ہر برائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا تھا چونکہ مرتا کا معمول تھا اس لئے اسے محسوس نہ کر سکا۔ وہ بولی "پیل پال!"

اس نے چونک کر پوچھا "کون؟ مرتا تم ہو؟"

"ہاں میں ہوں۔"

"آہ! اس سوچ کی بجلی شپانے ہمیں بھی کسی تاریک کمرے میں قید کر دیا ہے۔"

وہ جھپٹے ہوئے بولی "پال! میں نے تم چاروں قیدیوں سے جھوٹ کہا تھا۔ میں قیدی نہیں ہوں اور نہ ہی شپانے تم لوگوں کو قید کیا ہے۔"

پال ہوپ کن نے کہا "سمجھ گیا! ابھی تم میرے دماغ میں آئیں اور میں نے تمہیں محسوس نہیں کیا۔ تم نے مجھے اپنا معمول اور تابعدار بتلایا ہے۔"

"ٹھیک سمجھ رہے ہو۔ اب ہمیں مجھ پر فائدہ آئے۔"

"ایک معمول اور تابعدار کے غصے کی آہستہ آہستہ۔"

یوگیا حکم ہے میری مالکہ؟"

وہ جھپٹے ہوئی بولی "میں مالکہ نہیں تمہاری دوست ہوں۔ تمہاری جت الوطنی کے باعث تمہاری قدر کرتی ہوں۔"

"قدر بھی کرتی ہو! غلام بھی بناتی ہو۔"

"ابھی تم آزاد ہو جاؤ گے لیکن آزادی کے لئے چند شرائط ہیں۔ تم اپنا نام اور اپنی شخصیت تبدیل کر دو۔ چوہا ہلکے سرجری کے ذریعے تبدیل ہو گا تاکہ سوینا کا ہمارے ملک کا کوئی آدمی نہیں نہ پہچانے۔ میں نے تم چاروں پر تخریبی عمل کیا، تاریک قید خانے میں رکھا۔ میں دشمن نہیں! اپنے خیال خرافی کرنے والوں کو اس مکار چیل سے بچانے کا یہی ایک راستہ تھا۔ تمہاری باتیں میرے دل کو لگ رہی ہیں لیکن یہ تصدیق لازمی ہے کہ تم واقعی ہمارے ملک اور ہماری قوم کے لئے ایسا کر رہی ہو۔"

"میرے دماغ میں آؤ اور نئے پیراسٹر کے دماغ میں پہنچو۔ پھر اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے پاس جاؤ۔ تصدیق ہو جائے گی۔"

اس نے پال ہوپ کن کو پیراسٹر کے پاس پہنچایا۔ پھر کہا۔

"اب میں نیو سٹائن سے مل کر آئی ہوں۔"

وہ تاریک کمرے کے دوسرے قیدی کے پاس جانا چاہتی تھی پھر جانے کیسے عورت کے دل سے عورت کی طرف کھینچ لیا۔ وہ جورا جوری کے پاس آئی تو حیران رہ گئی۔ مرتا نے یہ بھی سوچا ہی نہیں تھا کہ جورا جوری اور نارمن کو محبت میں گرفتار کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا۔ ان کی تذبذب کے مطابق نتیجہ برائیاں نہیں تھا۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی وہ شادی کرتے تو ان کا قانون اور معاشرہ خوش رہتا۔ دراصل برائے ہوا تھا کہ بچے کی بنیاد تاریکی میں پڑی تھی۔

طبی نقطہ نظر سے میں نے کوئی خرابی پیدا ہو سکتی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا کہ بچے کی ماں کو فوراً روشنی میں آکر زندگی گزارنا چاہیے۔ پھر وہ پہلی بار بولی "جورا جوری! دل اور دماغ سے تمام پریشانی نکال دو۔ تم نارمن کے ساتھ ایک مہینے کے اندر اندر آزاد ہو جاؤ گی۔"

جورا جوری ایک دم سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ نارمن سے بولی۔

"وہ میرے دماغ میں بول رہی ہے۔ کتنی ہے! تم آزاد ہو رہے ہیں۔"

مرتا نے نارمن کے دماغ میں آکر کہا "بچہ مبارک ہو۔ اس کے قتل آزادی مل رہی ہے لیکن چند شرائط پر عمل کرنا ہوگا۔"

"ہم بچے کی خاطر تمہاری ہر شرط مان لیں گے۔"

"تم دونوں اپنا نام اور اپنی شخصیت تبدیل کر دو۔ اس سلسلے میں میری جوئی ہلک ہے۔ وہ ہمیں نئے پیراسٹر سمجھائے گا۔ میرے دماغ میں آؤ اور پیراسٹر کے پاس پہنچو۔"

مرتا نے ان دونوں کے ساتھ نیو سٹائن کو بھی پیراسٹر کے

پاس پہنچایا پھر اپنے خاص میک اپ میں اور ہلکے سرجری کرنے والے کے پاس آئی۔ وہ بھی اس کا تابعدار تھا۔ اس نے کہا "چار افراد کے چوں پر بھگی سی تبدیلیاں کر دو۔ سرجری کا تمام ضروری سامان میرے پاس موجود ہے۔ میں آؤے گئے بعد تمہیں بلاؤں گی۔"

آؤے گئے تھے کہ وہ چاروں ٹیلی جیتی جانے والے معمول پیراسٹر سے یہ پلانک سننے رہے کہ کس طرح وہ بالکل آزاد رہ کر اپنے ملک میں زندگی گزاریں گے اور اپنے ملک کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہیں گے لیکن وہ جو کچھ کریں گے، مرتا کی ہدایات کے مطابق کریں گے۔

مرتا کی سب سے پہلی ہدایت تھی کہ وہ گھر کی چار دیواری سے نکل کر بھی خیال خرافی نہیں کریں گے۔ دشمن اسے چالاک ہوتے ہیں کہ کسی کے خاموش رہنے کے انداز سے خیال خرافی کرنے والے کو نواز لیتے ہیں۔ اکثر ٹیلی جیتی جانے والے پبلک مقامات میں خیال خرافی کے باعث دشمنوں کے شبکے میں آ جاتے ہیں۔

لہذا ان چاروں کو سمجھایا گیا کہ وہ کسی بچے کے سامنے بھی جیل خرافی نہ کریں۔ سبھی ان پر معیت آئے تو وہ مرتا یا اپنے قابل اعتماد ساتھی کے دماغ میں آکر صرف اتنا کہہ دیں "خطو" اتنا کہہ کر فوراً دماغی طور پر حاضر ہونے سے کسی کو ان کی خیال خرافی کا شبہ نہیں ہوگا اور ان کی معیت دور کرنے، انہیں خطرے سے نکالنے کے لئے مرتا یا کوئی ساتھی ان کے پاس پہنچ جائے گا۔

دوسری ہدایت یہ تھی کہ ملکی معاملات میں مرتا اعلیٰ حکام یا پیراسٹر سے احکامات حاصل کرے گی۔ اگر ان احکامات پر عمل کرنے سے ہمارے خیال خرافی کرنے والوں کو نقصان پہنچتا ہو تو وہ قتل سے انکار کر دے گی۔ وہ اپنے چاروں خیال خرافی کرنے والوں کی بھلائی کو کوئی نظر فکر کر انہیں ملکی مفادات کے لئے استعمال کرنے گی۔

وہ چاروں اپنے ملک اور اپنی قوم سے محبت کرتے تھے اور مرتا کا طریقہ کار بڑی دافنیشنز تھا۔ اس کی ہدایات پر عمل کر کے وہ سوینا اور اس کے ٹیلی جیتی جانے والوں سے محفوظ رہ سکتے تھے اور سب سے بڑی بات یہ کہ آزادی سے زندگی گزار سکتے تھے لیکن ایک بات چاروں کو ٹاپنڈ تھی کہ وہ اس کے معمول اور تابعدار بن گئے تھے، ہر طرح آزاد ہونے کے باوجود ایک عورت کے غلام بن گئے تھے۔

مرتا نے پہلے جورا جوری کے دماغ پر قبضہ جاکر اسے گہری نیند سلا یا پھر نارمن کو بھی سلا دیا۔ انہیں حکم دیا کہ چہرے پر سرجری کے دوران آنکھیں نہ کھولیں۔ جب تک مرتا حکم نہ دے، وہ بیدار نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد اس نے تاریک

کرے کو مدد مل گیا۔ اپنے خاص پلاننگ سرجری کے ماہر کو وہاں بچایا۔

اس کی مصروفیات بڑھ گئیں تھیں۔ بعد میں پال ہو پکن اور نیو سٹان کے چرے بھی پلاننگ سرجری کے ذریعے تبدیل کئے گئے۔ ان چاروں کو تارک کدوں سے اس طرح نکالا کہ وہ آئندہ کبھی اس قید خانے کا سراغ نہ لگا سکیں۔

ان کے نئے نام، نئی شخصیت کے مطابق امریکا کی شہرت کے کاغذات حاصل کئے۔ تیزوں کو لندن سے روانہ کیا۔ صرف پال ہو پکن رہ گیا۔ مرہٹے کا "جیہاں میں کدہ بھی ہوں کہ تمہاری بہت قدر کرتی ہوں اس لئے تم سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔" دوسری بیٹھ کر کچھ اہم باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

"یہ میری خوش قسمتی ہے۔"

"ٹیکسی میں بیٹھو،" دوائے نمز کے کنارے وکٹوریہ ایکسپریس کی سڑک پر آؤ۔ میں وکٹوریہ ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو بارہمیں ہوں۔"

پال ہو پکن اپنے ہوٹل سے نکلا۔ پھر ایک ٹیکسی میں وکٹوریہ ہوٹل پہنچ گیا۔ دوسری منزل پر پہنچ کر دوسرا نمبر کے دروازے کی کال بل کاٹھن دایا۔ اندر سے آواز آئی "کم ان" وہ اندر آیا۔ وہ حینہ ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں کی نظریں ملیں وہ بولی "پچانائے؟"

"ہمیکسارٹرنگ سٹریٹس میں دیکھا تھا کافی تبدیلی آئی ہے؟"

"تبدیلی نہیں آئی، وہ زمینوں سے محفوظ رہنے کے لئے چرے پر لگی تبدیلی کی ہے۔"

وہ دوسرے صوفے پر بیٹھنے پہنچا "وہ مسکر کر بولی "تم میری صوفے پر کافی تنہا نہیں ہے۔"

وہ جواباً مسکرا کر اس کے پاس آیا پھر بیٹھ کر بولا "تم میری جتنی قدر کرتی ہو اس سے زیادہ میں تمہیں چاہتا ہوں۔ تمہاری عزت کرنا ہوں۔ تم نے ہم سب کو دشمنوں سے محفوظ رکھ کر اپنے ملک کے کام آنے کے لئے بڑی دانشمندی اور بہتر حکمت عملی کا ثبوت دیا ہے۔"

"پال! میں کسی کے دوسرے نہیں آتی، کسی پر مجھوسا نہیں کرتی تمہارے سامنے اس لئے آئی ہوں کہ تم مجھے وطن بھی ہو اور بڑی صلاحیتوں کے مالک بھی۔ میں تمہیں اپنا دوست راست بنانا چاہتی ہوں۔"

"تم میرے داغ سے اپنے تنہی عمل کا اثر ختم کر کے مجھے اپنا دوست اور دست راست بنا سکتی ہو۔ مجھ پر ایک بار مجھوسا کر کے دیکھو۔"

"سورہی پال! میں نے کبھی اپنے باپ پر بھی مجھوسا نہیں کیا۔ یہی میری کامیابی اور میرے عروج کا راز ہے۔"

"میرا بھی یہی اصول ہے۔ تم مجھے آزما کر دیکھو۔ تم نے

میرے سامنے آنے کی حد تک مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اب دوست بنا کر بھی دیکھ لو۔ تم تو یہ کہیں گے کہ ہم شادی کر لیں۔ اس کے بعد اعتماد خود بخود قائم ہو جائے گا۔"

"شادی؟" وہ غلام میں جھپٹے ہوئے بولی "میں شادی نہیں کر سکتی۔ میرے جسم جان کا مالک کوئی اور ہے۔"

"کون ہے؟"

"کوئی بھی ہے۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

"تم اپنے ذاتی معاملے میں آزاد ہو۔ کوئی تمہیں روکنے نہیں والا نہیں ہے۔ اور ہم بظاہر آزاد ہوتے ہوئے بھی تمہارے غلام ہیں اور غلام رہیں گے۔"

ایسا کہنے کے دوران اس نے ایک چھوٹا سا چاقو چھپا کر نکال لیا تھا پھر اچانک اس پر حملہ کیا۔ چاقو کی نوک سے اس کے بازو کو اوپر سے نیچے چرنا چلا گیا۔ اس حینہ نے چیخ مار کر بازو کو تمام لیا۔ اس کے پاس سے اٹھ کر دروازہ چلی گئی۔ پال ہو پکن نے کہا "جتنی دور چاہو چلی جاؤ، جب تک یہ چاقو کا زخم تکلیف دیتا رہے گا تم خیال خالی نہیں کر سکو گی۔ میرے داغ میں آکر مجھے مجبور نہیں بنا سکو گی۔"

وہ تکلیف سے اترتی ہوئی بولی "میں اپنے اور تمہارے لئے اور اپنے ملک کے لئے بہت بڑا کام کر رہی آ رہی ہوں۔ تمہیں محبت وطن سمجھ کر بلایا تھا مگر تم نے مجھے کمزور بنا کر اپنے وطن کو ان لحاظ میں کمزور کر دیا ہے۔"

وہ بولا "میں اپنے ملک کا آزاد شہری ہوں، تمہارا غلام بن کر نہیں رہ سکتا تھا۔ اب تمہارا تنہی عمل نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیونکہ میرے داغ میں نہیں آسکو گی۔ میں تمہارے داغ میں آیا ہوں اور تمہیں اپنی معمول بنا کر اپنے ساتھ امریکا لے جاؤں گا بیٹھ جاؤ۔ میں تمہارے زخم کی مرہم بنی کدوں کا لیکن اس سے پہلے تمہارے داغ میں آ رہا ہوں۔"

اس نے خیال خالی کی پرواز کی۔ پھر مرہٹے کے داغ میں جانا چاہتا تھا اس نے سامنے دوک لی۔ وہ حیرانی سے بولا "تم کمرے کے زخم کے باوجود پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتی ہو اور سامنے دوک لیتی ہو؟"

وہ جھپٹے ہوئے بولی "مگر میرے لئے! جسے تو نے زخم لگایا ہے وہ میری ایک آنکھ کا ہے، میں اس کی زبان سے بول رہی ہوں۔ میں تمہارے جیسے کتوں پر مجھوسا کر کے کبھی سامنے آنے کی حماقت نہیں کر سکتی۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "نہیں، تم مجھے دھوکا دے رہی ہو۔ میرے سامنے تم ہی ہو۔ ابھی یہاں سے بچ کر جانا چاہتی ہو۔ میں تمہیں جانے نہیں دوں گا۔"

اس نے آگے بڑھ کر اس کی گردن دھجلی۔ اسی وقت مرہٹا نے داغ میں ڈھل پید کیا۔ وہ بچ کر مار دوںوں ہاتھوں سے سر

تھام کر پھیلنے کی کوشش کرنے لگا۔ مرہٹا نے کہا "تم میرے معمول اور تابعدار ہو۔ میں حکم دیتی ہوں، میری آنکھ کا زخم مرہم بنی کر کے یہاں سے دھجے ہو جاؤ۔"

اس حکم دے کر وہ دھجلی طور پر حاضر ہو گئی۔ اب وہ تھک گئی تھی۔ قدرے مایوس ہو گئی تھی۔ پچھلے دو دنوں کے اپنے چاروں ٹیلی بیٹھی جانے والوں پر سخت کڑی تھی، ان کی شخصیت تبدیل کر کے انہیں نیکارک روانہ کیا گیا تھا۔ پال ہو پکن سے بڑی توقعات تھیں کہ وہ بہترین معاون اور مددگار ثابت ہوگا لیکن وہ آئین کا سا بن گیا تھا۔ اپنے داغ پر ایک عورت کی حکمرانی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ آزادی حاصل کرنے کے لئے دشمنی پر اتر آیا تھا۔

اس نے ایک مرد کو بھری۔ میں ایک پاس ی تھا جس کے قریب وہ پورے اتحاد سے جانتی تھی اور اس کے داغ پر بیش حکمرانی کر لیتی تھی۔ ایک سونیا کی طرف سے خدشہ تھا کہ وہ پاس کو چارہ بنا کر اسے پکڑنے کی کوشش کرے گی۔ اسی خدشے کے باعث وہ پچھلے کئی دنوں سے اپنے اندر کی عورت کو مار رہی تھی اور پاس کی ضرورت کو کچل رہی تھی۔

لیکن یہ کب تک ہو سکتا تھا۔ وہ بالکل خفا تھی۔ نہ فیملی لائف گزار رہی تھی نہ سماجی زندگی۔ کوئی اسے اپنا بیٹہ سے دیکھنے والا، اس کے دکھوں اور پریشانیوں کو سمجھنے والا نہیں تھا۔ ایسے میں سارا نہ طے انسان ذہنی انتشار میں مبتلا ہو کر ذہانت سے کام لینا بھول جاتا ہے۔ پھر ٹارنل نہیں رہتا اور وہ ٹارنل رہتا چاہتی تھی۔

وہ مجبور ہو گئی۔ اس کا بہترین ساتھی ایک پاس ہی تھا۔ اس نے سوچا "اس سے ضرور ملے گی لیکن حقائق دے گی۔ ہر طرف نظر رکھے گی اور دیکھے گی کہ سونیا کیسی چالیں چلتی ہے۔ اس نے اپنے خاص ماتحت کے داغ میں پہنچ کر اسے پاس کا موجودہ بتاتے ہوئے کہا "وہ ایک آدھ گھنٹے بعد اپنی رہائش گاہ سے نکلے گا۔ تم اپنے توہین کے ساتھ اس طرح تعاقب کرو گے کہ سونیا کے کسی بندے کو تم کو توں پر شبہ نہ ہو۔ تمہیں یہ معلوم کرنا ہے کہ پاس کی عمرانی ہو رہی ہے یا نہیں؟"

"ادام! اگر پاس کسی ہوٹل یا کلب میں جائے تو ہمیں بھی اندر جانا چاہیے؟"

"وہ کسی ہوٹل یا کلب میں نہیں جائے گا۔ میں اسے لندن کی سڑکوں پر دوڑاتی رہوں گی۔"

اس نے ماتحت کو ہدایات دینے کے بعد پاس کے پاس آخر خاموشی سے اس کی سوچ پڑی۔ وہ خوش قسمتی میں تھی کہ وہ اس کا معمول ہے جبکہ وہ آزاد تھا۔ سونیا کی ہدایت پر اس طرح تنہی عمل کیا گیا تھا کہ وہ مرہٹا کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا مگر بے اختیار سامنے سے دوکٹا اور محسوس کرتے ہی فوراً مرہٹا کے متعلق

محبت سے سوچنے لگتا۔

وہ خاموشی سے پاس کے خیالات بڑھ کر خوش ہو گئی۔ وہ اسے یاد کر رہا تھا اور اس سے ملنے کے لئے تڑپ رہا تھا۔ اس نے تجاہل کیا تو وہ ناراض ہو کر بولا "کیوں آئی ہو؟ میں تمہارا کوئی نہیں ہوں۔ پہلی جاؤ یہاں سے۔"

وہ مسکرا کر بولی "تمہاری ناراضگی بھابھ ہے۔ مگر میں مجبور تھی۔ ایک تو ضروری معاملات میں ابھی ہوئی تھی۔ دوسرے سونیا کی چالوں کو سمجھنا چاہتی تھی۔ ذرا فائدہ، داغ سے سوچ۔ اگر ہم کہیں ملیں گے اور وہاں سونیا کے کوئی بچپن کے تو میرا انجام کیا ہوگا؟"

"تم درست کہتی ہو مگر مجھ سے دھجلی رابطہ تو ہو سکتا تھا۔"

"تمہیں کیا پتا میں کتنی بار آئی تھی۔ تمہیں غائب نہیں کیا کیونکہ تمہارے داغ میں کبھی سلمان واسطی اور بھی سلطانہ بولتی تھی۔ وہ تمہیں سمجھاتے تھے کہ تمہیں جو جو کے پاس بیٹس جانا چاہئے مگر تم نے جانے کے بجائے کرتے رہتے تھے۔ مجھے خوش ہے کہ تم میری خاموشی پر رہنے پر آمادہ ہو۔"

پاس نے کہا "تم چم چاپ آئی تمہیں اور خوش ہو کر چل جاتی تھیں۔ میرا کوئی بھلا نہیں ہوا تھا۔"

"آج بھلا ہو گا اور اسی ہوگا۔ میرے پاس طے آؤ۔"

وہ خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ "کہاں آؤں؟"

"تم اپنی کار میں نکلو اور خواہ مخواہ سڑکوں پر گھومتے رہو۔ ہماری ملاقات کی خوشی میں یہ نہ بھولنا کہ تمہاری عقلیت میرے لئے مصیبت بن جائے گی لہذا پوری حاضر دہانی سے رہنا۔ میں اور بیٹھے آئے ہوں، ہر نظر رکھنا۔ کوئی بھی تمہارے نقش قدم پر چل کر میری شہرت تک پہنچ سکتا ہے۔"

وہ دوڑتا ہوا باہر اپنی کار میں گیا تھا "اسے اشارت کر کے آگے بڑھاتے ہوئے بولا "تم میری جان ہو، میری زندگی ہو، میں تم پر آج نہیں آئے دوں گا۔ میری سونیا ماما بہت اچھی ہیں۔ میرے ذاتی معاملات میں مداخلت نہیں کرتی ہیں۔ تم سے ملاقات کرنا میرا ذاتی معاملہ ہے۔ دیے بھی بایا صاحب کے ادارے کا کوئی آدمی میری موجودگی میں تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

"تمہارا یہ اعتماد تمہارے لئے درست ہے۔ میں اپنے طور پر تمام خطرات کو ٹال کر تمہارے قریب آؤں گی۔ تمہارا

مطالعہ کرنے کے لئے اس کتاب کو ڈاؤن لوڈ کریں

مکتبہ فضیلت پبلیکیشنز

فیس ۱۰ روپے

مکتبہ فضیلت پبلیکیشنز

کرتے رہو۔ میں تھوڑی دیر کے لئے جاری ہوں، پھر آجائوں گی۔“

وہ چلی گئی۔ پارس اطمینان سے ڈرائیو کرنے لگا۔ وہ مرنہ کو پسند کرتا تھا۔ اسے چاہتا تھا مگر جاہت میں دیوانہ کی نہیں تھی۔ ضرورت تھی۔ وہ جانتا تھا کہ کسی طرح مرنہ جیسے میں آجائے گی تو اس کے پیچھے وہ جادوں ٹیلی جیتی جانے والے بھی چلے آئیں گے۔ مرنہ کی ذہانت اور پے در پے کامیابیوں نے سمجھا دیا تھا کہ یہ لڑکی کبھی آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔ اس کے لئے جمل سے ایسے موقع کا انتظار کرنا ہو گا جب وہ ہاتھ آئے تو پھر اس کے نکل بھاگنے کا کوئی راستہ نہ رہے۔

وہ لندن کے راستوں پر گارڈز آ رہا۔ مرنہ دوسری بار آئی تو ہوا۔ پہلے ایک نیل رنگ کی کار قلاب کر رہی تھی۔ ایک جگہ وہ کار رک گئی۔ اس کی جگہ سفید کار میرے پیچھے آ رہی ہے۔ اگر یہ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھتے ہیں تو ابھی انہیں روک سکتا ہوں۔“

وہ بولی ”میں وہ میرے آدمی ہیں۔ وہ تمہاری نگرانی کرنے والوں کو تلاش کر رہے ہیں۔“ تعجب ہے ”سونا کیا بابا صاحب کے ادارے کا کوئی آدمی تمہارے پیچھے نہیں ہے۔“

”میں کچھ چکا ہوں، میرے ذاتی معاملات میں باسرو تفریح کے دوران کوئی میری جاسوسی نہیں کرتا ہے۔ ویسے تمہاری یہ عادت اچھی ہے کہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتی ہو، مجھ پر بھی نہیں۔“

”ایسی بات نہیں ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں ایک آدمی ہو، جس کے قریب آجائی ہوں۔ اور یہ میرا فیصلہ ہے آج ہم ضرور ملیں گے۔“

وصال کا یقین ہو تو میر کا دامن ہاتھوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ مرنہ بڑی صابر تھی۔ ایک دیہی بے صبرا تھا۔ اس کے باوجود اسے ایک لمحے تک مہربان نہ پڑا۔ پڑول کی تنگی دوبارہ نکل کرانے کے بعد پھر مرنہ کوں پر گھومنا پڑا۔ آخر اس نے کہا ”میں مطمئن ہوں۔ ہوٹل جا رہا ہے کہرا انبرسات سوسائٹ میں آجاؤ۔“

وہ تیر کی طرح وہاں پہنچا۔ کہرا انبرسات سوسائٹ کی کال تیل بجائی ”نورای دروازہ کھل گیا۔ کھلے ہوئے دروازے پر ایک نوخیز حسینہ کھڑی مسکرا رہی تھی۔ پارس نے کہا ”سوری“ میں شاید غلط دروازے پر آ گیا ہوں۔“

وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے بولی ”دراعتل سے کام لو۔ کیا میں اصلی صورت میں میراں نظر آؤں گی۔“

پارس نے اندر آکر دروازے کو بند کیا پھر کہا ”ادوائی سوئٹ مرنہ!“

وہ آگے بڑھنا چاہتا تھا کہ چونک کر پلٹ گیا۔ ساٹنر گئے ہوئے ریو اور سے فائر کر کے دروازے کے لاک کو توڑا گیا تھا۔

دروازہ کھل گیا تھا۔ کھلے ہوئے دروازے کے سامنے وہ جینز اور بیٹک پہنے کھڑی تھی۔ اس کے دائیں بائیں اور پیچھے سب لٹاؤ گارڈز تھے۔ وہ قہقہہ لگا کر بولی ”اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو شکار اور شکار بھی کیا خوب؟ پارس بھی ”مرنہ بھی۔“

وہ پھر قہقہہ لگا کر اندر آئی۔ آنے والی سونا نہیں تھی۔ ایک ایسی بلا تھی جو پارس کی دوست تھی نہ مرنہ کی۔ اور وہ کوئی نئی بلا نہیں تھی۔ مرنہ بھی۔ اس کے سبب سختوں نے اندر آکر دروازے کو بند کر دیا تھا۔ چونکہ فائر کر کے لاک توڑا دیا تھا اس لئے دروازہ بند نہیں رہ سکا تھا۔ ایک باخت اس سے ٹک کر کھڑا ہو گیا۔ مرنہ نے مرنہ کو دیکھ کر کہا ”تم یقیناً ایک اپ میں ہو، میں تمہارا اصلی چہرہ خوب پہچانتی ہوں کیونکہ تمہارے جزل انکل کی داشتہ رہ چکی ہوں۔“

پھر وہ پارس کو دیکھ کر بولی ”ایک بار تم نے ایسے ہی ایک ہوٹل کے کمرے میں مجھے بے بسی اور مجبور کیا تھا۔ میں تم سے انتقام لینے آئی تھی۔ اچانک انکشاف ہوا کہ تم مرنہ سے ملنے جا رہے ہو۔ جانتی ہو مرنہ! مجھے کیسے معلوم ہوا؟“

مرنہ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی ”میں ایک انجینی خیال خوانی کرنے والی لڑکی بن کر پارس کو پیڑھا چاہتی تھی۔... یہ اسے باب کی طرح عیاش ہے۔ میں نے سوچا یہ مجھے حاصل کرنے کے لئے کئے گئے چیلے کا تو میں اسے کیس بلاؤں گی اور اسے زخمی کر کے دائمی طور پر اپنا غلام بنالوں گی۔“

وہ ریو اور کو سلاتے ہوئے بولی ”مزہ آیا۔ ابھی میں اسے پیڑھنے کے لئے اس کے دماغ میں بیچی تو اس نے سانس نہیں روکی کیونکہ تم وہاں موجود تھیں۔ اس سے بول رہی تھیں ”میں مطمئن ہوں“ ہوٹل جا رہا ہے کہرا انبرسات سوسائٹ میں آجاؤ۔ میں نے تمہاری آواز پہچان لی۔“ مقد سے دوپے کے ہوئے پھل میری جھولی میں آ رہے تھے اس لئے میں چلی آئی۔“

مرنہ نے کہا ”ٹپا ایس تم سے شدید نفرت کرتی ہوں۔ تم میرے انکل کی داشتہ بن کر ہمارے تمام ٹیلی جیتی جانے والوں کے نام اور بچے معلوم کرتی تھیں اور ان کے دماغوں پر قبضہ تاکہ ان پر حکومت کرنا چاہتی تھیں لیکن حکومت کرنے کے لئے ذہانت اور بہترین حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ دونوں چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں۔ اگر تمہارے پاس عقل ہوتی تو یہ کچھ لیتیں کہ جب پارس اور مرنہ الگ الگ اتنے خطرناک ہوتے ہیں تو ایک ساتھ ہوں کسی بلا کے خطرناک ہوں گے۔ جس میں ہمارے سامنے خود نہیں آتا چاہئے تھا۔ اپنے کسی آلہ کار کو بھیجتا چاہئے تھا۔“

ٹپا نے ساٹنر گئے ہوئے ریو اور سے نشانہ لے کر کہا ”میں تمہیں زخمی کر کے تمہارے دماغ میں پنچوں گی تو۔“

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے کسی نے باہر سے

دروازے پر زور کی لات ماری۔ ٹپا کا جو باخت دروازے سے لگا کھڑا تھا وہاں سے اچھل کر اپنے ساتھیوں پر انگر کر۔ وہ دونوں ساتھی ٹپا پر انگرے۔ اس اچانک انفادے سے ٹپا بھی توازن قائم نہ رکھ سکی۔ اونڈھے سے گر گئی ہوئی پارس کے قدموں میں آئی۔

پارس نے اس کے ریو اور پر پاؤں رکھ کر کہا ”ایسے آدمیوں کا انجام دیکھو۔ اس نے فرش پر پڑے پڑے سر کھرا کر اپنے ساتھیوں کو دیکھا۔ لات مار کر دروازہ کھولنے والوں نے ساٹنر گئے ہوئے ریو اوروں سے فائرنگ کی تھی۔ ٹپا کے مسلح پاؤں گاڑڈ کو بھٹنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ ان کے فرش سے اٹھنے تک ہاتھوں اور پیروں میں گولیاں مار کر ان کے ہتھیار گرا دئے تھے۔

مرنہ نے کہا ”تمہارے کئے زخمی ہو گئے۔ ہتھیار نہیں اٹھا سکیں گے۔ اب میں تمہیں زخمی کر کے تمہارے دماغ میں پنچوں گی۔ یہ میرے آدمی ہیں۔“ بولو ”تمہیں زخمی کیا جائے یا میرے لئے دماغ کا دروازہ کھولوں گی۔“

پارس نے کہا ”میں مرنہ! تم اسے ٹرپ نہ کرو۔ یہ میری دانف جو جو کی معمول ہے۔ اسے جانے دو۔“

وہ ہنسنے ہوئے بولی ”ہاتھ آئے ہوئے شکار کو جانے دوں؟ نہیں پارس! جب میں نے تم پر عمل کر کے تمہیں اپنا قاتل بنا دیا تھا تب میں نے تمہارے دماغ سے معلوم کیا تھا کہ ٹپا انجانے میں جو جو کی معمول بن گئی ہے۔ اس کے بعد ٹپا کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو جو اسے ضرورت کے وقت استعمال کرنا چاہتی تھی۔“

مرنہ بولتی ہوئی ایک مومنہ پر جا کر بیٹھ گئی۔ پھر بولی ”پارس! میری جان! امیری زندگی! تم میرے وفادار ہو۔ مقتول بات پر سر تسلیم خم کرلو۔ اور وہ مقتول بات یہ ہے کہ ٹپا میرے ملک کی شہری ہے اسے میرے ملک میں ٹیلی جیتی سکھائی گئی ہے۔ اسے صرف میرے ملک کے کام آتا چاہئے۔ اس لئے میں اسے تارک قید خانے میں رکھ کر اس کا دماغ درست کروں گی۔“

پارس کو حیات کرتے رہنا تھا کہ وہ مرنہ کا معمول اور تابعدار ہے اس لئے اس نے سر تسلیم خم کر لیا۔ ٹپا نے مرنہ کے آدمیوں کو دیکھا جو ریو اور سے اس کا نشانہ لے ہوئے تھے، صرف حکم کے منتظر تھے۔ وہ گڑگڑا کر بولی ”مجھے زخمی نہ کرو۔ میرے دماغ میں آجاؤ۔“

وہ ٹپا کے اندر آکر بولی ”کیوں میں نے ٹیکہ لگا دیا کہ انسانی دماغوں پر حکومت کرنے کے لئے ذہانت اور بہترین حکمت عملی کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ چیزیں تمہارے پاس نہیں ہیں۔“

”میں جانتی ہوں۔ ابھی تمہاری باتوں سے پتا چلا ہے کہ تم ہی ٹیلی جیتی جانے والوں کو تارک قید خانوں میں رکھتی ہو۔ مجھے

دوست بنالو۔ میں ہمیشہ تمہاری برتری تسلیم کرتی رہوں گی۔“ مرنہ نے اچانک اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا اور ساتھ ہی تھی سے اس کے ہونٹوں کو بند کر دیا کہ وہ تجلیں مار کر ہوٹل والوں تک اپنی آواز نہ پہنچائے۔ وہ بڑے کرب میں جھلا ہو گئی تھی دماغ چھوڑے کی طرح ڈھک رہا تھا۔ انتہائی تکلیف کے وقت چہنچلاٹا ایک فطری امر ہے۔ چہنچے اور بین کرنے کے دوران تکلیف میں ماسطوم سی کی ہوتی ہے۔ یہ ظلم کی انتہا تھی کہ مرنہ اسے چہنچنے کی بھی اجازت نہیں دے رہی تھی۔

اس نے دوسری بار دماغی جھٹکا پہنچایا تو وہ ذہانت برداشت نہ کر سکی بیوش ہو گئی۔ مرنہ نے اپنے آدمیوں سے کہا ”اسے اٹھا کر بستر پر ڈالو اور زخمیوں کی مرہم بنی کر کے یہاں سے بھاگو۔“ وہ حکم کی قیل کرنے لگے۔ ایک شخص باہر گیا۔ فرسٹ ایڈ کا سامان لے آیا۔ ان کی مرہم بنی اس طرح کر دی کہ وہ اوپر سے زخمی نظر نہ آئیں۔ پھر وہ سب ان زخمیوں کو ہاتھ بٹے ہوئے وہاں سے لے گئے۔ اس کمرے کے بستر پر ٹپا کو چھوڑ گئے۔

پارس نے کہا ”سوچا تھا کیا اور کیا ہو گیا ہے بستر ہمارے لئے تھا مگر یہ ٹپا صاحبہ آرام فرما رہی ہیں۔“

مرنہ نے کہا ”میرے نصیب اچھے بھی ہیں اور برے بھی۔ اچھے اس لئے کہ چار ٹیلی جیتی جانے والوں کے بعد یہ پانچویں ٹپا ہاتھ آئی ہے۔ میں اپنے ملک کی کوئی ہوئی قوت پھر سے حاصل کرتی جا رہی ہوں۔“

”پھر تو تمہارے نصیب برے نہیں ہیں؟“

”جس بہت ہی برے ہیں۔ سکون سے تمہاری آغوش میں رہنے کی فرصت ہی نہیں ملتی۔ پہلے تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنا بنا کر رکھنا چاہا تو سونا نے میرے انکل کو بر مثال بنا کر تمہیں مجھ سے دور کر دیا۔ اب تم سے تنہائی میں ملنے وقت دھڑکا رہتا ہے۔ بابا صاحب کے ادارے والے تمہاری نگرانی کرتے ہوں گے۔ وہ تمہارے ذریعے میری شرمگ تک پہنچ سکتے ہیں۔“

پارس نے کہا ”یہ تمہارا دہم ہے۔ کوئی میری نگرانی نہیں کرتا۔ مجھے یہاں آئے ایک گھنٹہ گزر چکا ہے۔ ٹپا نے آکر گڑبڑ کی پھر میری نگرانی کرنے والے کیوں نہیں آئے؟“

”اس میں بھی کوئی راز ہو گا۔ سونا کی نگاریاں دیر سے سمجھ میں آتی ہیں۔“

”کیا یہ بھی نکاری ہے کہ تم نے ٹپا کو دائمی ازیتیں پہنچائیں اور ہمارے کسی خیال خوانی کرنے والے نے مداخلت نہیں کی۔ ٹپا جیسی ٹیلی جیتی جاننے والی تمہارے ہاتھوں میں آ رہی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ ٹپا اور مرنہ دونوں اس کمرے میں ہیں۔ ہمارے آدمی تم دونوں کو آسانی سے گرفتار کر سکتے ہیں۔“

”شاید سونا اس گفتگو میں ہو کہ میں اصل مرنہ ہوں یا مرنہ کی کوئی آلہ کار؟ اس انجمن کے باعث اس کے آدمی اور حرنہ

آ رہے ہوں۔

عیک ہے۔ تمہارے لئے انجمن ہوگی مگر شپا کے لئے تو نہیں ہے۔ وہ شپا کو تم سے جین کر لے جانے کے لئے آئے ہیں۔

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پارس نے اسے زیادہ سوچنے کا موقع نہیں دیا۔ کہنے لگا۔ ”مرتا! دوسرے پہلو سے بھی سوچ۔ میرے یہاں آنے کی خبر کسی کو نہیں ہے اور شپا کے یہاں آنے تک کوئی اس کے داغ میں بھی نہیں تھا۔ کوئی ہوا تو شپا کو داغی اذیتوں سے بچا لیتا کیونکہ یہ عورت سونا ماما کے لئے بھی بے حد اہم ہے۔“

وہ قائل و درکولی ”ہاں میں خواہ مخواہ خدشات میں مگر کر محبت کے قیمتی لحاظ ضائع کر رہی ہوں۔“

”تو پھر مجھ سے دور کیوں ہو؟“

”ذرا صبر کرو۔ دیکھو یہ ہوش میں آ رہی ہے۔ میں ابھی جو جو کے عمل کا تو ذکر کرے اسے اپنی معمول باتوں کی پھر اسے خوشی دیند سلا دوں گی۔ اس کے بعد تو رات ہماری ہے۔“

وہ صوفے سے اٹھ کر بستر کے پاس گئی۔ شپا کی سانسیں نارمل ہو رہی تھیں مرنے اس کے اندر بیچ کر دیکھا۔ وہ ہوش میں آ رہی تھی۔ چند لمحات میں آنکھیں کھولنے والی تھی۔ اس نے آنکھیں کھولنے نہیں دیں۔ اس کے کمزور داغ پر عمل کرنے لگی۔

پارس بیزار ہو کر صوفے پر لیٹ گیا۔ اس کی فطرت بھی مناسب نہیں ہوتی جاری تھی۔ وہ اپنے شکار کو سمجھ کر پہچان لیتا تھا۔ مرنے سے اس کی پہلی قوت محنت آگئی کے گیسٹ دوم میں ہوتی تھی۔ دوسری بار قید خانے کی تاریکی میں وہ آئی تھی اور اس نے تاریکی میں اسے پہچان لیا تھا۔ لیکن وہ ہوش کے کمرے کی بھر پور روشنی میں وہ آئی تو نہیں تھی۔ مرنے کی کوئی آواز نہ تھی۔

پارس نے کمرے میں داخل ہو کر اسے بازوؤں میں لیتے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ وہ بدن نہیں ہے جو گیسٹ دوم اور اس کے بعد تاریک قید خانے میں آیا تھا۔ مرنے جذبات میں اندھی نہیں ہوتی تھی۔ دوسروں کو اندھا کر دیتی تھی۔ ویسے اس نے اپنی آواز کا کو بیچ کر پارس کو دھوکا نہیں دیا تھا۔ وہ محتاط رہ کر سونیا کی چالوں کو سمجھتا چلتی تھی۔

اور سونیا ایسی جاہل باز تھی جسے سمجھتا تقریباً ناممکن تھا۔ جب شپا کمرے میں آئی تھی تب سلمان نے پارس کے پاس آکر پوچھا تھا ”کیا یہ مرنے ہے؟“

”نہیں! اس کی آواز کا رہے۔“

سلمان شپا کے داغ میں چلا گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سلمان کے پاس اس ہوش میں نہیں آئے تھے۔ جب شپا اور اس کے باڈی گارڈ بے بس ہو گئے تو وہ سونیا کے پاس آیا اور اسے تمام روداد سنا کر بولا ”شپا بے بس ہو گئی ہے۔ مرنے کا وہی ہے۔“

شپا کو اپنی معمول بنائے گی۔ کیا میں مداخلت کروں؟“

”بالکل نہیں! تم خاموشی سے تماشا دیکھو۔ جب مرنے اس کے داغ میں جو جو کے خوشی عمل کا تو ذکر ہے اور اپنی معمول بنانا چاہے تو جب چاہے اس کے خوشی عمل کو نام نہانے رہتا۔ جب وہ جو جو کے عمل کا تو ذکر ہے میں نام نہان رہے گی تو شپا پہلے کی طرح ہماری سرکشت میں رہے گی۔“

”میں سمجھ گیا۔ مرنے کے کام عمل کے بعد شپا خوشی دیند سوئے گی۔ ابھی اس نے کہا ہے کہ اسے تاریک قید خانے میں پہنچا کر اس کا داغ درست کرے گی۔ اگر میں شپا کے داغ میں مکمل موجود رہوں تو اس کے ذریعے تاریک قید خانے کا سراغ مل جائے گا۔“

”بالکل ٹھیک۔ تم اور سلطان اس کے داغ میں باری باری رہو۔ اس طرح مرنے کے خفیہ اڈے تک ضرور پہنچو گے۔“

سلمان تھوڑی دیر بعد شپا کے داغ میں آیا تو وہ ہوش میں آگئی تھی اور مرنے اس پر عمل کرنے والی تھی۔ یہ تو معلوم ہو چکا تھا کہ شپا کے بستر کے پاس جو حینہ کھڑی ہوئی خوشی عمل کر رہی ہے وہ مرنے نہیں ہے اس کی آواز کا ہے اور مرنے کیس آرام سے بیٹھی ہوئی ہے۔ وہاں سے شپا کے داغ میں بیچ کر خوشی عمل میں مصروف ہو گئی ہے۔

خوب چکر چل رہا تھا۔ سونیا کی محنت عملی سے مرنے اپنے مقاصد میں بظاہر کامیاب ہو رہی تھی اور کامیابی کی خوشی میں اپنے لئے کڑوا کھوئی جا رہی تھی۔ اب یہ یقین ہو چکا تھا کہ شپا جس خفیہ اڈے میں پہنچائی جائے گی وہی مرنے کی خفیہ رہائش گاہ ہوگی۔

چنانچہ کام عمل ہو گیا۔ مرنے کی ڈبی نے بستر کے پاس سے آکر پارس کو دیکھا۔ وہ آنکھیں بند کئے صوفے پر لیٹا ہوا تھا۔ اس نے دروازے کے پاس آکر دیکھا اس کا لاک ٹوڑا ہوا تھا۔ اب اندر سے بند نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔

پارس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ شپا بستر پر سوری تھی مرنے کی آواز کا نظر نہیں آئی۔ وہ صوفے سے اٹھ کر ہاتھ دوم میں آیا۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی اس نے سوچ کے ذریعے پکارا۔ ”مرتا! تم کہاں ہو؟“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے شپا کو دیکھا۔ پھر تیزی سے چٹا ہوا بارہ آیا۔ وہ کوئی ڈور کے آخری سرے سے چلی آ رہی تھی۔ اس نے پوچھا ”تم کہاں تھیں؟“

وہ بولی ”تمہارے کمرے کا صرف دروازہ ہی نہیں ٹیلی فون بھی خراب ہے۔ میں نے نیچے کا ڈزپر جا کر دو سرا کرایا ہے۔“

سات سو بارہ نمبر کا کرایہ ہے۔ آؤ۔“

وہ پارس کا ہاتھ پکڑ کر اُدھر جانا چاہتی تھی اس نے کہا۔

”لیکن اس کمرے میں شپا سوری ہے۔“

”وہ ابھی خودی پیدا ہو رہی ہے۔ پہلی جائے گی۔“

رہائش گاہ میں چھپ کر وہی کی عمر میں مج سے پہلے ہی اس کے داغ میں جاؤں گی اور اسے دائمی طور پر غائب کر کے تاریک قید خانے میں پہنچا دوں گی۔“

سلمان ایسے وقت پارس کے پاس آکر یہ باتیں سن رہا تھا۔ اس نے کہا ”بچے! میں مج تک شپا کے داغ میں رہوں گا۔ آج مرنے کا خفیہ اڈا ضرور معلوم ہو گا۔“

وہ چلا گیا۔ پارس مرنے کی آواز کا رے ساتھ کرا غبر مات سو باہ میں آیا۔ وہ آواز کا دروازے کو اندر سے بند کر کے اس کے قریب آئی پھر اس کے گلے کا پارس گئی۔ پارس نے پہلے تو اسے بے دلی سے قتل کیا پھر یکایک چوک چکا۔

یاجرت! یہ وہ بدن تھا جو پہلے گیسٹ دوم کی ختانی میں اور اس کے بعد قید خانے کی تاریکی میں ملا تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے والی آواز کا نہیں تھی۔ جیسے مرنے تھی۔

بات سمجھ میں آگئی۔ مرنے نے اپنے محتاط طریقہ کار کے مطابق اس ہوش میں پہلے ہی دوسرے پر کرائے تھے۔ کراغبر سات سو سات میں اس کی آواز کا آئی تھی اور وہ خود کراغبر سات سو باہ میں بیٹھ کر خیال خوانی کرتی رہی تھی۔ شپا پر عمل کرنے کے بعد جب تین دوا کا اب کوئی دشمن اور نہیں آئے گا تو اس نے اپنی آواز کا دواں سے روانہ کر دیا اور کراغبر سات سو باہ سے نکل کر پارس سے آئی۔

وہ تھوڑی دیر پہلے بے دلی سے قتل کرنے والا تھا۔ اب اسے دل سے قتل کرنے لگا۔ ایک تو اس لئے کہ اس پر بیچ چکے دل آیا تھا دوسرے یہ کہ وہ بیچ چکے دلی جسے سونیا جیسے میں کتا چاہتی تھی۔ اب کیا رہے گی؟ پارس گردن دوج لیتا تو وہ خیال خوانی بھول جاتی لیکن یہ جلد بازی نقصان بھی پہنچا سکتی تھی۔

بغداد کی کوئی کوئی نفسی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ مرنے اپنی ذہانت ہماری مکاری سے گولی کی طرح آنہا رہ جاتی تھی۔ کسی کے جسم میں یا ہاتھ میں ٹھونک نہیں تھی۔

پہلی بار میں نے اور سلمان نے اسے پکڑا چاہا مگر وہ بڑی متلائی سے ہمیں اٹھاتا کر نکل گئی تھی۔ دوسری بار پارس اسے پکڑنے والا تھا وہ پارس کو بھی پکڑیں ڈال کر چلی گئی تھی۔ تیسری بار میں اس نے اُسے بے بس کر کے تاریک قید خانے میں پہنچایا تھا۔ ایسی ذہن دوست احتیاطی تدابیر ہر عمل کرتی تھی کہ سونیا بھی اسے ایسی تک گرفتار نہیں کر پاتی تھی۔ ایسی صورت میں پارس جلد بازی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اگر وہ اس کے خلاف کوئی قدم اٹھاتا اور وہ پیشہ کی طرح بیچ لگتی تو یہ ہمید کھل جاتا کہ وہ مرنے کا معمول اور آہود نہیں ہے۔ اس سے فزا کر رہا ہے۔

وہ بڑے تحمل سے سلمان اور سلطان کا انتظار کرنے لگا۔ اپنی سونیا ماما کی طرح اس کی بھی ایک اگلی میں ایسی اگلی تھی جس کے ذریعے وہ سونیا کو اعصابی کمزوری میں مبتلا کر سکتا تھا۔ اور یہ اسی وقت مناسب ہوتا۔ جب سلمان اس کے کمزور داغ پر قبضہ

جمانے کے لئے موجود ہوتا۔ لیکن وہ نہیں تھا۔ اسے صبح تک شپا کے داغ میں آتے جاتے رہتا تھا۔ شپا اتنی اہم تھی کہ وہ اور سلطان صبح تک پارس کے پاس نہ آتے۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکتا تھا کہ اب شپا سے زیادہ لڑکی اہم ہو گئی ہے جسے وہ مرنے کی ڈبی سمجھ کر چلے گئے تھے اور ان کے جاتے ہی کراہا بدل گئے تھے۔ بازی ہل گئی تھی۔

بازی یوں بھی پلٹ رہی تھی کہ پارس مرنے کی قوت سے مدہوش ہو رہا تھا۔ اس کی ذہنی میں کچھ چارہ ڈالنے والیاں اور چاہنے والیاں آئی تھیں جنہیں وہ بھولنا چاہتا تھا۔ صرف ایک جو جو ایسی تھی جو بچپن سے داغ میں نقش تھی۔ اس سے اٹھ کر اٹھ گیا اور ایسی شدید محبت تھی کہ اس کی ایک آہ پر وہ اپنی جان دے سکتا تھا لیکن نوجوانی کے کچھ مہر دور تھانے ہوتے ہیں۔ یہ تھانے کیلئے چھلکی کی طرح ہاؤں تے آکر بیٹھے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

مرتا میں ایسی خوبیاں تھیں جو پچھلی خفیوں کو بھلا دیتی تھیں۔ وہ کوئی جادوگر تھی ”اپنی ایک ایک ادا سے محرزہ کر دیتی تھی۔ مملکت ختانی میں صرف اس کے حسن و شباب کا سنگ چٹا تھا۔ پارس سچا اور سمجھتا چاہتا تھا کہ یہ کیسی طمانی بنا ہے جسے چھوڑنے کو بھی نہیں چاہتا۔ یہی چاہتا ہے رات بھر بولی جائے اور صبح نہ ہو۔ صبح ہوئی تو سلمان انکل بیچ جائیں گے۔ اسے ٹپ کر لیں گے۔ مرنے کو فزا کا کلم ہو گا تو محبت قوت میں بدل جائے گی پھر وہ بھی اس کی ختانی میں نہیں آئے گی۔ کبھی آئے گی تو اس کے حضور پہلے جیسی حیات سے اپنی جوانی پکنا چور نہیں کرے گی۔

وہ اسے کھتا نہیں چاہتا تھا۔ کچھ زیادہ ہی بولا ہو گیا تھا۔ مرنے ہوش و حواس میں رہنے کی عادی تھی۔ پارس کی ذہنری قوت کے باوجود اسے یاد تھا کہ صبح سے پہلے شپا کو تاریک قید خانے میں پہنچا ہے۔ اگرچہ یہی چاہتا تھا ”زیر کا کاش کہ نہ ہو“ بدستار رہے مگر عمل کبھی تھی پارس تو اپنے بس میں بنے کہاں جائے گا۔ میں پھر اس کے قریب آ جاؤں گی۔

وہ اٹھتے ہوئے بولی ”تم آرام کرو میں شپا کے پاس جا رہی ہوں۔“

وہ ہاتھ پکڑ کر بولا ”مجھے چھوڑ کر جا رہی ہو؟“

اس نے ہنستے ہوئے کہا ”صرف دائمی طور پر جاؤں گی۔“

وہ ہاتھ چھڑا کر ہاتھ دوم کے ساتھ والے اسٹور دوم میں گئی جہاں لباس تبدیل کیا جاتا تھا پھر ایک منٹ کے اندر ہی اسٹور دوم سے نکل آئی۔ اس کے اٹھوں میں ایک نئی تھی۔ وہ بولی۔ ”ابھی رات کے ڈھانچے بچے ہیں۔ میں ایک گھنٹے بعد بھی شپا کے پاس جا سکتی ہوں۔ آؤ! لگتی میں کھڑے ہوں۔“

وہ پارس کو دیکھتے ہوئے سکرانی۔ پھر اس ادا سے اندر گئی کہ پارس کو بھی اٹھ کر چلا پڑا۔

بس یونہی جذبات میں آکر آدمی عقل سے کام لیتا چھوڑتا ہے۔ پارس کو سمجھتا چاہتے تھا کہ رات کے ڈھانچے بالکل نہیں جانے کا متفق کیا ہے؟ پارس نے رات میں دیکھی دقت نہیں دیکھا۔ مرثیہ کی ادائیں دیکھیں اور اسے ہاتھ سے پھٹنے کا سامنہ دے دیا۔

وہ آواز کاروانی کہیں دور نہیں مٹی تھی۔ مرثیہ نے اسے کرا ٹھہرات سوسات سے بلا کر اسی کرا ٹھہرات سوسات کے اسٹور میں سلا دیا تھا اور خود کمرے میں پارس کے ساتھ ڈھانچے بیچے تک وقت گزارتی رہی تھی۔ پھر وہ اندھ کرا اسٹور میں گئی۔ خیال خوانی کے ذریعے اپنی آواز کا رگڑا گیا۔ اس کا لباس آئنا کر اس کے ہاتھ میں ایک ٹائیٹ سے کرا اسٹور سے باہر بیچ دیا۔ خود اسٹور میں رہی... اس نے آواز کا رگڑا زبان سے کہا "ابھی رات کے ڈھانچے بیچے ہیں میں ایک کھٹے بعد بھی شاپا کے پاس جاسکتی ہوں۔ آؤ تم بالکل میں کھڑے ہوں۔"

اس طرح وہ بالکل میں مٹی۔ پارس بھی اس کے پاس گیا۔ مرثیہ کا رات صاف ہو گیا۔ وہ اسٹور سے نکلی۔ خالی کمرے سے گزرتی ہوئی باہر جانے کے دروازے تک آئی پھیلٹ کر دیکھا۔ اپنی آواز کا اور پارس کے قہقہے سنائی دے رہے تھے۔ وہ سکرانی ہوئی دروازہ کھول کر کھلی گئی۔

اسے کہتے ہیں "انسان کی نفسیات اور اس کے جذبات سے کھیلنے والی ذہانت۔ وہ بڑی عقل سے اور احتیاط سے آتی تھی۔ بڑے اطمینان سے پارس کو بستر کی طرح چھانچتا، مکمل کی طرح اڑھا تھا پھر آرام سے چلتی ہوئی چلی گئی تھی۔ اسے پکڑنا تو دور کی بات ہے، پارس کے سوا کوئی اب تک اسے چھو تک نہیں پایا تھا۔ اگر وہ ایسی ہی ذہانت اور حکمت عملی سے کام لیتی رہی تو بھی کوئی اس کی گرد کو بھی نہ پائے گا۔"

ایسی بات نہیں تھی کہ وہ پارس پر کسی طرح کا شبہ کر رہی ہو۔ نہیں وہ پورے یقین سے اسے اپنا دھار سمجھ رہی تھی۔ البتہ اس نے یہ اصول بنالیا تھا کہ کسی پر مجھوسا نہیں کرے گی۔ نہ اپنے باپ پر نہ اپنے یار پر۔ اس نے اپنے باپ اور ان ڈی فون زا کو بھی اپنی آواز کا رگڑا رکھا تھا۔ بھائی کے داغ پر بھی قبضہ جما کر اس سے کام لیتی تھی۔ باپ اور بھائی کو اپنے کسی راز میں شریک نہیں کرتی تھی۔

پارس کو بھی اپنے کسی راز میں شریک نہ کر ڈی ایک اور وجہ یہ تھی کہ سونیا کے خیال خوانی کرنے والے پارس کے داغ میں آتے جاتے ہوں گے۔ اگر وہ کسی چالاکی سے اس کے چور خیالات پڑھتے ہوں گے تو یہ بھی معلوم کر لیں گے کہ مرثیہ اسے اپنے کن رازوں میں شریک کرتی ہے اور مرثیہ ایسی غلطی کرنا جانتی ہی نہیں تھی۔

برمال وہ جاگتی تھی۔ پارس اس کے ساتھ بالکل میں چھیڑ چھاؤ کر رہا تھا۔ ایسے ہی وقت وہ دن انہیں سالگاہ۔ وہ اسے چھینچ

کر کرے میں لے آیا۔ پھر جراتی سے بولا "کیا تم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی ہو؟"

وہ بولی "تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہوا؟" پارس نے سوچا اگر وہ اصل کی جگہ ڈی مرثیہ کے آنے کی بات کرے گا تو اس ڈی کے داغ میں رہنے والی مرثیہ کو یقین ہو جائے گا کہ وہ تابعدار ہونے کے باوجود اصل اور نقل کو جھوکر اور سوچ کر پہچان لیتا ہے۔

وہ فوراً ہی بات بتاتے ہوئے بولا "مطلب یہ ہے کہ پہلے تم میری آغوش میں غم نہیں۔ پھر شاپا کے پاس جانے کے لئے مجھ سے دور ہو گئیں۔ ایک منٹ کے بعد ہی تم نے پھر رنگ بدلا۔ شاپا کے پاس جانے کا ارادہ ہلوی کیا اور اتنی رات کو اپنے ساتھ مجھے بھی بالکل میں لے گئیں۔ اور گاڑا! اتنی دیر ٹھنڈی ہوا میں کھڑے رہنے سے مجھے سوزی لگ رہی ہے۔" آواز کا اس کے قریب آئی۔ وہ بولا "تمہیں جتنے والے ہیں۔"

مجھے نیند آ رہی ہے۔ یہ کہہ کر وہ بستر گر پڑا۔ ڈی اس کے پاس آکر بولی "ایسی بھی کیا ہے مروتی ہے۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟" وہ بولا "میرے داغ میں آؤ؟"

"داغ میں؟" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی "م۔ میں کیسے آؤں؟"

"تم مرثیہ ہو۔ ٹیلی بیٹھی کی شہزادی ہو پھر مجھ سے پوچھ رہی ہو کیسے آؤں؟"

"ہاں میرے اندر بھی کوئی یقین دلاتا ہے کہ میں ٹیلی بیٹھی جانتی ہوں۔ میرے اندر کوئی پوتا ہے بلکہ بولتی ہے لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ داغ میں کیسے جاتے ہیں؟"

وہ سمجھ گیا کہ مرثیہ ابھی اپنی آواز کا کارے اندر نہیں ہے۔ اس نے پوچھا "تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تم مرثیہ ڈی فون زا ہو؟" "یہ وہ میرے داغ میں بولنے والی کہتی ہے۔"

"کسی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ تمہارے داغ میں بولنے والی خود مرثیہ ہے۔ تمہیں اپنے پیدا کنی نام اور اصلی شخصیت کے متعلق معلوم ہونا چاہئے۔"

"میری شخصیت ہے جسے تم کیجے رہے ہو اور نام دی مرثیہ ہے۔"

اسی وقت مرثیہ نے مخاطب کیا۔ وہ ایک منٹ پہلے آئی تھی اور ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس نے پوچھا "پارس! تمہیں کیسے پہچاننا کہ یہ میری ڈی ہے؟"

وہ بولا "تمہاری دیر پہلے کوئی میرے داغ میں آتا چاہتا تھا" میں نے سانس روک کر تمہاری ڈی سے کہا کہ میرے داغ میں آؤ۔ میں چاہتا تھا، تم میرے اندر رہ کر دوسرے ٹیلی بیٹھی جانتے والے کی باتیں سن سکو کر ڈی کی زبان سے سن کر جراتی ہوئی کہ یہ خیال خوانی نہیں جانتی ہے۔"

"ہاں، نہ خیال خوانی جانتی ہے نہ اپنی اصلیت اسے معلوم ہے۔ یہ ہمیشہ محروم رہتی ہے اور میرے کام آتی رہتی ہے۔" "اس کا مطلب یہ ہے، تم میری محبت کا راز افشاں کر رہی ہو۔"

تم اس ڈی کو میرے پتلون بھیج کر مجھے دو کا دیتی رہی ہو۔ وہ بستر سے اٹھ کر جو پتے ہوئے بولا "اب میں تمہارے بدن کو چھونے کا خیال دل سے نکال دوں گا۔ تم ضرورت سے زیادہ محتاط ہو۔ تمہیں مجھ پر مجھوسا نہیں ہے۔ تم ہمیشہ مجھے اپنی ڈی کے پکڑ میں ڈالتی رہو گی۔"

وہ بولی "غصہ نہ کرو۔ میں جسم کھا کر کتنی ہوں۔ ابھی ڈھانچے بیچے تک میں ہی تمہارے پاس تھی۔ میں اپنے حسن و شباب کا ایک ایک ذرہ تمہیں دے کر آئی ہوں۔"

وہ جانے کے لئے اٹھ رہا تھا۔ پھر بیٹھ کر بولا "اب میں تمہاری باتوں میں نہیں آؤں گا۔ کیا یہ بات عقل حلیم کر کے کی کہ ڈھانچے بیچے تک تم میرے پاس نہیں۔ پھر میں تمہارے ساتھ بالکل میں گیا تو تم اسلی سے نقل بن گئیں؟"

مرثیہ نے اسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح ڈی پہلے سے اسٹور دہم میں تھی اور کس طرح اسٹور میں جا کر اس نے ڈی کو بالکل میں جانے کا حکم دیا۔ پھر پارس بھی بالکل میں گیا تو اصلی مرثیہ اسٹور سے نکل کر اس کمرے سے اور ہوئی سے چلی گئی۔

اس نے پوچھا "کیا تمہیں بتا کر ایسا نہیں کر سکتی تھیں؟" "سوری پارس! میں تم پر مجھوسا کرتی ہوں تمہارے لوگوں پر نہیں کرتی۔ میں تمہیں اپنا یہ منصوبہ بتاتی اور ایسے وقت تمہارے خیال خوانی کرنے والے تمہارے اندر آکر سن لینے تو میں ہوئی سے نکل نہ پاتی۔"

"تمک ہے، تم نے احتیاطا ایسا کیا۔ میں ناراض نہیں ہوں لیکن یہ تو سوچو میرے لوگ اس وقت بھی آگئے تھے، جب تم میرے پاس تھیں۔ انہیں تمہاری موجودگی کا علم ہو سکتا تھا۔"

"ناں اسی لئے تو میں نے پہلے ڈی کو بھیجا۔ جب یقین ہو گیا کہ میرے لئے خطرہ نہیں ہے تو میں اپنے پاس کے پاس آگئی لیکن آج میں بت بڑے خطرے سے بال بال بچ گئی ہوں۔"

"یہ خطرہ؟" "جب شاپا ہوئی میں آئی تو سلمان اس کے داغ میں موجود تھا۔ میں شاپا کو معمول بنا کر تارک قید خانے میں پہنچانا چاہتی تھی لیکن سلمان نے میرے عمل کو ناکام بنا دیا۔ یہ بات مجھے چند منٹ پہلے معلوم ہوئی۔"

"کیسے معلوم ہوئی؟" "میں تمہارے پاس سے اٹھ کر ہوئی کے باہر گئی۔ اپنی کار میں بیٹھ کر معلوم کرنا چاہا کہ شاپا جاگ رہی ہے یا سوری ہے۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہی تھی کیونکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے وہ ایک ہوئی کے کمرے میں تھی اور آنکھ کھلنے کے بعد خود کو اپنی رہائش

گاہ میں پاری تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ مرثیہ نے اسے اپنی معمول بنا کر آزاد چھوڑ دیا ہے۔ آئندہ جب بھی چاہے گی اس کے کان پڑ کر اپنی خدمت کرانے گی۔"

پارس نے پوچھا "کیا انکل سلمان اس کے داغ میں تھے؟" "ہاں، چنانچہ تمہارا انکل کب سے اس کے اندر چھپا ہوا تھا وہ سمجھتا چاہتا تھا کہ میں بھی شاپا کے داغ میں ہوں یا نہیں؟ وہ بڑی دیر سے تھا، جب یقین ہو گیا تو بولا تم بار بار مرثیہ کو مخاطب کر رہی ہو۔ وہ موجود ہوئی تو جواب دیتی، وہ چونک کر بولی "کون سلمان؟" یہ تم لوگ کس طرح میرے داغ میں چلے آتے ہو؟ کیا تم سب نے مجھے اپنی معمول بنایا ہوا ہے۔ کوئی بھی غصہ ایک وقت میں کسی ایک کا معمول بناتا ہے۔ اس کا مطلب ہے میں تمہاری معمول ہوں۔ اور مرثیہ نے مجھ پر عمل نہیں کیا ہے؟ اس نے عمل کیا تھا، میں نے ناکام بنا دیا ہے اور تمہارے داغ کو ہدایت دی ہیں کہ تم مرثیہ کی سوچ کی لہروں کو باہر کھینچے۔"

مخصوص نہیں کوئی تاکہ وہ تمہیں اپنی معمول سمجھ کر خوش رہے۔ وہ باہر کھینچنے کے اندر تمہیں اپنے خفیہ اڑے میں پہنچانا چاہتی ہے۔ ہم تمہارے ذریعے مرثیہ تک پہنچ جائیں گے۔"

پارس مرثیہ کی زبان سے یہ سن رہا تھا کہ سلمان نے شاپا سے گفتگو کر کے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ اس طرح وہ سمجھ گئی تھی کہ سونیا کے آدمی اسے گھیرنے کیوں نہیں آ رہے ہیں؟ اس لئے کہ ہوئی میں مرثیہ کی ڈی بھی ہو سکتی تھی لیکن شاپا کے ذریعے مرثیہ کی مصروفیات کو، کھینچنے کھینچنے کے بعد اسے گھیرنے دقت کوئی دھوکا نہ ہوتا۔

مرثیہ نے کہا "پارس! اگر شاپا نے آتی تو سلمان کی تمام توجہ مجھ پر ہوتی۔ آج مجھے شاپا کی بے وقت مداخلت نے پتہ چلا کہ آئندہ میں اس طرح تمہارے پاس نہیں آؤں گی۔"

"پھر کیسے ملیں گے؟" "اس قسم کے سوالات نہ کرو۔ میں جواب دوں گی اور اپنے راز میں شریک کروں گی تو تمہارے داغ میں رہ کر سننے والے ہوتے ہیں۔ کیا میں بھی سلمان جیسی محنت کروں؟"

وہ اٹھ کر ہوئی کے کمرے سے نکلتے ہوئے بولا "مجھے انکل کی غلطی سے اور تمہارے دیگر معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھ سے صرف محبت اور ملن کی بات کرو۔"

"تم میرے لئے توڑے ہو تو اچھا لگتا ہے۔ یقین کو، میں بھی توڑتی ہوں اور قسم کھا کر کہتی ہوں، میرے جسم و جان کا مالک کبھی کوئی دوسرا نہیں ہو گا۔ کسی نے مجھے چھوٹا بھی چاہا تو میں اسے جسم میں پہنچا دوں گی۔"

وہ بولا "یہ تو محبت اور وفا کے عہدو پیاں ہیں۔ بے شک تم مجھے جان سے زیادہ چاہتی ہو لیکن ہم اپنے پرانے کے خوف سے کب تک دور رہیں گے؟"

"صرف چاروں ممبر کو۔ پھر میں تمہارے پاس ایسے آؤں

میں بیٹھ کر معلوم کرنا چاہا کہ شاپا جاگ رہی ہے یا سوری ہے۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہی تھی کیونکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے وہ ایک ہوئی کے کمرے میں تھی اور آنکھ کھلنے کے بعد خود کو اپنی رہائش

میں بیٹھ کر معلوم کرنا چاہا کہ شاپا جاگ رہی ہے یا سوری ہے۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہی تھی کیونکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے وہ ایک ہوئی کے کمرے میں تھی اور آنکھ کھلنے کے بعد خود کو اپنی رہائش

میں بیٹھ کر معلوم کرنا چاہا کہ شاپا جاگ رہی ہے یا سوری ہے۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہی تھی کیونکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے وہ ایک ہوئی کے کمرے میں تھی اور آنکھ کھلنے کے بعد خود کو اپنی رہائش

میں بیٹھ کر معلوم کرنا چاہا کہ شاپا جاگ رہی ہے یا سوری ہے۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اپنے لئے خطرہ محسوس کر رہی تھی کیونکہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے وہ ایک ہوئی کے کمرے میں تھی اور آنکھ کھلنے کے بعد خود کو اپنی رہائش

کی کہ کوئی ہمیں جدا نہیں کر سکے گا۔ مجھے اجازت دو۔ میں پھر رابطہ کروں گی۔"

وہ دافنی طور پر حاضر ہو گئی۔ چند لمحوں تک خاموش بیٹھی رہی پھر اٹھ کر حضرت عیسیٰ مسیح کی تصویر کے سامنے آئی۔ اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنایا پھر سر ہٹا کر بولی "اے ابن مریم! میں نے تیری حیات مقدسہ سے میرے کسما دانا کی بیکسی۔ یہ وہ عمل ایسے ہیں جو جذبات میں اندھا نہیں ہونے دیتے۔ اے سچے معصم! تیرا شکر ہے" آج میں پھر تیری سے بچ گئی۔"

وہ اپنے سینے پر صلیب کا نشان بنا کر وہاں سے چلتی ہوئی بستر پر آئی۔ یہ غلے کر لیا کہ سدا پارس کے ساتھ رہنے کے لئے ایسی حکمت سے کام لے گی جو دشمنوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ لیکن کام کے وقت کام اور آرام کے وقت آرام۔ اس لئے اس نے آنکھیں بند کیں اور داغ کو ضروری بات یاد دے کر نیند میں گم ہوئی چلی گئی۔

دوسرے دن اس نے پارس کی محبوباؤں کی لسٹ بنائی۔ پتا چلا کہ اس کی زندگی میں جو بھی آئی وہ حالات کے بہاؤ میں چھڑ گئی۔ اس نے فی الحال میں ایک یورپی حینہ سے شادی کی تھی۔ اسے جس سے لے آیا تھا لیکن پھر اس کے ایک خیال خالی کرنے والے نے اسے ہلاک کر دیا تھا۔

جو جی کی حیثیت سب سے الگ تھی۔ مرنا انہی طرح جانتی تھی کہ فریاد کی فیل میں جو ان اور مقام جو جو حاصل ہے وہ پارس کی کسی اور چاہنے والی کو حاصل نہیں ہوگا۔ مرنا نے پارس کو اپنا کر جو جو کسی طرح کی دشمنی نہیں کی۔ وہ پارس کو شکایت کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی پھر اس کی نظروں میں اور دھڑکتے ہوئے دل میں جو جو سے زیادہ پارس اہم تھا۔

بہر حال مرنا نے لسٹ کو چیک کیا تو جو جی کے بعد اس کی چاہنے والی صرف ایک ماریہ رہ گئی تھی۔ زہریلی ماریہ۔ اور یہی لڑکی اس کے کام آ سکتی تھی۔

اس نے پارس کے ریکارڈ سے ماریہ کے باپ کا فون نمبر معلوم کیا۔ فون نمبر کے ساتھ ایڈریس بھی معلوم ہوا۔ وہ اسی شہر لندن میں تھی۔ دیبا نے نمبر کے قریب ہی کنکشن روڈ کی ایک اسٹریٹ میں رہتی تھی۔ مرنا نے نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر دوسری طرف سے کسی خاتون کی آواز سنائی دی۔ مرنا نے آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ خاتون کے داغ میں پہنچی۔ پتا چلا کہ وہ ماریہ کی ماں ہے۔ ماریہ نے پوچھا "اما! اس کا فون تھا؟" "جی نہیں کون تھا۔ لائن کٹ گئی۔"

مرنا ماریہ کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے موجودہ حالات معلوم کرنے لگی۔ پتا چلا وہ اب بھی زہریلی ہے مگر خطرناک نہیں ہے۔ مسلسل علاج کے ذریعے اس کے اندر سے زہر بیلے اثرات ختم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ وہ ختم تو نہیں ہوئے تھے البتہ کم ہو گئے تھے اور جو کم ہو گئے تھے وہ رفتہ رفتہ بڑھ سکتے تھے اس لئے

برہنہ وہ دن میں اس کا میڈیکل چیک اپ ہوا کرتا تھا۔ دوسری اہم بات یہ تھی کہ وہ پہلے جیسی دشمنی نہیں تھی۔ اس کے والدین نے اس پر بڑی محنت کی تھی۔ بڑی رقم خرچ کی تھی اور اسے مذہب بتاتے رہے تھے۔ اب اسے سیکل کی طرح فہم نہیں آتا تھا۔ وہ ہر بات پر نرمی سے سوچتی اور سمجھتی تھی۔ جب کوئی بات سوچنے سمجھنے کے باوجود ناقابل برداشت ہوتی تو وہ بات کرنے والے کو دارنگ دیتی کہ وہ فوراً چلا جائے ورنہ موت آجائے گی۔ اگر وہ بات کرنے والا اس کی نظروں سے دور نہ ہوتا تو پھر وہ اسے ڈس لیتی تھی۔

اس کی ایک خاصیت یہ تھی کہ اس کا زہریلا داغ پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کر لیتا تھا۔ پارس نے اسے سمجھایا تھا کہ ایسے وقت وہ سانس روکے گی تو کوئی دشمن اس کے داغ میں نہیں آئے گا۔ اسے مذہب بتانے کے دوران یوگا کی مشقیں کرائی گئی تھیں۔ اس وقت وہ مرنا کو اپنے داغ میں محسوس نہ کر سکتی۔ وجہ یہ تھی کہ اس وقت اس کے جسم کا خون تبدیل کیا جا رہا تھا۔ زہریلا خون نکال کر تازہ خون داخل کیا جا رہا تھا۔ ایسے وقت وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ اس لئے مرنا آزادی سے اس کے خیالات پڑھ رہی تھی۔

چونکہ براہ خون تبدیل کیا جاتا تھا اس لئے ماریہ کے باپ نے اپنی رہائش گاہ میں ایک چھوٹا سا اسپتال قائم کر لیا تھا۔ وہاں اپنی بیٹی کے لئے بڑے تجربہ کار اور مہنگے ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کرتا تھا۔ ڈاکٹروں نے رپورٹ دی تھی کہ ماریہ اب نارمل ہوتی جا رہی ہے اب اس کے خون میں ماریہ نام زہر بڑھ گیا ہے۔ شاید آئندہ خون تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

جب تبدیلی خون کا عمل مکمل ہو گیا تو ماریہ کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اسے نیند آ رہی تھی۔ مرنا نے تھوڑی دیر انتظار کیا جب وہ گہری نیند میں پہنچ گئی تو وہ اس کے خوابیہ داغ پر عمل کرنے لگی۔ اسے اپنی معمول بنا کر بات پیش کر دی کہ ماریہ اس کی سوچ کی لمبوں کو محسوس نہیں کرے گی۔

اس عمل سے قانع ہو کر وہ اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ آئندہ وہ ذرا سی محنت کے بعد ماریہ کی جگہ لے سکتی تھی۔ حالات بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔ اگر وہ ماریہ کی جگہ لیتی اور اس کا میڈیکل چیک اپ ہوتا تو ڈاکٹروں کو اس کے خون میں زہریلے اثرات نہ ملنے اور دو ڈاکٹر کیلے ہی کہہ دیتے کہ آئندہ ماریہ کے جسم کا خون تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس رپورٹ کے پیش نظر وہ سو فیصد ماریہ ثابت ہونے والی تھی۔

وہ دن گزر گیا۔ رات بھی گزر گئی۔ دوسری صبح ماریہ جو جنگ کے لئے اپنی رہائش گاہ کے سامنے والے میدان میں آئی۔ تھوڑی دیر بعد مرنا وہاں پہنچ گئی۔ وہاں اور بھی لڑکے اور لڑکیاں تھیں اور یو ڈی سے بھی چل تھکی کر رہے تھے۔ مرنا اس کے ساتھ بچوں کے مل آہستہ آہستہ دوڑتے ہوئے بولی "تم بے

مد حسین ہو۔" ماریہ نے کہا "شکر یہ کہ تم مجھ سے بھی زیادہ حسین ہو۔" مرنا نے پوچھا "میں تمہیں کسی جگہ نظر آئی تو کیا تم اپنا ضروری کام چھوڑ کر مجھ سے ملاقات کرنے کے لئے آ جاؤ گی؟" "میں ضروری کام نہ چھوڑ کر مل کر مل ہی نہیں سکتا رہے ہوں۔" مرنا نے کہا "میں نے تمہارے لئے ایک ضروری کام چھوڑ دیا ہے۔" ماریہ دوڑتے دوڑتے رک گئی۔ تجب سے بولی "کیا میرے لئے؟"

"ہاں میں ابھی ادھر سے اپنی کار میں گزر رہی تھی۔ تمہیں دیکھا تو دلچسپی نہ ہو گئی۔ سیدھی تمہارے پاس چلی آئی۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہو گا کہ تم مجھ سے زیادہ حسین ہو؟" ماریہ ہنسنے ہوئے بولی "تم نے ایسی دلیل دی ہے کہ میں انکار نہیں کروں گی لیکن تمہیں بھی میری ایک بات سے انکار نہیں کرنا ہوگا۔"

"نہیں کروں گی۔ وہ بات کیا ہے؟" "اگر میں خوبصورت ہوں تو تمہارا دل مجھ سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔"

دونوں نے ہنسنے ہوئے مصافحہ کیا۔ ایک دوسرے کو اپنا نام بتایا یوں دوستی کی ابتدا ہو گئی۔ دونوں کے قد اور جسامت میں انیس میں کا فرق تھا۔ اگر ماریہ کی جگہ مرنا آجاتی یا مرنا کی جگہ ماریہ آجاتی تو شاید پارس بھی اس معمولی فرق کو سمجھ نہ پاتا۔ مرنا نے دوران تک پارس سے رابطہ نہیں کیا۔ ایک تو اس لئے کہ وہ اڑتالیس گھنٹوں تک ماریہ کے معاملے میں مصروف رہی۔ دوسرے یہ کہ وہ جان بوجھ کر پارس سے کڑائی رہی۔ اس کے داغ میں جانے سے اس کے بازوؤں میں چلے جانے کو ہی چلتا تھا۔

اس نے تیسرے دن اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی۔ خود کو ماریہ کے روپ میں ڈھال لیا۔ اس نے پارس سے کہا تھا۔ صرف چار دن صبر کرو۔ پھر میں کوئی حیران نہیں کر سکے گا۔ وہ چار دن سے پہلے تیسرے دن ماریہ بن گئی تھی۔

اب آخری مرحلہ رہ گیا تھا۔ ماریہ کو پیش کے لئے ختم کرنا تھا۔ ویسے تو یہ آسان تھا۔ مرنا اس کے داغ میں زخروں کے پیدا کر کے پارس کی سانس روک کر اسے ہلاک کر سکتی تھی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ ماریہ کی لاش کسی کو نہ ملے تاکہ دنیا والے مرنا کو ماریہ تسلیم کر سکیں۔

یہ مرحلہ طے کرنے سے پہلے اس نے پارس سے رابطہ کیا۔ اسے خوشخبری سننا چاہتی تھی کہ وہ آج رات اس سے ملاقات کرے گی۔ جب وہ پارس کے داغ میں پہنچی تو وہاں پہلے ہی سلمان موجود تھا۔ اس سے پوچھ رہا تھا۔ "کیا مرنا آئی تھی؟"

پارس نے جواب دیا "نہیں آج تیسرا دن ہے۔ اور وہ ایک بل کے لئے بھی نہیں آئی۔ آپ تو جانتے ہیں انکل! وہ چپ چاپ آئی ہے تب ہی میں اسے محسوس کر کے انجان بن جاتا ہوں لیکن وہ خاموشی سے بھی نہیں آئی۔"

پارس کی اس بات نے اسے چڑھایا کہ وہ اس کی سوچ کی لمبوں کو محسوس کر کے انجان بن جاتا ہے۔ اس کا مطلب صاف تھا کہ وہ اس کا معمول اور تابعدار نہیں ہے۔ اسے اب تک اتو بنانا آ رہا ہے۔ یہی تجربات مرنا کو سکھاتے تھے کہ انسان کو اپنی کسی کامیابی کا بھرپور تعین نہیں کرنا چاہئے۔ بعض کامیابیوں کے پیچھے کامیابی بھی ہوتی ہیں جو کسی وقت ناقابل تلافی نقصان کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

وہ بدستور پارس کے داغ میں تھی اور سمجھ رہی تھی "ان لمحات میں پارس اسے اس لئے محسوس نہیں کر رہا ہے کہ سلمان وہاں پہلے سے موجود تھا۔ اگر ایک خیال خالی کرنے والا موجود ہو اور اس کے بعد دوسرا آئے تو اس کی سوچ کی لمبیں محسوس نہیں کی جاتیں۔ سلمان اس سے پوچھ رہا تھا۔ "تمہارا کیا خیال ہے؟ مرنا نے اتنی طویل خاموشی کیوں اختیار کی ہے؟"

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ایک خیال آتا ہے کہ میں وہ بتا رہا ہوں کسی حادثے کا شکار نہ ہو گئی ہو۔ اور مجھ سے رابطہ قائم کرنے کے قابل نہ رہی ہو ورنہ وہ میری دیوانی ہے۔ ہزار مصروفیات کے باوجود میرے پاس ضرور آتی۔ بالی دی وے انکل! آپ اس کے داغ میں جا کر کچھ نہ کچھ معلوم کر سکتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میں ابھی جا کر دیکھ رہی ہوں۔" مرنا فوراً ہی دافنی طور پر حاضر ہو گئی۔ چند سیکنڈ کے بعد پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے ہی اس نے سانس روک لی۔ پھر سانس لینے لگی۔ چند لمحوں کے بعد سلمان نے داغ میں آتے ہی کہا "میں سلمان ہوں۔ پارس کے بارے میں کچھ کہنے آیا ہوں۔"

وہ بولی "کچھ کہنے سے پہلے سن لو۔ مجھے دو روز پہلے ہی پارس کا فراڈ معلوم ہو گیا تھا۔ وہ میرا معمول نہیں ہے۔ کوئی بات نہیں۔ میں کوئی بہت بڑا نقصان اٹھانے سے بچ گئی۔ آئندہ میں اس فریب پر تھوکتے بھی نہیں آؤں گی۔ باز بہاگ بازا۔"

اس نے سانس روک لی۔ سلمان داغ سے نکل گیا۔ وہ چند لمحوں تک انتظار کرتی رہی جب وہ نہیں آیا تو وہ پارس کے داغ میں آگئی۔ سلمان وہاں موجود تھا۔ اسے مرنا کی باتیں فقط یہ لفظ سنا رہا تھا۔ پارس نے تجب سے کہا "میں حیران ہوں ہر طرح سے حقا کہ رہنے کے باوجود میرا فراڈ کیسے مکمل گیا۔"

سلمان نے کہا "دو روز پہلے میں بھی تم سے اور بھی سسر سے باتیں کر رہا تھا۔ جب میں تمہارے پاس آتا تھا تو اس وقت مرنا آتی ہوگی۔ تم نے میری موجودگی کے باعث اس کی سوچ کی لمبوں کو محسوس نہیں کیا ہوگا۔"

"جی ہاں، مرنا ہے ایسے کسی موقع سے فائدہ اٹھایا ہے... ہر حال جو ہونا تھا، وہ ہو گیا۔ مرنا ہے جو بازی جاری تھی، وہ ختم ہو چکی ہے۔ آئندہ وہ میرے قریب بھی نہیں بیٹھے گی۔ آپ مہاکو بیہوش تادیں۔" مرنا موجود رہی۔ پارس نے پوچھا "انکل! سلمان چلا گیا۔ اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پوچھا "آپ موجود ہیں؟" اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے پوچھا "آپ خاموش کیوں ہیں؟"

دوسری بار بھی جواب نہ ملا تو اس نے سانس دھکی لی۔ وہ اس کے داغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اپنی خاموش حرکتوں سے مزید تعجب کی کہ پارس اس کی سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتا رہا ہے اور اب بھی کرتا ہے۔

اسے غصہ آتا تھا اور وہ خود کو سمجھا رہی تھی "مقات میری ہے۔ میں پارس کو حاصل کر کے خوش ہو گئی تھی۔ یہ بھول گئی تھی کہ وہ فرادہ جیسے بد معاش کا بیٹا ہے اور سونیا سے ملازمتیں کی سند لے رہا ہے۔ مجھے اسے خاندان سے دور ہی رہنا چاہیے۔"

اس نے سوچنے کے دوران آئینہ دیکھا تو خود کو ماریہ کے روپ میں پایا۔ اس نے پارس کو حاصل کرنے کے لئے یہی روپ اختیار کیا تھا۔ منزل قریب تھی۔ بس ایک ذرا سا کام رہ گیا تھا۔ ماریہ کو ہلاک کر کے اس کی لاش کو کہیں چھپا دیا تھا۔ پارس اپنی تمام تر ذرات اور کاروں کے بارہم پیمانہ پناہ کا کہ اس کی خوشی میں مرنا ہے۔ وہ اسے ماریہ ہی سمجھتا رہتا۔ بلا سے وہ کچھ نہ سمجھتا مگر مرنا کے امدان پر ہوتے رہتے۔

وہ اب وہ پہلے جیسی دیوانی نہیں تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ایک بار پارس کے قریب جاتے ہی اسے اعصابی کردی میں جلا کرے گی پھر اسے تاریک قید خانے میں اس وقت تک رکھے گی جب تک یہ تعذیب نہ ہو جائے کہ وہ دماغی طور پر غلام بن جائے۔ اور کسی ٹیلی ویژن جیسے جاننے والے نے اس کے تنہی عمل کا ذکر نہیں کیا ہے۔

وہ اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے آدھی رات کو ماریہ کے دماغ میں پہنچی، وہ سو رہی تھی۔ مرنا کی ہدایت پر جاگ گئی۔ بستر سے اٹھ کر گرم لباس اور کیوس شوپنے پھر خوابگاہ سے باہر آکر پچھلے کے مختلف حصوں سے گزرتے ہوئے کچن میں آئی۔ پچھلا دروازہ کھول کر بائیں باغ میں پہنچی۔ احاطے کا پچھلا گیٹ متعلق تھا، وہ اپنی جگہ پر چڑھ کر دوسری طرف کود گئی۔ وہاں کچھ کی پچھلی گلی دیر ان تھی۔ آگے کچھ قافلے پر ایک کار کھڑی ہوئی تھی۔

اس کار کی اینٹرک میٹ پر مرنا بیٹھی ہوئی تھی۔ گلی میں اندھیرا تھا۔ اس نے کار کے اندر بھی تاریکی رکھی تھی کیونکہ وہ ماریہ کی ہم شکل بنی ہوئی تھی اور یہ نہیں چاہتی تھی کہ جائے واردات تک پہنچنے سے پہلے اصل ماریہ اپنی ڈی کوئی۔

اصل ماریہ جانتی ہوئی کار کے قریب آئی۔ اٹھا دروازہ کھلا

ہوا تھا۔ وہ اگلی میٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ تب مرنا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ ماریہ کو یوں لگا جیسے فینر سے بیدار ہوئی ہے۔ اس نے چونک کر اندھیرے میں مرنا کو دیکھا پھر پوچھا "میری دوست! فیسی! ایس میاں کیسے آگئی؟"

مرنا نے اس سے دوستی کرتے وقت اپنا نام فیسی بتایا تھا۔ اور وہ گھرے اندھیرے میں اسے پہچان کر اس کا نام لے رہی تھی۔ مرنا نے حیرانی سے پوچھا "کیا تمہیں اندھیرے میں بھی دکھائی دیتا ہے؟"

"نہیں، میں تمہیں صرف محسوس کر رہی ہوں۔"

"لیکن تم نے یہ کیسے جان لیا کہ میں تمہاری دوست فیسی ہوں؟"

وہ ہنسنے ہوئے بولی "میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں زیر بلی ہوں میری زیر بلی حس تبادلی ہے کہ جسے میں نے دشمنی میں بھی دیکھا تھا وہ تاریکی میں آیا ہے۔ میں اپنے پارس کو بھی اسی طرح اندھیرے میں پہچان لیتی ہوں۔"

مرنا نے چونک کر پوچھا "کیا تمہارا پارس بھی کسی کو اندھیرے میں پہچان سکتا ہے؟"

"ضرور نہیں نہیں۔ ہم دونوں زیر بلی ہیں۔ ہم دونوں کی فطرت ایک ہے۔"

مرنا کا کلیجا ہلکا سے رہ گیا۔ چشم زدن میں یہ واضح ہو گیا کہ پارس ہوٹل کے سات سو سات سو سات سو بارہ نمبر کے کمروں میں اصل مرنا اور اس کی ڈی کو صاف طور سے پہچانتا رہا ہے ابھی ماریہ چودھیکے بغیر آواز سے بغیر مرنا کو پہچان گئی تھی۔ وہ مکار بھی پہچان کر انجان بنا رہا تھا۔

اس نے فطرتی حیرانی اور پریشانی سے سوچا "اوہ گاڈ! یہ فریاد پڑے یا شیطان کا بچہ! ایس پھر ایک بار دھوکا کھاتے کھاتے بچ گئی ہوں۔ نہیں، اب دھوکا نہیں کھادیں گی۔ کوئی قدم اٹھانے سے پہلے ہزار بار سوچیں گی۔ اگر میں نے ماریہ کو ہلاک کیا تو ہو سکتا ہے اس کی ہلاکت میری ہلاکت کا سبب بن جائے۔ مجھے سائڈر کی سن گھڑت کمائیں پر یقین تو نہیں ہے مگر یہ سب کتنے ہیں کہ ناگن کو مادی تو ناگ چھپا نہیں چھوڑا۔ نہیں اب میں پارس کو اپنے پیچھے نہیں لگاؤں گی۔"

یہ سوچ کر اس نے ماریہ کے دماغ پر قبضہ بنا کر اسے کار سے باہر بھیج دیا۔ دروازے کو بند کیا پھر کار کا شارٹ کر کے وہاں سے آگے بڑھ گئی۔ پیچھے سے ماریہ کی آواز آ رہی تھی "فیسی! گاڈ! روکو۔ یہ تمہیں کہاں چھوڑ کر جا رہی ہو۔"

وہ کار کی رفتار بڑھاتی ہوئی دور نکل گئی۔ اس کے دماغ میں آدھی سی جل رہی تھی۔ وہ تیزی سے حساب کر رہی تھی کہ پارس کی ہلی ملاقات سے لے کر اب تک وہ کتنی بار سونیا کے گھٹنے میں جھپٹے جھپٹے رہ گئی۔ اب تک مقدور سے بچتی رہی پھر غفلت نہیں آئی۔ پارس کو اپنا تابعدار سمجھتی رہی پھر بیدار کھلا

پارس کو تابعدار کرنا مشکل نہیں۔ ناگن ہے۔ اس کے بعد بھی خوش فہمی تھی کہ ماریہ کے روپ میں قریب جا کر اسے اعصابی کردی میں جلا کرے گی پھر ایک بار اسے غلام بنائے گی لیکن تقدیر نے پھر اس کا ساتھ دیا۔ ماریہ کی زبان سے چا چلا کہ وہ آئندہ ایک بار بھی پارس کے قریب جانے کی تو وہ اس کی اصلیت پہچان لے گا۔ دانا گلو سب کے قریب نہیں جاتے۔ اس نے دانا کی سے آخری فیصلہ کیا کہ وہ اپنی جوانی کو ناگ لگا دے گی مگر بھول کر بھی پارس کے قریب سے نہیں گزرے گی۔

○●○

بلی کا پڑ کی تپا کا خطرہ قافلہ دید بھی تھا اور دید کے قائل نہیں بھی تھا۔ ایسی تپا آنکھوں سے دیکھی نہیں جاتی۔ دیکھنے والے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ وہ دھماکا اتنا زبردست تھا کہ ثانی اور علی کا بلی کا پڑ بھی ڈگمگا گیا تھا۔ دونوں نے بک کر کھڑکی کے پار دیکھا۔ دور کوئی تین چار فرلانگ کے قافلے پر ایک بلی کا پڑ کر گرجا ہو گیا تھا۔ اس سے نکلنے والی آگ ایسی تھی جیسے جہنم کے شعلے بڑھ رہے ہوں۔

ان کے پائلٹ نے فوراً اپنے بلی کا پڑ کا رخ پھیر دیا تھا۔ تپا ہونے والے بلی کا پڑ سے دور جاتے ہوئے لاسر ائروپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے رابطہ کر رہا تھا۔ وہاں سے جو رپورٹ موصول ہوئی اس کے مطابق قصد یوں تھا کہ جن ممالک کی حسیناؤں کو اغوا کر کے قتل کے خاتمے میں رکھا گیا تھا ان ممالک کے نمائندے پریس رپورٹر اور فوٹو گرافر غلاموں اور بلی کا پڑوں کے ذریعے شہر لاسر پہنچ رہے تھے۔ ایسا ہی کوئی بلی کا پڑ کسی فنی خرابی کے باعث حادثے کا شکار ہو گیا تھا۔

جو شخص نیلا ٹیلا لاسر بننے والا تھا وہ فانی اور علی کا بے حد احسان مند اور عقیدت مند تھا۔ اس نے صرف یہ دیکھا تھا کہ اس کے محسنوں کا بلی کا پڑ دور پڑاؤ کی طرف جا رہا ہے اس کے بعد اس نے دونوں ہاتھ جوڑ کر عقیدت سے سر کو جھکا لیا تھا۔ آنکھیں بند کر لی تھیں۔ آنکھیں چند ساعتوں کے لئے بھی بند ہوں تو ان چند ساعتوں میں دنیا کا نقشہ بدل جاتا ہے۔ حالات کو دھڑ بھڑاتے ہیں واقعات بدل جاتے ہیں۔ وہ عقیدت مند آنکھیں بند رکھنے کے دوران یہ نہیں دیکھ سکا تھا کہ ثانی اور علی کا بلی کا پڑ دوسری سمت جا چکا تھا اور تیسری سمت سے ایک اور غیر ملکی بلی کا پڑ آ رہا تھا جو بعد میں حادثے کا شکار ہو گیا۔

جب اس نے آنکھیں کھول کر سر اٹھا کر دیکھا تو یقین نہیں آیا کہ وہ بلی کا پڑ تپا ہو گیا ہے اور اس کے دونوں محسن مارے گئے ہیں لیکن اسے سامان ڈوگرہ کی زبردست چادری قوتوں کا یقین تھا اور یہ یقین اس کے دماغ میں چب رہا تھا کہ اس غلام چادروں نے اپنے شیطانی عمل سے بلی کا پڑ کو تپا کیا ہے اور اس کے محسنوں کو مار ڈالا ہے۔

اس نے تڑپ کر چیخ کر بلی بار سامان ڈوگرہ کو کالیاں

دیں پھر پکارا کہ زمین پر گر پڑا۔ بچا عقیدت مند اس سے زیادہ دگر بھی کیا سکتا تھا۔

لاسر ائروپورٹ میں کھلی جلی ہوئی تھی۔ حادثے کا شکار ہونے والے بلی کا پڑ کی تپا کے اسباب کا اندازہ کرنے کے لئے ایک بلی کا پڑ میں امدادی ٹیم روانہ ہو چکی تھی۔ پہلے سب ی تعذیب میں تھے کہ تپا کیسے ہوئی؟ ثانی اور علی پر یا کسی اور بلی کا پڑ پر۔ بلی دیر بعد پچھلا کہ سامان ڈوگرہ کے ظلم کدے کی سمت جانے والے ثانی اور علی محفوظ ہیں۔

ہالیو کی ترائی میں عمار کے اندر ظلم کدے کی بھول حلیوں میں دھومیں اور دلدل کی راہ گزر تھی۔ اس دلدل کے پار ساڑھے چھ فٹ قد کا سامان ڈوگرہ ایک شیطانی کھوپڑی کے سامنے کھڑا اس کھوپڑی کی آنکھوں میں اس بلی کا پڑ کو دیکھ رہا تھا جس کے پرچے اڑ گئے تھے اور جو شعلوں میں اس قدر گھبرا گیا تھا کہ وہاں سے ثانی اور علی زندہ نہیں نکل سکتے تھے۔

وہ بھی اسی خوش فہمی میں تھا کہ ثانی اور علی کا بلی کا پڑ تپا ہو گیا ہے۔ اس کے کالے عمل کے مطابق پڑاؤ کی سمت جانے والے بلی کا پڑ کو تپا ہونا چاہیے تھا۔ اس نے اپنا عمل مکمل کرنے کے بعد شیطان کے سامنے سر جھکا دیا تھا اور آنکھیں بند کر کے منتروں کا جاب کر رہا تھا۔ جب بلی کا پڑ کے تپا ہونے کا دھماکا ثانی دیا تو اس نے آنکھیں کھول کر شیطان کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہاں شہر لاسر کی پڑاؤ کے پیچھے وہ بلی کا پڑ تپا ہوا نظر آیا۔ وہ خوش ہو کر شیطان کی بے جاے کار کرتے ہوئے بولا۔

"اے جہان بھوت تپا، تو کالی طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ یہ سائنس والے اپنے علم سے ٹیلی فون اور راز کشی کے ذریعے ہزاروں میل دور پہنچتے ہیں۔ میں تیرے عطا کئے ہوئے کالے علم سے تبت کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتا ہوں اور ہزاروں میل دور پیٹھے ہوئے دشمنوں کو تپا کر دیتا ہوں۔"

اس کی دانت میں کالا عمل مکمل ہو چکا تھا۔ دشمن تابور ہو گئے تھے۔ وہ بھی ایسے دشمن جو اس کی جان لینے آرہے تھے۔ وہ شیطانی کھوپڑی کے پاس سے جتا ہوا ظلم کدے کے دوسرے حصے میں آیا۔ وہاں ایک شخص کانٹوں کے بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ تیز کیلے کانٹے اس کے جسم میں چبے ہوئے تھے۔ پھر بھی وہ آنکھیں بند کئے آرام سے لیٹا ہوا تھا۔

سامان ڈوگرہ اس کے پاس آیا۔ پھر تعذیب لگا کر بولا۔

"مہاکو بیہوش! تو میاں کی باتیں کرتا ہے۔ تو نے کہا تھا علی نام کا ایک چھوٹا میری موت بن کر آ رہا ہے۔ اس چھوٹے میں اتنی پاکیزگی ہے کہ وہ ہائیڈروجن کے کالے چادری غلاظت کو اس ظلم کدے کے ساتھ تپا کر دے گی۔"

کانٹوں کے بستر پر لیٹے ہوئے مہاکو بیہوش نے آنکھیں کھول دیں۔ اسے گھور کر دیکھا پھر کہا "مجھے آزاد کر دے۔ سامان ڈوگرہ! آخر تو مجھے کب تک کالے عمل میں جکڑ کر رکھے گا؟ بستر پر اپنی

زندگی میں مجھے آزاد کر دے۔ میرے جسم سے کالے عمل کے یہ کاٹنے نکال دے۔ ورنہ تیری موت کے بعد مجھے آزادی ملنے ہی والی ہے۔

”مرکز نہیں۔“ وہ باؤں بچ کر وہب دھب کی آواز کے ساتھ ادھر سے ادھر چلے ہوئے بولا ”نہ مجھے موت آئے گی نہ تو آزاد ہو گا جو میری موت لانے والا تھا وہ تو ہڈیاں کا ہے۔“

”سامان ڈوگر! اتیری آٹھوں نے جو دیکھا غلط دیکھا۔ وہ زندہ ہیں۔“

”تو جھوٹ بول رہا ہے۔“

”گیمانی اپنے گمان سے بول رہا ہے اور گمان بھی غلط نہیں ہوتا۔ میرے جسم سے ایک کاٹنا نکال کر خدق کر لے۔“

وہ مہمانی کے قریب آیا پھر اس کے جسم سے ایک کاٹنے کو باہر کھینچ لیا۔ مہمانی نے کہا ”دیکھ اس کاٹنے میں میرے بدن کا خون نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہے ان دونوں کا خون نہیں ہوا ہے۔“

وہ باؤں بچ کر بولا ”یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میرے شیطان گرد نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے؟“

”تو نے شیطان کی آنکھ میں ایک بیلی کا پتھر کا تھوڑے دیکھا مگر آنکھیں بند کر کے منہ بند دھتے وقت یہ نہ دیکھ سکا کہ ان دونوں کا بیلی کا پتھر دوسری سمت چلا گیا تھا اور دوسرا بیلی کا پتھر جادوئی عمل کی زد میں آکر تباہ ہو گیا تھا۔“

وہ مجھے میں دونوں ہاتھ اٹھا کر گرجنے لگا ”یہ کیا ہو گیا؟ یہ کیسے ہو گیا؟ میں اس تباہ کرنے کے لئے تیرے دونوں تک ایک پتھر پر کھڑا رہ کر منہ بند کا چاب کر رہا تھا۔ میرے کالے عمل سے انہیں مرنا ہی مرنا تھا، پھر وہ بچے بچے گئے۔“

اس نے کانٹوں کے بستر پر دیکھتے ہوئے کہا ”بول مہمانی! وہ کیسے بچ گئے؟“

وہ بولا ”یہ گیمانی اسی وقت راز کی بات بتاتا ہے جب تو میرے جسم سے کاٹنا نکال دے۔ یہ کاٹنے ایک ایک کر کے نکلے جا رہے ہیں۔ جب تمام کاٹنے نکل جائیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔“

سامان ڈوگر نے کہا ”تو بتر چلا لاک بنتا ہے۔ میں تیرے بدن سے آخری کاٹنا نکلے نہیں دوں گا۔ تجھے میرے جادو سے رہائی نہیں ملے گی۔“

پھر اس نے ایک کاٹنا نکال کر پوچھا ”بول وہ کیسے بچ گئے؟“

وہ بھڑائی ہوئی آواز میں بولا ”وہ بولنا ہی ہو گا۔ میرے بدن کے کاٹنے کم ہو رہے ہیں۔ سن اسے پانی جادوگر! علی کے ساتھ جو لڑکی ہے وہ مہمانی کی دیوتا سان بابا فرید واسطی کی بیٹی کی بیٹی ہے۔ وہ اتنی پاکیزہ ہے کہ اپنے محبوب علی تیمور کے ساتھ خانی میں بھی پار سارہتی ہے اور یہ بات تیرے شیطان گرد نے بھی تجھ سے کسی ہے کہ جو لوگ اپنی پیدائش کے دن سے اب تک پاک رہیں گے

ان پر کالا جادو اثر نہیں کرے گا۔“

سامان ڈوگر نے پوچھا ”اگر وہ دونوں ناپاک ہو جائیں تو؟“

”تو پھر تیری جیت ہوگی۔ وہ دونوں فنا ہو جائیں گے۔“

”وہ مارا“ اس نے خوش ہو کر کہا ”میں ان کے اندر انسانی خواہشات اور جذبات کا طوفان لاؤں گا۔ انہیں ہنگاموں کا۔ انہیں گناہوں کی دلدل میں پھنسا دوں گا۔ کہاں ہیں وہ؟ وہ کہاں ہیں؟“

وہ اپنے مخصوص انداز میں باؤں چپتا ہوا اور بیڑا ہوا جانے لگا۔ ”میں ابھی معلوم کروں گا کہ وہ کہاں ہیں؟ میرا شیطان گرد ان کا ٹھکانا بتائے گا۔“

وہ چلا گیا۔ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ مہمانی نے اپنے بھگوان سے پراعتنا کی ”ہے پرمو! ان نیک بچوں کی رکشا (حفاظت) کر! تیری کو شہتی دے کہ وہ بدی کو مٹا سکے۔“

ان کے کہ مہمانی نے آنکھیں بند کر لیں۔ وہ کانٹوں کے بستر پر جہاں لیٹا ہوا تھا وہ ایک پھاڑ کا اندرونی حصہ تھا۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک بلند پہاڑ کی چوٹی کا نام کا کھربوگ ڈنگ ہے۔ اسے ہندو باشندے کیلاش کہتے ہیں۔ اس کیلاش کی بلند چوٹی پر دشنو بھگوان براجمان ہوتے تھے۔

مہمانی کو یقین تھا کہ دشنو بھگوان اس کی پراعتنا سن رہے ہیں اور وہ نیک بچوں کی حفاظت کریں گے۔ دنیا کا ہر انسان اپنے اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق نیکی کی سلامتی اور بدی کی تباہی کی دعائیں مانگتا ہے۔ مذہب بیکروں ہوتے ہیں مگر وہ ایک ہوتی ہے اسی لئے اب تک نیکی زندہ ہے۔

ثانی اور علی بیلی کا پتھر سے اتر گئے۔ وہ پارلنگ ڈنگ بو زناک دریا کی ساحلی آبادی کے قریب تھے۔ یہ دریا مغرب سے مشرق کی طرف بہتا ہوا جنوب کی طرف مڑ کر ہندوستان اور بنگلہ دیش میں داخل ہوا ہے اور دریائے برہم پترا کہلاتا ہے۔ ثانی اور علی کی منزل قریب تھی۔ دریا کے دوسری طرف شرمگام تھیں۔ اس شرم کے پیچھے ہالیہ پہاڑ کا سلسلہ تھا۔ وہاں سے انہیں ہزار اٹھائیس فٹ بلند ڈاؤنٹ ایرو سٹ کی چوٹی نظر آتی تھی۔

بستی کے کتھے ہی لوگ بیلی کا پتھر کو دیکھ کر ادھر چلے آئے تھے اور ثانی اور علی کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ بیلی کا پتھر کا انجن بند کرنے کے بعد پالٹ بھی اتر آیا تھا۔ بستی کے ٹھکانے آگے بڑھ کر کہا ”آپ ہمارے مسمان ہیں۔ مگر تمہیں۔ ہمارے ساتھ بھوجن کریں۔“

یہ باتیں وہ فوٹی چھوٹی ہندی زبان میں کر رہا تھا۔ ثانی نے اس کی متناہی بھاشا میں کہا ”تم ہماری زبان جانتے ہیں۔ سی الجال ہم بستی میں نہیں جائیں گے۔“

وہ حیرانی سے بولا ”آپ ہماری بھاشا بول رہی ہیں۔ آپ نے ہمارا مان بڑھا دیا ہے۔ آخر آپ لوگ بستی میں کیوں نہیں

آتا ہے؟“

علی نے کہا ”میں ضروری کام ہے۔“

”کیا اس بار جانا ہے؟“

”ہاں ہم نیک نیک نیک شرم جائیں گے۔“

”کیا کسی سے ملنا چاہتے ہیں؟“

”ہاں“ تاہم سامان ڈوگر کے بیوی بچے اس شرم میں رہتے ہیں۔

بستی والے سامان ڈوگر کا نام سن کر کچھ بے ہوش گئے۔ ٹھکانا نے کہا ”سامان ڈوگر! کی ہے۔ وہ تمام جادو گروں کا گرد و مکھنٹال ہے۔ تم اس کے بیوی بچوں سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟“

”تاہم وہ گرد و مکھنٹال نہیں ملتا۔ ہم نے سوچا اس کے بچوں سے مل لیں۔ کیا تم نہیں ان کے گھر تک پہنچاؤ گے؟“

وہ دونوں آٹھوں سے اپنے کان پکڑتے ہوئے بولا ”کوئی ان کے عمل کے سامنے نہیں جا سکتا۔ ہمیں اپنی خدمت کے لئے ملاتے ہیں تو ہم جانتے ہیں ورنہ دوسری رہتے ہیں۔ اس شرم میں سونے کے ٹکس والا ایک ہی عمل ہے۔ تم اسے دوسرے پچان لو گے۔ میرا ساتھ بنا ضروری نہیں ہے۔“

ثانی اور علی پھر بیلی کا پتھر میں سوار ہو گئے۔ دوپہر کے دوپہر وہ دریا کے اس پار شرمگام تک تھیں۔ چوہہ وہ سامان ڈوگر سے ٹکر لینے کے لئے وہاں پہنچے تھے اس لئے جیت کی سرکار ان سے تعاون نہیں کر رہی تھی۔ البتہ جمہوریہ چین کا ایک نمائندہ ان کے لئے ایک کار لے کر آیا تھا۔

علی نے کار میں بیٹھے ہوئے کہا ”میں کسی ایچھے سے ہوٹل میں بھجوں رہی۔“

نمائندہ نے کہا ”ہمارے سفارت خانے کی طرف سے آپ کی رہائش کا انتظام ہے۔ سامان ڈوگر کے بیوی بچے بڑے مغرور ہیں۔ دوسروں کو کٹر سمجھتے ہیں لیکن ہماری حکومت سے کچھ مرعوب ہیں۔ میں نے ابھی لچ پر انہیں بلایا ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض ہے؟“

”جی نہیں، ہم ان سے ضرور ملیں گے۔“

ایک ہنگامے کے سامنے کار روک گئی۔ جمہوریہ چین کے سفیر صاحب نے ان کا استقبال کیا۔ علی اور ثانی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا ”مجھے یقین نہیں آتا ہے کہ میں فواد علی تیمور کے بچوں سے ہاتھ مل رہا ہوں۔“

ثانی نے کہا ”مقیم جمہوریہ چین کے سفیر سے ہاتھ ملاتے ہوئے ہم بھی فخر محسوس کر رہے ہیں۔“

علی نے کہا ”جو پاکستان کا دوست ہے ہم اس کے دوست ہیں ہماری یہ ملاقات یادگار رہے گی۔“

وہ باتیں کرتے ہوئے ڈرائیگ میں بیٹھے۔ سفیر صاحب نے کہا ”مجھے تم دونوں سے مل کر جتنی خوشی ہو رہی ہے، اتنی ہی خوف آ رہا ہے۔ سامان ڈوگر راستہ ہی ذلیل جادوگر ہے۔ وہ آج

فانز کی گرفت میں نہیں آیا۔ کبیت بھی فخر بھی نہیں آتا۔ مجھے تم دونوں کی بڑی فکر ہے۔“

”آپ فکر نہ کریں۔ ہم نے چین سے یہ سیکھا ہے کہ موت برحق ہے۔ یہ کسی بھی لئے آسکتی ہے۔ پھر کیوں نہ انسانیت کے لئے کچھ کرتے ہوئے موت کو گلے لگائیں۔“

سیکرٹری نے آکر کہا ”مزدوگر! اپنے بچوں کے ساتھ آئی ہیں۔“

ایک منٹ کے اندر ہی ایک معرور تہ ایک جوان لڑکی اور جوان لڑکے کے ساتھ آئی۔ معرور تہ نے گھور کر ثانی اور علی کو دیکھا پھر پوچھا ”کیا کیا وہ کبیت ہیں؟ جو مرنے کے لئے اپنے ملک سے اپنی دور چلے آئے ہیں؟“

ثانی نے اٹھ کر کہا ”ہم وہی خوش بخت ہیں جو تمہارے لئے کم سختی لے کر آئے ہیں۔“

مزدوگر نے کہا ”لڑکی! میں ابھی پوچھ دوں گی تو تو خون تمہارے لگے گی۔“

ثانی سسکار کر بولی ”اچھا تو تم پوچھو کہ امی! ہو لیکن پوچھوں سے یہ چراغ بجھائے نہ جائیں گے۔“

لڑکے اور لڑکی نے انہیں ناگہاری سے دیکھا۔ وہ دونوں اپنے باپ کی طرح تھوڑے تھے۔ لڑکا پہلوان تھا۔ سفیر صاحب نے تعارف کرایا ”مشرقی! یہ خاتون عظیم سامان ڈوگر کی دھرم بختی ہیں۔ یہ ان کی صاحبزادی ہیں۔ ان کا نام ٹیلی نا ہے اور صاحبزادے کا نام فاک فوٹلی ہے۔“

ثانی نے ٹیلی نا سے اور علی نے فاک فوٹلی سے مصافحہ کیا۔ وہ جیسے گھر سے ارادہ کر کے آئے تھے کہ باپ کے دشمنوں کو مرعوب کر کے سفیر صاحب کے گھر سے بھاگا دیں گے۔ انہیں اپنے باپ ڈوگر! تک نہیں پہنچتے دیں گے۔

مصافحے کے بعد ٹیلی نا نے ثانی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ فاک فوٹلی نے بھی علی کے ساتھ پکڑ لیا۔ اتنی قوت سے ہاتھ دبایا کہ پتھر تو پتھر ہو جاتا۔ مگر وہ علی کا ہاتھ تھا۔ اسے واسو دو کی نے فواد علیا تھا فاک فوٹلی زبیر کوئی منہ بڑھ رہا تھا مگر پریشان بھی تھا۔ نہ منہ کام آ رہا تھا اور نہ ہی پہلوانی قوت سے بات بن رہی تھی۔ علی خاموشی مٹا کر مسکرا رہا تھا۔

ثانی نے پوچھا ”مس ٹیلی! تم کب تک میرا ہاتھ چھوڑ دو گی۔“

ٹیلی نے پوچھا ”کیا تم ہاتھ چھڑا سکتی ہو؟“

”میں محترم سفیر صاحب کے گھر میں تمہیں بھی کاٹنا چاہتا نہیں چاہتی۔“

سفیر صاحب نے کہا ”مزدوگر! آپ نے کہا تھا کہ میرے گھر میں آپ کی طرف سے میرے سمانوں کو تکلیف نہیں پہنچے گی۔“

مزدوگر نے کہا ”اس میں تکلیف کی کیا بات ہے۔ میرے

بچے اخلافاً ہاتھ مار رہے ہیں۔ کیا تمہارے مہمان اتنے کمزور ہیں کہ اپنا ہاتھ بھی جھڑا نہیں سکتے۔“

اسی وقت ٹیلی ٹیلی جانے چلی ماری، پھر اپنے بیڑی بیچ کر اپنا ہاتھ جھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ والد اٹھ گیا تھا۔ وہ تکلیف سے بار بار چیخ رہی تھی۔ اس کے بھائی نے کمرج کر کہا ”میری بہن کا ہاتھ چھوڑ دو۔ ورنہ۔۔۔“

علی نے کہا ”ورنہ کچھ نہیں ہوگا۔ تم ثانی کے قریب نہیں جاسکو گے۔“

فانک فونیل اچانک ہی تکلیف کی شدت سے ڈوبا ہو گیا۔ فولادی جھٹکے میں ہاتھ کا گوشت اور ہڈیاں پیسے پیسے رہی تھیں۔ اس نے دوسرے ہاتھ سے حملہ کرنا چاہا۔ علی نے ذرا اور ہڈی ڈالا تو وہ چیخ پڑا۔ دوسرے ہاتھ سے حملہ کرنا بھول گیا۔ ماں اپنے بیٹے کو جھڑانے کے لئے غصے میں مبتلا رہنے لگی پھر اس نے علی پر تھوکتا ہوا ہاتھ مارا۔ علی نے ہاتھ سے تھوکتا ہوا۔ وہاں سے پلٹ کر دوسری بار اپنی پیڑی تھوکتا ہوا پیریشان ہو کر بولی ”یہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اپنے بچوں پر کیوں تھوکتی رہی ہوں؟“

مسلمان واسطی اس کے دماغ میں گھسا ہوا تھا۔ وہ اپنے اختیار میں نہیں تھی۔ اس نے سوچا اپنے سر کا ایک بال توڑ کر آگ میں جلائے، اس عمل سے ساسان ڈوگر کو خبر ہو جاتی کہ اس کے پوری بچے معصیت میں ہیں لیکن مسلمان واسطی نے ایسا نہیں کرنے دیا۔

ثانی اور علی نے ان کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ وہ دونوں پیچھے ہٹ کر تکلیف سے دور رہے تھے۔ ماں نے کہا ”مہم یہاں ایک منٹ نہیں رہیں گے۔ تمہارا باپ ان سے منٹ لے گا۔ ان کی موت انہیں میاں لائی ہے۔“

وہ تینوں چلے گئے۔ سفیر صاحب نے کہا ”خس کم جہاں پاک۔۔۔ کم بخت آداب اور تہذیب کو بالائے طاقت رکھ کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ آفرین ہے تم دونوں پر۔ کوئی جھگڑا نہیں کیا اور انہیں میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔“

وہ لوگ کھانے کی میز پر آئے۔ سفیر صاحب نے کہا ”ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ بڑھیا اپنے ہی بچوں کے منہ پر کیوں تھوکتی رہی تھی؟“

ثانی نے کہا ”میرے والد اس کے دماغ میں تھے۔“

سفیر صاحب نے ہنسنے سے کہا ”اچھا ہاں، میں تو بھول ہی گیا تھا کہ تمہارے خاندان میں ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کی خاص تعداد ہے۔“

علی نے کہا ”پورے آدھے درجن ہیں۔ ثانی کے والد مسلمان واسطی، والدہ سلطانہ، آنتی لٹی اور اٹکل برائن وولف (فریاد) پھر یارس کی وائف جو جو اور میری والدہ رسوئی ہیں جو آجکل ریٹائرڈ زندگی گزار رہی ہیں۔“

”تمہاری والدہ نے کوشش نہیں کیوں اختیار کر لی؟“

”دشمنوں نے انہیں دماغی طور پر بہت نقصان پہنچایا تھا۔ ان کا علاج ہو چکا ہے۔ وہ خیال خونی کر سکتی ہیں لیکن ہم سب بابا صاحب کے ادارے کے قوانین کے پابند ہیں۔ جناب علی اسد اللہ تجزیے نے میری ماما کو طویل عرصے تک دیا داری سے دور رہنے کا مشورہ دیا ہے۔“

وہ کھانے کے بعد وہاں سے روانہ ہوئے۔ سفیر صاحب کے سیکریٹری نے انہیں ایک رہائش گاہ میں پہنچا دیا۔ وہ مضبوط کلاڑیوں سے بنا ہوا ایک مکان تھا۔ انہوں نے مکان کو اندر سے اچھی طرح دیکھا۔ مطمئن ہو کر اندر سے دروازے کو بند کیا پھر الگ الگ کمروں میں سونے کے لئے چلے گئے۔ ارادہ تھا کہ شام چھ بجے تک نیند پوری کریں گے۔ اس کے بعد طلسم کدے کی طرف جائیں گے۔

نیمک چوبچے ان کی آنکھ کھلی۔ ثانی اور علی کے کمروں کے درمیان ایک مشترکہ کمرہ تھا۔ انہوں نے باری باری جا کر غسل کیا پھر لباس تبدیل کرنے کے بعد کمرے سے باہر جانا چاہے تھے۔ مگر نہ جاسکے۔ دونوں کمروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے گئے تھے۔

اب وہ ہاتھ دوم کے دروازے کھول کر ایک دوسرے سے مل سکتے تھے۔ پتا چلا وہ دروازے بھی بند ہو چکے ہیں۔ اندر کوئی آیا نہیں تھا۔ کسی نے دروازوں کو بند نہیں کیا تھا۔ وہ خود بخود قتل ہو گئے تھے اور یہ ساسان ڈوگر کا جاہلی عمل ہو سکتا تھا۔

علی نے آواز دی ”ثانی! امیری آواز سن رہی ہو؟“

اسے ثانی کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ ثانی نے بھی اسے پکارا تھا۔ اس کی آواز بھی علی تک نہیں پہنچی۔ اب غلط فہمی لازمی تھی۔ علی کو اندیشہ ہوا کہ ثانی کو کچھ ہو گیا ہے۔ دشمن غالب آگئے ہیں۔ اُدھر ثانی بھی یہی سوچ رہی تھی کہ علی پر اچانک حملہ کر کے اس کی زبان بند کر دی گئی ہے۔

یہ غلط فہمی ٹیلی بیٹھی کے ذریعے دور ہو سکتی تھی لیکن اس وقت کوئی ان کے دماغ میں موجود نہیں تھا۔ مسلمان اور سلطانہ کو یہ معلوم تھا کہ ثانی اور علی شام چھ بجے تک سو رہے ہیں گے۔ بیدار ہونے کے بعد سات بجے تک وہ رہائش گاہ سے نکلیں گے تو وہ ان کے دماغوں میں پہنچ جائیں گے۔

ابھی سات نہیں بجے تھے۔ چنانچہ وہ نہیں آئے تھے۔ ان سے پہلے دشمن آ گیا تھا۔ اس مکان کی چھت اور دیواریں مضبوط کلاڑیوں کی تھیں۔ پچھلی دیواریں میں جو کمریاں تھیں، وہاں سے کمری کھائی نظر آتی تھی۔ کمری سے فرار ہونے والا سیکڑوں فٹ گہرائی میں گر سکتا تھا۔ تمام علی نے وہی راستہ اختیار کیا۔ اس نے کمری کو ایک لات ماری۔ کمری کی چوٹ لرز گئی۔

اُدھر ثانی بھی دوڑتی ہوئی آئی پھر اس نے کمری پر فلائنگ کلک ماری۔ اس نے تین بار اسی طرح کلک ماری۔ چوٹ اپنی جگہ سے اکٹرنے لگی۔ اب دونوں ہاتھوں کے دو چار جھٹکوں سے

کمری ٹوٹ کر گر سکتی تھی۔ اسی وقت دروازہ کھلا، کھلے ہوئے دروازے پر فانک فونیل کھڑا مسکرا رہا تھا۔

وہ دروازے کو اندر سے بند کرتے ہوئے بولا ”میری جان! کمری کیوں توڑی ہو۔ میں دل کا دروازہ کھول رہا ہوں۔ میری آغوش میں آ جاؤ۔“

ثانی نے پوچھا ”علی سے پتہ لڑا کہ عقل نہیں آتی۔ اب میرے پاس مرنے آئے ہو۔“

”میرے تو تین ہزار بار مرنے کو تیار ہوں۔“

وہ قریب آئے لگا۔ ثانی اس سے کھڑاتے ہوئی بولی ”ہماری پہلی کوشش یہی ہوتی ہے کہ دشمن کو قتل آجائے اور وہ دشمن سے باز آجائے۔“

”عقل ہمیں آتی چاہئے۔ تم میرے باپ سے دشمنی کرنے آتی ہو۔“

”میں اپنی ماں کو پیلا ڈوک اور ساسان ڈوگر کے جادو سے نجات دلانے آتی ہوں۔ میری ماں سے منسوب شیطانی پتا میرے حوالے کر دہائیں اسے توڑ کر پھیل جائیگی۔“

”تم ٹوٹ جاؤ گی مگر میرے باپ کا بیٹا ہوا کوئی پتلا نہیں ٹوٹے گا۔“

”میں غور تمہارے باپ کو پیش کے لئے توڑا لے گا۔“

فانک فونیل نے اسے قائل سمجھ کر چلا گیا لیکن وہ پیڑیاں لٹک کر کھلی گئی اس نے کرتے کرتے سسٹینے کی کوشش کی مگر لات کھا کر اوندھے منہ گر پڑا۔ ثانی نے پوچھا ”تمہارا باپ اتنا بزدل کیوں ہے؟ خود چھپا ہوا ہے اور دودھ پیچے بچوں کو بار بار مار کھانے کے لئے ہمارے پاس بھیج رہا ہے۔“

وہ تھلا کر فرش سے اٹھتے ہوئے بولا ”وہ آئے گا تو تمہیں دھواں بنا کر اڑا دے گا لیکن اس سے پہلے میں جس خراب کمریوں گا۔ تمہاری پارسی کی دیوایاں اڑاؤں گا کیونکہ تمہاری پاکیزگی کے باعث اس کا جادو بے اثر ہو رہا ہے۔“

وہ پھر اسے پکڑنے کے لئے آگے بڑھا مگر ہوا آخر ہوئی ہے۔ اس نے سوچا تو تیرت حاصل کی تھی اور پوچھی سے جتنا تک کے کرب دیکھتے تھے۔ ایسے ایسے کرب دکھائی ہوئی اس کے پاس سے گزرتی تھی کہ وہ پکارا کہہ جاتا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ہر سے جانے اور کدھر سے پکڑے۔ اس عیاش نے پہلی بار امی جوانی دیکھی تھی جو ہاتھ آتے آتے ہوا ہو جاتی تھی۔

یہ مرد کو غصہ دلانے والی بات تھی اور وہ طرح طرح سے پیدل ہو گیا۔ اس نے غصے سے ہانک کر کہہ دیا کہ وہاں کمری ہوئی ہے۔ اس نے اچانک ہی نفسا میں چلا گیا لیکن پھر جیسے اڑا ہوا فلائنگ کلک مارنے آیا۔ ثانی نے فوراً ہی جھٹکتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے اسے اور آگے اچھال دیا۔ وہ پھلوان پورے

وزن کے ساتھ کمری سے کھرا پھر کمری کو توڑا۔ اس بار چلا گیا۔ فلک شکاف چھٹائی دی۔ ثانی نے جھانک کر دیکھا ”وہ سیکڑوں فٹ گہرائی میں جا رہا تھا اور اس کی چھینیں ذوقی جاری تھیں۔ پھر خاموشی چھا۔“

وہ دوڑتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر آئی۔ علی کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کمرے میں ساسان ڈوگر کی بیٹی ٹیلی ٹیلی ہوئی کمری سے جھانک کر دیکھ رہی تھی۔ علی کہہ رہا تھا ”تمہارا بھائی ثانی کے کمرے سے باہر باہر مل ہو گیا ہے۔ تمہارا کیا ارادہ ہے؟“

وہ علی کی طرف بڑھتی ہوئی بولی ”مجھے ایک بار آغوش میں لے لو۔ جوانی کا نشا آتا رہا میری پہلی جاؤں گی۔“

ثانی نے کمرے میں آکر کہا ”جانے ہو علی! یہ ایسا کیوں چاہتی ہے؟“

”اس کی کوہ پیڑی خراب ہو گئی ہے۔“

”نہیں، اس کی بے حیائی کے پیچھے ایک مقصد ہے۔ میری اور تمہاری پاکیزگی کے باعث اس کے باپ کا جادو بے اثر ہو رہا ہے۔ باپ نے بیٹی کو تمہارے پاس اور بیٹے کو میرے پاس بھیجا تھا۔“

”یہ بات ہے تو ذرا اسے پیچیدہ کرنا۔ تم کمری سے باہر کچا کھسے چٹکتی ہو۔“

ٹیلی چھٹکار کر پیچھے ہٹ گئی۔ انکار میں سر ہلا کر بولی ”نہیں، میں مرنا نہیں چاہتی۔ مجھے جانے دو۔“

علی نے اپنا بیگ اٹھا کر کہا ”تمہارے باپ نے جادو سے ہمیں الگ الگ کمرے میں بند کیا تھا۔ میں جسیں یہاں بند کر کے جا رہا ہوں۔ جانا چاہو گی تو اس ٹوٹی ہوئی کمری سے ہی راستہ ملے گا۔ اس راستے سے اپنے بھائی کے پاس پہنچ جاؤ گی۔“

وہ ثانی کے ساتھ جانے لگا۔ ٹیلی دوڑتی ہوئی آئی۔ ثانی نے اس کے منہ پر ایک لٹا ہوا ہاتھ رسید کیا۔ اس کا منہ گھوم گیا۔ وہ گھوم کر فرش پر گری۔ انہوں نے باہر آکر دروازہ بند کر دیا۔ ثانی اپنے کمرے سے اپنا بیگ اٹھا کر لے گئی۔ دونوں اس مکان سے باہر آ گئے۔ وہاں ان کے لئے کار موجود تھی۔

اسی وقت مسلمان نے آکر پوچھا ”بیٹی! آخریت ہے ہو؟“

”جی ہاں۔ ڈوگر نے ایک اچھا حملہ کیا تھا۔ اس حملے میں اس کا بیٹا جہنم میں پہنچ گیا ہے۔ بیٹی کو ہم ایک کمرے میں بند کر کے جا رہے ہیں۔“

علی اس کار کو چیک کر رہا تھا پھر کار سے نکل کر بولا ”اس کا بریک ٹاکا نہ بنا دیا گیا ہے۔ آؤ پیدل چلیں۔“

ثانی نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے کہا ”ڈیڈی میرے پاس ہیں۔“

علی نے کہا ”انگل! بریک ٹاکا نہ بنانے کا مقصد یہ تھا کہ ہم ڈرائیونگ کے دوران حادثے کا شکار ہو جائیں یا ہمیں سازش کا علم ہو جائے تو ہم پیدل جائیں تاکہ ڈوگر سے خوف زدہ رہنے

والے شری ہمارے پیچھے پڑ جائیں اور ڈوگرا کے حکم سے ہمیں تارک نہ چننے دیں۔ خود وہ شریوں کا جھوم ہمیں جانی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ آپ ہمارے پاکٹ سے کہہ دیں وہ یہاں تکلی کا پڑے آئے گا۔

سلطان نے سلطان سے کہا کہ وہ ثانی کے پاس رہے پھر پاکٹ کے دماغ میں جانا چاہا لیکن اس کا دماغ موت کے اندر سے نہیں گم ہو گیا تھا۔ سلطان نے علی کے پاس آکر کہا۔ ”کھانی ملی کھانا تو جی ہے۔ تم لوگوں پر جادو نہ چلا تو جادو کرنے پاکٹ کو مار ڈالا ہے ذرا انتظار کرو۔ شرمش نہ جانا۔ میں ابھی تکلی کا پڑا ہوں۔“

سلطان، سفیر صاحب کے پاس آکر بولا ”آپ نے ہمارے ساتھ بہت تعاون کیا ہے۔ ایک زحمت اور کریں۔ فون کے ذریعے ہمارے پاکٹ کی خیریت معلوم کریں۔“

سفیر صاحب نے فون اٹھا کر نمبر ڈائل کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر کہا ”سرکاری انزپورٹ پر ابھی ایک تکلی کا پڑا تھا۔ میں اس کے پاکٹ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

جواب ملا ”جناب! وہ پاکٹ تو خون کی تے کرتے کرتے مر گیا ہے۔ اس پر سامان ڈوگر کا قہر نازل ہوا ہے۔“

سفیر صاحب نے ریسور رک کر کہا ”وہ مت ہی ذلیل اور کینہ جادو گر ہے۔ مجھے آپ کے بچوں کی فکر ہے۔ وہ خیریت سے ہیں؟“

”خدا کا شکر ہے۔ وہ خیریت سے رہیں گے۔ میں ان کے پاس جا رہا ہوں۔“

سلطان اس شخص کے دماغ میں پہنچا جس نے فون پر پاکٹ کی موت کی اطلاع دی تھی۔ وہ چھوٹے سے سرکاری انزپورٹ کا انچارج تھا۔ خود بھی ایک پاکٹ تھا۔ سلطان نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ اپنے دفتر سے اٹھ کر دوڑتا ہوا تکلی کا پڑ کے پاس آیا پاکٹ کی سیٹ سنہالی۔ اس کا انجن اشارت کیا۔ دفتر کے کچھ لوگ اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک افسر نے وائزلیس کے ذریعے پوچھا ”وہ آفت زدہ تکلی کا پڑ ہے۔ سامان ڈوگر اسے پرواز کرنے نہیں دے گا۔ تم کیوں اپنی موت بلا رہے ہو؟“

اس نے جواب نہیں دیا۔ تکلی کا پڑ فضا میں بلند ہو گیا۔ شر کے اوپر پرواز کرتا ہوا ثانی اور علی کے سامنے ایک میدان میں اتر گیا وہ پاکٹ اتر کر علی کے پاس آیا۔ سلطان نے اس کی زبان سے کہا ”میں اس کے ذریعے تکلی کا پڑ لے آیا ہوں۔ اب تم اسے جانے دو۔ خود تکلی کا پڑ لے جاؤ۔“

ثانی اور علی اس میں سوار ہو گئے۔ جب تکلی کا پڑ فضا میں بلند ہو کر جانے لگا تو سلطان نے انچارج پاکٹ کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا اور ثانی کے پاس آگیا۔

شیطان کو پڑی کے سامنے کھڑا تھا اور شیطان آکھ میں تکلی کا پڑ کو پرواز کرتے دیکھ رہا تھا۔ اس کا تمام جادو الٹ رہا تھا۔ ہر تدبیر ناکام ہو رہی تھی۔ وہ اپنی عادت کے مطابق فیصے میں ہیر پھٹا ہوا وہاں سے جانے لگا۔

اس کے بیروں کی دھمک سے زمین جیسے لرز رہی تھی۔ وہ اسی انداز سے چلتا ہوا انٹوں کے بستر کے پاس آیا۔ مہمانی آنکھیں بند کئے کیلئے کانٹوں پر آرام سے لیٹا ہوا تھا۔ سامان ڈوگر نے کہا ”مہمانی! انٹوں کی باتیں کرتا ہے۔ تو نے سچ کہا تھا۔ وہ دونوں جب تک پاس اور پاکیزہ رہیں گے میرا جادو ان پر بے اثر ہوتا رہے گا۔ میں ناکام ہو رہا ہوں۔ میرا جوان بیٹا مارا گیا ہے۔ وہ دونوں موت بن کر اوپر آ رہے ہیں۔ مجھے بتا! اپنے گمیان سے کوئی تدبیر بتا میں ان کا راستہ کیسے لوگ سکتا ہوں؟“

گمیان نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر کہا ”قبر کے کنارے ساری تدبیریں ختم ہو جاتی ہیں۔“

”مہمانی! میں تجھ سے ایک بات پوچھنے کے لئے تیرے جسم سے ایک کاٹنا نکالنا ہوں۔ آج دو کاٹنے نکالوں گا۔ یہ دیکھ اس نے گمیان کی جسم سے دو کاٹنے نکالے۔ گمیان چپ رہا۔

اس نے دو اور کاٹنے نکالے پھر کہا ”دیکھ میں نے چار کاٹ نکال دیئے۔ اب تو ضرور بتائے گا۔“

گمیان نے کہا ”آہ! ایک ایک کر کے سب کاٹنے نکل رہے ہیں آخری کاٹنا وہ نکالے گی رونا۔“

”وہ کون؟“

”وہی ٹیک لڑی جو علی کے ساتھ آ رہی ہے۔“

وہ پیچھے ہٹ کر بولا ”تو یہ کہہ رہا ہے کہ وہ ظلم کدے کے اندر پہنچ جائیں گے؟“

”ہاں۔ تیرے چاچا کا ایک ہی راستہ ہے۔ یہاں سے بھاگ جا۔“

”ہرگز نہیں۔ میں نے آج تک میدان نہیں چھوڑا۔ زبردست دشمنوں کو موت کے گھاٹ اتارنا آ رہا ہوں۔ کیا ان بچوں کے ذریعے ظلم کدہ چھوڑ دوں؟“

”نکلتے کھانے والا بادشاہ تاج چھوڑتا ہے۔ تخت چھوڑتا ہے۔ محل کے چور دو دروازے سے فرار ہو کر اپنی جان بچاتا ہے کیونکہ بچاؤ کا یہی ایک راستہ ہو جاتا ہے۔“

”یعنی تو جان بچانے کی تدبیر نہایت ہی چاہتا ہے؟“

”سننا چاہتا ہوں تو سننا آئیں نہیں؟“

”چار کاٹنے نکال دے۔“

”تو اس صحبت میں پڑ گیا ہوں۔ جان بچانے کے لئے نکالنا ہی ہو گا۔“

اس نے چار کاٹنے نکال دیئے۔ ایک آخری دھمکیا۔ گمیان نے ہنسنے ہوئے کہا ”بڑا مورکھ ہے تو۔“

اس نے پوچھا ”اب کیا ہوا؟“

”مجھے گمیان اور ظلم کدہ میں لپٹا ہے مجھے غلام بھی بنا کر رکھا ہے اور مجھ سے دشمنی کر کے مجھے نجات کا راستہ پوچھتا ہے۔“

”کیا تو راستہ نہیں بتائے گا؟“

”تو نے سارے کاٹنے نکال دیئے۔ میں آزاد ہو گیا۔ تیرا اہبدار نہیں رہا۔ پھر مجھے کیا بتاؤں اور کیوں بتاؤں؟“

”کیا اس مت کو تو آزاد نہیں ہے۔ ابھی آخری کاٹنا باقی ہے۔“

”میں کہہ چکا ہوں۔ آخری کاٹنا اس ٹیک لڑی کے ہاتھ سے نکلے گا۔ تیرے ہاتھ کے تمام کاٹنے نکل چکے ہیں۔ تیری طرف سے آزادی مل چکی ہے۔“

وہ غصے سے ایک طرف گیا۔ وہاں سے تیز دھار والی کھانڈی لے کر آیا پھر بولا ”تو گمیان نہیں نکال رہا ہے۔ یہ آخری کاٹنا بھی نہیں نکلے گا۔ میں تیری گردن آزادوں گا۔“

اس نے کھانڈی کو دونوں ہاتھوں سے بند کر لیا۔ اسی وقت تیزی سے گردش کرتے ہوئے غصے کی آواز سنائی دی۔ سامان ڈوگر اس کے ہاتھ تک گئے۔ وہ سر اٹھا کر تکلی کا پڑ کی آواز سننے لگا۔

اس کے ہاتھوں سے کھانڈی چھوڑ کر گری۔ وہ گمیان کو مار گیا۔ وہاں سے بھاگتا ہوا شیطان کی کوپڑی کے سامنے آیا۔ بلدی جلدی مترنم دنگے۔ مختلف جادوئی عمل کے بعد کوپڑی کی ایک آنکھ میں وہ تکلی کا پڑ تار کے قریب اترتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

تکرار سے نہ جانے کتنے انسانوں کی گردنیں تیرے قدموں میں کھائی ہیں۔ اگر آج تو نے اس چمکے سے مجھے نہ بچایا تو میں شکست کھانے سے پہلے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی گردن کاٹ لوں گا۔“

وہ کوپڑی کی آنکھ میں دیکھ رہا تھا۔ ثانی اور علی تار میں جھانک رہے تھے۔ اس نے زور زور سے مترنم شروع کیا۔

اس کے اور کوپڑی کے درمیان ٹک مل رہی تھی۔ وہ ایک ہاتھ سے ٹک میں کھی ڈال رہا تھا اور دوسرے ہاتھ سے کوئی سفوف چمڑکا تھا۔ اس عمل سے ٹک کے شعلے بھڑکتے تھے اور ایسی گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی تھی جیسے زلزلہ آ رہا ہو زمین کا پتھر رہی ہو اور بڑی بڑی چٹانیں ایک دوسرے سے رگڑ رہی ہوں۔

کوپڑی کی آنکھ سے دکھائی دے رہا تھا۔ ثانی اور علی تار کے اندر ایک دوسرے کے قریب کھڑے ہو گئے تھے۔ تار کی چھت سے مٹی اور چھوٹے چھوٹے پتھر گر رہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا تار کا ادھری حصہ ان پر آجائے گا اور وہ پتھر چمڑکاں گے۔

سامان ڈوگر افسردہ لگا کر اور زور زور سے مترنم دنگے۔ شیطان اس کی من رہا تھا اور اس کے دشمنوں کو مارنے یا بھاگنے والا تھا۔ شعلے بھڑک رہے تھے۔ ٹک میں کھی ڈالا جا رہا تھا جیسے مرنے والے کو کھی پلا کر زندہ رکھا جا رہا ہو۔

وہ مترنم دنگے دیتے رہا۔ کوپڑی کی آنکھ میں ثانی اور علی کی خیریت نظر آ رہے تھے۔ وہ بھی زرب کچھ پڑھ رہے تھے۔ کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ تار کے اندر زلزلہ کھم گیا تھا۔ ان پر مٹی اور پتھر نہیں گر رہے تھے۔

وہ طالبان دوسرے مترنم دنگے لگا۔ پھر اس نے کھوار اٹھا کر اس کی نوک اپنے سینے پر رکھی۔ اسے سینے کے اندر خود زاپہ پست کیا تو خون نکلنے لگا۔ اس نے اپنا خون ایک ہاتھ کے چلوں لے کر اسے کوپڑی پر پھینکا۔ کوپڑی پر خون کے چھینٹے پڑے ہی بیچوں کی کڑک سنائی دی۔ کوپڑی کی آنکھ تباری تھی کہ وہ دونوں طوقانی ہو کی زدنیں آگئے ہیں۔

ان کے ہاتھوں میں جو تار ہیں ان میں وہ جھوٹ گئی تھیں۔ روشنی بجھ گئی تھی۔ کمری تاریکی چھائی تھی۔ ایسے میں ظلم کدے کا راستہ گم ہو گیا تھا۔ وہ اسی طرح کالے جادو کے ذریعے بھول بھلیاں پیدا کر رہا تھا۔ تار میں داخل ہونے والے بھٹک کر ایک طرف سے آتے تھے اور دوسری طرف سے نکل جاتے تھے۔

ظلم کدے تک پہنچ نہیں پاتے تھے۔ شاید علی اور ثانی کو بھی طوقانی ہوا تھیں ان کی زدنیں آگئے ہیں۔

تار کی میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر آہستہ آہستہ کوپڑی کی آنکھ روشن ہونے لگی۔ ثانی اور علی نظر نہ لگے۔ وہ بلند آواز سے کلام پاک کی تلاوت کرتے ہوئے ظلم کدے میں پہنچ گئے

اس نے ایک لمبی چوڑی تکرار اٹھائی اور کہا ”میں نے اس

کے لئے ایک چھوٹے سے پتلے کو اٹھا کر کوپڑی کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اس پتلے کو

زنی کے لئے ہے وہ دونوں میری موت بن کر آ رہے ہیں۔ کیا میں رجاؤں گا؟ بول اے موت ہاتھ! میں چاہیں برس تک تیری ہجرت کرتا رہا۔ تیرے چروں میں انسانی جانوں کی قربانی دیتا رہا۔

نے مجھے بڑی گنتی دی۔ آج اپنی موت سے لڑنے کی آخری گنتی سننے میں موت سے نہیں ڈرتا مگر شکست سے ڈرتا ہوں۔ میں اس چمکے کے سامنے ٹوٹ جانے سے پہلے مرنا پسند کرتا ہوں۔“

وہ حیرت سے اچھل پڑا۔ اس نے جادوئی عمل سے سارے راستے بند کر دیئے تھے۔ طوفانی ہوا میں جو انہیں اڑا کر غار سے باہر پھینکتے دالی تھیں، وہ انہیں ظلم کدے میں پھنسا گئی تھیں۔ اور وہ تلاوت کرتے ہوئے اس جیسے سے گزر رہے تھے جہاں مہنگائی کا نائن کے بستر لیٹا ہوا تھا۔

وہ دونوں اس کے قریب آکر رک گئے۔ علی نے پوچھا "تم کون ہو؟"

گیانی نے انہیں کھول دیں۔ مسکرا کر کہا "جناب علی اسد اللہ حمزوی نے تم سے کہا تھا ظلم کدے میں ایک قیدی لے گا جس کے سینے میں ایک کانٹا جھسا ہوگا۔ دیکھو کیا میں وہی نہیں ہوں؟"

ثانی نے کہا "بے شک تم وہی ہو۔"

وہ اور قریب آئی پھر جبکہ اس نے وہ آخری کانٹا نکل دیا۔

گیانی نے کہا "اے آج تمہیں (نجات) حاصل ہو گئی۔"

علی نے پوچھا "سازان ڈوگر کہاں ہے؟"

"تمہارے یہاں تدم رکھتے ہی اس کی موت پر تصدیق کی مگر لگ گئی ہے۔" علی اچھے کائناتوں کے بستر سے اٹھا۔

علی نے اس کے دونوں ہاتھ اور ثانی نے اس کے دونوں

پاؤں پکڑے پھر اسے کائناتوں کے بستر سے اٹھا کر فرش پر لٹا دیا۔ وہ

اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ پھر بولا "میرے ساتھ آؤ۔"

وہ دونوں اس کے ساتھ چلے گئے۔ ظلم کدے میں جبکہ

جبکہ کئی رکاوٹیں تھیں لیکن گیانی کی رانہائی میں رکاوٹیں دور ہو

ری تھیں۔ سازان ڈوگر کی آواز میں گونج رہی تھیں۔ وہ کہہ رہا

تھا۔ "مہنگائی اگھر کے بعد ہی آؤ انہیں راستہ دکھا رہا ہے۔ میں

تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

گیانی کتابتا ہوا تھا "میرے بدن سے آخری کانٹا نکل گیا۔ تو

مجھے دینا سے نکل جا۔ حیرانت سے اٹھا ہے۔"

وہ تینوں اس جیسے میں آگے جہاں وہ شیطانی کھوپڑی رکھی

ہوئی تھی۔ اس کے سامنے کھڑے ہوئے سازان ڈوگر نے پلٹ

کر دیکھا۔ اس کی بڑی بڑی سرخ آنکھیں انگوٹوں کی طرح دیک

رہی تھیں۔ گیانی نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا "وہ دیکھو

علی! کھوپڑی کے پاس جو پتلا رکھا ہے اسے راجلہ کے نام سے

باندھا گیا ہے۔ اسے توڑ دو۔"

علی اوجھل جانے لگا۔ سازان ڈوگر نے کھوار اٹھا کر کہا۔

"مورکھ! میرے مقابلہ پر خالی ہاتھ آیا ہے۔"

علی نے کہا "یہ ہماری خانہائی روایت ہے۔ ہم خالی ہاتھ

دشمنوں کا سامنا کرتے ہیں۔ تیری کھوار میرے سر تک نہیں

آسکتی۔"

وہ کھوار کو سر سے بلند کئے دوڑتا ہوا آیا لیکن مقدر میں

ٹھوکر لکھی تھی۔ وہ ٹھوکر کھا کر اندر سے جھنجھکا۔ کھوار ہاتھ سے

چھوٹ کر فرش پر پھینکی ہوئی علی کے قدموں کے پاس آگئی۔ وہ

کھوار اٹھا کر بولا "یہ ہمارا آزمایا ہوا نسخہ ہے کہ دشمن ہمیں خالی

ہاتھ دیکھ کر خوش قسمتی میں بھول جاتے ہیں کہ وہ کہاں غلطی کرنے

یا ٹھوکر کدے والے ہیں۔ اب تم خالی ہاتھ ہو۔"

وہ بڑبڑا کر اٹھا "علی نے کھوار کا ایک وار کیا۔ اس کا ایک

بازو ٹک کر پھینکی ہوئی آگ میں چلا گیا۔ وہ شیر کی طرح دھاڑتا ہوا

ایک کھلاڑی کے پاس گیا۔ اسے دوسرے ہاتھ سے اٹھا کر علی پر

حملہ کرنا چاہتا تھا لیکن ثانی کو دیکھا تو دوڑی ہوئی اپنی ماں سے

منسوب پتلے کے پاس پہنچ گئی تھی۔

سازان ڈوگر علی کی طرف سے پلٹ کر ثانی کی طرف

کھلاڑی اٹھا ہوا دوڑا۔ وہ پتلے کے سامنے کھڑی تھی۔ جیسے ہی

اس نے حملہ کیا۔ وہ باپ ہپ کی آواز نکالتی ہوئی جتنا تنگ گے

کرتب دکھائی ہوئی "فدا بازی کھا کر دوسری طرف گئی۔ کھلاڑی

اس کے پیچھے رکھے ہوئے پتلے پر پڑی۔ پتلا دو ٹکڑے ہو گیا۔

پیرس کے ایک کانچ میں راجلہ چچی مار کر اٹھ بیٹھی پھر جونٹی

انداز میں چپختے لگی۔ "چھوڑ دو۔" نیچے چھوڑ دو۔ میرے ٹکڑے نہ

کرو۔ نیچے سلامت رہے۔ دو۔ نیچے چھوڑ دو۔"

سلطانہ اور سلمان واسطی پتلے سے ایسی صورت حال کے

لئے تیار تھے اور راجلہ کو سنبھالنے کے لئے ہاں موجود تھے۔

سلمان نے اس کے بازوؤں کو قہام کر کہا "جو حملہ کرو۔ تمہارے

اندر سے شیطان نکل رہا ہے۔"

"نہیں" میں ثانی کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ وہ میری بیٹی

نہیں ہے۔ اس کی چالاکی سے میرے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ دیکھو

میں آؤ گی اور تمہیں آؤ گی اور تمہیں۔"

اوجھل علی نے کھوار کا دوسرا وار کیا۔ سازان ڈوگر کا دوسرا

بازو ٹک کر کھلاڑی سمیت شیطانی کھوپڑی سے گھرا پھر کھوپڑی

کے ساتھ بھڑکتے ہوئے شعلوں میں چلا گیا۔

سازان ڈوگر نے چچ ماری جیسے کھوپڑی کی جگہ خود جل رہا

ہو وہ پلٹ کر کھوپڑی کو آگ سے نکالنے گیا۔ لیکن کیسے نکال؟

دونوں ہاتھوں سے محروم ہو چکا تھا مگر کھوپڑی اس کے لئے اپنی

جان سے زیادہ عزیز تھی۔ اس نے اپنے سر کو آگ میں جھونک دیا۔

... کھوپڑی کو واہتوں سے پکڑ کر نکالنا چاہتا تھا۔ علی نے کھوار کے

ایک ہی وار سے اس کی گردن الگ کر دی۔ اس کا دھڑکنگ کے

باہر اور سراسر کھوپڑی کے ساتھ آگ کے اندر ہو گیا۔

پورا ظلم کدہ لرزے لگا تھا۔ کتنی ہی تدم اندر سے منہ کر

رہے تھے۔ علی نے دو ٹکڑے ہوئے والے پتلے کے چار ٹکڑے کر

دیئے۔ گیانی نے کہا "بس کرو بیٹے! اب چلو۔ یہ جادو عمری مٹی

میں مل رہی ہے۔"

وہ تینوں تیزی سے چلے ہوئے وہاں سے جانے لگے۔ سلمان

نے ثانی کے پاس آنکر کہا "شلیاں! تم نے بیٹی ہونے کا حق ادا کر

دیا۔ تمہاری عمر بیوش ہو گئی ہیں۔ ڈاکٹر اینیڈ کر رہا ہے۔ اب وہ

بارل رہیں گی۔"

ظلم کدے کی دیواریں گر رہی تھیں۔ چھت نیچے آ رہی

تھی۔ وہ تینوں وہاں سے نکل آئے تھے۔ غار سے گزرتے ہوئے

جب باہر آئے تو وہاں دور در دور کچھ لگا ہوا تھا۔ لوگوں کو تعین نہیں

تھا کہ ثانی اور علی ظلم کدے سے واپس آئیں گے۔ گیانی نے

ایک اونچے پتھر کھڑے ہو کر کہا "لوگوں! تم سب مجھے ابھی

طرح جاننے ہو۔ ایک برس پہلے جب ڈوگر اچھے کالے جادو سے

باندھ کر لے گیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ وہ شیطان جادو گر ٹھیک بارہ

مہینے بعد مارا جائے گا اور میں تمہارے پاس واپس آ جاؤں گا۔

دیکھو میں آیا ہوں۔ ان جوانوں نے اس شیطان کو نرگ میں

پھنسا دیا ہے۔"

مورے عورتیں بوڑھے اور بچے سب ہی بے یقینی سے ثانی

اور علی کو دیکھ رہے تھے۔ آگے بڑھتے ہوئے بلی کا پتھر کی طرف

جانے لگے۔ لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو کر انہیں اپنے درمیان

سے جانے کا راستہ دینے لگے۔ ثانی بلی کا پتھر میں سوار ہو گئی۔ علی

بھی اندر پہنچ گیا اور دو واہ بند کرنے سے پہلے بولا "شیطان کی

دہشت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی لیکن جلدی یہ بات

تمہاری سمجھ میں آجائے گی کہ دنیا میں جب فرعون اور راون نہ

رہے تو سازان ڈوگر کیا چیز تھا؟ سب کو ایک دن مرنا ہے۔ سو وہ

غیبت بھی مر چکا ہے۔"

اس نے دو واہ بند کر لیا۔ پتھرا گوش کرنے لگا۔ جب بلی

کا پتھر ہو کر پرواز کرنے لگا تو سب نے اپنے اپنے ہاتھ جوڑ کر

عقیدت اور احسان مندی سے سروں کو جھکا لیا۔



زندگی دوڑتے دوڑتے جیسے تھوڑی دیر کے لئے رک گئی تھی۔

میں اپنی زندگی کی بات کر رہا ہوں۔ ساری عمر دوڑتا رہا ہوں۔

حالات اتنی تیزی سے بدلے رہے ہیں کہ کبھی دم لینے کی فرصت

نہیں ملی۔ کبھی کوئی دشمن اور کبھی نامانی آفات ڈھل ہوتی رہیں۔

... قارئین سے کبھی بے کسی کے سامنے نہ ملا کہ اس ماہ حاف کر دو۔

دشمن حالات نے آرام کرنے کی اجازت دی ہے۔ قارئین کرام،

آپ بھی آرام فرمائیں۔ اگلے ماہ یعنی دو واہ شاخیں گا۔

میرا خیال ہے دشمن حالات اجازت دے سکتے ہیں لیکن

قارئین کبھی ایک ماہ کا ناہ برداشت نہیں کریں گے جب کہ کتنے

کے لئے ان وقت کچھ نہیں ہے۔ دشمنوں کو سانپ سوکھ گیا ہے۔

... سازان ڈوگر اپنے کالے علوم کے ساتھ قہا ہو چکا ہے۔ ثانی

اور علی ابھی سوچ رہے ہیں کہ افغانستان اور ایران کے راستے

جس کا زمین پاکستان میں مکہ عرصہ قیام کریں؟

اگر انہوں نے پاکستان کا رخ کیا تو وہاں کے شیطان صفت

اکابرین کی شامت آجائے گی۔ ایسے ایسے راز قاش ہوں گے کہ

لوٹ کھسٹ چائے والا ٹولہ خانی اور علی کو برداشت نہیں کرے

گا اور میری داستان پر ستر کی چھٹی چل جائے گی۔

لہذا خانی اور علی جنت کے دارالسلطنت لاسر میں آرام

کر رہے ہیں۔

مرتا نے دونوں کان پکڑ کر توبہ کی ہے کہ جذبات بھڑکیں گے

تو وہ اپنی جوانی کو آگ لگا دے گی لیکن پارس کے قریب کبھی نہیں

جائے گی۔ چون کہ وہ توبہ کر رہی ہے اس لئے پارس بھی قاصر

ہیٹھا ہے۔ جو جو کے ساتھ جہن کی بنی بنا رہا ہے۔

میڈیکل رپورٹ نے بتایا ہے کہ جو جو میں نہیں بن سکے گی۔

پارس کا زہرا خون حمل کو قائم نہیں رہے دیتا۔ جو جو فی الحال

زیر علاج ہے۔

شیطان پتلا ٹوٹ چکا ہے۔ راجلہ کو کالے جادو سے نجات

مل گئی ہے۔ جناب علی اسد اللہ حمزوی نے اسے ادارے میں

بلایا ہے اور اس کا روحانی علاج کر رہے ہیں۔ سلطانہ اور سلمان

واسطی پیرس میں ہیں۔ لیٹی میرے ساتھ مل ایب میں ہے۔ سوینا

بھی ہے لیکن ہم سے کبھی ملاقات نہیں کر لی "صرف خیال خوانی

کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔

اس کا مطلب ہے زندگی دوڑتے دوڑتے جیسے تھوڑی دیر

کے لئے رک گئی ہے۔ میری چھٹی کے کسی فرد کی جانب سے کوئی

حرکت نہیں ہو رہی ہے۔ کسی کی آواز نہیں آ رہی ہے۔ ایسے

وقت دشمنوں کو سکون کا سانس لینا چاہئے لیکن عجیب بات ہے کہ

ان کا سکون عارت ہو گیا ہے۔

اسرائیلی جاسوس ہماری تو سمجھتے پھر رہے ہیں کہ ہم کہاں

ہیں؟ اور جہاں بھی ہیں وہاں پر اسرار خاموشی کیوں اختتام کی ہے؟

دو گولڈن برنز ہ گئے۔ باقی ہمارے ہاتھوں قہا ہو گئے شاید

انہوں نے مزید گولڈن برنز کا اضافہ کیا ہو۔ ابھی یہ بات ہمارے

علم میں نہیں ہے۔ ہر حال یہ گولڈن برنز مولات کی ہے۔ تک پہنچ

جاتے ہیں۔ انہوں نے اسرائیلی حکام سے کہ "سوینا کی خاموشی

سمجھ میں آتی ہے۔ وہ دو بیبا ڈوک کے صحت یاب ہوئے اور اس کی

دماغی توانائی بحال ہونے کا انتظار کر رہی ہے۔"

واقعی ہماری خاموشی کا مطلب یہی تھا۔ ہم راجلہ کو

یودیوں کی قید سے رہائی دلا کر پیرس پہنچا چکے تھے۔ اب بیبا ڈوک

کو ختم کرنے کا مرحلہ ہو گیا تھا۔ ہم منیر چاہتے تھے کہ ان

یودیوں کے پاس ایک بھی خیال خوانی کرے والا رہے اور وہی

ایک بیبا ڈوک ان کے پاس رہ گیا تھا۔

پہلے ہمیں اطمینان تھا کہ ہم ان انگوٹوں کے داغوں میں نہ

کر بیبا ڈوک کے حالات معلوم کرتے رہیں۔ اب ابتدا میں اس کا

دماغ بستی کر رہا تھا۔ میں اس کے اندر ہوتا تو داغ میں بے

حسی اور غفلت کی دھند چھائی رہتی۔ میں اس کے داغ سے

25

واپس آجاتا تھا۔ پھر وہ رفتہ رفتہ دافنی توانائی حاصل کرنے لگا۔ برین آپریشن کو وہ مگر بچے تھے۔ ان ہی دنوں میں وہ ہمارے ہاتھ سے نکل گیا۔

ہم چہ چیں سمجھنے اس کے دماغ میں نہیں رہ سکتے تھے۔ رچے تب بھی اس کی ذہنی تبدیلی کو روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے اسے بے ہوش کر دیا تھا اور اب بے ہوشی کے دوران اس کی یادداشت ختم کردی تھی۔ آواز اور تجربہ بدل دیا تھا۔ دماغ کے چور خانے میں ٹیلی ویژن اور کالے علم کو بانی رکھا تھا۔ جب ہم نے اس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر اس کے دماغ میں پہنچا ہا تو اس کا دماغ نہیں ملا۔ وہ ہم کو بچکا تھا۔

ہم نے آپریشن کرنے والے ڈاکٹروں کے دماغوں کو پڑھا۔ پتا چلا وہ تمام ڈاکٹر اسرائیل سے باہر نیا درک چلے گئے ہیں۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ پاپا ڈوک کی آواز اور لہجے کو تبدیل کرنے کے لئے کن ڈاکٹروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ وہ ڈاکٹر جو بھی تھے ہمارے لئے اچھے تھے۔ ہم ان کے دماغوں میں نہیں پہنچ سکتے تھے۔

لپٹی نے کہا "میں اپنی حکام اور فوجی افسران کے دماغوں کو پڑھ چکی ہوں۔ وہ بھی ہمیں آئے والے ڈاکٹروں کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "گولڈن برنز سے بڑی رازداری سے یہ کام کیا ہے اور پاپا ڈوک ان کی ہی عمرانی میں کیس زیر علاج ہوگا۔ وہ اپنے ٹیلی ویژن جانتے والے کی حفاظت کے لئے بھرپور ذہانت سے کام لیتے رہیں گے۔"

میں نے کہا "ہم نے اس کے انتظار میں یہاں دو ماہ گزار دئے اب پتا نہیں اور کب تک رہنا ہوگا۔"

سونیا نے پوچھا "کیا تمہارا کوئی گھر ہے جو ہمیں یاد آتا ہے اور وہاں جانے کے لئے بے چین ہو رہے ہو؟"

میں نے لپٹی کو سکرا کر دیکھا پھر کہا "جہاں لپٹی ہو وہیں میرا گھر ہے۔ میں کسی دوسرے ملک جانے کے لئے بے چین نہیں ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک ہی شہر ایک ہی گھر میں رہ کر رہ رہ کر ہو گیا ہوں۔"

"تمہیں کس نے یہاں قید کیا ہے۔ دوسرے شہروں میں جاؤ تو فریج کو۔ اور یہ کیا حرکت ہے۔ تم لپٹی سے الگ ہو کر نہیں بیٹھ سکتے؟"

لپٹی فوراً ہی مجھ سے دور ہو گئی۔ میں بھی جھپک گیا۔ پھر ہم دونوں کو فوراً ہی اپنی حفاظت کا احساس ہوا۔ سونیا ہمارے سامنے یا آپس پاس موجود نہیں تھی۔ ہم اس کے دماغ میں تھے۔ وہ ہمیں دیکھ نہیں سکتی تھی لیکن اس نے اچانک ہی نفسیاتی حملہ کیا تھا۔ ہم ایک دوسرے سے لگے بیٹھے تھے۔ بے اختیار انگ ہو گئے۔

میں نے لپٹی سے کہا "دیکھا اس چل کر؟ ہمیں الٹا بنا دیا۔"

وہ بولی "تو یہ ہے" ایک لمبی کو ایسا ہی لگا جیسے سسڑ سائے کھڑی ہیں۔ میں تو شرمائی گئی۔ آپ کہہ دیں کہ وہ غلط سمجھ رہی ہیں ہم ایک دوسرے سے دور بیٹھے ہیں۔"

"اچھی دیر سے جواب دوں گا تو ہماری قوت کی تصدیق ہو جائے گی۔"

ہم پھر سونیا کے دماغ میں پہنچے۔ وہ بولی "کوئی مثالی پیش نہ کرنا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم لوگ شرافت سے بیٹھے ہوئے ہو۔ میں نے کہا "زیادہ چالاک نہ بنو۔ تمہارا قیاس غلط ہے" لپٹی میرے پہلو میں ہے۔"

لپٹی نے شہر کا ردوئل ہاتھوں سے مٹ چھاپا۔ سونیا نے کہا "تمہارے جیسے بے شرم سے کچھ بعد نہیں ہے شرم اس دنیا والی کو جانتی ہوں۔ اب وہ تمہارے قریب اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک مجھے سے کھنگو جاری رہے گی۔"

"تم نے ایک ہی نفسیاتی حربے سے لپٹی کو دور کر دیا۔ واہ۔ کمال کر دیا۔ تمہاری ایسی کی تھی۔ کیا تم کام کی باتیں نہیں کر سکتیں؟"

"میں نے تمہیں کام کا آؤی بنانے کے لئے ہی ایسی حرکت کی ہے۔ تم اس سے ذرا دور رہ کر شیڈ کی اور ذہانت سے سوچو۔ انہوں نے پاپا ڈوک کو کہاں چھپایا ہوگا؟"

میں نے لپٹی کو دیکھتے ہوئے اور سوچتے ہوئے کہا "اس شہر میں گولڈن برنز کا کوئی خفیہ اڈا ہے۔ اس ٹیلی ویژن جانتے والے کو وہیں خفیہ پرے میں رکھا گیا ہے۔"

"معلوم ہوتا ہے" لپٹی تمہارے سامنے اسی کمرے میں ہے۔ .. تمہارا دھیان دوسرے اس لئے عمل کام نہیں آ رہی ہے۔"

"تم فضول الزام دے رہی ہو۔"

"میں ہی کیا۔ ساری دنیا الزام دیتی ہے کہ پڑھاپے میں جوان عورت مل جائے تو بوڑھا ضحیا جاتا ہے۔ دماغ سے سوچنا بھول جاتا ہے۔"

تمہارے پاس بہت عمل ہے۔ چلو تم ہی بتاؤ پاپا ڈوک کو کہاں چھپایا گیا ہے؟"

"میں معلوم ہوتا تو میں وہاں پہنچ جاتی مگر یہ یقین سے کتنی ہوں کہ وہ مل ایب میں نہیں ہے۔"

"تم یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"اپنے اس سوال کا جواب بھی تم عقل سے سمجھ سکتے تھے۔ میں تمہاری عقل کا نام کرتے ہوئے سمجھاتی ہوں۔ تمام گولڈن برنز کو میری خاموشی ٹھک رہی ہے۔ کوئی ٹھگ کے قریب پڑوئل نہیں رکھتا۔ وہ میری موجودگی میں پاپا ڈوک کو یہاں نہیں رکھیں گے۔ اسے کسی دوسرے شہر قید میں پہنچایا گیا ہوگا۔"

میں نے قائل ہو کر کہا "ہاں یہ سمجھ میں آئے والی بات ہے۔"

"لپٹی کو میرے پاس آنے کے لئے کہو۔"

میں نے لپٹی سے کہا "سونیا بلا رہی ہے۔"

لپٹی نے اس کے پاس آکر پوچھا "آپ نے بلایا ہے؟"

"ہاں۔ کل صبح ہمیں دوا میں جاؤ۔ تمہارا ڈاکٹر۔ فرادیاں ہے گا۔"

میں نے پوچھا "یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

وہ بولی "تمہارا دماغ درست کر رہی ہوں۔ ہمارے پاس ایک فرادعلیٰ تیور ہو کر آتا تھا جس کی ذہانت اور حاضر دماغی کے نکتے پتھر چرے تھے۔ لپٹی کی قوت نے مار ڈالا ہے۔"

"تم کو اس کی ہو۔ کیا میں پہلے عورتوں کی موجودگی میں ہات کا بھرپور مظاہرہ نہیں کر آتا۔ اب لپٹی سے کیا فرق پڑ گیا ہے؟"

"دوسری عورتوں کی بات نہ کرو۔ تمہاری جوانی کا زمانہ تھا۔ میں ابھی کہہ چکی ہوں پڑھاپے میں جوان عورت ملے تو پوری کائنات مل جاتی ہے۔ صرف عقل رخصت ہو جاتی ہے۔"

"زیادہ دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لپٹی نہیں جانتے گی۔"

وہ بولی "آپ کا حکم سرائی ہوئے، لیکن آپ سسڑی آواز اٹھائیں پورے گیم میں اترتے؟"

میں نے پڑ کر کہا "یہ کون ہوئی ہے۔ میرا امتحان لینے والی؟"

سونیا نے کہا "میں صرف امتحان نہیں لیتی۔ ٹل ہونے والے کو برا بھی دیتی ہوں۔"

"تم مجھے سزا دو گی؟"

"ہاں، تمہیں چھ گھنٹے کی سزا ملے گی۔ اگر تم نے پاپا ڈوک کا سراغ نہ لگایا اس سلسلے میں بھرپور ذہانت کا مظاہرہ نہ کیا تو میں کو تائب کر دوں گی۔"

میں نے ناگاری سے کہا "ہم نے تمہاری غیر معمولی ذہانت کی تعریفیں کرتے کرتے تمہیں سر پر چڑھا دیا ہے۔ تم اس قدر لپٹی کو مجھ سے جدا کر دو گی؟ اسے تائب کرنے کا مطلب ہے کہ میں اسے پانچ سو کھوں گا؟ اچھی بات ہے۔ میں دیکھا ہوں کہ تم اپنی دھمکی پر کیسے عمل کر دیتی۔ مجھے تمہاری چھ گھنٹے کی سزا ملے گی۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

"وہ تو میں کر چکی ہوں۔ تیرا کمان سے نکل چکا ہے۔ تمہارے سامنے دوی راہے ہیں۔ کچھ عرصے کے لئے فرادے دور ہو جاؤ۔ یا انخوا ہونے کے لئے تیار رہو۔"

یہ کہنے ہی اس نے سانس روک لی۔ لپٹی کو اس کے دماغ سے نکلنا پڑا۔ وہ مجھ سے بولی "آپ سسڑ کو غلط نہ سمجھیں۔ وہ درست کہہ رہی ہیں۔ پچھلے دو ماہ سے آپ نے پاپا ڈوک کے سلسلے میں کچھ نہیں کیا۔ آئندہ اسے تائب کرنے کے لئے بھی کوئی جامع منصوبہ نہیں بنایا۔ سسڑ کو تائب کرنے کے لئے غیر معمولی ذہانت کا ثبوت نہیں دیا۔ ایسے میں وہ الزام دیتی ہیں کہ آپ میری وجہ سے غیر ذرے دار ہو گئے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے ہیں تو درست ہی کہتی ہیں۔"

"جب وہ درست کہتی ہیں اور میں غلط ہوں تو مجھے جھوڑ کر چلی جاؤ۔"

"میں آپ سے دور ہونے کے لئے سسڑ کی حمایت نہیں کر رہی ہوں۔"

"میں بھی اسے دشمن نہیں سمجھتا ہوں لیکن وہ خود کو بہت زیادہ فائدہ سمجھ کر مجھ پر بھی حاوی رہتا چاہتی ہے۔ تم لوگوں سے اپنے امکانات کی قلیل گرائی ہے اب مجھے بھی حکوم بنانا چاہتی ہے میں اس کی خوش گئی ختم کر دوں گا تو وہ آئندہ اپنی حد سے آگے نہیں بڑھے گی۔"

"مجھے سسڑ کی خطرناک صلاحیتوں سے خوف آتا ہے۔ سچ پوچھیں تو ذرا لگ رہا ہے۔ کیا واقعی وہ مجھے انوکھے کے برس پہنچا دیں گی؟"

"وہ بہت کچھ کر سکتی ہے لیکن میں اس کی چالوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہی کرے گی کہ کسی طرح ہمیں اعلیٰ کمزوری میں جلا کر کے عارضی طور پر ٹل بیٹھی سے محروم کر دے گی۔ ہو سکتا ہے یہی حربہ مجھ پر بھی آزمائے تاکہ ہم آئندہ دافنی رابطہ قائم نہ کر سکیں۔ وہ ہمیں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کی توہین خیال خوانی کے ذریعے ہمارے پاس نہیں پہنچا دے گی۔"

"ہی ہاں۔ وہ ایسا کر سکتی ہیں۔"

"اور میں اسے ایسا کرنے کا موقع نہیں دوں گا۔ ہم کھانے پینے کی چیزیں اچھی طرح جاننے کے بعد استعمال کریں گے۔"

میں غصہ پہلوؤں پر غور کرنے لگا۔ سونیا کے تمام متوقع طریق ہائے کار کے متعلق سوچنے لگا۔ وہ بڑی خائف تھی۔ بعض اوقات اسے سمجھنا ناممکن ہو جاتا تھا لیکن وہ میرے ہاتھوں میں کھلی ہوئی عورت تھی۔ میرے لئے فائدہ مند اور ناممکن نہیں ہو سکتی تھی۔ میں اس کے ہر حربے کا ٹوڑ کرنے کے لئے تیار تھا۔

مسلمان واسطی نے آکر کہا "فراد بھائی! آپ ہماری پچھلی غلطیوں کے باعث ناراض ہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ آپ غیر معمولی

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

میں اس کے دماغ سے ٹھیک۔ لپٹی نے کہا "سسڑا یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ پلیز پیچھے نہ کریں۔ میں جانتی ہوں آپ میرے شوہر کی بھلائی چاہتی ہیں لیکن یہ بھی جانتی ہیں کہ مرد کسی عورت کا پیچھے برداشت نہیں کرتا۔ پلیز آپ ایسا انداز اختیار نہ کریں۔"

کارنامہ انجام دے کر آپ کو خوش کروں گا پھر آپ سے رابطہ کروں گا لیکن اس سے پہلے ہی مجبور ہو کر آیا ہوں۔ سلطانہ کی حالت بڑی نازک ہے۔ میں اسے اسپتال کے بارہا ہوں۔ وہ بہن کو یاد کر رہی ہے۔ پلہ لیلیٰ کو بھیج دیں۔

”مہم ایسی آ رہی ہے۔“

میں نے لیلیٰ کو سلطانہ کے حلقے بتایا۔ پھر ہم اس کے داغ میں پہنچ گئے۔ وہ ہم سے کمزور ہو گئی تھی۔ جب اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ ماں بننے والی ہے تو میں اس کے داغ سے چلا آیا۔ میرا وہاں رہنا مناسب نہیں تھا۔

تھوڑی دیر بعد لیلیٰ نے آکر کہا ”وہ گھبرا رہی ہے۔ یہ پہلا کیس ہے اس نے پشٹالی لازمی ہے۔ آپ تو جانتے ہیں ہم بنوں کا نہ کوئی دھیال ہے نہ نصیال۔ اور صرف ہی اس کی سب کچھ ہوں۔ ایسے وقت ہم اس کے پاس رہنا چاہتے۔“

”یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ سونیا اپنے چیتے کے مطابق تمہیں بھی مجھ سے جدا کر پائی لیکن تمہاری بہن جدا کر رہی ہے۔“

”آپ مجبور ہی سمجھا کریں۔ سلطانہ کوئی ڈراما نہیں کر رہی ہے۔ آپ بھی اس کے داغ میں گئے تھے کیا اس کے چور خیالات یہ نہیں کہتے کہ وہ ماں بننے والی ہے بے حد کمزور ہو گئی ہے خود کو بالکل تنہا سمجھ رہی ہے؟“

”ہاں میں نے اس کے چور خیالات پڑھے ہیں۔ سچ سچ اس کی حالت نازک ہے لیکن اس کی تیار داری اور خدمت کے لئے تجربہ کار فزوں کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔“

”آپ کتنے غیر ادرارے موت بن کر ایسی بات کہہ رہے ہیں۔... ایسے وقت عورت کو خدمت گاہوں کی نہیں“ انہوں کی ضرورت ہوتی ہے۔“

وہ جلدی سے منہ پھیر کر آنسو پونچھنے لگی تاکہ میں اسے جذباتی ہو کر روئے ہوئے نہ دیکھوں۔ یوں تو ہم سب ان دونوں بہنوں کے دکھ تکھ میں شریک رہتے تھے۔ وہ دونوں میری جلی میں شامل تھیں۔ اس کے باوجود خون کے رشتے کے حساب سے اتنی بڑی دنیا میں وہ ہمیں تنہا تھیں ان کا اور کوئی نہیں تھا ایسے میں سلطانہ کو صرف لیلیٰ کی قربت ہی دلا دے سکتی تھی۔

میں نے ایک سروہ بھر کر کہا ”تمہیں ضرور جانا چاہئے لیکن اس سے پہلے میں سونیا سے دوبارہ باتیں کر لوں۔“

ہم دونوں اس کے پاس آئے۔ وہ بولی ”اب کیا ہے؟“

لیلیٰ نے اسے سلطانہ کے حالات بتائے۔ وہ بولی ”سلطانہ کو میرے پاس بھی آنا چاہئے تھا۔ میں اسے مشورہ دوں گی کہ ایسے وقت سلطانہ کے پاس کسی عورت کو رہنا چاہئے۔ وہ دارے سے پوی کو بلا لے۔“

”سسر! میں سنی بہن ہوں۔ مجھے اس کے پاس رہنا چاہئے۔“

میں نے کہا ”میں تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ اپنا چیتہ کسی اور

وقت کے لئے اٹھا رکھو۔ تم لیلیٰ کو مجھ سے دور نہیں کر رہی ہو“

حالات جدا کر رہے ہیں۔“

وہ بولی ”میں تمہاری بات کا کوئی جواب نہیں دوں گی۔ مجھے سلطانہ کی طرف سے تشویش ہے۔ اگر پاپا ڈوک کا مسئلہ نہ ہو تو میں سلطانہ کے پاس چلی جاتی۔ یہ پہلا کیس ہے۔ وہ بہت پریشان ہو گی۔“

”سسر! آپ فکر نہ کریں میں کل پہلی فلائٹ سے جاؤں گی اور آپ کو اس کے حالات سے آگاہ کرتی رہوں گی۔“

ہم اپنی جگہ حاضر ہو گئے۔ لیلیٰ خوش بھی تھی اور مفہوم بھی خوشی اس بات کی تھی کہ بہن ماں بننے والی تھی۔ افسردہ اس لئے تھی کہ مجھ سے چھوڑنے والی تھی۔ ہم نے وہ رات بڑی محبت سے جاگ کر گزار دی۔ دوسرے دن وہ رخصت ہو گئی۔ بڑی مدت کے بعد میں تنہا رہا۔

مجھے احساس ہوا کہ میں اس کا عادی ہو گیا تھا۔ اس کے بغیر کھانا چیتا نہیں تھا۔ وہ نہ ہو تو ستر خالی لگتا تھا۔ میں سارے مسائل بھول گیا تھا۔ بس وہی ایک مسئلہ رہی تھی جسے دن رات حل کرتا رہتا تھا۔

اس کے جانے کے بعد میں نے سوچا تھا تنہا نہیں آئے گی لیکن پچھلے رات سے جاگ رہا تھا اسے یاد کرتے کرتے پانچ نہیں کب سو گیا۔ ایسی گہری نیند میں ڈوب گیا کہ کوئی قتل کرنے آتا تب بھی آنکھ نہ کھلتی کیوں کہ سونے سے پہلے میں نے داغ کو ہدایت نہیں دی تھی میرے کمرے میں کوئی بھی آنکھ نہ کھلتا تھا۔

اور کوئی آیا تھا۔ اس نے اچھا خاصا وقت گزارا تھا۔ ایک کیسٹ ریکارڈ میں اپنی آواز ریکارڈ کی تھی پھر اسے سہانے والی میز پر رکھ کر چلا گیا تھا۔ میں ساری رات سو نہ رہا۔ صبح حسب معمول آنکھ کھلی۔ آنکھ کھلتے ہی میں کیسٹ لیتا تھا۔ اس کیسٹ میں لیلیٰ ل جاتی تھی۔ اس روز نہیں ملی۔ میں نے پوری طرح آنکھیں کھول کر دیکھا اس کے نہ ہونے سے دل و دماغ پر ادا سی چما جاتی لیکن اس سے پہلے ہی کیسٹ ریکارڈ پر نظر پڑی۔ اس پر ایک چٹ کھٹی ہوئی تھی۔ چٹ پر لکھا تھا ”مجھے سن لو“

میرا دماغ بٹ گیا۔ لیلیٰ کی ٹیکٹ بھول گیا۔ یہ حیران اور پریشان کرنے والی بات تھی کہ میں غفلت کی نیند سو رہا اور کوئی میری شہ رگ تک پہنچ کر چلا گیا۔ میں نے ریکارڈ کو آن کیا۔ چند سیکنڈ بعد اس میں سے ایک ابجی کی بھاری بھر کم آواز نکلی۔ وہ کہہ رہا تھا ”میں تمہارے گھر میں قفس آنے کی معافی چاہتا ہوں۔ دراصل مجھے ایک ایسے دشمن کی تلاش ہے جو نیکی دیتی جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا وہ کس جگہ میں ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ اسے نیند کی حالت میں پھانسا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ وہ اپنے داغ کو ہدایات دے کر سوتا ہے۔ جیسے ہی کوئی اس کے دیوارے پر آتا ہے اس کی آنکھ فوراً ہی کھل جاتی ہے۔“

”مگر تم وہ ہوتے تو تمہاری آنکھ کھل جاتی لیکن تم گھوڑے چھ کر سو رہے ہو۔ میرے دشمن کی ایک پہچان ہے کہ وہ شراب میں پیتا جب کہ تمہارے بیڈ میں شراب سے بھری ہوئی بوتلیں ہیں۔ تم وہ نہیں ہو جس کی گھٹے تلاش ہے۔“

”میں نے تمہارے شے میں جا کر تمہارے متعلق معلومات حاصل کی ہیں۔ تم ایک مڑا من شہری اور محبت وطن یودی ہو۔ میں تم سے تعاون کی اپیل کرتا ہوں۔ سونیا اور برائن دو لطف نانی دو ہتیاں اس شہر میں کیسے مڈپوش ہیں اور یودی بن کر زندگی گزار رہی ہیں۔ اگر تمہیں کسی پر شبہ ہو یا کوئی مشکوک فرد نظر آئے تو فوراً ملٹری ایجنسی جس کے کسی ذرا افسر سے رابطہ کرو اور ایک سپا یودی ہونے کا ثبوت دو۔ شکریہ۔“

ریکارڈ سے آواز ختم ہو گئی۔ میں نے اسے آف کر دیا۔ یہ بہن معلوم تھا کہ مجھے اور سونیا کو گھر گھر تلاش کیا جا رہا ہے لیکن یہ بھی نہیں سوچا تھا کہ تلاش کرنے والوں میں سے کوئی میرے قریب آکر چلا جائے گا اور میں اپنی خوش بختی سے بچ نکلوں گا۔

میں جس شخص کے روپ میں تھا وہ یودی شراب پیتا تھا۔ یہ ڈوم میں پہلے کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک توان بڑھکوں کی موجودگی سے چٹ گیا تھا دوسرے سے بے اصولی کام آتی تھی کہ میں نے کل بار داغ کو سونے سے پہلے ہدایات نہیں دی تھیں۔ یہ بے اصولی میری حفاظت کا بہانہ بن گئی تھی۔

میں نے عہد کیا کہ آئندہ بہت زیادہ محتاط رہوں گا۔ قیام میں ہمارے قیام کے مدت جتنی بڑھتی جاتی تھی اتنے ہی خطرات بھی بڑھ رہے تھے۔ ہمیں جلد سے جلد پاپا ڈوک کا سراغ ملنا چاہئے تھا۔ اس کا قہہ تمام ہو جاتا تو ہم بے حس چلے جاتے۔ مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ میں نے غفلت اور بے پروائی میں دو ہزار روپے ہیں۔ اگر پاپا ڈوک کے سلسلے میں سرگرم عمل رہتا تو اب تک اس کا خاتمہ ہو چکا ہوتا۔

میں اٹھ کر غسل خانے میں گیا۔ میں تقریباً باہر کھٹے سوتا رہا۔ اس دوران لیلیٰ کو مجھ سے رابطہ کرنا چاہئے تھا۔ وہ ایک پلیٹ لے لے بھی داغ میں آتی تو میری آنکھ کھل جاتی لیکن وہ نہیں آتی تھی۔ یہ بھی تشویش کی بات تھی۔ مجھ پر ہر لمحہ قیام ہونے لے رہا تھا کیوں نہیں کیا؟

میں نے خیال خواہی کی پرواز کی۔ اس کے داغ میں جیسے ہی پا اس نے سانس روک لی۔ دوسری بار میں نے کوڈرڈز ادا لے چاہے لیکن اس نے کوڈرڈز سننے سے پہلے سانس روک کر بھاگا۔ یہ حیران کی بات تھی۔ وہ پرانی سوچ کی لہروں کو اشت نہیں کرتی تھی لیکن میں پر اپنا نہیں تھا۔ اسے سمجھتا ہے تھا کہ اس کا دیوانہ آیا ہے اور وہ سمجھتا نہیں جانتی تھی۔ میں نے کئی بار اس کے داغ میں پہنچنے کی کوشش کی پھر بان ہو کر سلطانہ کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا ”لیلیٰ کہاں

ہے؟“

اس نے کہا ”آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں۔ پچھلے دو ماہ سے وہ آپ کے ساتھ قیام میں رہی ہے۔ کیا اس نے وہ شر اور وہ ملک چھوڑ دیا ہے؟“

”کیسی باتیں کر رہی ہو؟ کل وہ تمہارے پاس آنے کے لئے یہاں سے روانہ ہوئی تھی اور بڑی خوش تھی کہ تمہاں بننے والی ہو“

وہ تقریباً چٹ کر بولی ”کیا کہا؟ اس ماں بننے والی ہوں؟ فراد بھائی! آپ پھر کوئی شرارت کر رہے ہیں۔ سلمان! اپنے یہاں آؤ“

اس نے سلمان کو آواز دی۔ اس سے کہا ”فراد بھائی میرے پاس ہیں۔ مجھے ان کے ذائقے سے ڈر لگتا ہے۔ آپ ان سے باتیں کریں۔“

میں نے سلمان کے داغ میں آکر کہا ”میں لیلیٰ کی قسم کا کر کتا ہوں۔ یہ ذائقہ نہیں ہے۔ میں اور لیلیٰ پوسل رات باتیں کر رہے تھے۔ اتنے میں تم نے آکر اطلاع دی کہ سلطانہ کی حالت نازک ہے۔“

وہ بولا ”آپ کیا فرما رہے ہیں؟ میں نے ایسی کوئی اطلاع نہیں دی تھی اور سلطانہ ماشاء اللہ صحت مند ہے۔ آپ آخر کیا چکر چلا رہے ہیں؟“

”میں کوئی چکر نہیں چلا رہا ہوں۔ میں نے اور لیلیٰ نے خود سلطانہ کے داغ میں جا کر معلوم کیا تھا کہ وہ ماں بننے والی ہے۔“

”کون لیلی؟“

”میں سلطانہ تمہاری بیوی۔“

”میری بیوی کی ساتھ ماں بننے والی ابھی کوئی خوش خبری نہیں ہے۔ اب سے پہلے بھی آپ نے ایسی ہی ایک شرارت کی تھی۔ آپ خدا کے لئے ہم میاں بیوی کو کسی آزمائش میں نہ ڈالیں۔“

”تم شرارت سمجھ رہے ہو اور لیلیٰ کیس گم ہو گئی ہے۔ میں اس کے داغ میں جانا چاہتا ہوں وہ سانس روک لیتی ہے۔“

سلطانہ نے کہا ”سلمان! میں ابھی لیلیٰ کے پاس گئی تھی اس نے سانس روک لی۔ میں تین بار کوشش کر چکی ہوں۔“

سلمان نے کہا ”تمہاری بہن اس بار فراد بھائی کی شرارت میں شریک ہو گئی ہے۔“

میں نے پشٹالی پر ہاتھ مار کر کہا ”خدا کے لئے اسے شرارت نہ سمجھو۔“

”جانے دیں فراد بھائی، ہمیں معاف کریں۔ موٹی عقل سے سوچا جائے تب بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ لیلیٰ ہمارے تمہارے لئے کبھی داغ کے دیوارے بند نہیں کرے گی۔ صرف شرارتی ایسا کر سکتی ہے۔ آپ نے اسے بھی اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے۔“

میں نے جھنجھلا کر کہا ”تم دونوں کو یقین نہیں آ رہا ہے۔“

سونیا کے پاس آؤ۔
ہم سب سونیا کے پاس آئے، میں نے کہا "للی، دانی راپیلے سے انکار کر رہی ہے۔ ہماری سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے۔ تم گواہ ہو کہ وہ اپنی بہن سلطانہ کے پاس گئی تھی؟"

سونیا نے کہا "میں چشم دید گواہ نہیں ہوں۔ تم نے اس کی روایت کی اطلاع دی تھی تب مطمئن ہوا کہ وہ میری گئی ہے۔" "تو تم نے تو مطمئن ہو کہ سلطانہ ماں بننے والی تھی؟" "مجھے بھلا کیسے مطمئن ہوتا، تم نے یہ خوشخبری سنائی تھی۔ کیا یہ غلط ہے؟"

سلطانہ نے کہا "بالکل غلط ہے۔ ہمارے ہاں ایسی کوئی خوشخبری نہیں ہے۔ یہ فراہم بھائی نے آپ سے جھوٹ کہا تھا۔" سونیا نے پوچھا "فراہم! یہ کیا پکڑ ہے؟"

"خدا کی قسم کوئی پکڑ نہیں ہے۔ میری جان پر مبنی ہے۔ للی نے راپیلے قسم کھڑا ہے۔ کسی دشمن چنانچہ نہ کرنے والے نے اس کے دماغ کو لاک کر دیا ہے۔ پرانی سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیتی ہے۔"

سونیا نے کہا "یہ بات تشویشناک ہے۔ وہ سانس روکتی رہے گی اور تم خیال خوائی کرنے والوں کو بھگاتی رہے گی تو ہم اسے تلاش نہیں کر سکیں گے۔"

میں نے کہا "میں اسے الوداع کہنے اتر پڑ گیا تھا۔ وہ طیارے میں سوار ہوئے تک ناپل نہیں۔ پرواز کے بعد بھی ہمارا دانی راپیلہ رہا تھا۔ میرا خیال ہے میری چشمے کے بعد ہی اسے ٹھیک کیا گیا ہے۔"

سلطانہ نے کہا "اگر ایسا ہے تو فرانس کی پولیس للی کو گھر گھر تلاش کرے گی۔"

میں نے کہا "لیکن مجھے اطمینان نہیں ہوگا۔ میں آج ہی یہ ملک چھوڑ دوں گا۔ للی کو خود تلاش کروں گا۔"

سونیا نے کہا "فراہم! آج ہی یہ ملک چھوڑنے کی حماقت نہ کرنا للی تمہاری بیوی کی حیثیت سے کل ملک سے باہر گئی ہے، آج تم جاؤ گے تو یہاں کے جاسوس جنہیں گھر لیں گے۔ شہادت میں جلا ہو کر جنہیں حراست میں رکھیں گے۔"

سونیا کی بات پر یاد آ گیا کہ پہلی رات ایک جاسوس میرے بیڈ روم میں آیا تھا۔ اس نے مجھ پر شہوت میں لکھنؤ کی نظر جمے پر تھی۔ ایسے میں یہ ملک چھوڑنا چاہتا تو طرح طرح سے میرا محاسبہ کیا جاتا۔ لیکن جا رہے ہو؟ کل تمہاری بیوی گئی آج تم سسر کر رہے ہو۔ ملک سے باہر تمہاری کیا سرگرمیاں ہیں؟

میں نے قائل ہو کر سونیا سے کہا "ٹھیک ہے، میں دو چار روز ممبر کروں گا۔ پھر کوئی مناسب موقع دیکھ کر یہاں سے نکلوں گا۔"

وہ بولی "مناسب تو یہی ہے کہ جلد سے جلد پاپا ڈوک کا قہر تمام کرو۔ پھر ہمارے یہاں رہنے کا کوئی جواز نہیں رہے گا۔" پاپا ڈوک کی بات مجھ سے نہ کرو۔ وہ تمہارا مسئلہ ہے۔ "آج وہ میرا مسئلہ ہو گیا ہے؟ جبکہ تم بھی اسے گھبرائے اور قسم کرنے آئے ہو۔ اگر یہ جھوٹ ہے تو یہاں دوام سے لیا کر رہے ہو؟"

"میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ ابھی مجھے ختمائی کی ضرورت ہے۔ میں جا رہا ہوں۔"

"جاؤ لیکن اس گھر میں ختم نہ رہنا۔ وہاں کے دروازے وارم سے للی کو باہر لے گئے۔ اس کی یادیں ستائیں گی اور تم اسے ڈھونڈنے کے لئے محنت سے کچھ سوچ نہیں پاؤ گے۔ نہیں گھر سے باہر کھلی فضا میں وقت گزارتے رہنا چاہئے۔"

میں دانی طور پر حاضر ہو گیا ہوسہ بیڈ روم ڈرائنگ روم تھا جہاں للی چلتی پھرتی نظر آتی تھی۔ اب اس کی یادیں چل پھر رہی تھیں۔ سونیا نے درست کہا تھا۔ اس گھر میں کون سے للی تک پہنچنے کی تدبیر نہیں کر سکوں گا۔ کھلی فضا میں دماغ کام کر سکتا تھا۔

میں تیار ہو کر گھر سے نکل گیا۔ کارڈ بھی رفتار سے ڈرائنگ روم کرتے ہوئے سوچنے لگا کہ میں نے سلطانہ کے چور خیالات پڑھے تھے اور دماغ کے چور خانے سے یہ معلوم ہوا تھا کہ وہاں بننے والی ہے جبکہ وہ انکار کر رہی ہے۔ سلمان خیرانی سے کہہ رہا ہے کہ اس نے پرسوں رات ہم سے راپیلہ نہیں کیا تھا۔

پچھن سے ایک واقعہ پڑھتے آ رہے ہیں کہ ایک گڈریا روز جھوٹ بولتا تھا کہ شیر تبا شیر کیا۔ لوگ اس کے جھوٹ سے حیران ہو گئے تھے۔ ایک دن جیج شیر گیا۔ وہ مدد کے لئے چلتا چلا آ رہا تھا۔ شیر تبا شیر لیکن کسی نے اس کے جیج کا یقین نہیں کیا۔

یہی حال میرا تھا۔ میں نے ماضی میں سلمان اور سلطانہ سے جھوٹ بول کر ایسی شرارتیں کی تھیں کہ اب مجھے جیج کا یقین نہیں کیا جا رہا تھا۔ سونیا سنجیدہ نہ ہوتی تو سلمان اور سلطانہ حقیقت کو مذاق ہی سمجھتے رہتے۔

اور اس حقیقت پر اب بھی یقین نہیں کیا جا رہا تھا کہ میں نے اور للی نے پرسوں رات سلطانہ کو حاملہ کی حیثیت سے پایا۔ یہ پکڑ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہماری خیالی خوائی نے سلطانہ کے دماغ سے غلط معلومات کیسے حاصل کیں۔ اگر یہ فرض کرنا کہ سلطانہ جھوٹ بول رہی ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ جھوٹ کیوں بولی۔ بہن کے اغوا ہونے پر وہ بہت پریشان تھی۔ مجھ سے سنگین جھوٹ نہیں بول سکتی تھی۔ کوئی سنگین ذرا نہیں کر سکتی تھی۔ سب ہی للی کے لئے فکر مند تھے۔

میں تمام دن گھر میں رہا۔ ہوٹلوں اور تفریح گاہوں میں بیٹھ متنی سلکھا نہ رہا۔ یہ بات حلق سے نہیں اتر رہی تھی کہ بہ

سلطانہ کے چور خیالات سے غلط معلومات حاصل ہوئیں۔ ایسا بھی ہو نہیں سکتا۔ یہ کوئی کمری چال تھی۔ سوچتے سوچتے میں جیج کا ایک آئینے کے ساتھ کو بھول گیا تھا۔ جیج بھی ہو رہا تھا، سونیا کے بیچ کے بعد ہو رہا تھا۔ اس نے بیچ کا تھا کہ وہ للی کو اغوا کر کے مجھ سے دور کر دے گی۔

"فراہم!" سے یہ بات ذہن میں آئی کہ کسی کو اغوا لے جانے کے جتنے طریقے ہیں سونیا ان پر عمل کرے گی۔ للی کو کسی طرح اعصابی کمزوری میں جٹا کر مجھ سے دانی راپیلہ منتقل کر دے گی اس طرح وہ للی کو جہاں بھی چھپائے گی، وہاں میں خیال خوائی کے ذریعے نہیں پہنچ سکوں گا۔

تسلیم کرتا ہوں کہ میں نے مسئلے سے کام لینا چھوڑ دیا ہے۔ اگر حقل سے اتنا ہی سوچ لیتا کہ وہ سونیا ہے، دو سروں کی سمجھ میں آنے والے طریقہ کار پر عمل نہیں کرے گی اس کا اپنا ہی ایک ناقابل فہم انداز ہو گا جو بعد میں سمجھ میں آئے گا۔

اب جو میں نے غور کرنا شروع کیا تو سمجھ میں آیا کہ سلمان اور سلطانہ مجھ سے زیادہ سونیا کے عقیدت مند اور وقار ہیں۔ اس کے راز دار بھی ہیں۔ انہوں نے سونیا کی ہدایت پر ایک بدست ڈراما بلے کیا ہے۔ سلطانہ نے خود کو یوں کمزور ظاہر کیا ہے کہ للی بارہا بننے والی عورت کمزوری محسوس کرتی ہے۔

میں اور للی خیال خوائی کے ذریعے اس فراڈ کو سمجھ سکتے تھے لیکن ہمیں دھوکا دینے کے لئے اور ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بنانے کے لئے سلطانہ نے جیج اعصابی کمزوری کی دوا استعمال کی۔ ایسے میں خیال خوائی کر کے بھی دھوکا کھانا لازمی تھا۔

سلطانہ اعصابی کمزوری میں جٹا تھی۔ ہم اس کے چور آلات سے حقیقت معلوم کر سکتے تھے لیکن ایسے وقت سلمان کے دماغ کے چور خانے میں موجود رہا ہوگا۔ اور اس کی سوچ باک رہا ہوگا کہ وہ ماں بننے والی ہے چونکہ وہ میری سالی تھی۔

خبر سننے کے بعد مجھے اس کے اندر نہیں رہتا چاہئے تھا۔ اس نے میں سے مزید تحقیقات نہیں کی، اس کے دماغ سے نکل آیا یقین کر لیا کہ اس کے چور خیالات چھہ چکا ہوں۔

اب میں جس قدر ذہانت سے سوچ رہا تھا۔ سمجھی سلجھتی ہی تھی۔ میں للی کو رخصت کرنے کے بعد باہر گھٹنے تک سونیا تھا۔ للی ہمارے گھٹنے میں بیٹھ گئی ہوگی۔ باقی آٹھ گھنٹوں میں نوا کے ذریعے اس کے دماغ کو کمزور کیا گیا ہوگا۔ پھر اس پر عمل کر کے یہ بات تھش کی گئی ہوگی کہ وہ اپنے پرانے کسی کی سوچ کی لمبوں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گی۔

یہی بات ہو سکتی تھی۔ اسی لئے وہ میرے دماغ میں بھی نہیں آئی تھی۔ مجھ پر جان دینے والی مجھ سے راپیلہ قائم کے بغیر نہیں نکلی تھی سمجھنا تو یہی عمل کے زیر اثر ہوگی۔ دیے اپنوں کی

گھرانی میں خبیثت ہوگی۔

یوں اس منکار سونیا نے اپنا بیچ پورا کیا ہوگا اور للی سے دور کر کے مجھے ساتھ فراڈ کی ذہانت اور حاضر دماغی کی طرف لاری ہوگی بلکہ لاجبی تھی اور میں اپنی ذہانت سے ہی اس کی چال بازیوں سمجھ رہا تھا۔

میں نے سلطانہ کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "للی کا کوئی سراغ ملا؟"

میں نے کہا "ہاں بڑے بھل میں ڈھنڈورا شرمیں۔"

"فراہم بھائی! کیا پھر کوئی شرارت کرنے آئے ہیں؟"

"میں تمہاری تقریریں کرنے آیا ہوں۔ دنیا میں بڑے بڑے اداکار گزرتے ہیں جو اداکاری میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے جیج اپنے دانت تھوڑا کر پوڑھے کا دھول ادا کر چکے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو جیج کا ذہن کم کر دیتی ہے جی اداکاری کرتے ہیں اور ایسی اداکارائیں بھی ہیں جو اعصابی کمزوری کی دوا کھا کر۔"

میری بات پوری ہونے سے پہلے ہی اس نے سلمان کو آواز دی "سلمان! یہ دیکھیں فراہم بھائی کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے تو ان سے ڈر لگتا ہے۔ آپ باتیں کریں۔"

سلمان نے میرے دماغ میں آکر پوچھا "کیا بات ہے فراہم بھائی؟"

میں نے کہا "ایک درخواست ہے۔ کیا چند سینکڑے لئے اپنے چور خیالات دہن دے دو گے؟"

وہ بولا "یہ کیا بات ہوئی؟ ہر شخص کے بہترے ذاتی معاملات ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنے باپ پر بھی ظاہر نہیں کرتا۔ میں حیران ہوں کہ آپ نے اس قدر سمجھ دار ہو کر مجھ سے ایسی درخواست کیوں کی؟"

"اس لئے کہ تم کہاں بڑی سونیا کے اشاروں پر رہتے ہو۔ اس کی ہدایت کے مطابق میرے خلاف جو ڈراما کر چکے ہو اس کا اعتراف بھی نہیں کرو گے۔"

"ہم اور آپ کے خلاف کوئی ڈراما کریں گے؟ یہ آپ نے کیسے سوچ لیا۔ سسر سے آپ کی ہنکار ہوتی رہتی ہے۔ یہ آپ دونوں کا معاملہ ہے۔ ہم آپ کے کسی معاملے میں کوئی دخل ادا نہیں کر رہے ہیں۔"

سلطانہ نے کہا "فراہم بھائی کو بتا نہیں کیا ہو گیا ہے اگر سسر سے ان کی کوئی کشیدگی ہے یا شکایت ہے تو اس کا حل سسر کے پاس ہو سکتا ہے۔ ہمیں ان سے راپیلہ کرنا چاہئے۔"

ہم ایک بار پھر سونیا کے پاس آئے۔ میں نے تفصیل سے بتایا کہ وہ میرے خلاف کیسی چالیں چل رہی ہے اور کس طرح اپنا بیچ پورا کر رہی ہے۔ اس نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "جیج بے کراں کا علاج حکیم تقان کے پاس بھی نہیں تھا۔ پھر میں تمہارا علاج کیسے کر سکتی ہوں؟ تم میری ایک بات سمجھنے کی کوشش

کہا اور وہ یہ کہ مجھ پر شہر کے وقت ضائع کرتے رہو گے تو پلنگ کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو جائے گی۔
میں نے پوچھا "کیا تم نے اسے تلاش کرنے کے لئے کچھ کیا ہے؟"

وہ بولی "جیاد خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرو۔ فرانس کی پولیس تمام پیرس شہر میں اور مسافاتی علاقوں میں سے اسے تلاش کر رہی ہے۔ میں تمہاری طرح قتل سے پیدل نہیں ہوں کہ خود تلاش کرنے اس ملک سے نکل پڑوں۔ میں یقین سے کہتی ہوں اسے اغوا کرنے والے آئندہ چوبیس گھنٹوں میں ہم سے رابطہ کریں گے اور اسے پرغال بنا کر ہم سے کسی طرح کے مطالبات منوائیں گے۔"

وہ سمجھ لاتی پر سوچ رہی تھی۔ جو بھی لپٹی کو اغوا کر کے ہم سے دشمنی کر رہا تھا۔ اس کی دشمنی کا کوئی مقصد ہوگا اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ ہم سے ضرور رابطہ کرے گا۔

میں نے دونوں باتوں سے سر قدام کر سوجا۔ کیا واقعی ذہانت سے کام لیتا بھول گیا ہوں۔ اتنی سی بات کچھ میں نہیں آتی کہ لپٹی کسی مقصد کے بغیر اغوا نہیں کی گئی ہے اور دشمن وہ مقصد ہم سے ہی حاصل کر سکتے ہیں اور جب تک وہ مقصد حاصل نہ ہو، لپٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ مجھے لپٹی کی طرف سے مطمئن ہو کر ذہانت سے کام لینا چاہئے اور دشمنوں کی دشمنی کا تجربہ کرنا چاہئے۔

میں ایک شاندار ہوٹل کے فرسٹ فلور پر بیٹھا ہوا تھا۔ میرے ایک طرف دیوار شیڈوں کی دیوار تھی اس دیوار کے پار بہت سی خواہصورت سوٹنگ پول تھا۔ رات کے نو بجے تھے لیکن موسم گرما کے باعث حسین عورتیں مختصر ترین لباس میں تیزی سے صاف اور شفاف پانی کی یہیں رنگ برنگی روشنیاں تھیں جو ان جل پریوں کو رنگین اور شگین بنا رہی تھیں۔ پول کے کنارے عیاش دولت مند شراب پی رہے تھے اور اپنے پلوں میں بیٹھی ہوئی ہوائوں کو بھی پلا رہے تھے۔

میں موجودہ حالات میں ایسے ہوش رہنا عکس وچہی نہیں لے سکتا تھا۔ وہاں سے اندھ کر دوسری میز پر جانا چاہتا تھا تب ہی حیرت سے اچھل پڑا۔ سوٹنگ پول کے پاس لپٹی نظر آئی تھی۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ دوسری ناقابل یقین بات یہ تھی کہ وہ پاپا ڈوک کے ساتھ پول کے کنارے چلتی ہوئی پارکنگ شیڈ کی طرف جا رہی تھی۔

میں نے میز پر سے چھلانگ لگائی۔ مختلف میزوں کے درمیان سے دوڑتے ہوئے لوگوں سے ٹکراتے ہوئے انہیں دائیں بائیں دھکیلتے ہوئے زینے پر آیا وہاں سے پیچھے جانے لگا۔ میری اس حرکت سے پہلی منزل پر پہنچ پڑا ہوئی تھی۔ عورتیں چپچپے لگی تھیں۔ مومجھے بائیں کنارے تھے۔ جی چاہتا تھا شیشے کی دیوار

تو ذکر پہلی منزل سے چھلانگ لگا کر پول کے کنارے لپٹی کے پاس پہنچ جاؤں لیکن شیشے کے دوسری طرف آہنی جالیاں تھیں۔ اس لئے مجھے زینے کے راستے پیچھے جانا پڑا۔

سوٹنگ پول کے کنارے پہنچا تو لپٹی اور پاپا ڈوک نظر نہیں آئے۔ میں نے پارکنگ شیڈ کی طرف دوڑ لگائی۔ پتا نہیں کتنی حیناؤں سے اور کتنے دل جلوں سے ٹکرا گیا۔ بہت دور ایک لپٹی کار میں لپٹی بیٹھ رہی تھی۔ میں نے اس کا نام لے کر مخاطب کیا۔ پاپا ڈوک نے سر جھکا کر مجھے دوڑتے ہوئے دیکھا۔ پھر تیزی سے کار میں گھس گیا۔ کار اشارت ہو کر آگے بڑھی۔ میں نے قریب پہنچنے ہی چھلانگ لگائی۔ گاڑی کے بالکل قریب پہنچا بلکہ اسے چھو لیا مگر وہ آگے بڑھ گئی۔ میں زمین پر اوندھے منہ گر پڑا۔

میرے اندر جیسے بجلی بھرنی تھی۔ میں اچھل کر کودا ہوا۔ پاپا ڈوک کی گاڑی ایک ٹرن لے کر گیسٹ سے باہر جا رہی تھی۔ کونکری کے پاس بیٹھی ہوئی لپٹی صاف نظر آئی وہ ایک طرف تلا میں یوں تک رہی تھی جیسے محروم ہو۔ میں تڑپ کر گیا۔ اسے پیچ پیچ کر آوازیں دیتا ہوا اپنی کار میں آکر بیٹھا۔ اسے اشارت کیا۔ ریورس میٹر پر پیچھے لے جا کر ٹرن لینا چاہا تو دوسری کار سامنے سے گزرنے لگی۔ اس دوسری کار کو بھی سامنے والی گاڑی کے باعث فوراً راستہ نہیں مل رہا تھا اور میں دیوانہ وار ہارن دیتا جا رہا تھا۔

آخر راستہ مل گیا۔ میں نے گیسٹ پر آکر دربان سے پوچھا۔

"فلے رنگ کی موزا کدھر گئی ہے؟"

دربان نے ایک طرف اشارہ کیا۔ میں نے ادھر کا دروازہ ڈاڑ... مجھے ہوش نہیں تھا کہ میں کتنی رفتار سے گاڑی چلا رہا ہوں اور کتنی گاڑیوں کو عکس مارا ہوا ان سے آگے نکل رہا ہوں۔ ٹریفک پولیس کی ایک گاڑی میرے پیچھے سائزن بجاتی ہوئی آواز دیتی تھی۔ مجھے پیچھے دیکھنے کی فرصت نہیں تھی۔ میں آگے دوڑ نکلا دیکھ رہا تھا۔ پاپا ڈوک کی گاڑی نظر نہیں آ رہی تھی۔ میں ابھرا ہوا جا رہا تھا۔

ایک موٹر بوس پولیس کی گاڑی میرے برابر آگئی۔ سارجنٹ نے حکم دیا "اسے پکڑ کے بچے گاڑی روکو۔ گاڑی روکو۔" میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے میری مرضی۔ مطابق اسٹریٹک کو تیزی سے ایک طرف گھمایا۔ گاڑی گھومتی ہوئی فنٹ ہاتھ پر چڑھی اور شیشے کے شیشوں کو توڑتی ہوئی ایک دکان میں گھس گئی۔ میں اس سے بے نیاز ہو کر دوڑ نکلا۔ آواز کرتا رہا۔ دیر تک ڈرائیو کرتا رہا مگر وہ گاڑی نظر نہیں آئی۔ اوران ٹریفک پولیس کی دو اور گاڑیاں مجھے دوکے آئیں۔ میں نے انہیں بھی دوسری طرف گھمایا لیکن میری لپٹی جہاں گھوم تھی اوپر مگ ہو گئی تھی وہاں تک نہ پہنچ سکا۔ میں نے اپنی کار ایک جگہ چھوڑ دی۔ راستہ بدل کر دوڑ

جگہ آیا۔ وہاں سے جیسے میں بیٹھ کر تیسری جگہ پہنچا۔ پھر ایک فنٹ ہاتھ سے دوسری فنٹ ہاتھ پر تیزی سے چلتا ہوا پندرہ منٹ بعد ایک بیٹھے میں پہنچا۔ پھر کال تیل کے بن کو دیا۔ وہاں پاپا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس، یہودی انجینئرین کر رہا تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر مجھے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ میں نے مخصوص کوڈز دے کر اسے وہ مسکرا کر بولا "خوش آمدید مسٹر وولف! اشرف! لاہیں۔"

میں اندر آیا۔ اس نے دروازے کو بند کیا۔ میں نے اپنے لباس اور جوتے کا نام بتا کر کہا "میرے لئے ضروری سامان مہیا کرو۔ اپنے خاص میک اپ مین کو بلاؤ یا میک اپ کا سامان لے آؤ۔ میں تمہارا چونا چٹا کر رہا ہوں گا۔ تم کچھ روز کے لئے خفیہ اڈے میں چلے جاؤ۔"

اس نے کہا "تمام ضروریات پوری ہو جائیں گی۔ آپ کو میرا نام اور چونا بنانے سے پہلے یہاں میری مصروفیات کی تمام تفصیلات معلوم کرنی ہوں گی۔"

"مجھے معلوم ہیں۔ تمہارا نام جوڑی آسکر ہے۔ تم ایک بلڈنگ کنسٹرکشن کمپنی میں انجینئر ہو۔ تم نے پچھلے ہفتے ایک بہت بڑا پروجیکٹ مکمل کیا ہے۔ اگلے ماہ دو سرا پروجیکٹ شروع کرنے والے ہو۔ تب تک کے لئے چھٹیاں گزار رہے ہو۔"

وہ مسکرا کر بولا "میں بھول گیا تھا کہ آپ دماغ میں پہنچ کر سب کچھ معلوم کر لیتے ہیں۔"

"ہاں" اور وہ بات معلوم نہ ہوا سے فوری طور پر خیال خوانی کے ذریعے معلوم کر لیتا ہوں۔ میں تم سے دماغی رابطہ رکھوں گا۔ لپٹی الال میں کسی کمرے میں ایک گھنٹے تک بالکل خاموش رہا گا۔ مجھے مخاطب نہ کرنا۔"

اس نے مجھے ایک کمرے میں پہنچایا۔ میں دروازہ اندر سے بند کر کے بیٹھ گیا۔ اب میرے سامنے بہت کچھ سوچنے سمجھنے کے لئے اور مدت کچھ گزرنے کے لئے تھا۔ سوچنے کی بات یہ تھی کہ لپٹی پیرس گئی تھی۔ پھر میں گھنٹے بعد واپس اسی شہر میں کیسے پہنچ گئی تھی؟ پھر یہ کہ ہمارے بدترین دشمن کے ساتھ نظر آئی تھی۔ پاپا ڈوک کی موجودگی نے سمجھا دیا تھا کہ گولڈن برنز نے لپٹی کو اغوا کر لیا ہے اور اسے پرغال بنا کر اپنی کچھ شرائط منوانا چاہتے ہیں۔

لپٹی اپنے اصلی روپ میں تھی۔ اس پر بخوبی عمل کرنے والے نے یہ معلوم کر لیا ہوگا کہ میں اس کے ساتھ کس یہودی شخص کے روپ میں تھا اور تمہاری ہائٹس گاہ کہاں ہے؟ یہ میرے لئے بہتر ہو کہ میں جیسی ہے اس رہائش گاہ سے نکل گیا تھا اور شہر میں گھومتا پھر رہا تھا۔ رات کو وہاں واپس جانے والا تھا۔ اگر چلا جاتا تو یقیناً گرفتار ہو جاتا۔ پاپا ڈوک اسے تفریح گاہوں میں اس لئے کھلے عام ساتھ

لے پھر رہا تھا کہ میں اسے دیکھ کر قابو سے باہر ہو جاؤں۔ خود کو ظاہر کر دوں اور میں نے تقریباً یہی کیا تھا۔ دیوانہ وار لپٹی کا پیچھا کر رہا تھا۔ ٹریفک پولیس کی گاڑیوں میں مسلح فوجی جوانوں کو دیکھ کر قتل آئی کہ مجھے لپٹی کے ذریعے ٹرپ کیا جا رہا ہے۔

مجھے کے بعد ہی میں نے اپنی کار ایک جگہ چھوڑ دی تھی۔ کبھی جیسے میں بیٹھ کر کبھی پیدل چلتے ہوئے یقین کیا کہ میرا تعاقب نہیں ہو رہا ہے۔ تب میں جوڑی آسکر کی ہائٹس گاہ میں چلا آیا۔

اب لپٹی کے لئے زیادہ فکر نہیں تھی۔ میں نے اسے صحیح سلامت دیکھا تھا۔ اور پورا یقین تھا کہ دشمن اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ ان کا مقصد یہی تھا کہ میں اور سونا، لپٹی کے حصول کے لئے اپنی خفیہ پناہ گاہوں سے نکل آؤں۔ میں نے سونا کو مخاطب کر کے کہا "کیا یقین کر رہی کہ میں نے ابھی لپٹی کو یہاں اسی شہر میں دیکھا ہے؟"

"کیا واقعی؟ لپٹی یہاں کیسے پہنچی گئی؟"

"یہ تو بعد میں معلوم ہوگا۔ ایک اندازہ ہے کہ اسے پیرس سے ہی ٹرپ کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ مزید حیرانی کی بات یہ ہے کہ وہ پاپا ڈوک کے ساتھ تھی۔"

"تم یقین نہیں ہوئے؟"

"تمہارے یقین نہ کرنے سے آنکھوں دیکھی حقیقت نہیں بدلے گی۔ میں نے ہوئی شیشوں کے سوٹنگ پول کے پاس انہیں دیکھا تھا۔ پھر پارکنگ شیڈ میں دونوں نظر آئے۔ میں نے کار میں تعاقب کیا۔ ٹریفک پولیس کی جو گاڑیاں مجھے دوکے اور پکڑنے کے لئے آئیں اس میں مسلح فوجی تھے۔ تب سمجھ میں آیا کہ وہ مجھے اور تمہیں گرفتار کرنے کے لئے لپٹی اور پاپا ڈوک کو منظر عام پر لائے ہیں۔"

وہ قائل ہو کر بولی "بالکل یہی بات ہے۔ وہ ہمیں خفیہ پناہ گاہوں سے باہر لانے کے لئے ایسی چالیں چل رہے ہیں۔"

"ان کی یہ چال کامیاب رہی۔ میں ان کی نظروں میں آ گیا ہوں۔ آئندہ تمہاری باری ہے۔"

"میں نہ تو لپٹی کی دیوانی ہوں نہ پاپا ڈوک کو دیکھ کر جوش میں آسکتی ہوں۔ میں تمہاری جگہ ہوئی تو یوں ان دونوں کے پیچھے نہ بھاگتی۔ خاموشی سے تعاقب کرتی ہوئی پاپا ڈوک یا گولڈن برنز کی خفیہ رہائش گاہوں تک پہنچ جاتی۔"

میں نے سونا کے سامنے نہیں بلکہ دل میں حلیم کیا کہ لپٹی کو دیکھ کر بھڑک گیا تھا۔ بے اختیار دوڑنے اور اسے پکڑنے کے بجائے صبر و تحمل سے ان کا تعاقب کرتا تو اب تک لپٹی کو حاصل کر دیا ہوتا اور پاپا ڈوک بھی پکڑ کر نہ جاتا۔ سونا نے پوچھا "اب کیا کر رہے ہو؟"

"پرانا میک اپ انا رہا ہوں نیا چونا پارہا ہوں۔ اس کے

بعد میں جین سے بیٹوں کا نہ دشمنوں کو سکون کا سانس لینے دوں گا لگی انہیں بہت مشکل پڑے گی۔
 "صرف جذبات میں نہ پلو، عقل سے بھی تھو۔ اور یہ نہ بھونک مچھ پانک پر عمل کر کے دشمنوں تک پہنچ سکے۔"
 "تم کیا کر رہی ہو؟"

"کرتا تو تمہیں ہے کہ کچھ خیال خوانی کے ذریعے دور تک راستہ بنا سکتے ہو۔ کوئی راستہ بن جائے تو میں حرکت میں آؤں گی۔"

میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ میں نے وہاں پہلے یہودی جنرل ہائز کے دماغ میں دھرا کر ایک نئی دی اسکرین پر کوئلن ہرنز کو دکھا دیا۔ وہ کوئلن ہرنز جیسے کچھ نر اور نئی دی اسکرین کے ذریعے اسرائیل کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کرتے تھے۔ اسکرین پر ان کے چہرے ٹپکی اور آواز میں بدلتی ہوتی تھیں۔ ایسی ہی احتیاطی تدابیر نے انہیں ہماری ٹپکی جیسی سے محفوظ رکھا تھا۔

سوچا اس سلسلے میں کئی بار بحث ہوئی کہ وہ تمام کوئلن ہرنز کہاں ایک دوسرے سے ملنے ہیں اور کس خفیہ اڈے میں بیٹھ کر یہودی اکابر سے گفتگو کرتے ہیں۔ ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ انہوں نے زیر زمین بہت بڑی پناہ گاہ بنوائی ہے اور جن انجینئروں اور کارکنوں نے سخت مشقت سے بنائی ہے ان انجینئروں اور کارکنوں کو تیار ڈالا ہے یا کسی دوسرے ملک میں ان کا ٹھکانا بنادیا ہے۔

اگر وہ زندہ بھی تھے تو ان کے دماغوں تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ آج میرے اندر تحریک پیدا ہوئی کہ کہیں سے کوئی ذریعہ پیدا کرنا چاہئے۔ انسان میدانِ عمل میں غم ٹھوکر کر آجائے تو کوئی کام ناممکن نہیں رہتا۔

میں بند کر کے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آیا۔ جوڑی آسکر نے کہا "آپ کی ضروریات کی بہت سی چیزیں آگئی ہیں اور کچھ آ رہی ہیں۔ ہمارا ماہر میک اپ میں دوسرے کمرے میں سو رہا ہے۔ آپ کے حکم پر آئے بیٹھے گا۔"

میں نے کہا "تم انجینئر ہو۔ یہاں کے بڑے بڑے نامی گرامی انجینئروں کو جانتے ہو گے۔ میں خصوصاً کسی بہت بڑے فٹری انجینئر کے حلقے تک معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"ایک فٹری انجینئر بہت ہی ضرور اور سخت مزاج کا حامل ہے کسی عمارت میں نہ خانہ بنانے سے پہلے فوج کے اعلیٰ افسروں سے اجازت لیتا ضروری ہوتا ہے۔ ہماری کچھنی نے ایک خانے کی قبر کے لئے درخواست دی تھی۔ جو آج مجھے ہیڈ کوارٹر میں طلب کیا گیا۔ میں نے خانے کا نقشہ اس فٹری انجینئر کے سامنے پیش کیا تھا۔ اس نے نقشہ دیکھا اور اسے بڑے بڑے کمرے کے میرے منہ پر دے مارا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم بنیادی طور پر

اسرائیل میں پیدا ہونے والے یہودی نہیں ہو۔ جرمنی ہجرت کر کے آئے ہو۔ باہر سے آنے والوں پر مجھ کو سنا کہ جاسکا۔ بہر حال ہمیں اس عمارت میں نہ خانہ بنانے کی اجازت نہیں دی گئی۔"

"کیا تمہیں اس فٹری انجینئر کا فون نمبر معلوم ہے؟"
 "مجھے یاد نہیں ہے لیکن وہ متعلقہ قافلے میں ہے۔"
 "پلیز وہ نمبر ابھی بتاؤ۔"

وہ ایک کمرے میں گیا۔ وہاں اس نے متعلقہ قافلے کے موجود ٹکال۔ اس میں فوجی افسران سے کی جانے والی خط و کتابت تھیں موجود تھیں۔ فون نمبر بھی تھا۔ میں نے کہا "یہ نمبر ام وائل کو لیکن اپنی آواز نہ سنانا۔"

میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے نمبر وائل کے رمارہ قائم ہونے پر درجہ تک فون کی کھٹی جھٹی ری۔ پھر ایک فوجی جوا کی آواز آئی۔ "کون ہے؟ کس نے فون کیا ہے؟"

جوڑی آسکر نے میرا اشارہ پا کر ریموٹر دکھا دیا۔ میں اس فوجی جوان کے دماغ میں پہنچا۔ تو میری رات ہو رہی تھی۔ وہ فٹری انجینئر اپنے فوجی کوارٹر میں نہیں تھا۔ فوجی جوان اس کی دوا کے انتظار میں جاگ رہا تھا۔ اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ افسر کیسی نوٹیں جو اکھیل رہا ہو گا اور شراب پی رہا ہو گا۔ اس آواز نے جوان کو حکم دیا تھا کہ کوئی خاص معاملہ ہو یا کوئی خاص فون آئے تو وہ کیسی نوٹ کے فون پر اطلاع کرے۔

فوجی جوان نے میری مرضی کے مطابق کیسی نوٹیں فون کی رابطہ قائم ہونے پر پوچھا کیا کون ہے؟ کس سے بات کرنا چاہئے؟ جو جوان نے اپنے افسر کا نام بتایا۔ تو میری رات ہو رہی تھی اس افسر آواز سنائی دی۔ میں نے اس کی آواز اور لیے کہ گرفت میں آیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہ شراب کے نشے میں مبتلا تھا۔ ایک حینہ کے سار۔ کھڑا ہوا بیلو کہ رہا تھا۔ پھر حینہ کی طرف ریموٹر دھکا کر "ذرا تم شو مطوم ہوتا ہے۔ ٹیلیفون نے بہت پالی ہے۔ مدہو میں گونگا ہو گیا ہے۔"
 حینہ نے ہنسنے ہوئے ریموٹر دکھا دیا "لائٹ کٹ گئی ہے پلو۔"

"کہاں چلو؟"

"اتنی جلدی بھول گئے۔ ہم کیسی نوٹ سے جا رہے ہیں۔ تم کی رات میرے ساتھ گراؤ گے کم آن۔"

وہ اسے سارا دے کر لے جانے لگی۔ میں نے اس کی "میں کہا "اس شرمیں جتنی زیر زمین سرکاری پناہ گاہیں اور آڈے ہیں میں ان سب کے حلقے جانتا ہوں۔"

میں یہ بات اٹھ کی سوچ میں کہ رہا تھا اور وہ بھی بات میں بڑھا رہا تھا۔ حینہ راز داری سے بولی "ڈارنگ! ایسی بات

تھے میں نہ کر۔ میرے کمرے میں دل کھل کر بیٹھتا رہتا۔ اس نے فٹری انجینئر کو کار کی انگی سیٹ پر بٹھایا پھر خود ایک سیٹ پر آکر کار اشارت کرتے ہوئے بولی "ہاں اب بتاؤ زمین اڈے کتنے ہیں اور کہاں کہاں ہیں؟"

اس حینہ کے سوال نے مجھے چونکا دیا۔ میں جو چاہتا تھا اس سوال وہ کر رہی تھی۔ میں توڑی دیر کے لئے انجینئر کو چھوڑا۔ اس حینہ کے اندر چلا گیا۔ اس نے کار ڈرائیو کرنے کے ران دیش بورڈ کے خانے میں رکھے ہوئے کئی ریکارڈ کو آن کر تھا۔ انجینئر ہتھ زیر زمین اڈوں کے حلقے بول رہا تھا وہ تمام میں ریکارڈ ہو رہی تھیں۔

اس حینہ کے چر خیالات نے مجھے بتایا کہ وہ سی آئی اے کا ایک نامور شاہر ایجنٹ ہے۔ امریکا اگرچہ اسرائیل کا سر ت ہے اسرائیل کے اسے خفیہ اڈے بتاتے کوئی اپنی شہ کے بھی نہ اٹھاتا ہوگا۔ اس کے باوجود اسرائیل کی کچھ بیانات ایسی ہوتی تھیں جو امریکی حکام کو پسند نہیں آتی تھیں۔ اسرائیلی حکام کو ایسی پالیسیوں سے باز نہیں رکھ سکتے تھے۔ دیکھ وہاں کے اصل پالیسی بیکر کوئلن ہرنز تھے۔

اور کوئلن ہرنز امریکی حکام کے قابو میں نہیں آتے تھے۔ وہ دیکھتا نہیں کرتے تھے۔ ان کی چھوٹی بڑی کڑوایاں سی آئی اے کے ہاتھ نہیں آتی تھیں۔ انہیں اپنے زیر اثر لانے کے لئے ضروری تھا کہ پہلے کوئلن ہرنز کا سراغ لگایا جائے۔ وہ خفیہ اطلاع کیا جائے جہاں یہاں سے جاسکتے ہیں۔

سی آئی اے نے بہت عرصے سے چال پھار کر رکھا تھا۔ کوئلن ہرنز کو آہنی پردوں سے باہر لانے میں کتنی ہی امریکی جاسوس کام کام رہے تھے۔ اب امریکی سی آئی اے کی شاہر جاسوس جو سی واپلا نا کوئلن ہرنز تک پہنچنے کے لئے آئی تھی اور جس مست اختیار رہتے ہوئے فٹری انجینئر بڑے ڈورے ڈال رہی تھی۔

انجینئر شراب کی مستی میں اس پر بار بار دھکا دھکا اور وہ بار بار سے ہاتھ ہاتھ بول رہی تھی "پلیز، میرے کو۔ ورنہ دھو جاؤ گے۔ تم کہ رہے تھے تمام زیر زمین اڈوں سے قف ہو لیکن ایسے ہی اڈے ہو سکتے ہیں جو تمہارے علم میں نہ لیں۔"

"ہرگز نہیں۔ میں انڈر گراؤ بڑے کسٹرن کشن کے نقشے پاس کرتا ل۔ کوئی خانہ میرے دھکا کے بغیر نہیں بن سکتا۔"
 "یہ تمہارا فضول سادہ دعوئی ہے۔ کوئی خفیہ سرکاری خانہ باہمی ہوگا جو تمہارے علم میں نہ ہو۔"

"میرے علم میں نہیں ہوگا تو اور کس کے علم میں ہوگا؟"
 "اس انجینئر کے علم میں جو تم سے پہلے تمہارے موجود رہے۔ پھر تھا۔ جس کے جانے کے بعد تم اس عہدے پر آئے ہو۔ یا۔ تمہیں پتا ہے وہ انجینئر کہاں ہے؟"

"میں نے ضروری نہیں سمجھا کہ اس کا پتا کروں۔"
 جو سی واپلا نے گاڑی ایک طرف روک دی۔ اس کے گلے میں بائیں ڈال کر بولی "ڈارنگ! تم کتنے زبردست مہربان ہیں تمہارے پاس آنے کے لئے گاڑی روک رہی ہوں۔"

وہ اپنی حراہنگی کی تعریف سن کرٹھے میں کچھ زیادہ سی جھوم کر اسے آغوش میں لینے کے لئے اس پر جھکا تو یہ وہی صابن کی طرح ہاتھ سے پھسل گئی۔ وہ رو کر بولی "جائیں نہیں رہتی۔"

"کہیں نہیں رہتیں؟"
 "تم اپنے سے پہلے والے انجینئر کے حلقے بتاؤ۔"
 "ہائے" ایسے کہیں تخریاتی ہو؟ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے سابقہ انجینئر کو کئی برس سے نہیں دیکھا ہے۔ شاید وہ مر چکا ہے۔"

"اس کے یہودی بچے تو ہوں گے؟"
 "ضرور ہیں زائین اسٹوٹ میں رہتے ہیں۔"
 "کہیں نہ ہم اس بڑے کے بچے میں نہیں۔"
 "وہاں جا کر کیا کریں گے؟"

"میں کریں گے۔ میری ماں تمہیں میرے بیٹروم میں جانے نہیں دے گی۔ میرے گھر میں مجھے حاصل نہیں کر سکو گے۔"

"تم نے پہلے کہیں نہیں بتایا؟"
 "اتنی دیر سے جو سوالات کر رہی ہوں تو اس کا قصہ میری تھا کہ کسی دوسرے مکان کا پتا معلوم کروں۔ مجھے مکان نہیں بتاؤ۔"
 وہ بتانے لگا۔ اس کے مطابق وہ راز دہ کرتی ہوئی زائین اسٹوٹ پہنچی۔ پھر اس بچے کے سامنے گاڑی روک دی جہاں سابقہ انجینئر کے یہودی بچے رہتے تھے۔ جو سی واپلا نے غلا میں کھتے ہوئے سوچ کے ذریعے پوچھا۔ "بیلوڈی یورن! کیا تم میرے اندر ہو؟"

ڈی یورن کی سوچ سنائی دی "میں موجود ہوں۔"
 جو سی نے کہا "اس کتنے کو بچنے کے اندر پہنچاؤ" اس کے ذریعے سابقہ انجینئر کی یہودی بچوں کے دماغ میں پہنچ کر تصدیق کرو کہ یہ ہماری حیل ہے یا نہیں؟"

"میں ابھی اسے لے جا رہا ہوں۔"
 دوسرے ہی لمحے میں وہ فٹری انجینئر کا رستہ باہر جانے لگا۔ یعنی ڈی یورن اسے لے جا رہا تھا۔ یہ وہی ڈی یورن تھا جسے سلمان واسطی نے امریکا میں نہپ کیا تھا اور اسے اپنا معمول بنالیا تھا۔

ہم نے اب تک جتنے ٹپکی جیسی باتنے والوں کو اپنا معمول بنایا ہے ان کی عمر انی وقت ضرورت کرتے رہے ہیں۔ خرمی عمل کا اثر ختم ہونے سے بہت پہلے ہی ان پر دوبارہ عمل کے پھر اپنے زیر اثر لے آتے ہیں۔ خرمی خیمہ سے بیدار ہونے کے بعد

انہیں یاد نہیں رہتا کہ ہم نے ان پر عمل کیا تھا اور وہ ہمارے معمول ہیں۔

ڈی بورن بھی اس حقیقت سے بے خبر تھا۔ وہ انجینئر کے داغ پر قبضہ جگا کر اسے جنگل کے برآمدے میں لے آیا۔ کال نکل کاٹن دیکر انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر پرتی ہوئی ایک بالشت کی کھڑی کھلی۔ ایک عورت نے جھانک کر پوچھا۔

”کون ہے؟“

انجینئر نے کھڑکی کے سامنے چہلا کر کہا ”میں ہوں“ شاید تم مجھے نہیں جانتیں۔ میں تمہارے شوہر کے عہدے پر فطری انجینئر ہوں۔“

عورت نے پوچھا ”اتنی رات کو کیوں آئے ہو؟“ انجینئر نے ڈی بورن کی ہدایت کے مطابق کہا ”تمہارے شوہر سے ملنا چاہتا ہوں۔“

وہ بولی ”میرا شوہر نہ اس گھر میں ہے اور نہ اس ملک میں۔ تم ایک ذمے دار افسر ہو۔ تمہیں اتنی رات کو یہاں آکر میرے شوہر کو پوچھ کر غیر ذمے داری کا ثبوت نہیں دینا چاہیے۔ چلے جاؤ یہاں سے۔“

اس نے بالشت بھر کھڑکی بند کر دی۔ میں اس عورت کے داغ میں پہنچ گیا۔ وہ تھوٹھیں میں جھلا ہو گئی تھی۔ سوچ رہی تھی۔ ”وہ فوجی افسر بہت نشے میں تھا۔ نشے میں اسے میرا شوہر کیوں یاد آ رہا تھا؟ نشے میں تو مستی جو سمجھی ہے۔ شرابی عیاش کو میرا گھر کیوں یاد آیا؟ یہ میرے پاس کیوں آیا؟ میں تو بڑھی ہوئی۔ کیا نشے میں جو ان نظر آ رہی ہوں؟“

وہ بند دروازے کے پاس سے چلتی ہوئی ٹیلیفون کے پاس آکر رک گئی۔ سوچنے لگی ”کوئی کڑبڑ ہے۔ مجھے مخصوص نمبر پر اطلاع دینا چاہیے۔“

ڈی بورن نے اسے رہیور اٹھانے نہیں دیا۔ اس کی سوچ میں پوچھا ”مجھے فون پر کسے اطلاع دینا چاہیے اور کیا کہنا چاہیے؟“

اس کی سوچ نے کہا ”مجھے فوج کے جنرل نے کہا تھا کہ کوئی میرے شوہر میں دلچسپی لے یا اس کے متعلق کوئی سوال کرے تو مجھے نمبر کس دن کس دن تھری دن واکل کر کے اس دلچسپی لینے والے کے متعلق رپورٹ دینا چاہیے۔“

وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ فون نمبر کس کا ہے اور وہ کسے رپورٹ دینے والی ہے۔ وہ نے بھی رپورٹ دینی ہمارے لئے بات گز جاتی۔ ڈی بورن نے اس کی سوچ میں کہا ”میرے شوہر کے لئے خلعہ ہو سکتا ہے۔ پہلے اسے اطلاع دینا چاہیے۔“

اس کی اپنی سوچ نے کہا ”میں کیسے اطلاع دوں؟ مجھے اس کا پتا نہ تھا۔ معلوم نہیں ہے۔ سال میں ایک بار حکومت کی اجازت سے ملک کے باہر جاتی ہوں۔ میرا شوہر بھی مجھے اسٹبل میں بھی

روم میں اور کبھی بیس یا لندن میں ملتا ہے۔ میں اس کے ساتھ دوپٹے کڑا رہی ہوں پھر واپس آجاتی ہوں۔“

اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کے شوہر کی کئی تصویریں بیرونیس وہ الماری میں چھپا کر رکھتی ہے۔ اس کے شوہر نے اسے تائید کی تھی کہ وہ تصویریں جلا ڈالے گا کہ تو اسے صورت نہ پہچان سکے۔

وہ پوچھتی تھی آخر وہ دنیا والوں سے چھپتا کیوں ہے؟ اور کتنا تھا؟ یہ سرکاری راز ہے۔ اس سلسلے میں کوئی سوال نہ کرو۔ اس نے شوہر کی ہدایت کے برخلاف تصویریں نہیں جلا تھیں۔ محبت کرنے والی بیوی تھی اپنے ہاتھوں سے شوہر کو نہیں کٹی تھی اس لئے انہیں الماری میں چھپا کر رکھا تھا۔

میں تھوڑی دیر کے لئے اس کے داغ سے نکل آیا۔ یقین تھا ڈی بورن اسے گرفت میں رکھے گا۔ میں نے سونیا مخاطب کر کے اسے بتایا کہ میں کس طرح تیری سے گولڈن برا کے خفیہ اڈے تک پہنچنے والا ہوں اور اب جو ڈی آسکر کی رہا گاہ سے نکل کر سابقہ انجینئر کے جنگل میں جاؤں گا۔ الماری اس کی تصویریں نکالوں گا پھر ایک تصویر کی آنکھوں میں جھانکوں گا۔

سونیا نے کہا ”فریاد زندہ ہو گیا ہے۔ تم آواز کی رفتار جارہے ہو۔ دشمنوں کی خبر نہیں ہے۔ میری ایک بات مانو۔ وہاں نہ جاؤ۔ پہلے اپنا چہرہ تبدیل کرو۔ میں جا رہی ہوں۔ وہاں تصویریں لے آؤں گی۔“

میں نے میک اپ میں کو لایا۔ وہ جو ڈی آسکر کو سامنے کر میرا چہرہ تبدیل کرنے لگا۔ میں نے اس دوران اس عورت داغ میں پہنچا تھا تو اس کا داغ موت کے اندھیرے میں ڈھ چکا تھا۔ ڈی بورن کو اسے ہلاک نہیں کرنا چاہیے تھا۔

میں نے سلمان کا کلبہ اختیار کیا پھر اس کی سوچ کی لہر اپنا کر ڈی بورن کے داغ میں پہنچا تو اس نے مجھے محسوس نہیں کیونکہ وہ سلمان کا معمول تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ عورت پر اہم بین گئی تھی۔ اس کے داغ کو تھوڑی دیر کے لئے بھی ڈھ دی جاتی تو وہ مخصوص نمبر واکل کر کے جنرل یا گولڈن براٹ الٹ کر دیتی۔

پھر پتا چلا ڈی بورن بھی قس ابیب میں ہے۔ سی آئی اے جو سی وادیا کی مدد کے لئے اس کے ساتھ آیا ہے۔ اور ہوٹل سے نکل کر سابقہ انجینئر کے جنگل کی طرف جا رہا ہے۔ نے سونیا سے کہا ”ڈی بورن بھی تصویریں حاصل کرنے اس میں جا رہا ہے۔“

”کوئی بات نہیں“ اسے آئے دو۔“

وہ جنگل میں پہنچی تھی۔ دروازہ کھلا تھا۔ ایک کمرے میں بے وہ عورت مردہ پڑی تھی۔ ڈی بورن نے اس کی سانس روک

تھی۔ سونیا نے سمجھنے کے لیے چہاں نکال کر کیے بعد دیگرے کئی چہاںوں کو الماری کے لاک میں آزمایا۔ آخر کار الماری کھل گئی تصویریں ملی گئیں۔ اسی وقت ڈی بورن پہنچ گیا۔

اس نے پوچھا ”کون ہو تم؟“ سونیا نے کہا ”تم جس کی تصویریں لینے آئے ہو میں اس کی بیوی ہوں۔“

”ثبوت بتاؤ بیوی۔ اس کی بیوی کی لاش ادھر کمرے میں ہے۔“ تم نے اسے بیوی سمجھ کر مار ڈالا۔ اور جو بیوی ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔ دیکھو میں کتنی وقار دار بیوی ہوں۔ شوہر کی حفاظت کے لئے تصویریں کو تم سے دور لے جا رہی ہوں۔“

وہ حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا مگر مار کھا کر پیچھے گیا۔ میں نے اسے اور پیچھے کر دیا۔ مار کھانے کی جو تکلیف تھی اس کا احساس اتنا بڑھا دیا کہ اسے فرش پر سے اٹھنے میں دیر لگی۔ اتنی دیر میں سونیا باہر آ گئی تھی۔ باہر جو سی وادیا کھڑی ہوئی تھی ”اس نے لاکر کر کہا“ اسے ”رک جاؤ۔ تم کون ہو؟“

سونیا مقابلہ کرنے میں وقت ضائع نہیں کرتی۔ مکاری سے کام لیتی ہے۔ وہ گھبراہٹ سے بولی ”جنگل کے اندر کچھ لوگوں نے ڈی بورن کو ٹھیک لیا ہے۔ میں تصویریں لے آئی ہوں۔ انہیں لے کر فوراً یہاں سے بھاگو۔ بورن بعد میں آجائے گا۔“

اس نے جو سی تصویریں دیں اس کے لئے کار کا دروازہ کھولا۔ پھر وہ جیسے اسٹیرنگ سیٹ پر جانے لگی۔ اس نے پوری قوت سے اسے بند کر دیا۔ جو سی دروازے میں پھنس گئی۔ سخت جوش آئیں۔ سونیا نے یہ عمل ایک بار پھر دہرایا ”اس کے بعد جو سی میں کھڑے رہنے کی سکت نہ رہی۔ ہتھاری کے دل میں دو دو ہاتھ کرنے کی حسرت رہ گئی۔ وہ زخمیں پر گر پڑی۔ سونیا نے اس کے اٹھنے سے تصویریں لیں۔ اس کی گاڑی کی چابی نکالی۔ پھر وہاں سے دوڑتی ہوئی۔ بدین اسٹریٹ کے موڑ پر نکلی۔ وہاں اس کی کار کھڑی ہوئی تھی۔ ڈی بورن جنگل سے نکل کر دوڑتا آ رہا تھا۔

سونیا نے کار اشارت کی۔ جب وہ قریب آیا تو اس نے کار آگے بڑھا دی پھر روک دی۔ اُس نے اس بار کار کی طرف چھانک کر گائی سونیا تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتی ہوئی اس سے دور ہوئی پہلے گئی۔ وہ گھونسا دکھا کر گایاں دیتا ہوا دوڑ رہا تھا۔ جب کار نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ روک کر باہر نکلے گا۔

اتنی زبردست محنت کے بعد بڑی شاندار کامیابی ہو اور وہ کامیابی اچانک ناکامی میں تبدیل ہو جانے تو محنت کرنے والا غصہ سے پاگل ہو جاتا ہے۔ جو سی اور ڈی بورن کا یہی حال ہو رہا تھا۔

سونیا میرے پاس آگئی۔ میرے چہرے پر تبدیلیاں ہو رہی تھیں۔ میک اپ میں نے ذرا دیر کے لئے ہاتھ روک لیا۔ میں نے سونیا کی لائی ہوئی تصویریں دیکھیں پھر ایک تصویر کی آنکھوں میں

جھانکنا ہوا اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ پھر میک اپ میں سے کمانہ اپنا کام جاری رکھے۔

سونیا نے پوچھا ”کیا یہ زندہ ہے؟“

”ہاں“ میں ابھی اس کے خیالات بڑھ کر تفصیل بتاتا ہوں۔“

... پھر اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ اس کا نام جوئے رو میو تھا۔ اسے خفیہ پناہ گاہیں بنانے کا خاصا تجربہ تھا۔ اس نے چوبیس پہلے خفیہ سرکاری احکامات کے مطابق ایک زیر زمین اڈا بنایا تھا جس کے چار دروازے تھے ایک دروازے سے آئے جانے والے کو باقی تین دروازے سے داخل ہونے والے کو باقی تین دروازے نہیں ملتے تھے۔

ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ گولڈن براٹز ایک دوسرے کی آمدورفت کو نہ دیکھ سکیں اور نہ اس اڈے میں آنے کے بعد ایک دوسرے کی اصلیت کو جان سکیں۔ کیونکہ وہ اڈے میں داخل ہونے کے بعد اپنے اپنے خاص کمرے میں جا کر چہرے تبدیل کرتے تھے اور لوجہ بدل لیتے تھے۔ اس اڈے میں صرف ایک چھوٹا سا ہال تھا جہاں وہ چادوں چہرے بدلنے کے بعد ایک دوسرے کے سامنے آتے تھے۔

اسراہیل حکام اور فوجی افسران اس اڈے سے واقف نہیں تھے۔ صرف انجینئر جوئے رو میو وہاں کے ایک ایک حصے کو جانتا تھا۔ گولڈن براٹز اپنے راز میں کسی کو شریک نہیں کرتے۔ انہوں نے سوچا تھا اڈے کی تکمیل کے بعد انجینئر جوئے رو میو کو گولی مار دیں گے لیکن وہ اڈا پیچیدہ تھا اور بار بار مرمت طلب رہتا تھا۔ بار بار جوئے رو میو کی خدمات لازمی ہوتی تھیں۔ کسی دوسرے انجینئر کو راز میں شریک کرنے سے بہتر تھا کہ وہ اسی راز دار بنا کر رکھتے۔

چند نامعلوم سرکاری افراد نے اس پر پابندی عائد کی تھیں کہ آئندہ وہ اپنے پرانے کسی سے ملاقات نہیں کرے گا۔ ٹیلیفون یا خط و کتابت کے ذریعے بھی رابطہ نہیں رکھے گا۔ جب وہ اڈا مکمل ہو گیا تو اسے ملک سے باہر لندن میں رہائش اختیار کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔ اس کے بیوی بچوں کو یہ خیال بتا کر اسیب میں رہنے دیا اور دھمکی دی کہ اگر وہ لندن میں تھانڈکی نہیں گزارے گا، کسی عورت سے دوستی کرے گا کسی کو خفیہ اڈے کا راز بتائے گا تو اس کے بیوی بچوں کو چن کر قتل کر دیا جائے گا۔

تب سے اس نے زبان بند رکھی تھی۔ گناہی کی زندگی گزارتا تھا۔ اور یہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ دن رات اس کی نگرانی ہوتی رہتی ہے۔ اس نے بیوی کو بھی خفیہ اڈے کا راز نہیں بتایا تھا اور اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ گھر میں اس کی جو تصویریں رہ گئی ہیں انہیں ضائع کر دے لیکن وہ نیک بخت صرف دو ہتھکنے کے لئے

شہر سے ملتی تھی۔ باقی سال بھر اس کی تصویروں سے دل کو بھلائی تھی اس لئے انہیں خائف نہیں کیا۔ اب وہ تصویریں ہمارے کام آ رہی تھیں۔

میں نے اس کی آنکھوں میں جھانک کر دماغ میں پہنچنے کی معلوم کیا تھا کہ ذہن زمین اڑا لکھا ہے؟ اس کی سوچ نے کہا۔ "نیٹھل لا بھری کی جو چھ منزل عمارت ہے اس کے خانے میں وہ بھول حلیوں والا اڑا ہے۔ اس اڑے کے چار حصے ہیں۔ ہر حصہ ایک دوسرے سے الگ ہے۔ وہاں ہوا چوڑا توار اور اپنی ہر طرح کی شناخت تبدیل کرتے ہیں۔ پھر ایک لفٹ کے ذریعے تیسری منزل کے ایک چھوٹے سے ہال میں ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں۔ ہمیں سے وہی وہی اسکرین پر اسرار اعلیٰ کام کو دکھائی دیتے ہیں۔

نیٹھل لا بھری کی تیسری منزل پر جہاں وہ لٹے ہیں وہ جگہ چاروں طرف مضبوط دیواروں سے چھپی ہوئی ہے۔ کوئی کمری دروازہ نہیں ہے۔ صرف چار لفٹوں کے ذریعے وہ چاروں خانے سے آتے جاتے ہیں۔ وہ جگہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس کے چاروں طرف لا بھری ہے۔ وہاں بیٹھ کر معاملہ کرنے والوں کو بھی پتا نہیں چلتا کہ تیسری منزل کا درمیانی حصہ کتنا پراسرار ہے۔

انجینئر جو اپنے دوسروں کی سوچ نے بتایا کہ اس نے آج تک کسی گولڈن برین کو نہیں دیکھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی تخت گمرانی ہوتی ہے۔ اس کا کوئی غلط قدم یا ذرا سی چالاکی اسے موت کی نیند سلا سکتی ہے۔ اس لئے اس نے کسی گولڈن برین کے حقیقی کچھ معلوم کرنے کی حماقت نہیں کی۔

جب میں نے سونا کو یہ تمام باتیں بتائیں تو اس نے خوش ہو کر میرے ہاتھ پر ہاتھ مارے ہوئے کہا "آج تم نے فرما دیا علی تجور ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"

چونکہ وہاں ایک آپ مین اور جوڈی آسکر و فیمو موجود تھے۔ اس لئے وہ جاپانی زبان بول رہی تھی۔ میں نے بھی اسی زبان میں کہا "اگر تو ہی سونا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی ذہانت بھی سو گئی ہے۔"

"سو گئی تھی فراڈ! سو گئی تھی۔ ذرا حساب کرو۔ ایک عرصہ گزر گیا تم نے میدان عمل میں کوئی قابل ذکر کارنامہ انجام نہیں دیا۔ جب بھی تمہارا ذکر آتا ہے تو ہوتا چلتا ہے۔" شہر سونا ہے۔ آج میں نے تمہیں بگایا ہے۔"

میں نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ وہ بولی "پلے تم جب بھی خیال خوانی کے علاوہ ذاتی طور پر دشمنوں کی تلاش میں نکلے تھے اور طرح طرح کے ذہانت سے مہر پر مصیبتوں پر عمل کرتے تھے تو دشمنوں کی شناخت آجاتی تھی۔ اور ہم سب تمہاری ماضی دماغی سے مت کچھ سیکھ رہے تھے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "تم ایک طویل عرصے سے ہمیں ہاوس کرتے رہے۔ میں سوچتی تھی شاید تمہیں اپنی ذمہ داریوں کا خود احساس ہو گا لیکن تم نے تو مجھے کوششیں رہنے کی قسم کھائی تھی۔ مجھے پارس کی بیڑی ٹھہری۔ کیونکہ وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر تمہارے قہقہے قدم پر چلتا ہے۔ تمہاری ہی طرح بیڑی حاضر دماغی سے میدان مارا ہے۔ میں نے سوچا اگر وہ بھی تمہاری طرح آرام طلب ہو گیا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی تو ایک دن دشمن اس پر آسانی سے غالب آجائیں گے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی پھر فلتے ہوئے بولی "بیٹے کالو کرم رکھنے کے لئے آپ کے لومیں حرارت پیدا کرنا ضروری تھا۔ اس لئے میں نے ایسی چال چلی کہ تم بڑا کریدار ہو گئے اور ایسے فریادیں کئے جو دیکھتے ہی دیکھتے دشمنوں کی شرک تک پہنچ جایا کرتا تھا۔ دیکھ لو ابھی تم ایک ہی رات میں سختی برقی رفتار سے گولڈن برین تک پہنچنے والے ہو۔"

"کیا تم نے میرے لومیں حرارت پیدا کرنے کے لئے کوئی چال چلی ہے؟"

"ہاں بے شک۔"

"کیا سلطانہ نے ہاں بٹنے کا ذرا کیا تھا؟"

"ہاں تم نے مجھ پر درست شبہ کیا تھا۔ میں نے لیل کو تم سے دور کرنے کے لئے سلطانہ اور سلمان سے تعاون حاصل کیا۔ پھر لیل کو میری پہنچنے کی اصرار کی ضرورت میں جتلا کر دیا۔ تو خیر عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کیا تاکہ تم اس سے رابطہ قائم نہ کر سکو۔"

"کیا لیل میری میں ہے؟"

"ہاں خیریت سے ہے۔"

"تو پھر وہ پاپا ڈوک کے ساتھ کون تھی؟"

"میں نے پاپا ڈوک اور لیل کی ڈی تمہارے سامنے سے گزاری تھی تاکہ تم لیل کو اپنے دشمن کے ساتھ دیکھ کر بھڑک جاؤ اور تم بھڑک گئے۔ تمہارا دماغ لیل کی طرح کام کرنے لگا ہے۔ کیا تم سمجھ رہے ہو کہ کتنی ذہانت اور چالاکی سے انجینئر جو اپنے دوسروں تک پہنچے ہو اور اب گولڈن برینز تم سے دور نہیں ہیں۔"

"تم ایک نمبر کی کتاب ہو۔ اب تک مجھے اتنی باری تھیں۔"

"اور تمہیں شاہین بتایا ہے۔ اور شاہین کی حمایت ہے۔ جھینڈا، پٹنڈا، پلٹ کر جھینڈا۔ لو کرم رکھنے کا ہے اک بمان۔ اب تمہارا لو کرم رہے گا۔"

"اس میں شبہ نہیں کہ تم نے خوب چال چلی ہے مگر میرا ہی چاہتا ہے تمہارا سر توڑ دوں۔ کیا میرے پاس آؤ گی؟"

"تم دور سے اچھے لگتے ہو۔ فضل دماغی سمجھو نہ کہ کام کی بات کرو۔"

"میں تو خوش ہو گیا تھا کہ پاپا ڈوک محنت یاب ہو کر مختصر کام کر گیا ہے۔ مگر تمہاری جتنی ہوشی دہی تھی۔ کیا اس پاپا ڈوک کو دیکھ کر اسرار اعلیٰ کام اور گولڈن برینز تیران نہیں ہوں گے؟"

"یہ تم معلوم کرو۔"

میں جہل ہائے دماغ میں پہنچا۔ وہ صرف حیران نہیں تھا برعکس بھی تھا۔ اعلیٰ حکام اور دوسرے اکابرین اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے اسکرین پر گولڈن برینز کو دیکھ رہے تھے۔ ایک گولڈن برین کہ رہا تھا "جیسے ہی ہمیں ہوئی ٹیرن میں پاپا ڈوک کی اطلاع ملی ہم سمجھ گئے کہ سونا فراڈ کر رہی ہے کیونکہ اصلی پاپا ڈوک تو ہماری گمرانی میں ہے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "ہمارے فوجی جوانوں نے ٹریک پولیس کی گاڑی میں لیل پاپا ڈوک کا تعاقب کیا اور برائے وقت کو بھی پکڑنے کی کوشش کی لیکن اس نے لیل جیسی کے ذریعے ہمارے فوجی جوانوں کو تعاقب کے قاتل نہیں چھوڑا۔"

جہل ہائے کہا "ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر سونا ڈی پاپا ڈوک کو پیش کر رہی تھی تو برائے وقت کیوں دھوکا کھا رہا تھا اور کیوں ڈی کا تعاقب کر رہا تھا؟"

"یہ سب محض ایک ڈراما تھا۔ وقت ہم لوگوں کو حوجہ کرنے کے لئے اس ڈی کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔"

ایک گولڈن برین نے کہا "ہم سب حوجہ ہو گئے ہم نے پاپا ڈوک کی ڈی بھی دیکھی اور وقت بھی نظروں میں آکر مہو گیا۔ سوال یہ پیدا ہوا ہے کیا سونا نے وہاں کی طویل خاموشی کے بعد یو جی کی متعدد کے بغیر ایک ڈی پیش کی ہے؟ وہ مدت ہی بدترین چیز ہے۔ اس نے کسی خاص متعدد کے تحت ایسا کیا ہے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "دوسرے ملکوں کے جاسوس ہمیں یہ تعاقب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ پاپا ڈوک ہماری گمرانی میں ہے۔ سونا نے ان غیر ملکی سرفراز سائوں کو ہماری طرف لگانے کے لئے وہی پیش کی ہے۔ کوئی اس ڈی کے ذریعے ہم تک نہیں پہنچ سکے گا لیکن پہنچنے کی کوششوں میں شدت آجاتی ہو گی۔"

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے پوچھا "کیا پاپا ڈوک پوری طرح محتسب ہو چکا ہے؟"

ایک گولڈن برین نے کہا "پلیز آپ لوگ پاپا ڈوک کے حقیقی سوال نہ کریں۔"

ایک حاکم نے کہا "ہمیں اس کے حقیقی یہ تو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کیا نظر آتا ہے؟ اس کی فقی صورت اور فنی آواز کیسی ہے؟ اگر کسی وہاں ہمارے سامنے آئے گا تو ہم پہچان نہیں سکیں گے۔"

"دوسرے گولڈن برین نے کہا "سوری جس طرح آپ لوگ ہمارا اصل چہرہ نہیں دیکھ پاتے۔ اصل توار نہیں سن سکتے اسی

طرح پاپا ڈوک کی فقی شخصیت کو نہیں پہچان سکیں گے۔"

ایک اور حاکم نے کہا "ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے ہم نے تم چاروں گولڈن برینز کو بھی دیکھنا نہیں چاہا۔ تم چاروں کو واقعی راز میں رہنا چاہئے لیکن پاپا ڈوک کو ہمارے لئے پراسرار نہ بنایا جائے۔"

جو تھے گولڈن برین نے کہا "آپ لوگ منع کرنے کے باوجود پاپا ڈوک کے حقیقی سوالات کر رہے ہیں۔ اسے بے غائب کرانا چاہتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے آپ لوگوں کے دماغوں میں موجود ہیں اور آپ کو ایسے سوالات پر مجبور کر رہے ہیں۔"

ایک اور گولڈن برین نے کہا "آج تک ہمارے پاس جتنے خیال خوانی کرنے والے آئے وہ ہماری ناقص پالیسیوں کے سبب مر گئے یا ہمارے ہاتھوں سے نکل کر دشمنوں کی جھولی میں پلے گئے۔ ہم پاپا ڈوک کو ہاتھ سے جانے نہیں دیں گے۔ اسے کمرے راز میں پراسرار بنا کر رکھیں گے۔ اس سے زیادہ ہمیں کچھ نہیں کہنا ہے۔ مینگ برخواست ہونے سے پہلے پھر ایک بار کہہ دوں کہ غیر ملکی سرفراز سائوں اور سی آئی اے ایجنٹوں پر کڑی نظر رکھیں اور انہیں ملک سے باہر نکال دیں۔ اس طرح ہماری تو می بریٹانیاں ختم ہو جائیں گی۔ سو قارسی یو ٹیکٹ ڈھم۔"

چند سیکنڈ کے بعد ڈی ای اسکرین بجھ گیا۔ تمام گولڈن برینز نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ ان کے طویل اجلاس کے دوران میں سونا کے ساتھ ہائٹس گاہ سے نکل آیا تھا۔ ہم اپنی اپنی کار میں نیٹھل لا بھری کے قریب ایک چوڑی کی دکان کے سامنے آئے تھے۔ اس دکان کا مالک ایک گولڈن برین تھا۔ دکان کے ایک پرائیویٹ کمرے میں ایک ذہان قاسم۔ وہ خانہ نیٹھل لا بھری کے خانے سے منسلک تھا۔

یعنی مینگ برخواست ہونے کے بعد ایک گولڈن برین اسی چوڑی کی دکان سے نکل کر اپنی ہائٹس گاہ کی طرف جانے والا تھا۔ سونا اس دکان سے ذرا دور ایک سڑک کے موڑ پر رگ گئی۔ میں نیٹھل لا بھری کے دوسری طرف آیا۔ اور کاروں کا ایک شومرد تھا۔ اس کا مالک ایک دوسرا گولڈن برین تھا۔ اس شومرد کا ایک ذہان بھی نیٹھل لا بھری کے خانے سے منسلک تھا۔

میں نے تھوڑی دیر بعد دیکھا۔ ایک اویز عمر کا شخص شومرد سے باہر آکر دکان کو نکلا گا ہا تھا۔ پھر وہ ایک کار میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگا۔ میں اس کار کا نمبر ذہن نشین کر چکا تھا۔ اس سے بہت زیادہ قاسم رکھ کر تعاقب کرنے لگا۔ رات کے دو بجے تھے۔ راستے میں گاڑیاں برائے نام تھیں۔ کبھی دو چار گاڑیاں ہمارے درمیان آجاتی تھیں، کبھی میں قاسم بھڑکتا تھا۔ جب اس کی کار ایک ہائٹس خانے میں داخل ہوئی تو میں نے ہینے لائنیں بجا دیں۔ رفتار سست کر دی۔ وہ ایک ہینکے میں داخل ہو رہا تھا۔

میں نے کاروبار دی۔ وہی قدموں چلا ہوا اس پٹلے کے قریب آیا۔ وہ کار سے اتر کر پٹلے کے اندر جا چکا تھا اور ناٹ چڑھ کر ادا حاطے کا گیت بند کر رہا تھا۔

بس اس سے زیادہ قریب جانا مناسب نہیں تھا۔ اگر ایک گولڈن برین کو شبہ ہو آیا اسے نقصان پہنچا یا وہ ہمارے ہاتھوں مر جاتا تو بانی تین گولڈن برنز ہوشیار ہو کر کسی دوسری جگہ نوپوش ہو جاتے۔

ہم ان کے خفیہ اڈے میں جا کر ان چاروں کو بیک وقت گھر لے گئے تھے۔ انہیں اور ان کے اڈے کو قفا کر سکتے تھے۔ لیکن ایسا کرنے سے پیلا ڈوک ہاتھ نہ آتا۔ اگر کبھی اتفاقاً سامنے آتا تو ہم اس کی نئی آواز اور نئی شکل سے اسے پہچان نہیں سکتے تھے۔ لہذا ہم پہلے اس کا سراغ لگانا چاہتے تھے۔ وہ ان چاروں میں سے کسی ایک کی رہائش گاہ میں مل سکتا تھا۔

میں واپس اسی فیشل لائبریری کے پاس آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سونیا بھی آئی۔ اس نے کہا "میں نے اس کی رہائش گاہ دیکھ لی ہے۔ تم سناؤ۔"

"میں نے بھی اسے نہیں چھڑا ہے۔ ہمیں دو گولڈن برنز کا پتا لٹکانا معلوم ہو گیا ہے۔ بانی دو ہماری عدم موجودگی میں یہاں سے جا چکے ہیں۔"

"ان کا خفیہ اڈا خالی ہو گا۔ ہم وہاں جا کر بہت سی خفیہ فائلیں دیکھ سکتے ہیں لیکن کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے۔"

"میں انجینئر کے چور خیالات انہی طرح پھ پھکا ہوں۔ خفیہ اڈے کے خزانے اور تیسری منزل کے اجلاس ہال میں کوئی خفیہ لارم یا خفیہ کمرے نہیں ہیں۔"

"میں نہیں مانتی۔ گولڈن برنز نے انجینئر کو خفیہ جاسوسی آلات کے متعلق نہیں بتایا ہو گا۔ جلد بازی سے کام نہ لو۔ آج ہماری نظروں میں دو آگے ہیں۔ کل پرسوں تک بانی دو بھی آجائیں گے۔"

"میں نے کہا "کل پرسوں تک انتظار کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں ابھی کوئی ذرہ دست واردات کرتا ہوں۔ وہ لوگ ہنگامی اجلاس کے لئے پھر حاضر ہو جائیں گے۔"

سونیا مسکرانے لگی۔ ہم اپنی رہائش گاہ میں واپس آ گئے۔ کیونکہ رات کے پچھلے پھر سروس کے کنارے کار میں بیٹھ کر خیال خرابی کرنا مناسب نہیں تھا۔ پولیس والے پریشان کرنے آ جاتے۔ میں نے آرام سے ایک کرسی پر بیٹھ کر جنرل ٹائز کو مخاطب کیا۔ وہ سونے جا رہا تھا۔ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔ مجھ سے بولا "سٹروولف! اتنی رات کو آئے ہو۔ خیریت تو ہے؟"

"خیریت تم لوگوں کی نہیں ہے۔ ہم نے بالکل خاموشی اختیار کر لی تھی۔ تمہارے ملک سے واپس جانا چاہتے تھے مگر تم لوگ یہ نہیں چاہتے۔"

"ہم چاہتے ہیں۔ فارگازڈیک سونیا کو لے کر یہاں سے چلے جاؤ۔ تمہارا راستہ ہمیں دو سکھائے گے۔"

"راستہ روک چکے ہو۔ میری غیرت کو لٹکا رہے ہو۔ تم لوگوں نے میری بیوی لٹی کو اغوا کیا۔ پھر اسے پیلا ڈوک کے حوالے کر دیا میں اس شرکی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔"

"نہیں غصہ نہ کرو۔ تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہم نے تمہاری لٹی کو اغوا نہیں کر لیا ہے۔ ہم تمہیں کہتے ہیں۔"

"ختم نہ کماؤ۔ ایسی ذلیل حرکتیں تمہارے گولڈن برنز کرتے ہیں اور تمہیں خبر نہیں ہوتی۔ میں ایک گھنٹے کی مسلت دیتا ہوں۔ گولڈن برنز سے کوئی لٹی کے داغ سے خوبی عمل ختم کرادیں تاکہ میں اس سے دائمی رابطہ قائم کر سکوں۔ پھر اسے خصوصی طیارے میں بیرون پہنچاؤں۔ اگر ایک گھنٹہ بعد میری لٹی نہ ہوئی تو ساحلی توپوں کا رخ سمندر کی طرف نہیں رہے گا۔ ان کا رخ شرکی طرف ہو جائے گا۔ تمہاری فوج اپنے ہی عوام کا قتل عام شروع کر دے گی۔"

"دیکھو دیکھو۔ ایسے چیلنج نہ کرو۔ سپر طاقتیں بھی ایسی دھمکیاں نہیں دیتی ہیں۔ میں گولڈن برنز سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔ لیکن وہ ابھی سینک سے اٹھ کر آرام کرنے گئے ہیں۔ رات کے تین بج چکے ہیں۔ کل صبح بات ہو جائے گی۔"

میں خاموش رہا تو پھر اس نے مخاطب کیا "کیوں ٹھیک ہے؟"

میں بدستور خاموش رہا۔ وہ بولا "کیا تم مجھے ملے ہو؟ ارے یہ کیا طریقہ ہے؟ دھمکی دیتے ہو جواب نہیں دیتے۔ تم کیا جانو؟ گولڈن برنز کیا چیز ہیں؟ وہ بار بار تمہارے بلانے سے نہیں آئیں گے۔"

میں اس فوجی افسر کے داغ میں گیا جو ساحلی مورچے کا انچارج تھا۔ میں نے اس کے داغ پر قبضہ نہ کیا۔ اس نے ایک توپچی کو حکم دیا تو پھر کا رخ صنعتی علاقہ کی طرف پھیر دو۔ توپچی نے حکم کی قیبل کی پھر اوب سے بولا "سرا آپ نے ایسا حکم کیوں دیا ہے؟" افسر نے کہا "معمو میں آتا ہوں۔"

میں افسر کو چلا تا ہوا ایک ٹوائٹ میں لے گیا۔ پھر توپچی کے داغ پر قبضہ نہ کیا۔ اس نے اپنے ایک ماتحت کی مدد سے صنعتی علاقہ کی طرف ایک گولڈن داغ دیا۔ اس علاقے میں قیامت برپا ہو گئی۔ لوگ چیخنے چلاتے اور جان بچا کر دوڑا دوڑھٹھٹھ گئے۔ میں نے جنرل ٹائز کے پاس آ کر کہا "میرے پیچھے کو کھینک دھکیل کچھ رہے تھے۔ دیکھو تمہارے ساحلی توپچی نے ایک فیکٹری میں گولڈن برسا ہے۔ تم خطرے کا سامنا نہ کرو۔ یہ ایک نمونہ تھا۔ بانی تمہارا ایک گھنٹہ بعد ہو گا۔"

میں دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونیا نے کہا "میں نے دھماکا بنا دیا۔ کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

میں نے اسے روداد سنائی۔ وہ ہنسنے ہوئے بولی "اب تو وہ چاروں دوڑتے ہوئے خفیہ اڈے میں آئیں گے۔"

میں نے کہا "ایک کام کرو۔ جب تک ان کا اجلاس جاری رہے۔ تم ایک گولڈن برین کی رہائش گاہ میں جاؤ۔ شاید وہاں کچھ کام کی باتیں معلوم ہو سکیں۔"

میں نے اسے دوسرے گولڈن برین کا پتا اور پٹلے کا نمبر بتایا۔ وہ ایک گولڈن قلم کا نسخا سیکرا اور دیگر ضروری سامان لے کر چل گئی۔ رات کے تین بجے تقریباً سارا شہر بیدار ہو گیا تھا۔ اگرچہ ایک گولڈن صنعتی علاقے کی ایک فیکٹری میں گرا تھا۔ وہ فیکٹری بند تھی۔ اس نے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا لیکن پورے علاقے میں بھگدڑ مچ گئی تھی۔ خطرے کے سائرن نے بانی شہروں کو بستروں سے اٹھا کر کھڑا کر دیا تھا۔ کتنی لوگ گاڑیوں لے کر گھر سے نکل پڑے تھے تاکہ دھماکے اور سائرن کی وجہ معلوم کر سکیں۔

سڑکوں پر گاڑیاں چلنے لگی تھیں۔ سونیا ڈرائیو کرتی ہوئی ایک پٹلے کے قریب آئی۔ گاڑی سے اتر کر پیدل چلتی ہوئی گولڈن برین کی رہائش گاہ کے سامنے پہنچی۔ ناٹ چڑھ کر ادا جاگ رہا تھا۔ وہ احاطے کی دیوار پھاڑ کر ایک لمبا چکر کاٹ کر چڑھ کر ادا کے پیچھے آئی پھر اسے دروازہ پر کوبش کر دیا۔

اس کے بعد کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اس نے مخصوص تکنیک سے قتل دروازے کو کھولا۔ وہ بھگدڑ دیکھ دوام اور ایک ڈرائنگ دوام پر منتقل تھا۔ دونوں کمروں میں کنبوں، فائلیں اور ڈیو فلوں کا انبار تھا۔ وہ فائلیں اٹھا کر دیکھنے اور پڑھنے لگی۔ ان میں سے ضروری کاغذات کی ایک گولڈن قلم آتا رہے گی۔

بانی کنبوں اور ڈیو فلوں میں مقلبات مقلبات تھیں۔ کچھ ڈیو فلوں میں ایسی فائلیں جو اسلامی ممالک کے شاہوں اور شہزادوں سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ باتیں فلوں پر لگے ہوئے لیبل سے معلوم ہو رہی تھیں۔ میں نے اسے مخاطب کیا۔ "سونیا! کچھ کام بن رہا ہے؟"

"ہاں کچھ مواد مل رہا ہے لیکن گولڈن برین کی یہاں نہ کوئی تصویر ہے۔ نہ ہی نام کی کچھ کچھ ہے۔ میں اب یہاں سے نکل رہی ہوں۔"

وہ ایک فریج کے پاس آئی "اسے کھولا۔ دو یوٹوں میں دودھ رکھا ہوا تھا۔ اس نے دودھ میں اعضاء کی کڑوری کی تھوڑی سی دوا ملا دی۔ الماری میں جیتی تیرے جو اہرات اور سونے کے زیورات تھے اس نے انہیں سمیٹ کر ایک بیگ میں رکھ لیا۔ اسے ان چیزوں کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن وہ یہ اثر دینا چاہتی تھی کہ کوئی چور ناٹ چڑھ کر ادا کو بے ہوش کر کے بیرے جو اہرات لے گیا ہے۔

دوسری طرف اجلاس جاری تھی۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ اجلاس میں موجود ہوں اور ایک جو نیز افسر کے ذریعے بول رہا ہوں میں نے وہی الزام لگایا کہ گولڈن برنز نے لٹی کو اغوا کر کے

پیلا ڈوک کے حوالے کر دیا ہے جبکہ گولڈن برنز قسمیں کھا رہے تھے کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا ہے۔

میں نے پوچھا "پھر کس نے ایسا کیا ہے؟ میری بیوی کہاں ہے؟"

"تم نہیں کیوں الزام دے رہے ہو؟"

"اس لئے کہ تمہارا پیلا ڈوک اسے لے گیا ہے۔"

"تم نے مجھے دیکھا؟ وہ پیلا ڈوک نہیں تھا۔ اس کی ڈی تھا۔ اصل پیلا ڈوک ہماری عمرانی میں رہتا ہے۔"

"اصل تمہارے پاس ہے تو نقل کس نے تیار کی ہے؟"

تمہارے ملک میں ہمارا اور کون دشمن ہو سکتا ہے؟"

"بہتر ہے ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے تمہیں ہم سے لڑانے کے لئے ایک ڈی تیار کی اس کے ذریعے تمہاری بیوی کو اغوا کر لیا اور تمہیں ہمارا دشمن بنایا۔"

"مگر تم لوگ جیسے ہو تو ثابت دو۔"

"کیا ثبوت چاہتے ہو؟"

"میں پیلا ڈوک کے داغ میں جا کر چور خیالات پڑھوں گا تو چائی سامنے آجائے گی۔"

"سٹروولف! تم ہمیں نادان پڑھتے ہو۔ ہم نے پیلا ڈوک پر بڑی رقم خرچ کی ہے۔ بڑی محنت اور ذہانت سے اسے تبدیل کیا ہے اور تم ہم سے اس کی نئی آواز اور نیا لٹھی معلوم کرنا چاہتے ہو۔ تم قیامت تک اس کے داغ میں نہیں پہنچ سکو گے۔"

دوسرے گولڈن برین نے کہا "خفیہ داغ سے سوچو۔ تمہاری بیوی کو اغوا کر کے ہمیں کوئی فائدہ نہیں حاصل ہو گا۔ وہ ہمارے لئے بالکل غیر ضروری ہے۔ تم سے دشمنی کرنے سے نہیں سراسر نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ ہم پاگل تو نہیں ہیں کہ نقصان اٹھانے کے لئے ہمیں دشمن بنالیں۔"

میں فیشل لائبریری کے پاس تھا۔ سونیا بھی آگئی تھی۔ میں نے قائل ہو کر گولڈن برنز سے کہا "تمہارے دلائل مضبوط ہیں میں اپنی دھمکی واپس لیتا ہوں۔ اب یہ معلوم کروں گا کہ کن لوگوں نے لٹی کو اغوا کیا ہے۔ اگر تمہارے خلاف ثبوت ملا تو پھر آؤں گا کافی الحال جارہا ہوں۔ اوکے گڈ بائی۔"

میں دائمی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونیا نے کہا "میں نے ایک گولڈن برین کے ہاں واردات کی ہے۔ دوسرے گولڈن برین کے ہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ میں نے وہاں جو ایک گولڈن قلم تیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس پاس کے اسلامی ممالک کو کس طرح رفتہ رفتہ کزدور بنایا جا رہا ہے اور امریکا اسرائیل کو مالی اور فوجی امداد کے ذریعے اس علاقے کی سب سے بڑی فوجی قوت بنا رہا ہے۔ وہ مسلمان بادشاہوں کے سر شہقت کا ہاتھ رکھتا ہے اور عیروں کے لئے مشرق وسطیٰ کی زمین ہٹا رہا ہے۔ ایک دن آس پاس کے تمام اسلامی ممالک اسرائیلی کے زیر اثر ہوں گے

اور اس کے حکوم بن کر رہیں گے۔
 میں نے کہا "اگر ہم کسی شاہ سے کہیں گے کہ اس کے ہاتھ
 تلے سے زمین سرک رہی ہے تو وہ بھی یقین نہیں کرے گا۔ جب
 زمین نکل جائے گی تو یقین کرنے کا وقت بھی گزر چکا ہوگا۔"
 "درست ہے ہم تباہی کی نشاندہی کر سکتے ہیں، پیش آنے
 والے خاتون نبوت کے ساتھ بیان کر سکتے ہیں لیکن ائمہ
 مسلمانوں کا مقدر نہیں بدل سکتے۔ میرا حال وہ میرا گوشتن برین
 باہر آ رہا ہے۔ میں جاری ہوں۔"
 میں اس کے داغ سے نکل کر اپنی جگہ حاضر ہوا۔ ادھر چو تھا
 گوشتن برین اپنی کار میں بیٹھ ہوا تھا۔ جب وہ کار آگے بڑھی تو میں
 اس کے پیچھے چلی پڑا۔ دوسرا "امریکا اور دوسرے بڑے ممالک
 برسوں سے گوشتن برینز کا سراغ لگا رہے تھے اور ہم ان چاروں
 تک پہنچ چکے تھے۔ ان کا خفیہ اڈا بھی معلوم ہو گیا تھا اور ان کی
 ہائٹس کا بھی پتہ لگا چکا تھا۔ ہماری ہڈی کا میالی تھی۔
 باقی دو کی ہائٹس کا پتہ لگنے کے بعد میں نے سوچا
 کہ "میں گوشتن برینز کو معلوم ہو جائے گا کہ انھیں ترواؤںے دھوکہ
 کی بیوی مرگئی ہے۔ وہ غمگین ہو جائیں گے انہیں غلو محسوس
 ہوگا کہ دشمن اس مرنے والی کے گھر سے کچھ ایسی معلومات
 حاصل کر کے گئے ہیں جن کے ذریعے وہ گوشتن برینز کے خفیہ
 اڈے تک پہنچ سکتے ہیں۔"
 "ہاں" وہ غمگین ہو جائیں گے لیکن وہ جانتیں گے کہاں؟
 اپنے بنگلوں میں چھپ کر رہیں گے ہم انہیں ٹھکروں سے اور حمل
 نہیں ہونے دیں گے۔"
 "میں سوچا! ہم نے گڑبڑ کر دی ہے۔ جسے گوشتن برین
 کے چکریدار کو بیوقوف کے بغیر اس کی لاطلی میں بیٹھنے کے اندر جانا
 چاہئے تھا۔ اب وہ سوچیں گے ایک ہی رات میں انھیں تری بیوی
 مر گئی اور ایک گوشتن برین کے گھر سے میرے جواہرات چوری
 ہو گئے اور برائن وولف انہیں تمام رات پریشان کر رہا ہے۔ ان
 سب باتوں کا حلقہ ان سے ہی ہے۔ وہ چاروں بہت غلی اور غلط
 ہیں۔ اپنی حفاظت کے لئے وہ ایسا قدم انہیں نہیں لے گا۔ پھر ہمارے
 ہاتھ نہیں آئیں گے۔"
 وہ بولی "چکریدار کو بے ہوش کرنا ضروری تھا۔ ویسے جو ہو گیا
 سو ہو گیا اب کیا ارادہ ہے؟"
 "آج ہی ان چاروں سے پاپا ڈوک کا پتا ٹھکانا معلوم کیا
 جائے۔"
 "وہ آسانی سے نہیں بتائیں گے۔"
 "انہیں کروڑوں ان کے خیالات دے دے جاسکتے ہیں۔"
 ہم ایک فیصلے پر متفق ہوئے پھر ایک گوشتن برین کے بیٹھے
 میں پہنچ گئے۔ ایک بار پھر چکریدار کو بیوقوف کیا۔ وہ گوشتن برین
 رات بھر کا تھا ہوا تھا۔ کمری نیند میں ڈوب گیا تھا۔ سونیا نے کہا

"یہ اطمینان سے بیدار ہو گا تو عادت کے مطابق پرانی توانا اور
 لیجے میں بولے گا۔ اگرچہ نکایا جائے تو بے اختیار پرانی اصل آواز
 میں بول پڑے گا۔"
 "یہ کتنی ہی اس نے خوابیدہ گوشتن برین کے منہ پر زور کا تجربہ
 رسید کیا۔ وہ بڑا کر چننا ہوا اٹھ بیٹھا۔ "کون ہے؟ میں میرے
 سامنے کوئی نہیں ہے۔ میں خواب میں دو انجیوں کو دیکھ رہا
 ہوں۔"
 میں اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں
 کیا۔ ہم سمجھ رہے تھے وہ چاروں یوگا کے ماہر ہوں گے۔ ایسی کوئی
 بات نہیں تھی۔ سونیا نے اس سے پوچھا "پاپا ڈوک کہاں ہے؟"
 اس نے پوچھا کیا تم سونیا ہو؟ اور تم وولف؟
 "موت کے فرشتوں کا کوئی بھی نام ہو سکتا ہے۔ ہمارے
 سوال کا جواب دو۔"
 "پاپا ڈوک کے بارے میں صرف ایک ہی گوشتن برین جانتا
 ہے۔ اب وہ گوشتن برین کون ہے؟ اسے ہم اپنی تین گوشتن برینز
 نہیں جانتے ہیں۔"
 میں نے اس کے چور خیالات پڑھ کر سوچا کہ "یہ
 درست کہہ رہا ہے۔ دوسرا سوال کرو۔"
 سونیا نے پوچھا "خفیہ اڈے میں کوئی پانچواں کیسے جاسکتا ہے؟
 کیا نقصان پہنچانے والے خفیہ اختفات کئے گئے ہیں؟"
 وہ بے بسی سے بولا "میرے داغ سے حقیقت معلوم کر سکتے
 ہو پھر میری زبان کیوں کھلا رہی ہو۔"
 میں نے اس کی سوچ پڑھ کر کہا "یہ فیصل لائبریری کے
 خانے میں پہنچ کر جس کمرے میں اپنا طبلہ بولنے جاتا ہے اس
 کمرے کے دروازے کے سامنے ایک ٹاڈیہ بھلی کا آ رہا ہے۔
 یہ سرخ رنگ کے گھسے سے ڈھکا ہے اور ریموٹ کنٹرول۔
 ذریعے اس بھلی کے آد کو آف کر دیتا ہے۔ وہ خاص ریموٹ
 کنٹرول اس کے لباس کی ایک جیب میں ہے۔"
 سونیا نے ہنسنے لگے ہوئے لباس میں سے ریموٹ کنٹرول
 نکال کر رکھ لیا۔
 وہ بولا "تم لوگ پاکمال ہو۔ سی آئی اے کے ایجنٹ بھی
 تک نہیں پہنچا گئے تھے پہنچ گئے۔ میں سونیا کو پانچویں گوشتن برین
 بننے کی پیشکش کر رہا ہوں۔"
 سونیا نے کہا "مجھے یہودی بننے کا شوق نہیں ہے۔ اب
 بیشک کی نیند سو جاؤ۔"
 وہ عاجزی سے بولا "مجھے مار کر تمہیں کیا لے گا؟"
 "تم اپنی پالیسیوں کے مطابق دوسری قوموں کے اہم افراد
 کو قتل کرنے کے احکامات صادر کرتے رہے۔ ایک دن تمہیں
 بھی اسی انجام کو پہنچنا پڑا اور وہ دن آیا ہے۔"
 میں نے اس کی سانس روک دی۔ وہ کئی منٹ تک سانس

لینے سے لئے خراب ہوا پھر ٹھنڈا پڑ گیا۔ سونیا وہاں کی تمام اہم
 فائلیں کی جانچ کر تمام تار کھینچ گئی۔ اس نے تمام میرے
 جواہرات اس کی لاش پر ڈال دیے پھر ہم بیٹھے سے باہر آ گئے۔
 "دوسرے گوشتن برین کو بھی اسی طرح خفیہ مار کر اٹھایا گیا۔
 وہ کمرہ ڈھونڈ لیا۔ "کون ہو تم لوگ؟ ہت؟ تم سونیا ہو؟"
 سونیا اپنے اصلی روپ میں نہیں تھی لیکن گوشتن برینز پر
 اس کی ایسی دہشت طاری تھی کہ اپنے سامنے آنے والی کو
 پہچانے بغیر نہیں سے کہہ دیتے تھے کہ سونیا ہی ان کی شررگ تک
 پہنچ سکتی ہے۔
 وہ اس سے سوالات کرتی رہی۔ میں چور خیالات دے رہا تھا۔
 پھر اس کی الماری سے ریموٹ کنٹرول نکال کر بولا "ہیٹل
 لائبریری کے خانے اور تیسری منزل پر جانے والی لفٹ کے
 سامنے ٹاڈیہ بھلی کا آ رہا ہے۔ اگرچہ ہمارے لئے ایک ہی ریموٹ
 کنٹرول کافی ہے تاہم یہ چیزیں ہم دوسروں کے لئے یہاں نہیں
 چھوڑیں گے۔"
 میں نے اسے جیب میں رکھ کر اس کی بھی سانس روک دی۔
 پاپا ڈوک کے حلقہ وہ بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔ سونیا دوسرے
 کمروں میں اہم فائلیں چیک کر رہی تھی۔ ایک الماری سے اہم
 دستاویزات حاصل ہوئیں۔ اس نے انہیں اپنے جیک میں رکھ
 لیا۔ وہاں سے ہم تیرے کے پاس پہنچ گئے۔
 وہ جاگ رہا تھا۔ ہمیں دیکھتے ہی اس نے بیوی رازدار سے
 میرے نیچے لگے ہوئے ٹیٹ کو دیا۔ ہم اس حرکت کو نہ دیکھ سکے۔
 میں نے کہا "تم بھی یہی سوال کر دو کہ ہم کون ہیں؟ پھر ہمارے
 بولنے سے پہلے سمجھ لو گے کہ یہ سونیا ہے۔"
 وہ سا ہوا تھا گویا کان گیا تھا۔ میں نے اس کے منہ پر ایک
 گونوا رسید کیا۔ وہ کرسی سمیت الٹ گیا۔ پھر کچھ نہ بولا۔
 سونیا نے اس کی پٹائی کی پھر ایک ایسا آواز نکالا کہ وہ تکلیف کی
 شونت سے چیخنے لگا۔ "چھوڑو۔ قارڈزیک مجھے چھوڑو۔"
 میں اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ گردہ ہو چکی تھی۔ اس نے
 میرے نیچے جھٹک دیا تھا اس کا حلقہ ساتھ والے بیٹھے سے تھا۔
 پاپا ڈوک اسی بیٹھے میں تھا۔ اسے کہا گیا تھا "مجھے یہی خطرے کا
 الارم سنائی دے" ایک لمحہ خائف کے بغیر جس طے میں ہو اسی حال
 میں وہ جگ چھوڑے۔ کسی دوسری پتاہ گاہ میں چلا جائے۔
 میں نے اس کے داغ سے پوچھا "دوسری پتاہ گاہ کہاں
 ہے؟"
 جواب ملا "پاپا ڈوک کو اپنے طور پر کوئی خفیہ پتاہ گاہ رکھنے کی
 اجازت دی گئی تھی اور ٹاڈیہ بھلی کی جیب میں کہ اپنے پاس گوشتن برین
 کو بھی اس جگہ کے حلقہ کچھ نہ بتائے۔"
 میں نے سونیا سے کہا "پاپا ڈوک ساتھ والے بیٹھے میں تھا۔
 اسے خطرے کا الارم مل چکا ہے۔ وہ شاید وہاں سے فرار ہو گیا

ہے تم ہزار دیکھ آؤ۔"
 وہ دوڑتی ہوئی ادھر چلی گئی۔ گوشتن برین فرش پر سے اٹھتا
 چاہتا تھا میں نے اس کے سینے پر ہیرہ کرک پوچھا "پاپا ڈوک تو بڑا
 طاقتور ہے۔ ہم سے مقابلہ کر سکتا ہے۔ پھر تم نے اسے بڑوںوں
 کی طرح ہٹا سکیا کیوں کیا ہے؟"
 "میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی سرطے پر تم لوگوں سے
 ٹکرائے۔ ہم نے اس کے ذہن میں یہ بات قفل کر دی ہے کہ
 اسے گوشہ نشین اور گم نامہ کہ صرف خیال خوانی کے ذریعے
 دشمنوں کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ کسی کا سامنا نہیں کرنا چاہئے
 اور نہ ہی اپنی پتاہ گاہ تک کسی کو آنے کا موقع دینا چاہئے۔"
 "تم چاروں گوشتن برینز نے بھی برسوں تک خفیہ اڈے کو
 چھپائے رکھا۔ آج ہم پہنچ گئے۔ کل پاپا ڈوک کی شررگ تک
 بھی پہنچ جائیں گے۔"
 "میرے دل سے بدوا نکل رہی ہے کہ تم کل سے یہ سی
 مٹاؤ اور پاپا ڈوک ہمارے ملک کی خدمت کرنے کے لئے پیش
 سلامت رہے۔"
 "لو تمہاری بددعا الٹ گئی ہے۔"
 میں نے اس کی بھی سانس روک دی۔ دوسرے کمروں کی
 تلاشی لی۔ وہاں سے بھی مختلف اہم دستاویزات برآمد ہوئیں۔
 میں نے انہیں رکھ لیا۔ سونیا نے آکر کہا "بیٹھے میں کوئی نہیں
 ہے۔ اس کے کپڑے ہونے دووازے بتاتے ہیں کہ پاپا ڈوک کسی
 دوسری پتاہ گاہ کی طرف چلا گیا ہے۔"
 میں نے کہا "ابھی اس کے مقدر میں کچھ سانس باقی ہیں۔
 اس لئے چھاپ رہا ہے۔"
 "اس کی الماری میں دستوں میں بیٹھ کر رپورٹس تھیں جو
 میں نے اپنے جیک میں رکھ لی ہیں۔"
 "انتفاخ ہم ان کا تھکے کے ٹھکوں کے ذریعے پاپا ڈوک تک
 پہنچیں گے۔"
 اگلے بعد ہم چوتھے گوشتن برین کے پاس پہنچ گئے۔ میرا اس
 کے داغ پر قبضہ بنایا پھر اس کے ہاتھ میں ٹرا منسروپے ہوئے بولا۔
 "اعلیٰ حکام اور فوجی انصران سے کڑوا کی بہت سی بات میٹر ٹھنکو
 کرنا ہے۔ تو مجھے بعد سب کی وی ڈی اسکرین کے سامنے
 رہنا چاہئے۔"
 اس نے میرے حکم کے مطابق یہی کہہ دیا پھر زائٹ
 کر دیا۔ میں اسے بیٹھے سے باہر لاکر کار کی کچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
 سونیا زائٹ کرتی ہوئی فیصل لائبریری کے پاس آئی۔ پھر بیٹھیں کار
 سے اتر کر ایک دکان میں آئے۔ گوشتن برین اس دکان کا مالک
 تھا۔ وہ ہمیں ایک کمرے میں لے کر گیا۔ دروازے کو اندر سے
 بند کیا۔ پھر ایک چور دروازے کو کھولا۔ ہم اس دروازے کے
 دوسری طرف آئے۔ بیڑیوں سے اتر کر ایک سرگرم میں پہنچے

پھر اس سرگ سے گزرتے ہوئے بخیش لائبریری کے نہ خانے میں آگئے میں نے ریموٹ کنٹرول کے ذریعے تادیہ بجلی کے تار کو آف کیا۔ تار کے دوسری طرف کا دروازہ کھول کر ایک کمرے میں آگئے۔ وہاں ہم نے تو آدم آئینوں کے سامنے اپنا حلیہ تبدیل کیا۔ پھر گولڈن برین کے ساتھ لفٹ کے ذریعے تیسری منزل کے ہال میں پہنچ گئے۔
توحا کھنا کڑک چکا تھا۔ گولڈن برین نے کپیر ٹھارو دی وی کو پینڈل کیا۔ بڑی سی اسکرین پر دوسری طرف بیٹھے ہوئے جنرل ٹائر، اعلیٰ حکام اور اعلیٰ فوجی افسران نظر آئے گئے۔ وہ بھی اپنے دی وی اسکرین پر ہمیں دیکھ رہے تھے۔
جنرل ٹائر نے پوچھا "آج یہ تبدیلی کیسی ہے۔ تمہارے خفیہ اڈے میں ایک ایسی اور ایک عورت نظر آ رہی ہے؟"
سونیا نے کہا "جنرل ٹائر کیا تم مجھے آواز سے پہچان سکتے ہو؟"

سب ایک ساتھ بولے گئے تمہیں کھانے لگے کہ وہ بابا ڈوک کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔ وہ گولڈن برنز کی گھرائی میں تھا۔ میں نے کہا "درست ہے۔ وہ جہاں چھپا ہوا تھا وہاں سے بھاگ کر کسی دوسری پناہ گاہ میں گیا ہے۔ تمہارے جاسوس اسے تلاش کر سکتے ہیں۔ یا وہ خود مجبور ہو کر اعلیٰ حکام اور فوجی افسران سے مدد طلب کرے گا۔"
سونیا نے کہا "ہم تمہیں چوتھیں منزلوں کی مہلت دے رہے ہیں۔ تم سب اپنی اپنی جان کا صدقہ دو۔ صدقے میں پاپا ڈوک ہمیں دو۔"
میں نے کہا "تمہاری سلامتی اسی میں ہے۔ چوتھیں منزلے بہت ہوتے ہیں اور چوتھیں منزلے کچھ نہیں ہوتے۔ اٹھو بھابھو! اپنی زندگی کے لئے بھاگو۔"
وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اچھل کر کمرے ہو گئے اور وہاں سے یوں بھاگنے لگے جیسے پیچھے پیچھے چوتھیں منزلے کا آخری لمحہ آ رہا ہو۔

ٹی وی اسکرین بچھ گیا تھا۔ آخری گولڈن برین بھی موت کی نیند سوچا تھا۔ میں اور سونیا اس خفیہ اڈے میں تنہا رہ گئے تھے۔ ہم نے ہر طرف گھوم کر وہاں کی ایک ایک چیز کو دیکھا۔۔۔ الماریوں کی درازوں میں جتنی فائلیں تھیں انہیں پڑھ کر دیکھا پھر ان میں سے تمام اہم کاغذات نکال کر بیگ میں رکھ لے۔
گولڈن برنز نے حفاظتی انتظامات کے طور پر کچھ ہتھیار اور گولہ بارود رکھے تھے۔ ہم نے اس اڈے میں اور نہ خانے میں جگہ جگہ بارود بچھا دی۔ اس کا تار نہ خانے کے داخلی دروازے تک لے گئے۔ پھر تار کے سرے کو آگ دکھا کر ہر آگے۔ جب اپنی کار میں بیٹھ کر ڈر اور گئے تو پسلا دھا کا ہوا۔ اس علاقے میں جگہ ڈچ گئی۔ بخیش لائبریری کی تیسری منزل اور نہ خانے کے کچے بعد دیکرے دھماکے ہوئے گئے۔ اب وہاں کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو معلوم ہو رہا ہو گا کہ وہ نہ خانہ یا خفیہ اڈا بخیش لائبریری میں تھا۔ جہاں بیٹھ کر ان کے گولڈن برنز اپنی غیر انسانی پالیسیوں کے ذریعے دوسرے ممالک میں دھماکے کیا کرتے تھے۔ آج ان سے زیادہ تباہ کن دھماکے خود ان کے ہاں ہو رہے تھے۔

سونیا مجھ سے رخصت ہو کر جانے لگی۔ میں نے پوچھا "یہ تو بتا دو کہاں رہتی ہو؟"
"خدا انخواست کوئی مصیبت آئی تو میں اپنی رہائش گاہ سے تمہیں آواز دوں گی۔" وہ چلی گئی۔ میں نے اپنی رہائش گاہ کی طرف جاتے ہوئے خیال خالی کے ذریعے کہا "تم نے لیلی کو مجھ سے جدا کر کے مجھے دشمنوں کے لئے موت بنادیا لیکن میرے حق میں اچھا نہیں کیا۔"
"اچھا کیا ہے۔ اس عمر میں بھی کھلونے کے لئے خد کر

سونیا کی آواز تو ان یہودیوں کو خوابوں میں بھی چوٹا دیتی تھی۔ پھر وہ سب اسے کیسے نہ پہچانتے؟ کتنے ہی حکام اور افسران نے شدید حیرانی سے پوچھا "س۔۔۔ سونیا! سونیا؟"
میں نے کہا "ہاں یہی وہی بلا ہے جو موت کی طرح بیڑوں میں بھی کھس جاتی ہے۔ کیا میری آواز پہچان رہے ہو؟"
اب پہچاننے کے لئے کیا رہ گیا تھا۔ سب پر سکتہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ خفیہ اڈا جہاں کوئی جادوگر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لیلی بخیش جانے والا جس کا سراغ ہمیں لگا سکتا تھا اور جہاں سی آئی اے کی چیڈیاں بھی نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ وہاں ہم پہنچے ہوئے تھے۔ وہ جس اسکرین پر غیر معمولی ذہانت رکھنے والے گولڈن برنز کو دیکھا کرتے تھے آج وہاں ہمیں دیکھ رہے تھے۔

سونیا نے پوچھا "کیا یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ گولڈن برنز نے میرے استاد محترم بابا فرید واسطی مرحوم کی صاحبزادی کو اغوا کر کے کتنی بڑی غلطی کی تھی۔ یہ محض غلطی نہیں تھی، انسانی کیس کی تھی۔ اس کی سزا موت ہی ہو سکتی تھی۔ تین گولڈن برنز کو موت کی سزا مل چکی ہے۔ چوہا تمہارے سامنے دم توڑے گا۔"
پھر وہ دم توڑنے لگا۔ فرش پر گر کر گھچلی کی طرح تر پڑے لگا۔ وہ لوگ اسکرین کے سامنے دیہے پھیلائے دم بخود بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وہ ٹھنڈا پڑ گیا تو سونیا نے کہا۔ "تم سب کتنے مجبور اور بے بس ہو! اتنی سی بات معلوم نہیں کر سکتے کہ یہ اڈا کہاں ہے؟"
میں نے کہا "دیسے بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ جب یہ اڈا تباہ ہو رہا ہو گا تو یہاں ہونے والے دھماکے تمہارے کانوں تک پہنچ رہے ہوں گے۔"
سونیا بولی "گولڈن برنز اور خفیہ اڈے کی تباہی کے بعد تمہاری باری آئے گی۔ تم میں سے ہر وہ شخص مرے گا جو پاپا ڈوک کو ہمارے حوالے نہیں کرے گا۔"

رہے ہو۔ آدمی بخو آدمی۔"
"تمہارا بس چلے تو تم مجھے فرشتہ بنا دو۔"

"کیا لیلی کے پاس جاؤ گے؟"
"جاسکتا ہوں۔ مجھے کون روکے گا؟"

"دیکھو۔ مجھے کے انداز میں نہ بولا کرو ورنہ لیلی تک پہنچنے میں دوں گی۔"

"ایک بار تم نے پہنچ پورا کیا۔ بڑی مکاری سے لیلی کو دور کر دیا۔ تم جانتی ہو، میں ایک ہی بار قریب کھانا ہوں پھر ایسے معاملے میں محتاط ہو جاتا ہوں۔"

"کیا تم محتاط ہو؟ اور میری مرضی کے بغیر لیلی تک پہنچ پاؤ گے؟"

"تم کیا، تمہاری مرضی کیا۔ میں اس ملک سے نکلا تو سیدھا لیلی کے پاس پہنچوں گا۔ آزاداں شرط ہے۔"

"تو پھر جنوں کب پہنچ رہا ہے؟"
اس کے لیے میں بڑا خطر تھا۔ میں تھلا گیا۔ "دیکھو سونیا!

مجھے آؤ نہ دلاؤ میں آج ہی کسی فلاسٹ سے جاسکتا ہوں۔"
"مگر نہیں جارہے ہو؟"

"تمہاری خاطر لیلی کی جدائی برداشت کر رہا ہوں۔ تم یہاں دشمنوں میں تنہا جاؤ گی۔"

"میں تقریباً بائیس برس سے تنہا ہوں۔ مرد بچہ کر بھول جاتا ہے۔ عورت ایک ایک برس اور ایک ایک دن کا حساب رکھتی ہے۔"

میں نے شرمندگی سے پوچھا "مٹھے دے رہی ہو؟"
"نہیں بس ایک بات بھی زبان پر آتی۔ اب نہیں آئے گی۔"

"یاد کرو۔ تم نے خود علیحدگی اختیار کی تھی۔ بابا فرید واسطی مرحوم کے سامنے میں جانے کے بعد انسانی خواہشات کے راستوں کو پیش کے لئے ٹھک کر دیا تھا۔"

"کیا پارسل اور ایمان کے راستوں پر چلنے والی عورت ازدواجی زندگی نہیں گزارتی؟"

گزارتی ہے۔ بابا فرید واسطی اور دیگر ادیبائے کرام نے بھی ازدواجی زندگی گزار لی ہیں۔ سونیا کے ساتھ میں تخلص ہوا تو وہ بھی میرے ساتھ ایسی زندگی گزار سکتی تھی۔ میں اسے کوئی مقتول خواب نہ دے گا۔"

وہ بولی "میں انسان ہوں، مجھے بھی غصہ آتا ہے۔ میں بھی انتقام لے سکتی ہوں۔ تم نے میری توہین کی ہے اور میں تم سے انتقام لے رہی ہوں۔"

میں رہائش گاہ میں پہنچ گیا تھا۔ بستر پر بیٹھے ہوئے میں نے حیرانی سے پوچھا "تم۔۔۔ تم مجھ سے انتقام لے رہی ہو؟"

"ہاں جب میں نے دیکھا کہ تم بری طرح لیلی کے دیوانے

ہو گئے ہو۔ اس کے بغیر رہنا نہیں چاہتے تو میں توہین کے احساس سے بٹنے لگی۔ مجھ میں کیا کی تھی کہ تم نے اس طرح کبھی ٹوٹ کر بیار نہیں کیا۔ اُسے تم سے دور کر کے مجھے کسی حد تک قرار آیا۔"

"کیوں بکواس کرتی ہو۔ تم نے میری ذہانت کو چکانے کے لئے ایسا کیا ہے۔"

"بینک میں جاہتی تھی کہ تمہارے اندر کا سویا ہوا افراد بیدار ہو جائے اور میرے اندر کی بھڑکتی ہوئی ابھی زہرا سرود پڑ جائے۔"

"دیکھو سونیا! اتنی خبیثیگی سے جھوٹ نہ بولو۔"

"یہ جھوٹ ہو تو میں تمہیں لیلی کا پتا بتا دیتی کیونکہ تم ایک بڑا کالامند انجام دے چکے ہو۔ میں نے سونے ہوئے افراد کو بیدار کر دیا ہے۔ انجام میں تمہیں لیلی پائی جانے لگیں نہیں ملے گی۔"

میں خاموش ہو کر سوئے گا۔ آخر یہ کیا ناپا بکر چارہ ہے۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ سوکن کی طرح جانا کڑھنا اور انتقام لینا شروع کر دے۔ وہ کبھی ایسے مزاج کی حامل نہیں رہی۔ وہ صرف مجھے نہیں لیلی کو بھی جاہتی تھی۔ پتا نہیں کس مقدمہ کے تحت ایسی بکواس کر رہی تھی۔

میں نے پوچھا "تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"میں پہلے ارادہ بتا دیتی تو تم ایسی برقی رفتار سے چاروں

نئی نس کی انقلابی ادیب اور مشورہ کا مرکز

زادہ جنت

کے افسانوں کا مجموعہ

قیدی سانس لیتا ہے

قیمت ۴۰ روپے

کاتب ایڈیشن شائع ہو گیا ہے

آج ہی طلبہ عزیزان اپنی دلچسپی سے مستعد رہیں

نئی نس کی انقلابی ادیب اور مشورہ کا مرکز

گوئلن برنز کو جنم میں نہ پہناتے۔ تم سے یہ کام نکالنے کے بعد ہی ارادہ تباری ہوں کہ مجھے تمہاری دوا کی پیش دلائی ہے۔ اپنی توہین کا احساس ہوتا ہے اس لئے میں لیلیٰ کو کچھ عرصے تک تم سے ملنے نہیں دوں گی۔

”کیا پہنچ کر رہی ہو کہ میں اس سے مل کر دکھاؤں؟“
”مجھے ایسے پہنچنے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں ایک بات جانتی ہوں۔ یہ دوا کی مجھے راحت پہنچا رہی ہے۔ جب تک راحت ملتی رہے گی، لیلیٰ تمہیں نہیں ملے گی۔“
”ایک بات اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ تم اس انداز میں مجھے بھڑکا رہی ہو تاکہ میں لیلیٰ کی تلاش میں میاں سے چلا جاؤں۔“

”تمہارے جانے سے مجھے کیا فائدہ حاصل ہو گا؟ کچھ نہیں۔۔۔ البتہ میاں روو گے تو ہم ایک دوسرے کے تعاون سے جلدی پاپاؤک تک پہنچ جائیں گے۔“
”تم پاپاؤک کو محتاط کرنا چاہتی ہو اس لئے مجھے بھڑکاری ہو۔“

”جب تم نے وعدہ کر لیا ہے کہ میں ہی اسے قتل کروں گی اور تم اس معاملے میں مداخلت نہیں کرو گے تو پھر میں تمہیں کیوں بھڑکا جاؤں گی۔ کیا تم پھر عقل سے پیدل ہو رہے ہو؟“
”میں الجھ کر رہ گیا۔ وہ خطرناک بلا سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ واقعی اسے میاں میرے تعاون کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے ایسی کوئی بات نہیں کرنا چاہئے تھی کہ جس سے میں بھڑک کر لیلیٰ کی تلاش میں تیس چلا جاؤں۔ میں نے جھجھکا کر کہا ”میں ساری رات جاگتا رہا ہوں“ کیا تم سکون سے مجھے سوئے نہیں دوں گی؟“
”نیند کے سکون ضروری نہیں ہے وہ سولی پر بھی آجاتی ہے۔ اگر لیلیٰ کے دور ہو جانے سے مجھے راحت مل رہی ہے تو تمہارا کیا بڑا نات ہے۔“

”سونیا! تم سے خدا ایسے گا اور میں نیند پوری کرنے کے بعد سمجھوں گا۔ تمہاری ایسی کی نہیں۔“
”میں نے دماغی طور پر حاضر ہو کر لباس تبدیل کیا۔ بستر بریٹ کر آئیں بند کریں۔ دماغ کو ہدایات دیں پھر مگر نیند میں ڈوبنا چاہیگا۔“

دو گروہوں میں سے ایک گروہ تباہی و بربادی کا سامنا کرتا رہے تو دوسرا گروہ آرام سے سوتا رہتا ہے۔ میں اور سونیا سو رہے تھے۔ اعلیٰ حکام اور جنرل ٹائڈویو کی رات کی نیندیں اور دن کا سکون چھن گیا تھا۔ وہاں جتنے ممالک کے سفیر اور نمائندے تھے وہ سوچ رہے تھے کہ نیشنل الیمپیرک کی تیسری سہیل اور = خانہ کیسے تباہ ہوا؟ کس نے یہ تخریب کاری کی ہے؟
پھر انجینئر جو اپنے دوستوں کی بیوی مردہ پائی تھی۔ تین مختلف

ہنگوں سے تین گوئلن برنز کی لاشیں ملیں۔ کوئی انہیں گوئلن برنز کی حیثیت سے نہیں جانتا تھا لیکن ان کے کمرہ میں پائی جانے والی فائون اور دوسری اہم چیزوں سے سراخ لاکر وہ نمکسٹ اسرائیل کا سٹرا دیا تھے جو اب نہیں رہے تھے اور آئندہ گوئلن برنز جن کر آئے والوں کا وہ پراسرار دوا بھی تباہ ہو گیا تھا بلکہ لوگوں کی نظروں میں آ گیا تھا۔

وہاں کے یہودی اکابرین ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ساری دنیا کو بتا رہے تھے کہ سونیا اور اس کے ایک ساتھی برائن وولف نے وہاں تباہی پھیلانے کے کام کیے۔ ان کے چاروں گوئلن برنز کو ہلاک کر دیا ہے اور وہ خیرہ اڈاؤ ایسٹون نے ہی تباہ کیا ہے۔ باقی حکام اور فوجی افسران کو دھمکی دی ہے کہ اگر انہوں نے اپنے ایک خیال خواتین کرنے والے کو چھین گھٹنے کے اندر پیش نہیں کیا تو بھی ایک ایک کر کے مارے جائیں گے۔

بین الاقوامی نشراتی رابطہ قائم کرانے والی کمپنی کے ایک نمائندے نے سوال کیا ”سونیا اس ملک سے کیوں دشمن کر رہی ہے؟“

جواب دیا گیا۔ ”یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ اور دوسرے مسلمانوں کی طرح ہم یہودیوں سے دشمنی کرنا اپنا فرض اور ایمان سمجھتی ہے۔“
پھر سوال کیا گیا ”تمام مذاہب کے لوگ ایک دوسرے سے خود کو برتر سمجھتے ہیں۔ یہ برتری جھگڑے کا سبب بنتی ہے مگر ایسے شدید اور دیرپا دشمنی دیکھنے میں نہیں آتی کہ ایک عورت تمہارے ملک میں تباہی پھیلانے کی جارہی ہے اور دوسرے حکام کو بے قتل کی دھمکی دے رہی ہے۔ اس کے پیچھے کچھ اور وجوہات ہوں گی؟“

جواب دیا گیا۔ ”دشمنی کسی نہ کسی وجہ سے جاری رہتی ہے۔ بہت عرصہ پہلے انہوں نے ہماری ایک ٹیلی ویژن جیتنے والے کو اغوا کیا۔ چند ماہ پہلے ہم نے بھی جوانی کا ردوائی کی۔ بااثر واسطی مرحوم کی بیٹی کو اغوا کر میاں لے آئے۔ ایک ایک عورت اغوا کرنے کی اپنی ہی سزا ہوتی ہے کہ اس خطرناک بلائے تر گوئلن برنز کو مار ڈالا۔ آئندہ ہمیں گھٹنے کے بعد جڑی قتل و غارتگری کی دھمکیاں دے رہی ہے۔“

”کیا آپ لوگ اپنے ٹیلی ویژن جیتنے والے کے ذریعے سونیا کے خلاف جوانی کا ردوائی نہیں کر سکتے؟“

”مافی میں کتنے ہی ٹیلی ویژن جیتنے والے ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ اس بار ہم محتاط ہیں۔ اپنے ٹیلی ویژن جیتنے والے کو بھی منظر عام پر نہیں لائیں گے۔ وہ ایک محفوظ پناہ میں رہ کر کسی حد تک ہمارے کام آتا رہے گا اور فراہمی پورے ٹیلی کے افراد کی امداد کرتا رہے گا۔ ان کے طریقہ کار کو اس طرح سمجھتا رہے گا۔ ان کے طریقہ کار سے اپنے بچاؤ کے طر

ہیبتا رہے گا۔“
”پھر تو وہ طویل عرصہ تک گویا زندگی حاصل کرتا رہے گا۔ لیکن ابھی سونیا سر پر ملا ہے۔ اس سے نیند کے لئے اور اپنے حکام کو ہلاکت کے ٹیلی جیتنے جانے والے ہمارے جتنے حکام اور ”سونیا“ کے ٹیلی جیتنے جانے والے ہمارے جتنے افسران اور فوجی افسران کے دماغوں میں اب تک آپکے ہیں ہم نے ان تمام عہدیدوں کو ان کے عہدوں سے ہٹا دیا ہے۔ انہیں مل ایب سے دور ایک چھوٹی سی آبادی میں بھیج دیا ہے۔ خارجی طور پر ایسے حکام اور فوجی افسران کے ہاتھوں میں حکومت سونپ دی ہے جو بڑے کام کے ماہر ہیں۔ فوج کے سپاہی ان چند افسران کے سوا کسی بھی افسر کے حکم کی تعمیل نہیں کریں گے اس طرح دشمن ٹیلی جیتنے جانے والے ہمارے فوجیوں کے دماغوں میں جا کر ہماری فوج کو ہمارے ہی خلاف استعمال نہیں کر سکیں گے۔“

سوال کیا گیا ”آپ نے بڑی حد تک معقول انتظام کیا ہے۔ کیا اس کے علاوہ بھی احتیاطی اقدامات کئے ہیں؟“
”جی ہاں، لوہے کو لوہا کہتا ہے۔ ہم نے پراسرار سٹے امداد طلب کی ہے۔ اس کے ٹیلی جیتنے جانے والے ہمارے سامنے ڈھال بن کر سونیا کو منہ توڑ جواب دیں گے۔ اس کے ٹیلی جیتنے جانے والوں کے لئے اتنی مشکلات پیدا کر دیں گے کہ انہیں اس ملک سے بھاگنا ہی پڑے گا یا اپنا آخری انجام دیکھنا پڑے گا۔“
”تکوار کے مقابل تکوار، توپ کے مقابل توپ اور ٹیلی جیتنے کے مقابل ٹیلی جیتنی،“ واقعی لوہے کو لوہے سے ہی کاٹنا چاہئے لیکن آپ کا ایک نقصان ہے۔ پُراسرار کے ٹیلی جیتنے جانے والے نے عہدیدوں کے دماغوں میں آتے جاتے مملکت اسرائیل کے بہت سے اہم راز جان لیں گے۔“

”ہمارے موجودہ عہدیداریوں کا کسے ماہر ہیں۔ کوئی بھی ٹیلی جیتنے جانے والا خواہ وہ دوست ہو یا دشمن، ان کے دماغوں میں براہ راست نہیں جاسکتا بلکہ عہدیدوں کے پرسنل سیکرٹری سے دماغی رابطہ رکھنے کا ویسے بھی امریکا ہمارا سب سے مخلص دوست اور سرپرست ہے۔ اس کے ٹیلی جیتنے جانے والوں سے توہڑا نقصان پہنچا تو ہم اسے برداشت کر لیں گے لیکن سونیا کو برداشت نہیں کریں گے۔ اس نے جو ہیں گھٹنے کی مصلحت دی تھی۔ ان جو ہیں گھٹنوں میں ہم اس کے قدم میاں سے اٹکا دیں گے ہمارے فحش اختلاعات کے پیش نظر وہ شاید زندہ میاں سے نہ جاسکے۔“

تمام چھوٹے بڑے ممالک کے اکابرین ٹی وی کے سامنے بیٹھے وہ انٹرویو دیکھ رہے تھے اور سن رہے تھے۔ پھر اسکرین پر ٹی وی کے نمائندے نے کہا ”اب آپ دانشمندی میں پُراسرار سے ہونے والی گفتگو سنیں۔“
اسکرین پر نیا پراسرار نظر آیا۔ نمائندے نے سوال کیا۔ کچھ

عرصہ پہلے سونیا نے آپ کے ملک میں بھی کافی جھگڑے کئے تھے۔ آپ کے کسی ٹیلی جیتنے جانے والوں کو اغوا کیا۔ آپ کی سی آئی اے نے آپ کی پولیس اور آپ کی فوج اسے گرفتار نہ کر سکی۔ پھر آپ اسی سونیا کے خلاف اسرائیل کی مدد کیسے کریں گے؟“

پراسرار نے جواب دیا ”جو چاہئے ہمیں گھبرائیں پکڑا جاتا“ وہ کہیں دوسرے گھبرائیں ضرور پکڑا جاتا ہے۔ کوششیں جاری رہتا چاہئیں۔“
”آپ کس طرح سونیا کا سراغ لگائیں گے؟“

”اس نے کہا“ امریکا بہت بڑا ملک ہے۔ وہاں سونیا کو دور تک چھپنے کی جگہ ملتی رہی۔ اسرائیل ایک بہت ہی چھوٹا سا ملک ہے یہاں اس کے لئے چھپنے کی زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ وہ بہت جلد نظروں میں آجائے گی۔“

”کیا اس طرح آپ فراہمی پوری فیملی کو دشمنی کی دعوت نہیں دے رہے ہیں؟“

”وہ دشمن کب نہیں تھے۔ جب تک فراہمی زندہ تھیں تو گنا تھا جیسے وہ امریکا سے دشمنی کرنے کے لئے پیدا ہوا ہو۔ اس کی اولاد بھی اسی کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔“
”انہوں نے خواہ مخواہ ہماری فرائض سر میں کی مخالفت کی۔ ان شخصوں کا تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فرو کرنا نہ تھا۔ ہمارے جوش ملیں جیتنے جانے والوں کو اغوا کیا اور کسی خیالی خواتین کرنے والے افراد کو کسی جواز کے بغیر مار ڈالا۔“

”وہ اپنے طور پر کوئی جواز پیش کرتی ہوگی۔“
”وہ حاسد ہے۔ صرف بابا صاحب کے ادارے میں ٹیلی جیتنے جانے والوں کو برداشت کرتی ہے۔ اتنا خطرناک ہتھیار کسی اور کے پاس دیکھنا نہیں چاہتی۔“
”کیا آپ نے سفارتی سطح پر حکومت فرانس سے سونیا کی شکایت کی ہے؟“

”فرانس کی حکومت یہ ماننے کے لئے تیار نہیں ہے کہ سونیا نے ہمارے خیالی خواتین کرنے والوں کو اغوا کر کے فرانس کے کسی شہر میں چھپایا ہے۔“

اسکرین پر ٹی وی کے نمائندے نے کہا ”آئیے ناظرین! ہم فرانس کے ایک حاکم سے آپ کی ملاقات کراتے ہیں۔“
پھر جیس کا اٹلن باور نظر آیا۔ اس کے بعد ایک دفتری کمرے میں ایک شخص کا قاتل کر لیا کہ وہ حاکم اعلیٰ ہے۔ اس سے سوال کیا گیا ”یہ بات ساری دینا جاتی ہے کہ آپ کی حکومت فراہمی کی فیملی کی سرپرست ہے جسے اس ملک میں بے حد وہ حساب اختیارات حاصل ہیں۔“
حاکم نے جواب دیا۔ ”فراہمی کی فیملی سے ہمارے گھرے تعلقات ہیں۔ یہ تعلقات بابا صاحب کے ادارے کے ذریعے قائم ہوئے ہیں۔ یہ غلط ہے کہ ہم نے انہیں اختیارات دیئے ہیں۔“

آپ نے چار گولڈن بریز کو ہلاک کیا اور ان کے خفیہ اذے کو بھیج دیا۔ وہاں کے حکام کو وارننگ دی ہے کہ انہوں نے اپنے

تحت نے کہا ”میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کچھ عرصہ پہلے

49



داخل ہوئے نہیں دیتے۔ ہم نے بھی پراسرار سے کہا ہے کہ اس عورت کو ہمارے ملک میں نہیں آنا چاہئے۔

"اس کے باوجود وہ تو ایب میں موجود ہے۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ پراسرار نے وعدے کا پابند ہے۔"

"وہ وعدہ ہی کیا جسے امریکا وفا کرے۔ آپ جی وادلا کو اسی شہر میں گرفتار کر سکتے ہیں۔"

"آپ بین الاقوامی نشیاتی ادارے کے ایک نمائندہ ہیں۔ آپ یہ اندرونی کر رہے ہیں یا جاسوسی فرما رہے ہیں۔"

"اس وقت میں نمائندہ نہیں ہوں۔ سلمان واسطی میری زبان سے بول رہا ہے۔"

کسی ٹیلی ویژنی جاننے والے کی موجودگی ظاہر ہوتے ہی اسکرین بجھ گیا۔ پھر دوسرے پروگرام نظر آنے لگے۔ اور جرنل ٹائمری وی کے نمائندے سے پوچھ رہا تھا "کیا واقعی مسٹر سلمان موجود ہیں؟"

سلمان نے جرنل کے داغ میں آکر کہا "اب میں ہمارے پاس ہوں اور ہمیں جی وادلا تک پہنچا سکتا ہوں۔"

"اگر وہ عورت یہاں ہے تو ہم پراسرار سے سخت احتجاج کریں گے۔"

"صرف احتجاج کرو گے اسے گرفتار نہیں کرو گے؟"

"ضرور گرفتار کروں گا۔"

"کیا بین الاقوامی رابطے کے ذریعے دنیا والوں کو نہیں بتاؤ گے کہ پراسرار شرس طرح دہری چال چل رہا ہے۔ جی کے ساتھ ایک خیالی خواتی کرنے والا بھی ہے۔ دونوں نے مل کر گولڈن رینز کو ہلاک کیا ہے۔ اور سسزونیو کو بام کا بار بار ہے۔"

"مسٹر سلمان! جی وادلا کی موجودگی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ گولڈن رینز کی قاتل ہے۔ البتہ اس کی موجودگی قابل اعتراض ہے۔ ہم پراسرار سے شکایت کریں گے۔"

"اگر جی وادلا کو اسکرین پر لا کر دنیا والوں کے سامنے پیش کر دے اور پراسرار کی دہری چال کا انکشاف کر دے تو میں ابھی اس عورت کو گرفتار کروں گا ورنہ وہ بدستور رد پیش رہے گی۔ تم کو کبھی اسے پانہ نہ سکو گے اور وہ ایک ٹیلی ویژنی جاننے والے کے ساتھ اندری اندر ہمیں کھوکھلا کرتی رہے گی۔"

"ہم اس عورت کو اس ملک میں برداشت نہیں کریں گے۔"

"پلیز! اس کی نشاندہی کرو۔"

"کیوں کروں؟ ہمارا کیا فائدہ ہے؟ تم سسزونیو پر جس طرح الزام لگا رہے تھے اسی طرح پراسرار پر مکمل عام الزام لگاؤ۔"

"پلیز! سمجھنے کی کوشش کرو۔ سیاسی حکمت عملی یہ ہے کہ جسے ہم دوست سمجھتے ہیں اسے کل الزام نہ دیں بلکہ درپردہ دشمنی کا جواب دشمنی سے دیں۔ جس طرح امریکا ہر پہلو سے

ہماری مدد کرتا ہے مگر اپنے لئے ہمیں سیاسی طور پر کردار نہ آتا ہے اور ہمیں خبر نہیں ہوتے۔ اسی طرح ہم خبر نہیں ہوتے۔ میں نے جی وادلا کو قتل کر دیا ہے۔"

"کیا امریکی آئی اے اس کے قتل کا حساب نہیں لے گی۔"

"حساب لے گی تو ہم کیسے گے، ہمیں کیا معلوم تھا کہ قتل ہوئے والی جی وادلا تھی۔ چونکہ اس کا داخلہ منع تھا اس لئے کبھی یہ سوچا بھی نہیں جاسکتا تھا کہ وہ ہمارے ہاتھوں قتل ہو رہی ہے۔"

"پلیز! سہی! میں ہمارے جاسوس کو اس عورت تک پہنچا دوں گا۔ جاسوس سے کو اپنے ساتھ ایک مضبوط ٹیم لے جائے۔ وہ عورت زبردست ہے۔ ڈانچ لے کر قتل جائے گی۔"

سلمان دو دو ڈپلے ڈی بورن کے داغ میں گیا تھا کہ مقررہ وقت کے مطابق توہمی عمل کی تجدید کر کے اسے بدستور معمول بنائے رکھے۔ ایسے وقت معلوم ہوا کہ جی وادلا کے ساتھ قتل ایب میں ہے۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ جی وادلا گولڈن رینز تک پہنچنے کی بددعہ میں مصروف ہے مگر ابھی اسے کوئی راستہ نہیں مل رہا ہے۔

سلمان دو سری بار ڈی بورن کے داغ میں پہنچا تو چلا جی وادلا نے گولڈن رینز تک پہنچنے کا راستہ ڈھونڈ لیا تھا۔ انجینئر خواتی نے دو میوکی بیوی کے پاس بورن کو بھیجا کہ وہ انجینئر کی تصویریں دیکھ کر تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر اس کے داغ میں جائے اور معلوم کرے کہ اس نے خیرے اڑا کہاں تھیرا تھا؟

اس سے پہلے کہ ڈی بورن تصویر کی آنکھوں میں جھانکا، سونیا وہ تصویریں چھین کر لے گئی تھی۔ جی نے ناراض ہو کر بورن سے پوچھا "وہ کون تھی جو تصویریں لے گئی؟ اور تم کیا عورت سے کیسے مار کھائے؟"

صرف بورن دغمی نہیں تھا "جی کی پیشانی سے بھی لوہرہ رہا تھا۔ سینے میں تکلف ہو رہی تھی۔ بورن نے پوچھا۔ "تم تو بہت چالاک سمجھی جاتی ہو مگر تم کیسے مار کھائے؟"

"میں دھوکا کھائی۔ وہ بددعہ خانی میں دوڑتی ہوئی آئی تھی۔ میں اپنی کار کے پاس تھی۔ اس نے گھر کا کہا۔ یہ اہم تصویریں لے کر بھاگو۔ بورن پچکلے کے اندر دشمنوں سے منت رہا ہے۔

میری نظروں میں تصویریں اہم تھیں۔ میں نے سوچا تم تصویر کی آنکھوں میں جھانکے گے لئے بعد میں آجاؤ گے۔ اس کیفیت عورت نے میرے لئے کار کا دروازہ کھولا پھر بھی اس کی چالاک کبھی میں نہیں آئی۔ جب اس نے دروازہ مجھ پر پوری قوت سے مارا تب چالاک کبھی میں آئی اور تب تک بانی سر سے گزر چکا تھا۔ مجھے ایسی سخت چوٹیں آئیں کہ میں سنبھل نہ سکی۔ اس نے دو سری بار دروازے کو مجھ پر مارا پھر جو تصویریں مجھے دی تھیں وہ

واپس لے کر فرار ہو گئی۔ میری ایسی توہین کسی نہیں ہوئی۔ وہ عورت مجھ سے میرے ہاتھوں میں لٹو کر کہہ کر چڑھ جاتے مار لٹو دیا میں نے گئی ہے۔ مجھ سے اس انداز میں گرا کر کل جانے والی عورت سونیا ہو سکتی ہے۔ ہمارا کیا خیال ہے؟"

"میرا بھی کیا خیال ہے؟"

"آخر اسے یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ ہم انجینئر کی تصویریں حاصل کرنے آئے ہیں؟"

"تم کار چلا کر یہاں تک آئی ہو۔ اس نے ہمارا چہرہ کیا ہے۔ تم نے اسے اپنے پیچھے لگایا ہے۔"

"کیا اس نے کہہ دیا؟ اور میری پیشانی پر نہ میرا نام لکھا تھا۔ کوئی ارادہ رکھتا تھا۔ پھر وہ کیسے مجھ تک کیس کون ہوں اور کس ارادے سے کہاں جا رہی ہوں؟"

"درست کہتی ہو۔ یہ سونیا پہل ہے۔ کوئی بددعہ ہے۔ پتا نہیں ہمارے ارادوں کو کیسے سمجھ لیتی ہے۔ ویسے ہم نے بہت بڑی بازی ہاری ہے۔ میں تصویروں کے ذریعے انجینئر تک پہنچ سکا تھا۔ گولڈن رینز کے بہت سے راز معلوم کر سکا تھا مگر اب ہم پچھتاوے کے سوا کچھ اور نہیں کر سکتے۔ پتا نہیں وہ کہاں چھپی ہوئی ہے۔"

"میں گولڈن رینز تک پہنچنے یہاں آئی تھی۔ اب سونیا تک پہنچ کا راستہ ڈھونڈنا ہو گا۔"

"جو ہمارا منصوبہ ہے وہی اس کیفیت کا ہے۔ تصویریں لے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خاص خیال خواتی کرنے والا برائے وقت تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر انجینئر کے داغ میں جائے گا اور گولڈن رینز کے خیرے اڑے گا چاہے معلوم کرے گا۔"

جی نے کہا "اگر شاید وہ ایسا کر چکا ہو گا۔"

صبح صادق ہو گئی کہ سونیا اور وولف نے جی اور بورن کے منصوبے پر عمل کیا ہے۔ اڑا تہا ہو چکا ہے اور مختلف علاقوں میں تین افراد کی لاشیں پائی گئی ہیں۔ جو تھی لاش بیشش لائبریری کے قاتلے میں ملی۔ اسرائیلی حکام مدعو کر رہے تھے کہ وہ چاروں گولڈن رینز کی لاشیں ہیں لیکن وہ گولڈن رینز ثابت نہیں ہو سکتے تھے۔

جی وادلا بین الاقوامی نشیاتی پروگرام دیکھ رہی تھی۔ اس پروگرام کے میزبان نے بتایا کہ سونیا جیس میں ہے اور بابا صاحب کے ادارے کا ایک اعلیٰ عہدہ اربان دے رہا ہے کہ کل ایب میں سی آئی اے کی بیٹا فنانہ ایجنٹ جی وادلا ایک خیالی خواتی کرنے والے کے ساتھ موجود ہے۔ یہ اتنی جلدی رپورٹ تھی کہ جی وادلا پریشان ہو گئی۔ اس نے بورن سے کہا۔ "بابا صاحب کے ادارے والے مجھے یہاں بے نقاب کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے اپنا میک اپ بدلنا ہو گا۔ موجودہ روپ میں سونیا سے میزاسانا ہو چکا ہے۔"

بورن نے پوچھا "کیا تمہارا خیال ہے سونیا ہماری اس پناہ گاہ تک پہنچ جائے گی؟ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ جیس میں پہنچ گئی ہے؟"

"میں نہیں مانتی۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ راتوں رات تخریب کاری کے مہم جیس پہنچ جائے۔ اسرائیلی کی سرحدیں اتنی کمزور بھی نہیں ہیں۔ تم نے دیکھا تھا؟ ہم کتنی مشکلوں سے اس ملک میں داخل ہوئے تھے۔ سونیا یہاں ہے اور میرے لئے خطرہ بھی گئی ہے۔"

"تم اس سے چھپنا چاہتی ہو؟"

"اس سے چھپ کر اس کے سامنے چار اڑال کر حملہ کروں گی۔ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے اپنا جیٹا کر زندہ رکھوں گی۔"

"تمہاری پلاننگ کیا ہے؟"

"یہاں کے سی آئی اے چیف سے رابطہ کرو۔ اس سے کو" دو گھنٹے کے اندر میری ایک ہم شکل اس رہائش گاہ میں پہنچ دے۔ میں دوسرے روپ میں یہاں سے نکل کر قریب ہی کسی چھپی رہوں گی۔"

وہ بات اور حوری چھوڑ کر ڈی کی طرف چوک کر دیکھنے لگی اسکرین پر پروگرام کا میزبان "جرنل ٹائر سے کہہ رہا تھا۔" اس وقت میں نمائندہ نہیں ہوں۔ سلمان واسطی میری زبان سے بول رہا ہے۔"

یہ سنتے ہی جی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ ٹی وی کا اسکرین توڑی دیر کے لئے سادہ ہو گیا تھا۔ پھر دوسرا پروگرام شروع ہو گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا سلمان وہاں جرنل ٹائر کو سی آئی اے ایجنٹوں کے خلاف بھڑکا رہا ہو گا۔ جی سمجھ گئی تھی۔ سلمان یودی سراغ سازوں کو اب اس کے پیچھے لگے گا۔ یا پھر سونیا کو اور مروانہ کرے گا۔

وہ بے چینی سے بولی "بورن! کیا کر رہے ہو؟ خیال خواتی کر دے۔ چیف سے کو کسی لڑکی کو میری ہم شکل بنا کر جلد سے جلد یہاں پہنچ دے۔"

وہ سنگار رینز کے سامنے بیٹھ کر اپنے چہرے پر تبدیلیاں کرنے لگی۔ وہ کسی معاملے میں سونیا کی برق رفتاری کو خوب سمجھتی تھی لیکن یہ مشاہدہ نہیں تھا کہ اس کے سامنے بھی کیسے برق رفتار ہیں۔ ابھی اس نے اچھی طرح چہرے پر تبدیلیاں نہیں کی تھیں کہ رہائش گاہ کے باہر گاڑیوں کی آوازیں سنائی دیں۔ اس نے فوراً ہی اندر کی تمام لاشیں بھاڑیں۔ پہلے ایک کمرے کی کھڑکی سے دیکھا۔ فوجی جوان احاطے کے باہر دو گاڑیوں سے اتر رہے تھے اور رہائش گاہ کو گھیر رہے تھے۔

وہ دوڑتی ہوئی دوسرے کمرے میں گئی وہاں ایک کھڑکی سے پچھلے حصے کی طرف دیکھا۔ بورن دوڑتا ہوا آیا پھر گھبرا کر بولا۔ "کان کے پچھلے حصے سے بھی فوجی آ رہے ہیں۔"

جوسی نے ایک ایرو شوٹر اور ٹائلون کی رسیوں کا بنڈل یورین کو دیا۔ دوسرا ایرو شوٹر اور رسیاں خود پس پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے چھت کی طرف جانے لگے۔

سلمان ڈی یورین کے دماغ میں تھا وہاں سے نکل کر لٹری انٹیلیجنس چیف کے دماغ میں آیا۔ وہ چیف فوجی جوانوں کے ساتھ اس مکان کے باہر موجود تھا۔ سلمان نے کہا "وہ دونوں ایرو شوٹر کے ذریعے اس اونچے درخت پر کندہ ڈالیں گے پھر رسیوں سے لٹکتے ہوئے اپنے مکان کی چھت سے دوسرے مکان کے احاطے میں پہنچ جائیں گے چھت کی طرف دیکھو۔"

چیف نے دیکھا "ایک تیر چھت پر سے سننا ہوا قریبی درخت کی ایک شاخ میں جا کر اندر گرائی تک پیوست ہو گیا تھا۔ تیر کے پچھلے حصے سے ٹائلون کی رسی خشک تھی۔ جوسی وادیا اس رسی کے ذریعے جموتی ہوئی دو دوسرے مکان کے احاطے میں جاری تھی۔ چیف نے حکم دیا "فائر کرو۔"

حکم کی تعمیل ہونے تک جوسی دوسری طرف پہنچ گئی تھی۔ اب یورین نے دوسرا ایرو شوٹر استعمال کیا تھا۔ وہ بھی اسی طرح جانے والا تھا۔ سلمان نے کہا "اسے گولی نہ مارنا۔"

چیف نے پوچھا "کیا دوسرے شکار کو بھی جانے دیں۔" سلمان نے کہا "تمہارے جوان جوسی کے پیچھے گئے ہیں۔ یورین بھی اس کے پیچھے جانے کا اور اس کے ساتھ نہیں رہے گا تو میں جوسی کی نشاندہی نہیں کر سکتا گا۔ وہ یوگا کی ماہر ہے۔ لٹھے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔"

ان باتوں کے دوران یورین بھی دوسرے مکان کے احاطے میں چلا گیا تھا۔ تمام فوجی جوان ان کے تعاقب میں گئے تھے۔ سلمان یورین کے دماغ میں آیا۔ پتا چلا جوسی اس سے چھڑ گئی ہے۔ کسی دوسری طرف چل گئی ہے اور وہ دوسری طرف بھاگا جا رہا تھا۔ سلمان نے چیف سے کہا "وہ عورت تمہارے سامنے رسی سے جموتی ہوئی گئی، تم چاہے تو ایک فائر سے رسی کو توڑ سکتے تھے اسے گرفتار کر سکتے تھے۔ یہ تمہیں کس گدھے نے چیف بتایا ہے؟"

"آپ میری انٹل کر رہے ہیں۔ میں ٹیلی پیجی کے خوف سے یہ توہین برداشت کر رہا ہوں۔"

"برداشت کرنا ہی ہوگا۔ جوسی ہاتھ سے نکل گئی تو میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دوں گا۔ اپنے جوانوں سے کہو۔ یورین کا پیچھا نہ کریں، میں ابھی ایک منٹ میں جوسی کی نشاندہی کر دوں گا۔"

سلمان 'یورین کے پاس آیا۔ وہ ایک گیراج میں چھپا ہوا باپ رہا تھا اور سوچ رہا تھا۔ پتا نہیں جوسی کدھر چلی گئی ہے۔ اس نے میری مرضی کے مطابق اس سے رابطہ کیا۔ دماغ میں پہنچنے ہی بولا "میں خیریت سے ہوں۔ تم کہاں ہو؟ دیکھو تمہیں

کوئی گرفتار کرنے آئے تو مجھے اس کی آواز ضرور سنانا۔ پھر میں اسے تمہارے راستے سے ہٹا دوں گا۔"

جوسی نے ایک کارواں سے لفٹ لی تھی۔ لفٹ دینے والا ایک عیاش تھا۔ ایک حسین عورت کو دیکھ کر کچھ ہنسنے لگا۔ اپنے ساتھ اگلی سیٹ پر بٹھایا تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "میں گھر سے بھاگ کر اپنے عاشق سے ملنے جا رہی تھی۔ چند منٹ سے میرے پیچھے پڑ گئے۔ آپ نے لفٹ دے کر مجھ پر احسان کیا ہے۔"

وہ بولا "اس میں احسان کی کیا بات ہے۔ جب تک فطرونہ ملے تم میرے بیٹھے میں چھپی رہو۔ وہاں تم میٹھ و آرام سے رہو گی۔"

سلمان نے اس شخص کے دماغ میں پہنچ کر ضروری معلومات حاصل کیں پھر چیف کے پاس آکر اس کا رکارڈ اور نمبر بتاتے ہوئے بولا "وہ کارکن کورس کو جانے والی شاہزادہ سے گزر رہی ہے۔ کارواں جوسی کو ساحلی کانچ خبر دو سترہ تیس لے جانے گا۔ اس بار سولت سے اور بڑی خاموشی سے اسے گھیر کر گرفتار کرو۔ اسے ذرا بھی آہٹ ملے گی تو وہ پھر فرار ہونے میں کامیاب ہو جائے گی۔"

وہ پھر یورین کے پاس آیا۔ وہ جوسی سے کہہ رہا تھا "تم اس کارواں کے ساتھ نہ جاؤ۔ یہ عیاش ہے، بد معاش ہے۔"

"تو پھر کہاں جاؤں؟"

"کسی دوسری جگہ پناہ لو۔"

"جہاں بھی پناہ لوں گی وہاں کوئی مرد ضرور ہوگا۔ میرا حسن شباب ایسے وقت مردوں کو الٹانے میں کام آتا ہے۔"

"گو کیا مجھے بھی الٹو بنا دیں؟"

"تم سے تو ہلکا تو ہے۔ دوسرے عیاش مردوں سے اپنا کام نکلانے کی خاطر ان کی تنہائی میں جاتی ہوں۔ ایسا کرنے سے کوئی کہیں تو نہیں جاتی ہوں۔"

"میں اس ساحلی کانچ کا پتا معلوم کر چکا ہوں جہاں یہ تمہیں لے جا رہا ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ وہ تمہیں ہاتھ نہیں لگائے گا۔ میں اس کے میٹھ کدے میں اسے موت کی خنجر سلا دوں گا۔"

"دیکھو حدود راقبت میں اندھے بن کر آؤ گے تو تمہاری لا علمی میں مجھے گرفتار کرنے والے تمہارے پیچھے چلے آئیں گے۔"

"میں آنکھیں کھلی رکھوں گا۔"

سلمان نے چیف کو بتایا کہ یورین ایک گیراج میں چھپا ہوا ہے۔ دو جوانوں کو سمجھا کہ گیراج کے سامنے ٹھٹھے رہیں۔ تاکہ یورین وہاں سے نہ نکل سکے۔

چیف نے کہا "میرے تمام فوجی جوان ساحلی کانچ کی طرف چلے گئے ہیں۔"

"شاہشا! تم نے وقت ضرورت کے لئے اپنے ساتھ دو

جوان بھی نہیں رکھے۔ کیا تم نے یورین کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا ہے؟"

"آپ نے کہا تھا کہ یورین کا پیچھا نہ کیا جائے۔"

"پیچھا نہ کرنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ کسی اہل برہمنی کے لئے اپنے پاس چند سپاہی نہ رکھے جائیں۔"

سلمان نے جرنل ہائز کے پاس آکر پوچھا "آپ نے کس مکدے کو لٹری انٹیلیجنس کا چیف بنایا ہے۔ جوسی چاروں طرف سے گھر جانے کے بعد بھی اس کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اسے گرفتار کرنے کا دوسرا موقع ملنے والا ہے، مگر وہ نااہل افسر اس موقع کو بھی ضائع کر دے گا۔"

جرنل نے فوراً ہی دو افسروں کو مزید جوانوں کے ساتھ ساحلی کانچ کی سمت روانہ کیا۔ سلمان اس عیاش کارواں کے پاس آ گیا۔ پتا چلا جوسی اسے چھوڑ کر بھاگ گئی ہے۔ اس نے ریو اور رکھا کر اسے گاڑی روکنے کو کہا۔ پھر گاڑی سے اتر کر یوٹی "میں تمہاری دشمن نہیں ہوں لیکن محتاط رہ کر دیکھنا چاہتی ہوں کہ میرا تعاقب کرنے والے تمہارے کانچ تک آئیں گے یا نہیں؟ اگر نہیں آئے تو میں آدھے گھنٹے بعد کانچ میں آؤں گی اور شام تک تمہارا دل خوش کرتی رہوں گی۔"

وہ بولا "دل خوش کرنا چاہتی ہو تو ریو اور رکھ لو۔ میں کانچ میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

وہ شخص کانچ میں آکر بیٹھا ہوا تھا۔ سلمان نے سوچا اگر فوجیوں نے اس کانچ کو گھیر لیا تو جوسی پھر وہاں نہیں جائے گی۔ وہ انٹیلیجنس کے چیف اور نئے افسروں سے کہنا چاہتا تھا کہ اپنے جوانوں کو کانچ کی طرف جانے سے روک لیں لیکن دیر ہو چکی تھی۔ چیف نے جن فوجیوں کو ادھر روانہ کیا تھا وہاں پہنچ گئے تھے اور رت پر اونچے سے دیکھتے ہوئے کانچ کا محاصرہ کر رہے تھے۔

کام پھر بگڑ گیا۔ جوسی کہیں دور چھپ کر یہ تمنا دیکھ رہی ہوگی اب وہ جال میں پھنسنے والی نہیں تھی۔ سلمان یورین کے پاس آیا۔ وہ گیراج سے نکل کر ایک پارک میں آ گیا تھا اور جوسی کے دماغ میں کہہ رہا تھا۔ "میں گیراج سے نکل آیا ہوں۔ یہ تم فٹ پاتھ پر پیدل کیوں جا رہی ہو؟"

"میں اس عیاش کو دھوکا دے کر حینہ روڈ کی طرف جا رہی ہوں۔ وہاں جو پلا اسٹیک بار ہے اس کے کین میں تمہارا انتظار کروں گی۔ اب میرے دماغ میں نہ آنا۔ میں موجودہ حالات پر غور کرنا چاہتی ہوں۔ تمہارے آنے سے ڈسٹرب ہو جاتی ہوں۔"

جوسی نے ہاتھ کے اشارے سے ایک ٹیکسی کو روکتے ہوئے سانس روک لی۔ یورین اس کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ بھی ایک ٹیکسی والے کو اشارے سے بلا لے گا۔ میں نے نئے افسروں سے

کہا "تم دونوں سادہ لباس میں ہو لہذا اپنے ساتھ کسی فوجی جوان کو نہ رکھو۔ حینہ روڈ کے انٹیکل اسٹیک بار میں فوراً پہنچو۔ وہ ایک کین میں ملے گی۔ بلیو اسکرٹ اور یلو بلاؤز میں ہے۔ بالوں کو یلو برن سے باندھا ہوا ہے۔"

سلمان کی باتیں فتم ہونے سے پہلے ہی وہ حینہ روڈ کی طرف چل پڑے تھے۔ بڑی تیز رفتاری سے موز سائیکل چلا رہے تھے۔ سلمان نے یورین کے پاس آکر دیکھا۔ وہ ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ٹیکسی رکی ہوئی تھی۔ اس کے انجن میں کچھ خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اس نے جوسی کو مخاطب کیا۔ وہ بولی "میں نے سبغ کیا تھا۔ مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔ تنہائی میں کچھ تو سوچنے دو۔ جاؤ یہاں سے۔"

"جاتا ہوں۔ صرف یہ کہنے آیا ہوں کہ جس ٹیکسی میں میں آ رہا تھا اس میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہ پانچ منٹ میں ٹھیک نہ ہوئی تو میں دوسری ٹیکسی میں آؤں گا۔ میرا انتظار کرنا۔"

وہ دماغی طور پر واپس آ گیا۔ سلمان نے اس کے ذریعے دیکھا تھا کہ وہ ایک چھوٹے سے کین میں بیٹھی ہوئی تھی۔ یعنی اسٹیک بار میں پہنچ کر موجودہ حالات پر غور کر رہی تھی۔ ادھر نئے افسروں نے پہنچنے میں دیر نہیں کی وہ اسٹیک بار میں داخل ہو کر ایک ایک کین میں جا کر دیکھنے لگے۔ دوسرے وقت بار دران سا تھا۔ وہاں چند نوجوان تھے مگر کوئی لڑکی نہیں تھی۔ بلیو اسکرٹ اور یلو بلاؤز نہیں نظر نہیں آیا۔

بڑی حیرانی کی بات تھی۔ سلمان نے افسروں سے کہا "ابھی چند سیکنڈ پہلے میں نے اسے ایک کین میں دیکھا تھا۔ کیا اس پاس کوئی اور اسٹیک بار ہے؟"

ایک افسر نے کہا "جی ہاں ایک اوپن ایئر ریٹورٹ ہے۔ ہم وہاں جا کر اسے تلاش کرتے ہیں۔"

وہ دونوں اوپن ایئر ریٹورٹ میں آئے وہاں بھی اندر کین بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہر کین میں دیکھا رستوران کے مالک سے سوالات کئے۔ وہ بولا "جی ہاں بلیو اسکرٹ اور یلو بلاؤز والی حینہ روڈ منٹ پہلے سامنے والے کین میں تھی۔ پھر آؤں کریم کافلی ادا کر کے چلی گئی۔"

وہ بہت چالاک لگی۔ جس اسٹیک بار کے کین میں اسے جانا چاہئے تھا وہاں نہیں گئی تھی۔ دوسرے رستوران کے کین میں جا کر بیٹھ گئی، یوں سلمان دھوکا کھا گیا تھا۔ دھوکا کھانے کے بعد عقل آئی کہ جوسی کو یورین پر شبہ ہو گیا ہے۔ جو بات یورین کو معلوم ہوئی تھی اس کے مطابق فوجی جوسی کو گرفتار کرنے پہنچ جاتے تھے۔

ڈی یورین اس سے ملنے ناہیکل اسٹیک بار میں آیا لیکن ملاقات نہیں ہوئی۔ اس نے دماغی رابطہ قائم کرنا چاہا۔ جوسی نے سانس روک لی۔ اس نے کئی بار رابطے کی کوشش کی لیکن اس

خود نے پھر اسے اپنے اندر آتے نہیں دیا۔

آخر اس نے مجبور ہو کر مرنا سے رابطہ کیا۔ مرنا پھر اس کے تمام ٹیلی جیتی جاننے والوں کی مالک تھی۔ ان کے ماعول پر حکومت کرتی تھی۔ وہ تمام خیال خوانی کرنے والے اس کے معمول اور تابعدار تھے۔ جب کوئی اہم بات ہوتی تو وہ مرنا کے دماغ میں آکر اپنے اپنے مخصوص کوڈز یاد آکر آتے تھے۔ پھر کچھ کے سنے بغیر اس کے دماغ سے واپس آجاتے تھے کیونکہ مرنا کسی کو اپنے دماغ میں آکر ہونے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔ اس نے یورن کے پاس آکر پوچھا ”کیا بات ہے؟“

وہ بولا ”جی واپلا نے اپنا جی اچانک ہی مجھ سے رابطہ ختم کر دیا ہے۔ میں وجہ معلوم کرنے جا رہا ہوں تو وہ مائنس روک لیتی ہے۔“

”کیا وہ تمہارے ذریعے کوئی خلطہ محسوس کر رہی ہے؟ مجھے اپنے اور اس کے حالات بتاؤ۔“

وہ پچھلی رات سے اب تک کے تمام حالات بتاتے لگا۔ مرنا نے سب کچھ سننے کے بعد کہا ”صاف ظاہر ہے کہ جی کے متعلق جو بات تمہیں معلوم ہوتی ہے وہ دشمنوں کو معلوم ہو جاتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کیسے معلوم ہو جاتی ہے۔ جواب ایک ہی ہے۔ تمہارا دل اور دماغ ایک دشمن خیال خوانی کرنے والے کے زیر اثر ہے۔ تم کیا کہتے ہو؟“

”کیسے ممکن ہے؟“

”زرا مصل سے سوچو۔ تم جی کے ساتھ جس مکان میں تھے اسے کوئی تیرا نہیں جانتا تھا لیکن یہودی جاسوس اور فوجی وہاں پہنچ گئے۔“

وہ بولا ”پچھلی رات سونیا سے ٹکراؤ ہوا تھا۔ اس نے ہمارا تعاقب کرنے کے بعد اس مکان کو دکھا ہوا گا۔“

”چلو اپنی ہوں۔ جی ایک شخص کے ساتھ ساملی کالج میں پناہ لینے جا رہی تھی۔ یہ بات بھی صرف تمہیں معلوم تھی۔“

”اس شخص کو بھی معلوم تھی جو اسے عیاشی کے لئے لے جا رہا تھا۔“

”کیا وہ شخص تھا؟ ٹیلی جیتی جانتا تھا؟ کیا اس نے خیال خوانی کے ذریعے فوجیوں کو ساملی کالج میں لایا تھا؟“

”نہیں میں اس شخص کے دماغ میں جا کر چرچہ و خیالات پڑھ چکا ہوں۔ وہ ٹیلی جیتی نہیں جانتا تھا۔ اگر سلمان واسطی نے اس کے دماغ سے معلوم کیا ہے تو اس کی معلومات کا ذریعہ میں ہوں کیونکہ جی تو اب کا رہا ہے۔“

”جی کو ہمیں سے شہر ہوا کہ دشمن تمہارے ذریعے اسے گھر رہے ہیں اس نے مجھے کی تصدیق کے لئے تمہیں انکیل اسٹیک بار میں لے کر کچھ گھر تھیں ہوئی۔ وہاں بھی اسے گرفتار کرنے والے پہنچ گئے تھے۔“

”اچھا تو اسی لئے وہ اب مجھے دماغ میں آتے نہیں دیتی ہے۔“

”ہاں، جب سے تمہیں دور کیا ہے تب سے محفوظ ہے۔ دشمن خیال خوانی کرنے والا جو تمہارے دماغ میں چھپ کر رہا ہے اب تمہارے ذریعے جی کو تلاش نہیں کر سکے گا۔ نہ تو اسے گرفتار کر سکے گا۔“

”میں حیران ہوں۔ تم نے مجھے اپنا معمول اور تابعدار کیا ہے۔ پھر میں کسی اور کا تابعدار کیسے بن گیا ہوں؟ کیا تم نے مجھ کو جی کی طرح عمل کرتے وقت میرے دماغ میں کسی دشمن کا سراغ ختم لگایا تھا؟“

”ٹیلی جیتی جاننے والے دشمن بہت چالاک ہیں۔ جب میں تم پر تو جی کی عمل کر رہی تھی تب وہ تمہارے دماغ میں چھپا ہوا اور میرے عمل کو نام نہاد بنا دیا۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے۔ میں خوش تھی کہ میں نے پاس پر عمل کر کے اسے اپنا غلام بنا لیا ہے۔ بعد میں پتا چلا، ”سلمان یا کوئی اور اس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا اور میرے تو جی کی شکل کا توڑ کر رہا تھا۔ مختصر یہ کہ جی کی طرح پاس میرے ہاتھ سے نکل گیا اسی طرح تم بھی میرے معمول نہیں رہے ہو۔ سلمان بڑی خاموشی سے تمہارے دماغ میں رہتا ہے۔ بظاہر تمہیں میرا تابعدار بتاتا ہے اور دوسرے تمہارے ذریعے تمہارے منصوبوں کو سمجھ لیتا ہے۔“

”یہ تو بڑی گہری چال ہے۔ انہوں نے اسی طرح معلوم کیا کہ ہم انہیں گہری تصویر کے ذریعے گولڈن ریفر کے خیر اڈے تک پہنچ گئے ہیں۔ ہم صرف منصوبہ بنا کر گئے اور انہوں نے اس پر عمل کر کے کامیابی حاصل کر لی۔“

مرنا نے کہا ”اب تم ہمارے کسی منصوبے اور کسی معا میں شریک نہیں رہو گے“ فوراً واپس آیا۔

”میں جہاں بھی آؤں گا یا جاؤں گا دشمن میرے دماغ میں موجود رہے گا۔“

”میں دشمنوں کو دماغوں سے ہٹا کر جانتی ہوں۔ تم ٹرینڈنگ بلیک آؤٹ سے گزرو گے تو دشمن جلدی تمہارے اندر سے آجائے گا۔“

ٹرینڈنگ بلیک آؤٹ کا مطلب تھا تاریک قید خانہ۔

نے امریکا میں بھی ایک تاریک قید خانہ بنایا تھا۔ وہاں ایسے جیتی جاننے والوں کو قیدی بنا کر رکھتی تھی جو ٹلدا انٹلی میں کے زیر اثر آجاتے تھے۔ جو را جوری، کینی پال، اور ٹیڈنا وغیرہ کے دماغ ہماری مٹی میں تھے لیکن مرنا نے انہیں تاریک قید خانے میں رکھ کر ہمیں بے بس کر دیا تھا۔ ہم ان سے نہ کام لے سکتے تھے۔ نہ اس قید خانے کا سراغ لگا کر وہاں انہیں نجات دلا سکتے تھے۔ آخر ہم نے ان کا پیچھا چھوڑ دیا تھا مرنا نے انہیں اپنا تابعدار بنایا تھا۔

”ڈی یورن نے کہا ”ٹرینڈنگ بلیک آؤٹ میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میں کسی تاریک قید خانے میں نہیں رہوں گا۔“

”کیا اپنے دماغ میں سلمان واسطی کو برداشت کرتے رہو گے؟“

”میں اسے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔“

”پھر کیا کرو گے؟“

”کوئی ایسا راستہ نکالو کہ میں تاریک قید خانے میں بھی نہ جاؤں اور وہ میرے دماغ سے پیشہ کے لئے چلا جائے۔“

”دوسرا راستہ یہ ہے کہ ٹرانزفاکٹر مشین کے ذریعے تمہاری شخصیت اور تمہارا لہجہ بدل دیا جائے۔“

”یہ مناسب ہے۔“

”تو پھر چلے آؤ۔“

”میں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ سلمان ہماری باتیں سن رہا ہو گا۔ شاید وہ مجھے ٹرانزفاکٹر مشین سے گزرنے نہیں دے گا۔“

”میں نادان نہیں ہوں۔ سمجھ رہی ہوں کہ سلمان تمہارے اندر چھپا ہوا ہے باتیں سن رہا ہے لیکن وہ تمہارے راستے کی راکٹ بین کر کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ آئندہ ہم تم سے کوئی ایسا کام نہیں لیں گے جو اسے فائدہ پہنچائے۔“

”ابھی بات ہے۔ میں جلد سے جلد یہاں کی سرحد پار کر کے آؤں گا۔“

اس دوران میں اور سونیا پچھلی رات کی ٹینڈ پوری کر رہے تھے۔ دن کے تین بجے میری آنکھ کھلی میں غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر پیٹ کی آگ بجھا رہا تھا تب سلمان نے آکر کوڈرز اور آگے میں نے کہا ”میرے پاس کیوں آئے ہو؟ تم تو سونیا کے غلام ہو اس کے حکم سے میری پوری کو تعاقب کر رہے ہو۔“

وہ عاجزی سے بولا ”آپ ناراض نہ ہوں۔ ہم سب نے سسر کو اپنا لیڈر تسلیم کیا ہے۔ وہ پیشہ آپ کا بھلا چاہتی ہیں۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ کبھی کبھی عرصے کے لئے دور ہو جائے تو آپ دشمنی شریکی طرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں گے اور آپ نے واقعی یہ کیا۔ گولڈن ریفر تک کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا آپ پہنچ گئے واقعی سسر کی حکمت عملی زبردست اور تیز فہم ہوئی ہے۔“

”میں نے کارنامہ انجام دیا ہے اور تم سونیا کی تعریفیں کر رہے ہو۔“

”میں آپ کی تعریفیں کر رہا ہوں۔ سسر سے تو حقیقت ہے۔“

”کیسی ہے؟“

”میں نے مجھے جس لڑکی کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہوں۔“

”پھر کیوں آئے ہو؟“

اس نے جی واپلا اور جی یورن کی روداد سنائی۔ آخر میں یہ بتایا کہ یورن نے مرنا سے رابطہ قائم کیا تھا اور آئندہ

وہ یورن کو ٹرانزفاکٹر مشین سے گزارنا چاہتی ہے تاکہ اس کی شخصیت اور لہجہ تبدیل ہو جائے تو ہم اس کے دماغ میں نہ پہنچ سکیں۔

میں نے کہا ”تم نے یہ باتیں پہلے سونیا کو بتائی ہوں گی پھر اس کے مشورے پر میرے پاس آئے ہو۔“

”جی ہاں، وہ کسی چیز میں ہیں جی کے پیچھے وقت برباد کیا ہے۔ آپ آسمانی سے اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔“

”تمک ہے۔ میں جی کے پاس جا رہا ہوں۔“

”لیکن کیسے جائیں گے۔ وہ یورن سے رابطہ ختم کر چکی ہے۔“

”سلمان! اس کی بھی عمل کے دوران ہر طور پر نظر رکھو۔ تم نے صرف یورن کو اہمیت دی۔ یہ کیوں بھول گئے کہ جی کا رابطہ اپنی سی آئی اے کی ٹیم سے رہتا ہو گا۔“

”جی ہاں، وہ یورن سے کہہ رہی تھی کہ سی آئی اے کے چیف سے رابطہ کرے اور کسی لڑکی کو اس کی ہم عمل بن کر بھیجنے کے لئے کہہ دے۔ واقعی میں یورن کے ذریعے چیف کے دماغ میں پہنچوں گا تو جی کے متعلق کچھ نہ کچھ ضرور معلوم ہو گا۔“

”تو دیر بات کی ہے۔ فوراً یورن کو اسٹال کر دو۔“

وہ یورن کے دماغ میں گیا۔ میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے یورن کی سوچ میں کہا ”چائیں جی خیریت سے ہے یا نہیں؟“

یورن کی اپنی سوچ نے کہا ”وہ خیریت سے ہو گئی۔ مجھے اس



میں نے کہا ”اب، ات کا قاعدہ گناہ کچھ کچھ نہیں کر سکتا۔“

یورن چیف کے دماغ سے نکل آیا۔ وہ ایک پارک میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسے پناہ لینے کی مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی۔ آج رات وہ اس ملک سے جانے والا تھا۔ اس کے ساتھ اسے یہ اندیشہ تھا کہ سلمان اس کے سرحد پار کرنے کے چور راتے کو دیکھتا رہے گا۔ ہو سکتا ہے اسے یہاں سے نہ جانے دے۔ دوست ہو یا دشمن، مرنا ہوا سلمان، کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والے معمول کو نہ ہاتھ سے جانے دیتا ہے اور نہ یہ برداشت کرتا ہے کہ وہ اپنے اس سے نکل کر مخالف پارٹی کے زیر اثر چلا جائے۔

”ہم سونیا کے پاس آئے“ اسے ساری رو داساکی۔ اس نے
 ”ہم نے یہاں کے حکام کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دی تھی۔
 تھنے گزرو چکے ہیں۔ انہوں نے پاپا ڈوک کو پیش نہیں کیا

”تو پھر جاؤ۔ میں سلمان اور سلطانہ کو بیچ دوں گی۔“

”سلمان اور سلطانہ میں شرافت اور سادگی ہے۔ چالاکیا یا مکاری نہیں ہے اور ہر ماشر سے منہنے کے لئے مکاری لازمی

سپر ماسٹر کے ایک اجلاس میں ملک کی اہم ترین شخصیات موجود تھیں۔ اعلیٰ حکام، فوجی افسران کے علاوہ ایک خوب روایتی اور جوان بیٹھا اور اعلیٰ اجلاس کے طور بتا رہے تھے کہ وہ بہت بڑے عہدہ پر فائز ہے اور اعلیٰ حکام سے کسی طرح شکم نہیں ہے۔

57

اس کا اصل نام کچھ بھی ہو وہ اپنے عہدے کے اعتبار سے برین ماسٹر کہلاتا تھا۔ یہ ایک نیا عہدہ تھا اور اس کے ساتھ ایک نیا شعبہ قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبے میں چار ذہین افراد تھے۔ وہ چاروں کوئلن رینٹری کی طرح ملک کے اہم رازوں کو صرف اپنی ذات تک محدود رکھتے تھے تاکہ دشمن خیال خواتی کرنے والے ان رازوں تک کبھی پہنچ نہ سکیں۔

جس طرح اسرائیلی حکام اور فوجی افسران کو دھمکی دی جاتی تھی کہ انہوں نے پلٹاؤ نہ کیا تو ان کو قتل کر دیا جائے گا اسی طرح امریکی حکام اور فوجی افسران کو بھی دھمکیاں دی جاسکتی تھیں۔ انکو دھمکیوں پہلے ہی توڑ کر لیا گیا تھا۔ حکومت کے اہم معاملات سے شعبے کے چار ذہین افراد کو سوئچ دے دیے گئے تھے۔ وہ چاروں بلیک سیکرٹ کہلاتے تھے ان کا خاص نمائندہ برین ماسٹر اس وقت اجلاس میں موجود تھا۔ وہ جو کچھ اور سننے والا تھا وہ ساری باتیں چاروں بلیک سیکرٹ تک پہنچنے والی تھیں۔

یوں دیکھا جائے تو اسرائیل کے کوئلن رینٹری اور امریکا کے بلیک سیکرٹ ایک ہی چیز تھے لیکن ان میں نمایاں فرق تھا۔ امریکا کے بلیک سیکرٹ کا دعویٰ تھا کہ انہیں کبھی کوئی دیکھ نہیں سکے گا کوئی ان کی تواضع نہیں کر سکے گا اور کوئی ان کے خفیہ اڈے تک نہیں پہنچ سکے گا۔

ان کا خفیہ اڈا نہ کسی عمارت میں تھا نہ کسی خانے میں نہ زمین کے اوپر اور نہ زمین کے اندر تھا۔ ٹیلی بیٹھی جانے والے مگر کبھی وہاں نہیں پہنچ سکتے تھے۔

ایک اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ بلیک سیکرٹ سے رابطے کا کوئی ذریعہ نہیں تھا نہ ٹیلی فون نہ ٹرانسمیٹر نہ ڈی نہ سپیڈر اور نہ ہی اشاروں کی کوئی مخصوص زبان تھی۔ وہ چاروں بلیک سیکرٹ فرانز اور مشین کی پیداوار تھے۔ ٹیلی بیٹھی جاتے تھے اور اپنے نمائندے برین ماسٹر کے دماغ میں وہ کہ اجلاس کی کارروائی دیکھ سکتے تھے اور ختمی میں زبان بلائے بغیر راز کی باتیں ایک دوسرے کو بتا سکتے تھے۔

برین ماسٹر کو شمال کیا جائے تو بلیک سیکرٹ کی تعداد پانچ ہوتی تھی۔ فرانز اور مشین کے ذریعے ان پانچوں کے دماغوں کو فواد بنایا گیا تھا۔ وہ دیکھ دیکھ کر دماغ کی تکلیف محسوس نہیں کرتے تھے۔ کوئی بھی نقصان پہنچنے والی بارہ ہفتہ نہ کرنے والی بات ہو وہ متاثر نہیں ہوتے تھے۔ مشینی انسانوں کی طرح جذبات اور احساسات سے بے نیاز تھے۔ لہذا ان سے کبھی جذباتی غلطی نہیں ہو سکتی تھی۔

اب فرانز اور مشین کا راز صرف وہ چاروں جانتے تھے کہ وہ مشین کہاں ہے؟ اس کی حفاظت کس طرح کرنا چاہیے؟ اور کن بلاطیت افراد کو اس مشین سے گزار کر ٹیلی بیٹھی کا حامل

بنانا چاہیے۔

فوج اور حکومت کے اہم معاملات اور اہم راز بھی ان چاروں کی تحویل میں تھے گویا اس اجلاس میں جتنے حکام اور فوجی افسران بیٹھے ہوئے تھے وہ سب اچھی کے دانت تھے۔ صرف دیکھا دے کے لئے تھے۔ حکومت کا انداز بدل چکا تھا۔

اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تو پرامسٹر نے کہا "میں اب ہم ایک دوسرے کے سامنے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ایک ایسی ہیجی بھی موجود ہے جو نظر نہیں آ رہی ہے اور وہ ہے مس مرٹا۔ آپ حضرات مرٹا کے نمائندے کی زبان سے اس کی گفتگو سن رہے ہیں گے۔"

کئی عہدیداران نے کہا "ہم مرٹا کو خوش آمدید کہتے ہیں۔" پرامسٹر نے کہا "آج کا اجلاس دو اہم وجوہات کی بنا پر منعقد کیا گیا ہے۔ پہلی وجہ تو مرٹا کی ناراضگی ہے۔ یہ اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اسرائیل بھیجے کے خلاف ہے۔ دوسری وجہ سلمان واسلی کی وہ گفتگو ہے جو مجھ سے ہو چکی ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا ہے کہ ہم اسرائیل میں سونیا کے مقابلے پر کیوں آ رہے ہیں؟ کیا ہم چاہتے ہیں کہ جو ایسا فساد کی جلی میاں آئے اور کچھ عرصہ پہلے کی طرح ہماری خیمیں حرام کوہ اور ایک بار پھر ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو میاں سے اٹھا کر لے جائے؟"

برین ماسٹر نے کہا "فرہادی طرح اس کی جلی کے افراد کو بھی دھمکیاں دینے کی عادت ہی پر جاتی ہے۔ ہمارے ہاں جو خفیہ تبدیلیاں آئی ہیں۔ ان کا علم فرہادی کی جلی کو نہیں ہے۔ اب وہ ہمارے حکام کو دھمکیاں دے کر ملک کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے کیوں کہ اب تمام معاملات بلیک سیکرٹ کے ہاتھوں میں ہیں۔" پرامسٹر نے پوچھا "تم ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو افواہوں سے کس طرح بچاؤ گے؟"

برین ماسٹر نے کہا "جو پرانے ٹیلی بیٹھی جانے والے ہیں وہ مرٹا کے قابو میں ہیں۔ مرٹا ان کی ذمہ دار ہے۔ ہم نے جو نئے ٹیلی بیٹھی جانے والے پیدا کیے ہیں انہیں میاں کے اعلیٰ حکام نہیں جانتے۔ فوج کے اعلیٰ افسران ان کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ کوئی ان کا چہرہ اور طبع نہیں جانتا ہے۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ ہمارے ماتحت ٹیلی بیٹھی جانے والے کہیں خیال خواتی کرتے ہوئے نظر نہیں آئیں گے کیونکہ وہ خود نہیں جانتے کہ انہیں خیال خواتی ہوتی ہے۔"

سب نے غجب سے برین ماسٹر کو دیکھا۔ پرامسٹر نے پوچھا۔ "جب وہ اپنی ٹیلی بیٹھی کی صلاحیتوں کو نہیں جانتے ہیں تو انہیں یہ علم رکھنے کا کام کیا ہوگا؟"

برین ماسٹر نے اپنے سر کو ایک انگلی سے بجاتے ہوئے کہا "اے برین کسے ہیں۔ کسی کے ہاتھ میں میرا ہوا اور وہ خود تو وہ سینہ تان کر دیو اللہ کی نمائش کرتا پھرے گا۔ تاکہ دیکھنے والے

بہیں۔ اگر اسے خالی ہاتھ رکھا جائے تو وہ سر ہٹا کر چلے گا۔ ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والے بھی عام طور پر نارمل رہا کریں گے۔ جو لوگ میں تقریباً گاڑوں میں یا بلیک گاڑیوں میں بیٹھ کر کسی ضرورت سے مجھ کو بھی خیال خواتی نہیں کریں گے کیوں کہ انہیں اپنی یہ صلاحیت یاد نہیں رہا کرے گی۔ جب ہم ضرورت محسوس کرتے تو انہیں ایک مخصوص شکل دیں گے۔ وہ شکل یا اشارہ ہاتھ ہی انہیں یاد آئے گا کہ وہ ٹیلی بیٹھی جانے ہیں اور انہیں ایک مخصوص معاملے میں ٹیلی بیٹھی سے کام لینا چاہیے۔ جب وہ معاملہ ختم ہو جائے گا تو ہم ان کے دماغ میں پھر ایک مخصوص شکل دیں گے شکل ہاتھ ہی وہ پھر اپنی ٹیلی بیٹھی کی صلاحیت کو بحال کر لیں گے۔"

یہ طریقہ کار سن کر سب لوگ برین ماسٹر کی قریض کرنے لگے۔ ایک نے کہا "مست ہی اور شہنشاہانہ طریقہ ہے۔ جب ٹیلی بیٹھی والے ظاہر نہیں ہوں گے اور دشمن ٹیلی بیٹھی جانے والے ان کے دماغوں میں جا کر بھی ان کی حقیقت معلوم نہیں کر سکیں گے تو پھر وہ کہہ کر افواہیں کریں گے۔"

دوسرے نے کہا "کمال ہو گیا۔ اب ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والے محفوظ رہا کریں گے۔"

مرٹا نے کہا "اب ہماری حکومت کی اہم پالیسیاں بھی چار بلیک سیکرٹ جانتے ہیں۔ یہ پالیسی بھی ان کی ہے کہ سونیا کے مقابلے پر اسرائیل کی مدد کرنا چاہیے۔ بے شک اسرائیل مشرق وسطیٰ میں ہمارا سب سے اہم فوجی حاذ ہے جسے دیکھ کر اسلامی ممالک ہمارے دباؤ میں رہا کرتے ہیں۔ ہمیں اسرائیل کی مدد پر پلوے کرنا چاہیے لیکن اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہیے۔"

برین ماسٹر نے پوچھا "تمہیں کیا اعتراض ہے؟"

"میں اسے دانش مندی نہیں سمجھتی کہ جن ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو سونیا ہم سے چھین کر لے گی اور جنہیں میں جڑی سخت سے دباؤں لائی ہوں" انہیں پھر سونیا کے مقابلے میں جو بھوک دیا جائے۔ یہ تو ان بے چاروں کے لئے سراسر موت کی سزا ہوگی۔" "شرح کی بازی میں یہ نہیں دیکھا جا سکتا کہ کون سا موہر رہا ہے یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس مہرے کی موت سے ہم کس طرح شہ دے کر بازی جیت سکتے ہیں۔ پہلے وہ ٹیلی بیٹھی جانے والے بے یار و مددگار تھے۔ اب ان کے پیچھے ہمارا دماغ ہے۔ تم خوب سوچ سمجھ کر انہیں اسرائیل میں استعمال کرو گی تو سونیا ان کا بکھ نہیں گاؤں گے گی۔"

مرٹا نے کہا "برین ماسٹر! ابھی تم نے کہا تھا کہ ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والے عام طور پر معمولی انسان نظر آتے ہیں۔ کوئی انہیں بچان نہیں سکے۔ پھر تو سونیا بھی انہیں بچان نہیں سکے گی۔ ایسے ہی ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اس کے مقابلے پر جانا

چاہیے۔ وہ اس کے لئے زندگی بھر جانیں گے۔ کبھی اس کے کچھ میں نہیں آئیں گے۔ پھر ان کے پیچھے ہمارے بیٹا برین ماسٹر ہو گا تو سونیا کے پیچھے جھومت جائیں گے۔ جس پلوے دیکھو یہ ان ہمارے ہاتھ آئے گا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والے ماتحتوں کے ساتھ وہاں نہیں جا رہے ہو؟"

برین ماسٹر نے کہا "یہ ہمارے چار بلیک سیکرٹس کا فیصلہ ہے کہ مجھے اپنے ملک میں وہ کہتے ہیں کہ ہم اہم معاملات سے نمٹنا چاہیے۔ میں ان کے احکامات کا پابند ہوں۔"

"میں تمہارے ذریعے بلیک سیکرٹ کو مخاطب کرتی ہوں اور پوچھتی ہوں میرے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو سونیا اور اس کے ساتھی بچاتے ہیں اور تمہارے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو نہیں بچاتے۔ یہ سونیا کے مقابلے میں محفوظ رہیں گے اور ناکامی کی صورت میں بھی زندہ واپس آئیں گے جب کہ میرا ایک ماتحت ڈی بورن لٹل ایب میں مارا گیا ہے۔ آئندہ بھی جانے بچانے اور پرانے ٹیلی بیٹھی جانے والے مارے جاسکتے ہیں۔ انہیں جان بوجھ کر اسرائیل میں مرنے کے لئے کیوں بھیجا جا رہا ہے؟"

برین ماسٹر تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر بولا "بلیک سیکرٹ کہتے ہیں کہ ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والے ملک کے اندر بہت سے معاملات میں مصروف ہیں۔ اس لئے وہ اسرائیل نہیں جا سکتے۔"

"ان کے نہ جانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میرے تو میوں کو موت کے منہ میں جو بھوک دیا جائے۔ تمہارے پروگرام میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ ملک کے اندر تمہارے تو میوں کی جگہ میرے ٹولی مصروف ہو جائیں گے۔ پھر تمہارے ٹولی قاتل ہو کر اسرائیل جا سکیں گے۔"

"تم خواہ خواہ بحث کر رہی ہو۔ جو لوگ جہاں اپنی ڈیوٹی پر ہیں وہاں سے ہٹائے نہیں جاسکتے۔"

وہ بولی "میں نے اپنے تو میوں کو اسرائیل جانے سے روک دیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے تم ایک اہم ٹیلی پالیسی کی مخالفت کر رہی ہو۔"

"میں بہت پہلے کہہ چکی ہوں کہ جب بھی اپنے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کا نقصان ہوتے دیکھوں گی تو ان کے تھکے کے لئے اپنے اعلیٰ حکام کے احکامات سے انکار کر دوں گی۔"

"یہ اپنے ملک سے خدائی ہے۔"

وہ بولی "خدا ہی یہ ہے کہ اپنے ملک کے قیمتی ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اسرائیلی مفاد کے لئے موت کے منہ میں دے دیا جائے۔ برین ماسٹر! تم اپنے ملک سے عداوت کر رہے ہو۔"

برین ماسٹر نے کہا "مجھے اور بلیک سیکرٹ کو نادان عورت کی

باتوں پر غصہ نہیں آئے۔ مگر یہ تم اپنے تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم انہیں اپنے طور پر استعمال کریں گے۔“

”مجھے افسوس ہے۔ میرے ٹیلی بیٹھی جانے والے میرے ہی رہیں گے۔“

”کیا تم چاہتی ہو کہ ہم انہیں جبراً اپنے قبضے میں لے آئیں۔“

”کیا تم پہنچ کر رہے ہو کہ انہیں مجھ سے جھین سکتے ہو؟“

”بلیک سیکرٹ کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔“

”وہ بولی ”عجب اتفاق ہے“ میرے لئے بھی کوئی بات ناممکن نہیں ہے۔ تم میرا ایک آدمی جھین لو۔ تم ہمارے دس جھین کر دکھاؤں گی۔“

سپر ماسٹر نے کہا ”یہ کیا ہو رہا ہے؟ آپ لوگ ایک دوسرے کے دشمن ہو رہے ہیں اور دشمنی میں جو اپنے ملک کا نقصان ہوگا اسے بھول رہے ہیں۔“

ایک حاکم نے کہا ”دونوں طرف کے ٹیلی بیٹھی جانے والے ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں۔“

دوسرے نے کہا ”اگر یہ کشیدگی بڑھے گی۔۔۔ میرا سے برین ماسٹر کو اور برین ماسٹر سے مرینا کو نقصان پہنچے گا تو یہ ہمارے ہی ملک کا نقصان ہوگا۔“

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا ”پلیز اپنا اپنا موز ٹھیک کریں اور ایک دوسرے کو سوری کہہ دیں۔“

برین ماسٹر نے گھور کر مرینا کے نمائندے کو دیکھا پھر کہا۔

”سوری۔“

مرینا نے نمائندے کی زبان سے کہا ”مجھے بھی سوری کہنے میں دیر نہیں لگے گی لیکن کمان سے نکلا ہوا تیرہ واپس نہیں آتا۔ آئندہ میرا کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا اغوا ہو گا تو اس کا مطلب یہی ہو گا کہ برین ماسٹر اپنے پہنچنے کے مطابق میرا آدمی جھین کر لے گیا ہے۔“

برین ماسٹر نے ٹاکواری سے پوچھا ”اگر تمہارا کوئی آدمی مر جائے تو کیا اس کی موت کا الزام بھی مجھے دوگی۔“

”نہیں دوں گی۔ میرے آدمی کی موت کے بعد تمہارا بھی کوئی مرنے والا تو تمہیں بھی ازام نہ دیتا۔“

سپر ماسٹر نے کہا ”ارے یہ کیا ہو رہا ہے۔ دشمنی اور دھمکیاں بڑھتی جا رہی ہیں۔“

برین ماسٹر نے کہا ”پچھلی چند کامیابیوں نے مرینا کو مغرور بنا دیا ہے۔ یہ ہمارے خیال خلاف کر کے والوں تک پہنچتا ہوں گا مکمل سمجھتی ہے۔ میرے کسی آدمی کی موت کی دھمکی یوں دے رہی ہے جیسے اسے جانتی ہو۔“

”نہیں جانتی لیکن مجھے ہمارے اجلاس میں قسم کھانی ہوں“

تمہارے درجنوں ٹیلی جیٹھی جانے والوں کو بے نقاب کر دکھاؤں گی۔“

سب لوگ پریشان ہو کر ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ رہے تھے۔ برین ماسٹر سر جھکے بیٹھا تھا۔ پھر سر اٹھا کر بولا ”بلیک سیکرٹ کا حکم ہے کہ میں پہنچ کا جواب پہنچ سے نہ دوں۔“

مرینا سے معافی مانگ لوں۔ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو ہمارے کو زبردست نقصان پہنچے گا۔ پلیز مرینا! مجھے معاف کر دو۔“

”میں بھی تم سے معافی مانگتی ہوں۔“

سب لوگ خوش ہو کر تائیاں بجائے لگے۔ برین ماسٹر نے ”بلیک سیکرٹ نے حکم دیا ہے کہ مرینا کے اعتراضات کو تسلیم کر جائے۔ اس کے ٹیلی بیٹھی جانے والے اسرائیل نہیں جانتے گئے۔“

ایک فوجی افسر نے کہا ”مرینا! تمہیں بلیک سیکرٹ فراغ دہلی کی تعریف کرنا چاہئے۔ تمہارا اعتراض تسلیم کیا گیا ہے۔ وہ بولی ”منصف کو نہ ٹھگ دل ہونا چاہئے نہ فراغ دل۔ صرف حقائق کے پیش نظر اضافہ کرنا چاہئے۔ میرا اعتراض حقائق پر مبنی تھا۔ میں اپنے ملک کے جیٹھی ٹیلی بیٹھی والوں کو باوجود کہ موت کے منہ میں بھیجنا نہیں چاہتی تھی۔ یہ بات ہر عقل کی سمجھ میں آتی ہے۔ پھر ایک سیکرٹ کی سمجھ میں بھی آگے اس میں فراغ دہلی کی کوئی بات نہیں ہے۔“

برین ماسٹر نے کہا ”جلدی تمہارا غور تمہیں لے ڈو۔“

”وہ بولی ”ہم تو ڈوبیں گے منہ تم کو بھی لے ڈوبیں گے۔“

سپر ماسٹر نے کہا ”میرا خیال ہے، دونوں میں سے کسی کا صاف نہیں ہوا ہے۔“

مرینا نے کہا ”جب تک میرے ٹیلی بیٹھی جانے والے سلامت رہیں گے، میرا دل صاف رہے گا۔ اس کے بعد نہیں جانتی خدا جانتا ہے۔“

برین ماسٹر نے کہا ”بہتر ہے اجلاس برخواست کیا جائے۔ ایک نے سوال کیا ”اسرائیلی حکام سے امداد کا جو وعدہ ہے اس کا کیا ہے؟“

برین ماسٹر نے کہا ”بلیک سیکرٹ کا حکم ہے کہ فی الحال ایک ٹیلی جیٹھی جانے والا اسرائیلی حکام کی مدد کے لئے جا۔ اور میں اس کی پشت پر رہوں گا۔“

اجلاس ختم ہو گیا۔ مرینا دفاعی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو وہ اپنی عادت یا عسکت عملی کے مطابق اپنے باپ پر بھی نہیں کرتی تھی پھر بھلا اپنے ملک کے حکمرانوں پر کیسے بھ کرتی۔ انہوں نے فراکش کی تھی کہ اسے اپنے ہی ملک میں رہنا چاہئے۔ اور اس نے جھوٹ کہہ دیا تھا کہ وہ امریکا میں رہائش اختیار کر چکی ہے لیکن کسی کو اپنا پتا دکھانا نہیں بتائے

”حقیقت وہ ابھی تک لندن میں تھی۔ اس شامی محل نما دھن میں اسے خطہ کا تعین ہوا تھا۔ جس کے خاتمے میں اس نے ایک قید خانہ قائم کیا تھا۔ وہ بڑے سکون سے تھی۔ کسی نے اس کے بغیر زندگی گزار رہی تھی۔ کبھی لندن میں ہزاری سی سوس ہوتی تو وہ کچھ دنوں کے لئے ہیرس جلی جاتی تھی۔“

ایک بار اس نے ہیرس میں پارس کو دکھا تو بیٹھے سے آہٹکل اس کے ساتھ گزرے ہوئے لحاظ یاد آکر ستائے گئے۔ اس کے انکشاف ہوا کہ وہ ہیرس کیوں آتی ہے؟ شاید اس لئے کہ اس کا شہر ہے۔“

اس نے فرانس کے کسی دوسرے شہر میں بھی جا سکتی تھی۔ اعلیٰ سوئٹزرلینڈ بھی جا سکتی تھی۔ اس نے شعوری طور پر یہ نہیں کا تھا کہ وہ پارس کی طرف جا رہی ہے۔ اس کا لاشعور یا اس کا اسے اصرار ہے جاتا تھا۔“

پارس کو کئی ماہ بعد دیکھ کر وہ جلدی سے دوڑ چلی گئی تھی تاکہ پھر اس کے جسم کی ٹونہ پالے۔ پارس اپنے اصلی روپ تھا اور وہ ہیرس میں تھی۔ چہرے سے پہچانی نہیں جا سکتی تھی۔ مرینا کو صرف اپنے ہی بدن کی طمسانی ہوئے خوف آتا تھا۔“

اس کے بعد وہ پھر ہیرس نہیں گئی۔ اسے اپنی سلامتی اور دی عزیز تھی۔ پارس کے ہاتھوں میں جا کر سونیا کے سامنے رادر حکوم نہیں بننا چاہتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ وہ اپنے اندر لے لے کر ایک دن پارس کو دل سے نکال دے گی۔ وہ مضبوط بارادری کی مالک تھی ”ایسا کر سکتی تھی لیکن تقدیر سے نہیں لڑتی تھی اور تقدیر اسے ہمارا پھر پارس کے پاس لے جانے لگی۔“

موجودہ اجلاس میں وہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹ سے مل گئی تھی۔ یہ اندیشہ بڑھتا جا رہا تھا کہ بلیک سیکرٹ اس کے انتقامی کارروائی کریں گے۔“

انتقامی کارروائی یہ ہو سکتی تھی کہ وہ مرینا کو روپوش نہ رہنے دے۔ پچھلے چاروں اس کی تلاش شروع کر دی تھی۔“

دوسری کارروائی یہ ہوئی کہ وہ اس کے ایک ایک ٹیلی بیٹھی نڈوالے کو خاموشی سے شکار کرتے اور ڈرائنگ رومر مشین کے پین ان کی شخصیت تبدیل کر دیتے۔ وہ اپنے ہی آدمیوں کو نشانہ بناتی۔ اس کے تمام وفادار برین ماسٹر کے وفادار بن جاتے۔ بالکل ختم ہوا جاتی۔“

وہ بڑی الجھن میں پڑ گئی تھی۔ اپنے ہی ملک کے ذہین لوگوں خلاف سوچنا نہیں چاہتی تھی لیکن برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ فرط زلمے اسے مخالفت میں سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔“

”وہ بڑھاپا چاہتی تھی کہ آپس کی دشمنی سے ملک کو نقصان پہنچے اور وہ بلیک سیکرٹ کے مقابلے میں اپنی پوزیشن بہت دھڑکے۔ مضبوطی اور استحکام کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ

الگ الگ کمزوری ہاتھ آجائے یا اعلیٰ کی طاقت کے برابر اپنی طاقت ہو۔“

مرینا کی یہ کمزوری تھی کہ بلیک سیکرٹ اس کے تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں سے کسی حد تک واقف تھے اور یہ جانتے تھے کہ وہ لوگ امریکا میں کس کس کمنٹی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر مرینا کو بھی معلوم ہو جا کہ برین ماسٹر کے ٹیلی بیٹھی جانے والے کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے ہیں تو وہ انہیں ٹرپ کر سکتی تھی۔ اس طرح بلیک سیکرٹ کے مقابلے میں اس کی پوزیشن مضبوط رہتی۔“

وہ اجلاس کے دوران ہی یہ باتیں سوچ رہی تھی اور اس کی ذہانت کہہ رہی تھی کہ جو شکار سامنے ہے پہلے اس پر توجہ دینا چاہئے۔ وہ نمائندے کے ذریعے بڑی توجہ سے برین ماسٹر کی اسٹڈی کرتی رہی تھی۔ وہ اجلاس میں چوبدل کر آیا ہو گا لیکن انداز بدلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ جو فطرت ہوتی ہے وہ کسی بات سے یا کسی حرکت سے ظاہر ہو جاتی ہے۔“

برین ماسٹر تنگسو کے دوران سیز کی سطح کو ایک اعلیٰ کے ناخن سے کھینچا تھا۔ پھر اپنی حرکت کا احساس ہوتے ہی ہاتھ میز کے نیچے لے جاتا تھا۔ ایسا اس نے کئی بار کیا تھا۔ شاید دوسروں نے بھی اس حرکت کو نوٹ کیا ہو۔ مرینا نے تو اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔“

جس عمارت میں اجلاس ہو رہا تھا اس کے باہر مرینا کا ٹیلی بیٹھی جانے والا جوڑی نارمن ایک کار میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ جوڑی نارمن سے بولی ”تیار رہو۔ میں جس شخص کا تعاقب کرنے کو کہوں بڑے احتیاط سے تعاقب کرو۔ اسے کسی طرح کا شبہ نہ ہونے پائے۔ میں ابھی اگر اس شخص کی نشاندہی کراؤں گی۔“

وہ اجلاس کے اختتام تک اپنے نمائندے کے داغ میں رہی۔ برین ماسٹر ایک اعلیٰ فوجی افسر کے ساتھ باتیں کرتا ہوا عمارت سے باہر آیا۔ مرینا نے کہا ”جوڑی وہ دیکھو اپنی فوجی افسر کے ساتھ ایک لائے قد کا جوان ہے۔ کسی طرح اس کی رہائش گاہ دیکھ لو۔“

وہ بولا ”میں پوری کو مشق کروں گا۔“

وہ فوجی افسر کے داغ میں رہ کر دیکھ رہی تھی۔ برین ماسٹر اس سے رخصت ہو کر ایک شاندار کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ رہا تھا۔ جوڑی نے مرینا کے پاس آکر کہا ”اس کا تعاقب کرنا ضروری نہیں ہے۔ یہ جس کار میں بیٹھ کر جا رہا ہے میں اس کے ڈرائیور کی باتیں سن چکا ہوں۔ مجھے اس کا کوجہ یاد ہے۔“

”یہ تو کمال ہو گیا۔ ڈرائیور کے داغ میں جاؤ۔“

وہ جوڑی کے داغ میں گئی۔ جوڑی ڈرائیور کے داغ میں پہنچ گیا۔ اس وقت برین ماسٹر نے ڈرائیور سے پوچھ رہا تھا۔ ”میری غیر موجودگی میں تم نے کیسے وقت گزارا؟“

"میں ایک گھنٹے تک کار میں بیٹھا رہا۔ پھر قریبی رستوران میں جا کر کافی پی۔ اس کے بعد اپنی کار کے پاس آکر ٹھہرا رہا۔"

"رستوران میں کسی سے ٹھٹھکی؟"

"صرف ڈیڑھ گھنٹے کا آنڈر ویا۔ کافی ٹھنڈی تھی میں نے اسے دوسری گرم کافی لانے کو کہا تھا۔"

"دوکی! ابھی طرح ایک دو۔ رستوران میں تمہارے سب سے قریب کون تھا۔"

"سرا۔ رستوران میں کافی لوگ تھے۔ کون قریب آتا رہا اور جاتا رہا؟ اس پاس کی میزوں پر کون لوگ بیٹھے ہوئے تھے یہ سب کچھ یاد رکھنا ممکن نہیں ہے۔"

"برین ماسٹر بار کو کم کر دینے کے پار دیکھتا تھا کہ کوئی تعاقب تو نہیں کر رہا ہے۔ دوکی نے کہا۔" سرا! میں دیکھ رہا ہوں تمہارا تعاقب نہیں ہو رہا ہے۔"

"میں تم سے خوش ہوں۔ تم بہت محتاط اور مستعد رہتے ہو۔"

اب پچھلی میٹ پر بیٹھا وہ برین ماسٹر اپنے چہرے سے مامک اتار رہا تھا۔ آئینہ دیکھتے ہوئے اصلی چہرے کو توڑنے سے پوچھ رہا تھا۔ پھر بیٹھی بیٹھی لباس تبدیل کر رہا تھا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر اس نے کہا۔ "ہیٹنگونک سینٹر۔"

ڈرائیور دوکی نے اس کی سینٹر کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ اترتے ہوئے ہوا۔ "آؤ مجھے کتنے تک اپنی رہائش گاہ میں پہنچو۔ میں تم سے رابطہ کروں گا۔"

وہ ایک سینٹر میں داخل ہو گیا۔ مرنایہ معلوم نہیں کر سکتی تھی کہ اب وہ کہاں جانے والا ہے۔ جوڑی تار سن نے پوچھا۔ "کیا میں دوکی کے پاس رہوں؟"

"نہیں گھر جاؤ۔ تمہاری جورا جوری انتظار کر رہی ہوگی۔ اس کی صحت کیسی ہے؟"

"ابھی ہے پانچ ماہ ہو چکے ہیں۔ چار ماہ بعد وہ ایک بچے کی ماں اور میں باپ بن جائیں گے۔"

"میں تم دونوں کے لئے اور کیا کر سکتی ہوں؟"

"تم نے تمہارے لئے بہت زیادہ کیا ہے اور کرتی ہی رہتی ہو۔ ہم دونوں تمہارے لئے دعا میں کہتے ہیں۔"

"شکر ہے اب جاؤ۔"

وہ پھر دوکی کے دماغ میں اچھی اصل مارکٹ برین ماسٹر تھا۔ وہ اس کے حلقہ مطوعات کرنا چاہتی تھی۔ جبکہ وہ نہیں چلا گیا تھا لیکن جانتے جانتے کہ کیا تھا کہ آؤ مجھے بعد دوکی سے رابطہ کرے گا۔ وہ دوکی کے خیالات پڑھنے لگی۔ چار ماہ بعد وہ ان کے ایک چھوٹے سے شہر میں ماں باپ کے ساتھ رہتا تھا۔ بہتر مستقبل کے لئے وہ انکسٹن آیا۔ بڑی بھاگ دوڑ کے بعد سڑناک ہائی سے ملاقات ہو گئی۔ وہ برین ماسٹر کو مارک ہائی کے نام سے

جاتا تھا اس کے ہاں ڈرائیور کی حیثیت سے کام کر رہا تھا۔ وہ برین ماسٹر کے حلقہ بچہ زیادہ نہیں جانتا تھا۔ اچانک تھا کہ اس کا مالک بہت آسرا رہا ہے۔ کبھی اصل دوپٹہ پر آتا ہے کبھی دوپٹہ بدل رہتا ہے۔ اس نے بی بی پوچھا کیا آپ کون ہیں اور کیا کرتے پھرتے ہیں؟"

"لیکن بابا ارادہ کرنے کے باوجود وہ اپنے مالک سے سوال نہ کر سکا۔ یہ سوچ کر وہ گیا کہ مالک جو بھی ہے میرا اس کے لئے مہمان ہے اس کی ہر ضرورت پوری کرنا۔ اسے بڑی بڑی رقمیں دتا رہتا ہے۔"

دوکی ڈرائیور تھا کہ وہ برین ماسٹر کے بیٹھنے میں پہنچ گیا تھا کہ پچھلے حصے میں دوکی کی رہائش تھی۔ وہ اپنے کمرے میں دوڑاؤں کو اندر سے بند کر کے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ در کے بعد اسے اپنے دماغ میں برین ماسٹر کی آواز سنائی دی دوکی! آنکھیں بند کرو۔"

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ برین ماسٹر نے کہا۔ "دوکی! ایک تک اپنی کتنی پڑھو۔"

وہ پڑھنے کا "دس نو آٹھ سات" پھر "پانچ چار" ایک۔ پھر ایک کتنے ہی دماغ کی آنکھوں سے سرخ ہوا آئی۔ اس کے اندر سنسنی سی پیدا ہوئی۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ دماغ اور اس کا پورا وجود سرخ روشنی میں نہا رہا۔ ذہنی طور پر تبدیل ہو رہا ہے۔"

مرنا پہلی بار اپنے شخص کو دیکھ رہی تھی جو بیٹھے بیٹھے ہو گیا تھا۔ سرخ روشنی میں اس کی شخصیت بدل رہی تھی والا ڈرائیور نہیں رہا تھا۔ اس کی بدلتی ہوئی سوچ کہ وہ ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور بے حد ذہین فوجی ہے اور دماغ میں وہ توانائی ہے جو خیال خوانی کو پرواز کراتی ہے۔ وہ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کے لئے ٹیلی ویژم والوں میں سے ایک تھا۔ مرنایہ خوشی سے جھوم گئی۔ کامیابی دیتا ہے جو کامیابی کے لئے سخت کرتے کر ٹھکتا۔ مرنایہ اپنی محنت اور لگن سے اور برین ماسٹر جواب دینے کی ضد میں ایک ٹیلی ویژم جانتے والے تھا۔

بلیک سیکرٹ نے اپنے ٹیلی ویژم جانتے والوں میں ایسی چیزیں دیکھیں کہ وہ سب عام انسانوں رہتے تھے۔ خود انہیں علم نہیں ہوا تھا کہ وہ ٹیلی ہیں۔ ایسی صورت میں کوئی خیال خوانی کرنے والا ان میں آنکر ان کے چور خیالات پڑھ کر بھی ان کی اصلیت نہیں کر سکتا تھا۔

مرنا بھی ڈرائیور کے دماغ میں تو مے گھٹنے تک کے چور خیالات پڑھ کر اسے ایک عام سا ڈرائیور سمجھ

جاتا تھا۔ وہ برین ماسٹر کی تھی اسے قدر پروردگار نے بھی۔ اپنی جلدی قوت سے وہ کہ کامیابی نصیب والوں کو ہی ملتی ہے۔

ڈرائیور دوکی کی سوچ تاری تھی کہ اس کا دماغ بے حد اس سے زیادہ پانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتا ہے چونکہ برین ٹرانس کے اندر تھا اس لئے وہ مرنایہ کو محسوس نہیں کر رہا تھا۔ برین ماسٹر کہہ رہا تھا۔ "دوکی! میرے دماغ میں آؤ۔ میں ان مرنایہ کے ٹھکانے کے دماغ میں پہنچاؤں گا۔ میں دوسرے بات میں مصروف ہوں۔ تم اس ٹھکانے کی عمرانی کو دے رہا ہے کہیں نہ کہیں ملاقات کر رہا ہو گا یا اس کے دماغ سے کوئی اشارہ مل سکتا ہے جو مجھے مرنایہ تک پہنچا سکتا ہے۔"

دوکی خیال خوانی کی پرواز کر کے برین ماسٹر کے دماغ میں اس کے ساتھ مرنایہ بھی آگئی۔ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ کچھ دوکی صرف اتنی دیر کے برین ماسٹر کے دماغ میں آیا تھا جتنی دیر میں وہ مرنایہ کے رے کے دماغ میں پہنچا اور وہاں بیٹھے ہیں صرف پندرہ سیکنڈ۔ ان پندرہ سیکنڈ میں چور خیالات نے کہا۔ "برین ماسٹر ابھی پال

کے لئے رابطہ کرے گا۔"

مرنا وہی طور پر حاضر ہو گئی۔ اسے یہی اندیشہ تھا کہ برین اس کے ٹیلی ویژم جانتے والوں کو پڑھ کر رہا ہو گا۔ اس کے بیٹھے جانے والوں میں ایک جورا جوری تھی۔ دوسرا جوڑی ن۔ تیرا ٹیو سنٹا اور چو تھا پال ہوپ کن تھا۔

پال ہوپ کن جتنا محبت وطن تھا اتنی ہی مرنایہ کا دشمن بھی اس نے ایک بار مرنایہ کے دھوکے میں اس کی ڈیڑی پر حملہ کیا کہ اسے ذہنی کر کے اس کے خوشی عمل سے نجات حاصل کرے اور اسے اپنی معمول بنا کر رکھے۔

مرنا تو جیسے شکار ہونے کے لئے نہیں شکار کرنے کے لئے ہوئی تھی۔ اس نے پال ہوپ کن کو ایک بدترین غلام کی آزمائشیں دیں۔ یہ جانتی تھی کہ جب بھی پال ہوپ کن کو ملے گا وہ اس کے خوشی محسوس ضرور نکل بھاگے گا۔ اور اب پال ہوپ کن کے لئے اس سے اچھا موقع اور کیا تھا کہ برین ماسٹر کا سارا مل رہا تھا۔ وہ میں سیکنڈ بعد پال ماسٹر میں گئی وہاں برین ماسٹر پوچھ رہا تھا۔ "کیا ہوا پال؟ کیا تک جورا جوری اور جوڑی تار سن کا سراغ نہیں ملا۔"

پال نے کہا۔ "میں پوری کوشش کر رہا ہوں۔ مرنایہ بتی اور مار رہا ہے اس نے جورا جوری اور جوڑی تار سن کے اکے ساتھ ساتھ ان کی آواز اور لہجے میں بدل دئے ہیں۔ ان کا ناچو معلوم نہیں ہے ورنہ خیال خوانی کے ذریعے ان کوئی کرنا اور تم سے بھی دوستی کرنا رہتا۔"

برین ماسٹر نے کہا۔ "وقت ضائع ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں تم

فورا مرنایہ کے خوشی محسوس نجات حاصل کر۔ کل صبح مجھے جیسے جیسے ہلاک ہونے چلے۔ اتنا تم ٹرانسٹرمیشن سے گزرنے کے بعد اپنی نئی شخصیت کے ساتھ آزاد ہو جاؤ گے اور اپنے ملک کے لئے آزاد سی کام کرو گے۔"

برین ماسٹر اس کے دماغ سے چلا گیا۔ پال ہوپ کن سوچ رہا تھا۔ "ایک بار مجھے خوشی محسوس نجات مل جائے پھر میں اس سوچی بچی کو تلاش کرنے اور اسے جبریتک سزا میں دینے میں ساری زندگی گزار دوں گا۔"

وہ گامیاں دے رہا تھا۔ مرنایہ گامیاں سن کر بھی خاموشی سے چلی آئی۔ اسے غصہ نہیں آیا کیونکہ اس کی نگوں میں پال کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ بلکہ یہ فکر تھی کہ برین ماسٹر اس کے ٹیلی ویژم جانتے والوں کے پیچھے پڑ گیا ہے۔

مرنا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ ٹیو سنٹا کی خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی لیکن اس کی سوچ کی لہروں سے بھگ کر وہاں آگئیں۔ ٹیو سنٹا اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ وہ کیسے مر گیا؟ طبی موت؟ اختتامی موت مارا گیا؟

اس سلسلے میں تفتیش کی ضرورت نہیں تھی۔ سمجھ میں آنے والی بات تھی۔ برین ماسٹر نے اس کے ایک ٹیلی ویژم جانتے والے کو مار ڈالا اور دوسرے کو کل صبح ٹرانسٹرمیشن سے گزرنے والا تھا۔ وہ وہی تیزی سے ٹیلی ویژم جانتے والوں کو چھین کر مرنایہ کو تھما کر رہا تھا۔

اس کے باوجود وہ بالکل عورت تھی۔ اس کے اندر بے چینی بڑھ رہی تھی۔ وہ بڑے صبر و تحمل سے اپنا نقصان برداشت کر رہی تھی۔ اسے اپنے خدا پر اور اپنی صلاحیتوں پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ انٹک کا جواب پھر دے سکے گی۔

وہ رات کے دس بجے پال ہوپ کن کے دماغ میں گئی۔ وہ صبح حاصل ہونے والی آزادی کی خوشی میں اپنے وقت کے مطابق سو رہا تھا۔ مرنایہ نے اس کے خوابیدہ دماغ پر پھر خوشی عمل شروع کیا۔ اسے اپنا معمول بنا کر پوچھا۔ "کیا تم نے برین ماسٹر کو اپنا موجودہ نام اور رہائش گاہ بتائی ہے؟"

"ہاں نہیں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔"

"کیا تم نے دیکھا اس سے ملاقات کی ہے؟"

"ابھی تک ایک دوسرے سے سنا نہیں ہوا ہے۔"

"برین ماسٹر سے تمہارا رابطہ کیسے ہوا؟"

"پھر ماسٹر نے رابطہ کرایا تھا۔"

"کیا پھر ماسٹر نے تمہارا موجودہ پتہ دیکھا ہے؟"

"نہیں" اس سے بھی خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رہتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے برین ماسٹر اور پھر ماسٹر تمہارے چہرے کو نہیں پہچانتے ہیں؟"

”ہاں، دونوں مجھے چہرے سے نہیں پہچانتے ہیں۔“
 ”میں تمہیں حکم دیتی ہوں، تم کسی بھی سوچ کی لہر کو قبول نہیں کرو گے، صرف مجھے محسوس نہیں کرو گے۔“
 پال نے وعدہ کیا۔ وہ کسی کی سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کرے گا۔ مرثا کے سوا کوئی دماغ میں نہیں آئے گا۔ آئے گا تو وہ سانس روک لے گا۔

”میں حکم دیتی ہوں، تم تو یہی نیند پوری کر کے یہ رہائش گاہ چھوڑ دو گے اور کل کسی فلائٹ سے نیو یارک چلے جاؤ گے۔“
 اس نے وعدہ کیا۔ مرثا اسے تو یہی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس نے بھی پال کی نیند کے وقت کے مطابق اپنی نیند کا وقت مقرر کیا۔ پھر آرام سے سو گئی۔ اس نے یہ مقدمہ اٹھانے میں وقت ضائع نہیں کیا کہ پراسٹرو پر وہ برین ماسٹر کا ساتھ دے رہا ہے بلکہ اپنی حکام اور فوج کے افسران بھی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کا ساتھ دے رہے ہوں گے۔ وہ دیکھتے ہی دیکھتے تنہا ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے باوجود وقت پر کھانے اور وقت پر سونے کی عادی تھی اس لئے سو گئی تھی۔

رات کے تین بجے بیدار ہوئی۔ منہ ہاتھ دھو کر اپنے لئے کافی تیار کی پھر پال کے پاس پہنچ گئی۔ وہ ایک اپنی میں ضروری سامان رکھ رہا تھا۔ ایک آبدار کی طرح وہ رہائش گاہ چھوڑ رہا تھا۔ مرثا نے اس کی سوچ میں کہا ”مجھے اپنی کار میں نہیں جانا چاہئے۔ برین ماسٹر کے آدمیوں نے اس رہائش گاہ کی طرح میری کار بھی دیکھی ہوگی، مجھے ایک نیکی طلب کرنا چاہئے۔“
 اس نے ریسپورٹ اٹھا کر رابطہ کیا۔ پھر اپنے ایڈریس پر ایک کیبل لانے کو کہا۔ دس منٹ میں گاڑی آگئی۔ اس نے ڈرائیور کو روکے اسٹیشن چلنے کے لئے کہا۔ آدھے گھنٹے میں وہ اسٹیشن پہنچ گیا۔ نیکی کا کرایہ دے کر اسے رخصت کر دیا۔ مرثا بڑی تیزی سے اس کے راستے بدل رہی تھی۔ ایک شخص قریب ہی اپنی کار روک کر اپنی پوی سے کہہ رہا تھا۔ ”جلدی چلو، مزین جانے والی ہے۔“

مرثا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کار کی چابی سیٹ پر گرادی اسے اس کی پوی کے ساتھ پلیٹ فارم کی طرف بھیج دیا۔ پال نے مرثا کی مرضی کے مطابق سیٹ پر سے چابی اٹھائی، اسٹیرنگ سیٹ سنبھالی پھر کار اشارت کر کے وہاں سے چل پڑا۔

مرثا صبح پانچ بجے اس کے دماغ سے نکل آئی کیونکہ برین ماسٹر کسی وقت بھی آنے والا تھا۔ ایک گھنٹے بعد جب وہ آئی تو پال کی سوچ نے بتایا کہ کوئی اس کے دماغ میں بار بار آنے کی کوشش کرتا رہا اور وہ بے اختیار سانس روکتا رہا۔

مرثا نے اس کی سوچ میں کہا ”اب مجھے برین ماسٹر کے دماغ میں جانا چاہئے اور کہنا چاہئے کہ مرثا نے اس کے دماغ میں گڑبڑ کی ہے۔ میں بے اختیار سانس روک لیتا ہوں۔ مجھے فوراً بتاؤ

ٹرانزفارمر مشین سے گزرنے کے لئے کہاں پہنچنا چاہئے۔“
 اس نے مرثا کی ہدایات پر عمل کیا۔ خیال خزانہ کی ہر کر کے برین ماسٹر کے پاس کیا تو اس نے سانس روک لی۔ وہ بارگیا تو اس نے پوچھا ”کون ہے؟“

”میں پال بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ گڑبڑ ہو گئی۔ میں بے اختیار سانس روک لیتا ہوں اگر میری سلسلہ رہا تو میں سے نجات حاصل نہیں کر سکوں گا۔ مجھے فوراً اپنے پاس ٹرانزفارمر مشین کے ذریعے اس سے نجات دلاؤ۔“

وہ ہنستے ہوئے بولا ”پال! میں تمہارے ذریعے مرثا ہوں کہ وہ مجھے نادان نہ سمجھے۔ میں تمہیں ٹرانزفارمر مشین طرف لے جاؤں گا تو وہ تمہارے پیچھے آئے گی اور مشین چھپائے رکھنے کی جگہ معلوم کر لے گی۔“
 پال نے پوچھا ”آپ...نہیں کے بھڑے میں میرا کیا گا؟“

”مجھے بتاؤ تم کہاں ہو۔ میرے دونوں سب موقع رکھیں بے ہوش کر دیتے گے تاکہ مرثا نے دماغ میں سکے۔ اس کے بعد میں تمہیں اس سے نجات دلاؤں گا۔“
 ”میں کیا بتاؤں کہ کہاں ہوں۔ ایک ہند گاڑی میں نہیں یہ گاڑی مجھے کہاں لے جا رہی ہے۔“

”اس کا مطلب ہے ابھی تمہارے مقدر میں غلامی کوئی بات نہیں، میں تمہارے پاس آتا جاتا ہوں گا۔ جاؤ۔“

اس نے سانس روک لی۔ پال کے ساتھ مرثا بھی اٹھ کر دماغ سے نکل آئی۔ یہ اس کی چال تھی۔ برین ماسٹر چٹائی سے باتیں کرتا رہا وہ اس کے چور خیالات پرستی رہی۔ اسی مقصد کے لئے پال کے دماغ کو برین ماسٹر کے لئے لاگ تھا کہ وہ پال کے پاس نہ آ سکے۔ مجبور ہو کر اسے اپنے دماغ بولنے کی اجازت دے اور اس نے اجازت دی۔ اسے نہیں تھا کہ ایسے وقت مرثا موجود ہوگی۔ پھر بھی شبہ کرتے اس نے کہا تھا کہ وہ پال کے ذریعے مرثا کو مخاطب کر رہی ہیں۔

یہ ذرا سی ہیرا پھیری اور موقع سے فائدہ اٹھانے ہوتی ہے۔ جو اپنے طریق کار پر کامیابی سے عمل کرتا ہے۔ مرثا نیو سٹاناکو ہارکر بھی بازی جیت گئی۔ برین ماسٹر پال سے گفتگو میں مصروف تھا، تب مرثا نے سوچ میں کہا ”اسرائیلی کی امداد کے لئے کیا ہو گا؟“

برین ماسٹر کے چور خیال نے کہا ”جی ہاں! اور بار شام کی فلائٹ سے مل ایب جا رہے ہیں۔“
 مرثا نے پھر اس کی سوچ میں سوال کیا۔ ”مرثا کرنے کے لئے کیا کیا جا رہا ہے؟“

اس کے چور خیال نے کہا "جن دنوں مرنا نیک سینٹر میں تھی ان دنوں کی چند تصویریں ہیں۔ ہم تصویر کی آنکھوں میں جھانکتے ہیں تو وہ سانس روک لیتی ہے۔"

واقعی مرنا کے ساتھ ایسا کی بار ہو۔ کوئی اس کے دماغ میں آنا چاہتا تھا اور وہ سانس روک لیتی تھی اور یہی سمجھتی تھی کہ سلمان واسطی وغیرہ اسے دھوڑ رہے ہیں۔ اس نے سوال کیا۔

"بار بار تصویر کی آنکھوں میں جھانکتے کیا فائدہ حاصل ہو گا؟"

جواب ملا "مجھے تو وہ بار ہو گئی کسی حادثہ میں ڈھکی ہوگی۔۔۔ ایسے وقت سانس نہیں روک سکے گی یہیں اس کا پانچواں معلوم ہو جائے گا۔"

اس نے پھر سوال کیا "اگر مرنا کسی دوسرے ملک میں ہوئی تو؟"

جواب ملا "وہ امریکا یا انگلینڈ میں ہوگی۔ پال ہو پکن کے بتایا ہے کہ مرنا نے ان دونوں ملکوں میں تاریک قید خانہ بنایا ہے۔ وہ اپنے شکار کو قید خانے تک پہنچانے کے لئے وہیں قریب ہی رہتی ہوگی۔"

"اگر معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں ہے تو اسے کون گرفتار کرے گا؟"

جواب ملا "لندن میں ہمارا ٹیلی پیٹھی جانے والا ایوان راسکا اس کی ناک میں ہے۔ نیوارک میں پاسکووٹ اسے تلاش کر رہا ہے اور واشنگٹن میں میں ہوں۔"

پھر وہ مزید سوالات نہ کر سکی۔ برین ماسٹر نے پال سے رابطہ ختم کر دیا تھا۔ وہ بھی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اس نے جورا جوری اور جوڑی نارمن سے رابطہ کیا پھر کہا "بہت اہم معاملہ ہے مجھے تم میاں ہو کی ضرورت ہے۔"

دونوں نے کہا "ہم حاضر ہیں، حکم دو۔"

وہ بولی "دو نام نوٹ کرو۔ ایک نام ہے جی ہاک دوسرا نام ہے باربرا انکس۔ یہ دونوں آج شام کی فلائٹ سے اسرائیل جا رہے ہیں۔ مجھے اس فلائٹ کے متعلق بتاؤ اگر کسی کو شبہ میں جلا کئے بغیر ان دونوں کی آواز اور لہجہ سن سکو تو اچھی بات ہوگی۔"

جورا جوری نے کہا "میں ٹکٹ کاؤنٹر کی کپیئر ڈگرل کے دماغ میں جگہ بناؤں گی۔ وہ مجھے کپیئر کے ذریعے بتائے گی کہ کون سی فلائٹ ہے جی ہاک اور باربرا انکس جا رہے ہیں۔"

جوڑی نارمن نے پوچھا "دونوں کا فون نمبر معلوم ہو جائے تو کیا فون ان کی آواز سننا چاہئے؟"

"اگر تم کوئی مقتول بات نہیں کہو گے، رانگ نمبر کہ کر ریپورر رکھ دو گے تو انہیں شبہ ہوگا۔ ذرا میرے عمل کو۔ وہ دونوں شام کو بورڈنگ کارڈ لینے آئیں گے، تم کاؤنٹر گرل کے ذریعے ان کی آوازیں سن سکو گے۔"

مرنا انہیں ضروری ہدایات دے کر اپنے ایک آلاؤ دماغ میں آئی۔ اسے برین ماسٹر کی کوٹھی کا پتا کرنا "اس کے سامنے گاڑی روک۔ گاڑی میں رکھی ہوئی تمام دواؤں کو۔۔۔ ان میں بے ہوشی کا انجکشن ہونا چاہئے۔ چلو فوراً نکالو۔"

وہ حکم دے کر برین ماسٹر کے ڈرائیور یعنی ٹیلی پیٹھی یا والے روکی کے دماغ میں آئی۔ اب وہ ایک عام سا ڈرائیور نہ ٹیلی پیٹھی جانتا تھا اور نہ ہی پرانی سوچی سمجھی لہروں کو محسوس تھا۔

پچھلی بار برین ماسٹر نے اس کے دماغ میں مخصوص دے کر اس کے اندر چھپی ہوئی ٹیلی پیٹھی کو ابھارا تھا۔ وہ بعد روکی نے خیال خوانی کے ذریعے بتایا کہ مرنا کا ٹھکانہ ایک آلہ کار ہے۔ اس کے ذریعے مرنا تک نہیں پہنچا جاسکتا رپورٹ سننے کے بعد برین ماسٹر نے پھر وہی مخصوص سنٹرل اسکر دماغ میں دیا۔ وہ چند سیکنڈ بعد بھول گیا کہ ٹیلی پیٹھی جانتا ہے پھر اسے ایک عام ڈرائیور میں رکھ دیا۔

مرنا اس ڈرائیور کے دماغ پر قبضہ بنا کر اسے کوٹھی کے لائی۔ اس کا آلہ کار گاڑی لے آیا تھا۔ اس نے پچھلی یہ دروازہ کھولا۔ ڈرائیور روکی وہاں بیٹھ گیا۔ پھر آلہ کار نے اس بازو میں ایک انجکشن لگایا۔ روکی اس کے اثر سے چشم زدن بے ہوش ہو گیا۔ آلہ کار دروازہ بند کر کے اسٹریمک سیز آگیا۔ اس وقت مرنا نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ لیا۔ آلہ کار دماغی طور پر کم ہو گیا۔ مرنا اس کے ذریعہ ڈرائیور کو ہواں سے جانے لگی۔

وہ اپنا خفیہ اڈا کسی کو نہیں بتاتی تھی۔ اس لئے روکی کو ہوش کر دیا۔ وہ ایک پرانی کوٹھی کے احاطے میں آئی۔ آلہ اس کی مرضی کے مطابق گاڑی سے نکل کر گیراج کے پاس اس کے شکر کو ادھر اٹھایا۔ پھر گاڑی کو چلا کر گیراج کے اندر آیا۔ شکر کو دوبارہ نیچے کر دیا۔ اب باہر سے کوئی دیکھنے والا تھا۔

آلہ کار نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہاں سے بے روکی کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا۔ گیراج کی پچھلی دیوار میں چور دروازہ تھا۔ وہ دیوار کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ جب ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا رخ دیوار کی طرف کر کے دبا لگا۔ دیوار ٹنگی کی کڑکڑاہٹ کی آواز پیدا کرتے ہو۔ حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ دوسری طرف ایک زینہ بن گیا۔ طرف گیا تھا۔ اس نے خانے میں کی ساؤنڈ پروف کرے تھے۔ کار بیوش روکی کو ایک کمرے کے پتنگ پر ڈال کر باہر آیا۔ دروازے کو لاک کیا پھر اوپر گیراج کی طرف جانے لگا۔

برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ بہت پرا سراب بنے تھے۔ مرنا

ان کے بلے ٹیلی پیٹھی جاننے والے کو تاریک قید خانے میں پہنچا دیا تھا۔ اس کے بعد جی ہاک اور باربرا انکس کی باری تھی۔



میں جلی کے ساتھ واشنگٹن میں تھا۔ ہم دونوں ایئر پورٹ آئے تھے ایک ڈیڑھ میک فلائٹ سے نیوارک یا نیو یارک پورٹ ایسی جگہ ہے جہاں مختلف ممالک کو مختلف راستوں پر جانے والے سٹ آتے ہیں۔ مختلف مزاج کے لوگ کبھی ایک ساتھ نظر نہیں آتے مگر ایئر پورٹ پر نظر آتے ہیں۔ یہاں نیار بھی ہوتے ہیں صحت مند بھی دوست بھی ہوتے ہیں دشمن بھی۔ تقدیر یہاں بیٹھے تھے دکھائی ہے اتنے کسی اور جگہ نہیں دکھائی اور تقدیر یہیں تھانسا دکھانے اور تھانسانے کے لئے اس جگہ لے آئی تھی۔

ہم ریستوران میں داخل ہو رہے تھے ایک حسین دوشیزا لپٹی سے گھرانی پھر معذرت چاہتے ہوئے بولی "سوری" میں شرمندہ ہوں۔

لیٹی نے کہا "کوئی بات نہیں۔"

وہ تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ ہم اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک بڑے کے اطراف بیٹھ گئے۔ میں لڑکی کے دماغ میں پہنچ گیا۔ مجھے شبہ تھا کہ اس نے کسی خاص مقصد کے تحت گھرا رہی ہے۔ شاید کوئی اس کے ذریعے لپٹی کی آواز سننا چاہتا ہو۔

پلے تو ایسی کوئی بات نظر نہیں آئی۔ وہ ایک عام سی لڑکی تھی۔ آگے جا کر اس میز پر بیٹھ گئی تھی جہاں ایک شخص پہلے سے بیٹھا ہوا تھا۔ لپٹی نے اپنا قبضہ دوبارہ دہا تھا وہ بولی "سوری" میں شرمندہ ہوں۔

میں قہر وہ لپٹی سے کہہ چکی تھی۔ اس شخص نے کہا "یہ تمہارا نیکے کلام۔ کیا ہے۔ ٹھٹھی ضرور کرو گی اور یہ ضرور کوئی کسوٹی میں شرمندہ ہوں۔"

"ٹھٹھی میری نہیں ہے۔ گاڑی میں خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اس لئے میں مقررہ وقت پر نہ آسکی۔ چندہ منٹ لیٹ ہو گئی ہوں۔"

"جب گاڑی میں خرابی پیدا ہو گئی تھی اور تمہاری ٹھٹھی نہیں تھی تو پھر یہ کہنا کیا ضروری تھا کہ سوری میں شرمندہ ہوں۔"

"واقعی مجھے یہ نہیں کہنا چاہئے تھا یہ کہہ کر میں نے ٹھٹھی کی ہے۔ سوری میں شرمندہ ہوں۔"

وہ دونوں بات تو ہے اپنا سر قدام کر دیا "پھر وہی قہر۔"

"سوری" اگر تمہیں اس قہر سے چڑے تو اسے میری زبان پر نہیں آنا چاہئے تھا۔ میں شرمندہ ہوں۔

"تنبیہ کے انداز میں انگلی دکھاتے ہوئے بولا "دیکھو اب ایک لٹھی منہ سے نہ نکالنا۔ ورنہ میں بائیں ہو جاؤں گا۔ یہ کالی

کی پیالی تمہارے سر پر دے اور ملے گا۔"

"مسٹر جی! یہ تو کوئی شرافت نہ ہوگی کہ تم کافی کی پیالی میرے سر پر مارو گے۔ اگر کوئی اپنی ٹھٹھی پر شرمندہ ہوتا ہے اور سوری کہتا ہے پھر معافی مانگتے ہوئے کہتا ہے کہ میں شرمندہ ہوں تو کیا تم معاف نہیں کرو گے؟"

"آخر تم وہ قہر پھر لیں گے۔ کیا تم معاف نہیں کر سکتیں؟"

کیا وہ سرا قہر بول نہیں سکتیں؟

"اچھی بات ہے۔ میں دوسری بات کروں گی۔ میرے لئے دوسری کالی منگو اور اپنا سر دیکھو۔"

جی سی نے بے اختیار نظرس اور کس نے اپنا سر دیکھنا چاہتا ہو پھر جھٹکا کر دیا "ہاں شہ۔ جھٹکا کوئی اپنی آنکھوں سے اپنا سر دیکھ سکتا ہے۔"

"نہیں دیکھ سکتا، پھر بھی تم نے یہ ٹھٹھی کی۔" وہ چپ رہا تو وہ حسین دوشیزہ دوبارہ مخاطب ہوئی "اب خاموش کیوں ہو؟ بولو ٹھٹھی ہوگی۔"

"ہاں بابا! ٹھٹھی ہوگی۔ سوری میں شرمندہ ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ چپک چپک پھر مسکرا کر بولا "تم کی شیطانی خیال خال ہو" آخر وہی قہر تھی اپنی زبان سے ادا کرنے پر مجبور کر دیا۔

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ لپٹی نے مجھ سے کہا "وہ دونوں اسرائیلی جا رہے ہیں۔"

میں نے کہا "اچھا تو تم بھی باربرا انکس کے خیالات پڑھ رہی تھیں۔"

"تم کیوں پڑھ رہے تھے؟ کیا وہ بہت حسین ہے؟"

"پھر وہی عورتوں والا حسد اور جلاپ؟ کسی دوسرے پہلو۔۔۔ سے بھی سوچ لیا کرو۔ میری محتاط طبیعت نے کہا "یہ لڑکی کسی خاص مقصد سے گھرائی تھی۔ اس کا ارادہ معلوم کرنے کے لئے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔"

"وہ میں پڑھ چکی ہوں۔ آپ کو جی کے خیالات پڑھنا چاہئیں۔"

میں جی کے پاس آیا۔ اس نے دو کپ کالی کا آؤر دیا تھا۔ باربرا سے کہہ رہا تھا "تم بہت زہد ہو، بوس ایک خرابی ہے۔"

"کہہ میں تمہارے ہاتھ نہیں آتی۔"

"اتنا تو دو کپ میرے بازوؤں میں آؤ گی؟"

"تم اپنی بات کرتے ہو۔ میں تو کسی سو کی تھائی میں نہیں جا سکتی۔"

"آخر کیوں؟"

"میں کسی کے قابل نہیں ہوں۔"

"کیا تمہیں کوئی ملک بتا رہی ہے؟"

"بالکل نہیں۔"

"کیا تم بائگن ہو، سو سال بعد حینہ کے روپ میں آئی ہو۔ جو ختمائی میں آتا ہے اسے ڈس پٹی ہو؟"

"یہ تھے کمناؤں والی باتیں ہیں۔ میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا بات ہے؟"

"میں مجبور ہوں، نہیں بتا سکتی، سو سوری، میں شرمندہ ہوں۔"

ویدر کافی کی ٹرسے لے آیا۔ میں نے لپٹی سے کہا "تم نے بار بار کیا بات سنی؟"

"سنی ہے۔ آپ اس کے داغ میں نہ جائیں۔"

"میری رنگ پینس پیکر رہی ہے۔ تم ہی تادو۔"

"وہ تو بتاتی ہو گا۔ ورنہ آپ میری لائسنس میں اس کے چور خیالات پڑھ لیں گے۔"

"ایسی کیا بات ہے؟"

"وہ مکمل لڑکی نہیں ہے۔"

"یعنی آدھی لڑکی، آدھا لڑکا؟ یہ تو وی جینا کا کس ہے۔ وہ بارہ گھنٹے لڑکی رہتی تھی پھر بارہ گھنٹے کے لئے لڑکا بن جاتی تھی۔"

"یہ جینا کا کس نہیں ہے۔ بارہ راج پانچ لڑکی ہے۔ وہ جینا کی طرح ایک بل کے لئے بھی خود کو لڑکا نہیں سمجھتی ہے لیکن اس کے جسم کا قدرتی نظام کچھ ایسا ہے کہ وہ اندرونی زندگی میں گزار کئی اور قدرتی طور پر ہی وہ جذبات کے معاملے میں بالکل ٹھنڈی ہے۔"

"کیا وہ قدرتی طور پر ایسی ہے؟"

"جنگ، ایسا تو قدرتی طور پر ہی ہوتا ہے۔"

"وہ اسرا نیل کیوں جا رہی ہے؟ جبری کی سوچ نے بتایا ہے؟"

اسے تاریخ اور آثار قدیمہ سے دلچسپی ہے۔

لپٹی نے کہا "اور بارہ کو فوٹو گرافی اور مصوری کا شوق ہے۔ یہ دونوں اسرا نیل میں آثار قدیمہ کی اسٹڈی اور فوٹو گرافی کے لئے بارہ ہیں۔"

ہم دونوں پھر ان کے دماغ میں گئے۔ اور وہ دونوں اپنا اپنا سر تھام کر میز پر جھک گئے، اچانک ہی کمزوری محسوس کر رہے تھے پھر وہ اٹھ کر دستوران سے جانے لگے۔

میں نے کہا "ان کے ساتھ کوئی چکر چل رہا ہے۔"

لپٹی نے تائید کی "میں بارہ کے اندر وہ کہہ رہی ہوں کہ یہ اچانک کمزوری کے باعث اٹھنے بیٹھنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا یہ کہ اچھے بیروں سے چل کر جا رہی ہے؟"

"خود نہیں جا رہی ہے۔ کوئی اس کے دماغ میں ہے۔ وہ اسے لے جا رہا ہے۔ میں نے جبری کے اندر بھی محسوس کیا ہے۔"

ہم نے فوراً ہی بل ادا کیا۔ پھر ان کے پیچھے جانے لگے۔ لپٹی

نے کہا "تقاب کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم ان کے دماغ میں رہ کر ان کو اپنے دلوں کا مقصد معلوم کر سکتے ہیں۔"

"بعض حالات میں ٹیلی پتھی کام نہیں آتی۔ یوں بھی بہت آرام طلب ہو گئے ہیں۔ اسی زمانے ذرا بھاگ دوڑ ہوا رہے گی۔"

"انہیں کافی میں کوئی دوا ملا کر دی گئی ہے۔"

"یہی بات ہے۔ ایسا کوئی ٹیلی پتھی جاننے والا ہی کر رہا ہے۔ ویسے ہمیں انہیں میں منتھو کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ تم بارہ کے خیالات پڑھتی رہو۔"

میں جبری کے دماغ میں آیا۔ وہ انٹروپٹ کے بارنگ ایریا طرف جا رہا تھا جبکہ اس کی ذاتی گاڑی وہاں نہیں تھی۔ وہ تو بارہ سے اسرا نیل کی طرف سفر کرنے کے لئے آیا تھا۔ بارہ نے "میرا دل گھبرا رہا ہے۔ کمزوری سے چلا نہیں جاتا ہے۔ پھر بھی کہاں جا رہے ہیں؟"

ایک شخص نے پینچل سیٹ کا دروازہ کھول کر کہا "میرا آرام سے بیٹھ جاؤ۔ تمہاری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔"

میں اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے پہلے انجکشن کی دو سرنگ تیار کر رکھی تھیں۔ کوئی اس کے دماغ میں ہوا رہی تھی "جلدی کرو، یہ انٹروپٹ ہے، کسی کو بھی تمہاری حرکت پر شبہ ہو سکتا ہے۔"

میں اس آلہ کار کے دماغ میں مریٹا کی سوچ سن رہا تھا کہ یہ نہیں سمجھ رہا تھا کہ وہ ہے۔ وہ اتنی غلط تھی کہ اپنے آگے کا دروازہ سے بھی اصل آواز اور لمبے میں نہیں بولتی تھی۔ ام

آلہ کار نے انجکشن کے ذریعے جبری اور بارہ کو بے ہوش کر دیا تھا۔ لپٹی نے کہا "اس گاڑی والے نے بارہ کو بے ہوش کر دیا ہے۔"

"جبری کے ساتھ بھی یہی ہو چکا ہے۔ تم کارڈ رانیہ کرو۔ میں خیال خواتی کروں گا۔ تقاب کے دوران فاصلہ بہت زیادہ رکھنا کہ دشمن خیال خواتی کرنے والی کو شبہ نہ ہو۔"

"ہم کار میں بیٹھ گئے تھے۔ وہ گاڑی آگے جا رہی تھی۔ اس نے اس کے پیچھے پلٹے ہوئے کہا "کیا وہ کوئی خیال خواتی کرنے والی عورت ہے؟"

"ہاں میں نے اس گاڑی والے کے دماغ میں اس کی تو سنی ہے۔"

"کیا مریٹا ہے؟"

"یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کوئی دوسری بھی ہو سکتی ہے۔"

میں پھر اس گاڑی والے کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ پورے طرح ٹیلی پتھی جاننے والی کی گرفت میں تھا۔ بالکل غائب دماغ وہ دوا اسکرین کے پار دیکھ کر ڈرا نیو کر رہا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ کس راستے پر جا رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟

جب ہم اپنے آلہ کار کے دماغ پر پوری طرح قبضہ بنا لیتے ہیں تو وہ دماغی طور پر کم ہو جاتا ہے۔ ہم اس کے دماغ سے دیکھتے رہتے ہیں۔ اس کے کانوں سے سنتے ہیں اور اس کے ہاتھوں سے حرکت کرتے ہیں۔ آلہ کار کے دماغ میں اس ریت کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اسے کس راستے پر گاڑی کو منوڑنا ہے۔ کس گلی میں جانا ہے اور کس کوٹھی کے کیراج میں پہنچ کر اڑی کا انجن بند کرنا ہے۔

یعنی وہ عورت نہیں چاہتی تھی کہ اس کے آلہ کار کو وہ جگہ ملے جو وہاں وہ جبری اور بارہ کو پہنچا رہی تھی۔ گاڑی کیراج پہنچ گئی تھی۔ آلہ کار نے کیراج کے شڑ کو نیچے کیا۔ پینچل سیٹ کا دروازہ کھول کر پہلے بارہ کو کھینچ کر باہر نکالا۔ اسے گاڑی پر کیراج کے سامنے آیا۔ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے وہ دیوار حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ دوسری طرف چور راستہ اور زینہ تھا۔

زینے سے اتر کر وہ خانے میں پہنچا، وہاں کئی کمرے اور کوریڈر تھے۔ اس نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا پھر بارہ کو اسی طرح اندر پھانسا اندر گیا۔

وہ بہت بڑا بیڈ روم تھا۔ وہاں دو بڑے بنگ بچے ہوئے تھے۔ مانی ضرورت کا ہر سامان موجود تھا۔ آلہ کار نے بارہ کو ایک زینہ لایا اس کے بعد باہر چلا گیا۔

وہ کمر ساؤنڈ پروف تھا بارہ ہوش میں آکر اگر آخری حد پہنچ چلائی تب بھی کوئی اس کی نہ سنتا۔ میں نے کہا "لپٹی! یہ یقین ہو گیا ہے۔ ان دونوں کو مریٹا نے انوکھا کیا ہے اور انہیں ساؤنڈ پروف اور آئیک قید خانے میں پہنچا رہی ہے۔"

وہ بولی "تاریک قید خانہ مریٹا کی شناخت میں گیا ہے۔ بہت بہت ہی ذہین اور تیز طراز ہے۔ کیا آپ اس قید خانے آجائیں گے؟"

"ابھی ضروری نہیں ہے۔ ہمیں وہ خفیہ اڈا معلوم ہو چکا ہے، کسی وقت بھی وہاں جا سکتے ہیں لیکن پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ بارہ بارہ کی اہمیت کیا ہے؟ ان میں کوئی خاص بات ہے اسی مریٹا نے انہیں اپنا قیدی بنایا ہے۔"

"ہم ان کے چور خیالات پڑھ چکے ہیں۔ وہ دونوں بے ضرر۔ معصوم ہیں۔ عام سے انسان ہیں۔ ہمیں تو ان میں کوئی نہایت نظر نہیں آتی۔"

"ہم ٹیلی پتھی کے ذریعے بہت کچھ جان سکتے ہیں لیکن سب نہیں جان سکتے۔ ذرا دیکھتی جاؤ، وہ ظہور میں آنے والا ہے، مگر ہمیں توقع نہیں ہے۔"

میں پھر آلہ کار کے پاس آیا۔ وہ جبری کو بھی بارہ کے کمرے اور کمرے بہتر ڈال کر گیا تھا۔ چور دروازہ بند کر کے تھا اور رات نے اپنی گاڑی نکال کر کیراج کے شڑ کو قتل کر کے جا رہا تھا۔ دروازے کے بعد اس نے گاڑی روک دی پھر اچانک ہی

دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس بات پر اسے حیرانی نہیں ہوئی۔ اب میں اس کی آزادانہ سوچ پڑھ سکتا تھا۔

پڑھنے سے پتا چلا اس کے ساتھ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ ایک نامعلوم عورت نے اسے ملازم رکھا ہے۔ اسے پڑھنے پانچ ہزار ڈالر دیتی ہے۔ وہ کبھی اتنی بڑی رقم کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا جبکہ کام بھی زیادہ نہیں تھا اس نے دو ماہ کی ملازمت میں آج پہلی بار تین افراد کو بے ہوش کیا تھا۔ اس کے بعد ان تینوں کو اس نے کہاں پہنچایا تھا یہ اسے معلوم نہیں تھا۔

مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ جبری اور بارہ کو تاریک قید خانے میں پہنچانے سے پہلے وہ ایک اور شخص کو وہاں پہنچا رہا ہے اس کی سوچ مجھے یہ نہیں بتا سکتی تھی کہ ان تینوں قیدیوں کی اہمیت کیا ہے؟

یہی سوال لپٹی نے کیا۔ پھر خود ہی جواب دیا "مریٹا نے آج تک صرف ٹیلی پتھی جاننے والوں کو قید کیا ہے تاکہ ہم ان کے دماغوں میں پہنچ کر بھی انہیں قید خانے سے نہ نکال سکیں۔ اس نے یہاں کے تاریک کمروں میں تین قیدیوں کو رکھا ہے یہ تینوں بھی ضرور ٹیلی پتھی جانتے ہوں گے۔"

"اگر ٹیلی پتھی جانتے ہیں تو ان کے چور خیالات نے ہمیں کیوں نہیں بتایا؟"

"ہاں، ایک ایجنٹ ہے۔ ان کے خیالات سے پتا چلتا ہے کہ وہ نہ کوئی غیر معمولی علم جانتے ہیں نہ غیر معمولی انسان ہیں۔"

میں نے کہا "ان کے غیر معمولی ہونے کی یہی دلیل کافی ہے کہ انہیں مریٹا نے شکار کیا ہے۔"

لپٹی نے کار اشارت کر کے آگے بڑھائی۔ میں نے کہا "اب ہم نیویارک نہیں جائیں گے۔"

"یہ تو میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ اسی شہر میں دشمنوں کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ پینچل مار مریٹا لندن میں تھی۔ اب وہ اسی شہر میں مل سکتی ہے۔"

"مریٹا میں بھی ہو۔ اسے ڈھونڈنے کا کام ہم نے پارس پر چھوڑ دیا ہے۔ ابھی تو میں یہ سمجھا جاتا ہوں کہ تاریک کمروں میں جو تین قیدی ہیں وہ کون ہیں؟ کس ملک اور کس تنظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ مریٹا آج کل کس کس کے خلاف ایکشن میں ہے؟"

ہم اپنی باتیں گاہ میں پہنچ گئے۔ لپٹی نے ریموٹر اٹھا کر نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا "میں نیویارک کی سیٹ نیٹل کرائی ہوں۔ پھر کافی تیار کروں گی۔ ہم انٹروپٹ میں آدھی پانی بھی نہیں پی سکتے۔"

میں ایک صوفے میں دھنس گیا اور خیال خواتی میں ڈوب گیا۔ جبری اور بارہ ابھی تک بے ہوش تھے۔ دماغی حالت بتا رہی تھی کہ توڑی دیر بعد وہ ہوش میں آجائیں گے۔ میں نے سوچا لپٹی کے ہاتھوں سے بنی ہوئی کافی پینے کے بعد پھر ان کے دماغوں

میں آؤں گا۔ میں وہاں سے واپس آنا چاہتا تھا اسی وقت کسی عجب کی سوچ سنا دی۔ جیری! ہوش میں آؤ۔ کم آن! ہری اپنی

میں نے لپٹی سے کہا "کوئی جیری کو ہوش میں آنے کے لئے کہہ رہا ہے"

”تمہارے ساتھ اسی کمرے میں ہوں۔“
 ”تھینکس گاڈ“ تم میرے پاس ہو۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے
 میرے دماغ کے اندر کوئی بول رہا ہو۔“
 ”میرے اندر بھی کوئی بول رہا ہے۔“

ایک سیکرٹ نے کہا "مگر ہم پہنچیں گے ہم اپنے اصولوں
 کی ایک پیداکریں گے۔ مرنا ہے دوستی کریں گے اور اپنے
 انہیں گریہاں سے رہائی دلائیں گے۔"
 میں نے جی کی دعا سے سوال کیا "مگر تم کون ہو؟ ہمیں
 رہائی دلا دیا جائے ہو۔ ہمارے دوست ہو تو پھر اجنبی نہ رہو۔ اپنا
 حریف کراؤ؟"

سونائے کہا ”جب ہی یقین ہو جائے کہ وہ تینوں قیدی پھر بریں ماسٹر اور پھر بلک سکر تھی ٹیلی میٹھی جانے ہیں تو بات سمجھ میں آجائے گی کہ اتنی تعداد میں ٹیلی میٹھی جانے والے ٹرانسفاہر مشین سے ہی پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ کوئی نئی خطرناک تنظیم نہیں ہے یہ سب مرنا اور پراسٹر کے ملک سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔“

ہے۔

ہماری معلومات کے مطابق دو ہی شہروں میں اس کے تاریک قید خانے تھے۔ میں نے پارس سے رابطہ کیا، وہ بولا "میں پاپا؟"

میں نے پوچھا "مرینا کہاں ہے؟"

اس نے مصمومیت سے پوچھا "کون مرینا؟"

"وہی ٹیلیجنٹ جیسے جاننے والی جس نے لندن میں ہمیں ٹریپ کرنا چاہا تھا لیکن خود ہمارے جال میں پھنس گئی تھی۔"

"سوری پاپا! مجھے یاد نہیں آ رہا ہے۔ آپ نے ابھی کیا نام بتایا تھا؟"

"دیکھو شیطان! مجھ سے بننے کی کوشش نہ کرو، شییدہ ہو جاؤ۔"

"تو پھر سنجیدگی سے پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو میری تمام اماؤں کے نام آج بھی یاد ہیں؟"

میں نے عین پ کر کہا "یہ کیا بکواس ہے!"

"پلیز میرے سوال کو سنجیدگی سے سمجھیں۔ جب باپ کو یاد نہیں ہے تو بیٹے کو کیا یاد ہو گا کہ آپ کی کتنی ہوسیں آکر جاچکی ہیں اور ان کے نام کیا کیا رہے ہیں؟"

"میں اس کے داغ سے چلا آیا۔ لیلی نے پوچھا "پارس سے بات ہوگئی؟"

"میں بیٹے سے بات کرنے جاتا ہوں مگر یوں لگتا ہے اپنے باپ سے باتیں کر رہا ہوں۔"

لیلی نے کہا "سچ پوچھیں تو مجھے بھی اس سے باتیں کرتے ہوئے ڈر لگتا ہے۔ ایسے تمہارا پرکھنا ہے کہ جواب نہیں بن پڑا تو دیکھو کہ کیا کر رہا تھا؟"

اب میں لیلی سے کیسے کہتا کہ وہ اپنی اماؤں کا حساب پوچھ رہا تھا جبکہ لیلی بھی ایک اماں تھی۔ میں نے کہا "جو بچے باپ کے قابو میں نہیں آتے، وہ ماں کی ممتا سے رام ہو جاتے ہیں۔ تم اسے مرینا کی موجودہ مصروفیات سے آگاہ کرو اور مرینا کو ہماری طرف مائل کرنے کے لئے کوہ۔"

لیلی نے اس کے پاس پہنچ کر مخاطب کیا "ہیلو پارس! آخریت سے ہو؟"

"اؤ! آخریت کہاں ہے؟ مجھے کچھ ہو گیا ہے۔"

"کیا ہو گیا ہے؟"

"چائیں! ایسا کچھ ہو گیا ہے کہ آنے والے میرے پاس آتے ہی بھاگ جاتے ہیں۔"

"تم اپنی شرارت سے بھگا دیتے ہو۔"

"کیا اپنی اماؤں کے نام پوچھنا شرارت ہے؟"

"ہرگز نہیں دیکھو! پوچھنے کی ضرورت تھی۔ کیا تمہیں اپنی والدہ کا نام یاد نہیں ہے۔"

"ایک ہوتی تو یاد رہتا۔"

"اب اتنی زیادہ بھی نہیں ہیں کہ تمہیں یاد نہ رہیں۔"

"اس کا مطلب ہے آپ کو تمام نام یاد ہیں! چلیں آپ! لکھوا دیں۔"

"تمہیں لکھنے کی ضرورت کیا پڑتی ہے؟"

"میں خاندانی شجرہ لکھ رہا ہوں۔ تمام ماؤں کے نام لکھ ضروری ہے۔"

"دیکھو پارس! جو عورت اپنے باپ کی منکوحہ ہوتی ہے، ماں کہلاتی ہے۔ اس اعتبار سے تمہاری ایک ماں رسوئی نام دوسری میں ہوں۔"

"اور جن سے باپ شادی نہ کرے اور ان کی زندگی بھر کر دے، وہ بچیاں کسی حساب میں نہیں ہیں؟"

"یہ تمہارے پاپا کی غلطی ہے۔ تم گڑے حوسہ اکھاڑو۔"

"آپ منکوحہ ہیں۔ خدا نخواستہ نہ ہوتیں تو کیا مجھے آپ سے آپ کا نام پوچھنے کا حق نہ ہوتا؟"

"یہ تمہارے لکھنے والی باتیں کر کے لا جواب کو دیتے ہو۔"

"میں کسی سے نا انصافی نہیں کرنا چاہتا۔ پاپا کی زندگی آنے والی ہر عورت ان کی بیوی نہ کہلا سکی۔ میں ہراس عورت

ماں کہہ کر اس کا نام بوجھا سکتا ہوں۔ ان کی گود میں سر رکھ انہیں فریاد علی تہور کا ایک بیٹا دے سکتا ہوں۔ ہراس کو بہ ایک پارس لے گا تو میرے باپ کی بیوفائی کی تکلیف کچھ ہو جائے گی۔"

لیلی نے کہا "پارس! تم عظیم ہو۔ تمہارے سینے میں آہ دل ہے۔ تمہیں عورتوں کے دکھ کا احساس ہے۔ تم عورتوں عزت کرتے ہو اور عورتوں کو کبھی کھلوٹا نہیں سمجھتے۔"

وہ بولنے بولنے چونک گئی مچوئے گئی۔ پارس نے پوچھا "ہوا؟"

"ہو گا کیا؟ جذباتی باتیں کر کے مجھے آتھنا رہے ہو۔ تم اپنی زندگی میں آنے والوں کو کھلوٹا سمجھتے ہو۔ اپنے پاپا کے

قدم پر چلتے ہو۔ بڑے پارسا بن کر اپنی اماؤں کا حساب کر رہے تمہاری زندگی میں آنے والوں کا حساب کون کرے گا؟"

"میرے بچے کریں گے۔ اللہ آپ کو لمبی عمر دے، آدیکسیں گی کہ ہمارے خاندان کا ہر بچہ اپنے اپنے باپ کی ما

بھری تاریخ لکھتا جائے گا۔"

"خدا تم سے بچائے رکھے۔ ضروری بات نہ ہوتی تو تمہارے پاس نہ آتی۔"

"اس سے ضروری بات کوئی نہیں ہو سکتی کہ میں اماؤں سفر پر روانہ ہو جاؤں۔ باری باری اپنی ہراس سے ملاقات کر اور ان کے دکھ کا ہاشا رہوں۔"

"ہراس کر رہے ہو۔ ان کے دکھ کیسے بانٹو گے؟"

"بہت آسان سی بات ہے۔ جس ماں کا نام اور پتا ملتا جائے اس کے پاس جا کر پاپا سے رابطہ کروں گا اور کون کا جب تک آپ اس ماں سے نکاح نہیں پڑھا میں میں بھوک بڑا ل کرنا

رہوں گا۔"

لیلی نے پریشان ہو کر پوچھا "کیا تم پاپا کی زندگی میں آنے والی تمام عورتوں سے اُن کا اسی طرح نکاح پڑھوا دو گے؟"

"جی ہاں۔ اس طرح ڈیڑھ دو سو ماؤں کا ذخیرہ ہو جائے گا۔"

"کیا تم مجھ پر سو کھیں لانا چاہتے ہو؟"

"ہاں آپ سو کھیں گوان کا حق نہیں دینا چاہتیں؟"

وہ پارس کے داغ سے نکل کر میرے پاس حاضر ہوئی پھر دلہ لیا۔ پارس بھوک بڑا ل کر کے آپ سے کوئی بات نہ منائے

ذات پاپا نہیں لیں گے؟"

"بھوک بڑا ل کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو اس کی ہر بات ان لیتا ہوں۔"

"کیا وہ آپ کو مجبور کرے کہ آپ کسی سے نکاح پڑھوا لیں ذات پاری راضی ہو جائیں گے؟"

"وہ ایسا کیوں کرے گا؟"

"وہ ایسا کرنے جا رہا ہے۔ جوانی کی ابتدا سے لے کر اب تک جتنی عورتیں آپ کی زندگی میں آئی ہیں، وہ ان سب سے

لاقات کرنے اور ان سے انصاف کرنے جا رہا ہے۔ اس کے خیال میں انصاف کا تقاضا اسی وقت پورا ہو گا جب آپ بیوفائی کے داغ دھوسیں گے اور ان سے نکاح پڑھواتے جائیں گے۔"

میں ہنسنے لگا۔ وہ ایک دم سے رو پڑی۔ روتے ہوئی بولی۔

آپ تو نہیں گے۔ آپ کے لئے اس سے بڑی خوشی اور کیا ہوگی کہ ڈیڑھ دو سو بیویاں بنج ہو جائیں گی؟"

مجھ سے ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ میں نے بڑی مشکلوں سے

سی ضبط کرتے ہوئے کہا "میں شیطان کے جکڑ میں پڑتی ہو۔ اس نے اپنی باتیں کی میرا پھیر میں تمہاری سوچنے سمجھنے کی صلاحیت

تم کوئی ہے۔ اس نے کہا کوا کان لے گیا تم نے کوئے کو دیکھا ہے کان کو نہیں دیکھا۔"

وہ آنسو پوچھتے ہوئے بولی "آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟"

"کون کا کیا اتم سے پوچھتا ہوں کیا ایک شخص کے لئے

ڈھ دو سو نکاح جائز ہیں؟"

"آں؟ وہ حیرانی سے بولی "یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا

الاکہ سیدھی سی بات تھی۔"

مجھ کو کچھ سوچ کر بولی "مگر بیٹے کی ضد پر مزید دو شادیاں تو

لے سکتے ہیں؟"

"یہ دو شادیاں کا حساب کیا ہے؟"

"ہمار شادیاں جائز ہیں۔ ایک نکاح رسوئی سے ہو چکا ہے،

دوسرا مجھ سے ہوا ہے۔ باقی دو کی گنجائش ہے۔"

میں نے پشیمانی پر ہاتھ مار کر کہا "میری زندگی میں اور کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ وہ ضرور تمہیں چھیڑ رہا ہے۔"

"یہ کیسا بیٹا ہے جو ان کو چھیڑ رہا ہے۔"

"ماں کو باپ کے لئے چھیڑتا ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ اسی لئے میں اُس کے پاس نہیں جاتی۔ بات کرتے ہی پکڑا دیتا ہے۔"

"تم فریاد کی شریک حیات ہو کر شکست تسلیم کر رہی ہو۔ ابھی جاؤ اور اسے منہ توڑ جواب دو کہ تمہارا باپ میرا ہے میرا

ی رہے گا وہ میرے بعد اب کسی سے نکاح نہیں پڑھوائے گا۔"

"ہاں! جب شوہر قابل اعتماد ہو جائے تو عورت ساری دنیا کو منہ توڑ جواب دے سکتی ہے۔ میں ابھی اس شریک کی زبان بند

کروں گی۔"

وہ پھر پارس کے پاس آئی وہ پوی کے زانو پر سر رکھ لیتا ہوا تھا لیلی کچھ کہنا چاہتی تھی اس سے پہلے ہی وہ بولا "پلیز! آپ

ایک منٹ بعد تشریف لائیں۔ پوی می میرے پاپا کے حلق کوئی راز کی بات کہہ رہی ہیں۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ لیلی داغ سے باہر ہو گئی۔

پوی نے پوچھا "تم ابھی بولنے بولتے چلے پتے کیوں ہو گئے تھے؟"

پارس نے جھوٹ کہا "ابھی پاپا میرے پاس آئے تھے۔ میں نے کہا میں اپنی ماں کی گود میں لینا ہوا باتیں کر رہا ہوں۔ اگر می

اجازت دیں گی تو میں آپ کو آنے دوں گا۔"

پوی خوش ہو کر بولی "تم نے اپنے پاپا کے سامنے مجھے ماں کہا ہے، صرف کہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔"

"میں تو سچ بچہ تھا میں ماں بنانا چاہتا ہوں۔ پاپا سے تمہارا نکاح پڑھانا چاہتا ہوں۔"

"اؤہ پارس! تم گرت ہو۔"

"ابھی پاپا میرے داغ میں آئیں گے تو میں چپکے سے تمہارا ہاتھ دباؤں گا۔ تم ان کی محبت میں کچھ بول سکتی ہو بولتی چلی جانا

یہ ظاہر نہ کرنا کہ تمہیں ان کی موجودگی کا علم ہے۔"

دوسری طرف لیلی نے داغی طور پر میرے پاس حاضر ہو کر

کہا۔ "وہ پوی کے زانو پر سر رکھ لیتا ہوا ہے اے می کہہ رہا

تھا۔ مجھ سے کہا میں ایک منٹ بعد آؤں۔ اس کی پوی می اس

کے پاپا کے حلق کوئی راز کی بات کہہ رہی ہے۔"

میں نے کہا "اس لڑکے نے تو ناک میں دم کر دیا ہے۔ یعنی

تم ہی ذرا عقل سے کام لو۔ پوی کو کمی کہہ دینے کا مطلب یہ نہیں

ہے کہ میں اس سے نکاح پڑھواتے جا رہا ہوں۔"

"پارس نے کہا تھا کہ اب وہ ہراس عورت سے ملے گا جو

آپ کی زندگی میں آکر اچھا خاصا وقت گزار چکی ہے۔ اسی مقدم

کے تحت وہ سب سے پہلے پوی کے پاس پہنچا ہوا ہے۔"

”میں ابھی اسے ٹھیک کرتا ہوں۔ میرے ساتھ آؤ۔“
ہم دونوں پارس کے داغ میں بیٹھے اس نے ہماری لامعلیٰ میں
ہولے سے پوری کا ہاتھ دبایا۔ وہ کہنے لگی ”پارس! میں سوچ بھی
نہیں سکتی تھی۔ تم مجھ سے سال کا پیرا لینے اور بیٹے کا پیرا دینے آؤ
گے۔“

میں نے پوچھا ”پارس! یہ کیا ہو رہا ہے؟“
”عجب ہے بابا! آپ یہ دیکھ کر بھی پوچھ رہے ہیں کہ بیٹا اپنی
ماں کے پاس ہے۔“

”یہ تمہاری ماں کیسے ہو گئی۔ کیا میں نے اس سے نکاح
پڑھوایا ہے؟“
”آپ نے سونیا ماما سے بھی نکاح نہیں پڑھوایا لیکن آج
تک انہیں ماں کہنے سے مجھے نہیں مدد کا پھر آج کیوں ٹوک رہے
ہیں۔“

مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ وہ واقعی ماں کے رشتے سے
سونیا کو ماما کہتا تھا اور سونیا اعلان ہی کتنی تھی کہ پارس اس کا بیٹا
ہے میں نے بھی یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ سونیا کو ماں کیوں کہتا ہے۔
کیا میں نے سونیا سے نکاح پڑھوایا ہے؟

میں نے یہ سوال بھی نہیں کیا تھا پھر پوری کو ماں کہنے پر کیسے
اعراض کر سکتا تھا۔ لیکن میرے داغ میں میرے یہ خیالات پڑھ
دی تھی اور میری مجبوری اور لا جواب ہونے کی بے بسی کچھ دہی
تھی۔

”اُدھر پوری اُس سے کہہ دی تھی۔“ میری سمجھ میں نہیں آتا
کہ مجھ میں کیا کی تھی۔ اگر کی تھی تو تمہارے باپ ایک عرصے
تک محبت کی قسمیں کیوں کھاتے رہے۔ اگر کی تھی اور وہ اس
کی نشاندہی کر دیتے تو میں وہ کی پوری کر دیتی۔“
پارس نے پوچھا ”کیا پاپا نے آپ میں بھی بے وفائی
دیکھی؟“

”بیٹے! ابھی نہیں۔ تمہاری اپنی ماں رسوئی اور دوسری ماں
لیلیٰ ساکنہ کہہ کر وفادار ہیں۔ میں تو ساکنہ نہ ہوتے ہوئے بھی
وفادار ہوں۔ تمہارے باپ کے نام پر آدمی جوانی گزار دی۔
آدمی ہے وہ بھی گزار دوں گی۔ میری بے لوث محبت، میری
سادہ جوانی کا انتظار تمہاری دونوں ماؤں پر بھاری ہے۔ تمہاری
دونوں ماؤں میری محبت اور وفاداری کی مثال پیش نہیں کر سکیں
گی۔“

میں دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ میرا سر جھک گیا۔ لیلیٰ بھی
خاموش تھی۔ کسی گرمی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہم کچھ رہے
تھے، بیٹا شرارت سے چہیز چھا کر رہا ہے۔ وہ پیدا انکی شرارت
آج اس شرے نے بڑی سنجیدگی سے باپ کو اٹھا کر کھڑا کیا تھا۔
میں چاروں شانے چت ہو گیا تھا۔ ایک زمانے سے لوگ
میری عیاشی پر تبصرے کرتے آ رہے تھے میں ان کی پروا نہیں

کرتا تھا۔ کوئی میرا کیا بکا کر سکتا تھا۔ آج تک کوئی میرا یاد کسی
معا ملے میں میرا کچھ نہیں بکا کر سکی۔ لوگ تو بس ایک وقت کہتے
ہیں دوسرے وقت ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔

لیکن ارادہ کا خون گرم ہوتا ہے۔ وہ ٹھنڈا نہیں پڑتا۔ آج
پارس بولا لیکن اس کی باطنی تیور کی اولاد بولے گی۔ کیا نہیں ارادہ
جان کی عیاشانہ روایات کو قائم رکھنا چاہتے؟ یہ بڑا بے حیا سوال
بیٹے اس کا جواب میں بیٹے اور آئندہ کسی پوتے کو پونی کو نہیں دے
سکتا تھا۔

میں جو دنیا کو ٹھوکروں میں ڈالتا تھا، آج اپنی آئندہ نسل کی
ٹھوکروں میں آیا تھا۔ ایک گناہ کا رسوچتا ہے کہ آئندہ کچھ نہیں
ہو گا ہمارا آئندہ محفوظ ہے۔ یہ بھول جاتا ہے کہ آئندہ اس کی
جوان ارادہ غائب کرے گی۔ وہ باپ جو کسی کے سامنے نہیں ہارنا
اولاد کے سامنے ہار جاتا ہے۔

لیلیٰ میری شرمندگی اور پریشانیوں کو سمجھتی ہوئی غوطی
انگیوں سے میرے بالوں میں گھسی گھسی کہنے لگی۔ میں نے آہستگی
سے کہا ”سونیا کے پاس جا کر کہہ دو ہم پارس کو مرنا کے پاس
جانے کے لئے نہیں کہیں گے۔ وہ یہ کام مسلمان سے لے سکتی
ہے۔“

وہ چونک کر بولی ”مرنا کے نام پر یاد آیا کہ پارس کون سا
پار سا ہے کہ آپ کو شرمندہ کر رہا ہے۔“
”لیلیٰ! اسے کچھ نہ کہو۔ اس کے پاس ہر سوال کا بھرپور
جواب ہو گا۔“

”کوئی جواب نہیں ہو گا۔ وہ اپنی عیاشی کے سلسلے میں
لا جواب ہو گا۔ میں اسے شرمندہ کروں گی۔“

یہ کہتے ہی وہ پارس کے پاس پہنچ گئی۔ غصے سے بولی ”کہا
تھیں احساس ہے کہ تم نے اپنے باپ کو کیسی تکلیف پہنچائی
ہے۔ اپنے باپ پر جبر پیچھے سے پہلے نہیں اس جبر سے اپنا ہر
پھوڑنا چاہتے۔ تم نے بھی اپنی لڑکیوں کی زندگیوں پر بربادی کی۔“
پارس نے کہا ”آپ ایک لڑکی کی بھی بربادی کی مثال چڑ
کروں۔ میں قائل ہو جاؤں گا اور آپ کے ہاتھوں سزا پاؤں
گا۔“

”کیا تم نے زہر لی مارا کو کھلوٹا نہیں بنایا۔“
”بالکل نہیں۔ میں تو اسے شریک حیات بنانے والا ہوں۔“

مجھے اندیشہ تھا کہ جو اس سے شادی کی اجازت نہیں دے گی
لیکن میری جو فرخ دل ہے۔ جانتی ہیں آپ کہ وہ کیا کہتی
ہے؟“

”میں سن رہی ہوں۔“
”جو جو کہتی ہے میرے زہر لے خون سے وہ میرے بچے کو
ماں نہیں بن سکے گی۔ ڈاکٹروں کی بھی یہی رپورٹ ہے۔ وہ میرا
اپنی گود میں کھانا چاہتی ہے مجھ سے کہتی ہے۔ ماما خدا

مارا کے زہر لے خون سے مطابقت رکھتا ہے اس لئے وہ میرے
بچوں کو جنم دے سکتی ہے۔ جو جو نے مجھے اس سے شادی کی
اجازت دے دی ہے۔“

لیلیٰ نے کہا ”یہ زبانی باتیں ہیں۔ اجازت مل گئی ہے تو شادی
کیوں نہیں کرتے۔“
”مارا زہر علاج ہے۔ وہ بڑی حد تک نارمل اور منہذب
ہو چکی ہے لیکن پھر بھی مزاج میں کچھ زہریلا پن ہے۔ وہ میرے
ساتھ کسی دوسری کو برباشت نہیں کرنا چاہتی۔ جس دن وہ
برداشت کرے گی اور راضی ہو جائے گی میں اس سے شادی کر
لوں گا۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کی تصدیق آپ مارا کے داغ
میں جا کر کر سکتی ہیں۔“

”تصدیق تم کروں گی۔ ابھی تو کتنی لڑکیاں ہیں جو تمہاری
زندگی میں آکر ٹپکی گئی ہیں۔ ان کا حساب کرو۔“
”یہی لڑکیاں نہیں ہیں۔ ایک دو ایسی ہیں جو کہیں کم ہو گئی
ہیں۔ اگر انہیں میری ضرورت ہوئی تو واپس آئیں۔ جو چھوڑ
تھیں ان کا ذمہ دار میں نہیں ہوں۔“
”اپنا نے تمہیں نہیں چھوڑا تھا۔ امک میں نے اسے اغوا
کر لیا تھا تم اس کے کام کیوں نہیں آتے؟“

”آپ خیال ڈالنی کرتی ہیں۔ کیا اس کے داغ میں پہنچ سکتی
ہیں؟ آپ کا جواب ہو گا نہیں۔ پھر تو وہ ہمارے لئے کٹام ہوئی۔
جب بھی وہ پھر مام پر آئے گی میں اس کی رضامندی دیکھوں گا۔
وہ راضی ہوئی تو اسے امک میں سے چھین لاؤں گا۔ وہ میری
تیری شریک حیات ہوگی آپ آگے فرمائیں۔“
پھر اس نے خود ہی کہا ”آپ مرنا کے متعلق فرمائیں گی
بچہ ہی سب ہی جانتے ہیں وہ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئی۔ مجھ سے
چھٹی بھری ہے۔“

لیلیٰ نے کہا ”میں اور تمہارے باپا مرنا کے متعلق بہت ہی
سنجیدہ معاملات پر تم سے باتیں کرنا چاہتے تھے مگر تم نے ہمیں
دوسرے معاملات میں الجھا دیا۔“

پارس نے پوچھا ”وہ معاملات کیا ہیں؟“
لیلیٰ نے اسے مرنا میں بریں مائز اور بیکٹ کراہ مارا ایم
تایا جو واقفیت میں کھلیا جا رہا تھا پھر اس نے کہا ”تمہارے باپا
چاہتے ہیں کہ تم مرنا کو تلاش کرو اور اسے ہماری طرف مائل
کرو۔“

”اسے آپ لوگوں کی طرف کیسے مائل کروں؟“
”تم ڈانڈاں بیٹے تو نہیں ہو۔ وہ تم سے بھائی ہے مگر تمہیں
چاہئے ہے تم اسے محبت سے ہماری ٹیم کے لئے جیت سکتے ہو۔“
”اگر میں اسے جیت لیا تو وہ میری جو تھی شریک حیات
ہوگی۔“

”تم نے پھر کب اس شروع کی؟“

”یہ کب اس نہیں ہے۔ ابھی آپ نے الزام دیا تھا کہ میں
پار سا نہیں ہوں اور میں ثابت کر چکا ہوں کہ ان سے شادیاں
کر سکتا ہوں۔ اب یہ لڑکیاں خود بھائی پھر رہی ہیں تو میں الزام
سے بڑی ہو رہا ہوں۔ آپ بھی بابا کو الزام سے بری کریں، میں نہیں
پچھلی تمام عیوب پارس سے شادی کرنے کی اجازت دیں۔ جنہیں
بھائی کا وہ بگاڑ بھاگ جائیں گی۔ ان سے آپ کا بچہ چھوٹ جائے
گا۔“

”اور جو نہیں بھاگیں گی، وہ سوئیں بن کر مجھ پر مسلط
ہو جائیں گی، تم مجھے اتوار ہے ہو۔“
”آپ ایک عورت ہیں، دوسری عورتوں کے حقوق کیوں
نہیں دیتا چاہتے؟“

”میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی۔“
”بات نہ کرنے کے باوجود بابا کو اپنے تمام بھائی بن کی
خلافی کرنی ہوگی۔ انہوں نے جس عورت کو بھی ہاتھ لگایا ہے اس
سے نکاح پڑھواتا ہو گا اگر آپ انکار کریں گی تو اس کا مطلب ہو گا
کہ آپ کی نظروں میں عورت کی آبرو کوئی اہمیت نہیں رکھتی
ہے۔“

لیلیٰ نے میرے پاس آکر اپنے سر کو تمام لیا، میں نے کہا۔
”میں نے پہلے ہی منع کیا تھا پارس کے پاس نہ جاؤ اس کے پاس ہر
سوال کا بھرپور جواب ہو گا۔“

”آپ کے بچنے اعمال نے اسے تھوڑا دبا دیا ہے اگر میں
کہتی ہوں کہ آپ سابقہ عیوب پارس سے نکاح نہ پڑھاؤ میں تو اس کا
مطلب یہی ہو گا کہ میں عورت ہو کر دوسری عورتوں کی بے آبروئی
پسند کر رہی ہوں۔“

”پھر وہی بات۔ کیا ڈیمر ساری عورتوں سے نکاح جائز
ہو گا؟“

”ہو گا۔ کتنی تو عمر بچی ہیں، کتنی گتام ہیں، جو حاضر ہیں ان
سے نکاح پڑھوانے کے لئے آپ کا بیٹا طرح طرح کے جواز پیدا
کر لے گا میں اس کے شیطانی داغ کو سمجھ گئی ہوں وہ ناممکن کو
ممکن بنا سکتا ہے۔“

”میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ کسی سے نکاح نہیں پڑھاؤں
گا۔“

یہ کہتے ہی میں پارس کے پاس گیا، پھر بولا ”میں نے تمہیں
بہت دھکیل دی ہے، بہت سر پر چڑھایا ہے۔ اب نیچے اتر جاؤ۔
اپنی دوسری ماں سے کہہ دو تم مذاق کرتے رہے ہو۔“

اس نے پوچھا ”کیا آپ میری تمام ماؤں سے مذاق کرتے
رہے ہیں؟“

”کب کب اس مت کرو۔“

”آپ کے ڈانڈنے سے اولاد خاموش ہو سکتی ہے مگر حقیقت
چپ نہیں ہوتی۔ وہ ایک دن ضرور بولتی ہے۔“

”تم چاہتے کیا ہو؟“
 ”ابنی ماں سے انصاف۔“
 ”کس ماں کی بات کر رہے ہو؟“

”اتنی بڑی دنیا میں میری صرف ایک ہی ماں ہے۔ وہ ماں جس نے مجھے جنم دیا مگر اپنی بے مثال متا اور تربیت سے مجھے غیر معمولی صلاحیتوں کے آسان پر پہنچایا۔ یہ وہ ماں ہے جس کے لئے میں باپ سے بھی گھر لے سکتا ہوں۔“
 ”تم خیمہ دہانی ہو رہے ہو۔ تمہیں پتا ہے، سونیا روحانیت کی راہ پر چلتی آ رہی ہے۔ وہ خود ہی ازدواجی زندگی نہیں گزارنا چاہتی۔“

”کیا آپ نے کبھی ان سے شادی کی بات کی تھی؟“
 ”ہاں ٹھیک بارہا ہور میں تمہاری پھوپھی کے ہاں وہ میری دلہن بننے والی تھی پھر اچانک اس نے تمہاری رسونی ماما کے حق میں فیصلہ بدل دیا۔ وہ تمہاری ماں کی سوکن بن کر اس کا دل نہیں ڈھکا چاہتی تھی۔“

”ممانے میری ماما کے لئے اپنے اندر کی عورت کو کچل دیا۔ یہی قربانی کا جذبہ آپ میں بھی ہوتا چاہئے تھا۔ اس کے بعد آپ کی زندگی میں کسی عورت کو داخل نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اگر آپ کی زندگی میں داخل ہونے کا کوئی دروازہ کھلا تھا تو وہ صرف سونیا ماما کے لئے کھلا رہتا چاہئے تھا لیکن اس دروازے سے دوسری عورتیں آتی جاتی رہیں۔ آخر میں پللی آئی ساگن بن گئیں۔ میری ماما تو ایک کچرا گھیس جنہیں آپ اپنی ذات سے باہر پھینک کر بھول گئے۔ کھڑکی دروازے بند کر گئے تاکہ کچرا واپس نہ آجائے۔“

”میں تمہاری باتوں کا جواب نہیں دے سکوں لیکن اتنا ضرور پوچھوں گا کہ ان باتوں سے کیا حاصل ہوگا؟ تم کیا چاہتے ہو؟“

”میں چاہوں کہ دنیا کی تمام عورتوں کے مقابلے میں مجھی کہ میری پیدا کر کے والی ماں کے مقابلے میں بھی ماما کو سب سے زیادہ عزت مان اور رتبہ ملے لیکن بابا! میری ضد یا سفارش پر ماما کو عزت ملے گی تو وہ خیرات ہوگی۔“

”یعنی ہر طرح سے تمہیں اعتراض ہے۔ میں سونیا سے نکاح پر دھمکانے کی بات کر رہا ہوں تو یہ محبت نہیں ہوگی، خیرات ہوگی۔“
 ”محبت ہوتی تو آپ میری زبان کھلنے سے پہلے ماما کو اپنی منکوحہ بنا لیتے۔“

”ارے یہ تم کیا مسئلہ لے بیٹھے ہو۔ ہمیں مختلف محاذوں پر مختلف دشمنوں سے نمٹنا ہے۔ وہ ہماری عدم موجودگی میں پتا نہیں کہاں گیا کر جائیں گے۔“
 ”آپ اپنی جوانی کی ابتدا اسے دشمنوں کی فکر کرتے ان سے لڑتے اور ان پر غالب آتے رہے ہیں اور اپنے اندر کے

دشمن کو چھپاتے رہے ہیں، وہ دشمن جذبات آپ سے غلط ہیں پر غلطیاں کراتے رہے۔ آپ کی بے بسی اور خود غرضی اتنی بڑھ گئی کہ آپ نے عظیم ماما کو دو کوڑی کا سمجھ کر پیشہ کے لئے نظر انداز کر دیا۔“

”جو کس مت کرو، میں آج بھی سب سے زیادہ سونیا کی عزت کرتا ہوں۔ میں مشکل راہوں پر خود چلتا ہوں مگر چلنے سے پہلے اس سے مشورہ لیتا ہوں۔ میرے لئے اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ میری شریک حیات بن جائے۔“

”بابا! میں وضاحت کر دوں کہ میرا مزاج اور میرے خیالات کیوں بدل گئے ہیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ میں جوان ہو کر آپ کا محاسبہ کر رہا ہوں۔ ایک دن میری اولاد جوان ہو کر میرا اعمال نامہ پڑھے گی۔ میرے اور آپ کے اعمال ناموں میں عیاشی اور بے حیائی زیادہ ہوگی اور اخلاقی باتیں برائے نام دکھائی دیں گی۔“
 ”تم صاحب اولاد نہیں ہو سکو گے، ڈاکٹروں کی رپورٹ میں سن چکا ہوں، تمہارا زہریلا بن جو جو کو نقصان پہنچائے گا۔“
 ”مارا کو تو نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں اولاد کے لئے اس سے شادی کروں گا۔ باقاعدہ نکاح پڑھواؤں گا۔“

”اچھی بات ہے میں اس مسئلے میں سونیا سے بات کرنے جا رہا ہوں۔“
 ”آپ میرے نہیں اپنے مسئلے میں بات کریں۔“

”میں سونیا کے پاس آیا۔ اس نے پوچھا، ”کیا پارس کو مرنا کی موجودہ مصروفیات کے متعلق بتا چکے ہو؟“
 ”کچھ بتایا ہے کچھ بتانے کو رہ گیا ہے۔ وہ ہمیں نئے مسئلے میں الجھا رہا ہے۔“

”کیا ہے وہ نیا مسئلہ؟“
 ”اب میں کیا بتاؤں، وہ اس بات پر ناراض ہے کہ میں نے تم سے نکاح کیوں نہیں پڑھوایا۔“

سونیا کی سانس اوپر کی اوپر ہی رہ گئی۔ اس نے سانس روک لی۔ میں باہر نکل آیا۔ یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ پارس نے مار کی دھمکی دے کر میری انگلی رکھوائی ہے۔ چونکہ اس کے اندر بھی یہ کرب چھپا ہوا تھا کہ میں نے اسے سب کچھ دیکھ لیکن شریک حیات کے حقوق نہیں دئے۔ عورت خواہ کتنا ہی چھپائے، اوپر سے خواہ کتنی ہی بہتر بن جائے، اسے اپنی توہین کا احساس ہوتا ہے اور اس توہین کو وہ بڑی خاموشی سے جبر برداشت کرتی رہتی ہے۔

میں پھر اس کے دماغ میں آیا۔ وہ گہری سنجیدگی سے بول رہی تھی کہ ”میں تم کو صرف تم اور پوری ہو۔ یوں بھی چارے زیادہ ادویں کی اجازت نہیں ہے۔“
 ”دوسری بیٹیوں نے تم پر محبت اور اپنا حق من لٹانے میں کس بات کی کمی کی ہے۔ کیا ان سے انصاف نہیں کرو گے؟“
 ”کیا پارس کی طرح اس معاملے کو الجھا رہی ہو۔“
 ”نہا! مجھے اس معاملے سے دلچسپی نہیں ہے۔ میں اگر خدا کی آواز کو تو سونیا کی سوکن بن جاتی لیکن میں نے جنہیں دیوانہ اور کچلنے کے باوجود سوکن بننا کوارا نہیں کیا۔ پھر اب کیسے لپٹی

خیال تھا پارس اسے ڈھونڈ نکالے گا لیکن وہ تو ہماری شادی کا مسئلہ کر بیٹھا تھا۔“
 ”اس کا دماغ چل گیا ہے۔ اسے اچانک یہ باتیں وہ بولی۔“

”کیوں سوچ رہی ہیں؟“
 ”میں نے کہا، ”جو جو کے ماں بننے کے آثار پیدا ہوئے تھے میں نے مکمل رپورٹ کے مطابق وہ کبھی ماں نہیں بن سکے گی۔ اس کا زہریلا خون صرف مارا سے ملاقات رکھتا ہے اس لئے مارا کے مکمل طور پر نارل ہونے کے بعد وہ شادی کرے گا جس سے ضرور اولاد ہوگی۔“

سونیا نے کہا، ”وہ اولاد کے لئے مارا سے شادی کر سکتا ہے مگر یہ شادی کے لئے مجبور کر رہا ہے؟“
 ”نہ وہ مجبور کر رہا ہے نہ میں مجبور ہو رہا ہوں۔ میں لاکھ روپائی سہی منکر محل سے جاتی ہو کہ میں تمہیں دل و جان سے اپنا ہوں۔ اگر تم سے نکاح نہیں پڑھوایا تو یہ میری کو تباہی ہے۔“
 ”والی یا تواری ہے یا پھر تم سے ایسا روحانی تعلق ہے جو شادی یا رسم سے بلند دیرا ہوتا ہے۔“

”میں مانتی ہوں محترم دل سے اور روح کی گہرائیوں سے برے ہو لیکن دنیا میں رہتے ہوئے عورت کو اپنے مو کے اگلے سے جو عزت اور مقام ملتا ہے وہ مجھے نہیں ملا۔ جب اپنا دلی ازدواجی رشتہ نہ دے اپنی عورت کو مجازی خدا کے حوالے ہے اپنا نام نہ دے تو اس ذات اور توہین کو کچھ بھی عورتیں ہی سمجھتی ہیں۔ تمہارے جیسے مرد کبھی نہیں سمجھتے۔“

”ایسا نہ کہو، میں سمجھ رہا ہوں۔“
 ”بھوت، تم نے نہیں سمجھا ہے۔ بیٹا سمجھا رہا ہے۔ بیٹے کو یہ خیال ستا رہا ہے کہ مارا سے اس کی اولاد ہوگی تو وہ باپ سے پوچھے گی سونیا دادی کس رشتے سے ہماری دادی لگتی ہیں؟“

”ہاں! آئندہ نسل قیامت بن جاتی ہے۔ ہمارے بچیلے۔ ششوں کی چھان بین کرتی ہے۔ اگر ہمارا نکاح ہو جائے گا تو رے بیٹوں! پوتوں اور پوتیوں کو اخلاقی اور تمدنی اطمینان مل جائے گا۔“

”تم اولاد کے اطمینان کے لئے کتنی ساریہ محبوباؤں سے اج پڑھو گے؟“

”ابھی تو صرف تم اور پوری ہو۔ یوں بھی چارے زیادہ ادویں کی اجازت نہیں ہے۔“

”دوسری بیٹیوں نے تم پر محبت اور اپنا حق من لٹانے میں کس بات کی کمی کی ہے۔ کیا ان سے انصاف نہیں کرو گے؟“
 ”کیا پارس کی طرح اس معاملے کو الجھا رہی ہو۔“
 ”نہا! مجھے اس معاملے سے دلچسپی نہیں ہے۔ میں اگر خدا کی آواز کو تو سونیا کی سوکن بن جاتی لیکن میں نے جنہیں دیوانہ اور کچلنے کے باوجود سوکن بننا کوارا نہیں کیا۔ پھر اب کیسے لپٹی

اور پوری کی بھی سوکن بن جاؤں گی؟ تم مجھے اب تک سمجھ نہیں پائے۔ میں اپنی ذات میں ایک پوری کا نکات ہوں اور فریاد علیٰ نیوراس کا نکات کو کبھی تغیر نہیں کر سکے گا۔“

میں سمجھ رہا تھا۔ میں برسوں سے سمجھ رہا تھا کہ سونیا میرے لئے آسمان ہو گئی ہے۔ میں ہاتھ اٹھا کر اسے بھی نہیں چھو سکتا گا۔

میں نے پارس کے پاس آکر کہا ”سونیا کی نظروں میں تمہاری ضد کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔“

”میں اہمیت اختیار کرنا جانتا ہوں۔ آپ اتنا تادیب ماما کو اعتراض کیا ہے؟“

”وہ کسی کی سوکن نہیں بننا چاہتی۔“

”آپ ماما سے کہیں، سوکن بن کر اپنے جائز حقوق حاصل کرنے سے توہین نہیں ہوگی بلکہ اولاد کے محاسبہ کرنے سے شرمندگی ہوگی۔ ماما پچھلی ضد سے باز آکر آئندہ نسل کے سامنے جائز رشتہ ازدواج پیش کر سکتی ہیں۔“

”تم بڑی معقول اور دانائی کی باتیں کر رہے ہو۔ میں پھر تمہاری ماما کو قائل کروں گا۔“

”جب تک آپ قائل نہیں کریں گے، جب تک ہمارے خاندانی رشتے جائز نہیں ہوں گے جب تک میں آپ لوگوں سے دور رہوں گا۔ ان لحاظ کے بعد کوئی خیال خرابی کرنے والا میرے دماغ میں نہیں آئے گا۔“

”ہمارے سامنے مرنا بہت برا چیلنج بنی ہوئی ہے۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکٹر نہ جانے کیسی کیسی صلاحیتیں اور قوتیں حاصل کر کے آئے ہیں۔ ایسے وقت تم ہم سے رابطہ ختم کرنا چاہتے ہو؟“

”میرے پیدا ہونے سے پہلے بھی بڑی بڑی قوتیں آپ لوگوں کے مقابلے پر آمیں اور آپ نے میرے بغیر سب کو بھٹکایا۔ یوں سمجھ لیں میں پیدا نہیں ہوا۔ جب جائز رشتے ہوں گے تو پیدا ہو جاؤں گا۔ جب تک کے لئے خدا حافظ۔“

اس نے سانس روک لی۔ سلمان نے کہا ”سسر بھاری ہیں۔“

میں اس کے پاس گیا، وہ بولی ”تم بیٹے سے اچھے ہوئے ہو۔“
 ”اگر سلمان، سسر بھاری کے دماغ میں نہ کران کے موجودہ اجلاس کی کارروائی دیکھ کر آیا ہے۔“

مجھے سلمان اور سونیا کے ذریعے جو اطلاع ملی اس سے پتا چلا کہ امریکا میں ٹیلی بیٹھی جانے والوں کی ایک نئی تنظیم قائم کی گئی ہے۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے نئے خیال خوانی کرنے والے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں چار ٹیلی بیٹھی جانے والے نہایت ہی تجربہ کار سیاست دان، ماہرین دان، ڈاکٹر اور انجینئرز ہیں۔

وہ چاروں بلیک سیکرٹ کھلاتے ہیں۔ ان کا ایک ہاتھ ان کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ وہ بلیک سیکرٹ کو چھتا ہوتا ہے۔ ان کی ہاتھ اعلیٰ حکام تک پہنچاتا تھا۔ ان کے تمام مشیروں پر عمل کرتا تھا اور دوسروں سے عمل کراتا تھا۔

اس اجلاس میں سلمان نے پیرائٹر کے داغ میں وہ کر معلوم کیا کہ بلیک سیکرٹ اور مرنا کے درمیان شدید اختلافات ہیں۔ ٹرانسفا مرشٹین اور تمام نے ٹیلی جیٹھی جانے والے ان چار بلیک سیکرٹ کے ماتحت تھے اور ان کے احکامات کی پابندی کرتے تھے۔ وہ چاروں نے اپنا چہرہ دکھاتے تھے اور نہ ہی اپنی آواز سناتے تھے۔ وہ صرف برین ماسٹر کے داغ میں بولتے تھے اور اس کے ذریعے دوسروں کی باتیں سننے تھے۔

برین ماسٹر اجلاس میں بیٹھا اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہہ رہا تھا "ٹیلی جیٹھی کا شعبہ صرف بلیک سیکرٹ کے ہاتھوں میں ہونا چاہئے لیکن مرنا اپنے چار ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کی الگ ٹیم بنا کر اپنی من مانی کر رہی ہے۔"

مرنا نے اپنے نمائندے کی زبان سے کہا "میں کوئی ٹیم یا تنظیم نہیں بنانا چاہتی۔ میری ایسی خواہش ہوتی تو اپنے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو اس ملک میں نہ لاتی "انہیں آپ لوگوں سے بہت دور لے جاتی۔"

برین ماسٹر نے کہا "کیا ثبوت ہے کہ تمہارے خیال خوانی کرنے والے ہمارے ملک میں ہیں۔ تم نے ہم میں سے کسی کو ان کی صورت نہیں دکھائی۔"

وہ بولی "کیا تم اپنے خیال خوانی کرنے والوں کی صورتیں دکھاؤ گے؟"

پیرائٹر نے کہا "اس اجلاس میں ایسی کوئی بات نہ کی جائے جو آپس میں تنازعے کا سبب بن جائے۔"

وہ بولی "آپ لوگ ذہنی طور پر تنازعہ ختم کر سکتے ہیں عملی طور پر ختم نہیں کیا نہیں گے۔ پچھلے اجلاس میں برین ماسٹر نے چیخ کیا تھا۔ اس چیخ کے مطابق اس نے میرا ایک خیال خوانی کرنے والا کم کر دیا ہے۔ میرے ٹیلی جیٹھی جاننے والے نیوستانا کو ہلاک کر دیا ہے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔" برین ماسٹر نے کہا "تم کسی ثبوت کے بغیر الزام دے رہی ہو۔"

وہ بولی "ٹھیک کہتے ہو۔ ثبوت کے بغیر میں تمہیں الزام نہیں دے سکتی۔ تم بھی کوئی الزام مجھ پر عائد نہیں کرو گے۔"

مرنا کا اشارہ ان تین قیدیوں کی طرف تھا جو تاریک قید خانے میں تھے۔ برین ماسٹر ٹھوڑی دیر تک خاموش رہ کر خیال خوانی کے ذریعے چاروں بلیک سیکرٹ سے باتیں کرتا رہا۔ پھر وہ "مرنا! یہاں ہمارے ملک کے تمام اکابرین بیٹھے ہیں۔ میں ان کے سامنے تم سے درخواست کرتا ہوں آؤ دوست بن کر ہمارے

ساتھ کام کرو۔ آپس کی دشمنی ہمارے ملک کو بہت مہنگی پڑے گی۔"

"میں اپنے ملک کے ہر محبت وطن کی دوست ہوں۔ ایسے دوستوں میں آئین کے سبب بھی ہیں۔ جب تک میں نیوستانا کے قاتل کو بے نقاب نہیں کروں گی کسی پرجوش سائیس کولوں کی؟ برین ماسٹر نے کہا "ہم تمہارا شبہ کسی طرح دور کر سکتے ہیں؟ اگر تم سب کے سامنے نہیں بولنا چاہتیں تو میں تمہارے نمائندے کے داغ میں آ رہا ہوں۔"

وہ نمائندے کے اندر آکر بولا "مرنا! ہم حلیم کرتے ہیں تم زہر دے رہے ہو۔ تم نے ایک ہی دن میں ہمارے تین اہم آدمیوں کو تاریک قید خانے میں پھنسا دیا ہے۔ ہم تم سے دوستی کر کے اور تمہارے ساتھ اپنے ملک کی خدمت کر کے فخر کریں گے۔"

مرنا نے پوچھا "کیا یہ بدل سے کہہ رہے ہو؟"

"تم میری اور بلیک سیکرٹ کی سچائی کسی طرح بھی آزمائو۔"

"تو پھر مجھے اجلاس میں اپنی زبان سے اعلان کرو کہ کمر طرح میری صلاحیتوں کو تسلیم کرتے ہو اور اس طرح تازہ کرنا چاہتے ہو۔"

برین ماسٹر نے کھٹکھٹا کر گھاس صاف کرتے ہوئے کہا "آپ تمام معزز حضرات کو اختصار کی زحمت اٹھانی پڑی۔ آپ کو یہ کر خوشی ہو کہ تمام بلیک سیکرٹ مرنا کی ذہانت اور حاضرہا کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اس قابل ہے کہ بلیک سیکرٹ کی ٹیم میں شامل ہو کر ملک کے لئے کام کرے۔ کیا آپ حضرات متفق ہیں؟"

سب نے متفق ہو کر خوشی سے تائیاں بجاہیں اور کہا "ار

سلطے میں مرنا کو بھی کچھ کتنا چاہئے۔"

وہ بولی "یہ بھڑا پلے ہی دن ختم ہو جاتا اگر میری صلاحیتوں کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ میں نے ابھی کہا تھا کہ میرا ایک نیوستانا ہلاک کیا ہے اس کے بدلے میں نے تین ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو اضافہ کر لیا ہے۔ یعنی پہلے میرے پاس چار تھے اب چھ ہو گئے ہیں۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ جانتے ہیں کہ میں مرنا کی شکر جانتے والوں کو کہاں سے شکار کر رہی ہوں۔ وہ میری صلاحیتوں کے معترف ہو کر مجھے بلیک سیکرٹ میں شامل کر رہے ہیں۔ گو مجھے ہاتھوں بلیک سیکرٹ بنانا چاہئے ہیں۔"

بلیک سیکرٹ پریشان ہو گئے تھے وہ اجلاس میں یہ کہنا نہیں چاہ رہے تھے کہ ان کے تین ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو مرنا قید کر چکی ہے۔ ایسا کہنے سے برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹ کی مخالفت اور انتہائی کمزوریاں ظاہر ہو جائیں۔ انہوں نے پہلے اجلاس میں دعویٰ کیا تھا کہ کوئی دشمن ان کے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔ اور اس دعوے کے چند نمونوں بعد وہ تین کو اغوا کر لیا تھا۔

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے پوچھا "کیا تم ہاتھوں بلیک سیکرٹ بننے پر راضی ہو؟"

وہ بولی "مجھے وعدہ نہیں چاہئے۔ میں صرف کام کرنا چاہتی ہوں۔ بلیک سیکرٹ کی طرح کوئی ٹیم بنانا نہیں چاہتی اور نہ ہی ایسی کسی ٹیم میں شامل ہونا چاہتی ہوں۔ ہمارے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ان ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کا ہے جو میرے زیر اثر ہیں اور جو بلیک سیکرٹ کے ماتحت ہیں۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "میں ثابت کر چکی ہوں کہ اپنے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کی پوری طرح حفاظت کر سکتی ہوں۔ میں انہیں سوینا سے جھین کر لاتی ہوں۔ یہاں کسی نے نیوستانا کو مجھ سے جھین کر حفاظت کی۔ جس کے نتیجے میں چھپنے والے کو اپنے تین ٹیلی جیٹھی جاننے والوں سے ہاتھ دھو پڑا۔ اس لئے میں عرض کرتی ہوں مجھے بلیک سیکرٹ کا وعدہ نہ دیا جائے بلکہ اس ملک کے تمام نے ٹیلی جیٹھی جاننے والے میرے حوالے کر جائیں۔ میں ان کی حفاظت کروں گی اور انہیں ملک و قوم کی خدمت کے لئے استعمال کرتی رہوں گی۔"

برین ماسٹر نے کہا "تم بلیک سیکرٹ سے تمام اختیارات جھین لیتا چاہتی ہو؟"

"بلیک سیکرٹ کو بہت سے ملکی معاملات کے سلسلے میں اختیارات حاصل ہیں۔ ایک ٹیلی جیٹھی کا شعبہ میرے پاس آجائے گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"مرنا! ہم تمہاری قدر کر رہے ہیں اور تم سمجھ رہی ہو کہ ہم مجبور ہو کر جک رہے ہیں۔ کیا تم چاہتی ہو کہ ہم تمہیں خود سرور بنائی سمجھ لیں۔"

"میں باقی نہیں ہوں مگر تم لوگ مجھے بغاوت کے راستے پر پہنچا رہے ہو۔ اس سلسلے میں پیرائٹر اور کچھ فوجی افسران تمہارا ساتھ دے رہے ہیں۔ میں باقی ہوں یہ لوگ انکار کریں گے لیکن میں ہال ہوپ کن کے داغ سے ایک ایک دوڑنے کا کپا چٹا چڑھ چکی ہوں۔"

پیرائٹر اپنی کرسی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا پھر بولا "مرنا! ماسٹر اور لوگوں نے تم میرے ساتھ چند معززین کو بھی دوغلا کر دی ہو۔"

"غصہ نہ دکھاؤ۔ جواب دو۔ بلیک سیکرٹ کی اندھی حمایت کیوں کی جارہی ہے اور میری مخالفت کیوں؟ میں جن ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو سوینا سے جھین کر لاتی ہوں ان میں سے ایک کو کس تصور پر مار ڈالا گیا اور پال ہوپ کن کو مجھ سے جھیننے کے لئے ٹرانسفا مرشٹین کے ذریعے اس کی شخصیت کیوں تبدیل کرنا چاہتے تھے؟ کیا صرف اس لئے کہ وہ میرا ماتحت نہ رہے اور بلیک سیکرٹ کا قاتل مارا نہ جائے؟"

"یہ سب تمہارا ذاتی خیال ہے۔"

"ذاتی خیال نہیں ہے۔ میں نے ہال کے داغ میں برین ماسٹر کو بولتے سنا ہے۔"

"تم الزام دے رہی ہو۔"

"برین ماسٹر اگر تم سچائی سے انکار کرو گے تو تمہارے مزید تین ٹیلی جیٹھی جاننے والے میری قید میں آجائیں گے۔ تم انہیں سمندر کی تہ میں یا پال میں خلائ کی سیالوں میں چھپا کر رکھو۔ تین اور میرے پاس ملے آئیں گے۔"

برین ماسٹر پچھلے تین کا انجام دیکھ چکا تھا۔ مزید تین کے ہونے والے نقصانات کے بارے سوچ کر پریشان ہوا۔ امر اعلیٰ حکام اور فوجی افسران نے پوچھا "کیا مرنا نے ہمارے ہی تین آدمیوں کو قیدی بنایا ہے؟"

برین ماسٹر نے بلیک سیکرٹ کی ہدایات کے مطابق کہا "یہ کہنا اس کرتی ہے۔ ہمارے تمام ٹیلی جیٹھی جاننے والے محفوظ ہیں اور ایسے حفاظتی انتظام میں ہیں کہ مرنا کیا سوینا بھی خواب میں وہاں نہیں پہنچ سکے گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "مرنا! میں تم سے چند اصولی باتیں کرتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ جو راجوری جودی نارمن ہال ہو پکن اور نیوستانا ہمارے ملک کی امانت تھے۔ ان میں سے ایک مر گیا۔ اس کا ہمیں انصاف ہے۔ باقی تین اماتوں کو اپنے ملک کے حوالے کر دینا چاہئے کیا یہ تمہارا فرض نہیں ہے؟"

"انہیں سوینا کو لوٹنا چاہئیں کیوں کہ وہی انہیں یہاں سے لے گئی تھی۔ اگر میں نے انہیں حاصل کیا ہے تو غلطاً ہاتھوں میں نہیں جانے دوں گی۔ بلیک سیکرٹ بالکل نااہل ہیں۔ اور میں محنت سے حاصل کی ہوئی چیزیں نادانوں کے حوالے نہیں کروں گی۔"

"بلیک سیکرٹ کی حکمت عملیوں کو تم سے زیادہ نہیں جانتی ہو۔ اس کے باوجود ہمیں اختلاف ہے تو تم اپنے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہمارے حکم کی تعمیل کرنا تمہارا فرض ہے۔"

"آپ لوگ تمام ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو مجھ سے واپس لے کر مجھے خاکا کرنا چاہتے ہیں؟ دوسرے لفظوں میں سزور کیوں کرنا چاہتے ہیں؟"

"ہم تمہارا ایک عورت کو ٹیلی جیٹھی کا اہم شعبہ نہیں دینا چاہتے۔ تم بلیک سیکرٹ کے ساتھ کام کرو گی۔"

مرنا نے پوچھا "کیا آپ کو علم ہے کہ بلیک سیکرٹ نے ٹرانسفا مرشٹین سے کتنے ٹیلی جیٹھی جاننے والے پیرائے ہیں؟" "یہ جانتا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ بلیک سیکرٹ کا شعبہ ہے۔" "پھر تو یہ ہمیں بھی نہیں معلوم ہو گا کہ کتنے ٹیلی جیٹھی جاننے والے بلیک سیکرٹ کی گرفت سے نکل کر میری طرف آ رہے ہیں۔"

"کیا تم اپنے ملک سے دشمنی کر رہی ہو؟"

”میرے دوست کنگ فرنانڈو کی ایک پرانی کوٹھی دانتھن سے دو سو میل کے فاصلے پر ہے۔ اس کا ہر کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔“

”ابھی میرے کہتے ہیں قیدیوں کو اغوا نہ کرنا۔ زرا دیکھو حالات کون سا حق اختیار کرتے ہیں۔“

پھر وہ چونک کر بولی ”ہاں مجھے یہ بات ٹھیک رہی ہے کہ تین قیدیوں کے اغوا سے میرا کچھ نہیں ٹھلے گا۔ اگر ہم صبر کریں تو وہ مزید قیدی وہاں لائے گی۔ اے یہ کبھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس کے خفیہ اڑے سے واقف ہیں۔ وہ ازاں ایک دن ہمارے بہت کام آئے گا۔“

”سونا! تمہارا بیٹا سر پرچہ ہے۔ اگر ابھی یہ میرا ہے کچھ لگ جاتا تو میں مطمئن ہو کر برین ماسٹر اور بلیک سیکٹر کو بے نقاب کرنے کی کوشش کرتا رہتا اور ان کے ٹیلی ویژنی جانے والوں کا سراغ لگا کرتا۔“

”تم پارس کی فکر نہ کرو۔ میں اس سے کام نکالنا جانتی ہوں۔ یہ بلیک سیکٹر بالکل گولڈن برینز کے انداز میں آئے ہیں۔ ذرا ان کا جغرافیہ معلوم کرو اور سلمان کو میرے پاس

ہو جائے تو کسی مرحلے پر ہم سے آٹے گی۔“

”تجربہ کیا خوب ہے۔ میرا کوا اپنے لوگوں سے خفیہ کر دینا چاہئے۔ کیا تم نے ایسی تدبیر پر عمل کرنے کا کوئی راستہ دھونڈا ہے؟“

”ہاں، ابھی اجلاس میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ میرا تین تین ٹیلی ویژنی جانے والوں کو قید کیا ہے؟ جب بلیک سیکٹر سے میرا ٹھکانہ ہمارے کی اور ان کے تین نوٹی واپس کرنا چاہے گی تو واپس نہیں کر سکے گی۔ میں تارک قید خانے سے انہیں نائب کر دوں گا۔ میرا اپنے کام اور بلیک سیکٹر کے سامنے جھوٹی دہانے گی۔ وہ کہے گی کہ قیدی فرار ہو گئے ہیں لیکن کوئی یقین نہیں کرے گا۔ کیونکہ قیدیوں کے داغوں سے پتہ چلے گا کہ وہ ابھی تک تارک قید خانے میں ہیں۔ انہیں اس بات کا علم نہیں ہوگا کہ انہیں دوبارہ بے ہوشی کی حالت میں نہیں لے اپنے ایک تارک قید خانے میں پہنچایا ہے۔“

”بہت عمدہ تدبیر ہے لیکن مجھے کوئی بات ٹھیک رہی ہے۔ میں ابھی غور کر کے بتاتی ہوں۔ کیا تم نے اپنا تارک قید خانہ کہیں قائم کیا ہے؟“

”کمزور ہیں۔“

”وہ بولا“ میں حلیم نہیں کروں گا کیوں کہ وہ تینوں جلد ہی ہمارے پاس واپس آجائیں گے۔“

ایک نے کہا ”واپس آجائیں تو اچھا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ انہیں میرا لے گئی ہو۔ وہ جیسی بھی ہے ہماری ہے اور بڑی ذہان سے بلیک سیکٹر کی کمزوریاں ظاہر کر رہی ہے۔“

برین ماسٹر نے کہا ”آپ بلیک سیکٹر کی شان میں گفتگو کر رہے ہیں۔“

”میں غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کر رہا ہوں۔ بلیک سیکٹر کو پورے امریکا کی تقدیر کا مالک نہیں بنایا گیا ہے۔ بلیک سیکٹر کا ادارہ قائم ہوتے ہی کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا گیا۔ اس کے برعکس میں نے خیال خرابی کرنے والوں کا نقصان ہو گیا۔ اگر کوئی دوسرا نقصان ہوا تو بلیک سیکٹر کے ادارے کو ختم دیا جائے گا۔“

کچھ اعلیٰ عہدیداران نے اس بات کی تائید کی۔ ایک نے ”ہمیں فکر تھا کہ بلیک سیکٹر کی ٹیم میں ذہین ترین افراد ہیں۔ افسوس! ہم انہیں ذہانت کی بات سمجھاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے پیشہ کو قائم اور مضبوط رکھنا چاہتے ہیں تو میرا کو دوست بنا رکھیں۔“

دوسرے نے کہا ”یہ میرا کارنامہ ہے کہ وہ ہمارے ٹیلی ویژنی جانے والوں کو سونا سے چین کر لے آئی۔ تم نے بھی تمہارے عدو چین لے لیکن اس کی تحویل میں آنے والوں کو کوئی نہ بچ سکا۔ اس کی ذہانت اور کارناموں کا اعتراف کرو اور اسے دوسرا بناؤ۔ ورنہ وہ تمہاری چونچ میں گھنٹوں کی دھمکی کے جواب میں حرکتیں کر بیٹھے گی کہ تم سب کو پھانسی کا موقع بھی نہیں ملے گا۔ وہاں تو تھوڑی دیر تک اسی طرح کی گفتگو ہوتی رہی۔“

سلمان کے ساتھ سپر ماسٹر کے داغ میں پہنچا ہوا تھا۔ اجازت پر غصہ ہونے پر برین ماسٹر نے سپر ماسٹر کے داغ میں آکر کہا ”کسی طرح میرا کو قابو نہیں کرنا ہوگا۔ ہماری ساکھ بگڑ رہی ہے۔ بلیک سیکٹر سے مشورے کر کے ابھی تمہارے پاس آؤں گا۔“

میں نے سلمان سے کہا ”تم سپر ماسٹر کے علاوہ ان دوسرے دو غلطے عہدیداروں کے داغوں میں جاؤ جن کی طرف میرا اشارہ کر چکا ہے۔ یہ معلوم کرو۔ یہ دو غلطے بلیک سیکٹر سے کس طرح رابطہ کرتے ہیں اور کیا باتیں کرتے ہیں۔ میں سونا کے پاس ہوں۔“

میں نے اس کے پاس آکر اجلاس کی تمام باتیں بتائیں۔ بولی ”میرا اور بلیک سیکٹر کے درمیان دوستی یا کچھ تو نہیں چاہئے۔ ان کی آپس میں لڑائی ہے۔ ہمیں فائدہ پہنچے گا۔“

میں نے کہا ”اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ وہاں کے کام اور اعلیٰ فوجی افسران کا اعتماد میرا پر سے اٹھ جائے۔“

”دوستی اور حب الوطنی کا ثبوت دے رہی ہوں۔ بہت جلد ثابت کروں گی کہ تمام نئے ٹیلی ویژنی جاننے والے میرے زیر اثر آگئے ہیں اس کے بعد بھی ٹرانزفا ر مشین سے مزید پیدا کئے جائیں گے۔ انہیں بھی اپنے دام میں لے آؤں گی۔ یہ تمام لوگ میرے ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کرتے رہیں گے تو ہمیں یقین آئے گا کہ میں محب وطن ہوں۔“

وہ ایک ذرا وقت سے بولی ”میں اس اجلاس میں ایک ایک دشمن اور ایک ایک دو غلطے چرے کو پہچانتی ہوں۔ چاہوں تو ان کے داغوں میں ڈر لے پیدا کروں۔ پھر سوچتی ہوں کہ میرے مخالف ہیں مگر میرے ہی وطن کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان کی ایک اچھائی کی خاطر میں انہیں معاف کر رہی ہوں۔ ہر حال میں جاری ہوں۔ ضرورت ہوئی تو حاضر ہو جاؤں گی۔“

اس نے اپنے منہ سے کہا کہ وہ اجلاس سے اٹھ کر چلا جائے۔ وہ جانے لگا تو برین ماسٹر نے کہا ”میرا! تم حب الوطنی کی آڑ میں ہمارے ٹیلی ویژنی جاننے والوں کو فریب کر رہی ہو۔ اندر ہی اندر ہماری جڑیں کاٹ رہی ہو۔ میں تمہیں وارننگ دیتا ہوں اگر تم نے آئندہ چونچ میں گھنٹوں میں تمام نئے اور پرانے خیال خرابی کرنے والوں کو ہمارے حوالے نہ کیا تو ہمارے جاسوس تمہیں جہاں بھی تمہیں گولی مار دیں گے۔“

میرا کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ اس کا نام نہادہ جا چکا تھا۔ سپر ماسٹر نے کہا ”برین ماسٹر! تم کسی اعتماد دار تک دے رہے ہو۔ اگر اسے گولی مار دی گئی تو تارک قید خانے کا پتہ کون بتائے گا۔ ہمارے نئے ٹیلی ویژنی جاننے والے اس نامعلوم قید خانے میں بھوکے پیاسے مرجائیں گے۔“

ایک اعلیٰ فوجی افسر نے کہا ”برین ماسٹر! سپر ماسٹر کی باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ واقعی میرا تے بلیک سیکٹر کے ٹیلی ویژنی جاننے والوں کو بھی قید کر لیا ہے۔“

سپر ماسٹر اور برین ماسٹر نے چور نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ پھر برین ماسٹر نے بات بتاتے ہوئے کہا ”میں شہر ہے کہ ہمارے تین ٹیلی ویژنی جاننے والے لاپتا ہیں۔ ان سے کسی طرح رابطہ نہیں ہو رہا ہے کیوں کہ وہ بے ہوش ہیں۔ ہوش میں آئیں گے تو حقیقت معلوم ہوگی۔ یہ ضروری نہیں کہ میرا نے انہیں فریب کیا ہو؟“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”آپ کا دعویٰ تھا کہ نئے ٹیلی ویژنی جاننے والوں تک کوئی نہیں پہنچ سکے گا۔ پھر انہیں کس نے بے ہوش کیا؟ اگر میرا نے فریب میں کیا ہے تو کون انہیں آپ سے چین کر لے گیا ہے؟“


برین ماسٹر نے کہا ”ان کے ہوش میں آنے کے بعد ہم ان کے داغوں سے دشمن کا سراغ نکالیں گے۔“

”یعنی آپ حلیم کرتے ہیں کہ آپ کے حوالے کی انتظامات

الف لیلی ڈائجسٹ کے

ڈائجسٹ ٹریس سلسلے

ہر دل عمر پر شخصیت صحیحہ بانو کے قلم سے ایک منمنی نثر نگار



قیمت ۲۵ روپے (مکتبہ)

ڈک خرچ ۱۰ روپے

شیخ کرامت کی سرگزشت جو اس نے بستر برگ پر بیان کی

ایک ہر اس شخصیت کا کہانی جس کیسے کوئی بھی کام ناک نہیں تھا

۱۰۔ ایک ایسے انسان کی کہانی جسے خود معلوم نہیں تھا کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے۔

۱۱۔ جب اس نے آنکھ کھولی تو ایک نیکی میں سفر کر رہا تھا۔

۱۲۔ دنیا کی بڑی بڑی تنظیمیں اس کے تعاقب میں تھیں۔

۱۳۔ اس پر نہ کوئی گولی اثر کرتی تھی اور نہ ہی کوئی زہر۔

۲۵ سال

اور بقیہ حرم کی عمر ۲۵ سال

۱۴۔ ہنسناؤ مسخر کرنے کے طریقے۔

کتابیات بیکس کیسٹ

کتابیات بیکس کیسٹ

میں نے سلمان کو بھیج دیا۔ سونیا نے کہا ”پارس کے پاس جاز اور ہمارے درمیان گفتگو کا ذریعہ بن جاؤ۔ میں اس سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔“

پارس لباس تبدیل کرنے کے بعد کہیں جانے کی تیاری کر رہا تھا۔ سلمان نے اس کے پاس آکر کوڑو رڈز ادا کے پھر کہا ”سسر! تم سے گفتگو کرنا چاہتی ہیں۔“

”کیا آپ ہماری باتیں ایک دوسرے تک پہنچائیں گے؟“

”ہاں یہی بات ہے۔“

”مما سے کہہ دیں۔ میں حاضر ہوں۔“

سلمان نے سونیا سے کہا ”پارس آپ کا منتظر ہے۔“

وہ بولی ”اس سے کہو! اپنے پایا کو پریشان نہ کرے۔ وہ جو چاہتا ہے وہ ممکن نہیں ہے۔“

سلمان نے یہی الفاظ پارس کے داغ میں دہرائے۔ پارس نے کہا ”میری ماما کے لئے آج تک کوئی بات ناممکن نہیں رہی۔“

بحیرہ ناممکن کیسے ہو سکتا ہے؟

سلمان نے کہا ”بیٹے! میں الجھ گیا ہوں یا آخر وہ کون سی بات ہے؟“

”انکل! جو بات انصاف اور مذہب کی دوسے درست ہو اسے آپ تسلیم کریں گے؟“

”بے شک تسلیم کروں گا۔ آخر بات کیا ہے؟“

”پاپا کو میری ماما سے پہلے سونیا ماما سے نکاح پڑھوانا چاہئے تھا۔ انہوں نے غلطی کی۔ ماما سے شادی کی اور میری ماما کو نظر انداز کیا اور آج تک نظر انداز کرتے آ رہے ہیں۔ ماما میرے پاپا کی محبت میں ان کی بے رخی اور ہرجائی پن کو برداشت کرتی آ رہی ہیں۔ لیکن جوان بیٹا اپنی ماں کے ساتھ ہونے والی نا انصافی برداشت نہیں کر سکتا۔ پاپا کو میری ماما کے ساتھ نکاح پڑھوانا ہو گا۔ ورنہ میں سارے رشتے توڑ دوں گا۔“

”بیٹے! تم برسوں بعد ایسا کہہ رہے ہو مگر کچھ کہہ رہے ہو۔“

”برسوں بعد اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اپنی ماما کی تنہائی کو دیکھتے دیکھتے میرا ضمیر ملامت کرنے لگا ہے۔ پھر یہ مستقبل کی ایک حقیقت ہے کہ میری اولاد پوچھے گی جسے میں مانتا ہوں اس کا میرے باپ سے کیا رشتہ ہے؟ اگر رشتہ ہے تو وہ منکوحہ کیوں نہیں ہے؟“

سلمان نے کہا ”واہ بیٹے شاہشاہ! جو بات کی بار میرے دل میں پیدا ہوئی وہ تم نے زبان سے کہہ دی، میں سسر کی عظمت اور فرہاد بھائی کی بزرگی کے باعث یہ نہ کہہ سکا۔ اب تمہارے حوالے سے اپنی سسر کے لئے فائز کروں گا۔“

سلطانہ سلمان کے ساتھ چپ چاپ پارس کے داغ میں پکٹی ہوئی تھی۔ اس نے یہ بات سن کر کہا ”آپ پارس کی باتوں

میں آگئے۔ یہ نہیں سوچ رہے ہیں کہ وہ میری بہن لیلی پر سوکن لائے کی بات کر رہا ہے۔“

سلمان نے کہا ”تمہاری لیلی بھی مصحفی پر سوکن بن کر آئی ہے۔ اس وقت تم نے اعتراض نہیں کیا تھا۔“

”جو بات ہوئی۔ سو ہو گئی۔ سسر سونیا نے خود اپنی شادی کے وقت رسوئی بہن کی سوکن بننے سے انکار کیا تھا۔ آپ وقت ضائع کر رہے ہیں وہ لیلی کی بھی سوکن بننے سے انکار کر رہی۔“

”جب تمہیں یقین ہے کہ سسر انکار کریں گی تو پریشان کیوں ہوئی ہو۔ ان ماں بیٹے کو آپس میں فیصلہ کرنے دو۔“

”فیصلہ تو ہو گیا مجھ کو۔ پارس کے منہ سے کوئی بات نکلے تو سسر سونیا آنکھ بند کر کے قبول کر لیتی ہیں۔“

”قول کریں گی تو کیا غلط کریں گی۔ فرہاد بھائی کا فرض تھا کہ رسوئی بہن سے بھی پہلے وہ سسر سونیا سے شادی کر لے۔ تم عورت ہو اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کو جس سسر کے سامنے ہم عقیدت سے سر جھکاؤ۔ میں کیا ان سے آج تک نا انصافی نہیں ہو رہی ہے؟ کیا وہ چکر کی دیوی ہیں جس کے سینے میں دل اور جذبات اور احساسات نہیں ہیں۔ ہماری عقیدت بے معنی ہے۔“

لیکھ کر ہم نے مخلص ان کی عزت کی، ان کے جذبات کو نہیں سمجھا۔“

وہ کوئی جواب نہ دے سکی لیکن اس کے چہرے سے پتا چل گیا کہ ایک عورت دوسری عورت کی پوجا تو کر سکتی ہے لیکن اسے اپنی یا اپنی بہن کی سوکن بنانا پسند نہیں کرتی۔

سلمان سونیا کے پاس آیا۔ اسے پارس کی باتیں لفظ بہ لفظ سنانے کے بعد کہا ”سسر! یہ باتیں برسوں سے میرے اندر ٹھونک رہی ہیں لیکن آپ اور فرہاد صاحب سے اتنی عقیدت ہے کہ زبان کھولنے کی جرات نہ کر سکا۔ پارس ضدی اور گستاخ نہیں ہے۔ ہماری دنیا میں جب بھی کسی نے سچ کہا ہے وہ گستاخ اور بے ادب کہلایا ہے۔“

سونیا نے کہا ”مجھے اپنے بیٹے کی ضد اور سچائی پر فخر ہے۔ اتنی بڑی دنیا میں دی ایک بچہ ہے جو اپنی ماں کے اندر کے کرب کو سمجھتا ہے اور اپنی ماں کی توہین برداشت نہیں کرتا۔“

”تو پھر فرہاد بھائی سے نکاح پڑھوانا کون سا پرالم ہے۔ آپ اسے ناممکن کیوں کہتی ہیں؟“

”سلمان! ذرا سوچو۔ میری عمر کیا ہو گئی ہے۔ میں جوان نثر آتی ہوں مگر جوان نہیں ہوں۔ فرہاد کو اس عمر میں ایک شادی کرتے ہوئے جب تک نہیں ہوئی وہ مرد ہے اور ذہیت ہے مگر میں نہیں ہوں۔ عورت اپنے جائز حقوق مانگتی ہے لیکن شرم کا تقاضا ہے کہ میں اس عمر میں نکاح پڑھوانے کا تقاضا نہ کروں۔“

”آپ کی تمام باتیں درست ہیں لیکن پارس کی ایک بات آپ کی تمام باتوں پر بھاری ہے اور وہ یہ کہ اسے اپنے ماں باپ

سے اعمال کا حساب اپنی اولاد کو دینا ہے۔ اگر نکاح ہو جائے تو اولاد کو حساب دینا آسان ہو جائے گا۔“

سونیا کو چپ کلنگی۔ وہ جو ہرجائی کا منہ توڑ جواب دیتی تھی، بیٹے کی ایک بات کے سامنے لاجواب ہو گئی۔ وہ پوتے پوتیاں جو ابھی پارس سے نہیں ہوئے تھے مگر ہونے والے تھے، ان مصموں کے سامنے وہ بے رشتہ نہیں رہتا چاہتی تھی۔

وہ ایک گرمی سانس لے کر بولی ”پارس سے بولو! وہ درست کہتا ہے۔ مگر اسے درست بات سنانے کے لئے ایک بڑی آزمائش سے گزرنا ہو گا۔“

سلمان نے پارس کو آزمائش کی بات بتائی۔ بولا ”مما بہت چالاک ہیں! وہ مجھے حاتم طائی کی طرح سات سوالوں کے جواب معلوم کرنے میں لگائیں گی! اس طرح ان کے ساتھ میری عمر بھی گزر جائے گی۔ ان سے کہہ دوں، میری بھی ایک شرط ہے۔ وہ شرط پوری ہو جائے تو میں ساری عمران کی پیش کردہ آزمائشوں سے گزرنا رہوں گا۔“

سونیا نے یہ سن کر کہا ”وہ یقیناً کسی کے کا کہ پہلے میں نکاح پڑھواؤں۔“

پارس نے کہا ”ہاں! پتا نہیں آزمائشوں سے گزرنے میں کتنا وقت لگ جائے! لہذا پہلے نکاح پڑھوایا جائے۔“

سونیا نے کہا ”میں بیٹے کی یہ بات بھی مان لوں گی۔ اس کی عقلی کے لئے صرف نکاح پڑھواؤں گی لیکن پارس جب تک میری شرط پوری نہیں کرے گا میں فرہاد کے سامنے نہیں آؤں گی اور نہ ہی شریک حیات کے فرائض انجام دوں گی۔“

پارس نے کہا ”مجھے منظور ہے۔ ماما اپنی شرط بیان کریں۔“

وہ بولی ”پارس مرنا کو اپنی طرف مائل کرے۔ میں جانتی ہوں وہ پارس کی دیوانی ہے لیکن صرف دیوانگی سے بات نہیں بنتی۔ جس دن مرنا اسلام قبول کرے میری ہونے گی، میں فرہاد کی صحیح مشنوں میں شریک حیات بن جاؤں گی۔“

سلمان نے کہا ”سسر! مرنا نثر بھائی ہے۔ اپنے ملک اور اپنی قوم سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔ وہ جذبات میں پارس کی دیوانی ہو سکتی ہے لیکن مذہب اور قوت یہ بھی نہیں بدلے گی۔ یہ ناممکن ہے۔“

”میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ پارس جو ضد متواتر چاہتا ہے وہ ہائیکن نہیں ہے۔“

جب سلمان نے پارس کو بتایا تو وہ بولا ”مما نے واقعی کڑی شرط لگائی ہے۔ کوئی ماں نہیں چاہتی کہ اس کا بیٹا کسی ناممکن کام کو کرتے ہوئے زندگی گزار دے مگر میری ماں سونیا ہے۔ وہ جانتی ہیں کہ میں ناممکن کو ممکن بنا دوں گا اور ایک ہی مسئلے میں زندگی برباد نہیں کروں گا۔“

سلمان نے پوچھا ”تمہیں منظور ہے؟“

”منظور ہے مگر ماما کے ساتھ پاپا کا نکاح کل تک ہو جائے چاہئے اور یہ نکاح خیال خوانی کے ذریعے جناب علی اسد اللہ تہجدی پڑھائیں گے۔“

معاذاتے ہو گئے۔ سلطانہ کے سینے پر ساپ لوتنے لگے۔ اس نے سلمان سے کہا ”آپ کا کچھ اٹھنا ہو گیا۔ میری بہن پر سوکن لارہے ہیں۔“

وہ بولا ”بات بہن کی نہ کرو۔ حق اور انصاف کی کرو۔“

”حق اور انصاف کے لئے کیا لیلی کا کھانا ضروری ہے۔“

”تم اچھی طرح سمجھتی ہو کہ سسر دیوانی سوکن نہیں بنیں گی۔ کیا اس رشتہ کی بات ہوتی ہے تم سسر کی تمام خیر خواہ کو اور غلطیوں کو بھول گئی ہو؟“

وہ اپنی بہن لیلی کے پاس آئی۔ اسے ساری روداد سنائی۔ لیلی نے کہا ”میں تم سے پہلے جانتی ہوں۔ جانے کیوں پارس میرا دشمن بن گیا ہے۔“

سلمان نے کہا ”صاف بات ہے۔ تم اس کی ماں رسوئی پر سوکن بن کر آئی ہو۔ اب وہ انتقام لے رہا ہے۔ تم پر سوکن لارہا ہے۔“

لیلی نے مجھ سے کہا ”آپ نے کہا تھا میرے بعد کسی سے بھی نکاح نہیں پڑھوائیں گے۔“

”ہاں میں اپنی زبان پر قائم ہوں۔“

”آپ قائم نہیں ہیں۔ میں گے۔ پارس اور سونیا کے سامنے آپ کی ایک نہیں چلے گی۔ پتا ہے سونیا نکاح پڑھوانے کے لئے راضی ہو گئی ہے۔“

”کیا؟“ میں نے حیرانی سے پوچھا۔ میں اوپر سے شدید حیرت ظاہر کر رہا تھا مگر اندر سے دل دھڑک رہا تھا۔ سونیا کو میری زندگی میں آئے ایک زمانہ بیت گیا تھا۔ اب کے وہ شرعاً میری بہن کر آئے گی! ابھی میں ایک دھاری کھار ہوں وہ آکر مجھے دو دھاری کھار بنا دے گی۔ باتیں برس بعد وہ ہوتا تھا جو نہیں ہوتا تھا۔ یہ مجھ پر تھا کہ باتیں برس بعد چھڑی ہوئی جوانی لوٹ کر آ رہی تھی۔ لیلی مجھے دیکھ رہی تھی۔ میرے چہرے سے کچھ سمجھنا چاہتی تھی۔ میں نے کہا ”تم خراہ خواہ پریشان ہو رہی ہو۔ سونیا کے پاس چلو۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ شادی کرے گی۔“

ہم سونیا کے پاس آئے اس نے پوچھا ”یہ سلمان نے نہیں بتایا کہ میں نے پارس کے سامنے کتنی بڑی شرط رکھی ہے۔“

لیلی نے کہا ”پارس ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔“

سونیا نے پوچھا ”یعنی پارس مرنا کو مسلمان نہ بنائے۔ اس کی شریک حیات نہ بنے گا میں فرہاد کی منکوحہ نہ بن سکوں؟“

لیلی نے کہا ”سن۔ نہیں۔ مجھے آپ پر اعتراض نہیں ہے۔ آپ تو ہمارے لئے محرم ہیں۔ آپ کل نہیں آج ہی میری سوکن بن جائیں۔ یہ تو ایسی خوشی کی بات ہے کہ مجھ سے زیادہ خوشی کسی

کو نہیں ہوگی۔

سونیا نے کہا ”فراہ! کل صبح تو مجھے جناب علی اسد اللہ حمزوی ہمارا نکاح پڑھائیں گے صبح تیار ہو۔ یہ نکاح خیال خوابی کے ذریعے ہو گا۔“

میں نے کہا ”لیکن اس شرط کا کیا ہو گا جس کا پاس پابند ہے پہلے وہ مرنا کو ہمارا ہوئے گا۔“

”جب تک وہ ہماری ہو نہیں بنے گی تب تک ہم ایک دوسرے کے سامنے نہیں آئیں گے اور ازدواجی زندگی نہیں گزاریں گے۔ فی الحال ہمارا صرف نکاح پڑھایا جائے گا۔“

میں نے تائید کی ”یہ نہایت معتدل بات ہے۔“

وفاقی طور پر حاضر ہوا تو لپٹی ہوئی دہری تھی۔ اس کے دماغ میں سلطانہ بھی مدور کر کہہ رہی تھی ”اسی دن کے لئے میں نے سمجھایا تھا فراہ بھائی سے دل نہ لگاؤ۔ شادی نہ کرو کر تم نے میری نہیں مانی۔“

لپٹی نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا ”میرے فراہ کا کوئی قصور نہیں ہے۔ سب لگ کر انہیں چھان رہے ہیں۔ تمہارے میاں سلمان بھی اس سازش میں شریک ہیں۔“

سلمان نے کہا ”مجھے الزام نہ دو۔ میں انصاف کی بات کر رہا ہوں۔ اگر یہ انصاف نہیں ہے تو کل جناب علی اسد اللہ حمزوی ان کا نکاح نہیں پڑھائیں گے۔ اگر انہوں نے نکاح پڑھایا تو پھر تم بہنوں کو اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔“

وہ دونوں خاموش رہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے سب سے بڑے عالم اور بزرگ کے سامنے وہ اعتراض نہیں کر سکتی تھیں۔ میں نے لپٹی کو دلاسا دینا چاہا۔ وہ بولی ”رہنے دیں اپنی محبت اور تسلیاں۔ مجھے تھوڑی دیر تمہارے دیں۔“

وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی۔ وہاں دروازہ اندر سے بند کر دیا۔ بستر پر آکر گر پڑی۔ سلطانہ دماغ میں تھی۔ وہ کھنے لگی۔ ”حوصلہ نہ ہارو۔ تم سے کام لو۔ ابھی تو صرف نکاح پڑھایا جا رہا ہے۔“

”نکاح کے بعد کیا رہ جائے گا۔“

”بہت کچھ رہے گا۔ سونیا بھی ازدواجی زندگی نہیں گزار سکے گی۔“

”کیوں نہیں گزار سکے گی؟“

”اگر پارس اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گا تو سونیا ازدواجی زندگی نہیں گزارے گی۔ سونیا کی زبان کی سچائی کو ہم سب مانتے ہیں۔ شرط پوری نہیں ہوگی۔ مرنا پارس سے شادی نہیں کرے گی تو سونیا بھی فراہ کی زندگی میں نہیں آئے گی۔ اس کے پاس آئندہ نسل کو دکھانے کے لئے صرف ایک نکاح نامہ ہو گا۔ فراہ بھائی تو تمہارے ہی رہیں گے۔“

ہوری ہے۔“

”میرے مشوروں پر عمل کرو تو تمہاری زندگی میں سو کر نہیں آئے گی۔“

”کیا چاہتی ہو؟“

”دیکھو لپٹی! تمہاری شوہر پرستی سے ڈر لگتا ہے۔ میں جو تمہاری بھاری ہوں اس کا ذکر تم نے فراہ بھائی سے کیا تو پھر ساری زندگی روٹی ہو گئی۔“

”میں اپنے شوہر سے ذکر نہیں کروں گی۔ وہ تدبیر کیا ہے؟“

”ہم ہمیشہ مل کر پارس کو اس کے مقصد میں ناکام بنائیں گی۔ مرنا کو اس سے دور رکھنا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔“

”ہاں! تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ نہ مرنا پارس کی طرف زیادہ جھکے گی نہ شادی ہوگی اور نہ ہی سسر میرے شوہر کی زندگی میں آئیں گی۔“

”بات تو تمہاری سمجھ میں آئی ہے مگر میں پھر سمجھائے دوں۔ اس معاملے میں شوہر پر مجھوسانہ کرنا۔“

”میں مجھوسا نہیں کروں گی۔ مگر سلطانہ تمہارے بہنوئی بڑے دل و جان سے چاہتے ہیں۔“

”یہ چاہت اسی وقت تک ہے جب تک کوئی نئی نہ آئے۔“

اس بات پر غور کر کہ دنیا کی کوئی عورت سونیا سے زیادہ سیم اس نے نہیں ہوگی کہ اس نے فراہ بھائی کو دل میں بٹھائے بیٹے شاز سے انکار کر دیا تھا۔ جو عورت عورتی جوڑا پن کر مود کے ہاتھ آئے۔ وہ انمول! انھوتی اور نایاب ہو جاتی ہے۔ مگر اس کی دوری برواشت کرتا ہے مگر اندر ہی اندر اس کے لئے چلتا ہے اس کی کی پوری کسے کے لئے تمہاری جیسی بیوی سے ملنا چاہا ہے لیکن وہ نایاب میرا نایاب ہی رہتا ہے۔ اب ایسے میں د اچانک دل میں بن کر آجائے تو تمہاری کیا اہمیت رہے گی؟“

لپٹی نے بھی آواز دھکی کر دی تھی۔ اس کا دل ڈوب رہا تھا اس میں شبہ نہیں تھا کہ ساسن کا جوڑا پن کر شادی سے انکار کرنے والی عورت برسوں بعد پھر ساسن بن کر آئے تو پھر اس کے سامنے کسی کا چراغ نہیں جلتا۔

سلطانہ نے کہا ”پریشان ہونا چھوڑ دو۔ اب سے ٹھیک دیکھنے بعد سلمان سو جائیں گے تو میں تمہارے پاس آؤں گی۔ کو شش کو فراہ بھائی بھی سو جائیں۔ پھر میں ایسا چکر لادوں گی کہ پارس مرنا کے لئے چکرا تار ہے گا۔ مگر اسے حاصل نہیں کر سکے گا۔“

اس میں شبہ نہیں کہ دونوں ہمیشہ ذہن تھیں لیکن انڈیڈانت کو چالاکی کے طور پر استعمال نہیں کرتی تھیں۔ ان کا خیال تھا چالاکی دوسروں کو نقصان اور خود کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ لیکن ادا شرافت ان کی کھنٹی میں پڑی ہوئی تھی وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا

چاہتی تھیں لیکن آج وہ مجبور ہو گئی تھیں۔ وہ جہنم کی آگ برداشت کر سکتی تھیں لیکن ایک سوکن کو برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔

”مجھے بعد سلمان اپنے وقت کے مطابق سو گیا۔ میں لپٹی کے بچے سوئے نہیں چاہتا تھا۔ اس کے دروازے پر دستک دے کر بولا۔“

”دفعہ فحش دوبارہ آجائے۔“

اندر سے آواز آئی ”دروازہ نہیں کھلے گا۔ کل صبح آپ کا نکاح پڑھایا جائے گا۔ جب نئی دلہن آ رہی ہے تو میری کیا ضرورت ہے؟“

”نئی دلہن نہیں آئے گی۔ صرف نکاح پڑھایا جائے گا۔“

”کیا میں قائل ہوں جب تک نئی نہیں آئے گی اس پرزے کو استعمال کیا جا رہا ہے گا۔“

”پلیز ایسی بے گئی باتیں نہ کرو۔“

میں اس کے دماغ میں گیا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں نے کئی بار کوششیں کیں مگر اس نے مجھے دماغ میں آئے نہیں دیا۔ میں نے دروازے کے اور قریب ہو کر کہا۔ ”میں تم سے دور نہیں ہونا چاہتا مگر تم دور کر رہی ہو۔ کوئی بات نہیں میں سونے جا رہا ہوں۔ جب چاہو دروازہ کھول کر چل آنا۔“

”میں ہرگز نہیں آؤں گی۔ آپ جائیں اور نئی دلہن کے خواب دیکھتے دیکھتے صبح کریں۔“

میں مجبوراً دوسرے بچے روم میں گیا۔ ادھر سلطانہ اپنی بہن کے دماغ میں آکر کہہ رہی تھی ”اچھا ہے۔ ذرا دل مضبوط کرو۔ فراہ بھائی کو تمہارے پاس نہیں آنا چاہئے۔“

”سلطانہ! وہ ناراض ہو کر پھر غلط راہ پر جائیں گے۔“

”ناراض ہونے دو مگر غلط راہ پر جانے نہ دو۔ کڑی نظر رکھو۔ عورت کی کمزوری مرد کو شیر بنادیتی ہے۔ تمہیں کمزور نہیں بننا چاہئے۔“

”تم مجھے کوئی تدبیر بتانا چاہتی تھیں۔“

”ہاں میں سوچتی ہوں اگر ہم کسی طرح مرنا سے دو ہتی کر لیں اور دو ہتی کی آڑ میں اسے پارس سے دور رکھیں تو تمہارا کام ختم رہے گا وہ مرنا بھی نہیں آئے گا کہ مرنا اس سے شادی کرنے کی حد تک متاثر ہو سکے پھر یہ کہ وہ اسلام بھی قبول نہیں کرے گی۔“

”کی۔“

”لیٹی! اس کے باوجود ہمیں مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ محبت میں عورت دنیا چھوڑ دیتی ہے۔ مذہب کیا چیز ہے۔ ہماری کوشش یہ ہوگی کہ ان کی محبت غرت میں بدلنی جائے۔“

”وہ کیسے؟“

”میں کو شش کرتی ہوں رشتہ کا سیالی ہوگی۔ ابھی میں مرنا کو مخاطب کرتی ہوں۔ وہ مجھے اپنے اندر آئے نہیں دے گی۔ جب وہ میرے دماغ میں آئے گی تو تم خاموشی سے میرے چور خیالات پڑھنے سے اسے روکتی رہنا۔“

اس نے مرنا کی آواز اور لپٹی کو گرفت میں لیا۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچی ”اس نے سانس روک لی۔ دو سری بار اس نے کہا۔“

”سانس نہ روکو۔ میری آواز اور لپٹی کو گرفت میں لے کر میرے پاس آؤ۔ تمہارے فائدے کی بات کروں گی۔“

سلطانہ اپنی جگہ واپس آئی۔ مرنا نے اس کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا ”کون ہو تم؟“

”تمہارے لئے نہیں مدد ہوں۔“

”اپنا تعارف کراؤ؟“

سلطانہ نے کہا ”تم نے ابتدا سے آج تک جتنی کامیابیاں حاصل کی ہیں ان کامیابیوں کی وجہ تمھیں ذہانت نہیں ہے۔ مقدار کا ساتھ اور بھی امداد بھی ہے۔ یہی امداد کا کافی نام نہیں ہوتا۔ کوئی تعارف نہیں ہوتا۔ میں چپ چاپ تمہاری مدد کرتی رہی اور تمہیں کبھی خبر نہ ہوئی۔ اس کے عوض میں نے تم سے کچھ نہیں چاہا۔ آئندہ بھی کچھ نہیں چاہوں گی۔ یہی میرا تعارف کچھ لو۔“

مرنا نے کہا ”کمال ہے۔ جب آج تک خاموشی سے میرے کام آ رہی تھیں تو آج کس خوشی میں بول رہی ہو؟“

”تم طنز کر رہی ہو۔ کیا میں تمہاری ایک تپائی پر واقعی خوشی مناؤں؟“

”سوئی میرے منہ سے طنزیہ بات نکل گئی۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ تم کون کون سے اہم مرحلے پر میرے کام آ رہی ہو؟“

سلطانہ نے کہا ”یاد کرو۔ جب پہلی بار پارس تمہاری کار کی پچھلی سیٹ سے نمودار ہوا تھا اور تم کمال ذہانت سے سلمان واسطی کی ماتحت بن کر اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھیں۔ اس وقت میں وہاں موجود تھی۔“

مرنا نے پوچھا ”میں اور پارس سانس روک لیتے ہیں پھر تم کیسے موجود تھیں؟“

وہ بولی ”پارس مجھے جو جو کے لیے میں محسوس کر رہا تھا، تم محض اپنی ذہانت سے نہیں میری چالاکی سے بچ گئی تھیں۔ میں نے جو جو بن کر پارس سے کہا تھا فوراً آؤ میں نے شیا کو ٹرپ کیا ہے۔ وہ میری ہائٹس گاہ میں ہے۔ یہ سننے ہی اس نے تمہارا پیچھا

مریٹے کہا "پلیز سانس نہ روکنا۔ مجھے انا تبادو پارس سے
کس طرح منتنا چاہئے؟"

"مریٹے! میں تم سے کہ چکی ہوں، پارس سے دور رہو۔ اس

وہ تھوڑی دیر بعد شمال کی طرف رخ کر کے فرش پر پھی
کر بیٹھ گئے۔ لوگ کالک آسن اختیار کیا مگر سنے میں سانس

سلطانہ نے پوچھا ”یہ کیسے ہو گیا؟ اس خفیہ اڈے کا علم کسی کو نہیں تھا۔“

[illegible]

پارس کا مکمل شروع ہو چکا تھا۔ کوئی مکمل بھی شروع کرنے سے پہلے اس مکمل کو مکمل کرنے کے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ یہ انتظامات انسان خود کرتا ہے یا تقدیر کرتی ہے۔ تاریک قید خانے میں پارس کو نہ تو تقدیر نے پہنچایا تھا اور نہ ہی یہ کوئی اتفاقی واقعہ تھا۔ وہ اپنی شرارت اور ذہانت سے وہاں آیا تھا۔

یہ مرنا کے لئے شدید جہاز کی بات تھی کہ پارس واہشتیں والے تاریک قید خانے میں پہنچ گیا تھا؟ اس کی موجودگی بتا رہی تھی کہ اس نے تین لمبی جہتی جاننے والے قیدیوں کو بیوش کیا ہے۔

جب کہ ان تینوں کو میں نے بے ہوش کیا تھا؟ اور انہیں مرنا کے لئے خانے سے نکال کر دوسری جگہ قید کر دیا تھا۔ مرنا کو ان کے ہوش میں آنے تک پتا نہیں چل سکا تھا کہ وہ تینوں اسی کی قیدیں ہیں یا ایسے مختلف کر دیئے گئے ہیں۔ اگر وہ واہشتیں یا امریکا کے کسی شہر میں ہوتی تو کتنے دیکھنے میں وہاں پہنچ کر صحیح حالات معلوم کر لیتی۔ لیکن وہ ہزاروں میل دور لندن شہر میں تھی۔

پارس کو میں نے یہ بتایا تھا کہ ان تین قیدیوں کو بے ہوش کر کے لے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنا مکمل شروع کرے۔ وہ لندن والے تاریک قید خانے سے واقف تھا۔ قصہ یوں ہے کہ جب مرنا نے پہلی بار پارس کو قیدی بنا کر اس قید خانے میں پہنچایا تھا تو اسے پورا یقین تھا کہ پارس بخوبی عمل کے ذریعے اس کا معمول اور تاحد اربعین چکا ہے۔ بعد میں سونیا نے اس کے یقین کو ڈنگا دیا۔ اسے بتایا کہ اس نے پارس کی ایک ڈی کو قیدی بنایا ہے۔ اصل پارس اس سے کھوں دور ہے۔ یہ سن کر مرنا پر پہلی گڑبڑ تھی۔ اس نے اصل پارس سمجھ کر اپنا سب کچھ اس کے حوالے کر دیا تھا۔ وہ سامنے کو تیار نہیں تھی کہ کسی ڈی کی آغوش میں خود کو گرا چکا ہے۔

سونیا نے اس کے انکل جنرل کو اغوا کر لیا اور یہ شرط رکھی کہ وہ ڈی کو رہا کرے گی تو اس کے انکل جنرل کو بھی نجات ملے گی ورنہ وہ بوڑھا مارا جائے گا۔ مرنا بوڑھے جنرل کو گئے باپ سے زیادہ چاہتی تھی۔ جنرل نے اسے ڈی تو جے سے تعلیم دلائی تھی۔ اسے ٹرانسٹارمر شہین سے گزار کر غیر معمولی صلاحیتوں کا ملک بنایا تھا۔ اس نے ہمارے ہو کر سونیا کی شہرانی کی اور اپنے انکل کو زندہ دیکھنے کے لئے پارس کو ایک ڈی سمجھ کر رہا کر دیا۔

وہ اصل ہو یا ڈی، مرنا کو یقین تھا کہ وہ اس کا معمول اور تاحد اربعہ رہے گا۔ سونیا کے پاس وہ کبھی اس کے احکامات کی قیام کرتا رہے گا۔ وہ بڑی احتیاط سے پارس کو تاریک قید خانے سے باہر لائی۔ خیال خوانی کے ذریعے اس کے دماغ پر قبضہ کر کے مستحق رہی کہ پارس دماغی طور پر غائب ہے اور تاریک قید خانے کا وہ نہیں پہچان رہا ہے۔

یوں پارس نے اس خفیہ اڈے کو اندر اور باہر سے دیکھ لیا۔

بعد میں مرنا کو پتا چلا کہ پارس بخوبی عمل کے ذریعہ نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ بری طرح دھوکا کھا چکی ہے۔ وہ تاریک قید خانے پہلے کی طرح محفوظ نہیں ہے۔ اگر وہ امریکا کے کسی کپڑی جائے گی۔ وہ اپنی دوسری گاہ میں رہنے کی بھی فکر فرصت کے اوقات میں اس پرانے شامی محل کی عمرانی کرتی رہی تھی جس کے قید خانے میں وہ تاریک قید خانے میں آتا۔ اس کے بارے میں ایک نوجوان لڑکی کے دماغ پر قبضہ ہو گیا اسے پرانے شامی محل میں بھیجی رہی تاکہ پارس یا سونیا کا کوئی آدمی عمرانی کر رہا ہو تو نوجوان لڑکی کو مرنا سمجھ کر شہر سے لے آئے لیکن کئی ماہ گزر گئے کہ اسے اس پرانے محل کی طرف رخ نہیں کیا۔ پارس بھی نظر نہیں آیا۔ ایک بار وہ پیرس گئی تھی۔ اس نے پارس کو وہاں دیکھا تھا۔ اس طرح یقین ہو گیا کہ پارس اور سونیا کے جاسوس پرانے محل کی طرف نہیں آتے ہیں۔

مرنا نے سوچا اس پرانے محل کو دشمنوں نے اس لئے نظر انداز کیا ہے کہ وہ میری ذہانت اور جلال کی خوب سمجھتے ہیں۔ جنرل میں ناکام ہوتی ہوں دوبارہ امریکا رخ نہیں کرتی۔ میری جگہ کو تادان لڑکی ہوتی تو اسے بھی اتنی ہی سمجھ ہوتی کہ آئندہ کسی تاریک قید خانے میں نہیں لانا چاہئے۔ دشمن کسی وقت بھی آئے ہیں۔

مرنا کو چاہئے تھا اس پرانے محل کو پیش کے لئے چھوڑ دے اور کوئی دوسرا خفیہ اڈا بنائے لیکن امریکا سے آکر لندن میں اپنی کام کی جگہ تلاش کرنا مشکل تھا۔ وہ اس کی محاملات میں مصروف رہتی تھی۔ پریشان ہو کر سوچتی تھی اگر پارس بالکل اپنا ہوتا تو تمنا نہ ہوتی۔ برمن اسٹراور بلک سیکر جیسے دشمنوں کو مٹ دینا جواب دے چکی ہے۔ ایک سامعہ ہو تو ایسے دشمنوں کو ایک دن میں کچل سکتی تھی۔ ساری دنیا میں اپنی ذہانت اور صلاحیتوں کا ڈان بجا سکتی تھی۔ لیکن پارس پر مجبور سونیا تھا اور یہ غلط تھا اور اصل خود کسی پر مجبور سونیا کی تھی۔

پرانے محل میں اس کے لئے زیادہ خفیہ نہیں تھا۔ دشمن سے بچنے کے لئے چور دروازہ تھا۔ جب سے واہشتیں کا تاریک قید خانہ ایک انجینی عورت (سلطانہ) کی نظروں میں آیا تھا وہ یہاں ہو گئی تھی۔ اب یہ لندن کا پرانا محل زیادہ اہم ہو گیا تھا۔ "ڈی" اچانک تھی کہ انجینی عورت پرانے محل کے محتلف کچھ جاننے لگا۔

اسے یقین تھا کہ وہ انجینی عورت یا پارس اسے گھیرنے کے لئے آئے تو چور دروازے سے نکل جائے گی۔ وہ کئی ماہ کے بعد اس کے پاس جا۔ نہ پہلے اس نے زس کے دماغ میں گئی تھی جو جو کی خدمت کے لئے رکھا گیا تھا۔ وہاں چار نرسیں تھیں جو چھ گھنٹے بار بار باری ڈیوٹی پر رہتی تھیں۔ مرنا ان چاروں کے ذریعے معلوم کر

رہتی تھی کہ پارس اپنی جوج کے پاس موجود رہتا ہے یا نہیں؟ ایک شام محل میں جانے سے پہلے زس کے دماغ سے پتا چلا کہ پارس اور جوج شاپنگ کے لئے گئے ہیں۔ ابھی اس کا ڈونڈ آیا تھا کہ وہاں آئے ہیں۔

مرنا نے فون پر مجبور سونیا سے کیا۔ وہ ایک گھنٹے تک انتظار کرتی رہی۔ پھر اس نے زس کے اندر رہ کر پارس اور جوج کو پھلے کے اندر آئے دیکھا۔ پارس جو آتا رہ کر سبز تر ہوئے کہ رہا تھا۔ "اے جوجو! تم نے شاپنگ کرتے کرتے تھکا دیا ہے۔ اب میں ڈر کے ساتھ بسترے اٹھوں گا۔"

"مطمئن ہو کر پرانے محل میں آجی۔ ایک آدھ گھنٹے میں بار بار زس کے پاس جا کر وہاں پارس کی موجودگی معلوم کر لیتی تھی۔ ٹھیک کیا رہے سلطانہ اس کے دماغ میں آئی اور اسے بتایا کہ مرنا نے واہشتیں میں جیسے آواز کار بنایا ہے اور جس کے دماغ پر قبضہ بنا کر تین قیدیوں کو تاریک قید خانے میں پہنچایا ہے اس آواز کار کو پارس ابھی طرح جانتا ہے۔

یہ مرنا کے لئے شدید جہاز کی بات تھی کہ پارس واہشتیں والے آواز کار کو جانتا ہے اور کوئی انجینی عورت (سلطانہ) واہشتیں والے تاریک قید خانے سے واقف ہے۔ اس نے سلطانہ سے پوچھا "تم کون ہو؟ میری ہمدرد ہو اور میرے رازوں سے واقف ہو تو تم تباہ؟"

لیکن سلطانہ نے اپنا نام نہیں بتایا۔ اسے ٹال دیا۔ مرنا نے لمبی جہتی جاننے والے قیدیوں کی خیریت معلوم کرنا چاہی تو وہ تینوں بے ہوش تھے۔ اس نے سلطانہ کے لئے گرفت میں لے کر رابطہ تو کیا۔ اس نے ایک اس کے تین قیدی بے ہوش ہیں۔

سلطانہ نے کہا۔ "پارس جیسے تھمنان پہنچا رہا ہے۔ تم اس کی خبر لو۔"

مرنا دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ وہ پارس کے پاس نہیں جاتا چاہتی تھی۔ اگرچہ اس نے ذاتی طور پر اسے نقصان نہیں پہنچایا تھا تاہم لا شعور میں یہ بات تھی کہ اس نے ذہریلے سانپ کی کشش پھر اسے ذہانت کے مباحث میں لے جانے کی۔ لیکن ابھی وہ دست برد نقصان اٹھا چکی تھی اور معلوم کرنا چاہتی تھی کہ اسے کون نقصان پہنچا رہا ہے۔ اس کے تین اہم قیدیوں کو کس نے بے ہوش کیا ہے؟ ان باتوں کا سراغ لگانا ضروری تھا۔ اس نے مجبور و خفیہ خوانی کی پروا نہ کی۔ پارس کے پاس آئی مگر اس نے سانس روک لی۔

"دوسری بار آ کر ملی" میں مرنا ہوں۔

اس نے پوچھا "کون مرنا ہے؟"

"اے اس نے کہا۔ اسے یہ تم اندر سے میں کیوں بیٹھے ہو؟"

"کیا تمنا کیوں بیٹھا ہوں۔ جب یہاں آیا تو یہاں تین قیدی تھے وہ تینوں اچانک غائب ہو گئے ہیں اور میں تھما رہا ہوں۔"

"نہیں" میں ہو سکتا۔ تم میرے قیدیوں کو مجھ سے جھین نہیں سکتے۔ مجھے تباہ نہ کیا گیا ہے؟"

"کیا مصیبت ہے؟ یہ تو تمہیں بتانا چاہئے کہ وہ کہاں ہیں اور میں کہاں ہوں؟ کیا یہ تمہارا تاریک قید خانہ ہے؟ اگر ہے تو مجھے کہاں سے پکڑ کر لائی ہو سونیا ہی تھا تو برات کے۔ نہ آتے ہیں۔"

مرنا تھوڑی دیر کے لئے دماغی طور پر حاضر ہوئی۔ اپنے دماغ کو پھر مسکون رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے سوچا کہ وہ انجینی عورت کہہ رہی تھی کہ پارس لندن میں ہے۔ میں نے زس کے دماغ سے معلوم کیا کہ وہ جوج کے ساتھ پیرس میں ہے اور خود پارس کہتا ہے کہ وہ اس تاریک قید خانے میں ہے جہاں سے تین قیدی غائب ہو گئے ہیں۔ وہ تینوں واہشتیں کے قید خانے میں تھے اس کا مطلب ہے کہ پارس واہشتیں میں ہے۔

بس اسی لئے پارس سے ڈر لگتا تھا۔ پتا نہیں چلتا تھا وہ اصل میں کہاں ہے اور اس کی ڈی کہاں ہے۔ کبھی مرنا کے پاس ڈی ہوتی تھی اور کبھی اصل پارس ہوتا تھا۔ سب سے پہلے تو یہی معلوم کرنا تھا کہ وہ کھوپڑی گھما رہے والا محبوب کہاں ہے؟

وہ انجینی جیٹر سے اٹھ کر چور راستے سے قید خانے میں آئی۔ وہاں کے ایک ایک تاریک کمرے کو دیکھا۔ سب خالی تھے۔ پارس کسی تاریک کمرے میں نہیں تھا۔ لیکن لندن شہر میں نہیں تھا۔ ایک طرح سے اطمینان ہوا کہ وہ خطرناک جھیل بھیا قریب نہیں ہے۔

اور یہ بات بھی سمجھ میں آئی تھی کہ وہ پیرس میں نہیں ہے، جوج کے ساتھ پارس کی ڈی ہے۔ یہ ڈی یا جوج کی تسلی کے لئے رکھی گئی ہے کہ وہ پارس کو اپنے قریب سمجھتی رہے یا مرنا کو دھوکا دینے کے لئے ایسا کیا گیا ہے اور وہ جوج کا دھوکا کھا چکی تھی۔

وہ قید خانے سے اپنے بیڈ روم میں واپس آئی۔ پھر انجینی جیٹر

بچھ کر پارس کے پاس پہنچ گئی۔ اس سے پہلی "زیادہ چالاک نہ ہو تم۔"

واہشتیں میں ہیں اور تم نے میرے تین قیدیوں کو غائب کیا ہے۔

"مرنا! جب سے تم میری زندگی میں آئی ہو تب سے یہ دیوانہ تمہارے قریب ہی رہتا آیا ہے۔ میں جوج کی علامات کے باعث کچھ دنوں کے لئے پیرس گیا۔ پھر لندن میں تمہارے قریب چلا آیا۔ اب بھی تمہارے قریب ہوں۔"

وہ گھبرا کر ملی "تم جھوٹ بولتے ہو۔"

"یہ میرے لئے ایک ٹریڈ ہے کہ تم مجھے جھوٹا سمجھتی ہو۔ میں ماما ہوں کہ تم مجھے اپنا معمول سمجھتی تھیں اور میں تمہارے بخوبی عمل کے ذریعہ نہیں تھا اور خواہ مخواہ معمول بن کر تمہیں دھوکا دیتا رہا تھا۔ اپنے گریبان میں تمہاں کو دیکھو اور فراخ دلی سے حلیم کر دو کہ تمہیں اس لئے مجھ سے فریب دلا کہ تم نے مجھ سے فریب کیا مجھے دھوکے سے گلی ماری۔ ذہنی رکے مجھ پر بخوبی عمل کیا۔ پھر غلام بنائے رکھنے کے لئے تاریک قید خانے میں پہنچا دیا۔"

”ہاں میں دل و جان سے اور مدد کی کمرائیوں سے ہمیں چاہتی ہوں مگر تم پر مجبور سانس کرتی اس لئے ہمیں اپنا معمول بنا کر رکھنے کو پیش کی تھی۔“

”مجبور سے بغیر محبت میں ہوتی۔ اگر تم مجھے دل و جان سے اور مدد کی کمرائیوں سے چاہتیں تو آئیں بڑے بڑے گھر پر اعتماد کرتیں۔“

”میں اپنے باپ پر بھی اعتماد نہیں کرتی۔“

”نہ کہہ لڑکی باپ کے ساتھ زندگی نہیں گزارتی۔ آخری سانس تک اپنے کسی ایک مرد کے ساتھ رہتی ہے اور اس پر اعتماد کرتی ہے۔“

”تم مجھے باتوں میں الجھا رہے ہو۔ کیا یہ تمہاری محبت اور دوستی کا ثبوت ہے کہ تم میرے تین اہم آدمی جین کر لے گئے۔“

”میں تم سے کسی کو چھین نہیں سکتی۔ یہ میری محبت ہے اور دوستی کا ثبوت دینے کے لئے ان تینوں کو واپس لا سکتا ہوں۔“

”یعنی تم چاہتے ہو وہ تینوں کہاں ہیں؟“

”ہاں مسلمان اٹکل کے قبضے میں ہیں۔“

”مسلمان کو میرا خفیہ اڈا کیسے معلوم ہوا؟“

”اٹکل کو تقدیر نے تمہارے اس آدمی کے پاس پہنچا دیا جو جبری اور باردار کو تمہارے تاریک قید خانے میں لے گیا تھا۔“

”میں تقدیر کو کسی حد تک مانتی ہوں لیکن اس حد تک نہیں کہ وہ ہمیشہ تم پر ایمان ہوتی رہتی ہے۔“

”درست کہتی ہو۔ لندن کے اس خفیہ اڈے میں مجھے تقدیر نے نہیں تم نے پہنچایا ہے۔ تم مجھے تاریک قید خانے سے نکال کر لے گئیں۔ تمہارا خیال تھا میں تمہارے توہی عمل کے زیر اثر ہوں۔ میرا داغ تمہارے قبضے میں ہے اور میں یہاں تک پہنچنے کا راستہ نہیں سمجھ رہا ہوں۔“

”ہاں یہ مجھ سے غلطی ہو گئی تھی۔“

”تم ذرا محبت سے سوچو۔ میں سو فیصد مامور اٹکل مسلمان کو لندن کا یہ خفیہ اڈا بتا سکتا تھا۔ وہ اپنے جاسوس و دیو کی ڈیوٹی یہاں لگا سکتے تھے لیکن میں نے اپنی پرچائیں کو بھی نہیں بتایا۔ میں ہمیں دل و جان سے چاہتا ہوں۔ تم پر دیشیوں کا تو کیا! اپنوں کا بھی سایہ نہیں پڑے دول گا۔“

”کیا جگہ کہہ رہے ہو؟ تم نے اپنی ماکو بھی نہیں بتایا ہے؟“

”میں اپنے بزرگوں میں تم سے زیادہ کسی کو نہیں چاہتا اور مہا کی قسم کھا کر گستاہوں کہ میرے اور تمہارے سوا اس خفیہ اڈے کو کوئی تیسرا نہیں جانتا ہے۔ یہاں صرف میں ہی تمہارے پاس آسکتا ہوں۔“

”تم کہاں ہو؟“

”تمہارے بالکل قریب۔“

”جوت نہ بول۔ میں یہ خانے کے تمام تاریک کمروں میں

ہمیں دیکھ آئی ہوں۔ تم وہاں نہیں ہو۔ پھر کسی تاریک کمرے ہو؟“

میرا کی خواب گاہ کے ساتھ دوسرا کمرہ تھا ان دونوں کمروں درمیانی دروازہ کھل گیا۔ مرنا اسے دیکھتے ہی چیخ مار کر اٹھ بیٹھا۔

پارس نے پوچھا ”مجھے سے ڈر لگتا ہے؟ اسے نفسیاتی چال کر ہیں۔ تم نے یہ نہیں سوچا کہ میں تمہارے ساتھ والے کمرے کی بتیاں بجھا کر تاریکی میں بیٹھ سکتا ہوں۔ تمہارے ذہن میں مرز اپنے ہی دور تاریک قید خانے تھے۔“

وہ خوف سے اٹھ بیٹھا اور اسے جاگتی تھی اور اسے انہیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ اس ڈر پہلے سانس سے جو تعلق رہا وہ ڈھیر تعلق اس کی طرف کھینچ رہا تھا۔ جی چاہتا تھا دوڑتی ہوئی کمرے کی گردن میں بائیں ڈال کر سینے کی دھڑکنوں کو اس کے پیٹ سے لگا دے اور وہ دو کر شکایت کرے۔ کیوں چلے گئے تھے مجھے چھوڑ کر یہیں چلے گئے تھے۔

لیکن وہ بڑی دانائی سے جذبات کو چھپاتا اور سلاتا جانتی تھی۔

پارس نے کہا ”میرے پاس آؤ۔“

”نہیں۔“ وہ دیوار سے اور لگ گئی۔

”پھر میں تمہارے پاس آؤں؟“

”نہیں۔“ وہ ایک طرف دیوار سے لگ کر جانے لگی۔ ایک کمرے میں رہنے سے خلو تھا۔ وہ ایک ہی جگہ تک میں سانس کے قریب پہنچ سکتا تھا اور۔ اپنی امانت وصول کر سکتا تھا۔

دیوار سے لگ کر آہستہ آہستہ چلے ہوئے وہ دروازے کے قریب پہنچی۔ پارس نے کہا ”تم پاس آنا چاہتی ہو مگر ڈرتی ہو اور ڈرانا نہیں چاہتا۔ تم میری جان ہو۔ تو محبت سے آجاؤ۔“

وہ دروازے کے پاس پہنچنے ہی پر ہلکا ہلکا گئی۔ دوڑتے ہوئے دور کو ریڈور میں گئی پھر لٹ کر گر پڑا۔ وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ دل۔

”کما“ تو اچھا نہیں کر رہی ہے۔ اس کا دل تو ڈری ہے۔ یہ دیکھ کر مایوس ہو کر گرے میں دو گیا ہے۔ تیرے پیچھے نہیں آنا چاہتا۔“

وہ زندگی کے عملی میدان میں ایک سیاہی لڑکی بن کر رہی تھی۔ اپنے دل کی بات نہیں مانتی تھی اور داغ کی بات یہ تھی کہ اپنے لاشوں میں رہنے والے پارس سے نجات حاصل نہیں چاہتی تھی۔ لڑکی چاہتی ہے کہ وہ بھاگے تو چاہنے والا اگر پکڑ لیں وہ پکڑے نہیں آتا تھا۔ پارس کی زیادتی تھی۔

وہ دوڑتی ہوئی پرانے محل کے مختلف کمروں اور راہدارا سے گزرتی ہوئی ایسے کمرے میں آئی جہاں ایک چور دروازہ تھا اس دروازے کے دوسری طرف اس کی ایک چور خواب گاہ تھی جہاں وہ کسی سے بھی چھپ کر رات گزار سکتی تھی اور اس کے کے پچھلے دروازے سے بھگناٹے پرانے محل کے پیچھے ایک کمرے میں پہنچ سکتی تھی۔ پھر وہاں سے فرار کا کوئی بھی راستہ نہ مل سکتی تھی۔

اس نے خفیہ سینکڑوں کے ذریعے چور دروازے کو کھولا۔ دوسری طرف ایک تاریک کمرہ تھا۔ گھراس نے دوشی نہیں کی۔ پارس کا ذرا خاک شاہ آہی ہوگا۔ پہلے اس نے چور دروازے کو اندر سے بند کیا۔ دوڑتے رہنے کے باعث اس کی سانس بھول رہی تھی۔ وہ چند لمحوں تک دروازے سے لگی اپنی ری بھرا ایک ہاتھ پھیرا کہ سوچ بڑھ سونے لگی۔ سوچ بڑھ سونے لگی لیکن وہ ہاتھ ایک فوڈاری گرفت میں گیا۔

اس نے زور کی چیخ ماری۔ ”پارس! پارس! مجھے پھاؤ۔ جلدی تو پڑے مجھے بھاؤ۔“

پارس کی دوشی ہی آواز سنائی دی ”کمال ہے، مجھ سے دور بھاگتی ہو اور مجھے ہی بھارتی ہو۔“

میرا کی اور کی سانس اور ہی دھمکی۔ وہ بولا ”میں تمہاری لاشی میں اکثر یہاں آتا ہوں۔ پورے محل کو اوپر سے لے کر تھانے تک سمجھ گیا ہوں۔ اس چور دروازے سے چور خواب گاہ میں بھی آتا ہوں۔“

وہ اپنی کلائی چھرا بھول گئی۔ وہ آہستہ آہستہ کھینچ رہا تھا جیسے وہ ہاتھ ایک ذور تھا اور وہ دھڑکے کے ذریعے ہتھک کی طرح پھینچی آ رہی تھی۔ کئی ہولنی ہتھک کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے۔ کوئی بھی اسے لوٹ لیتا ہے۔

پہلے تو وہ خاموش رہی۔ اسے اپنے اندر کی وہ لڑکی چپ کر رہی تھی جو پارس پر مہم تھی۔ وہ لڑکی کہہ رہی تھی پہلے مجھے اپنے بار بار مرنا دے پھر میرا کہ زندہ کر لیتا اور اس سے خود کو چھڑا کر دور بھاگ جاتا۔

اپنے وقت ساری دنیا بھلا دی جاتی ہے لیکن مرنا اپنی شکست اور ناکامی نہیں بھول سکتی تھی۔ برن ماسٹر اور بلیک سیکر اس تھا لڑکی کو اپنی حکام کی نظروں سے گرانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ ایسے میں اس تھا لڑکی نے ان کے تین ٹیلی پیچی جانے والوں کو انوکھا کیا تھا۔ اپنے خفیہ اڈے میں چھپا ہوا تھا۔ وہ جیت رہی تھی۔ ٹھیک ایسے ہی وقت پارس اس کی جیت کو بارش بدل رہا تھا۔ وہ اچانک خود کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے بولی ”چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو لائٹ آن کرو۔“

پارس نے چھوڑ دیا۔ پھر لائٹ آن کرتے ہوئے پوچھا ”میری آنکھیں میں موم ہو رہی ہیں اچانک چھڑکیں بند رہی ہیں؟“

”میں تم سے نہیں بولوں گی۔ ایک طرف مجھ سے محبت کرتے ہو اور دوسری طرف مجھے نقصان پہنچاتے ہو۔“

”فی الحال تمہارا ایک نقصان یہ ہوا کہ دانشمن والا تاریک قید خانہ مسٹر دانشمن دلف کی نظروں میں آ گیا۔ اور یہ محض تمہارے آٹھ لاکھ بے پروائی سے ہوا۔ ایک تو اس نے جبری اور ارادے سے منگوا کر اس میں اپنی کار میں بیٹھے کو کہا۔ دو گنا بن کر بھی اٹارے سے انہیں کار میں بٹھا سکتا تھا مگر اس نے آواز بنا کر مسٹر دلف کو

اپنے داغ میں بلایا اور جب اس نے جبری اور باردار کو بے ہوش کا انجن کش لگایا تو سمجھ میں آ گیا کہ معاملہ ہمت اہم ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کیا مسٹر دلف کو اہم معاملہ معلوم کرنے کے لئے اس کے داغ میں نہیں رہتا چاہئے تھا؟“

مرنا نے کہا۔ ”اس وقت میں اپنے آٹھ لاکھ کے داغ میں تھی۔ غلطی مجھ سے ہوئی۔ مجھے آٹھ لاکھ کو بولنے سے روکا چاہئے تھا۔“

پارس نے کہا ”تمہارا دوسرا نقصان یہ ہوا کہ تین ٹیلی پیچی جانے والے تمہاری قید سے نکل گئے۔ کیا تینوں کو کی کہ وہ تمہاری قید سے نکلے ضرور ہیں لیکن وہ تمہارے ہی پاس ہیں۔“

وہ بے یقینی سے بولی ”مجھے اکتاہٹا رہے ہو؟“

”تم بہت ذہین آلو ہو۔ یہ پوچھو وہ تینوں کہاں ہیں؟“

وہ گردن میں بائیں ڈال کر بولی ”میں کیوں پوچھوں۔ خود بتاؤ؟“

”تینوں امریکا میں ہی ایک جہد چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ وہ تمہاری امانت ہیں۔ کل صبح امریکی سفارت خانے چلو۔ خیال خوانی کے ذریعے فوراً دینا حاصل کرو۔ شام کو جیس سے میرے لئے چار ڈیڑھا گھنٹہ آگے۔ ہم اس میں نیو یارک جا سکیں گے۔ وہاں سے ہم شکاگو پہنچیں گے۔ وہاں میں ان تینوں کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔“

”یہ پھر کیا ہے؟ پہلے میرے قیدیوں کو عتاب کیا پھر انہیں واپس کرنے کے لئے مجھے شکاگو لے جانا چاہئے ہو؟“

”میں ایک سوال کرتا ہوں۔ جواب دو۔ ہمیں اسے سوال کا بھی جواب مل جائے گا۔ کیا ہمیں یقین ہے کہ تمہارا دانشمن والا تاریک قید خانہ کسی اور کی نظروں میں نہیں آیا ہے؟“

مرنا نے سوچتی ہوئی نظروں سے پارس کو دیکھا ”اے اجنبی عورت (سلطان) یاد آگئی۔ وہ پارس کی مخالفت کرتے وقت اس اجنبی عورت کو بھول گئی تھی۔ سلطانہ نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ مرنا کے خفیہ اڈے کو جانتی ہے۔ اس نے جبری اور باردار کے نام بھی بتائے تھے۔“

مرنا نے پارس سے کہا ”ہاں ایک عورت جانتی ہے۔ اس نے میرے تاریک قید خانے کے قیدیوں کے نام بھی بتائے تھے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ اس شہر کے خفیہ اڈے کو بھی جانتی ہے۔“

”نہیں مرنا! تمہارے جس معاملے کا رازدار میں رہوں گا وہ راز کسی تیسرے کو بھی معلوم نہیں ہوگا۔ یقین نہ ہو تو اس عورت سے پوچھو کہ تمہارا دوسرا خفیہ اڈا کہاں ہے؟“

”میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔“

وہ خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی سلطانہ کے پاس پہنچی۔ پہلے اس نے سانس روک دیا۔ دوسری بار مرنا نے اپنا نام بتایا۔ وہ بولی ”آؤ مجھے منٹ کے بعد آؤ۔“

یہ کہہ کر سلطانہ نے لٹی کو مخاطب کیا "اس سے بولی" مرنا میرے دماغ میں آ رہی ہے۔ جلدی آؤ۔"

وہ لٹی کو اس لئے بلائی تھی کہ وہ مرنا کو اس کے چور خیال دینے نہیں دیتی تھی۔ آؤسے منٹ بعد مرنا نے آکر کہا "میں تمہارا شرعیہ اور اگرنا چاہتی ہوں۔ تمہاری معلومات میرے متعلق بہت زیادہ ہیں۔ تم یہاں تک جانتی ہو کہ پارس میرے پیچھے چلا ہوا ہے۔ کیا یہ سکتی ہو کہ وہ بد معاشر آج کل کس ملک میں ہے؟"

"ہاں وہ پیرس میں ہے۔ جلدی تمہارے پاس لندن آنے والا ہے۔"

"کیا تم جانتی ہو کہ لندن میں میرا ایک قید خانہ کہاں ہے؟"

سلطانہ نے پوچھا "کیا تم میرا امتحان لے رہی ہو؟"

"نہیں۔ اس سوال کا جواب ضروری ہے۔ جواب سن کر میں پارس کے متعلق ایک ایسی بات بتاؤں گی جسے سن کر تم حیران نہ جاؤ گی۔"

"ایسی کیا بات ہے؟"

"پہلے میرے سوال کا جواب دو۔ لندن میں میرا خیرہ اڈا کہاں ہے؟"

سلطانہ نے کہا "میں جانتی ہوں لیکن اس لئے نہیں بتاؤں گی کہ تم میرا امتحان لے رہی ہو۔"

"میں سمجھ گئی۔"

مرنا آگے کچھ کہنے جا رہی تھی "پارس۔ ایک کانڈ پر لکھا اس عورت کا ایک نام ایل سے شروع ہوتا ہے اور دوسرا نام ایل سے یعنی وہ دو لٹی، یہی جانتے والی عورتیں ہیں۔"

یہ پڑھ کر مرنا نے کہا "میڈم ایل اور میڈم ایل! میں تم دونوں کا پورا نام نہیں لوں گی۔ میں نے تو ساری دیر میں تم دونوں کے متعلق بہت کچھ معلوم کر لیا ہے۔ کیا اپنی زبان سے بتاؤ گی کہ مجھے پارس کے خلاف کیوں بھڑکائی ہو؟"

مرنا نے اپنے اپنے نام کا پہلا حرف سن کر لٹی اور سلطانہ حیران نہ گئیں۔ لٹی فطرتاً ہی شریف اور سیدھی سادی تھی۔ میرا پیری نہیں جانتی تھی۔ اس کے مقابلے میں سلطانہ ذرا چالاک تھی، اسی کے بھڑکانے پر وہ پارس کے خلاف سازش میں شریک ہوئی تھی۔ جب یہ سنا کہ مرنا دونوں بہنوں کو جانتی ہے تو وہ گھبرا کر سوچ میں پڑ گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مرنا کو سلطانہ کے چور خیالات دہننے سے روک نہ سکی۔

مرنا کی مکاری کے مقابلے میں سلطانہ کچھ نہیں تھی۔ وہ سلطانہ کو باتوں میں لگا کر اس کے چور خیالات دہن دیتی چلی گئی۔ پھر بولی "احسان سلطانہ! اب تمام حقائق سامنے آ گئے ہیں۔ تم اپنی بہن لٹی پر سوکھ بواشت نہیں کرو گی۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ سونیا تمہاری بہن کی سوکھ بننے والی ہے۔ اس سے زیادہ حیرانی کی بات بلکہ ناقابل یقین بات یہ ہے کہ تمہاری بہن کے شوہر کا نام فراد علی

تیمور ہے اور وہ خود کو برائن دولف کے نام سے ظاہر کرتا ہے۔ سلطانہ گھبرا گئی، پریشان ہوئی کیونکہ اس کے والد سلطانہ متعلق بیان تھا کہ اس میں حرکت ہوں۔ یہ بیان دینے کے بعد وہ اللہ کو بہا رہے ہو گئے تھے۔ ان کے بیان کو درست ثابت کرنے میں اب تک اپنی اصلیت کو چھپاتا آ رہا تھا۔ لٹی اور سونیا بھی اپنے والد کے اس بیان کو قائم رکھنا چاہتی تھیں۔ اسے ایک بزرگ کا مجرم رکھنے کے بعد خود ان کی بیٹیوں کی سب سے راز فاش ہو رہا تھا۔ میرے اہم رشتے والوں کے بعد میرا لڑکا ہے جسے معلوم ہو گیا کہ فراد علی تیمور زندہ ہے۔

سلطانہ نے پریشانی کو چھپاتے ہوئے وضاحتی سے کہا "جھوٹ ہے۔ فراد علی تو بڑیاں بھی قبر میں کل گئی ہوں گی۔ میں ہوں کہ میری بہن کے شوہر کا نام بھی فراد ہے۔ نام ایک شخصیت ایک نہیں ہوتی۔"

"تم نے بڑی ہونگی سے بات بنائی ہے مگر یہ جیسے معلوم ہے کہ تمہارے چور خیال نے تمہارے بہنوئی فراد کو پارس کا بتایا ہے۔"

اب سلطانہ بات نہیں بنا سکتی تھی۔ کوئی جواب نہیں دیتی تھی۔ اس نے سانس روک لی۔ مرنا دماغی طور پر پارٹ سامنے حاضر ہو گئی۔ وہ بولا "بڑی لٹی باتیں ہو رہی ہیں؟"

وہ پارس کو دھسے سے گھور کر خطرہ انداز میں بولی "ہاں، خاندان کا شجرہ معلوم کرنے میں دیر لگتی ہے۔"

"کس کے خاندان کی بات کر رہی ہو؟"

وہ بولی "پہلی بار سلطانہ سے دماغی رابطہ قائم کیا تو اس کے خیالات نہ پڑ سکے۔ دماغ کے قید خانے تک پہنچنے میں دشواری تھی۔ جب تم نے کانڈ پر لکھ کر بتایا کہ وہ دو لٹی یہی جانتی والی عورتیں ہیں تو میں سمجھ گئی کہ دوسری عورت مجھے سلطانہ چور خیالات دہننے سے روک رہی ہے۔ پھر بتا نہیں کیا ہوا دوسری عورت جتنی لٹی کہیں چلی گئی۔ اس کے بعد میں نے معلوم کر لیا کہ مجھے تمہاری اور تمہارے باپ کی حقیقت بھی ہو گئی۔"

پارس نے تجب سے پوچھا "تم نے کیا معلوم کیا؟"

"میں کہ تمہارا باپ زندہ ہے۔ فراد علی تیمور زندہ ہے۔ پارس چشم زدن میں سمجھ گیا کہ لٹی اور سلطانہ نے بہن طاقت کی ہے۔ اس نے مرنا سے کہا "میں نے حقیقت جیسے قائلین کیسے بتا نا جب کہ تم مجھے ناقابل اعتماد سمجھتی آ رہی ہو۔"

"ٹھیک کہتے ہو۔ اگر میں تم پر بھروسہ کرتی اور تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا باپ زندہ ہے تو میں سوچتی کہ مجھے بھی مجھے اس راز کو چھپانا چاہیے لیکن فراد علی تیمور کی زندگی میرے موت ہے یا چاہی ہے۔ میں نے خود ہی اس مرد فراد کو دھوڑ نکالا ہے۔ اس میں تمہارا کوئی احسان نہیں ہے۔ اب

شروع ہو رہی ہے اور سر تک پہنچی۔ بزرگوں نے غلط نہیں کہا ہے عورتوں کی عقل بیروں میں ہوتی ہے۔"

"ہائیں نہ بتاؤ۔ چلے جاؤ یہاں سے۔"

اس نے مٹکر کر پوچھا "واقعی چلا جاؤں؟"

"اوہ! ایس بھول گئی تھی کہ ابھی تمہارے بس میں ہوں۔ میرا کوئی دشمن مجھے دھوڑ نہ سکے گا۔ تم نے مجھے بھڑایا ہے۔ تم جو چاہو وہ سلوک کر سکتے ہو۔"

"اگر شیطان بنا ہو تو موت پہلے بن چکا ہوتا۔ میں انسان ہوں۔ انسان ہی رہوں گا۔ ابھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔ تمہیں ہاتھ نہیں لگاؤں گا لیکن کچھ ابھی باتیں سمجھا کر جاؤں گا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دنیا کے بڑے بڑے خاندانوں سے لڑنے کے لئے ہم درک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اکیلے نہ کر دیتی طور پر کامیابیاں حاصل کر رہی ہو۔ کئی بار میری طرح چھٹے چھٹے چھٹے چھٹے ہو بیٹھ نہیں پڑتی۔ تمہیں بچانے والا کوئی ہونا چاہئے۔"

"اس لئے میں تمہیں اپنی کارڈ بتاؤں؟ میں چاہتی ہوں؟"

"میرے چاہئے ہے کیا ہوتا ہے۔ بات تمہارے چاہئے کی ہے۔ جب تک تم ایک مضبوط ٹیم نہیں بناؤ گی۔ تمہاری جان خطرے میں رہے گی۔ سلمان اکل لے بتایا ہے کہ تم نے لٹی جیٹس جانے والوں کو اسرائیل جانے سے روک دیا ہے۔ اس طرح یہودی تنظیم کو اپنا دشمن بنایا ہے۔ نئے دشمنوں میں برین ماسٹر اور بلک سیکر ہیں۔ تمہارے ملک کا سراسر مجھے تمہارا حمایتی نہیں ہے۔ تم ہمیں بھی دشمن سمجھتی ہو۔ لکینی دشمنوں کی تعداد بڑھاتی جا رہی ہو۔ کوئی ایسی ہستی بتاؤ جو تمہاری دوست ہو اور تمہارے برے وقت میں کام آتی ہو؟"

"تم کچھ ابھی باتیں کر گئے ہو۔ میں غور کروں گی۔"

"ہاں اس پولو پر غور کرنا کہ ابھی تم پر بہت زیادہ برا وقت نہ آیا ہے۔ اس لئے تم برے وقت کے مصائب اور دشمنوں کو نہیں سمجھ رہی ہو۔"

وہ ایک سرد آہ بھر کر کسی سے اٹھ گئی۔ سر جھکا کر بولی "اس سے زیادہ برا وقت کیا آئے گا کہ میرے ہی ملک کے بڑے اور اہم لوگ میرے خلاف ہو گئے ہیں۔ وہ صرف یہ سوچتے ہیں کہ میں ایک لڑکی ہوں۔ یہ حساب نہیں کرتے کہ میں اپنے ملک کے لئے جتنی قربانی دیتی ہوں۔ بالک سیکر کس کو لٹی جیٹس کا شیعہ دے دیا گیا ہے۔ ان چاروں بلک سیکر کا بڑا رعب اور دبہہ ہے۔ میں نے چند گھنٹوں میں ان کو گنجا دکھا دیا۔ ان کے تین نئے لٹی جیٹس جاننے والے چھین کر لے آئی۔ اس کے باوجود میں ایک کمزور اور خرابی سمجھی جاتی ہوں۔"

وہ آہستہ آہستہ بولتی ہوئی پارس کے قریب آئی پھر بولی "تم ٹھیک کہتے ہو۔ آج میں اکیلے نہ ہوتی۔ میری ایک خطرناک تنظیم

ہوتی تو بلیک سیکرٹ کی پراسرار عظیم کی طرح میرا بھی رعب اور دبہ رہتا۔

وہ اچانک ہی پارس سے لپٹ کر بولی "میں کیا کروں؟ تم سے بہت ڈر لگتا ہے لیکن تمہارے بغیر خالی خالی رہتی ہوں۔ جب بھی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس نے میرا سکون برباد کیا، مجھے پیچھے کیا تو تم یاد آئے میں بلی بار زبان سے کہہ رہی ہوں "وہ موٹو ہو، صرف تم ہو جس کی آغوش میں میں دشمنوں سے بے نیاز ہو کر آرام سے سو سکتی ہوں۔ میں تم تک گئی ہوں پارس! میرے اندر سے تمام اندیشے نکال کر مجھے سلا دو۔"

اس نے اچھ بھرا کر سوچ آف کر دیا۔ تاریکی چھا گئی۔ تاریکی میں ختمی ہو تو ڈر لگتا ہے۔ اگر ڈر نکالے والا ہو تو رت چکا بھی ہو تا۔ "ایرینجیڈ می آجاتی ہے۔ وہ جاگتی رہی اور سوئی رہی۔ سوئی رہی اور جاگتی رہی۔



سلطان دماغی طور پر حاضر ہوتے ہی رونے لگی "ہائے میں نے یہ کیا کر دیا۔ پارس کو ناکام بنانا چاہتی تھی۔ اس چلنے سے میرے چور خیالات سے فراد بھائی کی حقیقت معلوم کر لی۔ میری حماقت سے میرے بابا کا بیان غلط ہو گیا ہے۔ میرے بابا جتنے عالم دین تھے۔ اب وہ مجھ سے کلام نہیں گے۔ میں کبھی اپنے آپ کو معاف نہیں کروں گی۔ میں میرا دل کی۔"

وہ بے اختیار بیزاری تھی۔ سلمان سو رہا تھا۔ اس کی آنکھ کھل گئی۔ اسی وقت لپٹی بھی اس کے دماغ میں آگئی۔ وہ کتنا چاہتی تھی کہ کبھی مرنا کی باتوں سے گھبرا کر وہ سوچ میں پڑ گئی تھی اور سوچنے کے لئے اپنی جگہ دائمی طور پر حاضر ہو گئی تھی۔

مگر لپٹی کچھ نہ کہہ سکی۔ اس سے پہلے سلمان نے پوچھ لیا۔ "سلطان! کیا بات ہے۔ یہ تو میری رات کو کیوں رو رہی ہو؟" وہ دوتے ہوئے بولی "آج مجھ سے اتنی بڑی غلطی ہوئی ہے جس کے لئے میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

"آخر بات کیا ہے؟"

"میں بہن کی محبت میں اندھ سی ہو گئی تھی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ سسر سو کن بہن کر آئے میں نے سوچا۔ اگر پارس سسر کی شرط پوری کرنے میں ناکام رہے گا۔ مرنا کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکے گا تو سسر اور فراد بھائی کی شادی نہیں ہو سکے گی۔ میں مرنا کو پارس کے خلاف بھڑکانے لگی، اس کینے سے میرے چور خیالات بڑھ گئے۔ اسے معلوم ہو گیا کہ میرے بابا کا بیان درست نہیں تھا۔ فراد بھائی ابھی زندہ ہیں۔ میری بہن کے شوہر ہیں اور اب سسر سے شادی کرنے والے ہیں۔"

سلمان گم سم بھٹکان رہا تھا۔ لپٹی سوچ کے ذریعے کہہ رہی تھی "سلطان! یہ کیا ہو گیا؟ میں اپنے بابا کی مرضی کے مطابق فراد کو مگر ای سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتی رہی۔ تمہارے فراد

بھائی نے بھی اتنے بڑے عالم دین کے بیان کا بھرم رکھا۔ شادی کرنے کے بعد اپنے اندر کے عیاشی فراد کو مار ڈالا اور نام اختیار کر لیا۔ ایک طویل عرصے کے بعد یہ راز مکمل رہا۔ ہمارے ہی ذریعے سے مکمل رہا ہے۔"

سلطان نے کہا "اتنی بڑی غلطی کے بعد میں زندہ نہیں گی۔ میں میرا دل کی۔" وہ بہتر سے اتر کر جانا چاہتی تھی۔ سلمان نے اس کا ہاتھ کھینچے ہوئے کہا "ہوش میں رہو۔ انسان سے بڑی بڑی غلطی ہوئی ہیں۔ ان غلطیوں کا علاج خود کئی نہیں ہے۔"

وہ دوتے ہوئے بولی "میں فراد بھائی کو کیا نہ دکھاؤں گا! سسر سے بڑی عقیدت تھی۔ میں ان کے ہر حکم کی قبول کر اب کس زبان سے کہوں گی کہ میں نے ان کے اور پار خلاف سازش کی تھی۔"

سلمان نے کہا "سسر کو ابھی تم نے اچھی طرح نہیں ہے۔ وہ صرف دشمنوں کو معاف نہیں کرتیں، انہوں کی غلطی فوراً بھول جاتی ہیں۔ چلو آؤ سسر کے پاس چلیں۔"

سونیا سو رہی تھی۔ سلمان کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر بیدار ہو گئی۔ وہ بولا "معافی چاہتا ہوں۔ کچھ ضروری باتیں اس لئے حاضر ہوا ہوں۔"

سونیا نے پوچھا "کیا لپٹی اور سلطان نے کوئی غلطی کی؟" "کمال ہے سسر! آپ نے کیسے جان لیا؟"

"عورت ہوں اور عورت کی فطرت کو سمجھتی ہوں۔" سے بے انتہا محبت کرتی ہے۔ وہ میری پرستش کر سکتی ہے سو کن کی حیثیت سے قبول کرتے وقت وہ اندر سے ٹوٹ میں نے سوچا ایسے وقت دونوں بہنوں سے غلطیاں ہو سکتی ان کی غلطیوں سے دشمن فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے میں سے کہہ دیا کہ وہ مرنا کے تیز تیز تیز کو دوسری جگہ منتقل اب میں پوچھتی ہوں کیا ان کی کسی غلطی سے دشمنوں کو فائدہ والا ہے؟"

"ایسی بات نہیں ہے سسر! آپ بہت دور تک۔ سلطان پارس کے خلاف مرنا کے پاس گئی تھی پھر اپنے بھائی مار کر لوٹ آئی۔"

سلمان نے بتایا کہ کس طرح دونوں بہنوں نے اپنے کے بیان کو بھٹکایا ہے اور فراد بھائی کی حقیقت مرنا پر ہے "مرنا محبت دہن ہے۔ وہ امر کی حکام کو فراد بھائی ضرور بتائے گی۔ سلطان اپنی غلطی پر اتنی نادم ہے کہ آپ فراد بھائی سے منہ چھپانے کے لئے خود کٹھنی کرنا چاہتی ہے اسے روکا ہے۔ پھر آپ اسے سمجھائیں۔"

"دونوں بہنوں کو میرے پاس لاؤ۔" وہ دونوں دوتے ہوئے ہوئیں "ہم حاضر ہیں سسر!"

میرا ہنسنے لگا۔

"آپ مجھ پر سزا سنیں۔ ہم سزا پانے کو تیار ہیں۔" "میری طرف سے یہ سزا ہے کہ اپنی غلطی پر شرمندہ رہنے کے لئے طبی مرکب زندہ رہو۔ خود کٹھنی کا مطلب یہ ہوگا کہ سزا سے بچنے کے لئے فنا سے بھاگ رہی ہو۔"

"آپ درست کہتی ہیں۔ ہمیں شرمندہ رہنے کے لئے اور احمد غلطیوں سے بچنے کے لئے زندہ رہنا چاہئے۔"

"چلو اور دماغ کو ہدایت دے کر سو جاؤ۔ کل صبح میرے اور فراد کے کان میں شریک ضرور ہوا۔"

"دیتوں چلے گئے۔ سونیا نے آنکھیں بند کیں۔ دماغ کو ہدایت دینے پر نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔"

ابھی میرے مندر میں نیند نہیں تھی۔ میں نے نئے ٹیلی ویژن پر اپنے والے خیمہ قیدیوں کو تین مختلف تاریک کمروں میں لاکر قید کیا تھا۔ میں اپنے ایک بہن سی ایچ ایچ اور سچے دوست لگ فریڈ کا ذکر سے پہلے کر چکا ہوں۔ وہ امریکا کے چند بڑے سرمایہ داروں میں سے ایک تھا۔ ہر ملک اور ہر بڑے شرمیں اس کی دولت اور جائداد کی۔ امریکا کے مختلف شہروں میں ایسی کوٹھیاں تھیں جو میرے دس اور علی تیر کے لئے مخصوص تھیں وہاں کے تمام جاسوس لگ فریڈ پر کڑی نظر رکھتے تھے۔ حکومت چاہتی تھی کہ وہ میرا اپنی بارے میرے دونوں بیٹوں اور سونیا کو اس ملک میں ہر طرح کا اور پوچھا گیا ہوگا۔

لگ فریڈ نے کسی طرح کے الزام سے بچنے کے لئے کچھ کہا اور کوٹھیاں فرضی ناموں سے خریدی تھیں۔ ہم ان فرضی ناموں کو اختیار کر کے ان کو ٹھیلوں اور جائدادوں کو اپنے متعلق میں لاتے تھے۔ ان میں سے ایک کو بھی ایسی تھی جس کے خانے کو تاریک قید خانہ بنایا گیا تھا۔

میں نے اسی کو بھی میں لپٹی کے ساتھ قیام کیا تھا۔ جس کے نئے کے مطابق مجھ سے سونیا کا نکاح مجھ سے بڑھایا جانے والا تھا۔ اس بات پر لپٹی مجھ سے ناراض ہو کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ دروازے کو اندر سے بند کر لیا تھا خود کو مجھ سے دور رکھتی تھی۔

میں چاہتا تو اس کے دماغ میں جاسکنا تھا لیکن میں نے اسے اور دل کا جو بھٹکا کرنے کے لئے جھوڑا۔ مجھے کیا معلوم تھا۔ وہ اپنی بہن سلمان کی باتوں میں آکر مرنا تک پہنچ جائے گی۔ ان کے ساتھ جو کچھ وہ اس کے نتیجے میں لپٹی خودی دروازہ دل کر دیتی ہوئی باہر آئی میں نے پوچھا "آخر سو کن کے آنے پر بیک وقت دو بھائی؟"

"وہ سسر دوتے ہوئے ہوئی "لغت ہے مجھ پر۔ میں واہ بنا۔" لپٹی نے اوجھ سے دوسری تھی۔ میں تو سسر کی پرستش کرتی ہوں۔ وہ

آپ کی دلہن نہیں تھیں تو میں انہیں سو کن نہیں بڑی میں سمجھتی رہوں گی۔ آپ کی خدمت چھپے کہتی ہوں "ویسے ہی سسر کی خدمت کروں گی۔"

میں نے جراتی سے پوچھا "تمہارے خیالات میں یہ انتخاب کیسے آیا۔ چند گھنٹے پہلے تم سو کن کی آمد پر ناراض ہو کر کئی تھیں اور دروازے کو اندر سے بند کیا تھا۔ اب خود دروازہ کھول کر سو کن کو خوش آمدید کہہ رہی ہو۔ یہ معاملہ کیا ہے؟"

تب اس نے دروازہ کھولا تمام معاملات بتائے جس کے نتیجے میں مرنا کو میری حقیقت معلوم ہو گئی تھی۔ دونوں بہنوں کو اس کا زیادہ صدمہ تھا کیوں کہ ان کی غلطی سے ان کے والد کا بیان غلط ہو چکا تھا۔ میں نے پوچھا "اب رونے سے کیا حاصل ہوگا؟ کیا یہ بات سونیا کو بتائی گئی ہے؟"

"جی ہاں۔ سلطان شرمندگی سے خود کٹھنی کرنا چاہتی تھی۔ سسر نے ہم بہنوں کو سزا سنائی ہے کہ ہمیں ساری زندگی شرمندہ رہنے کے لئے اپنی طبی مرکب زندہ رہنا ہوگا۔"

"یہ سزا نہیں ہے۔ سونیا کی محبت ہے۔ وہ تم دونوں کو زندہ اور باعمل دیکھنا چاہتی ہے۔"

لپٹی نے کہا "اتنی بڑی بات ہو گئی۔ آپ دنیا پر ظاہر ہونے والے ہیں۔ سسر نے اس کی روک تھام کے لئے کوئی مشورہ کوئی ہدایت نہیں دی۔ ابھی بات صرف مرنا تک ہے۔ آپ چاہیں تو اسے یہ راز فاش کرنے سے روک سکتے ہیں۔"

میں نے کہا "ہمیں اس سلسلے میں کوئی قدم اٹھانے سے پہلے جناب علی امدا اللہ حمزوی سے مشورہ لینا چاہئے۔ تم سلطان اور سلمان کے ساتھ ان کے پاس جاؤ۔ انہیں تمام حالات بتاؤ پھر ان کی ہدایات سن کر آؤ۔"

وہ میرے پاس بیٹھ کر خیال خوانی کی پرواز کرتی ہوئی چلی گئی۔ شام کا وقت تھا۔ سڑی خاصی تھی۔ میں کٹھنی تیار کرنے بچن میں آگیا۔ جب دوپہالی کافی لے کر کمرے میں آیا تو لپٹی میری طرف آ رہی تھی۔ مجھ سے ایک پیالی لیتے ہوئے بولی "جناب علی امدا اللہ حمزوی صاحب فرماتے ہیں۔ مرنا کو جبرانہ روزہ جائے کیوں کہ آپ کی حقیقت کل صبح اس بچے خود بخود ظاہر ہو جائے گی۔" میں نے تعجب سے پوچھا "کیسے ظاہر ہو جائے گی؟"

"جناب علی امدا اللہ حمزوی صاحب سسر کا نکاح آپ کے ساتھ بڑھائیں گے تو نکاح ہائے میں آپ کا اصل نام فراد علی تیر لکھا جائے گا۔ اور کل ہی کی تاریخ، مہینہ اور سال میں لکھا جائے گا۔ جب اتنے بڑے عالم اور بزرگ نکاح بڑھائیں گے اور اپنے دستخط کریں گے تو اس کے بعد آپ مرحوم نہیں کہلائیں گے۔ وہ نکاح نامہ آپ کی زندگی کی تصدیق کرے گا۔"

میں نے کہا "تمہارے والد بھی بہت بڑے عالم دین تھے۔ انہوں نے تصدیق کی تھی کہ میں اس دنیا سے اٹھ چکا ہوں۔ یا"

صاحب کے ادارے کے دو علمائے دین کے بیان میں تضاد پیدا ہو جائے گا۔

”میں نے یہی سوال کیا تھا۔ محترم تحریری صاحب نے فرمایا کہ ہمارے والد نے جس گمراہ فرہاد کی موت کی تصدیق کی تھی وہ درست ہے کہ۔ مرنے کا ہے۔ آج ایک نیا فرہاد زندہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ سونیا اور فرہاد کا نکاح نہ ہوا تو فرہاد کی آئندہ نسلیں اپنے خاندانی شجرے پر شرمندہ رہا کریں گی اور یہی بڑے حیا کی بات ہوگی۔ جو گزر چکی ہے اس کے لئے نہ سوچو۔ اپنی اولاد کے مستقبل کو قابلِ غور نہ کرو۔“

میں نے کہا ”محترم تحریری صاحب نے جو بات تمہیں سمجھائی ہے، وہ سونیا پہلے ہی سمجھ گئی تھی۔ اسی لئے اُس نے تم لوگوں کو مشورہ نہیں دیا کہ مجھے ظاہر ہونے سے روکا جائے۔ میں پوری کوشش کروں گا کہ دوست اور دشمن مجھے ایک نیا فرہاد تسلیم کریں اور تمہارے والد کا یہ بیان درست ثابت ہو کر گمراہ فرہاد ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔“

لیٹی نے میرے قدموں میں بیٹھ کر کہا ”آپ بہت اچھے ہیں واقعی بدل چکے ہیں۔ میں نام ہوں کہ پارس کے خلاف سازش کی۔“

میں نے اسے قدموں سے اٹھا کر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔ ”پارس سازش پر ہدف ہے۔ تم بہنوں نے نادانی میں سازش کی تھی۔ مجھے یقین ہے میرے بیٹے پر کوئی اثر نہیں پڑا ہوگا۔“

”سسر کا منصوبہ یہ تھا کہ مرثیہ کو اپنی طرف مائل کیا جائے اور ہم نے مرثیہ کو پارس کے خلاف بھڑکایا ہے۔“

”ہاں اگر مرثیہ اس سے بدعن ہو جائے گی تو کوئی دوسرا راستہ اختیار کرنا ہوگا۔ مجھے پارس سے رابطہ کر کے حالات معلوم کرنا چاہئیں۔“

لیٹی نے گھڑی دیکھی پھر کہا ”ابھی آپ رابطہ نہ کریں۔“

”کیوں؟ کوئی خاص بات ہے؟“

”جی ہاں۔ پیرس کے وقت کے مطابق وہاں رات کے تین بجے ہوں گے۔ پارس ہماری ہوجو جو کے پاس ہوگا۔ جو ان بیٹے کے پاس صبح جانا مناسب ہوگا۔“

لیٹی نے عقل کی بات سمجھائی تھی۔ میں تین گھنٹے بعد پارس کے دروازے پر پہنچا۔ اس نے کہا ”اوہ پاپا! بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں ٹیلی جیسی جانتا تو دماغی طور پر پرواز کے کہے آپ کو خوشخبری سنانے پہنچ جاتا۔ مرثیہ ہماری ہے۔ اور ہمیشہ ہماری رہے گی۔“

”کیا واقعی؟“

”جی ہاں۔ ابھی میں لندن میں مرثیہ کے پاس ہوں۔“

”اس وقت مرثیہ کہاں ہے؟“

”میرے پاس ہے۔ میرے دروازے میں ہے۔ آپ کی باتیں سن رہی ہے۔“

میں نے کہا ”ہیلو مرثیہ!“

”دوبولی“ ہیلو پاپا! میں آپ کو پتا کہہ سکتی ہوں؟“

”پاپا کہہ رہی ہو اور اجازت بھی لے رہی ہو۔“

”دوہنے لگی۔ پھر بولی“ پارس کی ایک بات میرے دل پر کہ میں تنہا بڑی بڑی خطرناک تحکیموں سے مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہودی تنظیم کے لوگ میرے دشمن بن چکے ہیں۔ پھر ملک کا برین اسٹراور چارلیک سیکرٹس مجھے میرے ہی ملک کی نظروں میں گرانا چاہتے ہیں۔ میری سلامتی اسی میں ہے۔ یہی ایک مضبوط تنظیم پٹانوں اور دشمنوں کو منہ توڑ جواب دہ ہے۔ تم دانا کی سے بچ لائن پر سوچ رہی ہو۔“

”یہ میرے دل کا فیصلہ ہے کہ میں صرف پارس پر بھروسہ کر رہی ہوں۔ آپ کی ٹیم میں رہوں گی لیکن میری دوبانڈ کے مزاج کے خلاف ہوں گی۔“

”وہ دوبانڈ کیا ہیں؟“

”ایک تو یہ کہ ٹرانسفارمر مشین میرے ملک کی کلید ہیں آپ تو ان کو اس مشین تک بھی پہنچنے نہیں دوں گی۔“

میں نے کہا ”تم یہ ضمانت دو کہ اس مشین سے بٹھاتی جانیے والے پیدا نہیں ہوں گے۔“

”دوبولی“ اس مشین کے انچارج ابھی چارلیک بکر جب وہ مشین اور ٹیلی بٹھتی جانیے والوں کا شعبہ میرے آئے گا تو میں آپ کی مرضی کے مطابق ایک بھی شیطا نہیں ہونے دوں گی۔“

”پھر تو میں پوری کوشش کروں گا کہ یہ شعبہ بلیک ہاٹھوں سے نکل کر تمہارے ہاتھوں میں آجائے۔“

”دوبولی“ میری دوسری بات جو آپ کے مزاج کے خلاف ہے کہ میں محبت وطن ہوں اور آپ میرے ملک ہیں۔“

”میں تمہارے ملک کی پالیسیوں کا دشمن ہوں۔ تم ہو۔ اسی لئے تم نے ٹیلی بٹھتی جانیے والوں کو اسرار کا مخالفت کی۔ تمہیں بھی اپنے حکام سے شکایت ہے کہ ٹیلی بٹھتی کا شعبہ غلط ہاتھوں میں رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ حکام سے مجھے بٹھتی شکایتیں ہیں۔ اتنی ہی تمہیں بھی شکایت ہے۔“

”آپ واقعی فرہاد علی بیور ہیں۔ آپ نے مجھے لگا ہے۔ اچھا پاپا! اگر یہ تمام شکایتیں دور کر دوں تو؟“

”تو میرے جیسا تمہارے ملک کا دوست اور وقار ہوگا۔ تم نے یہ نہیں دیکھا کہ حکومتِ فرانس کو مجھے ٹیلی کی دوستی سے کتنا فائدہ پہنچتا ہے۔“

”دوبولی“ بے شک! میں آٹھوں سے آپ کی فرانس کی دوستی دیکھتی آ رہی ہوں پھر بھی یہ نہ سمجھ سکتی کہ میں میرے ملک کی بھی دوست بن سکتی ہے۔“

پارس نے کہا "اب تو سمجھ گئی ہو۔ صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔"

وہ مسکراتے ہوئے پارس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولی۔

"ہاں میں اپنے گھر میں آگئی ہوں۔"

پارس فریاد کر بولا "کیا کر رہی ہو۔ پایا ہیں۔"

میں نے ہنستے ہوئے کہا "میں نے کچھ نہیں دیکھا، میں جا رہا ہوں۔"

وہ بولی "ٹھہرے پایا! ایک بات اور ہے۔ کیا مجھے اپنے اعلیٰ حکام سے آپ کا ذکر کرنا چاہئے؟"

"ضرور کرنا چاہئے، بلکہ انہیں میری شادی کی دعوت بھی دو۔"

برین ماسٹر اور چاول بلیک سیکرٹ سے کہو کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے میری شادی میں شریک ہو سکتے ہیں۔ ٹھیک تین گھنٹے بعد ہوگی۔"

میں پارس کے داغ سے چلا آیا۔ پہلی سوری تھی۔ میں تمام رات جاگتا رہا تھا۔ میں نے بستر پر لیٹ کر دماغ کو دو گھنٹے تک سوئے کی ہدایت کی پھر سو گیا۔

اگر مرنا ہے پھر ماسٹر کے پاس پہنچ کر کہا "اعلیٰ ختم، فوجی افسران، برین ماسٹر اور چاول بلیک سیکرٹ کو فوراً ہنگامی اجلاس میں بلاؤ۔"

پھر ماسٹر نے کہا "ملک کے اتنے بڑے بڑے عہدیداروں کو فوراً کیسے بلاؤں؟ کیا تم نے بچوں کا مکمل سمجھ لیا ہے جب چاہا کہنے کے لئے ہنگامی اجلاس طلب کر لیا۔"

وہ بولی "تم ان چاول بلیک سیکرٹس کے چچے ہو۔ ان کی فرمائش پر اجلاس منعقد کرتے ہو۔ جب کہ میں ایک بہت بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتی ہوں۔"

"مجھے افسوس ہے۔ چاول بلیک سیکرٹس ایک بہت ہی اہم معاملے میں مصروف ہیں۔ جرنل صاحب ملک سے باہر ہیں۔ برین ماسٹر سے مل کر ان کو آگاہ کرنا نہیں کرنا۔ اعلیٰ حکام تمہاری ضد اور بہت دھرمی سے بیزار ہو گئے ہیں لیکن تمہیں احساس نہیں ہے کہ تم کتنی کر رہی ہو۔"

"اب تمہارے کرنے کی باری ہے پھر ماسٹر! ٹھیک ہے ہنگامی اجلاس نہ بلاؤ لیکن ملک کے تمام اکابرین کو یہ بری خبر نہ دے کہ فریاد علی تیمور زندہ ہے۔"

"تو اس سے کیا تمہیں چھوڑ دینے والی اور کوئی اطلاع نہیں ملی؟"

وہ بولی "جیس کے وقت کے مطابق دس بجے جناب علی اسد اللہ حمزہ صاحب کے داغ میں جاؤ۔ ٹھیک اس وقت وہ سونیا اور فریاد کا نکاح پڑھانے والے ہیں۔ بابا صاحب کے ادارے کے اتنے بڑے بزرگ فراڈ نکاح نہیں پڑھا سکیں گے اور سونیا بھی فواد عورت فریاد کے سوا کسی اور سے نکاح قبول نہیں کرے گی۔ پارس

اور علی تیمور جیسے غیرت مند بیٹے کسی دوسرے کو فریاد کہہ کر اپنا کوٹلی نہیں دیں گے جب ہر پہلو سے تم لوگوں کو یقین ہو جائے کہ فریاد زندہ ہے تو پھر تمہارا باپ بھی ہنگامی اجلاس منعقد کرے گا۔ دیش آئل۔"

مرنا اس کے داغ سے نکل نکلا۔ میری نئی زندگی کی خبر کسی کو یقین نہیں آسکتا تھا۔ اس خبر کی تصدیق کے لئے جرنل صاحب کے پاس جانا ضروری تھا۔ پھر ماسٹر کی رپورٹ مطابق برین ماسٹر اور چاول بلیک سیکرٹ دس بجے سے پرا جناب تیموری صاحب کے پاس آکر کھنکھ گئے۔ کیا واقعی فریاد تیمور زندہ ہے؟ اگر زندہ ہے تو ایک طویل عرصہ تک مرد پوش رہا؟

جناب تیموری صاحب نے جواب دیا "فریاد علی تیمور ہے۔ آؤ سمجھتے بعد خیال خوانی کے ذریعے سونیا کا اس سے پڑھایا جائے گا۔ تمہارے ملک کے اور جتنے حکام خیال خوانی ہیں، وہ بھی اس شادی میں شریک ہو سکتے ہیں۔ شادی کے بعد حضرات جو سوالات کرنا چاہتے ہیں ان کے جواب سونیا اور دیں گے۔"

اس کے بعد ایک سر طاقت نے دوسری سر طاقت کو: زندہ ہونے کی بری خبر سنا لی۔ ہاں لاٹن اور گلیس کے ذریعہ مٹنوں میں اسراٹلی حکام اور دوسری خلیجی حکومتیں کو؛ پریشان کن خبر سنا دی۔ مٹنوں والا فوجی شکاری رابطہ رکھنے والا کے نمائندے کیمرے وغیرہ کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے پہنچ گئے۔ سونیا اور میرے حلقے میں نہیں بتایا گیا کہ ہم کس ملک میں ہیں۔

وہ لوگ ساری دنیا کی بی بی وی اسکرین پر میری اور سونیا کی کے مناظر دکھانا چاہتے تھے جب بابا صاحب کے ادارے انچارج نے سختی سے کہہ دیا کہ دلہا دلہن کا پتا ٹھکانا نہیں بتایا گا تو انہوں نے پوچھا "خیال خوانی کے ذریعے نکاح پڑھایا جا تو دنیا والوں کو کیسے معلوم ہوگا؟"

انچارج نے جواب دیا "مسٹر فریاد اور داماد سونیا کے گلیس مشین کے ذریعے نکاح نامہ بھیجا جائے گا پھر تین منٹ بعد دوسرا منٹ دیکھا کہ وہ نکاح نامہ جناب تیموری صاحب پاس پہنچ دیں گے اس کے بعد مٹنوں والا فوجی شکاری رابطے نکاح نامہ ساری دنیا کے بی بی وی اسکرین پر دکھایا جاسکتا ہے۔"

ایک نمائندے نے سوال کیا "ہم داماد سونیا اور مسٹر سے کس طرح انٹرویو کر سکیں گے؟"

جواب ملا "کیمرے کے سامنے آپ کا ایک آڈیو ریس مسٹر فریاد اس کے داغ میں رہ کر سوالوں کے جواب دیں گے۔"

"داماد سونیا ٹیلی ویژن میں جتنی جتنی جاتی ہیں۔ ان سے کس انٹرویو ہوگا؟"

جواب دیا گیا "مسلمان واسطی کی شریک حیات بیگم سلطانہ واسطی کیمرے کے سامنے آکر جوابات دیں گی۔"

واسطی کیمرے کے سامنے امریکا میں تھی اور سلطانہ جیس میں تھیں۔ سونیا کی نمائندگی سلطانہ کرنے والی تھی۔ وہاں کے وقت اس نے سونیا کی ٹھیک دس بجے گلیس کی مشین کے ذریعے میرے پاس کے مطابق ٹھیک دس بجے میری دس کا نام سونیا لکھا ہوا تھا۔ میں نے نکاح نامہ لیا۔ اس میں میری دس کا نام سونیا لکھا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ میرا بابا صاحب کے ادارے کے گلیس کوڈ نمبروں پر دیکھا گیا تھا۔ دوسری طرف سے سونیا کا دستخط شدہ نکاح نامہ وصول ہوا۔ جناب علی اسد اللہ حمزہ نے خیال خوانی کے ذریعے پہلے سونیا کے پاس جاکر نکاح قبول کر لیا۔ پھر میرے پاس آکر کہا "میں نے یہ پہل دیکھی ہے، جو اسے نکاح کے وقت بالکل ختم تھی۔ قل ایب میں دشمن اسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ اس لئے اپنا پرانا کیا اس کی خوشی میں شریک نہیں ہے۔ صرف میں نے اسے مبارکباد دی ہے۔"

انہوں نے مجھ سے بھی نکاح قبول کر لیا، پھر کہا "بابا فریاد واسطی مرحوم کی یہ وصیت تھی کہ جب تک ان کی بیٹی سونیا کو فریاد جاتو حق نہ دے اس وقت تک اس ادارے کے تمام بزرگ اور ذمے دار افراد فریاد سے کوئی رابطہ نہ رکھیں اور نہ ہی فریاد کو ادارے میں داخل ہونے کی اجازت دی جائے۔ آج سے تمہارے لئے ادارے کے دروازے کھل چکے ہیں۔"

میں نے شکر ادا کیا۔ پھر سونیا کے داغ میں آیا۔ وہاں پہلی مجھ سے پہلے مبارکباد دینے پہنچ گئی تھی۔ سونیا سے کہہ رہی تھی۔ "مسٹر! اس خوشی کے موقع پر میری ایک بات مان لیں۔ آپ نے پارس سے مرنا والی جو شرط رکھی ہے۔ وہ شرط ختم کریں۔ یہ میری دلی خواہش ہے کہ آپ اپنے شوہر کے ساتھ ازدواجی زندگی گزاریں۔"

سونیا نے کہا "کیا تم نہیں جانتیں کہ پارس اس منصوبے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اب مرنا کو میری ہونے میں دیر نہیں لگے گی لیکن مرنا چاول طرف سے مسائل میں گھری ہوئی ہے۔ جب تک وہ پارس کے تعاون سے مسائل کا بوجھ کم نہیں کرے گی تب تک شادی نہیں کرے گی۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولی "میں نے آئندہ نسل کو اپنے ہونے والے پوتوں کو مطمئن کرنے کے لئے فریاد سے نکاح پڑھایا ہے۔ اب میں تمہاری سسٹری نہیں سوکھ رہی ہوں۔ تم فراخ دل سے مجھے ازدواجی زندگی گزارنے کو کہہ رہی ہو لیکن میں تمہاری دلی خواہش کیسے پوری کروں؟ میں صاحب مغرب میں ہیں۔ میں مشرق میں ہوں۔ جب تک بابا ڈوک کو جہنم میں نہیں پہنچاؤں گی! ازدواجی جنت میں نہیں آسکتی گی۔"

میں خاموشی سے دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔ جب پہلی جلی گئی تھیں نے کہا "سونیا! آج میں نے یہی اور قانونی طور پر تمہاری طرف

لوٹ آیا ہوں۔ مجھے شدت سے اپنی خود غرضی اور جہالتی کا احساس رہا ہے۔ میں برسوں پہلے تم سے نکاح پڑھا کر تمہیں ایک عورت کا مان مرتبہ دے سکا تھا لیکن آج میں تمہاری قدر کر رہا ہوں جیسے آج میری آنکھ کھلی ہے جیسے آج ہی مجھے محسوس آئی ہے۔ بے شک آج سے پہلے ہی تمہاری زندگی گزارا کرتا تھا ہوں۔"

وہ سرد آواز پر بولی "جو ہوا اسے بھول جاؤ۔ جہاں سے جاگے وہیں سے سو رہا سمجھو۔"

"میں بہت کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ پھر سنی! ابھی انٹرویو کے لئے حاضر ہونا ہے، جانے سے پہلے ایک بات سچ کہہ دو، تم خوش ہو؟"

"بہت خوش ہوں۔ میری جتنی تمہارے لئے تمہارے لئے ہیں اور تمہارے لئے ہیں گی۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ بابا صاحب کے ادارے میں مٹن الا قوانی شکاری رابطہ قائم کرنے والی کمپنی کے نمائندے میرے پتھر تھے۔ مجھ سے پہلے وہاں سلطانہ آگئی تھی۔ اس لئے کیمرے کے سامنے ایک نمائندہ اس سے پوچھ رہا تھا "مسٹر واسطی! داماد سونیا ٹیلی ویژن میں جتنی جتنی جاتی ہیں۔ پھر تم ہمارے سوالوں کے جواب داماد سے کیسے حاصل کرو گی؟"

سلطانہ نے کہا "میں ٹیلی ویژن جاتی ہوں۔"

نمائندے نے کیمرے کو دیکھتے ہوئے کہا "ناظرین! آپ کے لئے یہ دلچسپ اور حیران کن اطلاع ہوگی کہ فریاد علی تیمور کی ٹیلی میں ٹیلی ویژن جاتے والوں کی کثرت ہے۔ آپ کے سامنے مسٹر سلطانہ واسطی شریف رکھتی ہیں۔ یہ مسٹر فریاد کی دوسری وائف لٹی کی بیٹی ہیں۔ مسٹر لٹی فریاد بھی ٹیلی ویژن جاتی ہیں۔ مسٹر فریاد کی بیوی مسٹر شریف پارس عرف جو جو کو بھی یہ علم آئے اور مسٹر سلطانہ واسطی بھی خیال خوانی کرتے ہیں۔ اس مختصر تعارف کے بعد میں مسٹر واسطی کے ذریعے داماد سونیا سے سوال کرتا ہوں۔ ان کی عمر کیا ہے؟ اگر عمر زیادہ ہے تو انہوں نے لیٹ شادی کیوں کی؟"

سلطانہ نے سونیا سے جواب پوچھا۔ پھر کیمرے کے سامنے بولی۔ "مسٹر سونیا کہتی ہیں، میں نے لیٹ شادی نہیں کی۔ شادی اسی لئے ہوئی ہے کہ یہ میری شادی کی عمر ہے۔"

نمائندے نے کہا "آپ سوالوں کے جواب خوب تو مزید کر دیتی ہیں، سوال کرنے والے کو جواب کو دیتی ہیں لیکن میں اپنے پہلے سوال پر قائم ہوں۔"

سونیا نے سلطانہ کے ذریعے جواب دیا "اگر آپ کے خیال میں شادی دیر سے ہوئی ہے تو اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ میں فریاد کے زندہ ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔"

"داماد! آپ تسلیم کر رہی ہیں کہ مسٹر فریاد مر چکے ہیں اور موجودہ فریاد کوئی دوسرا شخص ہے۔"

"فریاد کی جسمانی طور پر موت واقع نہیں ہوئی تھی۔ دراصل

بابا فرید واسطی مرحوم فرہاد کی گمراہی سے ناراض تھے۔ اسے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔ بابا مرحوم کے بعد لعلی اور سلطانہ کے والد اسی ادارے کے بزرگ اور عالم دین رہے۔ ان کا فیصلہ تھا کہ اگر گمراہ فرہاد کو مار ڈالا جائے تو اس کے اندر کے سچے اور انسان دوست فرہاد کو زندہ رکھا جائے تو وہ تمام شکایات دور ہو جائیں گی جو بابا فرید واسطی مرحوم کو تھیں۔ اس نیک مقصد کے لئے لعلی اور سلطانہ کے والد نے بیان دیا تھا کہ فرہاد مرنے کا ہے۔ اس بیان کے پیچھے ایک نیا فرادہ جنم لینے کے لئے گوشہ نشینی اختیار کر چکا تھا۔ آج واسطی وہ نیا فرادہ بن چکا ہے۔ موجودہ عالم دین جناب علی احمد اللہ ترمیزی صاحب نے فرہاد کے لئے بابا صاحب کے ادارے کے دروازے کھول دیے ہیں۔ ان حالات میں شادی لیٹ ہوئی ہے تو یہ سمجھ میں آئے والی بات ہے۔ پلیز آپ کا دوسرا سوال لیٹ ہو رہا ہے۔

نمائندے نے دوسرا سوال کیا ”آپ پورے یقین سے کیسے کہہ سکتی ہیں کہ برسوں موہ رہے والے فرہاد سے ہی آپ کی شادی ہوئی ہے۔“

”خدا نہ کہے میری شادی کسی مرد سے ہو اور خدا نہ کہے میری شادی اس گمراہ فرہاد سے ہو۔ اس کی گمراہی کو موت آئی تب میں نے شادی کی ہے۔“

”آپ دشمنوں کو کیسے یقین دلائیں گی کہ مسٹر فرہاد آپ کے جیون ساتھی ہیں اور یہ صاحب کوئی فرضی فرادہ نہیں ہیں؟“

”آپ علی تیور کو اسکرین پر بلا میں جواب دل جائے گا۔“

”آپ علی تیور کیرے کے پیچھے موجود تھا۔ وہ سامنے سلطانہ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ نمائندے نے پوچھا ”مسٹر علی! آج داماد کا نکاح جس فرہاد سے بڑھایا گیا ہے، کیا اسے اپنا باپ تسلیم کرتے ہو؟“

”تم نے کن ثبوت کی بنا پر تسلیم کیا ہے؟“

”میری سوال میں کون کا کہ آپ کن ثبوت کی بنا پر باپ کو تسلیم کرتے ہیں؟ سامری دنیا کی اولاد کے سامنے صرف ایک گواہ ہوتی ہے اور وہ ہے ماں۔ جب ماں کہتی ہے کہ فلاں ہمارا باپ ہے تو پھر دی ہمارا باپ ہوتا ہے۔ ورنہ کسی کو باپ کہنے کے لئے دنیا جہاں کے ثبوت جمع کرتے پھر دیکھ سیکر ہوتے ہیں۔ اس روشنی کے صرف ایک گواہ ہوتی ہے ماں۔ صرف ماں۔“

”اچانک سلطانہ کی زبان بول پڑی۔ وہ کہنے لگی ”میں سلطانہ کی زبان سے رسوئی بول رہی ہوں۔ میں ایک طویل عرصے سے میدان عمل میں نہیں ہوں اور مزہ کچھ عرصے تک آرام کون کی۔ چونکہ میرے بیٹے کی دلست اور عزت کا معاملہ ہے اس لئے گواہی دینے آئی ہوں۔ میرا علی میرے شوہر فرہاد کا خون ہے۔ جب میں خون کو پچاتی ہوں تو شوہر کو بھی پچاتی ہوں۔ آج دنیا کی شادی جس سے ہوئی وہ میرا شوہر فرہاد ہے۔“

نمائندے نے پوچھا ”کیا آپ کو اس شادی سے صدمہ ہو رہا ہے؟“

”صدمہ؟ اور وہ بھی سونیا سے پہنچے گا۔ آپ نے سمجھ ہی نہیں سکتے کہ سونیا کتنی عظیم عورت ہے۔ وہ فرہاد کی زندگی میں ٹھہرے پہلے آئی۔ میں نے شادی کر لی لیکن اس نے میری خوشی کی خاطر فرادہ سے اب تک شادی نہیں کی۔ اور اب بھی نہ کرتی لیکن میں اس اولاد کو اور اولاد کی اولاد کو اپنے رشتوں اور محبتوں کا حساب دیتا ہوں۔ سونیا نے ایک بار شادی نہ کر کے مجھے برا حسان کیا تو آج شادی کر کے دوسری بار میری اولاد پر احسان کر رہی ہے۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا چاہی۔ خدا حافظ۔“

نمائندے نے کہا ”ناظرین! داماد رسوئی اور ان کے صاحبزادے مسٹر علی تیور نے شہادت دور کر دی ہے۔ داماد رسوئی کی شرم دنیا اور شوہر پرستی کو دوست اور دشمن سب ہی مانتے ہیں۔ ایسی حیثیاتی کسی دوسرے کو فرہاد اور اپنا شوہر تسلیم نہیں کرے گی اور علی جیسا غیر متحد کسی دوسرے کو باپ کہنے کی غیبت نہیں کرے گا۔ اب میں ایک شخص کو آپ کے سامنے لا رہا ہوں۔ مسٹر فرہاد اس کی زبان سے آپ کو اپنی آواز سنائیں گے اور ہمارے سوالات کے جواب دیں گے۔“

کیرے کے سامنے پوزیشن بدل گئی۔ سلطانہ اور علی تیور جگے گئے ایک شخص آکر بیٹھا۔ میں نے نمائندے کے ذریعے اس کی آواز سنی پھر اس کے داغ میں پہنچ کر اس کی زبان سے کہا ”میں فرہاد علی تیور حاضر ہوں۔“

نمائندے نے کہا ”مسٹر فرہاد علی تیور! اس وقت بڑے بڑے ممالک کے حکام اور فوجی افران، جرائم پیشہ تنظیموں کے تمام سربراہ، بدنام زائد دہشت گرد اور خراب کاروبار اپنے اپنے دی کے سامنے آپ کی آواز سن رہے ہیں۔ کیا یہی اچھا ہونا اگر آپ بے گناہ نہیں ہیں موجود ہوتے اور تمام دوست دشمن آپ کو اسکرین پر دیکھتے۔“

میں نے کہا ”مجھے اسکرین پر لانے کے لئے آپ کی ٹیم کبڑا لے کر اس ملک میں آئی جہاں ابھی میں ہوں۔ اس طرح اس ملک کے حکام اور انٹیلی جنس والوں کی نیندیں اڑ جائیں۔ ابھی وہ مطمئن ہیں کہ فرہاد کسی دوسرے ملک میں ہے۔“

نمائندے نے مسکرا کر کہا ”آپ اس اعزاز میں جواب دے کر تمام ممالک کے اہلکارین کو بے یقینی میں مبتلا کر رہے ہیں، ہر ایک اس اندیشے میں مبتلا رہے گا کہ آپ اس کے ملک میں ہیں۔“

”اور ہر ایک خود کو یہ تسلی بھی دے گا کہ میں اس کے گھر اس کے داغ میں نہیں ہوں۔“

”آپ اکثر دہری باتیں کرتے ہیں، دہری چالیں چلتے ہیں اور یہی آپ کے فرہاد ہونے کا ثبوت ہے کیا یہ سچ ہے کہ آپ نے گوشہ نشینی اختیار کی تھی اور پہلے گمراہ تھے اب نہیں ہیں؟“

”میں اپنے متعلق کون کا کہ اب گمراہ نہیں رہا تو یہ اپنے منہ سے نکال دیا۔ آپ ممبر کریں۔ میں منظر عام پر آیا تو میرا رعبی سامنے آجائے گا۔ وہ کئی گوشہ نشینی والی بات تو میں انہی باتوں کو عبارت میں مصروف نہیں تھا۔“

”پھر کیا کرتے رہے؟“

”بچپن کے اندر سرگم بنا رہا اور دوستوں کے اندر بھٹکا رہا۔“

”پھر آپ دشمنوں کے نام بتانا چاہیں گے؟“

”بچپن کو اپنے نام معلوم ہیں پھر میں ان کے نام کیوں یاد دلاؤں؟“

نمائندے نے کہا ”میرے داغ میں چند ٹکڑوں کے ٹکلی بیٹھی رہا ہے موجود ہیں۔ میں ان کی طرف سے سوالات کر رہا ہوں۔“

نمائندے نے نہیں جانتا تھا کہ میں بھی اس کے داغ میں ہوں اب دیتے وقت اس شخص کے اندر چلا جاتا ہوں جو کیرے کے سامنے بیٹھ کر کاڈریو بنا ہوا ہے۔

اس وقت ایک شخص نمائندے کے داغ میں کہہ رہا تھا۔ ”ہم چوبہ وہ گوشہ نشین رہ کر دشمنوں کے اندر سرگم رہا تھا پھر ظاہر ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا وہ دشمنوں کو زندہ کرنا چاہتا ہے؟ کیا وہ دشمنوں کے اندر راست بنانے کی کوشش کر رہا ہے؟“

نمائندے نے مجھے یہ سوال سنایا ”میں نے کہا ”ہاں میں ابھی اپنی کولن گا۔ سوال کرنے والا پانچ منٹ انتظار کرے۔ اس تک دوسرا ٹکلی بیٹھی جائے والا سوال کرے۔“

اس بار سوال کرنے والی ایک عورت تھی۔ اس کی آواز اور اہل تھا۔ میں نے پہلی بار وہ آواز سنی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ ”ہاں تو انصاف کی بات کرتا ہے۔ اگر فرہاد زندہ ہے تو یہ ملال کیوں ہے کہ بڑے ممالک کے درمیان طاقت کا توازن ہے۔ اگر ایک ملک میں چار ٹکلی بیٹھی جائے والے ہیں تو اسے بڑے ملک میں بھی چار خیال خوانی کرنے والوں کو ہونا پڑے گا۔ اگر فرہاد زندہ ہے تو طاقت کا توازن قائم رکھنے کے لئے غار میں کو ختم کرے۔“

میں نے جواب دیا ”بی بی الپا! مالک میں نے تمہاری آواز کو بدل دیا ہے۔ تمہیں دنیا والوں سے چھپا کر سات پردوں میں لپکا کر سونیا جو جو کی طرح تمہیں بھی چھپانے کرنے لے جائے۔“

”یہ سوال کیا اس میں مالک میں کی سیاست بھری ہوئی ہے؟“

”جی ہاں سونیا اور پارس بھی الپا تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ انہیں گھر میں مکمل رہا ہے کہ ٹرانزفائر مرشدین کے ذریعے لے کر ٹکلی بیٹھی جانے والے پدا کر رہا ہے۔ مالک میں اسے ذریعہ حق اور انصاف کی بات کرنے کے مجھے مجبور کیا ہے کہ

میں ٹرانزفائر مرشدین کو چاہ کرنے کے لئے سپر ماسٹر کے پیچھے بڑھاؤں۔ مالک میں کو اس بات کا نام کرنا چاہئے کہ سات پردوں میں چھپا کر رکھی جائے والی الپا کو میں نے پہچان لیا ہے۔“

پھر میں نے نمائندے سے کہا ”تمہارے داغ میں جس نے پہلا سوال کیا تھا وہ برین ماسٹر کلاتا ہے۔ میں نے کہا تھا اسے پانچ منٹ کے بعد جواب دوں گا کیا اس لئے کہا تھا کہ میرا جواب سن کر الپا بھاگ جاتی۔ اب سنو، میں نے دشمنوں کے اندر پہنچنے کے راستے بنائے ہیں۔ تمہارے چار بلیک سیکرٹس کا دعویٰ ہے کہ کوئی چالاک سے چالاک جاسوس بھی ان کے خفیہ اڈے تک بھی نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ وہ آڈنہ زمین میں ہے۔ نہ آسمان میں، میں جانتا ہوں، وہ سمندر میں ہے۔ چار بلیک سیکرٹس ایک آبدوز میں خاص میٹنگ کے وقت ملاقات کرتے ہیں پھر وہاں سے چلے جاتے ہیں۔“

پھر میں نے نمائندے سے مسکرا کر کہا ”اب کوئی ٹکلی بیٹھی جائے والا تمہارے ذریعے سوال نہیں کرے گا۔ اگر کوئی تمہارے داغ میں ہے تو سوال کرے۔“

نمائندے نے آواز دی مزید سوالات کرنے کی دعوت دی مگر اسے کوئی جواب نہیں ملا ”میں نے کہا ”پہلے تمہارے داغ سے الپا بھاگی۔ پھر برین ماسٹر بھاگ گیا۔ امریکا اور روس کی طرح اسرائیل میں بھی ایک ٹکلی بیٹھی جانے والا پاپاڈوک ہے۔ وہ بھی میری حقیقت معلوم کرنے تمہارے داغ میں آیا ہو گا۔ پھر چپ چاپ چلے جائے میں ہی اپنی خیریت سمجھی ہوگی۔ میرے منظر عام پر آنے ہی دنیا والوں نے اچھا خاصا تماشہ دیکھ لیا ہے۔ میرا خیال ہے اب یہ کیرا بند کر دینا چاہئے۔“

کیرا بند ہو گیا، فلیڈی کی لائیں آف ہو گئیں۔ میں اپنی جگہ حاضر ہو گیا۔ لیٹی نے کہا ”میں لیٹی دی پر آپ کی باتیں سن رہی تھی۔ آپ نے الپا کو اس کی باتوں سے خوب پکڑا ہے لیکن یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ چاروں بلیک سیکرٹس کا خفیہ اڈا آبدوز میں ہے؟“

میں نے کہا ”ان کے اعتقاد دعوے سے پتا چل گیا۔ بڑا بول بولنے والے اپنی ہی باتوں سے چھپتے ہیں۔ برین ماسٹر نے کہا تھا چاروں بلیک سیکرٹ کو دنیا کا کوئی جاسوس تلاش نہیں کر سکتا کیونکہ ان کا خفیہ اڈا تو زمین پر ہے۔ نہ آسمان میں۔ پھر تو قیامی اور آخری جگہ سمندر ہی ہے اور سمندر کی گمراہیوں میں سب سے محفوظ جگہ آبدوزی ہو سکتی ہے۔ میں نے یقینی قیاس آرائی کی تھی۔ برین ماسٹر کے بھاگ جانے سے یا خاموش رہنے سے میرے قیاس یا اندازہ کی تصدیق ہو گئی۔“

میں سونیا کے پاس آیا ”ہی بی بی! تم نے بڑی ہیرا بھیری سے جوابات دئے ہیں۔ امریکا، روس اور اسرائیل میں اعلیٰ حکام کے ہنگامی اجلاس ہو رہے ہوں گے۔“

”سونیا! تم مالک میں کے پاس جاؤ، تمہارے لئے سلطانہ اور سلمان خیال خوانی کریں گے۔ لیٹی اسرائیل کے جنرل ہٹلر کے پاس

جائے گی اور میں نے ساتھ اس کے اعلیٰ حکام کے ہنگامی اجلاس کی مدد و مصلحتوں کو دیا۔

میں نے اپنی کوتاہی کو غور سے دیکھا کہ اس کے لئے کیا ہو سکتا ہے۔ اس نے سانس روک لی۔ میں نے پارس سے کہا "میرا کو اپنے دماغ میں بلاؤ میں بھی کتنا جانتا ہوں۔"

اور میرا پارس سے کہہ رہی تھی "برین ماسٹرن رات میں ایک بار ضرور میرے دماغ میں آتا جاتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ کسی تو میں بتا رہی ہوں یا کسی طرح دشمنی ہو کر کافی طور پر کمزور ہو جانے کی تو اسے میرے دماغ میں جکڑ لیا جائے گی۔ پھر وہ خرابی عمل کرے مجھے اپنی معمول بنالے گا۔ ابھی چھوٹے پیلے وہ پھر میرے پاس آتا جاتا تھا۔ میں نے سانس روک لی۔"

پارس نے کہا "تمہیں اسی طرح جتنا دانا جانتے ہیں ابھی پاپا تمہارے پاس آتا جاتے تھے۔ اب وہ میرے پاس ہیں تم بھی میرے دماغ میں آ جاؤ۔"

وہ پارس کے دماغ میں آکر پہلی "ہیلو" ایسے انداز کے وقت اسے غماز سے دماغ میں تھی۔ برین ماسٹر کو لگے ہوئے سن رہی تھی۔ بے شک آپ جانتے ہوئے ذہن کے مالک ہیں۔ آپ نے اپنا کبھی چھپان لیا جبکہ اس کی تواضع اور لہجہ حقیقت ہو گیا ہے۔

چاندن بلیک سیکرٹ کے ہوش اڑ گئے ہوں گے میں ابھی جا کر مصلحتوں کو دیکھوں کہ آپ کی وہ آبدوز والی بات کس حد تک درست ہے۔"

میں نے کہا "تمہیں اعتراض نہ ہو تو میں بھی تمہارے ملک کے اعلیٰ حکام کی باتیں سناتا جاتا ہوں۔"

وہ ہنسنے ہوئے پہلی "پاپا! آپ بہت کمزور ہیں۔ آپ مجھے بتاتے بغیر بھی وہاں پہنچتے ہیں۔ ہماری دنیا میں ایسی کون سی جگہ ہے جہاں سے آپ گزر نہیں سکتے آپ مجھے خوش کرنے کے لئے میرے اعتراضات کو اہمیت دے رہے ہیں۔ آئیے میں پراسٹر کے پاس جا رہی ہوں۔"

میں نے کہا "تاہم موجودہ پراسٹر کا کام ہر ہے۔"

"ہاں پہلے تھا" شرب نوشی نے سانس روکنے کی صلاحیت ختم کر دی ہے۔"

پہلے وہ تھی۔ اس کے بعد میں پراسٹر کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں ہمارے اندازے کے مطابق ہنگامی اجلاس شروع ہو چکا تھا۔ وہ اس اجلاس میں پہلے ہی وہی دیکھ رہے تھے سوئیٹنگ اور میری باتیں سن رہے تھے۔ پھر انہوں نے ٹی وی آف کر کے برین ماسٹر پر سوالات کی پوجا کر دی۔ فوج کے جنرل نے پوچھا "کیا فریاد درست کہہ رہا ہے۔ بلیک سیکرٹ کا خفیہ اڈا کسی آبدوز میں ہے؟"

برین ماسٹر نے کہا "ہاں، میری کچھ باتیں نہیں آتے۔ فریاد پھر کیسے پیدا ہو گیا؟ اس شیطانی کو یہ راز کیسے معلوم ہو گیا جس کا علم صرف مجھے اور چار بلیک سیکرٹس کو ہے۔"

"یہ سوال تمہیں فریاد سے کتنا چاہئے تھا؟ تم وہاں سے کب ملے آئے؟"

وہ بولا "میں نے فوراً وہاں آکر چاندن بلیک سیکرٹس کے مشورہ کیا۔ وہ چاندن بھی خاموشی سے اس غماز سے دماغ میں آئے تھے۔ یہ سن کر حیران اور پریشان ہو گئے تھے کہ فریاد خفیہ اڈا ہے۔ انہوں نے ایک لمحہ بھی خالصتہ کے بغیر آبدوز جہاز سے خفیہ دستاویزات ہتھیائیں ہیں اور اس آبدوز کو کچھ سے لے کر ہتھیار ہیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "سوئیٹنگ پارس اور غلی تیموری کچھ تھے۔ اب یہ فریاد چاک موت کی طرح بھرا گیا ہے۔"

دوسرے اعلیٰ حاکم نے کہا "ٹیلی ویژن کی فوج رکھنے والا بلیک سیکرٹ اپنا اڈا چھوڑ کر ہمارا رہے ہیں۔"

برین ماسٹر نے کہا "تم جگہ کو بھٹو نہیں ہیں۔ یہ محض اعتقاد واپس کر رہے ہیں۔ فریاد کی وقت بھی اس آبدوز جہاز کو کر سکتا ہے۔ آپ لوگوں کو اگلے چوبیس گھنٹوں میں معلوم ہو گا ہمارے بلیک سیکرٹ کتنے تیز طرار ہیں۔ اب وہ فریاد اور اس اڈا کو کسوں سے چھپے نہیں دیں گے۔"

پراسٹر نے کہا "فریاد نے اپنا کچھ ظاہر ہو کر بھی کہ ہمارے اڈا ہے۔ ہم سب پریشان ہیں۔ ایسے وقت برین ماسٹر اور سیکرٹ ہوش میں رہ کر اپنا جہاز بھی کر رہے ہیں اور فریاد کو دماغ میں پہنچانے کا انتظام بھی کر رہے ہیں۔ یوں سمجھیں اس کبڑے کے ہتھ میں موت لکھی جا چکی ہے۔"

مرتا نے اس کے دماغ پر قبضہ کر کے کہا "میں میرا ہولناک ہوں۔ یہ پراسٹر اعلیٰ ہے۔ شرب پیتے پیتے اپنے حساس دماغ بے حس بنا چکا ہے۔ جس طرح میں اس کے دماغ میں آسانی سے آجاتی ہوں اسی طرح دشمن خیال خرابی کرنے والے بھی آتے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کو اس غلطی کا احساس ہے کہ کوئی بھی اس گمراہی کے ذریعے آپ لوگوں کی اس اہم میننگ میں شریک ہو سکتا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "مرتا! امن یور ریگولر۔ تم پراسٹر کو حاکم کر رہی ہو۔"

جنرل نے کہا "جو کہ حاکمانی بیٹے پر دشمنوں کو انکار ہمارے درمیان لے آئے اسے گمراہ نہیں کہیں گے تو اور کیا کہیں گے؟ فوج کے کرنل نے کہا "ہم اب تک بھی کچھ رہے تھے کہ پراسٹر حساس دماغ رکھتا ہے۔ اسے اپنی ذاتی کمزوری کی اطلاع دے چاہئے تھی۔"

مرتا نے کہا "برین ماسٹر پراسٹر سے رابطہ رکھتا۔ برین ماسٹر بھی آپ لوگوں کو اس کمزوری کی اطلاع دے سکتا تھا۔ وہ بھڑک کر بولا "تم خواہ خواہ الزام لگا رہی ہو۔ میرا پراسٹر سے کوئی ذاتی تعلق نہیں ہے۔"

مرتا نے پراسٹر کو پہلے پر مجبور کیا۔ وہ بولنے لگا "برین ماسٹر اتنی عقل سے انکار کیوں کر رہے ہو؟ تم میری باتیں سن کر شادی لے ڈالے ہو۔ تم نے کہا تھا ابھی شادی والی بات اعلیٰ حکام اور برین ماسٹر کو بتائی جائے۔ میں نے کہا تھا یہ بات ہمارے بیویوں کو نہیں معلوم ہوگی۔ تم تو کسی وقت بھی میری بات کو دھوکا دے رہے ہو اور کسی کر رہے ہو۔ اپنے بیویوں کے سامنے ذاتی تعلقات سے ڈاکر رہے ہو۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یہ ہم کیا سن رہے ہیں؟ ہمیں بتایا گیا ہے کہ برین ماسٹر اور چاندن بلیک سیکرٹس فرانزنا سر مشین کے ذریعے جذبات سے عاری بنائے گئے ہیں۔ یہ پانچوں افراد عورتوں کی کئی کئی محسوس نہیں کرتے۔ پھر یہ برین ماسٹر ہماری سن کی بکریوں کیسی رہا ہے؟"

برین ماسٹر نے کہا "یہ پراسٹر نہیں کہہ رہا ہے، اس کے دماغ پر قبضہ کر کے اسے بولتے پر مجبور کر رہی ہے۔"

وہ پہلی "میں اتنی نادان نہیں ہوں کہ تمہیں جذبات سے ادا کیجئے ہوئے پراسٹر کو ایک غلط بات بولتے پر مجبور کر دوں۔ لی جنرل صاحب سے گزارش کرتی ہوں، مجھے اپنے دماغ میں نہ دس ناگہی بہت ہو جائے کہ میں پراسٹر کے اندر وہ کراسے پور نہیں کر رہی ہوں۔"

برین ماسٹر نے کہا "ہرگز نہیں، تم جنرل صاحب کے پاس باؤ کی تمہارے ٹیلی ویژن جانتے والے پراسٹر کے دماغ میں وہ کر رہے ہوئے پر مجبور کرتے رہیں گے۔"

جنرل نے کہا "اگر میرا کے ٹیلی ویژن جانتے والے نہ ہوتے تو پراسٹر کے دماغ میں جا کر اسے بیان بدلتے پر مجبور کر دیتے۔ تم وہ مرنا اپنی اپنی ٹیلی ویژن کے ذریعے ہم سب کو الجھا رہے ہو۔ میری ہی بات ہے کہ پراسٹر کی ذاتی کمزوری ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اب یہ اتنے بڑے وعدے کے قائل نہیں رہا ہے۔ پراسٹر نا اہل ثابت ہوتا ہے اسے کوئی مادی جاتی ہے۔ اسے اہل باؤ، چوبیس گھنٹوں کے اندر دوسرے پراسٹر کا انتخاب ہوگا۔"

دو فنی جوانوں نے آکر پراسٹر کے دونوں بازوؤں کو پکڑ لیا اسے کرسی سے اٹھا کر لے جانے لگے۔ وہاں انکشافات کی قیاسی کہنے والے فنی جوان بھی ہو گا کہ ماہر تھے ایسی اہم میننگ میں وہی حکام اور فنی افسران شریک ہوتے تھے۔ جو حساس دماغ رکھتے تھے اس طرح کوئی دشمن ٹیلی ویژن والا اس میننگ میں ہمپ کر نہیں آسکتا تھا۔ یہ اعتقاد ابھی کچھ دنوں سے کی جا رہی تھی اور میرے منظر عام پر آتے ہی وہ لوگ اور زیادہ حقا ہو گئے تھے۔

جنرل نے مرتا کو ایک فنی جوان کے دماغ میں جانے کی اجازت دی، اس کے ساتھ میں نے بھی وہاں جگہ بنالے۔ وہ پہلی "جنرل! میرا ایک ماتحت چھ تصویریں لے کر آ رہا ہے۔ وہ تصویریں

ثابت کر دیں گی کہ برین ماسٹر جذبات سے خالی نہیں ہے بلکہ جذباتی ہے۔ پراسٹر کی بات کا رد ہوا ہے۔"

برین ماسٹر نے کہا "اب تم جعلی تصویریں لے ڈالے مجھ پر پکچر اچھا نہ جانتی ہو۔"

"تصویروں کو پرکھنے والے ماہرین رپورٹ دیں گے کہ وہ تصویریں جعلی ہیں یا اصل؟"

برین ماسٹر نے انکھیں بند کر لیں۔ پھر جب وہ بولا تو اس کی آواز اور لہجہ بدل چکا تھا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں بلیک سیکرٹ نمبر فور اپنے برین ماسٹر کے ذریعے آپ لوگوں سے ہم کام ہوں۔ اگر ہمارا برین ماسٹر کسی عورت کے ساتھ جذباتی ہو گیا ہے تو اس میں ہمارے ملک یا ہماری قوم کو کیا نقصان پہنچ جائے؟ نقصان تو مرنا پہنچا رہی ہے۔ اپنے ذاتی مجتہدے میں فریاد کے خطرے کو کبھی پشت ڈال رہی ہے۔ یہاں ہم فریاد سے بچاؤ کی تدابیر سوچنے اور اسے دوبارہ منی میں ملا دینے کے لئے ایک دوسرے سے اہم مشورے کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ بد دماغ جانتی ہے کہ ہم آپس میں لڑتے رہیں اور فریاد ہمارے اندر متحرک بنا آئے۔"

برین ماسٹر کا لہجہ پھر بدل گیا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں بلیک سیکرٹ نمبر نوں بول رہا ہوں۔ ہمیں فرانزنا سر مشین نے جذبات سے عاری بنایا ہے۔ ہم میں کیا خفیاں ہیں اور کیا خفیاں ہیں؟ ان سب کا تعلق ہماری اپنی ذات سے ہے۔ اگر آپ لوگوں کو کیا ہمارے ملک کو ہماری کسی خرابی یا کوتاہی سے نقصان پہنچے تو ہم سزا پانے کے لئے خود حاضر ہو جائیں گے۔"

تیسری بار پھر لہجہ بدلا "میں بلیک سیکرٹ نمبر نوں بول رہا ہوں۔ یہ عورت کی فطرت ہے۔ اسے لڑنے کے لئے شوہر نہ ملے تو فوج چلا جائے تو وہ بدستوں سے لڑتی ہے۔ پھر یہ مغرور لڑکی ہم سے کیوں خواہ خواہ نہیں لڑے گی۔"

پھر ایک بار لہجہ بدل گیا "میں بلیک سیکرٹ نمبر ترقی بول رہا ہوں، سو بات کی ایک بات۔ فریاد ہمارے ملک کا پہلا اور آخری دشمن ہے۔ اگر آپ ملک کو بچانے کی باتیں سمجھیں گے کہ کرنا چاہتے ہیں تو مرنا کو موجودہ اجلاس سے باہر کر دیں۔ ورنہ ہم جا رہے ہیں۔"

اعلیٰ حکام اور فنی افسران آپس میں شورے کرنے لگے پھر جنرل نے کہا "مرتا! تم ہمارے لئے بہت اہم ہو۔ ہمیں تمہاری حجب الونٹھی سے بھی انکار نہیں ہے لیکن یہ اجلاس بلیک سیکرٹس نے طلب کیا تھا اس لئے تمہیں ابھی جانا چاہئے۔ ٹھیک ایک گھنٹے بعد اس اجلاس میں تم ہوگی اور برین ماسٹر بلیک سیکرٹس کے ساتھ یہاں سے چلا جائے گا۔"

فنی جوان نے جنرل کے حکم سے سانس روک۔ میں اور مرتا اپنی اپنی جگہ حاضر ہوئے پھر مرتا میرے پاس آکر بیٹھے۔ پہلی "مجھے خوش کرنے کے لئے ایک ٹھیک بعد بلایا گیا ہے لیکن میں

اجلاس سے نکالنے والی اسٹلٹ کو نہیں بھولوں گی۔ مجھے وہاں سے ہٹا کر کھٹکھٹ کر کے کا مطلب یہ ہوا خاص اور اہم ملکی راز مجھ سے چھپائے جا رہے ہیں۔

”جی ہاں ایسے وقت سب ہی کو غصہ آتا ہے۔ لیکن تم تو پاکال ہو غصہ برداشت کرتی ہو۔ ابھی خود کو نابل رکھو۔“

”میں غصے اور دوسرے جذبات پر قابو پانے کے لئے سانس روک کر لوگاکے آہن پر رہتی ہوں۔ اس عمل میں چندہ میں منٹ گلیں گے میں ابھی آتی ہوں۔“

وہ چلی گئی۔ بلیک بیکر ش نے مرہٹا کی اسٹلٹ کرنے اور اسے اجلاس سے بھاگنے کے لئے اپنی اپنی آوازیں سنائیں۔ ایک لڑکی کو نیچا دکھانے اور بریں ماسٹر کو جذباتی ہونے کے الزام سے بچانے کے لئے انہیں اس غلطی کا احساس نہیں ہوا کہ اپنی آواز سنارہے ہیں۔ شاید اس لئے احساس نہیں ہوا کہ اس اجلاس میں وہ سب کو اپنا سمجھ رہے تھے۔

اس غلطی کا فائدہ مجھے پہنچنے والا تھا۔ اب بلیک بیکر ش میں سے کبھی تو کوئی بتا دیا جائے میں نے دیکھا کہ وہ اپنے داغ میں جگہ بنانے کا سوچ دے گا لیکن پہلے یہ تصدیق کرنا تھی کہ وہ چادوں اپنی ہی آواز میں بول رہے تھے۔

میں نے نمبر ایک کی آواز اور لہجے کو اپنے ذہن میں دہرایا پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے داغ میں پہنچ گیا۔ بلیک بیکر ش نمبر ایک نے پوچھا ”کوڈورڈز؟“

یہ پوچھنے میں دو سیکنڈ گئے۔ پھر اس نے ایک سیکنڈ تک جواب کا انتظار کیا۔ اس کے بعد سانس روک لی۔ ان میں سیکنڈ میں میں نے اس کے چور خیال سے پوچھا ”کہاں؟“

چور خیال نے کہا ”الٹا ٹانہ لی۔ دن دون فور۔ لیسن پارک۔“

یعنی وہ واشنگٹن کے مشرق میں الٹا ٹانہ ہی مقام پر رہتا تھا۔ وہاں لیسن پارک کے لی بلاک میں باہر سوچوہ نمبر کے ایک بنگلے میں قیام تھا یہ مجھے بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

اب میں باقی تین بلیک بیکر ش کے پاس جانا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔ نمبر دو نے تینوں ساتھیوں کو بتا دیا ہوگا کہ مرہٹا اس کے داغ میں آئی تھی۔ چونکہ کوڈورڈز نہیں جانتی تھی اس لئے سانس روک کر اسے بھاگوا دیا گیا ہے۔

چادوں کی آوازیں اور لہجے مجھے اچھی طرح یاد تھے۔ میں نے سوچا پہلے ایک کے ذریعے تینوں کو ٹرپ کرنے کی کوشش کروں گا۔ ٹاکا کی ہوگی تو خیال خوانی کا ہتھیار استعمال کروں گا۔ میں منٹ کے بعد مرہٹا آئی، میں نے کہا ”بریں ماسٹر اس انتظار میں ہے کہ کبھی تم پیار دیاؤ اور سانس روکنے کے قابل نہ رہو تو وہ تمہیں اپنی معمول بنائے۔ آج تم نے چادوں بلیک بیکر ش کی آوازیں سنی ہیں۔ کیا ان کے لہجوں کو یاد رکھا ہے؟“

”میں نے اپنے داغ میں ہٹش کر لیا ہے۔ مجھے بھی ان کی دماغی

کمزوری کا انتظار رہے گا۔“

میں اس کے ساتھ سونیا کے پاس آیا، وہ بولی ”میں لوہا کے ساتھ آئی ہوں۔ کیا آپ کو ماما کہہ سکتی ہوں؟“

سونیا نے خوش ہو کر کہا ”تم بہت ذہین بنی ہو۔ تمہاری اور کام کرنے کا انداز یہی رہا تو لوگ مجھے بھول جائیں گے جنہیں یاد رکھیں گے۔ مجھے ماما کو کی تو یہ میرے لئے فکری ہوگی۔“

”اوہ ماما! میں اور کبھی آپ سے آگے جاسکوں گی؟ کم کا نام ماما کرنا نام چکا سکوں گی؟ کبھی نہیں، کبھی نہیں۔“

”مرہٹا! ماں باپ کی جگہ اولاد لگتی ہے۔ اب میری بولی ہے سوا میر ہو جاتی ہے۔ ایسا ہماری دنیا میں ہوتا آیا ہے۔ اب اس کو چھوڑو۔ پہلی بار بیٹی بن کر آئی ہو، ماں سے کچھ مانگو۔“

ماسک تباؤ میں تمہارے سر سے پھاڑا اور دوڑ گئی۔

”بلیک آپ ایسا کر سکتی ہیں۔ میری ایک ہی انجمن ہے سوچتی ہوں، آپ کی ٹیم میں شامل ہو کر کہیں میں اپنے ملک دشمنی تو نہیں کر رہی ہوں؟“

”میں تمہاری انجمن دور کر دیتی ہوں۔ یہ سونیا کا وعدہ جب تک تم حق اور انصاف کے لئے کام کرتی رہو گی، ہم تم ملک کے کسی فرد کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے۔ پہلے جس حالات سے باخبر رہیں گے۔ پھر تمہاری م پر ہوگا کہ تم کیا اقدام کرتی ہو۔“

میں نے کہا ”سونیا نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اس لئے اب بھی تم سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا۔ میں نے بلیک بیکر ش کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کر لیا ہے۔“

وہ حیرانی سے بولی ”پاپا! آپ نے اتنی جلدی کیے کر لیا؟“

سونیا نے مسکرا کر کہا ”یہ تمہارے پاپا ہی ہی طوفانی راز کام کرتے ہیں۔ اب تم تباؤ اس بلیک بیکر ش کو تم ٹرپ ہمیں اجازت دو گی۔“

”مما! آج رات ایک چار ٹھوٹھارے کے ذریعے تم کے ساتھ ٹھوٹھارے جاری ہوں۔ پاپا! آپ مجھے اس شیٹا بتائیں۔“

میں نے اسے بتا دیا پھر کہا ”تم اپنے طور پر جو بہتر وہ کرو۔“

”پاپا! آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟“

”میں الٹا ٹانہ جا کر دوری دور سے نگرانی کرنا چاہتا ہوں کے حلقہ احباب سے واقف ہونا چاہتا تھا۔ اس کے بعد اس طرح دماغی کمزوری میں مبتلا کرنے کا ارادہ تھا کہ۔ دشمنی کا شہ نہ ہو۔ اس طریقہ کار سے امید تھی کہ میں بلیک بیکر ش کے بھی داغوں میں پہنچ سکوں گا۔“

”وہ قابل ہو کر بولی ”بہت ہی عمدہ طریقہ کار ہے۔ میں اور پاپا اس پر عمل کریں گے۔ ان چادوں کے داغوں میں چپ چپ جائے گا سوچ رہے گا تو ایسا کھیل کھیلوں گی کہ وہ چادوں کا سرا ہٹنا بھول جائیں گے۔“

”میری شکل ہو تو ہمیں آواز دینا۔ پاپا اور ماما کے داغوں میں آئے کے لئے کوڈورڈز مقرر کرلو۔“

”وہ زرا سوچ کر بولی ”بیٹی کے پاپا! میں ہوں پاپا کی بیٹی۔ اور ماما کے داغ میں آکر کھوں گی۔ بیٹی کی ماما! میں ہوں ماما کی بیٹی۔ یہ کوڈورڈز ٹھیک ہیں؟“

سونیا نے کہا ”ان کوڈورڈز سے تمہاری ہمر پر بھیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔“

”وہ چلی گئی۔ میں نے سونیا سے پوچھا ”مامک میں سے رابطہ ہوا تھا؟“

”وہ سانس روک لیتا ہے۔ سلطانہ اور سلمان نے کئی بار رابطہ کرنا چاہا۔ مگر اس نے ایک سیکنڈ کے لئے بھی انہیں داغ میں آنے نہیں دیا۔“

”میرا خیال ہے۔ ہم فی الحال اسے نظر انداز کریں۔“

”ہاں، وہ خوفزدہ ہے۔ یہی سمجھ رہا ہوگا کہ تم بار بار اس کے داغ میں پہنچنے کی کوشش کر رہے ہو۔“

”لیجئے! آکر کما“ ”اسرا کھیل کے موجودہ حکام اور اہم فوجی افسران کے داغوں میں پہنچائیں جاسکتا۔ میں جنرل ہائز کے داغ سے کوئی خاص بات معلوم نہ کر سکی۔ وہ سمجھ گچھ ہیں کہ رائنز دولت کے پیچھے ہمارے فراد صاحب چھپے ہوئے تھے۔ ان کا خیال ہے فراد جیسا طوفان ہی تمام گولڈن رینجرز کو اڑا کر لے جاسکتا تھا۔ یہ کارنامہ تھا سونیا کا نہیں ہے۔“

میں نے پوچھا ”پاپا ڈوک کا کوئی سراغ ملا؟“

”جنرل ہائز کی سوچ نے صرف اتنا بتایا ہے کہ پاپا ڈوک موجودہ حکام کے لئے کام کر رہا ہے۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں رہتا ہے اور کس طرح وہاں کے حکام سے رابطہ کرتا ہے؟“

سونیا نے کہا ”فراد! ایسا میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ یہ تیسرا مہینہ ختم ہونے والا ہے اور پاپا ڈوک ہاتھ نہیں آیا۔“

میں نے کہا ”وہ آہریشن کے بعد چرے، آواز اور لہجے کی تبدیلیوں سے گزر رہا تھا۔ اس لئے اتنا وقت گزر گیا۔ تم نے وقت ضائع نہیں کیا ہے۔ گولڈن رینجرز اور ان کے اڑے کی چابی معمولی گناہ نہیں ہے۔“

”میں پچھلے کارنامے کی خوشی میں اگلے ٹارگٹ کو نہیں بھولتی۔ ان کم بختوں نے ایسے زبردست خائن خائن انتظامات کئے ہیں کہ خیال خوانی کرنے والے بھی وہاں کے حکام اور فوجی افسران کے داغوں کو کمزور نہیں بتا سکیں گے۔ انہوں نے اپنی رہائش گاہ میں کوئی ملازم نہیں رکھا ہے نہ ہی ان کے بیوی بچے ہیں۔ اگر کوئی



آپ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کی شخصیت کی اہمیت کو تسلیم کریں؟

آپ لوگوں سے اپنے احکامات کی تعمیل کروانا چاہتے ہیں؟

ہر انسان میں ایک تقابلی قوت ہوتی ہے جس کی مدد سے وہ بڑے سے بڑا کام کر سکتا ہے۔ اس قوت سے کام لینے کے لئے سلی پیس اور سپنا ٹرم کی طرح مشقیں نہیں کرنا پڑیں!

جدید اور سائنٹیفک اصولوں پر مبنی حیرت انگیز کتاب

تقنات طبیعت

آپ کی شخصیت میں انوکھا ٹھکانا پیدا کر دے گی

آپ خود میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس کریں گے

اس کتاب کا مطالعہ کیجئے

اور اپنے وجود کو ایک بہتر ذات بنائیجئے!

قیمت :- ۲۰ روپے

مکتبہ نفسیات

پوسٹ بکس ۴۴۴ کوٹا جی

ہوتا تو اس کے ذریعے انہیں بھی اعصابی کمزوری میں مبتلا کر دیا جاسکتا تھا۔

لیٹی نے مجھ سے کہا "آپ میری ایک بات مانیں گے؟"

"فردا دنوں گا۔ یوں؟"

"آپ کو کل ایب جانا چاہئے۔ آپ اور سسر جبکہ ہوتے ہیں تو دشمنوں کی موت میں جاتے ہیں۔"

سونانے کہا "لیٹی! زیادہ چالاک نہ بنو۔ میں خیال خواتین نہیں جانتی۔ مگر جو خیالات سمجھ لیتی ہوں۔ تم دراصل دلہا کو اس کی دلہن کے پاس بھیجا جاتی ہو۔"

"کیا میں غلطی کر رہی ہوں؟"

"ابھی ہم کام کی باتیں کر رہے ہیں۔ تم شادی اور ازدواجی زندگی کا معاملہ کیوں ٹھوس رہی ہو؟"

"سسر! آپ نے تمہاری زندگی بہت گراماں۔ چھوٹی بہن سمجھ کر میری بات مان لیں۔ ورنہ میں اپنی بات منوانا جاتی ہوں۔"

"اچھا! اب تم بھی کچھ کرنے لگی ہو۔ ذرا دیکھوں تو سہی کہ تم کیا کرنا چاہتی ہو۔"

"تھیک ہے۔ میں کیا کر سکتی ہوں؟ یہ توڑی دیر بعد دلہا دلہن کو معلوم ہوگا۔"

وہ چلی گئی۔ پہلے سلطانہ اور سلمان کے پاس آئی۔ پھر پارس اور علی بیور سے رابطہ کیا اور سب سے کہا "سسر! میں ماہ سے تنہا لی ایب میں ہیں۔ جب تک فرادہاں نہیں جائیں گے۔ پلایا دھوکہ تک پہنچنا ممکن نہ ہوگا۔ ویسے بھی نکاح پر حوائج کے بعد انہیں ساتھ رہنا چاہئے؟"

سب نے تائید کی کہ کام بھی ہوگا اور ازدواجی زندگی کے تھانے بھی پورے ہوں گے۔ پارس نے لیٹی سے کہا "آپ میری ماما کے لئے فراخ دلی کا ثبوت دے رہی ہیں۔ آج سے میں آپ کو اتنی نہیں کہوں گا۔ پاکستانی زبان میں ای کی کہوں گا۔"

لیٹی نے خوش ہو کر کہا "آئی ٹیو، آئی کس یو۔"

"تھیک یو ای!"

لیٹی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر مجھ سے کہا "آپ کسی بھی فائنٹ سے آئی ایب روانہ ہو جائیں۔ انکار کی صورت میں سلطانہ سلمان پارس اور علی بیور محکوم ہر حال کے لئے ہوں گے۔"

"یہ کیا دھمکی ہے؟"

"دھمکی نہیں ہے۔ آپ ہر تال کرنے والوں کے پاس جا کر حد تک کریں۔"

میں چادوں کے پاس گیا۔ وہ سب لیٹی کی حمایت میں بول رہے تھے۔ لیٹی نے کہا "آپ کی دعا کی کہ بعد میں میرا پارس اور مرہٹا کا انتہار کوئل کی۔ وہ تین قیدی اور اس بیٹے کی چالیانی کے خواہ۔ کہوں گی۔ پھر اپنی بہن کے پاس رہنے کے لئے بیس چلی جائیں گی۔"

اللہ کے فضل سے ہماری ٹیم پہلے سے بہت مضبوط تھی۔ مرہٹا کی آمد نے اسے اور مضبوط کر دیا تھا۔ میرے منظر عام پر آکر سے اس ٹیم کی دہشت بڑھ گئی تھی۔ کہیں ہم کا سیلاب ہو رہے تھے اور کہیں کامیابی کے راستے میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی تھیں۔

رکاوٹیں بھی آگے چل کر دور ہونے والی تھیں۔

سونیا اور علی جن ٹیلی بینٹ جیتے جانتے والوں کو امریکا سے اپنا کر کے لائے تھے ان میں کینی پائل اور کی بیسٹو پیرس میں تھے اور

شیا کو لندن میں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ جو جو اسے اپنی معمول بنایا ہوا ہے اس کے پاس نجات کا کوئی راز نہیں تھا۔ وہ آزاد بھی تھی اور جو جو کی تیز بھی۔ یہ مانتی تھی کہ

اس نے اس سے کیز کا کوئی کام نہیں لیا ہے۔ پھر بھی پریشان رہتی تھی۔ غم غلا کرنے کے لئے لندن کے عجیب میں اور ٹائٹ کیوں میں

شراب پیتی، رقص کرتی تھی اور مٹی میں چور رہتی تھی۔

برین ماسٹر کا ایک ٹیلی بینٹ جیتے جانتے والا ایوان راسکا لندن میں تھا اور مرہٹا کو تلاش کر رہا تھا۔ اسے مرہٹا تو نہ ملی، شیا مل گئی۔

دوبلی کلب میں بچے پورے اور کھانے کے لئے آیا تھا۔ یورپ اور امریکا میں شراب کے بغیر کھانا یا قریح بے مزہ سمجھی جاتی ہے

ٹرانس ڈر مشین سے گزرنے اور یوگا کی مشینیں کرنے کے دوران یہ عہد کیا جاتا ہے کہ وہ شراب اور عورت سے دور رہیں گے۔ لیکن

جہاں قدم قدم پر شراب پانی کی طرح لیتی ہو، ہر قریب اور ہر سوسائٹی میں چٹا لازی ہو، وہاں انکار نہیں ہوتا، قسم ٹوٹ جاتی ہے۔

ٹیلی بینٹ جیتے جانتے والے ایوان راسکا نے کچھ عرصے تک پڑ کیا پھر دانشمندانہ انداز سے اسے پرکھ گئے۔ اس نے سزا

تھا توڑی سی پیا کرے گا کہ دماغ حساس رہے اور سانس روکنے کی صلاحیت بھی بحال رہے۔ نئے کی مقدار پہلے توڑی ہوتی ہے

پھر دھڑ دھڑانا تنگی میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔

وہ ڈانٹا کلب میں کھانے سے پہلے لی رہا تھا۔ سامنے ڈانٹر غور پر جوان اور بوڑھے آرکسٹرا کی دھن پر رقص کر رہے تھے

ان میں شیا بھی تھی خمار رقص کر رہی تھی۔ عورت حسین ہوا

شاب کا بیج جاکا اٹھارہ ہو تو حواس کی خرابی دور کرنے کے لئے بے چین ہو جاتے ہیں۔ ایوان راسکا نے رکھا۔ لیکن ان اس

ساتھ رقص کی درخواست کرنے آئے تھے اور وہ منہ پھیر کر دوسرا طرف رقص کرتی چلی گئی تھی۔

وہ اپنی میز سے اٹھ کر سرور میں چلا ہوا ڈانٹر غور پر آیا۔ شیا کے قریب پہنچا۔ اسی وقت آرکسٹرا بند ہو گیا۔ رقص کا ایک دور ختم ہو گیا۔ وہ دھوا "کیا مقرر ہے آرکسٹرا کا دم گھٹ گیا ہے

کیا ہم موسیقی کے بغیر رقص کر سکتے ہیں؟"

ہاں! "دنیا میں کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ تو ہم موسیقی کے بغیر رقص کریں۔"

"ارے جادو! میں نے آرکسٹرا کی دھن پر کسی کے ساتھ رقص نہیں کیا، تمہارے کھانے آئے ہو۔"

اس نے جاری تھی۔ ایوان راسکا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ رک گئی۔ چونکہ ٹیم میں تھی اس لئے پرانی سرج کی لمبوں

کو محسوس نہ کر سکی۔ ایوان راسکا نے صرف ایک ڈبل ویک ملحق سے اٹھا تھا۔ اسے لگا سا سرور تھا۔ ہوش و حواس میں تھا اس

لے خیال خواتین کر سکتا تھا وہ اس کی طرف کھینچتی چلی آئی، اس کی گردن میں ہاتھیں ڈال کر رقص کرنے لگی۔

پہلے تو کوئل نے جڑانی سے دونوں کو دیکھا۔ پھر سب کے سب ہٹنے لگے۔ ہٹنے والوں کو علم نہیں تھا کہ ٹیلی بینٹ ایک ایسی نہ سٹائی

رہنے والی ہوتی ہے جو کسی کو کسی بھی کام کا چیل چلا دیتی ہے۔

شیا نے پوچھا "لوگ کیوں نہیں رہے ہیں؟"

"تمہاری ٹانگ کٹ گئی ہے اور ٹانگ کٹ جائے تو دنیا جتنی ہے۔"

وہ اپنی ٹانگ کو چھو کر دیکھنا چاہتی تھی لیکن ایوان راسکا کی مرضی کے خلاف چھو نہ سکی۔ پریشان ہو کر لیٹی "اب کیا ہوگا مجھے

دوسری ٹانگ کیسے ملے گی؟"

"میرے گھر چلو میں دوسری ٹانگ ڈال دوں گا۔"

وہ اسے لے کر اسٹیج سے اڑ گیا۔ دھڑکول ادا کیا۔ ہماری ٹپ دلی پھر کلب سے باہر نکلے اسے اگلی سیٹ پر بٹھایا اور خود اس کے

برابر اسٹیج پر بیٹھ گیا۔ وہ کسی عورت یا دوست کو اپنے کالج میں نہیں لے جاتا تھا۔ وہ نہ ہی اپنا اصل نام بتاتا تھا۔ کسی کے

ساتھ کوئی تعلق شروع کرنے سے پہلے اس کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر لیتا تھا۔

وہ آرام سے کار میں بیٹھ کر شیا کے ذہنی خیالات پڑھنے لگا۔ ذرا دیر میں وہ خوشی سے کھل گیا۔ ایک ٹیلی بینٹ جیتے جانتے والی

اس کے ہاتھ اپنی تھی۔ شیا کے حلق پر سائبر فیکو کا خیال تھا کہ اسے سونپا لے انوار کیا ہے، ایوان راسکا کو اس کی سوچ نے تیار کر

اسے کی لے انوار نہیں کیا تھا۔ وہ خود امریکا سے بھاگ کر آئی تھی۔ اپنی ایک بیٹی کا عظیم بٹا چاہتی تھی لیکن ایک بار پارس کے

بہتے چڑھ گئی تھی جو جوتے اسے اپنی معمول بنایا تھا۔

نہیں ہے؟"

"نہیں! وہ جو تک کی طرح چٹ گئی ہے نہ مجھ سے نہ کسی سے۔ لیٹی نے نہ آزاد چھوڑی ہے۔ میں غم غلا کرنے کے لئے نہ زیادہ پہنے لگی ہوں۔"

"پہنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ ذہانت سے کام لو۔"

"ذہانت" وہ پہنے لگی "فرادہ کی ٹیلی سے گھراؤ تو پتا چلا ہے

ذہانت سے ہم کو سول دور ہیں۔ خدا نے ہم سے انصاف نہیں کیا ہے۔ ساری ذہانت اور عروہ دی۔ اور ہمارے مندر میں ہاتھ مایاں

لگے۔ وہ دہ میں نے کی بار اپنی ایک مگ تنظیم بنانے کی کوشش کی مگر کام نہ رہی۔"

"میں تمہاری تقدیر بدلنے آیا ہوں۔"

"کوئی ہو تم؟"

"اے جے جیم جان کا مالک بنا لو تمہارا دوست رہوں گا۔"

"نام کیا ہے؟"

"جو نام نہیں سب سے زیادہ پسند ہے اسی نام سے پڑو۔"

"یعنی خود کو چھو کر دوستی کا دعویٰ کر رہے ہو؟"

"میں ذہانت نہیں سمجھا رہا ہوں کہ کسی پر محمودانہ کو۔

جب میں تمہیں جو جو کے تخریبی عمل سے نجات دلاؤں گا تو اپنے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گا۔"

"مجھے کب نجات دلاؤ گے؟"

"میں اسے امریکا چلوں گا۔ وہاں تمہارا کام ہے۔"

"نہیں! وہاں سے بھاگ کر آئی ہوں۔ اگر پچھان لی گئی تو پھری جاؤں گی۔"

"انے چوبدل لیا ہے۔ توڑی سی توڑی بدل چلی ہو کوئی نہیں بچائے گا۔ یہاں سے بیس تک جو جو اور پارس سے گھراؤ ہوا ہے گا۔ میں سکون سے تمہارے دماغ میں تخریبی عمل کا توڑ نہیں کر سکوں گا۔"

"تو امریکا جانا ضروری ہے! ہم جاپان جاسکتے ہیں۔"

"امریکا میں میرے وسیع ذرائع ہیں۔ وہاں تمہاری حفاظت کا معقول انتظام ہو سکے گا۔"

وہ قائل ہو کر لیٹی "میں تخریبی عمل کے اثر سے نکلنے کے لئے تمہارے ساتھ جاؤں گی۔"

"میرے ساتھ جانا اور شہر نہیں ہے۔ تم ایسی ہلاکتی کی باتیں سوچتی ہو اس لئے کام رہتی ہو۔"

"اس میں ہلاکتی کی کیا بات ہے؟"

"ہم ایک ساتھ سفر کریں گے اور دشمن پچھان لیں گے تو دونوں ہی ایک ساتھ ان کے قتلے میں جاتے ہیں گے۔ اگر کل میں

چلا جاؤں اور تم کسی دوسری فلائٹ سے آؤ تو ہم میں سے کوئی ایک اگر جھنڈے کا تو دوسرا سے دشمن کی گرفت سے نکالنے کی کوشش کرے گا، ہم دو رک اسی طرح ہوتا ہے۔
”تم بہت اچھی باتیں سمجھاتے ہو، میں تمہارے بعد یہاں سے روانہ ہو جاؤں گی۔“

انہوں نے ایک رستوران میں کہا۔ اسی شاپا اسے اپنے بچلے میں لے آئی۔ رات کے دو بجے تک اس کے پہلو میں جاگتی رہی۔ پھر ایوان راسکا نے اسے ٹیلی فنی کے ذریعے جھک جھک کر ملا دیا۔ اس کے بعد اس نے بلیک سیکرٹ نمبر فور سے رابطہ کیا۔ خیال خواتی کی پرواز کی۔ اس کے داغ میں آکر بولا ”ہی راسکا۔“ اتنا کہہ کر وہ اپنی جگہ دافنی طور پر حاضر ہو گیا۔ اسے تائیدی مگنی تھی کہ کوئی اہم بات ہو تو وہ بلیک سیکرٹ کے داغ میں آکر صرف اپنا نام بتائے، باقی باتیں بلیک سیکرٹ خود آکر پوچھے گا۔ اس نے خود آکر پوچھا ”ویل راسکا لوگنی خاص بات؟“ ”ہی ہاں۔ شاپا ٹیلی فنی ہے۔ ابھی میرے پاس کمری نیند میں ہے۔“

”یہ تم نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ کیا تم مطمئن ہو کہ اس کے آس پاس دشمن نہیں ہیں؟“ ”ہی ہاں مطمئن ہوں۔ جو جو نے تو خیمی عمل کے ذریعے شاپا کو اپنی معمول بنا کر رکھا ہے لیکن اس کے داغ میں نہیں آئی ہے۔ اس سے کوئی کام نہیں لیتی ہے۔“ بلیک سیکرٹ نے کہا ”یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ جو جو پہلے ماں بننے والی تھی۔ اسے پیرس کے فٹری اسپتال میں پہنچایا گیا تھا۔ اس کے بعد اس نے طویل خاموشی اختیار کر لی۔ شاید حمل خالص ہونے کے باعث کمزور ہو گئی ہے۔ یہ اچھا موقع ہے اسے یہاں بھیج دو۔ ٹرانسار مرشٹین کے ذریعے اس کی آواز، لہجہ اور شخصیت تبدیل کر دی جائے گی۔“

”سرا میں نے اسے راضی کر لیا ہے۔ وہ کل کسی فلائٹ سے روانہ ہوگی۔ میں آپ کو فلائٹ نمبر بتا دوں گا۔“ ”وہ جب تک یہاں کے لئے روانہ نہ ہو، اس کا ساتھ نہ چھوڑو۔ یہ یاد رکھو کہ جو کسی وقت بھی اس کے داغ میں آسکتی ہے۔“

”شاپا ایک تو خیمی عمل کے زیراثر ہے۔ میرا عمل اس پر اثر نہیں کرے گا۔ ایک مذہب کچھ میں آ رہی ہے۔ یہ جو کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔ اگر میں جو جو کا لہجہ اختیار کر کے جاؤں تو مجھے بھی محسوس نہیں کرے گی۔“

بلیک سیکرٹ نمبر فور نے کہا ”ہمیں یہ تجربہ کرنا چاہئے۔ ہم سب نے خیال خواتی کرنے والے ہیں، ابھی ہمیں ٹیلی فنی جیسی بہت سے تجربات سے گزرنا ہے۔ میں ابھی جا کر دوسرے پر یہ تجربہ کروں گا۔“

وہ چار بلیک سیکرٹ تھے اور ایک برین ماسٹر تھا۔ ان کی کڑا تعداد پانچ تھی۔ ان میں سے ہر ایک کی تحویل میں دو سٹے ٹیلی فنی جاننے والے تھے۔ بلیک سیکرٹ نمبر ایک کے جو دو عدد ٹیلی فنی جاننے والے تھے وہ صرف اپنے آقا نمبر ایک کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتے تھے۔ اس طرح بلیک سیکرٹ نمبر دو اپنے دو خیال خواتی کرنے والوں کے داغوں میں جاسکتا تھا اور وہ دونوں اسے محسوس نہیں کرتے تھے، اگر کوئی دوسرا بلیک سیکرٹ ان کے اندر آنا چاہتا تو وہ اسے محسوس کر سکتے تھے اور سانس روک کر بیک تھے۔

اس طریقہ کار کے مطابق کوئی بلیک سیکرٹ یا برین ماسٹر ایک دوسرے کے ٹیلی فنی جاننے والے کے داغ میں نہیں جاسکتا تھا۔ اس حساب سے انہوں نے ٹرانسار مرشٹین کے ذریعے دس سے ٹیلی فنی جاننے والے پیدا کئے تھے اور وہ خود پانچ عدد تھے۔ اس طرح برین ماسٹر کی ٹیم میں چندہ خیال خواتی کرنے والے تھے۔ جو میں سے تین کو مرہٹے قیدی بنایا تھا۔

بہر حال بلیک سیکرٹ نمبر فور نے ایک نیا تجربہ کرنے کے لئے بلیک سیکرٹ نمبر قمری کا لہجہ اختیار کیا۔ پھر اس کے ایک ٹیلی فنی جاننے والے ماتحت کے لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خواتی کی پرواز کی تو آسانی سے داغ میں پہنچ گیا۔ بلیک سیکرٹ نمبر قمری کے ماتحت نے بلیک سیکرٹ نمبر فور کو اپنے اندر محسوس نہیں کیا۔ میں، سلطان، ٹیلی اور جو جو باہر اس طریقہ کار کے مطابق ایک دوسرے کے معمول کے داغوں میں آتے جاتے رہے ہیں۔ بلیک سیکرٹ نمبر فور کے لئے یہ نیا تجربہ نئی کامیابی تھی۔ اس نے خوش ہو کر باتیں بلیک سیکرٹ اور برین ماسٹر کو اس نے طریقہ کار کے متعلق بتایا پھر ایوان راسکا سے کہا کہ تجربہ کامیاب رہا ہے۔ وہ جب چاہے جو جو کا لہجہ اختیار کر کے شاپا کے داغ میں جاسکتا ہے۔

ابھی، ہم نہیں جانتے تھے کہ شاپا دشمنوں کی چال میں آؤں۔ دیکھنے میں سے سلطان سے کہا تھا کہ وہ ہمارے ٹرپ کئے ہو۔ گھنٹی پال، کئی ہمساروں شاپا کی خیریت معلوم کرتا رہے اور وقت مقررہ کے مطابق ان پر پٹے سرے سے تو خیمی عمل بھی ہوتا رہا۔

پھر میں نے ٹیلی، سلطان اور سلطان کو سونپا کے پاس بلا کر مشورہ دیا ”ہمیں مرنا کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرنے کے۔ اس کے ملک کے باقی ٹیلی فنی جاننے والوں کو واپس کرنا چاہئے۔“

سلطان نے کہا ”ہم مرنا پر کس حد تک بھروسہ کر سکتے ہیں؟ آئندہ اس کے کلی حالات میں اختلاف پیدا ہو گا تو ہم وہ بدعنوان نہیں ہوگی۔ اگر اس نے علیحدگی اختیار کی تو ہمارے لئے کئے ہوئے تمام ٹیلی فنی جاننے والے اس کی تحویل میں رہا

میں نے کہا ”سلطان، تم نے مارش رسل کو معمول بنایا۔ فریاد سونپا نے کہا۔ سلطان، تم نے مارش رسل کو معمول بنایا۔ فریاد نے سونپا کو سونپا کے ہینڈ کوڑھ کیا۔ جو جو شاپا کے داغ پر حاوی ہے۔ جو جو میں بھی جو جو کا معمول ہے۔ ٹیلی نے وارنر ٹیک کو معمول بنایا تھا لیکن تم لوگوں نے کسی سے کوئی خاص کام نہیں کیا۔“

سلطان نے کہا ”اس لئے کہ ہم خود خیال خواتی کرتے ہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں پڑتی۔“ ”جنانے کہا۔“ اور نہ ہی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ہم نے صرف اس لئے نہیں اپنے ہینڈ میں رکھا ہے کہ دشمن ان سے شیطانی کام لے رہے ہے۔ ہم نے انہیں ٹرپ کر کے دشمنوں کے ہاتھ باندھ دئے تھے لیکن انہوں نے پتا نہیں اور کتنے ٹیلی فنی جاننے والے پیدا کر لئے ہیں۔“ ”دشمن کی طاقت وہی ہے۔ ہم یا باران کے ٹیلی فنی جاننے والوں کو پکڑتے رہیں گے وہ بار بار نئے ٹیلی فنی جاننے والے پیدا کرتے رہیں گے ابھی جھیل میں ہی بت چھپیلیاں ہیں۔ ہم کب تک چھپیلیاں پکڑتے رہیں گے؟“

سلطان نے کہا ”آپ درست کہتے ہیں۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ کسی ٹیلی فنی جاننے والے کو غلط طور پر استعمال نہ کیا جائے۔“

سونپا نے کہا ”اور یہی مقصد مرنا کا ہے۔ اس لڑکی نے اپنے ٹیلی فنی جاننے والوں کو غلط مقصد سے استعمال جانے نہیں دیا۔ اس کے لئے اپنے اعلیٰ حکام اور بلیک سیکرٹس و فیو کی مخالفت مول لی۔“

ٹیلی نے کہا ”کل تک رہنا تھا تھی۔ بڑی مضبوط اور خطرناک طاقتوں کا سامنا کر رہی تھی۔ اسے ہم سے بڑی تقویت حاصل ہو رہی ہے۔ اگر اس کے ٹیلی فنی جاننے والے واپس کر دئے جائیں تو اس کے پاس بھی ٹیلی فنی جاننے والوں کی ایک زبردست تعداد ہوگی اور وہ ہماری اس محبت اور دوستی کو کبھی بھلا نہیں پائے گی۔“

میں نے کہا ”مہ گئی یہ بات کہ آئندہ کبھی مرہٹے دھوکا دے گا۔ وہ ہم سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے تو کوئی بات نہیں۔ اگر وہ ہم سے الگ ہو کر اپنے ٹیلی فنی جاننے والوں کو ہمہ مقاصد کے لئے اور دوسرے ممالک کی بھی ہماری کے لئے استعمال کرتی ہے تو ہمیں خوشی ہوگی۔ ہم علیحدگی کے باوجود اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔ ہاں اگر اس نے بھی نا انصافی کی راہ اختیار کی اور دھوکا کے حقوق کو تسلیم نہ کیا تو ہم اس کے پاس کسی ٹیلی فنی جاننے والے کو رہنے نہیں دیں گے۔“

سونپا نے کہا ”ہم نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے شیطان اور اُسے بڑے طوفان دیکھے ہیں۔ طوفان کمزور گئے شیطان مر گئے۔ اگر

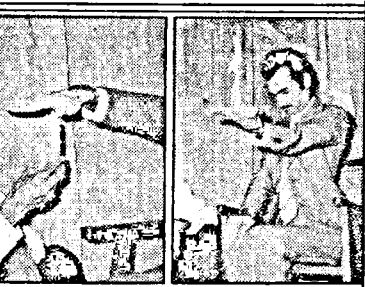
علم بینا نرم پر ایک نئی کتاب

ایک ماہر بینا نرم نے تحریر کیا ہے



قیمت ۲ روپے۔ ڈاک خرچ ۱۰ روپے

اُردو زبان کی سہی کتاب جس میں اس عمل کی حقیقی تصاویر بھی دی گئی ہیں۔



- بینا نرم کے بارے میں آج تک کی تمام تحقیقات کا مجموعہ
- جدید طریقے اور مشقیں
- بینا نرم کی مشقوں کے لیے عملی لائحہ عمل اور نوڈارڈز
- بے شمار سوالات کے جواب
- بینا نرم کے موضوع پر ایک مکمل اور مستند کتاب جس میں مصنف کے ذاتی تجربے بھی شامل ہیں۔

ارکان زکوٰۃ کے لیے سیاہ انکرہ اور مشقوں کو سمجھنے کے لیے حقیقی تصاویر۔

علم نفسیات لوسٹ کیسز

کبھی مرنا وطن بن کر آئے گی تو کون سی قیامت آجائے گی۔ میرا مشورہ ہے، اس کے تمام ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔

سویانے مشورہ دیا تھا جبکہ وہ دوسرے معاملات میں ہم دینی تھی اور سب اس کی تعمیل کرتے تھے۔ اس مشورے کو سب نے تسلیم کر لیا۔

برین اسٹار اور چاروں بلیک سیکرٹس نے مرنا کو ہنگامی اجلاس سے نکلوا دیا تھا۔ جنرل اور اعلیٰ حکام نے مرنا سے کہا تھا کہ وہ ایک مختصر بعد اجلاس میں آئے۔ اس وقت تک برین اسٹار اور بلیک سیکرٹس اجلاس سے چلے جائیں گے لیکن مرنا ایک گھنٹہ بعد نہیں آئی۔ جنرل اور اعلیٰ حکام نے اس کا انتظار کیا پھر برین اسٹار سے کہا کہ وہ خیال خرافی کے ذریعے اسے اجلاس میں بلائے لیکن مرنا نے اسے اپنے داغ میں آنے نہیں دیا۔ وہ جنرل کے پاس آکر بولا، "وہ تو مجھے داغ میں آنے کا موقع ہی نہیں دے رہی ہے، میری انٹلٹ کردی ہے۔"

جنرل نے کہا "برین اسٹار! یہ نہ بھولو کہ ہم نے بھی اس کی انٹلٹ کی ہے۔"

وہ بولا "ہمارے ملکی معاملات کچھ ایسے بھی ہیں جن میں مرنا کو موجود نہیں رہنا چاہئے۔ آج ہم فرما کے خلاف اہم منصوبے بنا رہے تھے اور ان منصوبوں سے مرنا کو دور رکھنا ضروری تھا۔"

"نیکل ضروری تھا؟ کیا وہ محب وطن نہیں ہے؟"

"وہ ہم میں سے کسی سے ملاقات نہیں کرتی ہے۔ کبھی آپ کے سامنے بھی نہیں آئی۔ ہم اس کی چھپی ہوئی مصروفیات کو نہیں جانتے ہیں۔ آپ لوگ اس کے ایک ہی کارنامے سے خوش ہو کر اسے محب وطن سمجھنے لگے ہیں۔ ہم جلد ہی ثابت کر دیں گے کہ وہ چارٹلی پیٹھی جاننے والوں کو دایں لاکر ہم سب کو یہ خوف بھاری ہے۔"

جنرل نے پوچھا "تم کتنا کیا چاہتے ہو؟"

"میں کہ سونا اور اعلیٰ تیور کے مندرے نوالہ چھین کر لانا چوں کا مکمل نتیجہ ہے۔ بڑے بڑے تیس راخان ان کے سامنے کو چھو نہیں پاتے۔ ہمارے اتنے بڑے ملک کی فوج اور اعلیٰ جنس کے جیسے ہوئے جاسوس سونا اور اعلیٰ کو میاں ڈھونڈ نہ سکے اور مرنا ان کے گھر جا کر اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو لے آئی۔ آپ ذرا دوسرے پھلو سے غور کریں۔ اس نے سویانے دوسری کی ہے۔ پاس یا اعلیٰ تیور کی مراد ملنے لگی ہے اسے ستار کیا ہے۔ اب فرما دی واپسی بتا رہی ہے کہ ایک زبردست سوچی سمجھی پلاننگ کے مطابق فرما افواہ شعلہ ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو مرنا کے حوالے کر رہا ہے۔ اور اس لڑکی کے ذریعے ہمارے اندر سرگ بنا رہا ہے۔"

"یہ محض تمہارا اندازہ ہے۔ میں اس پھلو پر غور کروں گا اور

تم اپنے دعوے کے مطابق اسے ثابت کرو۔"

برین اسٹار وہاں سے چلا گیا۔ جنرل نے ریسورٹس اور اس کے نمبردار کے لئے جو مرنا کا نمائندہ بن کر اجلاس میں شرکت کیا تھا اور برین اسٹار کی زبان سے اجلاس میں بولا کرتی تھی۔ جنرل رابطہ قائم ہونے پر کہا "میں جنرل ہوا ہوں۔ کیا مرنا تمہارے پاس آئی تھی یا آنے والی ہے؟"

"سر! یہ منہ اپنا کوئی پروگرام نہیں بتا رہا ہے۔"

"وہ جب بھی آئے اس سے کو مجھ سے براؤ راور تمہارے ذریعے گفتگو کرے۔"

اس نے ریسورٹس کو کراٹلی حکام اور دوسرے فوجی افراد سے کہا "یہ مرنا اور بلیک سیکرٹس کی آپس کی دشمنی ہمارے ملک کا قابل تلافی نقصان پہنچائے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم سب اسی تشویش میں مبتلا ہیں۔"

"دوسرے حاکم نے کہا "بلیک سیکرٹس اپنی برتری قائم کرنے لئے مرنا کو کسی طرح بھی ملک کا دشمن ثابت کر سکتے ہیں۔ مرنا بلیک سیکرٹس کی پوری ٹیم کو قابل ثابت کرنے کے لئے اور سویانے دوسری کشتی ہے۔"

"ہم مطمئن تھے کہ فرما مرنا ہے مگر وہ شیطان کی قیامت تک زہر رہنے آیا ہے۔ وہ ہمارے ان آپس کے فحش سے خراب قاعدہ اٹھائے گا۔"

کرتل نے کہا "ہم سخت آزمائشی حالات سے گزر رہے ہیں۔ آج ہمیں یہ فیصلہ کر کے اٹھنا ہو گا کہ مرنا اور بلیک سیکرٹس جھگڑے کس طرح ختم ہو جاسکتے ہیں۔ اگر جھگڑے ختم نہ ہو۔ مرنا اور تمام بلیک سیکرٹس کی ان قوتوں کو کیسے کم کیا جاسکے گا۔ کل پر انہوں نے ہمیں اپنا حجاج بنا دیا ہے۔"

ایک نے کہا "ان سب کے پاس ٹیلی پیٹھی کی قوت ہے۔ جنرل نے کہا "ہمارے پاس یوگا کی قوت ہے۔ کوئی ہم دینی کی طاقت استعمال نہیں کر سکے گا۔ دراصل ہم سے ایک غلطی ہوئی کہ ہم نے ٹیلی پیٹھی کا شعبہ بلیک سیکرٹس کے حوالے کر دیا۔ آپ لوگ نہیں جانتے کہ انہوں نے ٹرانزفا رمر مشین سے نئے ٹیلی پیٹھی جاننے والے پیدا کئے ہیں لیکن میں نے وہ حساب رکھا ہے۔ میں فوج کا ذمہ دار اور فرما اپنے ملک کا ہوں۔ میں کسی کو اتنی آزادی نہیں دے سکتا کہ وہ ہمارے فرعون بن جائے۔"

ایک حاکم نے کہا "اس کا مطلب ہے، آپ برے حا سے نکلنے کی پلاننگ کر چکے ہیں۔"

"صرف پلاننگ نہیں کی ہے۔ اس پر عمل بھی کر چکا ہے۔" اسی تھوڑی دیر میں ٹھری آہٹیشن کے حلقہ اطلاع لئے والی جہاز ٹرانزفا رمر مشین ہے۔ وہاں فوج کا قبضہ ہو رہا ہے۔"

اجلاس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ دوسری طرف برین

کھل کر کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر کہیں جا رہا تھا۔ اس اجلاس سے بلیک سیکرٹس نے خیال خرافی کے ذریعے کہا "برین اسٹار نے ٹرانزفا رمر مشین پر قبضہ کر لیا ہے۔ وہاں سے ہمارے پاس سب سے راول کو بٹھایا گیا ہے۔"

ناٹس برین اسٹار نے ذرا تیر سے کہا "گاڑی روکو اور داییں چلو۔"

برین اسٹار نے کہا "وہ۔"

مجھے وہاں پہنچاؤ۔ جہاں سے لائے ہو۔"

پھر اس نے سوچ کے ذریعے بلیک سیکرٹس سے کہا "منظوم ہوتا ہے۔ جنرل مرنا کی حمایت میں ایسا کر رہا ہے۔ اس نے مشین چھین کر ہمارے قوت چھین لی ہے۔"

"جنرل کو یہ حرکت سمجھی پڑے گی۔ پہلے اس سے باتیں کرو۔"

پھر اپنے طور پر قدم اٹھائیں گے۔ میں جنرل بلیک سیکرٹس کو بار بار

بول رہا ہوں۔"

برین اسٹار نے بڑے ہال میں قدم رکھتے ہوئے جنرل سے کہا۔

"ہاں ٹیلی پیٹھی کا شعبہ ہم سے چھین لیا گیا ہے؟"

"ہاں ایسا نیچوڑا کیا گیا ہے۔ تمہارے اور مرنا کے جھگڑوں سے ملک کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور نہ جانے فرما کس طرح قاعدہ اٹھا رہا ہے۔"

"ہاں! مشین چھین لینے سے مرنا جھگڑا ختم کر دے گی؟"

"مرنا کی کوئی شکایت ختم ہو جائے گی۔ اسے اطمینان ہو گا کہ تم لوگ اس کے خلاف ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کی فوج پیدا نہیں کرو گے۔"

"جنرل! ہماری بھی شکایات دور کرو۔ جو را جوری، جوڑی مارن اور پال ہو پکن ہمارے ملک کی امانت ہیں۔ وہ ان ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو آپ کے حوالے کرے۔"

جنرل نے فوراً جواب نہیں دیا۔ وہ ایک فون انشیز کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا "مرنا کے پاس تین ٹیلی پیٹھی جاننے والے ہیں۔ چوٹی وہ خود ہے۔ تمہارے پاس دس ٹیلی پیٹھی جاننے والے ہیں۔"

"یہ غلط ہے۔ آپ کو کسی نے غلط روایت دی ہے۔"

"چلو یہ کسی۔ تم اور چار بلیک سیکرٹس ٹیلی پیٹھی جاننے والے تمہاری تعداد پانچ ہے۔ مرنا سے ایک زیادہ ہے۔"

اسی وقت بلیک سیکرٹس نمبر ٹھری نے برین اسٹار کے داغ میں آکر کہا "ہمارے تین ٹیلی پیٹھی جاننے والے ماتحت تھے، وہ اپنی اپنی ہائٹس گاؤں میں مردہ پڑے ہیں۔ انہیں گولی مار دی گئی ہے۔"

برین اسٹار نے غصے سے کہا "جنرل! یہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو گولیاں مار دی گئی ہیں۔"

"کتنے مارے گئے ہیں؟"

"سات۔ ہمارے پاس سات تھے۔ وہ ایک ہی دن ایک ہی جوت میں مارے گئے اور اسی وقت۔ ٹرانزفا رمر مشین چھین لی گئی۔ کیا اس سے صاف ظاہر نہیں ہو گا کہ آپ مرنا کی حمایت میں

ہمیں کمزور بنا رہے ہیں۔"

جنرل نے کہا "ابھی تمہارے سوال کا جواب دوں گا۔ پہلے یہ حساب کر دو کہ تم نے اپنی زبان سے اعتراف کیا ہے کہ تمہارے سات ٹیلی پیٹھی جاننے والے ابھی مارے گئے ہیں۔ اس سے پہلے مرنا نے تین خیال خرافی کرنے والوں کو تم سے چھین لیا۔ اس طرح ان کی کل تعداد دس ہو گئی۔ اور ابھی تم اس رپورٹ کو غلط کر رہے تھے کہ تمہارے پاس ایسے دس ماتحت تھے۔"

بلیک سیکرٹس نمبروں نے برین اسٹار کی زبان سے کہا "آپ نے مشین چھین کر اور ہمارے آدمیوں کو گولیاں مار کر ثابت کر دیا ہے کہ آپ مرنا کی حمایت میں ہم سے دشمنی کر رہے ہیں۔ اگر ہم بھی آپ کی نظروں میں ہوتے تو ہمیں بھی گولی مار دی جاتی۔"

جنرل نے پوچھا "برین اسٹار کے حلقہ کیا خیال ہے یہ میرے سامنے ہے کیا اسے گولی مارنے کا حکم دے دوں؟"

برین اسٹار گہرا کر سیدھا حلیہ کیا۔ کرتل نے کہا "تم لوگ ٹیلی پیٹھی کے لئے میں بھول گئے کہ ملک کو کس طرح نقصان پہنچا رہے ہو۔ مرنا سے ہمارا رابطہ نہیں ہوا ہے۔ ہم اس کا بھی محاسبہ کرنے والے ہیں۔"

بلیک سیکرٹس نمبروں نے کہا "مرنا کا کیا محاسبہ کرو گے نہ کہ کبھی تمہارے ہاتھ آئے گی اور نہ اپنے ٹیلی پیٹھی جاننے والوں کو تمہارے ہاتھ لگنے دیں گے۔ اس کی ایسی کی تیس ہی کریں گے۔"

جنرل نے کہا "میں نے آج تمہاری اور مرنا کی ٹیلی پیٹھی کا توازن تقریباً برابر کیا ہے۔ دونوں پارٹوں کا فرض ہے کہ وہ خود کو ملک دشمنوں کے خلاف جنگ میں مصروف رکھیں۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ تم دونوں کو کسی بھی ملکی معاملات میں شرکت نہیں کیا جائے گا۔ تم لوگوں سے ایسے کام لئے جائیں گے جنہیں انجام دینے کے لئے تم سب کو ملک سے باہر ہونا پڑے گا۔"

بلیک سیکرٹس نمبر ٹھری نے کہا "سوری جنرل! ہم چاروں بلیک سیکرٹس برین اسٹار کے ساتھ ایک ماہ کی چھٹی پر آرام کریں گے۔ تم ایک ماہ تک مرنا سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتے رہو۔"

برین اسٹار وہاں سے اٹھ کر جانا چاہتا تھا۔ جنرل نے ایک انفر سے کہا "اسے گرفتار کرلو۔"

چار سٹا فوجیوں نے برین اسٹار کے آگے پیچھے آکر اسے گھیر لیا۔ بلیک سیکرٹس نمبر ٹھری نے کہا "جنرل! اسے چھوڑ دو۔ ورنہ ہمیں دنیا چھوڑ کر جانا ہو گا۔"

جنرل نے حثارت سے کہا "کیا تم امریکی فوج کے جنرل کو اس حق سمجھتے ہو۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ جب تم چاروں ٹرانزفا رمر مشین سے گزرنے والے تھے اس وقت تمہارے نام اور یہ ٹھری اعلیٰ جنس کے چیف نے نوٹ نہیں کئے تھے اور تم سب کی تصویروں ہمارے ریکارڈ میں نہیں ہیں۔ اگر یہ خوش بھی ہے تو اپنی اپنی رہائش گاہ کے باہر جھاک کر دیکھو۔ تم سب فوج کے محاسبہ میں

ہو۔

بزل تھوڑی دیر خاموش رہا۔ پھر اعلیٰ حکام سے بولا "وہ چادوں اپنے برین ماسٹر کے ساتھ ایک ماہ کی چھٹی پر جارہے تھے۔ میں ان پانچوں کو ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر پہلے کی طرح عام افزائے بنادوں گا۔ یوں ہمیشہ کے لئے ان کی ٹیلی میٹھی کی چھٹی ہو جائے گی۔"

فونی جو ان برین ماسٹر کو گرفتار کرنے کے لئے مجھے ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "آپ نے ایک طرف سے ٹیلی میٹھی کی اجادہ داری ختم کر دی۔ تمام ٹیلی میٹھی جانے والوں کو بھی ختم کر رہے ہیں لیکن مرنا کو اپنے قابض لانا دشوار ہو گا۔"

بزل نے کہا "میں کرکٹ کھیلوں گا کہ مرنا خود ہمارے سامنے حاضر ہو جائے اور ہمارے طریقہ کار کے مطابق کام کرے۔ اگر اس نے انکار کیا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ آئندہ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے میں صرف ایک ٹیلی میٹھی جانے والا پیدا کروں گا۔ صرف ایک۔"

"ایک سے کیا ہو گا؟"

"فراڈ علی تھوڑا ہی سی ہے اور وہ ایک آج تک ناقابل شکست ہے۔ ٹیلی میٹھی جانے والوں کی فوج پیدا کرنے سے مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ انہیں بڑھ جاتی ہیں۔"

"آپ اس ایک ٹیلی میٹھی جانے والے کے متعلق بتائیں جو پیدا ہونے والا ہے۔"

بزل نے پورے ہال پر ایک نفرد وڈائی، پھر کہا "میں سب اپنے ہیں اور سب ہی خاس داغ رکھنے والے ہیں۔ کوئی دشمن کسی کے داغ میں اگر آجائے ہی باتیں نہیں سے گا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعہ کسی بھی احمق کو، حد ذہین اور خطرناک بنایا جا سکتا ہے۔"

سب نے ہاں کے انداز میں سر ہلایا۔ بزل نے کہا "میں اس بار اس مشین سے ایک نیا فراڈ علی تھوڑا ہی پیدا کروں گا۔ بلاشبہ سر جری کے ذریعہ وہ فراڈ کا ہم شکل بنے گا۔ ہم نے چند ایسے ذہین مکار اور چالاک لوگوں کا انتخاب کیا ہے جن کی یہ تمام صلاحیتیں اس نئے فراڈ میں منتقل کی جائیں گی۔"

ایک نے پوچھا "کیا ضروری ہے کہ اسے فراڈ کا ہم شکل بنایا جائے؟"

دوسرے حاکم نے کہا "میں سمجھ گیا۔ فراڈ کی پوری ٹیلی کوٹنے فراڈ کے ذریعے دھوکا دیا جائے گا اور اگر منصوبہ کامیاب رہا تو اصل فراڈ جنم میں پیچھے گا اور ہمارا فراڈ اس کی ٹیلی کا سر راہ بن جائے گا۔"

ہے۔ اچانک فراڈ کے منظر عام پر آنے سے ماسک میں اندازہ تنظیم والے کچھ دہشت زدہ بھی ہیں اور پریشان بھی۔ ہمارا زور ممالک میں واردات کر کے گا اور بدنام اصل فراڈ ہو کر رہے گا۔ وہ ایک ذرا توقف سے بولا "ایک بات مجھے شگفتہ ہے۔ ری ہے۔ آج برین ماسٹر نے بھی وہی بات کہہ دی۔ اس کا سامنا مشکل ہے۔ وہ لڑکی تھا پانچ زکات کر اس کے کہہ کر کتنی ہے لیکن فراڈ اور سوئیا کے فوڈ کی گھر سے اسے لے جانے والوں کو چھین کر نہیں لے سکتی۔ وہ لڑکی یا تو فراڈ کی شامل ہو گئی ہے یا اس نے فراڈ سے کوئی سمجھوتا کیا ہے۔ سمجھوتے کے مطابق وہ جو آج جوڑی جوڑی تار میں پال رہا ہے نیو سٹارٹ کو واپس لائی ہے۔"

ایک نے کہا "اگر اس نے کوئی سمجھوتا کیا ہے تو اسے پال ہی سیتو۔" پھر گھنٹہ بھر ٹیپا اور وارنر کو لایا جاتا ہے۔ دوسرے نے کہا "ہو سکتا ہے کسی دن یہ پانچوں بھی آجائیں۔"

بزل نے کہا "ان کی واپسی سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مرنا ان ٹیلی میٹھی والوں کو کیسے استعمال کر رہی ہے۔ دراصل وہ بھی بیک بیک طرح مفرد اور خود سر ہو گئی ہے اس کے ہوش ٹھکانے لگانے میں فراڈ کا ایک ہم شکل پیدا کر رہا ہوں۔ اس سلسلے میں آپ حضرات کوئی سوال نہ کریں۔ میں کیسا کیسا کھیلنے والا ہوں آپ کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔"

ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک فوجی افسر نے ریسپونڈ کیا۔ دوسری طرف کی باتیں سنیں۔ پھر آواز تھیں پر ہاتھ رکھ کر بزل سے کہا "مرنا مرنا کا فائدہ نہ رہا ہے کہ وہ ہمارے ہاں آنا چاہتی ہے۔"

بزل نے کہا "تم اسے اپنے داغ میں بلاؤ۔"

ایک منٹ کے اندر ہی مرنا خیال خوانی کے ذریعہ ہو گئی۔ افسر کی زبان سے بولی "آپ حضرات نے مجھے ایک گے آنے کو کہا تھا لیکن میں احتجاجاً نہیں آئی۔ میں آپ بزرگوں ہوں۔ ایسا لاڈ میں بھی کر سکتی ہوں اور آپ سمجھ سکتے ہیں کہ انکو بھی نہیں پہنچی تھی۔"

بزل نے کہا "تم تمہاری انکو بھی سمجھتے ہیں اور تمہاری کو بھی۔"

"لیکن آپ برین ماسٹر اور چادوں بلیک سیکرٹس کی دھما کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔"

"میں نادان پچھ نہیں ہوں۔ تمہارے یا کسی اور کے سے کسی کو گرا دیا مجرم نہیں سمجھتا۔ میں نے اپنے طور پر برین اور چادوں بلیک سیکرٹس کو مختلف پلوڈس سے آزمایا تھا۔"

خود سر اور با اہل حیات ہوئے تو میں نے ان کے تمام خدایاں، جن کے ٹرانسفارمر مشین فوج کی کشتی میں ہے اور انہیں بھی فوجی بیڈ کو انٹرکٹ کال کو ٹھہروں میں قید کر دئے گئے ہیں۔" مرنا نے خوش ہو کر کہا "یہ میں کیساں رہی ہوں؟ میرے مرنا نے نجات مل گئی ہے؟ میں بہت خوش ہوں۔ بزل! ملک کو بیٹھاؤں سے نجات مل گئی ہے۔ آپ صحیح وقت پر صحیح قدم لے کر آپ ذہین اور معاملہ فہم ہیں۔ آپ صحیح وقت پر صحیح قدم اٹھاتے ہیں۔ آپ نے مجھے بہت بڑی ابھمن سے نجات دلائی ہے۔"

"تمہاری ابھمن کیا تھی؟"

"میں اگر میں آپ لوگوں کی نظروں میں زیادہ اہمیت حاصل کرتی، میرے زیادہ حمایتی ہوتے تو برین ماسٹر اور چادوں بلیک سیکرٹس دشمنوں کی جھولی میں چلے جاتے۔ وہ درپردہ دوسری تنظیم کا ساتر ہے۔ بہت زیادہ اہمیت حاصل کرنے کے لئے فراڈ علی تھوڑا ہی ٹیم میں شامل ہو چاہے۔"

بزل نے کہا "تمہاری یہ ابھمن دور ہو چکی ہے۔ اب اپنے خیال خوانی کرنے والوں کا حساب دو۔ برین ماسٹر کی ذلات سے نیو سٹارٹ امریکا ہے۔ تمہارے پاس اب تین ٹیلی میٹھی جانے والے ہوں گے۔"

وہ ہنسنے ہوئے بولی "میں خوش خبری سناتی ہوں۔ وارنر بیک" پھر گھنٹہ بھر ٹیپا لایا، ٹیپا اور وارنر رسل مجھے واپس لے رہے ہیں۔"

"تجربہ جاتی شاید اور کیا بیاں کیسے جا کر رہی ہو؟"

"اپنی شکست مٹائی۔ میں نے پارس سے دوستی کی۔ پھر سوئیا اور فراڈ میرے دوست بن گئے۔ ہمارے درمیان ایک سمجھوتا ہوا ہے۔"

"کیسا سمجھوتا؟"

"یہ کہ میں اپنے خیال خوانی کرنے والوں کو اپنے ملک اور قوم کی بھلائی کے لئے استعمال کروں گی اور ان سے دوسرے ملکوں اور قوموں کو نقصان نہیں پہنچائیں گی۔"

بزل نے کہا "مرنا! تم سیاست کے میدان کی کھلاڑی نہیں ہو۔ بات موٹی سی مثل میں بھی آسکتی ہے کہ ہم مشرق وسطیٰ میں مسلم ممالک کو دہشت زدہ کرنے اور اپنے دباؤ میں رکھنے کے لئے اسرائیل کو طاقتور بناتے رہتے تو یہ اسلامی ممالک تیل کی دولت سے اور آئیں کے اتحاد سے دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن جاتے۔ اب فراڈ کی چال بازی دیکھو وہ ہے کہ اسے اسرائیل کی پشت پناہی نہ کی جائے۔"

مرنا نے پوچھا "اس میں غلط کیا ہے۔ آپ اسرائیل کو آج اس پر باک چڑھاتے ہیں؟ پھر اسرائیل کے تمام گولڈن برنز کو ختم

کرنے والی دشمنی بھی کی تھی۔ کیا پالیسی ہے کہ مسلمانوں سے بھی دوستی اور درپردہ دشمنی؟ اسرائیل سے بھی دوستی اور درپردہ دشمنی ہے؟"

"اسے سیاست کہتے ہیں۔ سوئیا اور فراڈ تمام گولڈن برنز کا خاتمہ نہ کرتے تو ہم کر دیتے کیوں کہ گولڈن برنز کی پالیسیاں اسرائیل کو ہمارے مقابلے میں سپرد رہا رہی تھیں۔ ہم اسرائیل کو کسی اولاد کی طرح سب کچھ دے سکتے ہیں لیکن اسے ہر طاقت بن کر اپنے مقابلہ پر نہیں آتے دس گے۔"

"آپ دوسرے ممالک کو ترقی کرنے کیوں نہیں دیتے؟"

"ترقی کرنے دیتے ہیں۔ بہت سڑکیں، آسمان سے باتیں کرنے والی عمارتیں بناتے، اپنے ملکوں میں کاربن، ٹی وی، سی آر، کپیڈر اور جدید ٹیکنالوجی کا تمام سامان خریدتے اور بناتے کا موقع دیتے ہیں۔ ہمارے ذریعہ یہ کہ اسلامی ممالک نے بڑی ترقی کی ہے۔ پہلے ان ممالک میں صرف خلاوت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ آج آپ موسیقی پر گھر گلی میں سنائی دیتی ہے۔"

"یہ تو ترقی نہ ہوئی۔ یہ دوسری قوموں کو عیش و عشرت میں ڈوبنے کی سازش ہے۔ فراڈ ایسی ہی باتوں کے خلاف ہے۔"

"تم فراڈ کی زبان سے نہ بولو۔ امریکی قوم کی امریکی بیٹی بن کر سوچو اور سمجھو۔ ہمیں صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کو دو۔ دنیا سے برتر کرنا ہے اور اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے تمام ممالک کو کم تر بنا کر رکھنا ضروری ہے۔"

"میں اپنے ملک کی بھلائی کرتے ہوئے اور برتری قائم رکھتے ہوئے دوسروں کو سبھی انصاف کر سکتی ہوں۔"

"میں پھر سمجھتا ہوں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ برتری کا مطلب ہے دوسرے سے افضل اور بلند ہونا اور افضل اسی وقت ہو سکتے ہیں جب دوسرا کم تر اور کم زور ہو۔ ملک میں اسی اصول پر قائم رہتی ہیں کہ حکمران بڑے زور رہے اور باقی کمزور اور مجبور رہا کریں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "مرنا! ہم تمہارے بزرگ ہیں۔ سیاست کے پرانے کھلاڑی ہیں۔ تم سیاسی پیچیدگیوں میں نہ الجھو۔ ہم ٹیلی میٹھی جاننے والوں کو جس طرح استعمال کرنا چاہیں، استعمال کر دے۔"

وہ بولی "میرے بزرگ! آپ لوگ میرے ٹیلی میٹھی جاننے والوں کو اسرائیل بھیجتا چاہتے تھے۔ ان دنوں میرا فراڈ سے کوئی سمجھوتا نہیں ہوا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ اسرائیل میں میرے آدمی فراڈ کے اہلکار رہے جائیں گے۔ میں ان کی حرام موت نہیں چاہتی تھی۔ پھر اسرائیل کو سر پر چڑھانے والی بات تھی۔ اس لئے میں نے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجے سے انکار کر دیا تھا۔ میں آئندہ بھی جائز اور ناجائز باتوں کو سمجھنے کے بعد اپنے خیال خوانی کرنے

والوں کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر دیں گی۔
جہل نے کہا "بات سمجھ میں آئی۔ تم اپنا ایک الگ راستہ اختیار کر رہی ہو۔"

وہ بولی "راستہ الگ ضرور ہے لیکن مجھے میرے ملک کے مفادات کی طرف لے جانا ہے۔"
"میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ ہر عہد وطن کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے طور پر ملک و قوم کی خدمت کرے۔ ٹھیک ہے تم اپنے معاملات میں آزاد ہو لیکن وقتاً فوقتاً اپنے کام کی رپورٹ دینی رہو۔ ہمیں تمہاری ضرورت ہوگی تو تمہارے گھرانے کے ذریعے کل کریں گے سوچو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم جو ہیں گھنٹوں میں دوبارہ ہم سے رابطہ رکھو۔ ہم میں سے کسی کے بھی دماغ میں کوڈ و راز دارا کر کے آسکتی ہو۔"

"میں آپ کی مرضی کے مطابق رابطہ رکھوں گی۔ اجازت دیجئے رات کو کسی وقت رابطہ ہوگا۔ اوکے لگائی۔"
فنی افسر نے سانس روک لی۔ پھر سانس لیتے ہوئے بولا "وہ جا چکی ہے۔"

ایک حاکم نے جہل سے کہا "آپ نے برین ماسٹر اور چارلیک سیکرٹس جیسے بے لگام گھوڑوں کو قابو میں کر لیا۔ اس لڑکا، راجہ رانا بچہ۔ اس نے کھڑا کیا ہے۔"

جہل نے کہا "یہ بے شک وہ شہ اپنے ملک کی وقار ہے پہلے اسے فرما دے طلسم سے نکالنا۔ وہ بچہ پھر یہ خود بخود قابو میں آجائے گی۔ برا خیال ہے۔ آج کی میننگ برصغیر کی جائے۔"
وہ سب اپنی اپنی جگہ سے اٹھے لگے لپٹے ایک فنی افسر نے سانس روک کر کہا "شاید میرا پھر میرے دماغ میں آنا چاہتی ہے۔" جہل نے کہا "تو نہ۔"

چند گھنٹوں کے بعد افسر کی زبان سے ایک بلیک سیکرٹ نے کہا۔ "میں آپ لوگوں کا وقت برباد نہیں کروں گا۔ صرف ایک ایچا کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے ہمیں کال کو فحشی میں پہنچایا ہے۔ ہمارے تمام اختیارات انہیں لئے گئے ہیں۔ ہم نہایت عاجزی اور انکساری سے درخواست کرتے ہیں کہ ٹیلی فنی کا علم ہمارے دماغ سے نہ مٹائیں۔ ہمیں قیدی رہنے دیں لیکن ہمارے تم کو ملک اور قوم کے لئے استعمال کریں۔"

دوسرے بلیک سیکرٹ نے کہا "یہ قید میں مجبور اور بے بس رہیں گے۔ آپ لوگوں کے لئے کچھ بھی چاہیں تب بھی نہیں بن سکیں گے۔ یہاں شرافت سے چند کہ آپ کے کام آتے رہیں گے۔"

برین ماسٹر نے کہا "سیدھی سی بات ہے۔ ٹیلی فنی کا علم ہماری دماغ سے مٹ جائے گا۔ تو ہم عام انسان بن کر ذمہ نہیں دیں گے۔ ہمیں عرق کی میزاد کر رہیں اس علم سے محروم نہ کرو۔ زنجیریں پٹا کر ہماری خیال خوانی سے قاعدہ اٹھائے رہو۔"

جہل نے کہا "جیسی معقول باتیں کر رہے ہو۔ تم اپنا کچھ سلاخوں میں قید کر کے تم سے کام لیا جاسکتا ہے۔ آپ محض اس سلسلے میں کیا مشورہ دیں گے؟"

اپنے حکام اور دوسرے فنی افسران نے تاکید کرتے ہوئے کہا "اپنے آپ کا غور نوٹ چکا ہے۔ اب یہ قید میں دوکر اٹھنا اور اپنی جگہ پر بیٹھنے کے وقت پھر کوئی کارنامہ انجام دے سکیں یہ جہل نے انہیں یقین دلایا کہ ٹیلی فنی کے علم سے انہیں نہیں کیا جائے گا۔ جہل کی مرضی کے مطابق خیال خوانی کر کے لیکن کال کو فحشی میں دبا کریں گے۔"

○☆☆○

علی تیسرے روز جنت سے اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔ رسو جی ہمارے دوکے یوگا کے ایک آسن سے دوسرے آسن میں جاری تھی۔ جہل نے کہا "اما محترم تیری صاحب فرما رہے تھے کہ آپ کی زبان میں حجت انگیز اضافہ ہوا ہے۔ آپ اپنے طویل عرصے تک کراؤ فٹن میں گذران رات محنت کرتی رہی ہیں۔"

وہ مسکرا کر بولی "ہاں بیٹے! جناب علی اسد اللہ تیری صاحب مجھ پر خاص توجہ دیتے رہے۔ میرا روحانی طور پر بھی علاج کر رہے ہیں۔ روز صبح دو میل کی دوڑ لگاتی ہوں۔ ورزش کر رہی ہوں۔ جسمانی اور روحانی کوئی کمزوری مجھ میں نہیں ہے۔"

"اما اچ تو یہ ہے کہ آپ ہمیں سونیا سما کی طرح سولہ ستر کی دیکھائی دے رہی ہیں۔ بالآخر فزید واسلی مرحوم نے تم سے اسی ہی محنت کرائی تھی جیسی آپ کر رہی ہیں۔"

"بیٹے! انسان کے ساتھ اصل مکمل سانسوں کا ہے۔ ہر جتنی مہارت حاصل ہوگی، انسان اتنی ہی جوان اور تندرست آئے گا۔ میں آئندہ دیکھتی ہوں تو جوان نہ جاتی ہوں۔ سوچو یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جوان صحت مند اور کھلے ہوئے پھول کی طرح شکستہ رہنے کے لئے طرح طرح کے علوم دے کر حکم نامہ علم پر نہیں کرتے اور وقت سے پہلے بوجھ دے دیتے ہیں۔"

"لیکن آپ تو امان جان بالکل نہیں لگتی ہیں۔ اب میں کے کون کا؟"

وہ جنتی ہوئی بولی "میں پھر سے پیدا ہو کر تنہی میں بیگی جاؤں تب بھی تمہاری ماں رہوں گی۔ میرے خون کا گروپ او بی ہے۔ میں یو جی رہوں یا بیگی رہوں، خون کا گروپ تو وہی رہے جس میں تم نواہ تک بدورش پاتے رہے۔"

"واہ! ایسا جواب کہو یہ والی بات کہہ دی ہے۔ دل فر

کر دیا ہے۔"
اسی وقت سلمان نے علی کے دماغ میں آکر کوڈ و راز دارا کے کہا "بیٹے! میں شپا کی عمرانی کے لئے کیا تھا وہاں میں نے آئے تھے ٹیلی فنی جانے والے کو دکھا۔ وہ شپا کو امریکا لے جانا

جہاں سے پہلے تم چارڈز بلی کا پڑ میں آجاؤ۔ میں اسے خیال ہے اس سے ذہنی جاننے کی کوشش کروں گا۔ اگر ناکامی ہوئی تو تم ذوالی کے ذریعے کہہ دیجئے اس کے دماغ میں جگہ مل سکے۔"

اسے ذہنی قید میں ہے اور پاس بھی اسی شرمیں ہے۔ میں آپ کے علم پر تو جاؤں گا لیکن آپ پاس سے کام کیوں نہیں لے رہے ہیں؟
"وہ میرا کے ساتھ امریکا کے لئے روانہ ہو چکا ہے۔ فراہمی پس کے بلی پورٹ پر پہنچو۔ وہاں تمہارے لئے ایک بلی کا پڑ چار ہے۔"

علی نے رسو جی سے کہا "اما! میں ایک ضروری کام سے جا رہا ہوں شاید کل شام کبھی وہاں آجائے ہوگی۔"
اس نے اسے لگے لگے کہا کہ بپا کر کیا اس نے کہا "ثانی آئے تو اسے بتا دیں میں اپنا کبھی ایک بہت ضروری کام سے گیا ہوں۔"
"تم نہ بھی کہتے تو میں ثانی سے یہی کہتی مگر یہ یاد رکھنا وہ اس ہو جائے گی۔"

"میں کیا کروں؟ وہ لیبارٹری میں مصروف ہے اور ادارے کے اصولوں کے مطابق میں اس سے مصروفیات کے دوران میں مل سکتا ہوں؟ اما! افسانہ۔"

وہاں سے رخصت ہو کر ادارے کے بلی کا پڑ میں سوار ہوا۔ اس سوار کے ذریعے پیرس کے ایک پولیس بلی پورٹ پر پہنچا۔ پھر چارڈز بلی کا پڑ میں پیرس کے لئے روانہ ہو گیا وہاں سے لندن کا ایک ٹانگ کلب ڈیڑھ گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ سلمان نے خیال خوانی کے ذریعے وہاں ایک کار کا انتظام کر دیا تھا۔ جب علی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد کار میں بیٹھ کر شپا کے بچکے کی طرف روانہ ہوا تو سلمان نے کہا "اب میں نے خیال خوانی کر پے والے کو ٹپ کرنے جایا ہوں۔ تم بچکے کے قریب پہنچ کر میرے سگنا کا انتظار کرو۔"

شام کا وقت تھا۔ شپا اپنے اور اپنا راسکا کے لئے کافی تیار کر رہی تھی۔ سلمان جب وہاں پہنچا اختیار کر کے شپا کے دماغ میں آیا۔ پھر شپا کی سوچ میں سوال کیا "میرے پاس اعصابی کمزوری کی کوئی دوا ہے؟"

وہ سوچنے لگی "میں نے دشمن ٹیلی فنی جاننے والوں کا دماغ کمزور بنانے کے لئے یہ دوا رکھی ہے لیکن میرا یہ ایسی دوست میڈی ہنری کا سامان کر رہا ہے مجھے جو کہ خوبی عمل سے نجات دلائے والا ہے۔ میں اسے دوا نہیں کھلاؤں گی۔"
سلمان نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ اس کی مرضی کے مطابق کائنات میں دوا دلا کر دوسرے کمرے میں آئی۔ کالنی کڑے سے ایک پانی اٹھا کر اپنا راسکا کو پیے ہوئے بولی "ذرا پانی کر دیکھو۔ ٹھیک ٹھیک ہے۔"

وہ بڑے کو میز پر رکھ کر اپنی پانی لے کر اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اپنا راسکا نے ایک گھنٹہ بیٹھا چلا۔ پتا نہیں کسے ٹھیک ٹھیک کیا۔ بے اختیار کھانسی آئی اور وہ پتلا گھنٹہ سے باہر نکلا۔ وہ کھانسنے لگتا تھا کہ کھڑا ہو گیا۔ ٹوہ پیرے سے نہ پوچھے ہوئے بولا۔ "سو رہی نہیں کیا ہو گیا ہے۔ میں کئی نہیں بیوں گا۔"

سلمان نے دیکھا کہ کام نہیں میں رہا ہے تو وہ شپا کو چھوڑ کر فوراً علی کے پاس آیا۔ وہ بچکے کے قریب پہنچ کر انتظار کر رہا تھا۔ اس نے کہا "بیٹے! فوراً اندر جاؤ۔"

یہ کہتے ہی شپا کے پاس آیا مگر چند سیکنڈ میں ہی معاملہ بگڑ چکا تھا۔ شپا اس کی گرفت سے مدافعی طور پر آزاد ہوئے ہی راسکا سے بولی "تمہارے لئے غلط ہے۔ میں کائنات میں دوا نہیں ملانا چاہتی تھی مگر جو مجھے میرے دماغ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اچھا ہوا تم نے یہ کافی نہیں بل۔"

یہ سننے ہی وہ جوتے پہننے لگا۔ اس سے بولا "مجھے یہاں سے جانا چاہئے۔ میں دوسری دور سے تمہاری عمرانی کروں گا۔ تمہاری دوا لگی کے وقت انٹر پورٹ پر موجود رہوں گا۔ تم خود کو تھکا نہ بھٹا۔"

وہ پھرتی سے جوتے پہن کر اٹھا۔ تیزی سے چلا ہوا دوڑنے پر آیا۔ اسی لمحے میں علی کا گھوڑا اس کے منہ پر ہوا۔ وہ بچنے کی طرف لڑکھڑکیا۔ ایک کرسی پر گر پڑا۔ وہ بچنے کی خواہش محسوس نہ کر سکا۔ پھر تازہ فزید واسلی کا پڑ میں بار کھایا تھا۔ آنکھوں کے سامنے تاریے پانچے لگے تھے۔ پھر بھی وہ سنبھل کر کتابلے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

علی نے کہا "بڑے بے شرم ہو۔ ایک ہاتھ کھانے کے بعد بھی اپنے انجام سے انکار کر رہے ہو۔"

"تم کون ہو؟"

"میرے کوئی بھی ہونے سے کیا فرق پڑے گا۔ پھر مجھ سے تم شپا کو ٹپ کرنے آئے تھے۔ میں تمہیں ٹپ کرنے آیا ہوں۔ سیدھی طرح دماغ میں تے دوسرے اتنے خوبصورت کسری جسم کی تو چور چور ہوئی تو کیا اچھا لگے گا۔"

اس نے اپنا ٹپ علی پر چلائی لگائی۔ علی نے اسے دونوں ہاتھوں پر روک کر پوچھا "اس طرح کیوں اچھل رہے ہو؟"

اس نے دھکا دیا۔ راستہ پیچھے دوڑا۔ اسے آکر ٹھکرایا۔ پھر بلیٹ کر بچکے کے اندر دھکیلنے کی طرف بھاگنے لگا۔ بچکے دواڑے سے نکل کر باؤ بڑی وال چلائی کر گئی میں دوڑنے لگا۔ وہی طرح پریشان ہو گیا تھا۔ کیوں کہ علی بھی اس کے ساتھ دوڑا جا رہا تھا اور گھٹا جا رہا تھا "ہم دو بھاگتے ہیں۔ بچپن سے دوڑتے آئے ہیں۔ او جیسی کی دوڑ میں اٹل آئے والہ بھی ہم سے آگے نہیں نکل سکتا۔ تم بھاگنے کی حسرت پوری کرلو۔ ٹھک جاؤ تو تھکا۔"

وہ رک گیا۔ اپنے ہونے بولا "قار کاڑیک" میرا بیٹھا چھوڑ

علی نے سلمان سے کہا "انکل! یہ ہانپ رہا ہے سانس نہیں روک سکے گا۔"

سلمان نے ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا سوہ چیخ مار کر زمین پر گر پڑا۔ کلی سے گزرنے والے دو آدمی رک گئے علی نے کہا ”یہ مبرا دوست ہے۔ اسے اکثر ایسا وہ پڑتا ہے۔“

ان نے راسکا کو سارا دے کر اٹھایا پھر اسے ٹپا کے بنگلے کی طرف لے جانے لگا۔ سلمان نے راسکا کی زبان سے کہا ”اب میں اسے دوڑاتا ہوا لے جاؤں گا۔ ابھی اس کا داغ پوری طرح کمزور نہیں ہوا ہے۔“

راہنما ہونے لگا۔ علی المرتضیٰ سے پہلے چٹا آ رہا تھا۔ پٹیل کے اندر پہنچ کر سلمان نے پھر اس کے اندر زلزلہ برپا کیا۔ وہ نہیں مار کر رہے تھے۔ ٹیلا اسے سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے بول رہا تھا: ”جو! ابھی سمجھ گئی ہوں۔ تم اس کے ساتھ مجھے جانے نہیں دو گی۔ ٹھیک ہے“ میں نہیں جاؤں گی۔ تم اسے چھوڑ دو۔“

سلمان نے راسکا کی زبان سے پوچھا ”کیا تم اسے بہت چاہتی ہو؟“

”ہاں، میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔“
 ”تو پھر اس پر بھی خوشی عمل ہوئے۔ اس کے بعد ہم اسے
 تمہارے لئے آزاد چھوڑ دیں گے جیسے تمہیں آزاد چھوڑا
 ہوا ہے۔“

علم نے بچلے میں آکر کہا ”انکل! مجھے پتا نہیں تھا کہ یہ اتنی جلدی قابو میں آجائے گا۔ میرا کام ہو چکا ہے گیا میں واپس جاسکتا ہوں؟“

مسلمان نے کہا ”تم فلاں۔۔۔ کلب پڑ۔۔۔ جیلی کا پڑا بھی واہیں نہیں گیا ہے۔ میں پائلٹ کو تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔“

اس نے پائلٹ کے پاس جا کر کہا ”علی آ رہا ہے“ اسے واہیں لے جاؤ۔“

مجددہ راسکا کے داغ ملے؟ راسکا بالکل ڈھلا ہوا پڑ گیا تھا مگر کسی وقت بھی اس کی داغی توانی بحال ہو سکتی تھی سلطان نے اسے اٹھنے پر مجبور کیا۔ وہ آہستہ آہستہ اٹھ کر میز کے پاس آیا۔ کرسی پر بیٹھا پھر کانی کی دبی پیالی اٹھا کر پینے لگا۔

وہ آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے پیالی لیتا چاہتی تھی، مسلمان نے اس کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیختے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ پھر دوسرے زلزلے میں بے ہوش ہو گئی۔ وہ اس کی

مطمئن ہو کہ راسکا کے پاس آیا اور اس کے چورخا
بڑھنے لگا۔

وہ تھوڑی دیر کے بعد پارس کے پاس آیا۔ پارس مہا
ساتھ ایک طیارے میں سفر کر رہا تھا۔ اس نے کوڈو رڈزن
”انکل! افریجے“
”مریائے کو تمہارے داغ میں آئے“

اس نے مرثیہ سے کہا "اگل سلمان میرے پاس ہیں؟"
باتیں کریں گے۔"

وہ پارس کے داغ میں آکر بولی ”ہیلو انکل!“
 ”ہی! کیا تم ٹیلی پیس جانی والے ایوان راسکا سے ہو؟“

”تمیں یہ نام ملے گا جس میں رہی ہوں۔“
 ”بلک سیکرٹ نے تمہیں تلاش کرنے کے لئے راکٹا
 بھیجا تھا۔ اسے تمہیں ملے گا، شپاٹل مٹی لیکن اس سے پہلے کہ
 کوڑپ کرتا تمہیں اسے اعلیٰ کمزوری میں جلا کر دیا ہے
 ”انکل! اس کا مطلب ہے ایک اور خیال خواتین کے
 ہاتھ آیا ہے۔“

”ہاں اور یہ تحفہ ہماری بیٹی کے لئے ہے۔ میرے داماد آؤ۔ میں تمہیں اس کے پاس پہنچاتا ہوں۔ پھر تم جو بہتر سمجھو گے اس کے ساتھ سلوک کرو۔“

سلمان نے اسے ایوانِ راسکا کے دروازے میں پہنچا دیا۔

دارنربجک جزیرہ پولونا میں محفوظ تھا۔ بڑے آرام سے
 ٹائیڈ کے بغیر زندگی گزارا تھا۔ تمام ٹیلی پتھی جانے والے
 وہی ایک خوش نصیب تھا جو بڑے اطمینان سے زندگی گزارا تھا
 ایسا اس لئے تھا کہ وہ ر خوف و غلج زندگی گزارنے

اصولوں پر عمل کر رہا تھا۔ سب سے پہلی بات یہ کہ وہ مفروضہ قرار دے گا کہ اگر وہ ساری دنیا پر حکومت کرنے کا شوق نہیں تھا۔ اگر وہ چاہتا تھا تو اس جزیرے کے مالک یا ریختار کو ٹیلی فونیکی چکی میں بیٹھ کر وہاں کا مالک اور حکمران بن سکتا تھا۔

اگر وہ جزیرے کا حکمران بن جاتا تو بڑے ممالک
سربراہوں کی نظروں میں آجاتا۔ امریکا اور روس خاص طور
کے تمام جزیروں کو اپنی نظروں میں رکھتے ہیں۔ ان جھوٹے چھو
جزیروں کے اندر بڑے بڑے خطرات چلے رہے ہیں۔ حکومتوں
باقی یہاں پناہ لیتے ہیں۔ دنیا کے بدنام ترین جرائم پیشہ افراد
اپنے خفیہ اڈے بناتے ہیں۔ اور یہیں خفیہ طور پر خطرناک سا
تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس لئے بڑے ممالک دنیا کے تمام

پکڑی نظر رکھتے ہیں۔
 جزیہ دینا بھی امر کا موس اور خاص طور پر اسرائیل کی
 طرفوں میں تھا۔ کہیں کہ اسرائیل سے صرف، پچاس کلومیٹر کے
 فاصلے پر تھا۔ وارانزہ کی ذنات بھی کہ: اس نے خود کو کسی طرح
 بھی ظاہر نہیں کیا تھا۔ یودیوں کو ٹھیک بھیجی کی ذرا سی ہینک مل جاتی
 تھوہ جیسے کا فوڑا ہی خاصہ کر لیتے تھوہ وارانزہ کی کا بھیجی ہی انجام
 دے جان کا گڈی ہے مورنہ زار پانڈوک کا ہوا تھا۔

جان گاؤڑی اور وارنر بیک آپس میں ایسے دوست تھے
اسکا بے قرار ہو کر انگھینٹے کئے تھے۔ کیوں کہ سونیا اور علی تیمور
ان دونوں میں جیسی جانے والوں کو ٹپ کر کے پھر رہے تھے اور
ہاں کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران انہیں تحفظ فراہم کرنے
میں ناکام رہے۔ لیکن بھاگنے والوں کے لئے ہر جگہ ناکامی تھی
ہوئی ہے۔ پاپاؤڈ کے آسوی ان دونوں کے اطراف حال پتہ رہا
تھے۔ پہلی کا پڑ میں ستر کرنے کے دوران پاپاؤڈ نے نئی بار وارنر
بیک کے دماغ میں آنا چاہا لیکن وہ اپنی ذہانت سے چپتا ہوا جزیرہ
روٹیا میں پیچھے لگا تھا۔ اس کے برعکس جان گاؤڑی پاپاؤڈ کی
گرفت میں گھیا تھا اور آخر ایک دن وہ بریں آپریشن کے دوران
مارا گیا تھا۔

داروزیک اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ ہم نے تو غیبی عمل کے ذریعہ اسے اپنا معمول بنا کر رکھا ہے۔ ہم نے بھی اسے خیالِ خالی کے ذریعے مخاطب نہیں کیا، کبھی اس پر برتری جتا کر اسے احسانِ کبریٰ میں جٹا نہیں کیا۔ وہ خود کو آزاد اور خود مختار سمجھ کر جی ٹھوٹا زندگی گزار رہا تھا۔

اس نے جریرے میں پہنچ کر پہلے اہم فیصلہ تلاش کیا، جو اس کے کام آسکتا تھا۔ تلاش کرنے میں کئی گھنٹے یا کئی دن لگ سکتے تھے۔ وہاں کے حکمران یا رہنما کے پاس ایسے آدمی کو ڈھونڈ رہے تھے جو پہلے کاہرے جریرے میں آئے تھا۔ جس پہلے کاہرے میں داروغہ نیک لگایا تھا وہ صرف ایک منٹ کے لئے جریرے میں اترا تھا۔ پھر دروازہ کھلیا تھا۔

اور نزدیک سے ایک سپاہی کے ذریعے اعلیٰ افسر کے دروازے میں
موجودہ آئی۔ پھر اس افسر کے ذریعے وہاں کے حکمران یا ریجنلر کے
دراغ میں پہنچ گیا۔ انہیں مخاطب نہیں کیا۔ صرف ان کے اندر یہ
خیال حکم کیا کہ اسرائیل اور لبنان کے چھاپا مار آئرش ایجنٹ ٹوٹ
اور اپنی کانپڑوں کے ذریعے آتے ہیں ان کے درمیان جھڑپیں ہوتی
ہیں مگر وہ چلے جانے ہیں۔ یا ریجنلر نے افسر سے کہا ہتھیاری
پر دھڑ کے مطابق وہ نیلی کانپڑ شٹل، ساحل پر آ تھا۔ اس کا
مطلب۔ یہ لبنان سے کچھ لوگ آئے ہوں گے۔ ایک منٹ کے
اندوڑی وہ نیلی کانپڑ اسرائیل کے مغرب میں پناہی جزییرے کی
طرف چلا گیا۔ ان دونوں ملکوں کے فوجی اور چھاپا مار جہاز سے

دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔ ہم انہیں اپنا دشمن بھی نہیں مانتے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کیا جائے؟“

اعلیٰ افسر نے کہا ”ہماری یہی پالیسی مناسب ہے۔ ہم دونوں ملکوں کے فوجیوں اور باغیوں پر اعتراض نہیں کرتے ہیں۔ وہ ساحلی علاقوں میں لڑتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔“

یاد بخیر تارے کہا ”ٹھیک ہے کسی کو تلاش کرنا فضول ہے۔ جو لوگ پہلی کا پڑ میں آئے ہوں گے وہ خود ہی واپس چلے آئے گے۔“

دارِ نریجک نے دونوں دماغوں میں یہ بات نقش کر
 اجنبی کو تلاش نہ کیا جائے اس کے بعد بھی کوئی خطر
 یا رنجش کے دماغ پر قبضہ نہ کر رہاں کا حاکم بن جاتا
 بہت زیادہ نمایاں ہو کر دشمنوں کی نظروں میں نہیں آتا چاہتا
 کہ نام نہ نہنے میں اس کی خیریت بھی۔

وہ جزیرے کی آبادی میں گھومتا رہا۔ وکالوں، بوٹوں اور بازاروں میں کام کے لوگوں کو تار تار اور ان کے خیالات پر دھتا رہا۔ آخر ایک بوڑھا مسلمان مل گیا۔ وہاں مسلمانوں کی اکثریت تھی۔ وہ بوڑھا لبنان سے آیا تھا اور اپنے جوان بیٹے کا انتظار کر رہا تھا۔ بیٹا لبنان کی خانہ جنگی میں الجھا ہوا تھا۔ اس نے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی ان بھجھڑوں سے نجات پا کر جزیرے میں آئے گا۔

دار نے بوڑھے سے کہا: ”بابا! میں عیسائی ہوں لیکن خانہ جنگی میں مسلمانوں کی حمایت کرتا ہوں۔ یہودیوں نے میرے بزرگوں کو مار ڈالا، میرا گھر تباہ کر دیا۔ میں اس جزیرے میں پناہ لینے آیا ہوں۔“

یوزحارحم لہ تھا۔ اگر رحم لہ نہ ہو تا تو وارنر خیال خرافی کے ذریعے اس کے دل میں جگہ بنا لیتا۔ اُس نے اپنے کچھ نہیں اسے پناہ دی۔ محلے میں مشہور کروا کہ اس کا بچپنا لبنان سے آیا ہے اور بیٹا بھی آنے والا ہے۔ وارنر کو سمجھایا کہ وہ کچھ عرصہ تک وہاں مسلمان بن کر رہے پھر کہیں جا کر اپنا ٹھکانا بنالے۔ وارنر کا بھی خیال تھا کہ جلد ہی وہاں سے چلا جائے گا۔ لیکن وہ خیال خرافی کے ذریعے دیکھ رہا تھا کہ کس طرح اس کا سنا سنی جان گا ڈوڑی سودیوں کی قید میں رہ کر بارگاہ کیا ہے۔ دوسرے ٹیلی جنسی جاننے والے بھی سکون سے نہیں تھے یا تو دشمنوں کے ہتھے چڑھ کر ذلت کی موت مر رہے تھے یا خطرناک سے دوچار ہوتے رہتے تھے۔

وہ کچھ دنوں تک ایک عام آدمی کی طرح زندگی گزارتا رہا۔ پھر ایسا ہوا کہ بدوس کے ایک گھر میں چوری ہو گئی۔ بدوس نے وارنٹر پر الزام لگایا کہ وہ آدمی رات کے بعد گھر کے باہر ٹھل رہا تھا۔ ٹھیلے کا محض رہا تھا۔ اس نے موقع پا جے گا گھر میں گھس کر کھانا کھائے۔ دس ہزار ڈالر چلے گئے۔

دار نے کہا "بھلی رات مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس لئے مگر سے باہر نکلی فضا میں اچانک ہاتھ تھا۔ اپنے گھر کے سامنے کھلے والے لوگ چور نہیں ہوتے۔"

چوہی کی بیٹی حائلہ نے کہا "پاپا! آپ کسی پر شبہ کر سکتے ہیں ثبوت کے بغیر اسے چور کہہ کر بدنام نہیں کر سکتے۔"

باپ نے کہا میں اچھی طرح جانتا ہوں تو اس جوان کی بہت کچھ کر رہی ہے۔ اس سے آنکھیں لڑائی ہے۔ میں نے شاکر سے تیری شادی کرنے کے لئے دس ہزار روپے لئے تھے۔ تو یہ شاکر ہے نہت کرتی ہے مجھے شبہ ہے کہ تو نے ہی اپنے پارے تل کر انداز ہے یا گھر پر شادی نہ ہو سکے۔"

طرف سہی کی یہ بات درست تھی کہ حائلہ دار کو دل سے چاہنے لگی تھی اور یہ چاہت کی تابی دونوں ہاتھوں سے بچ رہی تھی۔ وہ شکی دار نے کہ دل میں سناٹا تھی۔ پہلی بار اسے دیکھ کر سوچا کہ یہ اتنی اچھی کیوں نکلتی ہے۔ امریکا سے یہاں تک دور تھیں تو کیا اس کی زندگی میں اتنی محنتیں حائلہ کی طرح دل سے نہیں گئی تھیں۔ پھر اس نے بچے جیسے حائلہ کے چور خیالات پر دم توڑا چلا۔ وہ صرف صورت سے ہی نہیں میرت سے بھی خوبصورت ہے۔

اسے دل سے چاہنے کے باوجود وہ اس سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ سوچا تھا کہی مناسب موقع دیکھ کر اس چڑرے سے چلا جائے گا۔ لیکن چڑرے کے مشرق میں اسرائیل تھا اور شیل میں لبنان کی خانہ جنگی جاری رہتی تھی۔ جنوب اور مغرب کی طرف جانا چاہتا تو طویل بحری سفر کا کوئی رویہ نہیں تھا۔

بہر حال اس نے چوہی سے کہا کہ تم نے مجھ پر الزام لگایا کوئی بات نہیں۔ لیکن اتنے محنتیں واپس کے سامنے اپنی بیٹی کو بھی اس چوہی میں شریک کر دے۔ وہ تمہیں ایسی باتیں کہتے ہوئے بچہ تو شرمناک پاتے۔"

ایک عورت نے کہا یہ تو بچ ہے کہ حائلہ شاکر سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں ایک عورت ہوں۔ اس لڑکی کی نظر بدھتی ہوئی ہے تمہیں چاہتی ہے۔"

دار و دہاں راشد جمال کے نام سے بچا جاتا تھا۔ ایک نوجوان نے پوچھا جمال! "اچھا" کیا تم حائلہ سے محبت نہیں کرتے ہو؟"

دار نے حائلہ کو دیکھا۔ وہ شادی تھی۔ سرعام محبت کا اقرار کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ وہ حائلہ کو اپنے نام کر رہا تھا اور جب اسے چھوڑ کر جاتا تو وہ اس کے نام سے بدنام ہوئی رہی۔ اس پر اس نے کہا "وہاں کا دل ٹوٹ جاتا۔"

وہ اقرار نہیں کرنا چاہتا تھا انکار بھی نہیں کرنا چاہتا تھا اس نے کہا "میں کسی سے محبت کرنے کا مسئلہ نہیں ہے۔ چوہی کا الزام مجھ پر اور حائلہ پر لگایا گیا ہے۔ مجھے توڑی ملت دی

جائے میں اصل چور کو تپ تمام لوگوں کے سامنے لے گا۔"

حائلہ کے باپ نے کہا میں صرف ایک گھنٹے کی محنت ہوں۔ اس کے بعد حاکم کے پاس جا کر قیاد کروں گا۔"

دار و دہاں کے اندر کیا اسے شبہ تھا کہ یہ شاکر کی عورت ہو سکتی ہے۔ حائلہ نے اس کے منہ پر کہہ دیا تھا کہ وہ حائلہ اس شرابی جواری سے شادی نہیں کرے گی۔ شاکر نے شاکر تو جین برداشت نہیں کی ہوگی اور اسے دار و دہاں کے ساتھ بدنام کر کے لئے چوری کی ہوگی۔

وہ شاکر کے دماغ میں پچا تو قدیم ہو گئی۔ وہ مکان سے آیا۔ محلے کے لوگ واپس جا رہے تھے۔ اس نے آواز دی "ماؤ بیٹو! اور بھائی! رک جاؤ۔ میں ابھی آپ لوگوں کے سامنے کو پیش کروں گا۔"

تمام مرد عورتیں اور بچے بوڑھے واپس آئے گئے۔ بولا "آپ لوگوں سے میری ایک درخواست ہے۔ میں دونوں ہاتھوں سے پرنے پر رکھ کر آنکھیں بند کروں تو آپ بھی میری طرح ہتھ پڑا رکھ کر آنکھیں بند کر لیں اور صرف دو منٹ تک خدا کو یاد رکھیں۔ تیرا منٹ شروع ہونے سے پہلے دو چوریاں حاضر ہوا۔

سب نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ایک پوچھا "آنکھیں بند کرنے اور خدا کو یاد کرنے سے چور کیسے کباب؟"

دوسرے نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا "اگر دو تک خدا کو یاد کرنے سے چور پکڑا جائے تو پولیس کی ضرورت نہیں رہے گی۔"

دار نے کہا "جب چور نہ آئے تو آپ میرا مذاق اڑاؤ بلکہ مجھے چوری کے الزام میں گرفتار کرادیں۔ ابھی میری اچانک صرف دو منٹ کے لئے آنکھیں بند کر کے خدا پر بھروسہ کریں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ لے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے دیکھ کر حائلہ نے سب سے پہلے اپنا ہنر دسے بھی یہی عمل کرنے لگے۔ دار و دہاں آگے بند کرتے ہی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہ ایک رستوران میں دو سٹول کے ساتھ ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر گھر کی طرف بھاگے گا۔ دو سٹول نے رک جاؤ اس طرح اچانک کلاں بھاگے جا رہے ہوئے شاکر جاؤ۔

وہ کسی کی آواز نہیں سن رہا تھا۔ جب اس نے گھر پہنچ کر الماری سے دس ہزار روپے نکالے تو دار و دہاں نے اس کے دہ زرا سی ڈھیل دی۔ وہ گھبرا گیا۔ اپنے ہاتھوں میں دس ہزار روپے دیکھ کر بیٹھایا "یہ۔ یہ میں کیا کر رہا ہوں۔ یہ رقم کیوں نکال

ہوں؟" دار نے اس کی سوچ میں کہا "جس کی رقم ہے اسے واپس

کروں گا۔" دار نے کہا جانتا تھا۔ دار نے اسے دہاں سے دو ڈالیا۔ وہ انکار کرنا چاہتا تھا۔ شاکر چپتا ہوا آئے لگا "میں چور ہوں۔ میں نے حائلہ کے گھر سے دس ہزار روپے لئے ہیں۔"

وہ لوگوں کی بیڑ میں سے گزرتا ہوا آیا۔ سب نے آنکھیں کھول دی تھیں۔ اس کے ہاتھ میں نوٹوں کی گڈی دیکھ رہے تھے۔ کہہ رہا تھا حائلہ نے میری سے عزتی کی تھی۔ میں اسے راشد جمال کے ساتھ بدنام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مجھ پر خدا کی بار پڑی ہے۔ جب تک مجھے معافی نہیں ملے گی۔ میں خدا کی مار کھاتا رہوں گا۔"

اس نے نوٹوں کی گڈی حائلہ کے باپ کے قدموں میں پھینکی۔ پھر اچھل کر زمین پر گر پڑا اور اپنا سر ایک پتھر سے ٹکرائے۔ لوگ کچھ کے عالم میں اسے لولہاں ہوتے دیکھ رہے تھے۔ دار نے کہا "کوئی! اسے معاف کر دو۔ یہ میرا ہے گا۔ اسی طرح سر ٹکرائے گا۔"

ایک عورت نے کہا "میں نے اسے معاف کیا۔"

حائلہ کے باپ نے کہا "میں نے اسے معاف کیا۔"

پھر سب اسے بلند آواز سے معاف کرنے لگے۔ دار نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ سر ٹکرانے کا عمل رک گیا۔ وہ ایک طرف زمین پر گر پڑا۔ دار نے اپنے مکان میں آکر دو کھڑکی ہوئی حائلہ کو دیکھا۔ پھر دو اندر کر لیا۔

محلے کی عورتیں اور مرد وواڑے پر آکر دو تک دینے اور کہنے لگے راشد جمال! اتن خدا کے نیک بندے ہو۔ ہم نے تم سے گستاخی کی ہے۔ ہمیں معاف کر دو۔"

دار نے اندر سے کہا "خدا سب کو معاف کرتا ہے۔ جب بھی کوئی غلطی کرے تو خدا اسے معافی مانگا کر دے۔ اب جاؤ اور مجھے خفا چھوڑ دو۔"

وہ ایک ایک کر کے چلے گئے۔ آخر میں دوواڑے کے پاس حائلہ کی آواز سن لی "دی! جمال! میں اب بھی رہی ہوں۔"

"اب میں سن رہا ہوں۔"

تو پھر سنو اور دل سے سنو۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں اور زندگی کی آخری سانس تک تمہارے ہی نام سے زمرہ رہوں گی۔"

دار نے اسے کلاں تل جاتی ہے۔ دار نے سوچ میں پڑ گیا۔ حائلہ اس کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی تھی۔ وہ اسے محبت سے حاصل کرنا چاہتا تھا کہ وہ اس میں رہنا چاہتا تھا۔ اور وہ اسے مسلمان سمجھ کر دھوکا دے رہی تھی۔

دل پر بھر کر کہتے ہوئے بولا "حائلہ! میں تمہارے قابل نہیں

زندگی سنوارنے اور دکھانے والی کتابوں کے سلسلے کی ایک کڑی

شہر بہرین نفسیات کی ادارہ پر مشتمل کتاب

احساس کششی

اسباب۔ تدارک۔ علاج

اسی کتاب کا سہ ماہی کتاب بنانے کا گھر

احساس کششی سے کس طرح نجات حاصل کی جاسکتی ہے۔
کامیاب زندگی گزارنے کے اصول کیا ہیں
کیا آپ واقعی احساس کششی کے شکار ہیں یا صرف آپ کا خیال ہے۔
ہر مسئلہ کے کوئی حل کتاب کے مطالعہ سے ہی آپ کا یہ احساس ختم ہو جائے۔

اسلامی تعلیمی ادارہ
سائنس و فلسفہ
قیمت ۱۵۰۰ روپے
ڈی جی بی ۱۰

مکتبہ نفسیات پوسٹ بکس ۹۳۴ کراچی

تک انتھاری ٹھیل پر چڑھی رہی۔ آج وہ انتظار ختم ہوا ہے۔ آج پہلی بار میں نے دل سے گناہ کر لیا ہے پاکستانی رسم و رواج کے مطابق سرخ جڑا ہوا پتہ ہسٹاک میں تختہ اور بدن پر زیورات سجائے ہیں میں آئینے میں دیکھ کر خود کو نہیں پہچان رہی ہوں۔

”میری جان! تم مجھے تیار ہی ہو۔“
”میں بیچوری تیار ہی ہوں کہ ان پورٹ کیوں نہ آسکی پاکستانی دلیں کو دیکھتی ہیں اسرائیلی جاسوس کتنی کی طرح پیچھے پڑ جائیں گے۔“

”درست کہتی ہو مجھے پتا نہ تھا میں آ رہا ہوں۔“
”پتا کیسے پتا نہ ہو مجھے خود اپنی خبر نہیں ہے۔ آجکے کھلی رکھنے کے بارے خود خیالوں کی جنت میں ہوں۔ آؤ اور خیال کو حقیقت بنا دو۔“

”آ رہا ہوں مگر کہاں آؤں۔“
”جنوں صحرا کو جانا تھا۔ تم شرکی طرف آؤ اور مجھے ڈھونڈ لو۔“

”مذاق نہ کرو۔ میں غیسی میں بیٹھ گیا ہوں۔ جس بیوری کے ایک اپ میں ہوں اس کے گھر جا رہا ہوں۔ وہاں سامان رکھ کر سیدھا تمہارے پاس آؤں گا۔ جی چاہتا ہے ابھی تمہارے پاس آ جاؤں، لیکن بیوری جاسوس ان پورٹ سے ہر مسافر کا پیچھا کرتے ہیں۔ مجھے ان کی تلی کے لئے بیوری آرائش کے گھر جانا ہو گا۔“

”کوئی بات نہیں۔ میں انتھار کھول کی لیکن اپنا پتا نہیں بتاؤں گی۔ آسانی سے تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گی۔ مجھے ڈھونڈ لو تو میں تمہاری ہوں۔“

”یار کا راستہ بہت آسان ہو گیا تھا۔ اب تم دشوار تباری ہوں۔“

”میں اس فریاد علی تیمور کی دلیں ہوں جو سمندر کی دھن میں دشمنوں کی تہذیب تک پہنچ جاتا ہے اور آسمان کی نامعلوم بلندیوں سے آ کر تہ ذرا آتا ہے۔ میں تو اسی زمین پر اسی شرمیں ہوں۔ مجھے ڈھونڈ کر لانا تمہارے لئے کوئی پہلی بات نہیں ہے۔“

میں سمجھ گیا۔ وہ آسانی سے ہاتھ نہیں آئے گی۔ میرے دل میں اپنے لئے خراب اور بے چینی پیدا کر رہی رہے گی۔ کوئی اور دل نہیں ہوئی تو اسے تلاش کرنا کوئی مشکل نہ ہو گا لیکن وہ سوچنا بھی دوست ہو یا دشمن کوئی اس کے سامنے تک بھی نہیں چل سکتا تھا۔ اسرائیلی حکومت میں بے وقوف اور گروہ افراد نہیں ہیں۔ بیوری اسے چالاک اور فریبی ہیں کہ امریکا بھی سپر ہیرا کو بھی اپنے مطالبات کے آگے جھکاتے رہتے ہیں۔ شاہوں اور تختوں کی حرم سراؤں میں اپنی جاسوس عورتیں پہنچا دیتے ہیں۔ ایسے مکار لوگ سوچنا کو ڈھونڈنا کا لئے اب تک نام رکھے تھے۔ اب اسے ڈھونڈنے کی میری باری تھی۔ اس میں کامیابی کی توقع تھی کہ اور خوش قسمی زیادہ تھی کہ وہ مل جائے گی۔

میں نے آرائش کے گھر پہنچ کر غیسی والے کو رخصت کیا۔ منتقلی دواؤں کو کھلا۔ آرائش میں سرکاری مہمان کو اسے نظر بند رکھا گیا تھا۔ میں اس گھر کی چائیاں اور سامان سے قہار۔ وہ تیار رہتا تھا اور آدم ہزار تھا۔ کسی کو درست نہیں بنا۔ ایک امریکن کنبی میں جہل میٹر تھا۔ ایک ماہ کی بچہ لڑکی جابا تھا۔ میں نے اسے میری سرخ دھج کر ایک پرائیویٹ سرکاری جیل میں بھیج دیا تھا۔

میں گھر میں داخل ہوا تو فون کی گھنٹی بجتے لگی۔ میں نے اسے ایک طرف رکھ کر ریموٹر اٹھایا۔ کنبی کا مالک ڈی ہے واکر تھا۔ ”ہیلو مسٹر آرائش! مجھے پچھا؟“

میں نے کہا ”ہیلو مسٹر ڈی۔ میں آپ کی آواز لا کھن پہچان سکتا ہوں۔“

اس نے پوچھا ”تم ایک ماہ کے لئے مجھے تھے لیکن تیرے دن واپس آگئے۔ قیمت تو ہے؟“

”قیمت ہوئی تو واپس نہ آتا۔ اب میں کچھ بتاؤں گا؟“

”جیسے ہوئے ہوا۔ تم بہت مٹی کی اور ضعیف الا عقائد ہو۔ آپ کچھ بھی کہیں۔ میں میری سے لندن جانے کے ان پورٹ کے احاطے میں داخل ہوا تھا کہ گالی ملی رہا راستہ دیا۔ یہ کالی بلیاں ہوتی ہیں۔ راستہ کٹ کر خود پھیلائی ہیں۔ میں نے لندن جانے کا خیال دل سے نکال دیا۔ واپس آیا ہوں مگر پریشان ہوں۔“

”جیسے ہوئے ہوا۔ تم میری کہنی کے بہت ہی ذہین اور بڑے کار میٹر ہو۔ مگر کالی بلیوں سے ڈرتے ہو۔ ہر حال کل سے آؤ۔“

”سوری“ میں آرام کرنا چاہتا ہوں اس بلی کے راستہ کا کا کوئی نتیجہ سامنے آئے والا ہے جب تک وہ خیریت ظاہر نہ ہوگی میں چھٹی پر ہوں گا۔“

”اچھا۔ تو بتاؤ تمہارے آؤ تو میں کا قاتل کہاں رکھا ہے؟“

”آپ کی الماری کے تیرے دروازے میں ہے۔“

”تھنک یو۔ آرام کرو۔ پریشانی کم ہو جائے تو مجھے ملاقات کر لیتا۔“

دوسری طرف سے ریموٹر رکھ دیا گیا۔ کنبی کا مالک ڈی۔ واکر کے سامنے میرے دوسری طرف اٹھیلی جس کے دو چار بیٹے ہوئے تھے ڈی جے نے انھ کے الماری کا تیرا دروازہ کھولا۔ میں نے ایک جاسوس دوسرے ریموٹر سے میری باتیں سن چکا تھا۔ ڈی جے نے تیرے دروازے آؤ تو دشمن کی قاتل نکال کر جاسوس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا ”وہ سو فیصد آرائش ہے۔ میں اس ایک ایک عادت کو اور اس کے مزاج کو سمجھتا ہوں۔ وہ میری کی ٹیکنالوجی کا تھیل کے نام نمبر اور ان کے رکھنے کی جگہ کو خوب

ہے کہ موت ابھی اس کے پاس نہیں ہے۔ خوش قسمی کہتی ہے وہ زندہ رہنے کے لئے آیا ہے جب کہ موت ذہنی کے ساتھ ساتھ چلتی ہے تو ہی سوتا ہے تب بھی اس کے سہانے باقی رہتی ہے۔ بیوری کا کیرین خوش قسمی میں جلا نہیں تھے۔ یہ بھی سوچتے تھے کہ سوچنا اگر نہیں ہے تو پھر نہیں ہے اور اگر ہے تو فریاد ضرور اس کے پاس آئے گا۔ کالک آجکا ہو گا۔

جہل باز کے خیالات بڑھتے رہنے کے دوران ہمیں اپنے ایک نقصان کا پتا چلا۔ ہم نے کنبی کی جتنی جاننے والے ہے مورگن کو اسرائیلی حکومت سے ہمیں لیا تھا اور اسے ایک خیرہ اڑے میں چھپا رکھا تھا۔ اس کی عمرانی بلایا صاحب کے ادارے کے دو جاسوس کیا کرتے تھے۔ پتا چلا ”جے مورگن“ جاسوسوں کے جال میں پھنس گیا ہے۔

میں نے جہل کی سوچ میں سوال کیا ”جے مورگن کو کیسے فہم کیا گیا تھا؟“

”اس کی اپنی سوچ نے کہا۔“ پہلے تو مجھے کچھ معلوم نہیں تھا۔ کیوں کہ موجودہ حکام اور اپنی افسران مجھ سے اہم باتیں چھپاتے ہیں۔ ایک ماہ پہلے پاپا ڈوک بھی میرے دماغ میں نہیں تھا۔ ایک سابقہ حاکم کے ذریعے موجودہ حکام سے رابطہ کرنا تھا۔ وہ عام اچانک سرکایا ہے وہ میرے دماغ میں آتا ہے اس کی اور حکام کی کھنگو ہے پتا چلا کہ جے مورگن کا کیرین آپریشن ہو گیا ہے اس کی آواز اور لہجہ بدل گیا ہے شاید اس کا چو بھی بدل چکا ہے۔“

میں نے پوچھا ”وہ کیسے پکڑا گیا تھا؟“

”جواب لا“ ”جے مورگن شراب پیئے ایک کلب میں آیا تھا۔ ایک حبیب میں دیکھی لے ہا تھا۔ اس نے لوگوں کے انچارج کو اس کی فیس ادا کی پھر اسے لے کر کلب کے باہر آیا اور اپنی کار کی طرف جاتے ہوئے کچھ ایسی باتیں بیڑانے لگا جنہیں سن کر پاپا ڈوک چہرے تک گیا۔ اس وقت پاپا ڈوک ایک اعلیٰ حاکم کے ضروری کام سے وہاں آیا تھا۔ وہ مورگن کو بلے ہوئے چہرے کے باعث پہچان نہ سکا لیکن دماغ میں پہنچ کر اس کی اصلیت معلوم کر لی۔“

جہل سے یہ باتیں معلوم کرتے ہی میں بلایا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کے دماغ میں آکر رہا ”میں فریاد مل رہا ہوں۔“

”وہ سلام کرتے ہوئے ہوا۔“ جناب! میں نے بیوری اسکرین پر آپ کو ایک شخص کی زبان سے بولتے سنا تھا۔ آپ کی دماغی پر ساری دینا حیران ہے۔“

”میری باتیں رہنے والے۔ پتا ڈھونڈ کر لیا ہے؟“
”جناب! ہمارے لئے دو سہارے ہوا تھا۔ پھر میں ہم اسے خوش رکھنے کی کوشش کرتے تھے کسی خطے کے وقت اسے نہ خانے میں پہنچا دیتے تھے۔ پھر اسے اور لے آتے تھے لیکن وہ بنگلے کی چار دیواری میں رہتے رہتے ہزار ہو گیا تھا۔ کی بار بار جہل نے

خدا کر چکا تھا ہمارے روکنے کو نکلے کے باعث ایک شام اچانک کہیں چلا گیا۔ ہم اسے آج تک تلاش کر رہے ہیں لیکن اس کا کہیں سراغ نہیں ملا۔

میں جزل کے داغ میں واپس آیا۔ دراصل مورگن کے معاملے میں ہم نے کوئی کام نہیں کیا تھا۔ ہمیں چاہئے تھا کہ ہم اسے اسرائیل سے نکال کر فرانس کے کسی شہر میں پناہ دیتے۔ وہاں وہ کبھی پال اور کبھی بیسویک طرح محفوظ رہتا لیکن ہم دن رات مختلف معاملات میں مصروف رہے اور مورگن کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا معاملہ پیشہ کل پر غائب رہے۔ گویا ہم نے اسے زیادہ اہمیت نہیں دی۔ اب وہ دو ہفتوں کے سامنے میں پہنچ کر اہم ہو گیا تھا۔ کوئی چیز کم ہو جائے تو اتنا دکھ نہیں ہوتا لیکن وہ دوسرے کے ہاتھ لگ جائے تو برداشت نہیں ہو سکتا۔ مورگن کے ادھر جانے سے دشمن کی قوت میں اضافہ ہو گیا تھا۔

میں بڑی دیر تک جزل کے خیالات دہستا رہا تھا۔ اس کے داغ سے ایک نقصان کی اطلاع ملی تھی لیکن ایک فائدہ بھی پہنچ گیا۔ میں اس کے داغ سے واپس آتا چاہتا تھا۔ اسی لئے ایک ایسی جگہ بائیں سائی دیں۔ وہ جزل سے کہہ رہا تھا "ہیلو مسٹر ڈائمن اعلیٰ حکام اور دسے دار فونی افسران سے ضروری گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

جزل نے کہا "میں ابھی تمہارا پیغام پڑھتا ہوں۔" وہ ٹیلیفون کے ذریعے تمام حکام کو دار فونی افسران سے کہنے کا کر پاپا ڈوک کسی اہم مسئلے پر گفتگو کرنا چاہتا ہے۔ کوئی ایک گھنٹے کے اندر تمام بیسویک اکابرین ایک کانفرنس ہال میں جمع ہو گئے۔ ان کے دائیں بائیں اور سامنے کی دیواروں پر بڑے بڑے ٹی وی اسکرین تھے جن پر جزل کا تریخا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس وقت وہ پاپا ڈوک کا ٹانہ بٹھا ہوا تھا اور پاپا ڈوک اس کی زبان سے کہہ رہا تھا "میں نہیں جانتا کہ میرا ماضی کیا تھا اور میں کون تھا۔ آپ لوگوں نے بتایا کہ میں آباد اجداد کے زمانے سے بیسویک ہوں اور اسرائیل میرا وطن ہے۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "یہ بھی معلوم ہوا کہ میں موت کے منہ میں جا رہا تھا۔ آپ لوگوں نے میری جان بچائی اور مجھے یہ نئی زندگی دی اور نئی زندگی دے کر موت کا یہ پیغام بھی بتایا کہ ایک سو فیصد نام کی عورت میری جان کی دشمن ہے۔ اسی طرح فریادناں ایک شخص بھی مجھے مار ڈالنا چاہتا ہے۔ یہ سوچتا اور فریادناں بھی ایک دوسرے سے دور ہیں لیکن جب یہ ایک دوسرے سے ملے ہیں ایک جگہ پہنچ جاتے ہیں تو پھر انہیں کسی کی موت بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم ان دونوں کو بھی ایک جگہ اکٹھا نہیں ہونے دیں گے۔" پاپا ڈوک نے کہا "سوری سربراہیں آپ کی باتوں پر محمودا نہیں

کر سکتا کیونکہ آج تک آپ کے چہنچے ہوئے سراسر افسران نہیں پہنچ پائے۔ اب اپنی ہلاکت کو چھپانے کے لئے یہ خیال جا رہا ہے کہ وہ اس ملک سے چلی گئی ہے۔"

وہ تمام اعلیٰ عہدیداران اسکرین پر نظر میں نہایت ہنس رہے تھے۔ وہ بول رہا تھا "آپ ہی لوگوں نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ مجھے مار ڈالنے کی قسم کھاتا ہے۔ پھر قسم کھانے والی کیوں مارا؟ آپ لوگوں کے بیان کے مطابق وہ غضبناک عورت ہے اور عورت قسم تو پوری کبھی نہیں جاتی۔"

ایک حاکم نے کہا "بہی تم کو اسے ہو اصل بات یہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ سو فیصد فریاد کی دیوانی تھی۔ اب پھر دعوے کے بعد دیوانی اور بے قیاسی اسے فریاد کے پاس ہو گئی۔ بلکہ لگتی ہے۔"

"میرا جب ایک تیرے دو شکار ہو سکتے ہیں اور جب ایک جگہ رہ کر ساگ رات بھی گزار سکتے ہیں اور میری بات لے سکتے ہیں تو پھر فریادیں آئے گا بلکہ اچکا ہو گا۔"

ایک فونی افسر نے کہا "ہم آپ پریشانی سے پہلے ہی دلیرا بھی دلیر ہو۔ قدر آور بازو۔ پھر پھر دلوں کی طرح کیوں ڈرتے ہیں۔ میں بزدل نہیں ہوں۔ ان دونوں کی انگلیں جڑ کر رہیں لیکن وہ اندھیرے کے تیرے ہیں۔ کہیں سے بھی اچانک خون مار سکتے ہیں۔ میں ان کی حکایتوں سے واقف نہیں ہوں۔ تک میں سنبھلنے کی کوشش کروں گا تب تک وہ قیامت کی گاہ بنے ہوں گے۔"

ایک نے پوچھا "تم کہا کیا چاہتے ہو؟"

"میں اس ملک میں نہیں رہنا چاہتا۔ ایک چھوٹے کی چھلی بن کر رہوں گا تو وہ حوض میں ہاتھ ڈال کر مجھے کے مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی جاؤں گا تو کوئی مجھے پہچان سکے گا نہ پکڑ سکے گا۔"

ایک حاکم نے چوک کر پوچھا "یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟"

"میں صرف ملک چھوڑوں گا۔ آپ لوگوں کو یہ چھوڑوں گا۔ کسی بھی ملک کسی بھی شہر میں رہ کر ملک اور خدمت کر رہوں گا۔"

"میں ٹیک کے باہر رہوں گے تو باہری معاملات میں اس کے پھر میں تو صرف سوچنا اور فریاد سے خطرہ ہے۔ یہاں کی دنیا میں علی تیمور اور ثانی سوچنا ہیں، کہیں پاس ہیں اور کہیں مرنا بھی خطرناک بنا ہے۔"

"میں بلاؤں سے اور موت سے نہیں ڈرتا۔ مرا موت مرنا نہیں چاہتا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ میرے اندر یہ اندیشہ مضبوط ہو رہا ہے کہ آج رات کچھ ہے۔ اگر میں عاقل رہا اور کوئی احتیاطی تدبیر نہیں کی تو

میری موت کے جس کے ساتھ ساگ رات مٹائیں گے۔" ایک حاکم نے کہا "تمہارے پاس غیر معمولی ذہانت ہے۔ احتیاطی تدبیریں کل کل لیکن ملک چھوڑنے کی بات نہ کرو۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اگر تمہاری چھٹی حس اندیشوں میں جلا کر رہی ہے تو تم پر ختم۔ نصف یا کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ۔ وہاں کم تر ہمارا کوئی کام نہ کرو۔ جزل تاثر سے بھی دما کی راہ نہ لے کر عمر بھر ہی ملک میں رہو۔"

"میرا آپ لوگ مجھے صورت سے پہچانتے ہیں۔ میرا چلنا کھانا جانتے ہیں۔ میں موجود رہا کس گاہ کو چھوڑ کر کہیں بھی جاؤں گا تو میری عمرانی کرنے والے جاسوس آپ لوگوں کو میری ہی رہا کس گاہ کا پتہ بتا دیں گے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "کیا تمہیں اعتراض ہے کیا تم ہم سے چپ کرنا چاہتے ہو؟"

"میں ایک احتیاطی تدبیر ہے۔ خدا نخواستہ آپ میں سے کوئی ناپارہ جائے کسی حادثے میں ڈھکی ہو جائے تو فریاد آپ کے داغ سے بدعا میری شہر تک تک پہنچ جائے گا۔ موجودہ حالات میں یہ ایک معتدل طریقہ ہے۔ میں آپ لوگوں سے چہنچے کے باوجود آپ سب کے داغوں میں رہا کروں گا یا جزل کے ذریعے رابطہ رہا کرے گا۔"

فونی افسر نے کہا "یہ بحث ختم کرو۔ تم اپنے ملک کے پاسی ہو اور اپنے افسران کے احکامات کے پابند ہو۔ افسران کا حکم پاسی کو فراہم کرنا ہی غلط ہے۔ اسے قبول کرنا چاہیے۔ لہذا میرا حکم ہے تم لے جاؤ۔ باہر نہیں جاؤ گے۔ ہم پر اعتماد کرو۔ ہم سوچنا اور فریاد کو کبھی تمہارے پاس پہنچنے نہیں دیں گے۔"

انسان بڑی بڑی تدبیریں سوچتا ہے۔ ان پر عمل بھی کرنا ہے۔ پوگا کے باہر فونی افسران نے یقیناً پاپا ڈوک کی حفاظت کے لئے سخت انتظامات کیے ہوں گے لیکن پاپا ڈوک کو تحفظ فراہم کرنے اور ان کے دلے والے ایک زبردست غلطی کر رہے تھے۔ آخر انسان نے غلطی ہو جاتی ہے۔ وہ ہتیارے اپنی اپنی آواز اٹھاتے سارے تھے۔

ٹیک ہے کہ میں ان کے داغوں میں پہنچ نہیں سکتا تھا اور کسی خطرے سے انہیں احتیاطی کردہی میں جلا نہیں کر سکتا تھا۔ اسی لئے تو وہ سب مطمئن تھے۔ یہ سمجھ ہی نہیں تھے کہ میں کیا کرنے والا ہوں۔

میں نے تمام باتیں بتانے کے لئے سوچا کہ داغ میں آیا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ سلمان وہاں پہلے سے موجود تھا۔ وہ غما اور ایوان راسکا کے حلقہ میں تھا۔ سوچا ہے تمام نم سے کہہ دیا "یہ تم نے اچھا کیا کہ ایران راسکا کو مرنا کے لئے کر دیا۔ ہم اس ٹکی کا زیادہ سے زیادہ اعتماد حاصل کرتے ہیں گے۔"

میں نے اس کی پوری بات نہیں سنی اور نہ ہی اسے مخاطب کیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر لباس تبدیل کیا۔ جڑا میں نہیں بھرا ہر آکر گیم راج سے آرمڈ لڑکی کارنگائی اور اس میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہوا۔ شام ہو رہی تھی اور میں نے سوچا ہے آج رات وصال یا رکا وعدہ کیا تھا۔

یہ کوئی بچوں کی آنکھ چھٹی نہیں تھی کہ میں ہلک جھپکے ہی اسے ڈھونڈ نکالوں۔ چھٹی مرتبہ دو گاہ اس شہر میں رہ کر میں بھی اس کا ٹھکانا معلوم نہیں کر سکا تھا۔ اب شام سے رات تک ہلاکت کی کرسکتا تھا۔

جب کچھ نہیں کر سکتا تھا تو پھر کار میں بیٹھ کر کہاں جا رہا تھا؟ میں نے سوچا کہ داغ میں پہنچ کر کوڈورڈز آوا کئے کیونکہ سلمان جاچکا تھا اور وہ میرے آتے ہی سانس روکنے والی تھی۔ اس نے مذاق اڑانے کے انداز میں پوچھا "ولما صاحب! کیا کر رہے ہو؟"

"دن بھر کے پاس آ رہا ہوں۔" وہ ہنسنے ہوئے بولی "پہلے صراط سے بھی گزر کر آؤ گے تو تھک تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔" "لیکن تمہارا دل کہہ رہا ہے کہ میں پہنچ جاؤں گا۔ اسی لئے بدن پر ابھی تک سرخ جڑا اور زیورات بچے ہوئے ہیں۔"

"جی نہیں! دل اس لئے ہی بولی ہوں کہ میرا دلہا شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے سوچ رکھا ہے پچھلے تمام رہے گا تو صبح سے پہلے میں ہی اس کے پاس پہنچ جاؤں گی۔"

"میری مغرور دل! تم میرے پاس پہنچو اور میں تمہارے پاس نہ پہنچ پاؤں؟ یہ سراسر فریاد علی تیمور کی انٹلٹ ہے۔ چلو دوا دوا کھولو میں گھبرا ہوں۔"

میں نے ایک منٹ کے سامنے گاڑی روکی۔ کار سے اتر کر احاطے کے چمک چمک کھولا۔ تیزی سے چلا ہوا برآمدے میں آیا۔ پھر کال تیل کے جن کو دیا۔ وہ ایک دم سے چوک کر بولی "فریاد ذرا ٹھہرو کوئی میرے دوا دوا پر آیا ہے۔ کل تیل کی آواز آ رہی ہے۔"

"میری جان! ہم ایک دوسرے کو پہچان نہیں سکیں گے کیونکہ چہرے بدلے ہوئے ہیں۔ دوا دوا کھولو تو ایک ایسی کپڑا کی۔ وہ ابھی میں ہوں۔ چلو دوا دوا کھولو۔"

وہ بے یقینی سے بولی "میں نہیں تم۔ تمہارا کیسے پہنچ سکتے ہو؟" "کیسے پہنچ گیا ہوں؟" یہی دیکھنے کے لئے سامنے آ جاؤ۔ تمہیں یقین دلانے کے لئے دھک دے رہا ہوں۔ یہ یوسٹو۔"

میں نے دوا دوا پر دھک دی۔ دھک ہٹنے ہی یقین ہو گیا۔ وہ فوراً ہی دوڑتی ہوئی اپنی پھر ایک منٹ کے دوا دوا کو کھول دیا۔ مجھے سوائے نظروں سے نہ گئے۔ میں نے کہا "میں تمہارے داغ میں بھی ہوں اور تمہارے سامنے بھی۔"

میں نے یہ کہتے ہوئے اندر آکر دواؤں کو اندر سے بند کر دیا۔ اس نے مجھے گھور کر دیکھا۔ پھر میرے سینے پر ایک گھونسا مارے ہوئے پوچھا۔ ”مکار کبیں کے جلدی تازہ میاں تک کیسے پہنچے ہو؟“

میں نے اسے سمجھ کر بازوؤں میں بھر لیا پھر کہا ”سلمان حمیس علیا اور ایوان راسکا کے متعلق بتا رہا تھا۔ یہ میرے لئے بہترین موقع تھا۔ تم مجھے محسوس نہیں کر رہی تھیں۔ میں نے تمہارے چور خیالات سے میاں کا پتا معلوم کر لیا۔ مانتی ہو کہ میں نے تمہیں دریافت کر لیا ہے۔“

وہ میری گردن میں بائیں ڈال کر بولی ”اتنی عمر کرنے تک شادی نہیں کی تھی۔ چپ چاپ تمہارا انتظار کرتی رہی تھی اور یہ اچھی طرح سمجھتی تھی کہ اتنی بڑی دنیا میں ایک فریادی مجھے دریافت کر سکتا ہے۔“

میں اس کے شاداب چہرے پر جھٹکتے لگا۔ وہ اچانک ہی تڑپ کر اٹھ گئی۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور ایک طرف دوڑتی ہوئی بولی۔ ”خفہ ہو۔“

ایک دم سے میرے لمبوں گری دوڑ گئی۔ میں ساگ رات کی خوشیاں لوٹنے آیا تھا اور دشمن ہمیں لوٹنے کھوٹے آگے تھے۔ پتا نہیں میرے مقدور میں کھینچ کر کیوں لکھا ہوا تھا۔ سونا یا نہ دلسن بچتے بننے نہ جاتی تھی۔

میں اس کے ساتھ دوڑتا ہوا جھٹکے کے مختلف حصوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں آیا۔ سونائے دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر کو گھما کر اٹھ کر دیوار کے ساتھ ہی میرے سامنے والی دیوار دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ ہم دیواروں کے درمیانی خلا سے گزر کر ایک تارکے میں سے پیچھے اس نے ایک سوچ آن کیا روشنی ہو گئی۔ ہم ایک تنگ راہداری میں تھے۔ وہاں بھی ایک دیوار سے اتنی تصویر لگی ہوئی تھی۔ سونائے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑ کر گھماتے ہوئے سیدھا کایا تو دیوار کا ایک حصہ سرکنا ہوا آیا اور دوسرے حصے سے اس طرح لٹ گیا کہ چور راستہ بند ہو گیا۔

ہم بیڑھیاں اتر کر ایک دے خانے میں آئے۔ وہاں دو کمرے تھے۔ سونائے کہا ”میں ابھی آتی ہوں۔“

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ دواؤں کو بند کر لیا۔ میں اسے لگے لگاتے وقت زیادہ سی جذباتی ہو گیا تھا بلکہ جذبات میں مبتلا ہوا اپنی ناگہان گاہ سے یہاں آیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ وہی جذبات میں اندھا ہوا تھا۔ ہم بھی اندھا ہو گیا تھا۔ اپنے پیچھے آنے والوں کو نہ دیکھ سکا۔ میں مطمئن ہو گیا تھا کہ میاں کے جاسوس مجھے آرنالڈ سمجھ رہے ہیں۔ اب پتا چلا کہ ایسا نہیں تھا۔ میں انہیں جھانسانے رہا تھا اور وہ جھانسانے کے بجائے سونیا تک پہنچنے والی میٹر می بنا چکے تھے۔

وہ دوسرے کمرے کا دواؤں کھول کر آئی تو دلسن کا سرخ ہوا اتر چکا تھا۔ اس نے جینز، جیکٹ اور کیوس کے جو تے پہن رکھے تھے۔ میں نے قریب آکر اس کے بازوؤں کو قہار کر پوچھا ”میرے نصیب میں نہیں ہو؟“

وہ میرے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی ”میں تمہاری ہوں۔ ابھی مجبور ہے۔ وہ لوگ چور راستے کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ ہم سے فوراً چلو۔“

ہم ایک دوسرے کا ہاتھ قہار کر تیزی سے چلتے ہوئے اپنی سرنگ میں داخل ہوئے پھر جبکہ کر دوڑتے ہوئے وہاں سے گزرتے لگے۔ بڑی لمبی سرنگ تھی۔ مارچ کی روشنی۔ دروازے آگے اور آگے ہوتا ہی جا رہا تھا اور اندازہ ہوا تھا کہ ہم اپنی طویل فاصلہ طے کرتے ہوئے اس علاقے سے دور جا رہے ہیں۔ ہوائی کا ہٹس تھی۔

آخر وہ سرنگ ختم ہوئی۔ ہم اس کے آخری سرے پر پہنچے۔ ایک تنگ راہداری میں آئے۔ سونائے دیوار پر لگی ہوئی ایک عین کو دیا۔ چور زیادہ کھل گیا۔ ہم ایک کمران پہنچ گئے۔ سونائے ”کما اسٹریٹنگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے“ کہا۔ ”دوا کھلو۔“

میں نے کمران کا دواؤں کھول دیا۔ وہ کارڈز پر لکھی ہوئی آئی۔ میں دواؤں کو دواؤں پر بند کر کے اس کے ساتھ والی دیوار پر آکر بیٹھ گیا۔ ہم ایک چھوٹے سے بازار میں تھے۔ تمام دکانیں ہوئی تھیں وہاں کوئی ہمیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ ہم اپنے دھب میں نہیں تھے۔ اگر کوئی پولیس یا فوج کا افسر ہمیں روکنے کے لئے آتا تو ہم اس سے ٹھٹھ لیتے۔ اب تو میروں کا ہوجا ہوا کہ سونیا اور فرادین ایسب میں موجود ہیں۔

ہو لوگ میرا تعاقب کرتے ہوئے سونیا کی رہائش گاہ تک تھے اور ہمیں وہاں نہیں پایا تھا انہوں نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے اٹھنی جی کے چیف کو اطلاع دی تھی۔ چیف نے فوج کے جنرل کو بتایا کہ آرنالڈ ایک رہائش گاہ میں پہنچا تھا۔ ایک عورت اس کے لئے دواؤں کھولا تھا۔ جب سراغ رساں وہاں پر آرنالڈ اس عورت کے ساتھ بند مکان سے غائب ہو گیا تھا۔

یہ رپورٹ پہنچنے ہی سے جنرل آرم اسٹراٹنگ نے حکم دیا کہ کتا بندی کے کٹھنٹا فوج کیا جائے۔ ریویٹی دی کے ذریعے گرفت کرنے والے فوجیوں کی زبان سے شہروں کو آگاہ کیا جا۔ وہ فوراً گھروں میں چلے جائیں اور اپنے دواؤں سے کھار گئیں۔ کے جوان ہر گھر میں جا گھولنے کی لمبی سبز کو چپک کریں گے۔ ہم نے کارڈز کے ذریعے یہ اطلاع دی۔ سونائے ایک رہائشی علاقے کی طرف موڑتے ہوئے کہا ”معلوم کہ سراغ رساں ہمارے دے خانے تک پہنچ گئے ہیں۔“

میں نے کہا ”جنرل ہائز کے پاس ایسی کوئی رپورٹ نہیں پہنچ رہی ہے۔ وہ یہاں کے ذریعے وہ دے خانے کا سراغ لگا سکتے ہیں۔“

”دوبلی“ دیکھو سرکس اور گلیاں خالی ہو رہی ہیں۔ ہم بھی اس ہارٹس میں نہ سکیں گے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم خالی راستوں اور گلیوں سے گزرتے ہوئے پکڑے جائیں۔ یا پھر کسی گھر میں جا کر پناہ لیں۔

اس نے کار کا گلی میں روک دی۔ میں نے اس کے ساتھ اترنے ہوئے دیکھا۔ گلی کے آخری سرے سے فوجیوں کا ایک ٹرک آ رہا تھا۔ ہم دوڑتے ہوئے دوسری گلی میں آئے۔ پھر وہاں سے چپ کر دیکھا۔ وہ فوجی ٹرک کار کے پاس آکر رکا گیا۔ ایک افسر اور فوجی جوانوں نے ٹرک سے اتر کر ہماری کار میں جھانک کر دیکھا۔ پھر اس کے چاندیوں کی ہوا نکال کر چلے گئے۔ میں نے سونائے کہا ”وہ چاہتے ہیں ہم مجبور ہو کر کسی مکان یا عمارت میں پناہ لیں۔ اب وہ جدید آلات کے ذریعے ہر مکان میں دے خانوں کا سراغ لگا سکتے ہیں۔“

”وہ ہمارے پیچھے کے لئے کوئی جگہ نہیں چھوڑیں گے۔ ہمارے لئے زمین تنگ ہو رہی ہے۔“

ہم وہاں سے دوڑتے ہوئے اور پیچھے پھپھاتے کئی گلیاں عبور کرنے کے بعد ایک میدان کی طرف آئے۔ وہاں ایک بہت بڑا سرکس لگا ہوا تھا۔ اس کے احاطے سے سرور اپنے باہر آ رہے تھے۔ انکے کے ذریعے کیا جا رہا تھا ”ہنگامی حالات کے پیش نظر کٹر لگا لیا جائے۔ اس لئے آپ سے گزارش ہے کہ فوراً اپنے گھروں میں پہنچ جائیں۔ ایک گھنٹے بعد جو بھی راستے یا گلیوں میں نظر آنے والے کو ہلا دی جائے گی۔“

میں اور سونیا سرکس سے نکلنے والوں کی بیڑھیں شامل ہو گئے۔ وہاں آ رہے تھے۔ ہم ان کے درمیان چھپے ہوئے سرکس کے ایک نیچے میں چلے گئے۔ تماشا بینوں کی بیڑھوں کو ہماری تھی۔ آس پاس کے میلوں میں عورتوں کے ہاتھ کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ ہرکس میں تماشے دکھانے والی کوئی عورت اس نیچے میں بھی آ سکتی تھی جہاں ہم چھپے ہوئے تھے۔

پھر گئی ہوا۔ دھمکی دھمکی کی آواز قریب آ رہی تھی۔ ہم فوراً ہی نیچے کے دوسری طرف سے باہر آ گئے۔ اندر آنے والے ایک مرد کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہا تھا ”جب سے شادی ہوئی ہے، ہم نے مکان سے ساگ رات نہیں منائی۔ آج بھی رات تک تماشا دکھانے کے بعد میرے پاس آتی ہو تو تمہیں سے چور رہتی ہو۔“

زرا خاموش رہی۔ پھر ایک عورت بولی ”اوہو۔ کیا کرتے ہو۔ ہرکس کا لباس ہے۔ سزا دہانے کو۔“

میں نے اور سونیا نے ایک دوسرے کو حسرت سے دیکھا نیچے

کے اندر ساگ رات کی سرسٹیں تھیں اور ہمیں سرسٹوں کی کوئی دشمن نہیں مل رہی تھی۔ ہم وہاں سے رینگتے ہوئے ذرا دور آئے۔ فوج کے کچھ جوان سرکس کیلری کے اندر جا رہے تھے۔ کچھ ان عینوں کی طرف پھیل رہے تھے، جہاں سے ہم آ رہے تھے۔ ہم کسی بھی نیچے میں پکڑے جاسکتے تھے۔

ہاتھی سلاخوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کے بعد کئی گھوڑے ایک قطار میں بندھے کھڑے تھے۔ دو رنگ سوکھی گھاس پھیلی ہوئی تھی۔ ہم ان جانوروں کے پیچھے چھپے ہوئے میروں کے آہنی پنجوں کے قریب آ گئے۔ دور سے دو فوجی آتے ہوئے دکھائی دئے۔ ہم فوراً گھاس پر لیٹ گئے۔ پھر لڑھکتے ہوئے ایک شیر کے بیچرے کے نیچے آ گئے اور بڑی کھپتی سے اپنی اوپر گھاس ڈال لی۔

اوپر شیر نیچے ہم اور کچھ فاصلے پر مسلح فوجی جوان تھے۔ واقعی ہمارے لئے زمین تنگ تھی اور آسمان دور تھا۔ فوجیوں کے مارچ کی روشنی اور ہرے اور جاری تھی۔ ایک آٹھ بار شیر کے بیچرے کے پاس سے بھی گزری۔ ہمارے اور شیر کے درمیان مضبوط لوہے کی جالی تھی۔ جالی پر لکڑی کا تختہ بچھا ہوا تھا۔ جس پر شیر چل رہا تھا۔ وہ فوجی جوان قریب آ گئے۔ اسی وقت شیر ہمارے لئے مصیبت بن گیا۔ جس تختے پر وہ چل رہا تھا اس کی لکڑی کا ایک سے ذرا فوجی ہوئی تھی۔ میں تختے پر سے گھاس ہٹا کر اپنے پیروں کی پوزیشن معلوم کر رہا تھا۔ اوپر سے شیر نے چلنے ہوئے اس ٹوٹے ہوئے تختے سے جھانک کر مجھے دیکھ لیا۔ دیکھتے ہی غرائے لگا۔ میں نے فوراً اپنے اوپر گھاس برابر کر لیا۔ اچھی طرح چھپ گیا لیکن وہ دیکھ چکا تھا۔ تختے پر اپنی مار کر نیچے دیکھتے ہوئے دسانے لگا تھا۔

کبھت ایک بے زبان جانور ہمیں گرفتار کرانے پر قتل کیا تھا۔ میں نے ایک ذرا سی گھاس ہٹا کر دیکھا۔ وہ دونوں فوجی ایک لائن سے سرگرم تھے۔ میں نے باس پڑی ہوئی ایک کٹی سی لکڑی اٹھائی پھر تختے کے شکاف میں ڈال کر لکڑی کے سرے کو شیر کے منہ پر مارا۔ وہ ایک دم سے بھڑک گیا۔ غصہ میں دھاڑا ہوا آہنی سلاخوں سے ٹکرائے لگا۔ دونوں فوجی اچھل کر پیچھے چلے گئے۔ ایک نے کہا ”ایسا لگتا ہے جیسے یہاں کچا چا جائے گا۔“

”دوسرے نے کہا“ یا مجھے تو ایسا لگا جیسے یہ بیچرے سے نکل آیا ہے۔“

انہوں نے مارچ کی روشنی میں اسے دھاڑتے ہوئے دیکھا پھر وہاں سے دوسری طرف جانے لگے۔ جب وہ ذرا دور نکل گئے تو ہم لڑھکتے ہوئے بیچرے کے نیچے سے نکلے پھر دوڑتے ہوئے دوسرے شیر کے بیچرے کے نیچے لڑھک گئے۔ اپنے اوپر گھاس ڈال لی۔ پھر میں نے سونیا کے دماغ میں آکر کہا ”کیا خوب ساگ رات ہے۔ ہمارا انجام دیکھ کر کوئی شادی نہیں کرے گا۔“

وہ مسکراتی ہوئی کروٹ بدل کر میرے قریب ہو گئی۔ وہ جس حد تک قریب ہوئی اس سے زیادہ قربت کا موقع نہیں تھا۔ کیوں کہ اوپر شیر تھا نیچے سوکھی گھاس تھی۔ ہماری ذرا سی حرکت سے گھاس میں سرسراہٹ کی آواز ہوتی تھی اور ہلکی سی آواز رات کے سناٹے میں دور تک سنی جاسکتی تھی۔ لہذا ہم جتنی شرافت سے لینے ہوئے تھے اتنی شرافت دنیا کے کسی میاں بیوی میں نہیں ہو سکتی تھی۔

وہ اشارے سے بولی ”داغ میں آؤ۔“

میں اس کے اندر پہنچا۔ اس نے کہا ”خیال خوانی کرو۔ جزل تازے کے علاوہ کسی اور اہم عمدہ ارکے داغ میں جاؤ۔“

میں نے کہا ”تمہارے پاس آنے سے پہلے میں جزل کے ذریعے ان حکام اور فوجی افسران کی آوازیں سن چکا ہوں جو یوگا کے ماہر ہیں۔“

”ان کی آوازیں سن کر کچھ حاصل نہ ہو گا۔ وہ حساس داغ رکھنے والے سانس روک لیں گے۔“

”ان میں سے دو چار ایسے ہوں گے جو دو چار کھٹے بعد اپنے داغوں میں مجھے خوش آمدید کہیں گے۔“

”کیا تم نے ان کی داغی کمزوری کے لئے کوئی چال چلی ہے؟“

”میں نے کوئی چال نہیں چلی ہے۔ کیا تم اس بات سے متحقق ہو کہ حکومت کے بڑے بڑے پیچیدہ مسائل میں الجھنے والے حکام کس زہنی پریشانی میں مبتلا رہتے ہوں گے؟“

”میں مانتی ہوں۔ دنیا کے تو بے فیصد حکمران رقت پر کھائے جاتے ہیں۔ وقت پر سو نہیں سکتے۔ ویسے کھانا تو کسی وقت بھی کھایا جاتا ہے۔ لیکن چند رات کو کسی وقت بھی نہیں آتی۔ دوسری صبح نئے کھانے کے لئے جان وچو بند رہنے کی خاطر سونا ضروری ہوتا ہے۔ اور سونے کے لئے نیند کی دوا لازمی۔“

وہ بولتے بولتے چلنے لگی۔ پھر بولی ”ادھ گاؤ! میں سمجھ گئی۔ تم انتظار کر رہے ہو کہ آدھی رات تک یہاں کے کچھ حکام خواب آور دوائیں استعمال کر کے سو جائیں اور تمہاری خیال خوانی کے لئے دوا نہ کھلا چھوڑ دیں۔“

”ہاں نیند کی دوا میں دماغ کو ذرا کمزور کر کے سلا دیتی ہیں۔“

”تمہیں کیسے پتا چلے گا کہ کس حاکم نے دوا استعمال کی ہے اور وہ تمہیں محسوس نہیں کرے گا؟“

”ذرا مبر کرو۔ ابھی تم دیکھ لو گی۔“

”کیا پہلے سے بتا دو گے تو پس نہیں رہے گا؟“

”یہ بات نہیں ہے۔ ابھی دو جوان یہاں سے جاتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ میں ان کے ذریعے کسی افسر کے داغ میں جگہ بتاؤں گا۔“

میں اس کے لیے کوسوچتا ہوا اس کے اندر پہنچ گیا۔ وہ اپنے

افسر سے کہہ رہا تھا ”ہم بھیموں میں اور بھیموں کے آس پاس رہ رہے ہیں۔ وہ دونوں ایسی مکلی جلد اگر نکلے تو سب سے پہلے سکتے تھے۔ وہ یہاں نہیں ہیں۔“

افسر نے کہا ”وہ ابھی نہیں ہیں لیکن کہیں سے پہنچ رہے ہوں گے۔ آسکتے ہیں۔ رات دو بجے تک مکلی آنکھوں سے دیتے رہو۔ دو بجے کے بعد دوسرے جوان ڈیوٹی پر آجائیں گے۔ اس نے جب سے ایک پھوٹی بول ٹکالی۔ پھر اسے کمر

میں سے دو چار گھونٹے۔ کبھی تو بول لگتا ہے جیسے دشمن میرے لئے آسمانیں پیدا کر رہے ہیں لیکن جہاں تک بچنے والا سوال ہے تو اسے محض اتفاق یا تقدیر کی مہربانی نہ سنبھالی جائے۔ تقدیر میرے سامنے پینے والوں کو نہیں لاتی۔ اس ملک میں بچنے والے اتنے ہیں کہ ان کی بیڑ میں نہ پینے والے پر بیڑ گار مگر سب سے نظر آتے ہیں۔ یوگا کے ماہرین بھی خاص تقریبات میں کھول کر پڑتے ہوں گے لیکن آج کل پر بیڑ کرتے ہوں گے۔ ہر ماہر میں شراب کے ساتھ اس کے اندر پہنچ گیا۔

وہ اپنی ایک جیب اور ٹرک میں فوجی جوانوں کو لے کر گاؤں ٹرک واپس چلا گیا تھا۔ رات کے دو بجے دوسرے ڈیوٹی کے والے جوانوں کو پہنچایا جاتا تھا۔ میں نے اس کی سوچ سے متطابق رہ کر وہ اپنے کتنے افسران کو قریب سے جانتا ہے اور کون اس طرح بلاناغہ پیتا ہے، وہ سوچنے لگا ”سب ہی پیتے ہیں۔ کوئی کم زیادتی کے باعث ہوش میں رہنے کے لئے تھوڑی تھوڑی چٹا۔ کوئی مدد ہوش ہو جانے کے لئے زیادہ پی لیتا ہے۔“

وہ اپنی ڈیوٹی سے تیز رو رہا تھا۔ شراب کے ساتھ کسی کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ اگر کفو نہ لگایا جاتا تو وہ کسی ساتھ اپنی جیب میں میٹھی بھی کرنا اور ڈیوٹی بھی جاری رہتی۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”سرکس میں کرب و کلہا۔ حسیناؤں کی یہاں کی نہیں ہے۔ میں یہاں سے کسی کو اپنے میں لے جا سکتا ہوں۔“

اس کی سوچ نے کہا ”میں کتنی دیر سے یہی بات سوچ رہی تھی۔ ڈیوٹی چھوڑ کر جاؤں گا تو۔“

میں نے اس کی پوری بات نہیں سنی۔ سمجھ میں آئی صرف ڈیوٹی کی وجہ سے مجبور ہے۔ میں نے سونا کو اس میں بتایا وہ بولی ”اسے شراب کے ساتھ شاب چاہئے۔ آؤناؤں کی۔ سلمان کو بلاؤ۔“

میں نے اسے بلایا۔ سونائے کا ”فراہ تمہیں ایک کے داغ میں پہنچا رہے ہیں۔ تم اس کے داغ میں رہو۔ وہ کہنا چاہتا ہے تو داغ پر پوری طرح قبضہ کرالیں۔“

اس نے کہا ”میں یہی کر رہا تھا۔ آپ کہاں ہیں سسر! شیر کے قدموں میں۔“

شیرہ کہہ کر دھاڑ رہا تھا۔ سلمان نے کہا ”واقعی ایک نہیں کئی شیروں کی آوازیں سن رہا ہوں۔“
میں نے کہا ”ہم شیروں کے بچروں کے نیچے چھپتے پھر رہے ہیں۔ میرے پاس آؤ۔“

وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے فوجی افسر کے داغ میں پہنچا دیا۔ پھر سونیا کے پاس آکر بولا ”اب جا سکتی ہو۔“
وہ لڑھکتی ہوئی بچرے کے نیچے سے نکل گئی۔ اطمینان سے چلتی ہوئی اس کی طرف جانے لگی۔ اس نے آہٹ سن کر گھومتے ہوئے دیکھا۔ ڈانٹ کر کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پھر حسین عورت کو دیکھ کر چپ ہو گیا۔ جب وہ قریب آئی تو اس نے پوچھا ”کیا سرکس میں کام کرتی ہو؟“

”ہاں۔ تمناؤں دکھاتی ہوں۔ تم بھی تماشا دیکھو۔ اپنے ایک جوان کو بلاؤ اور میرے ساتھ چلو۔“
سلمان نے افسر کے داغ میں رہ کر اسے حکم کی قیبل پر مجبور کیا۔ اس نے ایک جوان کو بلا کر کہا ”میرے پیچھے چلے آؤ۔“
وہ سونیا اور اپنے افسر کے پیچھے چتا ہوا شیروں کے بچرے کے قریب سے گزرتے لگا۔ میں نے پیچھے سے گردن دبوچ لی۔ وہ خود کو چمڑائے کی کوشش کرنے لگا۔ گرفت اتنی مضبوط تھی کہ وہ منہ سے آواز نکالنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ سونیا افسر سے پوچھ رہی تھی۔
”یہ تماشا کیا لگ رہا ہے۔“

وہ اپنے فوجی ماتحت کو میری گرفت سے نکل کر گھاس پر گرتے اور بے ہوش ہوتے دیکھ رہا تھا لیکن خاموش کھڑا ہوا تھا۔ سلمان کی ٹمٹی سے نکل نہیں سکتا تھا۔ میں اس فوجی جوان کو لڑھکا ہوا بچرے کے نیچے سے لے گیا۔ اپنے کپڑے اسے پہنائے اس کی دردی خود پہن لی۔ پھر اس پر اچھی طرح گھاس ڈال کر بچرے کے نیچے سے نکل آیا۔ سونیا نے افسر سے کہا ”اپنے کو ارنش چلو۔“

وہ ہمارے ساتھ چتا ہوا اپنی چپ میں آیا۔ سونیا اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ میں بچھلی سیٹ پر گیا۔ جب وہاں سے چل پڑی۔ آگے جا کر ہم نے دیکھا پورے شرمش ویرانی اور ستانا چمکایا تھا۔ سڑکوں اور گلیوں میں صرف کتے اور فوجی گھوم رہے تھے۔ وہ مختلف راستوں پر دور سے ہمیں رکنے کا سگنل دیا گیا پھر نیچے اور فوجی افسر کو دیکھ کر آگے جانے کی اجازت مل گئی۔

ہمارے لئے پورے شرمش بکا بندی کی گئی تھی۔ راستے اور گلیاں خالی کرائی گئی تھیں تاکہ کسی چار دیواری میں چھپنے پر مجبور ہو جائیں اور وہیں ڈھونڈ کر گرفتار کریں۔ ہم ان کی خواہش کے مطابق چار دیواری میں پہنچ گئے تھے۔ وہ چار دیواری فوجی افسر کی تھی۔ اب کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہم وہاں پناہ لے رہے ہیں۔

میں نے سلمان سے کہا ”تم افسر کو واپس سرکس کی طرف لے

جاؤ۔ اسے یاد نہیں آتا چاہئے کہ یہ ہمیں اپنے گھر پہنچا کر سلمان اسے واپس لے گیا۔ میں نے سونیا کو اپنی طرف پوچھا ”کیا خیال ہے؟ یہ چار دیواری ہماری ازدواجی زندگی کے لئے کسی ہے؟“

وہ اپنا ہاتھ چمڑا کر بولی ”وٹمن کے گھر میں عید فر جاتی۔ ہوش میں رہو پہلے تحفظ کا یقین ہوئے۔“
”میں جب سے پیدا ہوا ہوں کہیں محفوظ نہیں رہا۔“
بھی میری طرح آج تک بھائی ہوڑتی رہی ہو۔ ہم دونوں افسر کر دیشوں سے ساگ رات کی بھیک مانگتے رہیں گے۔ ہم کبھی نہیں ملے گی۔ اپنی ازدواجی مستزقوں کو ذہنی ماما ہو گا۔“

میں اس کے قریب گیا۔ وہ دور ہو کر بولی ”تم کچھ پاؤ لے ہو رہے ہو مگر میں جذبات میں اندھی نہیں ہو سکتی۔ نہیں بھول سکتی کہ یہ نئی جگہ ہے ایک فوجی افسر کا گھر ہے۔ دوسرا افسر ماما دوشنی دیکھ کر آسکتا ہے۔“

میں نے سوچ بچ بڑی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا ”مما کہتا ہوں۔“

وہ بولی ”اندھرا کرنے سے پہلے گھڑی دیکھو۔ آؤ میرا رہی ہے۔ کئی اعلیٰ حکام اپنے معمول کے مطابق نیند کی آواز پہنچ گئے ہوں گے۔“

میں نے گھڑی دیکھی۔ واقعی اہم خیال خانی کا وقت تھا۔ میں ٹھنڈے جذبات اور ٹھنڈی آہوں کے ساتھ ایک بیٹھ گیا۔ وہ میری حالت پر سب اکر بولی ”مبرا کچھل بیٹھا۔ خیال خانی کو۔ میں اس دوران اس چھوٹے سے کالج کی طرح چپک کرتی ہوں۔“

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ میں جزل تازے کے داغ کر اس کی سوچ میں بولا ”سونیا اور فراد کے سلسلے میں رپورٹ مل رہی ہے۔ مجھے اعلیٰ حکام کو حالات سے باخبر ہے۔“

جزل کی سوچ نے کہا ”میں کسی حکام کو آؤ میری رات فون نہیں کر سکتا۔ مجھے تاکید کی گئی ہے کہ بارہ بجے کے بعد داخلہ نہ کروں۔ کوئی بھی اہم اطلاع صبح دی جائے۔“

پہلے ایسا ہی نہیں تھی۔ سابقہ حکام فون کی کئی رات کے کسی بھی حصے میں اٹھتے تھے۔ موجودہ حکمرانوں تازہ دم رہنے کے لئے نیند پوری کرنے کا یہ اصول اپنایا تھا۔ ان میں سے کون نیند کی دوا میں استعمال کرتا ہے؟
کے لئے فون کی ٹمٹی بجانا ضروری تھا۔ دوا کے اثر سے سونیا ٹمٹی کی آواز پر بیدار نہیں ہوتے۔ مسلسل ٹمٹی بجتی رہے کوئی جاگ جاتا ہو گا۔ میں نے جزل کے داغ پر قبضہ جاکر ایک اعلیٰ حکام کا نمبر ڈائل کر لیا۔ پھر اس کے کان سے رہے

سنے لگا۔ دوسری طرف فون کی ٹمٹی بج رہی تھی مگر کوئی ریسور نہیں اٹھا رہا تھا۔

انکر حکام رات کے وقت اپنے سرہانے ٹیلی فون نہیں رکھتے۔ تو میری رات کے بعد ان کے سیکرٹری اور دوسرے ماتحت فون اینڈ کرتے ہیں لیکن موجودہ حکام اپنی اپنی رہائش گاہ میں تنہا رہتے تھے۔ ہم نے انہیں یہ اندیشہ تھا کہ ہم ان کے سیکرٹری یا کسی ملازم کے ذریعے ان کے داغوں میں جگہ بنائیں گے۔ اس لئے وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتے تھے۔

وہ اعلیٰ حکام بھی اپنے بیٹھنے میں تنہا تھا۔ فون کی ٹمٹی سن کر ریسور اٹھانے والا کوئی ملازم نہیں تھا۔ میں نے جزل سے ریسور رکھوا دیا۔ پھر خیال خانی کی پرواز کرنا ہوا اس اعلیٰ حکام کے داغ میں پہنچ گیا۔ کوئی دشواری کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔ وہ دن کے وقت حواس داغ رکھنے والا ”دوا“ کے اثر سے بے حس ہو کر رات کو فلت کی نیند سو رہا تھا۔

میں نہایت اطمینان سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پہلے یہ معلوم کیا کہ وہ تمام اعلیٰ حکام اور فوجی افسران ایک دوسرے سے صرف فون پر یا ٹرانسمیٹر کے ذریعے رابطہ قائم کرتے ہیں۔ کوئی کسی کی رہائش گاہ کے قریب سے نہیں گزرتا اور نہ ہی کبھی دروازے ملاقات کرتا ہے۔ صرف بنگالی اجلاس کے وقت پاپاڈوک سے گفتگو کرنے کے لئے وہ ایک کانفرنس ہال میں آتے ہیں۔ اہم مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ جزل کے داغ میں خیال خانی والے دوست اور دشمن آتے رہتے تھے اس لئے جزل کبھی دشمن بن کر موجودہ حکام کو نقصان پہنچانے والی کوئی حرکت کر سکتا تھا۔ اس لئے فوجی افسران اس کی کڑی نگرانی کرتے تھے۔

میں نے اعلیٰ حکام سے پوچھا ”پاپاڈوک کی رہائش گاہ سے کون کون واقف ہے؟“

اس نے جواب دیا ”مجھے اور فوج کے یوگا کے ماہر دو فوجی افسران کو معلوم ہے کہ وہ رائل اسٹریٹ کی ایک محل نما کوٹھی میں رہتا ہے۔ رات کو سونے کے لئے یا کسی خطرے کے وقت نہ خانے میں چلا جاتا ہے۔“

اس نے کوٹھی کا پتا بتایا۔ اس کوٹھی کے باہر مسلح فوجیوں کا پراہار کیا تھا۔ اس کے احاطے میں رات کو خونخوار کتے جاتے، غزائے اور مسموم کتے رہتے تھے۔ اندر صرف ایک مسلح باڈی گارڈ رہتا تھا۔ وہ کسی یوگا کا ماہر تھا۔

میں نے سونیا کو بلا کر بتایا کہ پاپاڈوک کتنے سخت پرہیز میں رہتا ہے۔ وہ بولی ”اس کالج میں فوجی افسر نے کافی ہتھیار جمع کئے ہیں۔ ایک ریوالور اور ساٹھ گولے کر چلوں گی۔“

میں نے سونیا سے کہا ”اس افسر کے ذریعے دوسرے فوجی

اعلیٰ افسر سے رابطہ۔“ میں نے اس کی آواز سنوں گا۔“
اس نے افسر کو مجبور کیا۔ وہ ٹرانسمیٹر کے ذریعے اپنے ایک سینئر افسر سے رابطہ کر دیا۔ لگا۔ ٹھوڑی دیر میں اس سینئر افسر کی آواز سنائی دی۔ میں نے اس کے داغ میں پہنچ کر اس کی زبان سے کہا ”سلمان رابطہ قائم کر دو۔ کام بن گیا ہے۔“

وہ سینئر افسر اپنی جیب میں بیٹھ کر ہماری طرف آدھک میں نے لپٹی اور سلطانہ کو بلا کر دو فوجی جوانوں کے داغوں میں پہنچا جو اس سینئر افسر کے ساتھ آ رہے تھے۔ میں بھی دردی میں تھا۔ اس لئے تیسرا فوجی جوان لگا رہا تھا۔

ٹھہرے کہ میں اس سینئر افسر کے داغ پر سوار رہ کر سونیا اور مسلح جوانوں کے ساتھ پاپاڈوک کی محل نما کوٹھی کے سامنے پہنچ گیا۔ گیٹ پر پہرے والوں نے سینئر افسر کو دیکھ کر سیلیٹ کیا۔ پھر گیٹ کو کھول دیا۔ احاطے کے اندر کتے بھوک رہے تھے۔ انہیں تربیت دینے والے دو افراد دور لے جا رہے تھے۔ ہم جیب سے اتر کر کوٹھی کے اندر پہنچ گئے۔

مسلح باڈی گارڈ نے پوچھا ”مرا آپ نے آنے کی اطلاع نہیں دی۔ اچانک آنے کی وجہ کیا ہے؟“

”سونیا نے کہا ”وجہ یہ ہے کہ تم یوگا کے ماہر ہو اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔“

اس نے ساٹھ گولے ہونے ریوالور کو نکالا۔ باڈی گارڈ نے اپنا ریوالور نکالا لیکن اس سے پہلے ہی سونیا نے اسے گولی مار دی پھر لپٹی اور سلطانہ سے بولی ”ان جوانوں کے ذریعے اس کی لاش کسی ٹواٹھ میں پہنچا دو۔“

وہ دو فوجی جوان اپنا باڈی گارڈ کی لاش اٹھا کر لے گئے۔ سلمان نے میرے پاس آکر کہا ”میرے معمول افسر کی ڈیوٹی بدلنے والی ہے۔“

میں نے کہا ”اسے چھوڑ دو اور اس سینئر افسر کو گرفت میں رکھو۔“

میں اسے سلمان کے حوالے کر کے بولا ”میان دو مسلح فوجی ہیں۔ لپٹی اور سلطانہ ان کے داغوں میں ہیں۔ یہاں کوئی ون یا ٹرانسمیٹر کال آئے تو فوراً مجھے اطلاع دینا۔“

میں سونیا کے ساتھ تیزی سے چتا ہوا ایک کمرے میں آیا۔ وہاں رکنے ہوئے ایک بنگ کے نیچے چور راستہ تھا۔ اس راستے سے ہم نہ خانے میں پہنچ گئے۔ وہاں ایک آرام دہ بنگ پر پاپاڈوک سو رہا تھا۔ ہمارے آتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ شاید اس نے سونے سے پہلے داغ کو دیکھ کر ہدایت دی تھی کہ کسی کے آتے ہی آنکھ کھل جائے۔

کسی غافل کی آنکھ کھلتی ہے تو اسے بچھتانے کی مصلحت نہیں ملتی۔ سونیا نے اس کے ایک بازو میں گولی مارے ہوئے کہا ”میں

نہیں چاہتی کہ تم خیال خوانی کے ذریعے خطرے کی گھنٹی بجادو۔“
میں پیادوں کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ چہرے سے پچھتاہٹیں
جاسکتا تھا۔ لیکن دماغ میں پہنچنے ہی تھیں تو وہ بھی نہیں
”سونا باپ شیعہ کی مخالفت نہیں رہی۔ یہی پیادوں کے“
وہ ڈیڑھی بازو کو تمام کر سکتا چاہتا تھا۔ سونا کا نام سنتے ہی
لڑکھڑکا کر برا۔ وہ دوسرے بازو پر گولی مارتے ہوئے بولی ”تمہیں
گولیوں سے نہیں لاتوں اور جوتوں سے مارتا چاہئے۔ کیوں کہ تم نے
ہمیں بہت دوڑایا ہے۔ ارادہ تھا کہ تمہیں بھی دوڑا دوڑا کر مارتی
رہوں گی لیکن تمہیں زندہ رہنے کا حق تو اسبابی موقع دینا بہت بڑی
حمایت ہوگی۔“

وہ تکلف کی شرت سے فرش پر گھٹنے ٹیک کر بولا ”میں اپنی
پچھلی زندگی کے متعلق کچھ نہیں جانتا اور یہ نئی زندگی تم جیمن رہی
ہو۔ مجھے اتنا تو بتادو کہ تم میری جان کی دشمن کیوں ہو؟“
میں نے کہا ”جنانے کا وقت گزر چکا ہے۔ تم ہمیں باتوں میں لگا
کر اپنے پیادوں کی تدبیر کرنا چاہتے ہو۔ سونا! افسہ تمام کرو۔“
اس نے بے آواز ناز کیا۔ گولی اس کی پیشانی کو چھوڑتی ہوئی
کھوڑی کے آریار ہو گئی۔ وہ ادھم سے فرش پر گر پڑا۔ سونا نے
مسکرا کر پوچھا ”کیا مقدر کا لکھا ہوا پورا ہو چکا ہے۔ یہ میرے ہی
ہاتھوں سے مر گیا ہے؟“

میں نے کہا ”نہیں ابھی اس کی موت کا یقین دلاتا ہوں۔“
میں نے پیادوں کی لاش کو لات مار کر ہنگ کے نیچے کر دیا۔
پھر سونا کو دونوں بازوؤں میں اٹھا کر ہنگ پر پیچیکر دیا۔ وہ بولی ”یہ
کیا کرتے ہو؟“
”میری جان! آج تک کسی دہلا دہلاسن نے کسی لاش کے اوپر
سراگ رات نہیں منائی ہوگی۔ ہم منائیں گے ہم۔“
میں نے بستر پر جھلاٹ لگائی۔ اسی کو مقدر کہتے ہیں۔ جس کا
بستر تھا۔ ”بیٹھے تھے ہم اوپر تھے۔ ہم دیکھ سکتے تھے وہ اپنے بستر کی
مستر میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ بات لطف حاصل کرنے کی نہیں
عبرت حاصل کرنے کی ہے۔“

”جی ہاں“ یہ عبرت حاصل کرنے کی باتیں ہیں ”دنیا میں کتنے
ہی فرعون گزرے“ کتنے ہی عیاش اپنی سچ کو حسیناؤں سے سجاتے
رہے پھر وہ نہ رہے صرف ان کے بستر تھے۔
دنیا کے تمام ملکوں سے حسینائیں خریدی جاتی ہیں پھر بڑے
بڑے شہنشاہوں کے بستروں پر پہنچائی جاتی ہیں۔ ان بستروں پر
اولادیں جنم نہیں لیتیں۔ ان بستروں پر کوئی حسینہ ماں بن کر اپنی
اولاد کو دودھ نہیں پلاتی ”بستر وہی ہے“ جہاں ہمیں ماں کا دودھ ملے“
اس باپ کا جرنل ہے جو ہمیں پیدا ہونے سے پہلے ہی ہماری ماں کی
کوکھ میں ہمیں مارا ڈالتا ہے۔
”جنگ ہونے والی تھی۔ سونا میرے بیٹے پر سر رکھ کر سونگئی۔ وہ

جیسے ایک طویل مدت کے بعد ہمیں خیر سوری تھی۔ آج سے
بے شمار دے داریوں کا بوجھ اٹھا کر جاتے جاتے سوتے
سوتے سوتے جاتی رہتی تھی۔ اتنی بڑی دنیا میں میں اس کے
آسمان قیام میں ہی اس کا مستحضر حافظ تھا۔ اس لئے مجھے
ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال کر وہ سکون سے بے تکلف سونگئی تھی
میں خیال خوانی کے ذریعے دوسرے حاکم کے دماغ میں
گیا۔ چند حکام اور چند فوجی افسران نے یوگا کے بل پر
حکومت کی باگ ڈور سنبھالی تھی تاکہ ہم ان کے دماغوں میں
کی حکومت کو کمزور نہ بنا سکیں۔

لیکن آوی ہزار احتیاط کے باوجود کسی نہ کسی پولیس کو
جاتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حکومت کا بوجھ سنبھالنے پر
وقت پرکھتا ہے اور نہ ہی وقت پر نیند پوری کر سکتے ہیں۔
ہر صبح ذہنی تازگی کے لئے خواب آور گولیاں کھا کر نیند کھاتے
ہے۔

ایسی مسکن اور خواب آور دوائیوں میں دماغ کو سوتلے اور
بناتی ہیں۔ یہ کمزوری واقعی ہوتی ہے۔ میں اسی وقت کو
فائدہ اٹھا کر پہلے ایک حاکم کے دماغ میں گیا تھا۔ وہ ہماری
مجھے محسوس نہ کر سکتا تھا۔ پھر اس کے دماغ میں چھپی ہوئی
لے مجھے پیادوں کی رہائش گاہ تک اور پیادوں کو موت
تک پہنچا دیا تھا۔

میں نے دوسرے حاکم کے دماغ سے بھی اس کی کڑ
معلوم کیں۔ پھر ایک اعلیٰ فوجی افسر کے اندر پہنچ کر اس پر
عمل کیا۔ اس کے بعد دوسرے فوجی افسر کے پاس پہنچا تو وہ
چونک کر اٹھ گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ خواب آور دوائی
نہیں کرتا تھا۔ اس نے پوچھا ”کون ہے؟“

میں نے پیادوں کی نئی آواز اور نئے لیے میں کہا
”پیادوں کو بول رہا ہوں۔“
اس نے پوچھا ”میرے پاس برلوراست کیوں آئے؟“
کہ جرنل ہار کے ذریعے ہمارا رابطہ ہوتا ہے؟“

”میں ابھی جرنل کے پاس چپ چاپ گیا تھا۔ اس نے
میں کوئی بول رہا تھا۔ وہ فریادیں سلان ہو سکتا ہے۔ پریشانی
ہے کہ جرنل ہمارے ہوش میں نہیں تھا۔ مجھے یقین ہے کہ
دشمنہ جرنل پر تو بمی عمل کرتے ہیں اور اسے اپنا آلہ کار
ہیں۔“

فوجی افسر نے پریشان ہو کر کہا ”یہ تو بڑی تشویش کی بات
جرنل کے ذریعے ہماری اہم میننگ میں چھپ کر شیک ہو
گے۔“
”بے شک یہی بات ہے۔ ہمیں اب جرنل کو اپنا غاصب
ماننا چاہئے۔ مجھے بتاؤ آئندہ میں کس کے دماغ میں جاکر تم لوگو

رابطہ کروں؟“
”یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے مشورہ کر کے
بتاؤں گا۔“
میں نے کہا ”اب میں چار گھنٹے بعد رابطہ کروں گا۔ کیوں کہ
پچھلے رات جاگتا رہا ہوں۔ اب نیند پوری کرنے جا رہا ہوں۔“
اس نے سانس روک لی۔ میں ابھی جگے حاضر ہو گیا۔ بعد کھٹے
کھٹے نہ گیا تھا۔ میں چاہتا تھا ”چار گھنٹے تک سونا نیند پوری
کر لیں اہم معاملات نمٹاؤں پھر وہاں کے نئے حکام اور فوجی
افسران کو پیادوں کی موت کی اطلاع ملے۔ اسی وقت فون کی گھنٹی
بنائی۔ میں بستر سے اٹھا اور اس خفیہ کرنے سے نکل کر
دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر ریسور کو اٹھایا جس فوجی افسر سے ابھی
میں نے رابطہ کیا تھا اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کوڈروڈاوا کرنے
کے بعد پوچھا ”پیادوں کو کیا کر رہا ہے؟“

میں نے پیادوں کے باڈی گارڈ کی آواز میں جواباً کوڈروڈاوا
کے پھر کہا ”وہ خفیہ کمرے میں ہے کیا میں فون پر رابطہ کر دوں؟“
”نہیں ابھی وہ میرے دماغ میں آتا تھا۔ اور اب سونے جا رہا
ہے اسے ڈر نہیں نہ کرو۔ بہت چنے چنے رہو۔ دس بجے دوسرا باڈی
گارڈ بولی ”اگر تمہیں رابطہ کر دے گا۔“
اس نے ریسور کو رکھ دیا۔ میں نے بھی ریسور رکھ کر دیکھا۔
وہاں خفیہ کمرے سے نکل کر اپنی کمرہ مجھ سے نظریں ملنے ہی
ٹوٹتی۔ پھر تیزی سے آئی اور میرے سینے میں نہ چپا کر بولی۔
”میری امی! تو کھل گئی تھی۔“

میں نے مسکراتے ہوئے کہا ”محفوظ کھنڈ خفیہ نیند ابھی جاتی
ہو رہی ہے اچھا ہوا تم جاگ گئیں۔ یہاں دس بجے گارڈ کی ڈیوٹی
لے والی ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہئے۔“
میں نے اسی افسر کے دماغ میں جگہ بنائی جو اس پناہ گاہ کے میں
لیٹ رہا فوجی جوانوں کے ساتھ اپنی ڈیوٹی ادا کر رہا تھا۔ اس نے
میں مرضی کے مطابق خود غواہ تھیں کہ نہ بڑے کہا ”نہیں پناہ
۔ صاحب! ہر جا میں گئے۔“

کتنے پناہ دیے گئے ایک کارہائش گاہ کے دو دروازے پر پہنچا
ناگہ اس کی دغا اسکرین اور کمرہ کیوں کے شیشے ٹکڑا اور پلا مٹا
”میں نے ایک مسئلہ ہے۔ میں اعلیٰ حکام سے مشورہ کر کے
بتاؤں گا۔“
میں نے کہا ”اب میں چار گھنٹے بعد رابطہ کروں گا۔ کیوں کہ
پچھلے رات جاگتا رہا ہوں۔ اب نیند پوری کرنے جا رہا ہوں۔“
اس نے سانس روک لی۔ میں ابھی جگے حاضر ہو گیا۔ بعد کھٹے
کھٹے نہ گیا تھا۔ میں چاہتا تھا ”چار گھنٹے تک سونا نیند پوری
کر لیں اہم معاملات نمٹاؤں پھر وہاں کے نئے حکام اور فوجی
افسران کو پیادوں کی موت کی اطلاع ملے۔ اسی وقت فون کی گھنٹی
بنائی۔ میں بستر سے اٹھا اور اس خفیہ کرنے سے نکل کر
دوسرے کمرے میں آیا۔ پھر ریسور کو اٹھایا جس فوجی افسر سے ابھی
میں نے رابطہ کیا تھا اس کی آواز سنائی دی۔ وہ کوڈروڈاوا کرنے
کے بعد پوچھا ”پیادوں کو کیا کر رہا ہے؟“

تھے۔ اندر سے باہر دیکھا جاسکتا تھا۔ باہر سے اندر کچھ نظر نہیں آتا
تھا۔ ہم دونوں اگلی سیڑیوں پر بیٹھ گئے سونا نے اسٹیرنگ سیٹ
سنبھال لیا۔ کہا کہ میں نے خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے افسر کو
سنبھال رکھا تھا۔ میں ہمیں پیادوں کی خفیہ پناہ گاہ سے نکل آئے
وہاں سے کھٹے کے بعد ہمارے پاس چھپنے کی جگہ نہیں
تھی۔ اور میں جس افسر کے دماغ میں تھا۔ اس کے کہیں میں فون کی
گھنٹی بج رہی تھی اس نے ریسور اٹھا کر کان سے لگا یا تو کسی فوجی افسر
نے پوچھا ”کیا رپورٹ ہے؟“

اس نے میری مرضی کے مطابق جواب دیا ”خیریت ہے سربا!
ابھی میں نے انظر کام کے ذریعے باڈی گارڈ سے پوچھا تھا۔ اس نے
بتایا ہے کہ پیادوں کو سونا ہے۔“

دوسری طرف سے ریسور رکھ دیا گیا۔ میں نے چند سیکنڈ کے
لئے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ کر سلطان کو بلایا پھر اس سے کہا۔
”میرے ساتھ ایک افسر کے دماغ میں آؤ اور اس کے ذریعے متعلقہ
افسران کو یہی یقین دلاتے رہو کہ پیادوں کو سونا ہے۔“
میں اسے افسر کے دماغ میں پہنچا کر سونا سے بولا ”یہ گارڈ
کسی ٹنگ کی گلی میں روکنا“ جہاں سے فوجی گشت کرتے ہوئے نہ
گزرے ہوں۔“

وہ میری ہدایت پر عمل کرنے لگی۔ میں نے رسوئی سے کہا۔
”میں اور سونا یہاں سے لگتا چاہتے ہیں۔ پیادوں کو ختم ہو چکا
ہے۔ فوراً ایک عیالہ لبنان پہنچاؤ۔ پھر سلطانہ اور لیلیٰ کے ساتھ تم
بھی میرے دماغ میں آؤ۔“

سونا نے ایک گلی میں کار روک دی۔ ہم کار سے نکل کر تیزی
سے چلتے ہوئے ایک مین روڈ پر آئے پھر یکسی میں بیٹھ کر ایک
فلا ٹنگ کلب کی طرف جانے لگے۔ لیلیٰ نے آکر کہا ”سلطانہ بھی
آئی ہے۔“

پھر رسوئی نے کہا ”فریاد! سوری“ جناب تہیز صاحب مجھے
عملی میدان میں آنے سے منع کر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں ”ابھی میری
تہیت باقی ہے۔ دوسرے تم دونوں کے لئے ایک فرانسیسی عیالہ روانہ
ہو رہا ہے۔“

وہ چلی گئی۔ میں نے سلطانہ کو اس اعلیٰ فوجی افسر تک پہنچایا

شکیلہ اسٹیم کی کڑی پرویز (لاہور) سیریز کے پختار ناول شائع ہوئے ہیں :

شاہد کاہنہ
شاہد کاہنہ
شاہد کاہنہ
شاہد کاہنہ

ایک بھڑک کر کونوں کے درمیان کھڑا ہو کر
دیکھ کر ہاتھ پیر کاٹ کر ہر طرف سے
دیکھ کر ہاتھ پیر کاٹ کر ہر طرف سے
دیکھ کر ہاتھ پیر کاٹ کر ہر طرف سے

ان کاغذی مخلوق کے ہر پہلو سے
ان کاغذی مخلوق کے ہر پہلو سے
ان کاغذی مخلوق کے ہر پہلو سے
ان کاغذی مخلوق کے ہر پہلو سے

ایک بھڑک کر کونوں کے درمیان کھڑا ہو کر
دیکھ کر ہاتھ پیر کاٹ کر ہر طرف سے
دیکھ کر ہاتھ پیر کاٹ کر ہر طرف سے
دیکھ کر ہاتھ پیر کاٹ کر ہر طرف سے

جس پر میں نے غری عمل کیا تھا۔ وہ اب میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ پھر سلطان کو سمجھایا کہ اس اعلیٰ افسر کے دماغ پر قبضہ جاکر فضاغیہ کے افسر تک پہنچے۔ مجھے معلوم تھا کہ باقی تمام افسران یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔

پھر میں نے ایک اعلیٰ حاکم کے ذریعے فلائنگ کلب کے انچارج سے کہا ”تمہاری ایک جاسوس اور جاسوس آہے ہیں ان کے لئے عیادہ تیار کرو۔“ ایجنٹ من چیک کر لو۔“

میں نے لکلی کو فلائنگ کلب کے انچارج کے پاس پہنچا دیا۔ وہ دیکھتی رہی کہ ہمارے لئے جو عیادہ مخصوص کیا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی خرابی تو نہیں ہے۔

فلائنگ کلب شرے دور تھا۔ ہم تو سہ گھنٹے میں پہنچے عیادہ ہمارے لئے دن وے پر آگیا تھا۔ سونے پائٹ سے کہا ”تمہاری ضرورت نہیں ہے تم جاؤ۔“

اس نے پائٹ کی سیٹ سنبھال لی۔ میں نے اس کے پیچھے ایک سیٹ پر بیٹھ کر سلطان سے کہا ”اس افسر کو چھوڑ دو۔ میرے پاس آؤ۔“

وہ میرے دماغ میں آیا۔ عیادہ دن وے پر دوڑتا ہوا فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ میں نے کہا ”سلطان! تم سلطان کے پاس جاؤ۔ اعلیٰ افسر کے دماغ میں ہے۔ اس افسر کے ذریعے قتل ایب کے ساحلی علاقے کے فوجی افسر کے پاس پہنچو اور اس کے دماغ میں نہ کر میرا انتقام کرو۔“

سلطان نے پوچھا ”ساحلی علاقے کے کس افسر کو اہمیت دینا چاہئے؟“

میں نے جواب دیا ”تو ب خانے کے انچارج افسر کو اہمیت دو۔ اگر ہمیں غلط پیش آیا تو تم توپوں کا رخ شرعی طرف کر کے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کو دھمکیاں دو گے۔“

سلطان چلا گیا۔ ہمارے عیادے کی پرواز کے ساتھ ہی ٹھری اٹھلی جس کا ایک افسر چوہا تھا ”یہ عیادہ کہاں جا رہا ہے۔ کیا یہ شرعی حدود میں رہے گا؟“

فلائنگ کلب کے انچارج نے لکلی کی مرضی کے مطابق جواب دیا ”جی ہاں، شرعی حدود میں رہے گا۔ عیادے کے ذریعے شر میں گشت کرنے والے فوجیوں سے رابطہ رکھا جا رہا ہے۔“

تھوڑی دیر بعد ہی ٹھری اٹھلی جس والوں نے ہنگامہ مچا دیا کہ ہمارا عیادہ سرحد پار جا رہا تھا۔ ڈائریکٹر کے ذریعے فضاغیہ کے افسران سے کہا جا رہا تھا کہ اس عیادے کو روکو۔ وہ اجازت حاصل کے بغیر سرحد پار جا رہا ہے۔“

فضائیہ کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں سلطان موجود تھی۔ اس نے کہا ”عیادے میں ہمارا ایک افسر سیکرٹ مشن پر جا رہا ہے اسے روکا نہ جائے۔“

عیادہ ہمارا مختصر تھا۔ جب ہم اس میں سوار ہو گئے اور اسے کھڑے کیا تو میں نے سلطان اور لکلی نے تمام اسرائیلی اور فوجی افسران سے کہا ”تمہاری نئی یوگا والی حکومت مبارک رہے۔ پیلا ڈوک اپنی آخری سانس پوری کر چکا ہے۔ تمہارے ہی عیادے میں سونیا اور فرادیمیاں سے جا چکے ہیں۔ پیلا ڈوک کی طرح بے مورگن کا برین آپریشن کر کے پچھرا آئندہ کے لئے تیار کرو۔ ہم پھر بھی آئیں گے۔“

ہماری ان باتوں پر کسی کو یقین نہیں آیا۔ کتنے ہی فوجی افسر نے ہونے پیلا ڈوک کی خفیہ رہائش گاہ میں پہنچے تو اس کے دیکھ کر حیران رہ گئے۔ آسمانوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں کر سکتے تھے۔ اس نے اپنے طور پر زبردست خافتی انتظامات کئے تھے۔ باڈی گارڈز رکھے تھے جو یوگا کے ماہر تھے۔ اعلیٰ حکام اور افسران کے دماغوں میں بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ اپنے ہی یقین تھا کہ نہ ہم پیلا ڈوک تک پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی کسی سے اسرائیلی سرحدوں سے باہر جاسکتے ہیں کیوں کہ انہیں فلائنگ کلب سے اعلیٰ حاکم کی اجازت کے بغیر کوئی پرواز نہ سکتا تھا۔ پرواز تھا کہ وہ حاکم سانس روک لیتا ہے اس کے ہماری دال نہیں گھٹے گی۔

اب اس حاکم کا حساب کیا جا رہا تھا کہ ہم ایک عیادہ کھائے گئے اس نے جواب دیا ”میں حیران ہوں۔ دیکھو یہ عیادہ پہنچ گیا تھا۔“

ایک فوجی افسر نے سوال کیا ”کیا تو نہیں ہے کہ رات نئے میں تھے؟“

”ہرگز نہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ میں فضا میں کرا بھی نہیں نہ آنے تو خواب آور گویاں استعمال کرتا ہوں۔ سب ہی کہتے ہیں۔“

فوج کے اعلیٰ افسران نے فضاغیہ کے افسر سے کہا ”تمہارے دماغ میں کیسے پہنچا تھا؟ کیسے تم نے کہہ دیا کہ افسر سیکرٹ مشن کے لئے سرحد پار جا رہا ہے۔“

فضائیہ کے افسر نے اعلیٰ افسر سے کہا ”مرا آپ۔ مجھے یہی کہا تھا۔“

اس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ یوگا کا ماہر فوج کا اعلیٰ افسر اور دوا استعمال کرتا تھا اور ان سب کی ایسی کمزوریاں قائمہ افکار کا پچھتے ہیں۔

ان سب پر مافی کیفیت طاری تھی۔ انہوں نے آواز خرچ کر کے پیلا ڈوک کا برین تبدیل کیا تھا۔ اس کی لکلی ذریعے پھر پار بننے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اور وہ فوج پر ہو گیا تھا۔

وہ امریکی حکام سے رابطہ کر کے اپنے کلب میں چلی یہ البتہ سنا رہے تھے۔ اس سے پہلے کولڈن برنٹر اور ان

اڑنے کی تہی نے ان تمام بڑے ممالک کو تشویش میں مبتلا کیا تھا۔ اگرچہ تمام کولڈن برنٹر کی موت سے امریکا کو فائدہ پہنچا تھا۔ لیکن وہ اسرائیل کے غم میں اس لئے شریک تھا کہ کسی وقت بھی ہمارا رخ اس کی طرف ہو سکتا تھا۔

تمام بڑے ممالک نے حکومت فرانس سے شکایت کی۔ نئے ممالک نے فرانس کے ایک حاکم سے کہا ”تمہاری حکومت فرادیمیا کی لکلی کو پناہ نہ دے تو انہیں کسی ملک میں سکون سے رہنا نصیب نہیں ہوگا۔“

فرانس کے حاکم نے کہا ”مغفور لوگوں کو پناہ دی جاتی ہے اور فرادیمیا کیلبریں سے فرانس کی باقاعدہ شرعی ہے۔“

”لیکن انہوں نے اسرائیل میں مجرمانہ حرکتیں کی ہیں۔“ ”مجرمانہ حرکتیں کی ابتدا اسرائیل سے ہوئی ہے۔ پیلا ڈوک! بابا زید واسلی مرحوم کی ساہزادی کو اغوا کر کے اسرائیل لے گیا۔ وہاں کے حکمرانوں نے پیلا ڈوک کو سر پر بٹھایا۔ اب اس کی موت پر دوا ملائیں کر رہے ہیں؟“

”تو صرف پیلا ڈوک کی نہیں ہے۔ سونیا اور فرادیمیا تمام کولڈن برنٹرز کو قتل کیا ہے۔ تل ایب میں بمباری کرائی ہے۔ ہمارے درجنوں لکلی بیٹھی جانتے والوں کو اغوا کیا ہے۔“

”اسرائیل نے بھی تمہارے خیال خواتین کر کے والوں کو اغوا کیا ہے۔ یہی تک ہے مورگن اُن کی قید میں ہے۔ الپا کو ماسک لیں لے گیا۔ ہمیں ان دو ممالک سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ جب کہ فرادیمیا تمہارے تمام لکلی بیٹھی جانتے والوں کو تمہاری مرنا کے خالے کر رہا ہے۔ پھر بھی تم فرادیمیا کی لکلی کی شکایتیں کر رہے ہو۔“

”یہ شکایتیں نہیں ہیں۔ سوارنگ ہے۔ فرادیمیا کو سمجھاؤ۔ صرف چھ لکلی بیٹھی جانتے والے ہیں اور ہمارے پاس لکلی بیٹھی جانتے والے پیدا کرنے کی مشین ہے۔ آخر وہ کب تک ہمارے مقابلے پر غصے کا؟“

”فرادیمیا کے دونوں بیٹوں کو دیکھ رہے ہو۔ باپ میرے تو وہ سوار ہیں۔ دیکھنے اور سمجھنے کے بعد بھی سمجھ میں نہیں آیا تو خدا جہیں سمجھائے گا۔“

”فرادیمیا نے فرانس کے حاکم سے کہا ہمارا تمہارا شمار بڑے ممالک میں ہوتا ہے۔ تمہارے پاس فرادیمیا چھ لکلی بیٹھی جانتے والے ہیں۔ میں ٹرانسپارمر مشین کے ذریعے تمہارے فرانس کو باہر لکلی بیٹھی جانتے والے دوں گا۔ تم اس کمبنت کی لکلی کو اپنے ملک سے نکال دو۔“

”سپراسٹر! ابھی تک بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ کیا آپ اس اور علی تیور لکلی بیٹھی جانتے ہیں؟ بالکل نہیں جانتے پھر بھی تم لوگوں کے باہر بھاڑے ہیں۔ کیا تم نے سوچا ہے کہ ان دونوں کے پیچھے کون سا طوفان آنے والا ہے۔“

”طوفان؟“ ”سپراسٹر نے تجھ سے پوچھا۔“ ”طوفان؟“ ”اسک میں نے خیرانی سے پوچھا۔“

”طوفان؟“ ”اسرائیلی حکام اور دوسرے بڑے ممالک نے سوال کیا۔“

”ہاں طوفان! سوچو طوفان۔ جب رسوئی سے ایسے دو طوفان پیدا ہو سکتے ہیں تو سونیا کی قیامت کی اولاد کو ختم دے گی۔ سونیا اور فرادیمیا کا طاپ ہو رہا ہے۔ نین اور آسمان گرا رہے ہیں۔ جاؤ۔“

مقبول تناول نگار ایچ اقبال کی دو نئی کتابیں۔ ہر کتاب میں دو مکمل تناول

پرمود سیریز

عمران سیریز

ریکارڈ کی چوری

عجیب ہنگامے

ایک جلد میں

ایک جلد میں

موت کا راستہ

پانچواں کالم

صفحات: ۳۲۰ قیمت: ۲۵/ روپے

صفحات: ۳۲۰ قیمت: ۲۵/ روپے

ڈاک شرح فی ناول ۱۰ روپے

ایک نیا کتاب کی کشتی

اتنی دیر سے سمجھا رہا ہوں بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اب شاید محل آجائے۔
رابطہ ختم ہو گیا۔

○●○

رابطے کہاں ختم ہوتے ہیں۔ شروعات تو اب ہوئی تھی۔ امریکا، روس اور اسرائیل کے ہنگامی اجلاس ہو رہے تھے۔ تو کسی نے سوچا ہی نہیں تھا کہ سونیا نے کسی بچے کو جنم دیا تو وہ قند کیسے قیامت بنے گا؟ سب یہ کہہ کر اپنی تسلی کر رہے تھے کہ سونیا کون سا انقلاب پیدا کرے گی۔ ہماری دنیا میں بڑے بڑے دھماکے پیدا ہوئے۔ کیا ایک دھماکا اور ہو گا تو کیا ہو جائے گا؟
خود کو تسلی دینا اور بات ہوتی ہے لیکن حقیقت سے انکار نہیں کیا جاتا۔ سونیا نے آج تک جیسے دل ہلا دینے والے کارنامے انجام دیے تھے ان کے پیش نظر یہ سچائی مستحکم تھی کہ آئندہ وہ دل ہلا دینے والی اولاد پیدا کرے گی۔

یہ تو قدرت کے کھیل ہوتے ہیں۔ کون جیتنے سے کہہ سکتا ہے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے۔ سنے پراسٹرنے اپنے ملک کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا میں خوش قسمتی میں مبتلا ہوں۔ والا پراسٹرنے میں ہوں۔ آپ لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی فرائض امر مشین پر بھروسہ نہ کریں۔ اس مشین نے جتنے ٹیلی بیٹھی جانے والے پیدا کئے وہ سب فریاد کی بجلی سے زیر ہوتے رہے۔ سب سے زیادہ سبق آموز حقیقت یہ ہے کہ ہم ٹیلی بیٹھی نہ جانے والے پارس اور علی تیور کا بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "بے شک ہمیں اپنی طاقت پر غور نہیں کرنا چاہئے بلکہ دشمن کی طاقت کا حساب کرنا چاہئے۔"

سنے پراسٹرنے کا "حساب یہ ہے کہ پچھلے دنوں ایک نئی سونیا ظاہر ہوئی تھی۔ اس نے نیوا راک آکر اصل سونیا کے لئے راستہ ہموار کیا۔ ہم سب کو پکڑ میں ڈال دیا۔ علی تیور کے ساتھ جنت جاکر پلاڈوک کے گردو گھوم میں پچاڑا۔ یعنی فریاد کی بجلی میں ایسے ناقابل شکست افزاد کا اضافہ ہوا ہے جو بجلی بیٹھی نہیں جانتے اور ہمارے ٹیلی بیٹھی جانے والوں کا شکار کر لیتے ہیں۔"

کرل نے کہا "میں مانتا ہوں فریاد کی بجلی میران نے ثابت کر دیا ہے کہ فرائض امر مشین اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنی انسان کی قدرتی صلاحیتیں اپنا ہونا چاہتی ہیں۔"

پراسٹرنے پر چما "جہیز! تم کیوں چپ ہو؟ تم نے بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکر ہمارے ملک کے نظام حکومت پر ٹیلی بیٹھی کے ذریعے حاوی ہونا چاہتے تھے تم ان سب کو کال کوٹری میں پچاڑا۔ صرف ایک مرتبہ آزاد ہو گئی ہے جو فریاد کی بجلی سے متاثر نظر آتی ہے۔ ہم تم سے کچھ سننے کی توقع کر رہے ہیں۔"

جہیز نے کہا "دو ایڈس کے بھی کان ہوتے ہیں اور ٹیلی جاننے والے دشمن تو کسی کی بھی نادانستگی میں ان کے یہاں کی سکتے ہیں۔ مملکت اسرائیل میں یوگا جاننے والے عمران تھے ان کا انجام ہمارے سامنے ہے۔ یہ فریاد کی طرح ہمارے پہنچ جاتا ہے یہ ہم ابھی تک کچھ نہیں پائے اس لئے غامض ہے۔ جو میں کر رہا ہوں وہ آئندہ سامنے آنے والا ہے۔"

سنے پراسٹرنے کا "پھر تو بات ہی ختم ہو جاتی ہے یہی وہی ختم ہو جاتا ہے۔ اگر جہیز صاحب اپنی باتیں چپا رہے تھے بھی یہ چپانے کا حق ہے کہ آئندہ میں کیا کہنے والا ہوں۔ ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا "پھر ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ کیا کہتے پھر رہے ہو؟"

پراسٹرنے جواب دیا "اعلیٰ حکام کے لئے سیکرٹریز سیاسی معاملات ہیں۔ اس لئے ٹیلی بیٹھی کا معاملہ جہیز اور چھوڑ دیں۔ میں وہ پراسٹرنے میں ہوں جسے جہیز کے علم آسانی گولی مادی جانے کی۔ میں اپنی صلاحیتیں متاثر کر رہا ہوں۔ دوسرے اعلیٰ حکام نے کہا "ہم اس اجلاس سے باہر جہیز اور پراسٹرنے کا فرض ہے کہ وہ آپس میں ایک دھماکے کے طور سے پہلے مرتبہ کو قابو میں کریں۔ اگر وہ فریاد بیٹھے سے متاثر ہو گئی تو ہمیں زبردست نقصان پہنچے گا۔ فرائض امریداران سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سب جہیز اور پراسٹرنے کو ڈس اور یہ پال خالی کر دیں۔"

سب لوگ اٹھ کر وہاں سے جانے لگے۔ پھر وہاں تو ہو گیا۔ وہاں صرف جہیز اور پراسٹرنے گئے۔ جہیز نے کہا میں مطمئن ہوں۔ یہاں کوئی تیسرا نہیں ہے اور ہمارے نام کوئی آ نہیں سکتا۔ کیا تم خواب اور گولیاں استعمال کرتے ہو؟

"ہرگز نہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ اصولوں کا پابند ہوں۔ سوتا اور جاگتا ہوں۔ سمجھتا ہوں یہ عادت ہے کہ دماغ کو مقررہ وقت پر جانگنے کی ہدایات دیتا ہوں اور خیر پانا ہوں۔"

"یہ بڑی اچھی بات ہے۔ میں بھی یہی کرتا ہوں اس لئے کوئی ہمارے دماغ میں نہیں آئے گا۔ ہم اہم مسائل کو سکتے ہیں۔"

"سب سے اہم بات یہ ہے کہ گھر کو آگ لگتی ہے۔ چراغ سے تم نے گھر میں آگ لگنے سے پہلے برین ماسٹر بلیک سیکر کو کال کوٹری میں پچاڑا ہے لیکن مرتبہ بھی کا ایک چراغ ہے اس سے بھی ہم بری طرح مل سکتے ہیں۔ جہیز نے کہا "اس لڑکی نے طرح طرح کے دھماکے کر دیے ہیں۔ اس نے اعتراف کیا ہے کہ فریاد سے اس کو کیا ہے اور اس سمجھوتے کے تحت فریاد نے ہمارے بیٹھی جانے والوں کو مرتبہ کے حوالے کر دیا ہے۔ تم سمجھ

فریاد بان نہیں ہے وہ مرتبہ کامل بیت رہا ہے۔
"بے شک یہی بات ہے۔ وہ مرتبہ کے ذریعے ہمارے بہت سے فرائض۔ معاملات تک پہنچ سکتا ہے اور پہنچ رہا ہے۔"

"اس لئے میں نے مرتبہ کو تمام ملکی معاملات سے الگ رکھا ہے وہ ہماری پابندیوں سے آزاد رہ کر ملک و قوم کی کیسے خدمت کرے گی یہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں اور جلد از جلد یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ کس ملک اور کس شہر میں ہے جس دن وہ نظروں میں آئے گی اسی دن اسے بھی برین ماسٹر اور بلیک سیکر کی طرح کال کوٹری میں پچاڑا جائے گا۔"

"یہ تو اس وقت ہو گا جب ہمارے ہاتھ آئے گی۔ میرا تجربہ کہتا ہے کہ جو ان لڑکی اس مروت سے ضرور متاثر ہوتی ہے جو اس پر اپنی مروتی سے اثر انداز ہوتا ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ فریاد کے دونوں بیٹوں میں سے کسی ایک پر مروتی ہے۔"

"فریاد ایک طرف تمام ٹیلی بیٹھی جانے والوں کو اس کے حوالے کرے گا اس کا اختیار حاصل کر رہا ہے اور دوسری طرف اس کا لٹی پڑا سے محبت کے جال میں پھنسا رہا ہے۔ یوں سمجھو کہ وہ زبردست شے میں ہے۔"

"تم نے اس مسئلہ کا حل ضرور سوچا ہو گا؟"

"میں وہی طریقہ اختیار کرتا ہے جو فریاد نے کیا ہے۔ وہ مرتبہ کو بڑا بڑا دھماکا کر رہا ہے اور اپنے مقاصد حاصل کر رہا ہے اسی طرح ہم اس کی بجلی سے ایک شخص کو ٹیپ کر رہے ہیں۔"

"اس کی بجلی میں سب نواں نہیں ہیں۔"

"یہ تم نے درست کہا۔ سب نواں نہیں ہیں۔ کوئی ایک تو اداں ہو گیا ہوگی۔ ان کے ہاں خیال خونی کرنے والے مروت اور نور میں زیادہ ہیں۔ رسونی منظر عام پر نہیں آ رہی ہے۔ وہ بڑے راز رکھتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ بڑے حد تک اور خطرناک ہو گئی ہے لیکن ایک عورت ایسی ہے جسے ہم قابو میں لا کر فریاد کو ایک مسئلہ کر سکتے ہیں۔ بلکہ ہم اس عورت کے ذریعے فریاد کے تمام فرائض تک پہنچ سکتے ہیں۔"

"اس کی دوسری بیٹی کی ہے۔"

"میں لایکی تصویر اور ہسٹری ہمارے پاس ہے؟"

"میں نے تو فریاد اور سونیا کے نکاح کے وقت انکشاف ہوا تھا کہ فریاد کی بیٹی ملکی اور سلطانہ نامی دو عورتیں بھی ٹیلی بیٹھی ہیں۔"

ایک نیا کھیل شروع کر دیں گا۔
پراسٹرنے کا "اسی ہی تو میں کھیل شروع کرنے والا ہوں۔ میں مرتبہ کو لین دین کا کارکن کے ساتھ ہوں پچھلے پراسٹرنے کی طرح اس کا مخالف نہیں ہوں۔"

"اس کی حمایت کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکو گے۔"

"تمہارے تعاون سے بہت کچھ حاصل ہو جائے گا۔"

"مجھ سے کیا چاہتے ہو؟"

"وہ برین ماسٹر اور جادوں بلیک سیکر شہزادے موت کے مستحق ہیں۔ ایک تو وہ ہمارے ملک میں فرعون بن رہے تھے دوسرے یہ کہ ہمارے ملک کے اہم رازوں سے واقف ہیں۔ ہماری کتنی ہی خفیہ دستاویزات کہاں چپا کر رکھی جاتی ہیں؟ یہ انہیں معلوم ہے اور کال کوٹری میں بیٹھ کر پتا نہیں وہ خیال خونی کے ذریعے ہمارے کتنے دشمن ملکوں سے رابطہ کر رہے ہوں گے۔"

"ہاں۔ ان کا ذمہ رہتا مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ دھتسین لکھتے ہیں اور وعدہ کرتے ہیں کہ قیدی رہ کر ملک کی خدمت کرتے رہیں گے لیکن غذاؤں پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے۔"

"میں یہی تعاون چاہتا ہوں۔ انہیں میرے ذریعے مرے دو۔"

"تمہاری پلاننگ کیا ہے؟"

"برین ماسٹر اور جادوں بلیک سیکر شہزادوں کو وقتی طور پر کمزور بنادے۔ کھانے پینے کی چیزوں کے ذریعے اعصاب کی کمزوری میں مبتلا کر پھر ان پر بخوبی عمل کراؤ۔ تمہارا ایک خاص ٹیلی بیٹھی جاننے والا یہ عمل کرے گا۔ ان کے دماغوں میں جایا کرے گا۔ تم انہیں کال کوٹری سے نکال کر آزاد چھوڑ دو گے۔ وہ ہمیں دھماکا دے کر کہیں نہیں جا سکیں گے۔ ان کے دماغ تمہارے ٹیلی بیٹھی جاننے والے کی سمجھی میں رہیں گے۔"

"بہت عمدہ پلاننگ ہے۔ ان کی آزادی کے بعد کیا کرے گا؟"

"جیسے حالات پیش آئیں گے ویسی ہی چالیں چلوں گا لیکن وہ پانچوں ایک ایک کر کے ضرور مارے جائیں گے۔"

جہیز اور پراسٹرنے کے درمیان یہ معاملہ طے ہو گیا۔ پراسٹرنے نے اپنی باتیں گاہ میں انکر مرتبہ کے نمائندے سے فون پر رابطہ کیا پھر کہا۔ "مرتبہ ابھی تمہارے دماغ میں آئے تو اس سے کتنا مجھ سے فون پر رابطہ کرے۔"

"اس نے ریمپر رکھ دیا۔ اسی شام مرتبہ نے فون پر اسے مخاطب کیا۔ "ہیلو پراسٹرنے میں مرتبہ دل دی ہوں۔ تمہیں یہ عمدہ مبارک ہو۔"

"شکر ہے مرتبہ! میں نے تمہارا ریکارڈ پڑھا ہے۔ تم نے واقعی بڑے کارنامے انجام دیے ہیں۔"

"کیا تم نے میری تقریظیں کرنے کے لئے مجھے بلایا ہے؟"

"میرا خیال ہے تم دنیا کی پہلی عورت ہو جو اپنی تقریظیں سن کر

خوش نہیں ہوتی ہو۔

”یہ بھی ایک طرح سے میری تعریف ہے۔ کام کی بات کرو۔“

”میں تمہارے تعاون سے ان غلط افروز کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔“ ہاروی کا سر میں اعلیٰ محدود پر کر ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔

”کیا تم ایسے افراد کو جانتے ہو؟“

”ہاں، مگر یہ باتیں میں فون پر نہیں کروں گا۔ میرے ایک دو کار ملازم کے دماغ میں اگر مجھ سے باتیں کرو۔“

اس نے ملازم کو آواز دی۔ جب وہ آیا تو اسے ریسورسے کر بولا ”فون پر باتیں کرو۔“

ملازم نے ریسورسے کر پوچھا۔ ”بلو گولن ہا ہے؟“

مہار ریسورسے کر کہ ملازم کے دماغ میں آئی وہ پھر ریسورسے کر بولا۔ ”سرلدوسری طرف سے کوئی نہیں بول رہا ہے۔“

مہار نے اس کی زبان سے کہا۔ ”میں بول رہی ہوں۔“

سہرا سترے کہا ”سننا ہے تم بہت محتاط رہتی ہو لیکن ابھی ایجنٹ کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ تم اسی ملک کے اسی شہر میں ہو۔“

”ہاں جب معلومات حاصل کر کے تمہارے جاسوس اس نمبر والے فون تک پہنچیں گے تو پتہ چلے گا کہ میں یہاں سے ایک عورت کے دماغ پر قبضہ کیا کرتے ہیں باتیں کر رہی تھی۔“

”شاباش“ واقعی تم محتاط رہتی ہو۔ میں بھی تمہاری طرح کسی پر مجبور نہیں کرنا لیکن تم پر ایک حد تک مجبور کر رہا ہوں سو وعدہ کرو میں جو کچھ اس سے تم راہیں رکھوں گی۔“

”میں وعدہ کرتی ہوں۔ اپنے ملک اور قوم کی بھلائی چاہنے والے کے احکام کو نہیں پٹاؤں گی۔“

”تو پھر سنو۔ جزل تم سے فراز کر رہا ہے۔ اس نے دکھاوے کے لئے برین ماسٹر اور ہاؤس بلیک سیکرٹس کو قید کیا ہے۔ یہ پانچوں ہمارے ملک کے اہم رازوں سے واقف ہیں۔ ان غداروں کو فوراً گولی مارنا چاہئے۔ لیکن وہ کسی مقدمہ کے لئے انہیں کال کوٹھی میں زندگی دے رہا ہے۔“

مہار قائل ہو کر بولی۔ ”تمہاری یہ بات دل کو گنتی ہے۔ وہ پانچوں غدار ہمارے ملک کے تمام راز دوسرے ممالک تک پہنچا سکتے ہیں۔ انہیں فوراً گولی مارنا چاہئے۔“

سہرا سترے کہا۔ ”جزل اعلیٰ حکام سے کہہ رہا تھا کہ ان پانچوں کے دماغ کو تو خیم عمل کے ذریعے ایک ٹیلی ویژنی جاننے والے کی مدد سے رکھا جائے۔ وہ جزل کا ہی ایک خاص ٹیلی ویژنی جاننے والا ہے۔ وہ شخص انہیں اپنے قابو میں رکھا کرے گا۔ انہیں کال کوٹھی سے اس شرط پر نکالا جائے گا کہ وہ پانچوں جنہیں تلاش کر کے قتل کر دیں اور تمہارے تمام ٹیلی ویژنی جاننے والوں کو غائب کریں۔ جب وہ یہ کارنامہ انجام دیں گے تو انہیں دوبارہ برین ماسٹر

اور بلیک سیکرٹس بنا دیا جائے گا لیکن جزل اپنے خاص خیال کرنے والے کے ذریعے ان پانچوں کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھے گا۔“

وہ بولی ”بات اچھی طرح سمجھ میں آ رہی ہے۔ مجھے ٹوٹی پڑا سترے کر تم صحیح معنوں میں مجھ وطن ہو اور میرا ساتھ دینا ہو۔ مجھے بتاؤ میں تمہارے لئے کیا کر سکتی ہوں؟“

”اپنے ایک ٹیلی ویژنی جاننے والے سے کہو وہ میرے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔ جیسے ہی وہ پانچوں غدار ہمارے با

گے، میں تمہارے خیال خوانی کرنے والے کے ذریعے تمہارے سے آگاہ کروں گا۔“

”مہمت بہت شکریہ سہرا سترے امیر ایک آدمی تمہارے ملازم دماغ میں آنا چاہتا ہے۔“

وہ سہرا سترے کو دیتی سے کسی حد تک مطمئن ہو کر اپنی دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اپنی چیز سے اٹھ کر دوڑا ہے پھر بالکنی میں آکر دیکھا۔ پارس گھوڑے پر سوار تھا اور اسے در پر دوڑا جاتا تھا۔ جب وہ کسی محلے میں مصروف نہیں رہا اسی طرح گھوم ساری کرتا تھا۔ کسی میل کی دوڑ کا تھا اور استاد سترے کی دیہات کے مطابق پیش چاہی وہ چند رہتا تھا۔

وہ جب تک گھوڑے پر سوار جاتا نظر آتا تھا مہار نے اسے دیکھتی رہی پھر وہ تفکروں سے اوچھل ہو گیا تو وہ سترے کے سر میں واپس آئی پھر ٹیک پر آکر اس کے ملازم کو کہے کہ

”شائے چت کر پڑی۔ اس کے خواص پر وہی وہ چھاپا ہوا تھا۔ میں تھا مگر اسے بکڑے ہوئے تھا۔ وہ ناگ نہیں تھا۔ چڑھا

وہ ناگ نہیں تھی۔ پھر زہر سوتی تھی اور دن رات مجھ خودی کے عالم میں رہتی تھی۔“

اب تو یہی بھی دہنے لگی تھی کہ وہ کسی جدا ہو گا تو انہیں کیسے چنے کی پہلے وہ غیر محسوس طور پر اس کی طرف گئی اور اب اس کی عادی ہو رہی تھی۔ وہ ہر سانس کے ساتھ

کے اندر آتا تھا اور ہر سانس کے ساتھ باہر جاتا تھا۔ پھر اسے سانس لینے کی ضرورت نہ رہی۔ وہ دم اندر رہی۔ زندگی کے عملی میدان میں جاگتا ہوا ذہن رکھنے والی اور

میں آنکھیں بند کر لیتی تھی۔ اس وقت بھی آنکھیں بند نہ کر کو سوچتی رہی۔ پھر اس نے چونک کر آنکھیں کھل دیں۔

طرف دیکھا۔ اس کے خیالوں میں ہم ہو کر پڑی تھی۔ چنانچہ وقت گزر گیا۔

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ کہنی پال، مکی، سترے اور وارنر تھیں۔ جتنے ٹیلی ویژنی جاننے والے انوا گئے تھے۔ وہ سب اسے مل گئے تھے وہ ان کے دماغوں میں جانے لگی تھی۔

سہرا سترے کو اپنے ملک میں بلایا تھا۔ وارنر بیک جزیہ پوٹیا تھا۔ مہار نے اس کے دماغ میں آکر اسے مخاطب کیا۔

کہیں کہ وہ اس حقیقت سے بے خبر تھا کہ کسی کے تو خیم عمل کے ذریعے وہ اور مہار جو جو کی سوچ کے لیے میں اس کے اندر آئے

اس کے دماغ میں آئے ہیں پھر چلا کہ وہ ایک مسلمان لڑکی مالک کے خلق میں گرفتار ہے اور یہ خلق وارنر اور مالک کے

لے آئے جزیہ اور اتنا کرا تھا کہ ایک زبردست مسئلہ بن گیا تھا۔ مالک اپنا مذہب چھوڑ نہیں سکتی تھی اور وارنر کو بھی اپنے مذہب

سے لڑو تھا۔ انہی مجبوریوں کے پیش نظر وہ شادی نہیں کر سکتے تھے۔ دوسری دوسرے محبت کرتے تھے۔

مہار نے اپنی جراتی سے سوچا۔ دونوں مجبور جوان ہیں پھر ایک دوسرے کے سامنے آکر دوسرے رہے ہیں؟ میں تو پارس سے

دور نہ ہو سکی۔ حالانکہ کیسے جزیہ کی دھوکہ ختم کر لیتی ہے؟ اس نے وارنر کی سوچ میں کہا ”مجھے کم از کم حالانکہ کا ہاتھ

پکڑنا چاہئے۔ میں ایسا کیوں نہیں کرتا؟“

وارنر کی جیت سوچنے لگا ”وہ مت حیوادلی ہے۔ ایک دو شیڈو کی حیثیت سے محبت کا حسن قائم رہتا ہے۔ جو یہی بن کر بچوں کی ماں

بن کر رہی اپنے موی خانی میں شوائے ایسی لڑکیاں قیص و احوال کو کتنی ہیں دور نہ ساری دنیا میں گناہوں کا بازار اتنا گرم ہے کہ حیا

ناہو ہوئی دکھائی دیتی ہے۔“

وارنر کے خیالات بڑھ کر مہار کو اپنی بے عزتی کا احساس ہوا۔ ”کیا مجھ میں حیا نہیں ہے؟ کیا میں پارس کے سامنے بے حیا ہو چکی

ہوں اور وہ مسلمان لڑکی ایسی شرم والی ہے کہ وارنر کا ہاتھ پکڑنے بھی نہیں دیتی۔“

اسے کچل بار احساس ہوا کہ پارس کی محبت میں بے قیمت ہو گئی ہے۔ اسے حالانکہ کی طرح اپنی قیمت کو بڑھاتے رہنا چاہئے

تھا۔ وہ مجبلاً کہ وارنر کے دماغ میں آئی پھر اس کی سوچ میں بولی۔ ”مہار یہ ہے جو عورت کی حیا کو جیت لے سکتے ہیں کیوں خواہ خواہ

مالک کی شرعی طبیعت کو اہمیت دے رہا ہوں۔ اگر وہ ایک بار مجھے خانی میں آجائے تو پھر میری دیوانی بن کر اپنے مذہب سے پھر

جائے گی۔ یہ سائنس قیول کرے گی یوں ہماری شادی ہو جائے گی۔“

وہ بڑھان ہو کر بولا ”یہ میں کیا سوچ رہا ہوں۔ جب میں اپنی مالک کو اس کی بائیکری سے الگ نہیں کرنا چاہتا تو اسے اس کے

مذہب سے کیوں الگ کرنے کی بات سوچ رہا ہوں؟ نہیں، محبت ایسی خود غرض نہیں ہوتی۔ کیا میرے دماغ میں شیطان کھس آیا ہے؟

وہ اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اپری جزیہ سے اٹھ کر کمری ہو گئی۔ بات اضطراب بیساری تھی کہ جب وہ ایک مسلمان کے

ساتھ زندگی گزار رہی ہے تو حالانکہ ایک عیسائی کے قریب آنے سے

کیوں کڑی لڑی ہے؟ ایک کی بار ساری دوسری کے لئے کالی بن گئی تھی۔

مہار نے کہا ”کیا میں بار ساری دوسری کے لئے کالی بن گئی تھی۔“

قدیم ہار کو دھڑکا ہوا تھا۔ وہ سترے سے ملنے لگی۔ کہاں تو وہ

پارس کی آہٹ یا آواز سننے ہی، ہارنے کی طرف دوڑ پڑتی تھی۔ آج اس کے آتے ہی منہ پھیر کے کمری ہو گئی۔

وہ کمرے میں آیا۔ پھر اپنی چیز پر بیٹھ کر بچوں سے راز کھک شواہ آداتے ہوئے بولا ”کیا بات ہے؟ منہ پھیر کے کچھ کہنا چاہتی

ہو۔“

وہ پلٹ کر بولی ”میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کر سکتی ہوں۔ یاد ہے تمہاری سلطانہ آئی نے مجھ سے کہا تھا کہ تم مجھے بیوی

بنانے سے پہلے مسلمان بنانا چاہتے ہو۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟“

”بات پرانی ہو چکی ہے۔ یہ تم گڑے عروے کیوں اکھاڑ رہی ہو؟“

”یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔“

”تمہاری بات کا جواب پہلے دے چکا ہوں۔ پہلے ہماری شادی تمہارے مذہب کے مطابق ہوگی۔ پھر میرے مذہب کے مطابق نکاح پڑھایا جائے گا اور نکاح سے پہلے تم کو طہید پڑھوگی۔“

”میں نہیں پڑھوں گی۔“

”یہ تو میں دیکھ رہا ہوں۔ فکر نہیں پڑھنا چاہتی ہو اس لئے ابھی تک ہمارا نکاح نہیں ہوا ہے۔“

”تو پھر کس رشتے سے میرے ساتھ رہے ہو؟“

”کیا میں تمہارے ساتھ رہتا ہوں؟ کیسی الٹی باتیں کر رہی ہو؟ مجھے میرے اکل تک فراغت دینے سے بگلا رہنے کو رہا ہے۔ تم میرے

ساتھ رہتی ہو۔ فراہم علی توجہ کی جیسی میں ایسا کیوں بے غیرت نہیں ہے جو اپنی ہونے والی بیوی کے گھر میں جا کر رہے۔“

”میں تمہاری ہونے والی بیوی نہیں ہوں۔“

”تم کہہ رہی ہو تو یہی سچ ہوگا۔“

”میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی۔“

”آخر بات کیا ہے؟ تمہارے توروں بدل گئے ہیں؟“

”تم مسلمان لوگ خود غرض ہوتے ہو۔“

”خدا تو کہہ دو۔ پھر بولو۔“

”میں فحشے میں نہیں بول رہی ہوں، حقیقت بیان کر رہی

ہوں۔ تم لوگ غیر مذہب سے لڑکیاں لے آتے ہو اور اپنے مذہب

کی لڑکیوں کو دوسرے مذہب میں جانے نہیں دیتے۔“

”سنو مہار! اور طرح کے انسان ہوتے ہیں۔ ایک تو کٹر مذہبی

ہوتے ہیں جن سے دنیا کی کوئی طاقت ان کا ایمان نہیں جھین

سکتی۔ دوسرے وہ ہوتے ہیں جو مذہب اور قوانین کو زیادہ اہمیت

نہیں دیتے۔ ہماری دنیا میں اتنے ہی لوگ آتے دن اپنا مذہب بدلنے

رہتے ہیں۔ ان میں بیوی، عیسائی اور مسلمان بھی ہوتے ہیں۔ ہم

نے کبھی کسی کا گریبان پکڑ کر اسے طاقت نہیں کی۔ قانون میں

اس کی اجازت نہیں دیتا اور یہ تو سیدھی سی بات ہے جو اپنا وطن

بدلتے ہیں۔ اپنی زبان بدلتے ہیں۔ خدا بدلتے دیر نہیں لگتی۔“

”کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وارنر اپنا وطن چھوڑ کر ایک

جزیرے میں چلا گیا ہے تو کیا وہ مسلمان لڑکی کی خاطر اپنی زبان اور اپنا مذہب بدل دے گا؟

”بہن! تم کسی وارنر کی باتیں کر رہی ہو؟“
”وی جی، جزیرہ پونڈیا میں ہے ایک مسلمان لڑکی حائلہ اُس سے محبت کرتی ہے مگر اپنا مذہب چھوڑنے نہیں دیتی۔“

”کیا میں اس کا ہاتھ پکڑا دوں؟“
”ضرور ایسا کرنا چاہئے جس میں عیسائی ہو کر تم پر اپنا سب کچھ قربان کر سکتی ہوں۔ حائلہ کو بھی اپنے عیسائی محبوب کے ساتھ کئی کچھ کرنا چاہئے۔“

”پلیز ایک منٹ۔ کیا میں نے تمہیں جبراً اسلام قبول کرنے کو کہا؟“
”کبھی نہیں کہا۔“

”تم اپنی مرضی سے میری عثمانی میں آتی ہو یا میں جبراً تمہیں کھینچ کر لانا ہوں۔“

”میں اپنی مرضی سے آتی ہوں۔“
”تو پھر حائلہ کو بھی اس کی مرضی پر چھوڑ دو۔“

بات سمجھ میں آنے والی عثمانی مکروہہ صفحے میں ٹھٹھنے لگی۔ پھر پارس کے پاس بیٹھ کر بولی ”کیا تم چاہتے ہو کہ میں اسلام قبول کر لوں۔“

”میرے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ اسلام میں یہ بنیادی شرائط ہیں کہ ایک خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مان کر دل سے کلمہ پڑھا جائے۔“

”چلو میں دل سے کلمہ پڑھ لوں گی۔ تم باپا سے کو؟ میرے بدلے میں حائلہ کو عیسائیت قبول کرنے کی ہدایت کریں۔“

”سوری مرنا! میں تمہیں مسلمان بنانے کے لئے ایک مسلمان لڑکی کو غیر مسلم نہیں بننے دوں گا۔“

”تو پھر بات ہو گیا کہ مسلمان خود غرض ہوتے ہیں۔“
”متعل سے سمجھو ہم باہر سے کوئی چیز لا کر کھنا کھن بھڑا ہے

ہیں لیکن گھر کا حسن باہر بیچ کر اپنے گھر کو نہیں اجاڑتے۔ ایسا کوئی نہیں کرتا۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ حائلہ کی پارسائی کے باعث تمہاری انا کو نہیں پہنچ رہی ہے۔ تم اس بات کو یوں سمجھو کہ یہ

معاملہ صرف ایک مسلمان لڑکی کا نہیں ہے۔ یہودی اور عیسائی لڑکیاں بھی پارسا ہوتی ہیں یا پھر یوں سمجھو کہ حائلہ کی نظروں میں

مذہب اول اور محبت ثانوی ہے۔ تمہاری نظروں میں محبت اتنی زیادہ اہم ہے کہ تم ہر دیوار گرا کر میرے پاس آگئی ہو۔ تمہاری محبت کی انتہا کو حائلہ نہیں چھو سکے گی۔“

پارس کے آخری قہرے نے اسے کسی حد تک مطمئن کیا لیکن اس کے دل اور دماغ میں انگارے دھب رہے تھوہہ

دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے بولی ”تمہارے ساتھ بحث کرتے ہوئے بھول ہی گئی کہ ضروری خیال خوانی کتنی ہے۔“

اس نے دوسرے کمرے میں جا کر پارکس کو نظر پھرنے کی دھواڑے کو اندر سے بند کر دیا۔ ایک صوفے پر آکر بیٹھنے لگا

ی دل میں بولی ”حائلہ کیسے دور رہے گی۔ اسے اپنے محبوب تمناؤں کو یاد کرنا چاہئے۔ میں اسے مجبور کروں گی۔“

اس نے وارنر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے اندر غماز لائے بے چینی پیدا کی تاکہ وہ حائلہ سے ملاقات کرے، اگر

باتیں کرے۔ اس طرح وہ حائلہ کی آواز اور لہجہ سن کر اس دماغ میں پہنچ جائے پھر اس کے اندر وہ کمر عزت کے جذبات

لگام کرے۔ اس کے بعد حائلہ کسی چٹکیا بٹ اور حیا کے بغیر کی آغوش میں چلی جائے گی۔

دوسری طرف پارس نے ٹواٹھ میں آکر دوڑاؤنے کا سے بند کیا۔ پھر جب سے ایک نھاڑا سطر نکال کر اسے

کیا۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے کوڈوڈاؤ ڈاکسے پھر کام میں ہوں آپ کا بیٹا پارس۔“

پارس پہلے لپٹا تو آنٹی کہتا تھا۔ جب لپٹ لے فراغ ہوا سو نیا کو صحیح معنوں میں اور اچھے انداز میں سو کن حلیہ کر لیا

نے لپٹ لے کر کہا ”تاج سے میں آپ کو آنٹی نہیں بلکہ پاکستان میں ای کما کروں گا۔“

بہر حال اس نے لپٹا کو حائلہ کے متعلق تھوڑی تفصیل پھر کہا ”مرنا اپنی انٹھ محسوس کر رہی ہے۔ آئندہ وہ حائلہ

دماغ پر قبضہ جمارا سے وارنر کی عثمانی میں پہنچا دے گی۔ کہ مزارش ہے کہ حائلہ کو اس کی حیا کی حدود سے باہر نہ

دیں۔“
”لپٹ لے کر کہا ”۳۳ طینان رکھو بیٹے! یہاں مسئلہ مذہب کا ہے

کا ہے۔ مرنا جبراً حائلہ کو مذہب تبدیل کرنے پر مائل نہ کرے۔ میں اسے کامیاب بنا دوں گی۔“

پارس نے کہا ”۳۳! امر بات اچھی ہے جس اتنی ہے کہ حائلہ کی حیا سے مرنا کی حیا کو انا کو نہیں پہنچتی ہے۔“

”میں سمجھتی ہوں۔ تم طینان رکھو۔“
یہ کہہ کر لپٹ لے کر جو کے لیے کو اختیار کیا پھر خیال

ڈرپے وارنر بیک کے دماغ میں پہنچ گئی وہاں مرنا پہلے سے تھی۔ وارنر کے اندر حائلہ کے لئے جذبات بھرپور تھے

ترغیب دے رہی تھی کہ وہ حائلہ سے ملاقات کرے اور باتیں کرے تاکہ وہ حائلہ کی آواز سن کر اس کے دماغ میں

اس حیا والی کو وارنر کی آغوش میں جانے پر مجبور کر دے۔ چون کہ وارنر توجہ عمل کے ڈرپے معمول بنا ہوا تھا

بے اختیار اپنی باتیں گاہ سے نکل کر باہر آ گیا۔ حائلہ پڑوس میں تھی۔ وارنر نے خیال خوانی کے ڈرپے معلوم اپنے کمرے میں بستر پر لیٹی ہوئی ہے اور اپنے وارنر کے

اس وقت بڑا عجیب رابطہ تھا۔ مرنا اور لپٹا وارنر کے دماغ میں تھی اور وارنر حائلہ کے دماغ میں تھا۔ مرنا اپنی چال چلتا

چاہتی تھی اور لپٹا اس کی چالوں کا توڑ کرنے کو تیار تھی۔ وارنر حائلہ کے خیالات پڑھ رہا تھا اس طرح وارنر کے

ڈرپے مرنا اور لپٹا اس کے دماغ سے نکل کر حائلہ کے دماغ میں پہنچ گئی تھیں۔ حائلہ کی سوچ تیار رہی تھی کہ اس کا باپ اپنی دکان

میں ہے۔ وہ گھر میں اپنی تھی اور وارنر کے لئے کوٹ کوٹ ترپ رہی ہے۔

یہ سوچ پڑھتی ہی وارنر اس کے گھر میں آیا۔ پھر اس کی خواب گاہ میں پہنچ گیا۔ وہ اسے دیکھتے ہی چونک کر بستر سے اٹھ

بہنٹی۔ شرانے والی لڑکیاں اپنی عثمانی میں اپنے سرو کے متعلق خواہ کسی ہی مکتی چھٹی باتیں سوچ لیں لیکن اپنے سرو کے سامنے ہوش

میں آجاتی ہیں۔ خیالات کی دنیا سے نکل جاتی ہیں۔ پھر اپنی پارسائی کو برقرار رکھنے کے لئے ذرا قائلہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتی

ہیں۔ حائلہ نے حیرانی سے پوچھا ”تم؟ تم میرے گھر میں کیوں آئے ہو؟“

وارنر نے مرنا کی مرضی کے مطابق کہا ”میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں تمہیں ہر قیمت پر حاصل کروں گا۔“

حائلہ نے خوش ہو کر پوچھا ”کیا تم میری خاطر مسلمان ہو جاؤ گے؟“

یہ بات مرنا کو منظور نہیں تھی۔ وہ حائلہ کے دماغ پر قبضہ جمارا کی زبان سے بولی ”میرے وارنر مذہب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ تم اسلام قبول نہ کرو۔ آؤ مجھے قبول کرلو۔“

”لپٹ لے کر کہا ”۳۳! حائلہ کی زبان سے مرنا بول رہی ہے۔ وہ وارنر کی زبان سے بولی ”میں حائلہ! ایسا نہ کہو۔ میں ایک

دوسرے کو قبول کرنے سے پہلے مذہب کا مسئلہ حل کرنا چاہئے۔“
مرنا ایک وقت میں کسی ایک کے دماغ میں دھکی تھی۔ وہ

حائلہ کو وارنر کی آغوش میں پہنچانے آئی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ وارنر مذہب کا مسئلہ پیش کر رہا ہے تو وہ حائلہ کو چھوڑ کر اس

کے دماغ میں آگئی۔ پھر اس کی زبان سے بولی ”میری جان حائلہ“
مذہب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے متعلق ہم بعد میں بحث کریں

گے۔ ابھی میری آغوش میں آ جاؤ۔“
”لپٹ لے کر کہا ”۳۳! حائلہ کی زبان سے

بولی ”وارنر! وارنر میں حائلہ کے اندر پہنچ گئی تھی اس کی زبان سے اور آٹھ خودی جس کی ہو گیا ہے۔ تم میری پارسائی کی قدر کرتے تھے

مرنا! لیکن میں اپنی آغوش میں لا رہا ہے۔ وہ۔“
آغوش میں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ وہاں کو ایک دوسرے کی

دلی محبت نہیں پہنچ سکتی تھی۔ وہ خودی نارمن کے پاس آئی پھر ایک ایک لڑکی کے دماغ میں پہنچاؤں کی سہ لڑکی وارنر کے سامنے ہے۔ تم اسے وارنر کی آغوش میں جانے پر مجبور

کر۔“

وہ اسے حائلہ کے دماغ میں لے گئی۔ پھر خود وارنر کے دماغ میں آگئی۔ اس وقت وارنر کہہ رہا تھا ”معاف کرو حائلہ! نہ جانے میں جذبات میں کیسے برسر گیا۔ بے اختیار تمہارے کمرے میں چلا آیا۔“

وہ بولی ”کوئی بات نہیں۔ چلو ہم باہر چلتے ہیں۔ باہر دنیا والوں کے سامنے بھٹکتے سے بچے رہیں گے۔“

وہ اس کے ساتھ باہر جانے کے لئے قریب آگئی لیکن اچانک ہی اس سے لپٹ گئی۔ وارنر نے اعتراض نہیں کیا کیوں کہ

مرنا اس کے اندر تھی۔ لپٹا نے فوراً ہی حائلہ کو الگ کیا۔ خودی نارمن نے اسے دوبارہ وارنر کے بازوؤں میں جانے پر مجبور

کیا۔ لیکن لپٹا نے اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ چھال دیا تھا۔ وارنر نے پوچھا ”میری حائلہ! تم مجھ سے دور کیوں

ہو رہی ہیں؟“
”لپٹا اسے دوڑاتی ہوئی کمرے سے باہر لے گئی۔ مرنا نے خودی کے پاس آکر پوچھا ”تم اسے قابو میں کیوں نہیں کرتے ہو؟“

وہ بولا ”حائلہ کا دماغ اچانک چتر کا ہو گیا ہے۔ میری سوچ کی لہر اس میں گری رہی ہیں۔“

”مرنا یہ سن کر حائلہ کے اندر آگئی۔ اس کی سوچ میں بولی ”مجھے گھر کے اندر وارنر کو لے جانا چاہئے۔“

پھر اس نے حائلہ کے دماغ پر قبضہ جمانا چاہا۔ پتا چلا اس کا دماغ قابو میں نہیں آ رہا ہے۔ اسے شبہ ہوا کہ کسی اور نے اس پر

قبضہ چھال دیا ہو۔ اس نے پوچھا ”میں اور کون ہے؟“
اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دوسری بار یہی سوال کیا جب

کوئی جواب نہ ملا تو وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اپنی جگہ سے اٹھی اور دوبارہ کھول کر اس کمرے میں آگئی جہاں پارس کو تنہا چھوڑ کر

گئی تھی۔ وہ بستر پر لیٹا ہوا چھت کو تنک رہا تھا۔ وہ پاس آکر بولی ”کیسے انجان بن رہے ہو؟ میں تمہاری چالاک کی سمجھ رہی ہوں۔“

وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے حیرانی سے بولا ”تم کتنا کیا چاہتی ہو؟“
”تم نے کسی کو حائلہ کے دماغ میں پہنچا دیا ہے۔“

”میں نے کسی کو حائلہ کے پاس نہیں پہنچایا ہے۔ وہاں پہلے سے کوئی موجود نہ ہو سکتا ہے۔ ویسے معاملہ کیا ہے؟“

”وہ پہلے وارنر کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ مگر اچانک ہی اس کی آغوش سے دور ہو گئی۔“

”یہ تو تم پہلے ہی کہہ رہی تھیں کہ وہ حیا والی ہے۔ اگر وارنر سے دور ہو گئی ہے تو مجھے کیوں الزام دے رہی ہو۔“

”تم نے کسی سے کہا ہے کہ حائلہ کے دماغ پر قبضہ چھال دیا جائے۔“
”مرنا! تمہاری باتوں سے پتا چلتا ہے، تم حائلہ کو لپٹا بیٹھی

کے ذریعے جبراً و زور کی آغوش میں لے جاری تھیں اور اس مقصد میں تھیں ناکامی ہوئی ہے۔

”ہاں۔۔۔ مگر کب تک ناکامی ہوگی۔ میں ایسے وقت معاملہ کے پاس جاؤں گی۔ ایسے وقت جاؤں گی مگر نہیں میں تھیں نہیں بتاؤں گی۔ تم قاتل احمد نہیں رہے۔“

”تھیں احساس ہے کہ ایک غلط کام کرنا چاہتی ہو؟“

”مگر وہ غلط ہے تو ہمارے تعلقات بھی غلط ہیں۔“

”دل سے قائم کے ہوئے تعلقات غلط نہیں ہوتے۔ معاملہ جو بات دل سے نہیں باقی اسے تم جڑاؤ کیوں سنواری ہو؟“

”میں تھیں کیسے سمجھاؤں۔ وہ لڑکی اپنی بارسائی سے میری انسٹ کر رہی ہے۔“

”دنیا میں جتنی لڑکیاں بارسا ہیں کیا وہ سب تمہاری انسٹ کر رہی ہیں۔ کیا تم سب پر جبر کر رہی ہو؟ اگر سب پر جبر نہیں کر سکتیں تو پھر معاملہ کے پیچھے کیوں پڑتی ہو؟ کیا اس لئے کہ وہ مسلمان ہے؟ تم کتنی مسلمان لڑکیوں کو غیر مسلموں کی طرف جبراً مائل کر رہی ہو؟“

”میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتی۔“

”ابھی تم نے کہا ہے کہ میں قاتل احمد نہیں ہا لیکن تم میرے باپا اور دوسرے بزرگوں کے احمد کو نہیں پہچانتی ہو۔ تمام ملی بیٹھی جاتے والوں کو تمہارے حوالے کیا گیا ہے تاکہ تم نیک مقاصد کے لئے انہیں اشتعال کو لیکن تمہارا پہلا ہی مقصد غلط ہو رہا ہے۔“

وہ سوچ میں پڑ گئی۔ پھر بولی ”ٹھیک کہتے ہو۔ جس معاملے کا تعلق جذبات سے ہوتا ہے تو ہاں انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں۔ میں نے اپنی توہین کے متعلق سوچا اور یہ بھول گئی کہ کیا مجھ پر کتنا بھروسہ کرتے ہیں۔ میری اس حرکت کا پتا چلے گا تو انہیں دکھ ہوگا۔ پھر ہماری محبت اور دوستی منکوح ہو جائے گی۔“

اس نے قریب آکر بارس کے سینے پر سر رکھ دیا۔ یہ اس کی بہت بڑی خلی خلی تھی کہ اپنی خاموشی کو سمجھ سکتی تھی اور غلطیوں کو تسلیم کر سکتی تھی۔

اس نے تھوڑی دیر بعد سلمان کو مخاطب کیا اور کہا ”انکل! اپنا سپراسٹر میرا محتاج ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جہل دہری چائیں چل رہا ہے۔ اس نے برین ہاسٹر اور چاروں بلیک بیکس کو کھابہ کر ڈالا ہے کیا ہے لیکن جلد ہی انہیں کال کوٹھی سے باہر نکالنے والا ہے تاکہ وہ ہانچوں مجھے ڈھونڈ نکالیں۔“

”یہ خوشی کی بات ہے کہ نیا سپراسٹر تمہاری حمایت کر رہا ہے تم بہت ذہین ہو۔ اس بات پر غور کرو کہ سپراسٹر کو جہل کی پلاننگ کیسے معلوم ہوئی؟“

”انکل! سپراسٹر سوچ و ذرائع کا مالک ہوتا ہے۔“

”جی! ابھی میں سپراسٹر چکا ہوں اور یہ ابھی طرح جانتا ہوں کہ جہل اپنے راز اور اہم فنی معاملات سپراسٹر کو نہیں بتا سکتا۔“

”سپراسٹر احمد سے میں جہل سے کم تر ہوتا ہے۔“

مرنے لگا ”جب بھی ان ہانچوں کو رہا کیا جائے گا تو ہمارا مجھے اطلاع دے گا۔ اگر اس کی اطلاع درست ہوگی تو فوراً ہو جائے گا کہ سپراسٹر بھی درست ہے۔“

”خدا کرے ایسا ہی ہو۔ مرنا! تمہاری اصل خوشی یہ ہے کہ سپراسٹر تمہاری طرح محب وطن ہے لیکن تھیں اس پہلو پر غور کرنا چاہئے کہ اسے جہل کی پلاننگ کیسے معلوم ہوئی ہے ایک بیان وہ ہمیشہ عمل کرتے ہیں کہ سپراسٹر اہل ہو تو اسے کوئی مار دینا چاہئے تاکہ اس کے ذریعے ملک کے اہم راز دوسروں تک نہ پہنچیں۔“

ہانچوں اہم رازوں سے واقف ہیں۔ پھر جہل نے انہیں زندہ رکھا ہے؟ پھر انہیں صرف اس لئے کیوں رہا ہے تاکہ وہ ہم تلاش کریں۔ کیا ان کی رہائی کے بعد یہ اندیشہ نہیں رہے گا کہ سپراسٹر اور بلیک بیکس بہت بڑے عدوں سے پیچھے کر دیے جائیں گے۔“

”اوہ گا! میں نے اس پہلو سے نہیں سوچا تھا۔ جہل ایک ملک اور قوم سے محبت کرتا ہے۔ وہ ہانچوں کو کال کوٹھی۔“

”نکل! اس لئے کی حفاظت نہیں کرے گا۔“

”سلمان نے کہا ”اور اگر ایسا کرے تو اس کے پیچھے کیوں چال ہوگی۔“

”انکل! میں اس پہلو پر مزید غور کرنے کے بعد آپ سے اسے کر دوں گی۔ سو قار انکل!“

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ پھر سپراسٹر کے دماغ میں آئی۔ اس کے خیالات سے پتا چلا کہ سپراسٹر ایک اہم اطلاع دیتا چاہتا ہے۔ ملازم اس کی مرضی کے مطابق اپنے مالک سے فون پر رابطہ قائم کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہا کی آواز سنائی دی۔ وہ ملازم کی زبان سے بولی ”میں سمجھا رہی ہوں۔“

”فون رکھ دو۔ میں آ رہا ہوں۔“

ملازم نے فون رکھ دیا۔ مرنا اس کا انتظار کرتے ہوئے تھی۔ جہل بہت چالاک ہے۔ اس کے جاسوس سپراسٹر کالیں ڈیٹیکٹ کرتے ہوں گے۔ پھیل چکی بار بھی سپراسٹر رابطہ ہوا تھا۔ اس بار بھی اس نے صاف طور پر کہا تھا۔

”میرا بول رہی ہوں۔“

کیا اس رابطے کی خبر جہل کو نہیں ہوگی؟

وہ پریشان ہو گئی۔ اسے کسی سازش کی بو محسوس تھی۔ پارس نے اسے دیکھ کر پوچھا ”کیا پریشان ہے؟“

اس نے سپراسٹر کے متعلق اسے بتایا۔ پارس نے ہمارے انکل سلمان سپراسٹر پر کیے ہیں۔ ان سے پوچھا۔“

”لیٹیکٹ ہوئے ہیں یا نہیں؟“

اس نے خیال خوانی کے ذریعے سلمان سے پوچھا۔

”ملی! بیٹھیں والے تمام اعلیٰ حکام اور دوسرے اعلیٰ عہدیداران کے فون سننے ہیں۔ اگر دوبارہ تم نے سپراسٹر سے فون پر رابطہ کیا ہے تو جہن کر لو کہ تم دونوں کی گفتگو کا ٹیپ جہل کے پاس پہنچ گیا ہے۔“

وہ اس کے پاس حاضر ہو کر بولی ”شبہ نہیں میں بدلتا جا رہا ہے۔ میں مکمل یقین کرنا چاہتی ہوں۔“

”مرنا! تمہاری ذہانت کو کیا ہو گیا ہے۔ جاؤ اور ابھی ملازم کے ذریعے سپراسٹر کو ذہنی کرو۔ پھر اس کے دماغ میں پتہ کر دیجیے اور جہن معلوم کر لو۔“

”ہاں اس طرح معلوم کر سکتی ہوں لیکن اسے ذہنی کرنا مناسب نہیں ہے۔ اگر وہ مجھ سے کوئی چال چل رہا ہے تو میں اسے خوش فہمی میں جتار رکھوں گی۔“

وہ ملازم کے دماغ میں آئی۔ سپراسٹر اپنے گھر پہنچ گیا تھا۔ ملازم سے پوچھا ”مرنا! اہم موجود ہو؟“

”ہوں۔ تمہاری باتیں سن رہی ہوں۔“

وہ بولا ”میرا ایک بچپن کا دوست ملٹی! بیٹھیں میں چیف ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ برین ہاسٹر اور چاروں بلیک بیکس اس آج آئی رات کو رہائے جائیں گے۔“

”وہ کال کوٹھی کہاں ہے؟“

”فونی ہیڈ کوارٹر میں ہے۔“

”وہ رہا ہو کر کہاں جائیں گے؟“

”یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ یہ معلوم ہے کہ وہ ہانچوں مالک مال گاڑی میں ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلیں گے اور مختلف خفیہ رہائش گاہوں کی طرف جائیں گے۔“

مرنے لگا ”یہ معلومات بہت ہیں۔ میرے پانچ ملٹی بیٹھی جاننے والے ان ہانچوں کا تعاقب کریں گے۔“

”مرنا! خوب سوچ مجھ کو قدم اٹھاؤ۔ اگر وہ ہانچوں تمہارے تعاقب کرنے والوں کی نظروں سے اوچھل ہو جائیں گے تو پھر کبھی تمہارے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ تم اپنے تمام ذرائع اشتعال کے انہیں مار ڈالو۔ ورنہ جہل کی پشت پناہی سے یہ لوگ تمہارے لئے بڑے خطرہ بن جائیں گے۔“

”میں ابھی طرح سمجھتی ہوں۔ آئندہ وہ ہانچوں میری نظروں میں رہیں گے اور جب وہ میری نظروں میں آئیں گے میں تمہاری دوستی کی قائل ہو جاؤں گی۔ اب میں جاری ہوں پھر آؤں گی۔“

وہ خاموش ہو گئی۔ ملازم کے ذریعے سپراسٹر کو دیکھنے لگی۔ وہ نے بتایا کہ گاہ کے دوسرے حصے کی طرف جا رہا تھا۔ ملازم کی سوچ زائر نے اس کا ایک پرائیویٹ گراہے جہاں بڑے سازش کے دستور پر مبنی تھی اور کئی تہذیبیں۔ وہاں خفیہ قاتل اور اہم معزومین میں ملازم سے کر کے کی صفائی کرنا تھا۔

مرنا بدستور خاموش رہ کر دوسری معلومات حاصل کرتی رہی

پھر اسی رات کھانے کے دوران کھانے کی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوا عمل کرادی۔ وہ سرکاری ملازم سپراسٹر کا دست و قدار تھا لیکن بچا رہے کو پتا نہ چلا کہ وہ اپنے مالک کے خلاف کیا کرنا چلا گیا۔

سپراسٹر نے کھانے کے دوران تھوڑی سی کمزوری محسوس کی اور سوچا کہ آج تھوڑا سی کھانا کھا رہا تھا۔ لیکن کھانا لذیذ تھا۔ وہ کھانا چلا گیا پھر میرے اٹھتے ہوئے ملازم سے بولا۔ ”میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ فون آئے تو انیڈ کر لیتا۔ میں سوئے جا رہا ہوں۔“

وہ اپنے بیڈ روم میں گیا۔ دوا کے اثر سے اسے لاک کر دیا اب کوئی اندر نہیں آسکتا تھا لیکن مرنا ملٹی! اس نے پوچھا ”بیڈ سپراسٹر مجھے اپنے دماغ میں خوش آمدید نہیں کہو گے؟“

”وہ گہرا کر بولا۔ ”مہم؟ تم آئی ہو؟ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“

”تمہارا ملازم بہت وقار پر ہے۔ کھانے کی چیزیں اس کی کمزوری سمجھا دی۔“

”ہاں میں کھانے کے بعد کچھ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ یہ چاہتا تھا شاید زیادہ صحت کے باعث ایسا ہو رہا ہے مگر تم نے یہ۔۔۔ یہ اچھا نہیں کیا۔“

”میں صرف اتنا معلوم کرنے آئی ہوں کہ تم نے میرے ساتھ کیا اچھا کیا ہے۔ اگر تم میرے خلاف کوئی سازش نہیں کر رہے ہو تو پھر میں ہمیشہ تھیں۔ دوست سمجھتی رہوں گی۔“

”میں قسم کھاتا ہوں کہ میں تمہارے خلاف کوئی سازش۔۔۔“

”قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارے دماغ کے چور دوا دے سے چور خیالات میری طرف آ رہے ہیں۔ میں تھیں قسم دیتی ہوں ”اسی طرح ہسٹر خاموش پڑے رہو۔ ورنہ دماغی زلزلہ برداشت نہیں کیاؤ گے۔“

اس نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بند کر لیا۔ مرنے نے پوری طرح اس کے دماغ پر قبضہ چلایا پھر اس کی آنکھیں بند کر دیں اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ دماغ کو ذرا ڈھیل دی جائے۔ وہ کچھ یوں چاہتا ہے لیکن جو کچھ یوں چاہتا تھا وہ پہلے اس کا دماغ مرنا کو بتا رہا تھا۔

رفتہ رفتہ وہ سوئے لگا۔ مرنے اسے گہری نیند میں پہنچا دیا۔ اس پر خوشی عمل کرنے لگی۔ عمل کرنے کے دوران وہ اپنا ہتھوڑا کر کے ایک کونزور ہو گیا تھا۔ دوسرے گہری نیند میں تھا۔ گہری نیند میں رہنے والوں کو صرف ملٹی بیٹھی جاننے والے ہی اپنا معمول بنا سکتے ہیں۔ کوئی نام ساحل ایسا نہیں کر سکتا۔ بہر حال وہ پوری طرح معمول بن گیا۔

مرنے نے سوال کیا ”جہل سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں؟“

اس کی آنکھیں بند تھیں۔ جواب دیتے وقت صرف اس کے ہونٹ مل رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا ”جہل سے ایسے تعلقات ہیں کہ وہ تمہاری میں اہم راز دارانہ معاملات پر گفتگو کرتا ہے۔“

”میرے معاملے میں کیا کھنگو ہوتی ہے؟“
”وہ تمہاری طرف سے اندیشوں میں گہرا ہوا ہے۔“
”اندیشوں کی نوعیت کیا ہے؟“

”وہ سمجھتا ہے، تم فریاد علیٰ تیور کی چالوں میں آگئی ہو۔ وہ چارے کے طور پر ٹپکی جیتی جانے والوں کو تمہارے حوالے کر رہا ہے۔ اچھی طرح تمہارا اعتماد حاصل کرنے کے بعد وہ تمہارے ذریعے ہمارے ملک اور ہماری قوم کو بری طرح نقصان پہنچائے گا۔“

”میرے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟“

”میں نے جزل کے سامنے خیال ظاہر کیا ہے کہ جوں لڑکی اس مو سے ضرور متاثر ہوتی ہے جو اس پر اپنی مداخلت سے اثر انداز ہوتا ہے۔“

”تمہارا کیا خیال ہے، میں کس مو سے متاثر ہوں؟“

”مجھے یقین ہے کہ تم فراد کے دونوں بیٹوں میں سے کسی ایک پر مرئی ہو۔“
”تم اور جزل کس طرح مجھے فرادی جیلی سے جدا کرنا چاہتے ہو؟“

”جزل جلی کو ٹپ کر کے والا ہے۔ جس طرح فراد ہمیں سبز باغ دکھا رہا ہے، اسی طرح جزل جلی کو سبز باغ دکھائے گا۔“

”تم نے اس منصوبے کے سلسلے میں کیا رائے دی ہے؟“

”یہ جزل کا معاملہ ہے۔ وہ اپنے ایک خاص ٹپکی جیتی جانے والے کے ذریعے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ میں نے اپنی پلاننگ کے مطابق جزل سے درخواست کی ہے کہ وہ برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کو موت سزا نہ دے، انہیں ہمارے لیکن ہائی سے پہلے اپنے خاص ٹپکی جیتی جانے والے کے ذریعے ان پر غریبی عمل کرائے تاکہ ہائی کے بعد معلوم ہوتا رہے کہ وہ ہانچوں کماں چارے؟ اور کیا کر رہے ہیں؟“

”کیا وہ ہانچوں مجھے تلاش کریں گے؟“

”نہیں۔ میری پلاننگ کے مطابق میں ان ہانچوں تک ہمیں پہنچاؤں گا۔ تم انہیں قتل کرو گی۔ اس طرح دو مقاصد حاصل ہوں گے۔ ایک تو جزل کے فضلے کے مطابق وہ مر جائیں گے۔ دوسرے تم مجھ پر اعتماد کرنے لگو گی کہ میں نے جزل کے ہانچوں جھجوں کو تمہارے ہاتھوں ہلاک کر دیا ہے اور آئندہ بھی تمہارے کام آتا رہوں گا۔ اس طرح رفتہ رفتہ تمہارے اندرونی معاملات تک پہنچنے کی کوشش کرنا رہوں گا۔“

”کیا واقعی آج رات باہر بچے ان ہانچوں کو دھاکا جائے گا؟“
”ہاں میں نے جزل کو بتایا ہے کہ تمہارے ٹپکی جیتی جانے والے فوجی ہیڈ کوارٹر کے باہر پہنچے رہیں گے۔ جب وہ ہانچوں ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلیں گے تو ان کا تعاقب کریں گے۔“
”یعنی میرے ٹپکی جیتی جانے والوں کو شکار کرنے کے

انتظامات ہو رہے ہیں؟“

”لیکن تمہارے کسی خیال خوانی کرنے والے کو پھیناؤ جانے گا۔ دوسری دور سے گھرانی کی جائے گی۔ ان کی ہاتھوں معلوم کی جائیں گی پھر ان کی نادانستی میں تمہارے ٹپکی جیتی کی کوشش کی جائے گی۔“

”جزل کے دوسرے منصوبوں کے بارے میں کیا جاننے ہو؟“
”میں اپنے منصوبے بنا کر اسے کریدنے کی کوششیں کر رہا ہوں کہ وہ بھی مجھے اپنے منصوبے بتائے مگر وہ بہت گہرا ہے۔ اچھا، باتیں زبان پر نہیں لاتا ہے۔“

”کیا تم اس کے خاص خیال خوانی کرنے والے کو بلا رہے ہو؟“

”نہیں۔ میں نے صرف اس کا ذکر کیا ہے۔ جزل اتنا اعتماد کر اس کا نام بھی کسی کے سامنے نہیں لیتا ہے۔“

”کیا ٹرانسفا مر مشین کے ذریعے سننے ٹپکی جیتی جانے والے پیدائے جارہے ہیں؟“
”ٹپکی جیتی جانے والوں کا شعبہ جزل کے ہاتھوں میں ہے نہیں وہ کیا کر رہا ہے۔“

”تم اپنے خاص سراغ رساؤں کے ذریعہ کچھ نہ کچھ معلوم کتے ہو۔“

”مجھے جو سراغ رساں دیے گئے ہیں وہ سرکاری ہیں۔ عقل کتنی ہے، تمام سرکاری سراغ رساں مجھ سے زیادہ جزل وفادار ہوں گے۔“

”مرنے سے تائید کی“ ہاں“ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال میں حکم دیتی ہوں، تم آئندہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرو گے۔“
”میں تمہاری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گا۔“
”میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ صبح بیدار ہونے کے بعد یہ جاؤ گے کہ خواب کی حالت میں تم پر غریبی عمل کیا گیا تھا۔“

”اس نے وعدہ کیا کہ حکم کی تعمیل کرے گا۔ وہ دافنی طور ہو گئی۔ پارس نے کہا“ رات کے گیارہ بجے والے ہیں۔ تمہارا انتظار میں ہوں گا۔“

”وہ ہنسنے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑ کر بچن کی طرف جانے پارس نے پوچھا“ خوب ہنس رہی ہوں۔ کسی کامیابی کی ہے۔“

”میں کامیابی پر زیادہ خوش نہیں ہوتی۔ مجھے اس بات کی ہے کہ تم میرے لئے ابھی تک بھوکے ہو۔“

”وہ کھانا کر میز پر رکھنے لگی۔ پارس نے کہا“ تم کھانا ہمارے روز قاتل کروں گا تاکہ تمہیں زیادہ سے زیادہ خوش ہوئی رہے۔“

”وہ خوب کھکھلا کر ہنسنے لگی۔ اپنے ہاتھ سے اسے دھوئے پانی لے گی کہ اس نے کس طرح سپر ماسٹر کو ٹپ کیا؟“

”ہاں میں سن کر بولا“ تمہاری اطلاع کے مطابق ان ہانچوں کی رہائی میں چھتالیس منٹ رہ گئے ہیں اور سماں تم بہت اطمینان سے جیتی ہو۔“

”میرے انتظامات مکمل ہیں۔ میرے چار ٹپکی جیتی جانے والے چھ آٹھ کاروں کے داغوں میں ہیں۔ وہ آٹھ کار فوجی ہیڈ کوارٹر کے قریب ہونے باوجود پہنچیں گے اور مختلف سمتوں میں جانے والے ان ہانچوں کا تعاقب کریں گے۔ میں بھی ان آٹھ کاروں کے داغوں میں آتی جا رہی ہوں گی۔ اور ان کا ٹھکانا معلوم کرتی رہوں گی۔“

”اس کے بعد کیا ہو گا؟“

”اس کے بعد یہاں حاضر ہو کر تمہاری آغوش میں سوجاؤں گی۔“

”میرے قریب رہ کر تم عقل سے بھری ہوئی جا رہی ہو۔“
”وہ چمک کر بولی“ کیا مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے؟“
”آج تمہیں میری آغوش میں نہیں آنا چاہئے۔ جزل کے اس خاص ٹپکی جیتی جانے والے تک پہنچنا چاہئے۔“

”کیا تم نے کوئی تدبیر سوچی ہے؟“

”میں کیا سوچتا ہوں؟ تم نے کوئی تدبیر کیوں نہیں سوچی؟“
”میں مانتی ہوں، تم نے مجھے سوچنے کے قابل نہیں چھوڑا ہے۔ بلکہ میں چاہتا ہے کہ دشمنوں سے فوراً فٹ کر تمہارے پاس آجاؤں۔ ایسی جلد بازی میں بہت سی باتیں بگھنے کو جاتی ہیں۔“
”میں یہ الزام اپنے سر نہیں لوں گا کہ میری وجہ سے تم کا کام

ہوئی جا رہی ہو۔ یہ محبت تو نہ ہوئی تو دشمنی ہو گئی۔“
”حق کہتے ہیں۔ میں دوسرے کمرے میں جا رہی ہوں اور اس پلو پر غور کروں گی کہ جو تدبیر تمہارے داغ میں آئی، وہ میرے داغ میں کیوں نہیں آئی۔ اس سلسلے میں کچھ ایشادہ دو گے؟“
”ہاں“ اپنے شکاروں کے ذریعے شکار کر سکتی ہو۔“

”اس میں شہ نہیں کہ وہ بے حد ذہین تھی۔ پارس کی بات سننے ہی اس نے دودھ سے چمچا کر اسے دکھا دیا اور سوچا پھر پارس کے ہاتھ پر ہاتھ مارے ہوئے کہا“ مائی گڈنس! اتنی معمولی سی بات میں نے نہیں سوچی اور تمہارے گلے گلنے کے لئے یہاں حاضر ہو گئی۔“

پارس ہنسنے لگا۔ ”وہ بولی“ اگر میں برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس میں سے کسی ایک کو دافنی طور پر کوزہ بنادوں اور اس کے داغ میں جاتی رہوں تو جزل کے خاص خیال خوانی کرنے والے کی آواز سن لوں گی۔ وہ ہانچوں کو اپنا معمول سمجھ کر ان کے اندر آجاتا ہو گا۔ پھر پکڑ کر بولی“ میں جا رہی ہوں۔“

”وہ کرسی پر بیٹھ کر دافنی طور پر دہاں سے گم ہو گئی۔ جزل کے خاص ٹپکی جیتی جانے والے کے داغ میں بی افکار پہنچا نہیں جا سکتا تھا لیکن یہ کیسا کیسا تھا کہ مرنا اس شخص کی آواز اور لہجے سے واقف ہو جائی۔“

”مرنا کو اپنے تمام ٹپکی جیتی جانے والوں میں جودی نارمنس پر بہت مجبور تھا۔ وہ اندھ دے داریاں اسے سو بھرا کر لیتی تھی۔ اس وقت رات کے باہر بج چکے تھے۔ آٹھ کاروں کے داغوں میں جانے سے پہلے ہاتھ مارا کہ وہ سب مختلف راستوں پر گاڑی ڈرائیو کر رہے ہیں اور فوجی ہیڈ کوارٹر سے باہر نکلنے والی گاڑیوں کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اس نے جودی نارمنس سے پوچھا“ ہیلو جودی! کیا پوزیشن ہے؟“

”میں نے تعاقب جاری ہے۔ میں باری باری تمام آٹھ کاروں کے اندر جا کر دیکھ رہا ہوں۔ جو راجوری، کینٹی پال اور کئی جیتو بھی ایک ایک آٹھ کار کے اندر موجود ہیں۔“

”ہم جس آٹھ کار کے داغ میں ابھی باتیں کر رہے ہیں، اسے چھوڑ دو میں اسے پینڈل کر رہی ہوں۔“

جودی نارمنس چلا گیا۔ مرنا اس آٹھ کار کے داغ پر پوری طرح قبضہ بنا کر تیزی سے کار ڈرائیو کرنے لگی۔ ان ہانچوں میں سے کسی ایک کی کار آگے جا رہی تھی۔ وہ اس کار کے برابر آئے گی۔ آٹھ کار نے اس کی مرضی کے مطابق کار کے برابر آتی سی اسٹریک کو اچانک گھمایا دوسری کار دھکا کھاتے ہی سنبھل نہ سکی۔ فٹ ہاتھ پر چڑھی اور ایک دکان کے شوئس کو ڈھونڈنے ہوئے رک گئی۔ اس کے اندر جو کوئی بھی تھا، وہ زخمی ہوا تھا اس کے داغ میں بھی کمزوری پیدا ہوئی ہوگی۔ مرنا نے فوراً ہی برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس کے داغوں میں جانے کی کوشش کی لیکن انہوں نے سانس روک لی۔

یہ جزائی کی بات تھی۔ ان ہانچوں میں سے کوئی زخمی نہیں ہوا تھا۔ جب کہ کار کو ایک حادثہ پیش آیا تھا۔ وہ دوسرے آٹھ کار کے پاس پہنچ گئی۔ اس آٹھ کار کے پاس ریلوور تھا اس نے ریلوور کے ذریعے ایک پیسے میں گولی ماری۔ آگے جانے والی کار کا پیسہ برست ہوا، وہ ڈگمگاتی پھر ایک طرف گھوم کر تیزی کے ساتھ ایک درخت سے ٹکرائی۔ مرنا نے پھر ہانچوں کے داغوں میں باری باری پہنچنا چاہا لیکن ان سب نے سانس روک لیں۔

وہ جودی نارمنس کے پاس آکر بولی“ ہمارے ساتھ دھوکا ہو رہا ہے۔ ان ہانچوں کو ہا نہیں کیا گیا ہے۔“

”میں نے اس کا مطلب ہے“ جزل نے ہمیں ٹپ کر کے اپنے فوجی جانوں کو برین ماسٹر اور بلیک سیکرٹس ہیکس بنا کر ہیڈ کوارٹر کے باہر نکالا ہے۔“

”ہاں۔ جو راجوری، کینٹی پال اور کئی جیتو سے کو“ وہ آٹھ کاروں کے داغوں سے جائیں اور آرام کریں۔“

وہ اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ وہاں سے اٹھ کر خواب گاہ میں آئی پارس آگئیں بند کئے اپنے داغ کو سونے اور گانے کی ہدایات دے رہا تھا پھر آہٹ سن کر چمک گیا مرنا کو دیکھ کر بولا“ بڑی جلدی فرمت ہو گئی، کیا کام نہیں بنا؟“

وہ ٹپٹے ہوئے بولی "جنرل بہت چالاک بنتا ہے اس نے پانچوں کو رہا نہیں کیا۔ اُن کی جگہ فوجی جوانوں کو بیڑا کوارٹر سے روانہ کیا تاکہ میرے دوستوں کو نہ پکڑ سکے۔"

"یہ بات تمہیں کیسے معلوم ہوئی؟ کیا تم نے ان رہا ہونے والوں کو زندگی کا قہا؟"

"ہاں اس کے بعد پانچوں کے پاس مکی جی تھی 'انہوں نے سائنس روک لیں۔"

"کیا جنہیں زندہ کیا تھا 'ان کے داغوں میں مکی تھی؟"

"ان کے پاس جا کر کیا کرتی؟"

"یعنی میرے پاس آنے کی بے چینی تھی؟"

"تم اتنے خوب صورت نہیں ہو۔ میں سونے کے لئے آئی ہوں۔"

"مان لو کہ میرے پلوں میں آنے کے لئے تم نے پھر غلطی کی ہے۔"

"کیسی غلطی؟"

"جن پانچ فوجی جوانوں کو برین ماسٹر اور بلیک ٹیکسٹ بنا کر بیڑا کوارٹر سے باہر نکالا گیا ہے ان کے داغوں میں جنرل کا خاص ٹیلی پتھی جاننے والا آتا ہو گا اور ان کے ذریعے تمہارے قہاقب کرنے والے آئے گا۔ کادل کو دیکھتا ہو گا۔ جن افراد کو تم نے زندہ کیا ان افراد کے داغوں میں وہ آگیا ہو گا۔ ان سے باتیں کی ہوں گی۔ ان کی خیریت معلوم کی ہوگی۔ تم ان کے اندر ہو تیس تو اس خاص خیال خدائی کہنے والے کی آواز سن چکی ہو تیس۔"

میرا تو اس غلطی کا شدید احساس ہوا۔ وہ ٹھٹھکتا خوردہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ یہ تو بہت آسمان تھا۔ اس نے جس آواز کا رکے ذریعے کار کا حادثہ کرایا تھا اسی کے ذریعے حادثے کا شکار ہونے والے کو مخاطب کرتی۔ اس زندہ ہونے والے کو کار سے باہر نکالنے تو اس دوران جنرل کے خاص آدمی کی آواز ضرور سن لیتی۔

وہ سر جھکا کر بولی "پارسی ایس باقی ہوں۔ جب تھاکھی 'حرف اپنی ذات پر محسوس کرتی تھی تو جی غلطی نہیں کرتی تھی بڑے بڑے کارنامے انجام دیتی تھی۔ دشمنوں کو حیرانی اور پریشانی میں مبتلا کر دیتی تھی۔ جب سے تم آئے ہو میں باڈلی ہو گئی ہوں۔ تم میرے خواس پر چھائے رہے ہو۔ رات ہوتے ہی غیر شعوری طور پر تمہارے پاس آنے کے لئے مجھے بہن ہو جاتی ہوں۔ جلد بازی میں ادھوری خیال خدائی 'ادھوری مصلحت حاصل کرتی ہوں اور اپنے مقاصد میں ناکام رہتی ہوں۔"

"جس پر جذبات غالب آتے ہیں 'اس سے غلطیاں ضرور ہوتی ہیں، میں ایک دوسرے سے دور رہتا چاہئے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی اس کے پاس انگریز گئی۔ پھر بولی۔

"تم درست کہتے ہو، میری بھلائی چاہئے ہو۔ ہم دور رہ کر بھی محبت کر سکتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملاقات کا وقت مقرر کر سکتے

ہیں۔"

پارسی نے کہا "اگر ایک گھنٹی کی ملاقات ہو تو اس ایک گھنٹے کے بعد ایک منٹ بھی ساتھ نہیں رہیں گے۔"

"مجھے بہت سی اہم ذمے داریوں سے منہا ہے۔ جنرل نے چال چلی ہے، اس کا منہ توڑ جواب دینا ہے اس لئے میں ہوتے ہی چلی جاؤں گی۔ پھر ایک ہفتہ بعد ملاقات کروں گی۔"

"مجھے منظور ہے۔"

"کیا تم میرے بغیر ایک ہفتہ گزارو گے؟"

"میں جی ہذا باتیں کرتی ہوں کہ تو تم ایک لمحہ بھی ایک دوسرے بغیر نہیں گزار سکیں گے۔"

"آج تو جی بھر کے جی ہذا باتیں کرلو۔"

"سوری! دنیا میں تمہاری جیسی حسین اور جوان لڑکیوں کی کم نہیں ہے۔ میں کسی سے بھی عشق فرا سکا ہوں لیکن مجھے مرزا مرنا سے عشق ہے، اس مرزا سے جو اپنی ذہانت اور حاضر دماغی سے دشمنوں کے دانت کٹے کر دیتی ہے۔"

مرنا نے مسکرا کر اس کے سینے میں اپنا منہ چھپا لیا۔

☆○☆

میں جیسے ساری دنیا کو بھول چکا تھا۔ کوئی اخبار نہیں تھا کوئی ذہنی نہ تھی کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ سوئٹزرلینڈ کے ایک بہت میں میں تھا اور سونا تھی۔ سونا تھی اور میں تھا سب ساری دنیا نگاہوں سے اور بھول ہو گئی تھی۔

میں اپنی جان حیات کو سر سے پاؤں تک حاصل کرنا تھا اور سوچتا تھا۔ میں کتنا نادان ہوں! ناقہ دربان ہوں کہ سونا کی پہلے قدر نہیں کی۔ ساری دنیا اس کے گن گاتی رہی اور میں اسے نظر انداز کر رہا۔ اور یہ سمجھتا رہا کہ وہ مجھ سے اپوس ہو کر خواہشات کی دنیا سے نکل گئی ہے اور روحانیت میں ڈوب چکی ہے۔

جب کہ ایسا نہیں ہوتا۔ انسان جب تک زندہ رہتا ہے خواہشات سے نجات نہیں پاتا۔ یہ الگ بات ہے کہ خود کو روحانیت میں گم کرنے کی کوشش کرتا رہے۔ سونا بھی مکی کروی تھی لیکن مجھے دل سے لڑچ کر نہیں پھینک سکی تھی۔

اصل بات یہ تھی کہ اس میں حیا اور شرافت تھی۔ وہ میری داشتہ نہیں بننا چاہتی تھی اس لئے اپنے اور میرے درمیان قاطع قائم کر لیا تھا۔ لیکن جب باقاعدہ تاج پر حوا کے کی بات اٹھی تو فوراً میری زندگی میں داخل ہو گئی۔

وہ ایک دن بولی "پورے دو ہفتے گزر چکے ہیں سنہ دین کی خبر ہے نہ دنیا کی۔"

میں نے کہا "دنیا کو بھول جاؤ۔ ہم نے ایک طویل زندگی نہانے بھر کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے گزار دی۔ یہ بات جو نہ مکی ہے اس ہم سب کی سچ پر لڑتے ہوئے گزار دیں گے۔"

وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی "تمہاری ذاتی سر میں اور ذاتی خواہشات

کے ساتھ دنیا بھر کی ذمے داریاں بھی ہوتی ہیں جن سے منہا ہوتا ہے کہ تمہارا فرض نہیں ہے کہ پارسی علی تیور سونا جانی جو جو اور مرنا کی خیریت معلوم کرو؟"

"میرے داریوں کا بوجھ اٹھانے والا یوں بڑھا ہوا جاتا ہے اور میں تمہارے ساتھ جان رہتا ہوتا ہوں۔"

"معلوم ہوتا ہے مجھے پارسی کی بڑبازل کرنی ہوگی۔ پارسی نے لے کر کام کے آدمی بن جاؤ گے۔"

اس بات میں پارسی قہا دھکی بھی تھی۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ دھکی پر عمل کرے۔ لہذا مجھے پھر عملی دنیا میں آنا پڑا۔ میں نے پارسی کو مخاطب کیا "ہیلو ایسے ہو؟"

"میرے میں ہوں اور انتظار کر رہا ہوں۔"

"کس کا انتظار؟"

"ایک شخص سے بھلائی یا نعمی سی بن گا۔"

میں نے ہنسنے ہوئے کہا "خیریت کی ہے باتیں کرو۔"

"اور ادب سے سنجیدہ مسئلہ ہے میں نے آپ کے اور ماما کے ہاتھ پیلے کر دیے۔ اب آپ دونوں کو پھلتے پھولتے دیکھنے کی آرزو ہے۔"

"میرے باپ! تمہاری آرزو پوری ہوگی۔ مرنا کیسی ہے؟"

وہ تمام حالات بتانے لگا۔ میں نے ہنسنے کے بعد کہا "جنرل نے برین ماسٹر اور چاروں بلیک ٹیکسٹ کو رہا نہیں کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ان پانچوں کو پھر زنا سفاک دشمن سے گزارے گا۔ ان کے اندر سے غور اور اقتدار حاصل کرنے کی خواہشات کو ختم کرے گا اور انہیں اپنا ابدی رہا کر دے گا۔"

پارسی نے کہا "جنرل بڑی خطا دلانک پر عمل کرتا ہے۔ پھر ماسٹر اور اعلیٰ حکام پر بھی محسوس نہیں کرتا۔ اگر کسی طرح جنرل تک رسائی حاصل کر لیں یا آپ اس کے داغ میں پہنچ جائیں تو صرف جنرل پر ہی نہیں اور زنا سفاک دشمن پر بھی ہمارا قبضہ ہو جائے گا۔"

"جنرل تک مرنا راستہ بنا سکتی ہے مجھے یقین ہے کہ وہ ایسا کر دی ہوگی۔"

"اگر وہ کچھ کر رہی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کچھ نہ کریں۔"

"میں بھی کوشش کروں گا۔"

"کوں گا کیں 'ابھی سے کوشش شروع کر دیں۔"

"پلو شروع کرتا ہوں۔ مرنا سے معلوم کرو 'جنرل کے کتنے شیراز اور اس کی مصروفیات کیا ہیں؟"

وہ ٹیلیفون کے پاس آیا۔ پھر ریسیور اٹھا کر غبر و اکل کرنے لگا۔ میں نے پوچھا "کیا وہ تمہارے ساتھ نہیں رہتی ہے؟"

"میں تمہارے درمیان رابطہ رہتا ہے۔"

"پلو تو ایک ہی جگہ کے نیچے رہتے تھے۔"

"نواہ قہوت اچھی نہیں ہوتی۔"

"کیا تمہارے اعتماد کو نہیں پہنچی ہے؟"

وہ ریسیور رکھ کر بولا "وارنریک ایک مسلمان لڑکی حاملہ سے محبت کرتا ہے۔ وہ بھی اسے دل و جان سے چاہتی ہے لیکن وہ اپنا مذہب نہیں چھوڑنا چاہتی۔ مرنا چاہتی تھی کہ حاملہ کے دماغ پر قبضہ جاکر وارنریک تنہا میں اسے پتھارے میں لے اعتراض کیا تو اپنی محبت کو مثال بنا کر پیش کرنے لگی۔"

میں سمجھ گیا۔ اس بات سے اسے نہیں پہنچی ہوگی کہ وہ ایک مسلمان کے پاس آگئی پھر حاملہ ایک بیانی کو قتل کیوں نہیں کرتی ہے۔ پارسی نے کہا "میں نے مرنا کو سمجھا دیا کہ وہ حاملہ کے مزاج کے خلاف ایسی کوئی حرکت نہ کرے۔ اس نے میری بات مان لی ہے۔ وعدہ کیا ہے کہ حاملہ اور وارنریک کے معاملے میں مداخلت نہیں کرے گی۔"

"کیا تمہیں یقین ہے؟"

"میں محبت پر یقین رکھتا ہوں۔ محبت کرنے والوں پر نہیں رکھتا۔ آپ حاملہ کے پاس جائیں گے؟"

"میں ابھی آتا ہوں۔"

جنرل اور زنا سفاک دشمن کے معاملات اہم تھے۔ لیکن اس سے زیادہ اہمیت حاملہ کی تھی۔ دیکھنا ہے قہاک مرنا ہمارا اعتماد کہاں تک برقرار رکھتی ہے۔ میں حاملہ کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ اس کی آواز بھی نہیں سنی تھی۔ اس لئے وارنریک کے دماغ میں آیا۔

وارنریک لپٹا کا معمول تھا۔ پھر ہم نے اسے مرنا کے حوالے کر دیا تھا۔ مرنا نے اس پر دوبارہ توجہ عمل کیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کر دی تھی کہ آئندہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ سب ساری تمام سوچ کی لہروں کے لئے اس کا دماغ حساس رہے گا اور وہ سانس روک لیا کرے گا۔ دوسرے لفظوں میں مرنا نے لپٹا کا اور ہم سب کا راستہ روک دیا تھا۔

اب یہ حقیقت تمام ٹیلی پتھی جاننے والے سمجھ گئے تھے کہ کوئی بھی کسی کے معمول کے دماغ میں اس کی آواز بنا کر پہنچ سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ مرنا نے وارنریک کے دماغ کو صرف اپنی جاگیر بنا لیا تھا۔ میں مرنا کے لیے جس وارنریک کے پاس آیا۔

جزیرہ پونڈیا میں آدھی رات گزر چکی تھی۔ وارنریک نے چینی سے جاگ دیا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ پچھلی رات حاملہ پر دہرا لگی طاری تھی۔ وہ آدھی رات کو اس کے کمرے میں آگئی تھی۔ پھر وہ ہوا جو نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اس نے حسن و شباب کے آگے کھٹنے ٹیک دیے تھے جبکہ بڑا ہی مستقل مزاج تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ حاملہ کو محبت کے نام پر ہتھ نہیں کرے گا۔ اب وہ پریشان تھا کہ ایسا کیوں ہو گیا؟ وارنریک نے چپ چاپ حاملہ کے دماغ میں جا کر اس کا حال معلوم کیا۔ وہ بہتر نہ ہوئی تھی۔ مجھے منہ چھپانے پروردی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر وہ پچھلی رات باڈلی کیوں

ہوئی تھی ہے مگر سے نکل کے بے اعتبار وارنر کے کمرے میں کیسے چلی گئی تھی؟ اسے اپنی پارسائی عزیز تھی۔ اب وہ اس کا ماتم کر رہی تھی۔

اصل بات یہ تھی کہ وہ بے قابو کیوں ہو گئی تھی۔ اسے ایک بار بھی خیال نہ آیا کہ وہ گمراہی کی طرف جاری ہے یہ بات حائلہ کی سمجھ میں نہیں آسکتی تھی۔ لیکن میری اور وارنر کی سمجھ میں آگئی۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ یہ ضرور کسی ٹیلی جیٹھی جاننے والے کی شرارت ہے۔ وہ خیال خرابی کرنے والا حائلہ کے داغ میں آتا ہے۔ اور اس کے ذریعے وارنر کی گمراہی کرتا ہے۔ اور اس کی مشعل گمراہی کرنے کے لئے اس نے حائلہ کو اس کے ساتھ جذباتی رشتے میں جکڑ دیا ہے۔

وارنر درست سوچ رہا تھا۔ صرف یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ خود مرنا کا معمول ہے۔ اس کی سوچ کی لہروں کو نہیں محسوس کرتا ہے اور مرنا اس کے ذریعے حائلہ کو خود اس کے ہاتھوں بھاد کر بیگی ہے۔

میں اس بات کا قائل ہوں کہ محبت سے اور آپس کی رضا مندی سے تعلقات قائم کئے جاسکتے ہیں۔ اپنے مزاج کی بات ہوتی ہے۔ اگر کسی کے مزاج میں پارسائی کوٹ کوٹ گہری ہو اور اسے جبراً انکار کیا جائے تو یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اور یہ جرم ناقابل معافی ہے۔

مرنا کے اس عمل کا نفسیاتی تجزیہ یہ تھا کہ اس کے تحت الشعور میں پارس اس کے دشمن کے طور پر تھا کہ وہ مسلمان کی طرف کیوں جھک گئی ہے۔ دنیا میں سیکڑوں ہزاروں پارس ہیں لیکن ایک غلطی کرنے کے بعد وہ کسی دوسرے کو ہرگز قبول نہیں کر سکتی تھی۔ اس کا مزاج صرف ایک ہی مرد کو قبول کرتا تھا۔ ایسا مرد جو مذہب کے اعتبار سے ناپسند تھا اور خاندان کے اعتبار سے امریکی پالیسیوں کا مخالف تھا۔ اس کے خواص پر حکومت کرنے والا پارس شعوری طور پر دوست اور لاشعوری طور پر دشمن تھا۔

مرنا نے حائلہ کے ساتھ جو حرکت کی تھی وہ دراصل پارس سے ایک انتقام تھا کہ مسلمان لڑکی بھی بیسائی کی آغوش میں جاسکتی ہے۔ اب ایک بات صاف تھی کہ ایک طرف مرنا مدح کی گمراہیوں سے اپنے وطن سے محبت کرتی تھی۔ دوسری وطن کی پالیسیوں پر اعتراض کرنے والے کے بیٹے سے بھی محبت جاری تھی اور کوئی شخص وہ مخالف سمت جانے والی کشیدگی میں سفر نہیں کر سکتا۔ مرنا دونوں کشیدگیوں کے درمیان دو طرف سے پھنک کر خود بھی ڈوبنے والی تھی اور ہمیں بھی ڈوبنے والی تھی۔

محبت اور شرافت ہر جگہ ایسے نتائج پیدا نہیں کرتی۔ بعض جگہ محبت دھوکا دیتی ہے اور شرافت نقصان پہنچاتی ہے۔ ہم نے شرافت سے تمام ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو مرنا کے حوالے کیا تھا تاکہ وہ ہماری دوستی اور نیک نیتی کی قدر کرے۔ اپنی حکومت کی ان

غلط پالیسیوں کو رفتہ رفتہ بدل دے جن سے چھوٹے گھلوں کو نقصان پہنچتا ہے۔

لیکن ہم انسانی دماغوں میں سخر کرنے والے بھی مرنا کے مزاج اور اس کی ذہنی نو کو نہ سمجھ سکتے تھے۔ کئے گئے بھی اس کے دماغ میں جانے کا موقع نہیں ملا۔ پھر یہ کہ انسان کو ٹیلی جیٹھی کے ذریعے نہیں، ظلم نفسیات کے ذریعے ہی پہچانا جاتا ہے اور مرنا کی ایک نفسیاتی راج ہوتی ہے ہمیں جو نکلا دیا تھا۔ اب محض شرافت سے نہیں ذرا مٹا دیں گے بھی کام لینا ضروری ہو گیا تھا۔

میں نے پارس کو اپنے خیالات بتائے۔ اس نے کہا "ہاں اب سمجھ رہا تھا کہ میں نے احتیاطاً اس سے ذرا دوری رکھی ہے۔ لیکن اب بے حد ہلاک ہے۔ ہم سے بہت سی باتیں چھپاتی ہے اور کچھ اہم باتیں چھپانے کے لئے وہ مجھ سے دور ہو گئی ہے۔ یہ میری خوش فہمی تھی کہ میں نے اس سے ذرا قائل رکھا ہے۔"

میں اچانک ہی پارس کے داغ سے نکل گیا۔ میری چھٹی حس نے کہا ہم بیٹے باپ کے درمیان وہ بھی موجود ہے میں دوبارہ اس کے داغ میں گیا تو پارس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ حقیقت مجھ میں آگئی۔ میں نے کہا "مرنا میں نے تمہیں جیٹھی بنا کر محبت کچھ کئے کے طور پر دیا۔ مگر تم جاسوسی کر رہی ہو، چپ نہ کر ہمارا ہاتھیں سن رہی ہو۔"

وہ بولی "جب بات اپنے خلاف ہو تو ہر انسان چھپ کر رہتا ہے۔"

میں نے کہا "بات تمہارے خلاف نہیں تھی، تمہارے مزاج کے عین مطابق تھی۔ تم نے ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا۔ کیا اس سے انکار کرو گی؟"

"میں نے آپ کے اعتماد کو دھوکا دینے والا کوئی کام نہیں کیا۔"

"ہاں تم نے حائلہ کی پارسائی کو وادار نہیں کیا؟"

"ہرگز نہیں، یہ مجھ پر الزام ہے۔"

"حائلہ بھکی نہیں تھی۔ اس کے داغ میں جا کر بھاگ گیا ہے۔"

وہ بولی "کیا ایک میں ہی بھاگنے والی ہوں۔ کوئی اور اس کے داغ میں گیا ہو گا۔"

"تم اسی بھاگنے والی واردات کو دوسرے کے سر رکھ دی ہو۔ یہ تم جانتی ہو، یا ہم لوگ جانتے ہیں کہ ہمارے ہمارے سوا کوئی وارنر جیک کا ٹھکانا نہیں جانتا ہے۔ اگر تم نے یہ گناہ نہیں کرایا ہے تو پھر ہم نے ہی کرایا ہو گا۔ جبکہ ہم بھی ایسا کرنے کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ حائلہ کی پارسائی برقرار رکھو گی۔ لیکن۔۔۔"

میں نے قلع کھائی کرتے ہوئے کہا "پارس! بات ختم کرو۔ مرنا! تم جاؤ اور تنہائی میں غصے کے داغ سے سوچ کر ہمارا دوستی اور شرافت سے غلط فائدہ اٹھا کر تم کتنے خسارے میں رہو

گی۔" آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں؟

"داخل دے رہا ہوں۔ سمجھا رہا ہوں تاکہ کبھی یہ نہ کہہ سکے کہ نذرانے دینی بنا کر سوچنے سمجھنے کا موقع نہیں دیا تھا۔ پارس! میں جا رہا ہوں۔ تم جاہو تو سانس روک سکتے ہو یا جاہو تو اسے اپنی مائیں میں باندھ رکھ سکتے ہو۔"

میں اس کے داغ سے چلا گیا پارس نے چند سیکنڈ کے بعد کہا۔ "مرنا! میرے پیپا ہمیشہ کتنے ہی میرے داغ سے چلے جاتے ہیں۔ ابھی صرف تم ہو۔"

"ہاں میں ہوں۔"

"کچھ کہنے کے لئے نہ گیا ہے تو کہہ دو۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے چلے جاتا۔"

"کیا تمہاری محبت اتنی دیر کے لئے تھی؟"

"محبت کی گاڑی اعتماد کے پٹرول سے چلتی ہے۔ خدا نے ہمیں توڑی سی بات تو دے دی لیکن پٹرول نہیں دیا۔"

"تم غلط نہ سمجھو میں حائلہ کی گمراہی کی ذمہ دار نہیں ہوں۔"

"اپنی صفائی پیش نہ کرو۔ میرے پیپا کے تجربات کے سامنے ابھی تم کتنی بوسہ اپنے تجربات اور تجربے سے جو دیکھ لیتے ہیں جو کچھ لیتے ہیں وہ کبھی محسوس نہیں ہوتا۔"

"ہمارے درمیان پیپا کو نہ لاؤ۔"

"میں پیپا کو اپنے داغ میں بلائے والا ہوں۔ اس لئے تم یہاں سے بھاگ جاؤ۔"

اس نے سانس روک کر وہ داغ سے نکل گئی۔ پارس نے توڑی در اختیار کیا۔ پھر اسے سوچ کی لہر محسوس ہوئی، وہ بولا "میں جانتا تھا تم پھر چھپ کر باپ بیٹے کی گفتگو سننے آؤ گی۔ میں نے تمہاری حال

کھنے کے لئے پیپا کو ابھی بلائے والی بات غلط کی تھی۔"

"تم پھر غلط سمجھ رہے ہو۔ میں تمہیں پیار سے مٹانے آئی ہوں۔"

"میں نے پیپا سے گفتگو کا جو وقت مقرر کیا تھا، اسی وقت پیار سے مٹانے آئی ہو۔ میری نادان مجبور! تم نے اپنے ہاتھوں سے جہنم کے سامنے اپنی قبر کھود لی ہے۔ تمہیں اپنی نادانی کا احساس جلد ہی ہو گا۔"

"دیکھو، سانس نہ روکنا۔ تم ساتھ چھوڑو گے تو میں تمہارا باؤں کی۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرنا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ غصے سے سوچنے لگی وہ عیاں سے مجھ سے دل بھر گیا ہے اس لئے مجھ پر چڑھا رہا ہے۔

وہ اندر کر مٹنے لگی۔ یہ بات پریشان کر رہی تھی کہ ہم سب نے ساتھ چھوڑا تو وہ جہنم کے مقابلے میں بالکل تنہا رہ جائے گی۔

اس کے مزاج اور خیال کے مطابق حائلہ کا معاملہ معمولی سا تھا۔ لیکن پارس اور اس کے باپ نے بہت زیادہ اہمیت دی تھی۔ یہ خواہ مخواہ تعلقات بگاڑنے والی بات تھی۔ اسے غصہ بھی آ رہا تھا، پریشان بھی تھی اور جھجکا ہٹ بھی۔ ایسے وقت وہ یوگا کی مشقیں کیا کرتی تھی تاکہ موڈ نارمل رہے اور سہولت سے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بحال ہو جائیں۔

اس نے یوگا کے ایک آسن پر عمل کیا پھر سانس روک لی۔ اسی وقت جوڑی نارمن نے داغ میں آکر کوڈو رڈز ادا کئے وہ کوڈو رڈز کے دوران سانس لے رہی تھی پھر بولی "میں آ رہی ہوں۔"

وہ فرش پر سیدھی پاتھی مار کر بیٹھ گئی۔ پھر جوڑی نارمن کے داغ میں آکر بولی "کیا بات ہے؟"

وہ بولا "مخلو ہے۔ آپ جہاں ہیں، وہاں سے فوراً چلی جائیں۔ ٹپری اٹھ لی جس کے جوانوں نے آپ کی بانٹس گاہ سے ٹیلی فون کالیں ڈیٹیکٹ کی ہیں۔"

وہ بولی "میں نے اپنی بانٹس گاہ میں ایک بیکار سٹائیٹون رکھا ہوا ہے جس سے نہ کال کی جاسکتی ہے نہ ریسٹیو کی جاسکتی ہے۔ دے دے ایک بانٹس گاہ ہے جہاں سے کوئی مجھے کال کر سکتا ہے۔ بہر حال بروقت اطلاع دینے کا شکریہ۔"

وہ اس سے رابطہ ختم کر کے پارس کے پاس آئی۔ اس نے پوچھا "پھر کیوں آئی ہو؟"

"جیس خضر سے آگاہ کرنے آئی ہوں۔ تمہارے بچکے کا ٹیلی فون ڈیٹیکٹ کیا گیا ہے۔ تم کسی وقت بھی حراست میں لے جاسکتے ہو۔"

پارس نے پوچھا "تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟"

"ہاتھوں میں وقت خالی نہ کرو۔ وہاں سے بھاگو۔"

"تم نے اطلاع دینے میں دیر کر دی۔ تم چار دن پہلے مجھے چھوڑ کر گئی تھیں۔ میں نے تمہارے جانے ہی وہ بھلا چھوڑ دیا تھا کیونکہ مجھے تم پر بھروسہ نہیں تھا۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرنا نے کئی بیٹھو کے داغ میں آکر پوچھا "کیا تم اور تمہارے آوی پارس کی بانٹس گاہ کی گمراہی کر رہے ہیں؟"

"جی ہاں، مسلسل گمراہی ہو رہی ہے۔"

"کیا خاک ہو رہی ہے۔ پارس دھوکا دے گیا ہے۔ وہ میرے دہاں سے نکلے ہی خود بھی نکل گیا تھا اور تم سب سمجھ رہے تھے وہ اتنی جلدی نہیں جانے گا۔"

وہ غصے میں پھر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ جہنم اور اس کی فوج پہلے ہی مقابلے کے لئے کم نہ تھی۔ ایسے میں پارس کی ہلاک اور میری علیحدگی اس کے لئے مصیبت بن گئی تھی۔ اب وہ مارا الزام پارس پر ڈال رہی تھی کہ وہ عیاں ہے۔ اس کا دل بھر گیا ہے۔ اس لئے

علی گڑھ کی اختیار کر رہا ہے۔ عورت خواہ کتنی ہی ذہین اور محبت کرنے والی ہو، وہ غصے میں اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتی۔ ہر الزام اپنے سر پر رکھتی ہے۔

وہ پھر لوگاکے ایک آسن میں سانس روک کر لیٹ گئی۔ دس منٹ تک دم سادے کپڑے پہنی رہی۔ پھر سانس لینے لگی۔ تھوڑی دیر بعد یوگا کا دوسرا آسن اختیار کر کے پھر سانس روک لیا۔ اس نے دو چار بار ایسا کیا۔ اس دوران غصہ ختم ہوتا رہا۔ دماغ سے پریشانی دور ہوتی رہی اور سکون حاصل ہوتا رہا۔ آخر وہ لان میں آکر بیٹھ گئی۔ اس نے سکون اور غیر جانبداری سے سوچا۔ ”میں نے اپنی اپنی تسکین کے لئے معاملہ کو دراز کی تھالی میں پہنچایا یہ میرے لئے کوئی بڑی اہم بات نہیں ہے۔ لیکن ہمارے لئے جو بات معمولی سی ہوتی ہے وہ دوسروں کے لئے بہت اہم ہوتی ہے۔ میں نے پارس سے معاملہ کے پاس نہ جانے کا وعدہ کیا اور وہاں جا کر اس کے اہتمام کو ختم پہنچائی۔ اب وہ اور اس کے پیاسا کی معاملہ میں مجھ پر بھروسہ نہیں کریں گے۔“

وہ اٹھ کر کھٹنے لگی۔ پھر سوچنے لگی۔ غلطی سب سے ہوتی ہے مجھ سے بھی ہو سکتی ہے اور اس اہتمام ہوئی کہ دل و جان سے چاہئے والا مرد اپنی عورت کی غلطیاں معاف کر دیا کرتا ہے۔ لیکن میرے مرد کے سر پر تو اس کا باپ سوار رہتا ہے۔ ایسا نہ ہوتا تو پارس میری قربت کی آغوش میں مجھے معاف کر دیتا۔

اب مجھے سونپنا چاہئے کہ دوبارہ پارس اور اس کے باپ کا اعتماد کیسے حاصل کر سکتی ہوں؟ میرے سامنے جہل ایک بھاری کی طرح کھڑا ہوا ہے۔ اس پہاڑ کو کاٹنے کے لئے مجھے پارس اور فرہاد علی تیور کی ضرورت ہے۔

سکون سے سوچا جائے تو مسئلہ کا حل نکل آتا ہے۔ ایسے وقت سونپا یاد آئی۔ اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی میں ہوں مرنا!

سونپا نے مہکا کر پوچھا ”کیسی ہو مرنا؟“
”مما! بہت براہم میں ہوں۔ پیپا اور پارس مجھ سے ناراض ہیں۔ اگر انہوں نے ساتھ چھوڑ دیا تو میں دشمنوں کے مقابلے میں گزروں جو جاؤں گی۔ میں آپ کا سارا لینے آئی ہوں۔“

”آخرب کیا ہے؟“
”پیپا آپ کے ساتھ ہیں۔ کیا انہوں نے کچھ نہیں بتایا؟“
”وہ بڑی دیر سے خیال خوانی میں مصروف ہیں۔ تم بتاؤ۔“
وہ معاملہ اور دراز کے متعلق بتائے گی۔ تمام باتیں سننے کے بعد سونپا نے کہا ”تم جو غلطی کی ہے اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ معاملہ اور دراز کی شادی ہو جائے گی تو ان کے تعلقات جانتے ہو جائیں گے یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔“
وہ خوش ہو کر بولی ”وہ ممما آپ واقعی عظیم ہیں جین پارس کتنا ہے میں نے اُس کے اہتمام کو دھوکا دیا ہے۔“

”پار کسے والی عورت دھوکا نہیں دیتی بلکہ اسے بھروسہ جان بوجھ کر غلطیاں کرتی ہے کہ وہ ہمارا مو ہے۔ ہمیں وہ معاف نہیں کرے گا تو کیا دنیا کسے ہی دھوکا مل عورت اس انداز سے ہی اپنے مرد کی محبت کو آزماتی ہے۔ سب سے شک تم نے غلطی کی کی ساتھ ہی پارس کی محبت کو آزمادری ہو۔“

”وہ ممما! اپنی ٹوپر۔“
”تمہاری پریشانی کیا ہے؟“
”پارس ناراض ہے۔“

”اگر میں اسے مٹاؤں گی تو یہ ثابت ہوگا کہ میں کی محبت میں مان گیا ہے۔ یعنی تمہاری اہمیت نہیں ہے۔ تم اپنی اہمیت کھل کر کرتی ہو۔ خود اسے مٹاؤ۔ نہ مانے تو تمہاری محبت میں کی دہائی ہوگی۔ اپنی کی اور خاکی کو سمجھو۔ محبت کی جنگ میں عورت پیش قدمی کے جھنڈے گاڑتی جاتی ہے۔ اس کے سامنے مرد اپنے خواہش میں نہیں رہتا۔ تم کیسی عورت ہو؟“

”سوری ممما! میں بھول گئی تھی کہ یہ میرا ذاتی مسئلہ ہے۔ پارس کو میں خود راضی کروں گی لیکن پیپا بھی سخت ناراض ہیں۔“
”تمہارے پیپا میرے میاں ہیں۔ تم اپنے میاں کو مٹاؤں! اپنے میاں کو مٹاتی ہوں۔ تم ان میاؤں کو نہیں جانتیں۔ ذرا ر سلاؤ تو میاؤں میاؤں کرنے لگتے ہیں۔“

مرنا ہنسنے لگی۔ خوب دل کھل کر ہنسنے لگی۔ سونپا نے اس کے سر پر سے ہت بڑا ہماڑ مٹا دیا تھا۔ وہ بولی ”مرنا! تم نے ابھی تک آپس کے مسئلے پر گفتگو کی ہے۔ یہ گھر کی باتیں ابھی گھر میں ہی رہنے دو۔ پارس کو بعد میں بھی راضی کر سکتی ہو۔ پہلے یہ معلوم کرو جہل نے برین ماسٹر اور چاؤن ہلک بیکٹ کو رہا کیوں نہیں کیا؟“
وہ بولی ”صاف ظاہر ہے وہ مجھ تک یا میرے ٹیلی پیٹھی جانے والوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔“

”صرف اتنی سی بات نہیں ہے۔ میرے خیال کے مطابق وہ ان پانچوں کو پھر ڈانڈا سر مشین سے گزرا رہا ہے۔ انہیں شین یا توہی عمل کے ذریعے اپنا وقار برپا کرنا ہے۔ حتیٰ کہ ان پانچوں خطرناک دکھارہوں کو تمہاری تلاش میں روانہ کر چکا ہے۔“

”مما آپ کوئی مشورہ دیں۔“
”میردھی سی بات ہے۔ کسی طرح بھی جہل کے قریب رہا کرو۔ یہ معلوم کرو۔ اس کی مصروفیات کیا ہیں؟ جو تمام مسائل متعلق نہیں کر سکتا۔ اس کے دو چار مشیر ہوں گے۔ چاکر وہ مشیر کون ہیں اور وہ کن لوگوں پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے۔“

”میں یہی کوٹوش کر رہی ہوں۔ اب میں زیادہ توجہ فوج کے ایسے اعلیٰ افسران پر دوں گی جو رٹا پر ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر چکے ہیں۔ جہل ایسے ہی افراد کو اپنا مشیر اور راز دار بنا رہا ہوگا۔“
وہ چلی گئی۔ میں سونپا کے سامنے تھا اور اس کے دماغ میں خاموشی سے میرا کی باتیں سن رہا تھا۔ جب وہ چلی گئی تو میں سونپا

”جوب آکر بولا۔ ”جوب گگ رہی ہے۔“
وہ اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔
میں آرام سے بستر پر لیٹ کر جہل تک پہنچنے کے متعلق سوچنے لگا۔ مرنا واقعی ذہین تھی۔ اس نے بڑی ذہانت سے سوچا تھا کہ جہل اپنی فوج کے رٹاؤ افسروں کی خدمات حاصل کرنا ہوگا۔ ملازمت سے بیکدش ہونے والے وقاردار افسروں میں سے چند کو مشیر بنایا ہوگا اور چند ایک کو خاموشی کے فرائض سونپ دیے ہوں گے۔
مرنا نے پارس کو یہ بتایا تھا کہ پارس کے ایک گھریلو ملازم کے دماغ میں جایا کرتی ہے۔ میں نے سوچا کہ وہ اتنی سیدھی قوم نہیں ہے کہ اس ملازم کے دماغ میں نہ کہ صرف پارس کے ہتھکڑی ہوئی جگہ۔ اس پر پارس پر پورا بھروسہ نہیں تھا۔ یہ شہ قحاکہ بھی جہل کا حلقہ ہے۔

ان حالات کے پیش نظر مرنا نے حقیقت معلوم کرنے کے لئے پارس کے اندر پہنچنے کی کوشش کی ہوگی اور اس کے لئے اُس پر غریبی عمل ضرور کیا ہوگا۔ یہ بات میں ابھی معلوم کر سکتا تھا۔ میں نے پارس کی آواز اور لہجے کو یاد کیا پھر مرنا کی سوچی کی لہروں کے مطابق اس کے دماغ میں پہنچا تو وہ حساس دماغ رکھنے والا مجھے محسوس نہ کر سکا۔

میں بڑی خاموشی سے اہم معلومات حاصل کرنے لگا۔ پارس کے کی حیثیت سے ملک کے داخلی اور خارجی معاملات سے اس کا گہرا تعلق تھا۔ وہ بڑی اہم معلومات فراہم کر رہا تھا۔ میں نے حالیہ رٹاؤ ہونے والے فوجی افسروں کے نام پتے اور فون نمبر معلوم کئے۔ انہیں ایک کانڈ پر نوٹ کر رہا تھا۔ فوج کے معاملات میں وہ زیادہ مداخلت نہیں کر سکتا تھا۔ اسے جو کچھ معلوم تھا وہ میں نے معلوم کر لیا۔

پھر میں نے پارس سے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا ”کیا مرنا آئی تھی؟“
”آپ کے جانے کے بعد ایک بار آئی تھی۔ میں نے اسے لوٹا دیا تھا۔“
”آئندہ ایسا نہ کرنا۔ تمہاری مہمانی اس کی پہلی غلطی معاف کی ہے۔ تم رتہ رتہ اس سے راضی ہو جاؤ۔ سات عدد فون نمبر نوٹ کرو۔ یہ رٹاؤ فوجیوں کے نمبر ہیں۔“

میں نے تمام نمبر نوٹ کر لئے۔ پھر کہا ”پہلے ایک کو فون کرو۔ میں تمہارے ذریعے اس کی آواز سن کر جاؤں گا۔ جب وہاں آؤں تو دوسرا نمبر وار کھلیں گے۔“

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ میں نے اس کے ذریعے ایک رٹاؤ فوجی افسر کی آواز سنی پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ جلد ہی معلوم ہو گیا کہ وہ ہمارے مطلب کا آدمی نہیں ہے۔ میں نے پارس کے پاس آکر دوسرے کی آواز سنی پھر تیسرے کی آواز اس کے بعد چوتھے پانچویں کے دماغوں سے بھی وہ غیر متعلقہ افراد ثابت ہوئے۔

پارس نے کہا ”پارس کا تعلق فوج سے برائے نام ہے۔ وہ رٹاؤ ہونے والے اہم افسران کے متعلق نہیں جانتا ہے۔“
”یہی بات ہے۔ ہر حال وہ وہ گئے ہیں۔ انہیں بھی فون کرو۔“
اس نے مجھے افسر کو فون کیا۔ میں نے اس کی آواز سنی خیال خوانی کی پرواز کی اس کے دماغ میں پہنچا مگر اس نے سانس روک لی۔ میں نے وہاں آکر کہا ”بیٹا! یہ کام کا آدمی ہے۔ فوراً اس کے پتے پر روانہ ہو جاؤ۔ اس کی عمرانی کرو۔ یہ مجھے دماغ میں آنے سے روک رہا ہے۔“

”پیپا! ایک فون نمبر اور دہ گیا ہے۔“
”اسے چھوڑ دو۔ تم فوراً جاؤ۔ ورنہ وہ رٹاؤ افسر خطرو محسوس کرتے ہی رہائش گاہ بدلنے والا ہوگا۔“

میں نے پارس کو چھوڑ کر کھلی کو مخاطب کیا۔ وہ دیریں جانے کی تیاری کر رہی تھی۔ میں نے اس کے اندر آتے ہی اسے پکار لیا۔ وہ خوش ہو کر بولی ”آپ کیسے ہیں؟ سسر کیسی ہیں؟“
”متم خبیثت سے ہیں۔ ذرا ایک فون نمبر ذرا کھلو اور بولنے والے کے دماغ میں پہنچو۔“

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ پھر ہم دونوں ساتویں افسر کے دماغ میں پہنچے۔ اس نے بھی سانس روک لی۔ میں نے کہا ”کلی! کلی! جس حال میں بھی ہو گھر سے نکلیں اس کی رہائش گاہ کا پتا دیا ہوں۔ وہاں پہنچنے میں دیر نہ کرنا۔ تو وہ ایک جگہ بدل دے گا۔“
وہ ایک اپارٹمنٹ سے باہر آکر اپنی گاڑی میں بیٹھی میں نے

سب بک ڈسٹری بیوٹ میں پچھنے والی سلسلے وار کتاب

کتاب: ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱

اسے ساتویں افسر کا پتا بتایا۔ وہ ڈرائیو کرتی ہوئی بولی "آپ سسر کے پاس جائیں میں آکر رپورٹ دوں گی۔"

"میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ سونیا کے پاس جانے کا مشورہ نہ دو۔ یہ صاف الفاظ میں کہہ دو کہ میری موجودگی تم پر ایک بوجھ ہے۔"

"آپ کیسی باتیں کہتے ہیں۔ آپ کے آتے ہی میں کس طرح خوشی سے مکمل جاتی ہوں یہ آپ میرے اندر رکھ کر کچھ سکتے ہیں۔"

"بھر جانے کو کیوں کہتی ہو؟"

"کم از کم چھ ماہ تک آپ کے جملہ حقوق سسر کے لئے محفوظ ہیں۔ آپ کو ان کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہئے۔"

"اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ میں تھوڑی دیر کے لئے بھی تمہارے پاس نہ آؤں۔ یہی ملاقات بھی ہو رہی ہے اور کام بھی ہو رہا ہے۔"

"ٹھیک ہے کام ہو ہی آپ چلے جائیں گے۔"

"جاؤں گا پھر کسی کام کے بہانے آجاؤں گا۔"

وہ ہنسنے لگی۔ گفتگو کے دوران وہ اڑپورٹ پہنچی تھی وہاں ایک ڈو بیسک فلائٹ اٹلانٹا سے مین ہٹن جاری تھی۔ وہ ساتواں افریقین مین میں تھا۔ لیلی اسی فلائٹ سے چل پڑی۔ میں نے کنگ فرنانڈز کو ایک ٹیکسٹ پیغام سے کہہ دیا کہ لیلی آ رہی ہے اس کی رہائش کا انتظام کر دیا جائے۔

پھر میں نے پارس کو مخاطب کیا وہ بولا "میں جیسے افریقیاں لیوڈا کی رہائش کے قریب ہوں۔ میں نے اس ہنگامے کے اندر سے باہر آنے والوں کو اور باہر سے اندر جانے والوں کو دیکھا ہے۔ وہ سب ٹیکسٹ ہیں۔ جان لیوڈا بھی ششما جی ہو گا۔"

"کیا وہ کمرش موجود ہے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا لیکن ایک اندازہ کر سکتا ہوں۔ وہ اندر موجود ہے۔"

"تم نے کیسے اندازہ کیا؟"

"آپ نے اس کے دماغ میں جانے کی کوشش کی اس نے سانس روک لی۔ اسے خطرے کا احساس ہونا چاہئے تھا لیکن وہ خطرہ محسوس نہیں کر رہا ہے۔ کیونکہ عورتیں اور بچے باہر آتے جاتے وکھائی دے رہے ہیں جبکہ خطرات کے وقت کوئی چار دیواری سے باہر نہیں نکلتا ہے۔"

"تمہاری یہ دلیل قابل قبول ہے لیکن یہ حیرانی کی بات ہے کہ اسے خیال خرابی کرنے والے کو محسوس کر کے خطرے کا احساس کیوں نہیں ہے؟ کیا کہہ کر چار دیواری میں ایسے انتظامات ہیں کہ وہ معیت کے وقت آسانی سے چھپ سکا ہے یا کسی چور راستے سے فرار ہو سکا ہے؟"

"یہی بات ہو سکتی ہے۔ ابھی میں دیکھ رہا ہوں ایک لڑکی باہر

آئی ہے اور ایک سرخ رنگ کی اسپورنگ کار میں بیٹھ رہی ہے۔

"تمہارا کیا خیال ہے جان لیوڈا چار ڈال رہا ہے اس لڑکی کو اس لئے باہر بھیج رہا ہے کہ ہم اس کا تعاقب کریں۔ اسے نہ کریں۔ اس طرح جان لیوڈا کو یقین ہو جائے گا کہ ہم اس کی نگرانی میں ہیں۔"

"ٹیکسٹ کیلپی پاپا اپنی حال ہے۔ اس سے پہلے ایک باہر پڑا لڑکا سانپیل پر موار ہو کر کہیں گیا ہے۔ اس لڑکے سے پہلے ایک خاتون کار میں تھی جسے اب یہ فوجان لڑکی چاری ہے۔"

وہ دور بین کے ذریعے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کا چہرہ لڑکا فریاد کر چکا تھا۔ میں نے کہا "جان لیوڈا کی خواہش پوری نہ ہو لڑکی کے پیچھے چل پڑو۔"

"پاپا! اسوج نہیں۔"

"کیا سوج لو؟"

"آپ ایک معصوم بچہ کو جوان لڑکی کے پیچھے لگا رہے ہیں۔"

"میرے معصوم شیطان وقت ضائع نہ کرو۔ میں ابھی آؤں گا۔"

میں لیلی کے پاس آیا۔ ابھی اس کا سفر جاری تھا ڈیڑھ گھنٹہ پہلے پیچھے دی والی تھی۔ میں نے کہا۔ "ایک جوان لڑکی کو نہپ کر اور اس کے دماغ پر قبضہ بنا کر اسے لیلی بنا دو۔ دشمنوں کو یقین ملاؤ کہ تم ان کے ہاتھ لگ گئی ہو۔"

"میں اسے اس میں ایک مہیا لگا رہی لڑکی ہے۔ میں اس لڑکی میں دھچکی لے رہی تھی۔ اس کے دماغ کو پڑھ رہی تھی۔ پتلائی نفسیاتی مریضہ ہے۔ اسے یکے بعد دیگرے دو نوجوانوں نے پیار کر فریب دیا۔ اس کے ایک انگل نے اس کی ایک فیکٹری پر قبضہ کر لیا۔ وہ ذہنی انتشار میں مبتلا ہو کر ہستی گاتی رہتی ہے۔ زندگی کو ایک مذاق سمجھ کر گزار رہی ہے۔ میں سوچ رہی تھی کہ اس کے کام آؤں۔"

میں نے کہا "اچھا موقع ہے" یہ ہمارے کام آئے گی۔ ہم اس کے کام آئیں گے۔ تم اس کے شناختی اور پاسپورٹ وثائق کے متعلق مطمئن کرو۔"

میں پارس کے پاس آیا۔ وہ کاک ٹیل کلب کے قریب اپنی کار میں بیٹھا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا کیونکہ میرا موجودگی اس سے کہہ رہی تھی۔ "مجھ سے ایک ملاقات کرو۔ مجھے کچھ کہنے سننے کا موقع دو۔ خدا اپنے بندوں کی غلطیاں معاف کرتا ہے کیا تم بندے ہو کر اپنی بے دام بندی کی غلطی معاف نہیں کرو؟"

معاف نہیں کرو گے تب بھی ملاقات ضروری ہے۔"

پارس نے پوچھا "کیوں ضروری ہے؟"

"میں اپنی بربادی یا آبادی کا آخری فیصلہ کروں گی تم نے ساتھ دیا تو تمہارے ساتھ آباد رہا کروں گی۔ تم نے ساتھ چھوڑا تو جیل کے آگے جھینڈا ڈال دوں گی۔ پھر میں جانی میرا تبرا انجام ہو گا۔"

"یہی بات ہے" ہوئی ڈیلا مکہ میں ایک کمرلو۔ میں وہاں کسی بھی وقت آجاؤں گا۔"

"میں تم کی نگرانی کر رہی ہو؟ کار میں کس جگہ بیٹھے ہو؟"

"یہیوں کی طرح سوالات نہ کرو۔ جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرنے کے ساتھ میں بھی باہر نکل آیا۔ مجھے یقین تھا وہ پارس کے دوسرے کی شکایت کرنے آئے گی اس لئے میں فوراً بیٹھے کے پاس نہیں گیا۔ میرا یقین درست تھا۔ وہ دسویں بار آکر بولی "مجھے اس انداز میں نہ بھگاؤ۔ میری توہین نہ کرو۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟"

"میں کچھ بھی سمجھ لو۔ میں محبت سے موم ہوتا ہوں اور نفرت سے فلائین جاتا ہوں۔ ابھی تم سے محبت نہیں ہے اس لئے کیٹ آؤ۔"

اس نے پھر سانس روکی۔ وہ باہر گئی۔ پھر اندر آکر بولی "ہزار بار بھگاؤ ہزار بار آؤں گی۔ تمہارے جیسا رہ جائی یا کر کیا مجھے گا۔ دیکھو سانس روکنے سے پہلے سن لو۔ میں ہوئی کا کمر ایک کمراری ہوں۔ جب تک نہیں آؤ گے تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔"

"میری بھی بات سن لو۔ دو گھنٹے سے پہلے رابطہ نہ کرنا" میں معصوم رہوں گا۔"

"ابھی تو تم اپنی معصومیت بناؤ گے نہیں" ماش کے پٹیل کی طرح اڑنے ہوئے ہو۔ دو گھنٹے کے بعد تم سے پوچھوں گی۔"

وہ چلی گئی میں نے کہا "بیٹے! میں نے تم دونوں کی تمام باتیں نہیں سنی۔ بار بار آتا رہا جاتا رہا۔ اس کے جانے کے بعد اب قاطب کر رہا ہوں۔ کیا اس سے کہیں ملاقات کرو گے؟"

"جی ہاں۔ آپ ہوئی ڈیلا مکہ میں بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس وغیرہ پتہ چا دیں۔ آخری سلطانہ اور انکل سلمان وغیرہ کو ہدایت دیں کہ وہ ہوئی کے بچن سے کرے تک فرائض ادا کرنے والے ملازمین کے داغوں میں جگہ بنا لیں۔"

"میں کچھ کیا بیٹے! ہم مرنا پرمت زیادہ بھروسا نہیں کر سکتے۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

پارس، اور مرنا شکاگو میں تھے۔ اس شر میں بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے جتنے جاسوس تھے ان سے میں نے رابطہ کیا۔ انہیں تفصیل سے بتایا کہ مرنا اور پارس ہوئی ڈیلا مکہ کے ایک کمرے میں ملاقات کرنے والے ہیں۔ وہاں سب کو محتاط اور مستعد رہنا ہے اور ایسے انتظامات کرنے ہیں کہ کسی برے وقت میں پارس پر آج نہ آئے اور وہ صاف بچ کر نکل جائے۔

پھر میں نے سلطانہ اور سلمان سے کہا۔ "پارس کے پاس جاؤ۔ وہ ہمیں فون کے ذریعے ہوئی ڈیلا مکہ کے نیچر وغیرہ کی آواز میں سنے گا۔ تم دونوں وہاں کے غلام اسلاف کے داغوں میں آتے جاتے رہو۔"

وہ دونوں پارس کے پاس گئے۔ یہ لیلی کے پاس آیا۔ وہ نیم

پاکل لڑکی کے متعلق بتا۔ نہ گو۔ "اس کا نام شینا جارجیا ہے۔ اٹلی سے آئی ہے۔ پائلنگ تھا ہے۔ چاہتی ہے کسی چاہنے والے کا سہارا مل جائے تو امریکا میں رہائش اختیار کر لے گی۔"

میں نے کہا۔ "یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی چاہنے والا کا سہارا ملے۔ ہم اسے ایسا مضبوط سہارا دیں گے کہ وہ کسی چاہنے والے کی محتاج نہیں رہے گی۔ کیا وہ تمہاری طرح حسین اور بھرپور ہونے بدن کی مالک ہے؟"

لیلی آخر کار عورت تھی۔ اپنی تعریف سے خوش ہو کر بولی "جی ہاں" وہ میری طرح ہے لیکن اسے تخریبی عمل کے ذریعے قابو میں رکھنا ہو گا ورنہ وہ ہمارے کی طرح چلتی ہے۔ کبھی اور میری اور میری تخریبی رہی تو ہمارا کام بگڑ جائے گا۔"

"ٹھیک ہے" اسے تم اپنی معصومیت بنا سکتی ہو۔ فی الحال اسے جانے دو اور ساتویں افسر کی رہائش گاہ کی طرف چلو۔"

وہ مین ہٹن پہنچی تھی۔ اور اب ایک رینٹل کار ڈرائیو کرتی جاری تھی۔ ساتویں افسر کا نام جافری والٹن تھا۔ اس کی کوشش کے لان میں ابھی خاصی موقع تھی۔ کوئی درجن بھر عورتیں اور مردوں رہے تھے اور ان میں بول رہے تھے۔ میں جافری والٹن کے دماغ میں گیا تھا اس نے سانس روک لی تھی لیکن اسے ابھی جانی آئے والے خطرے کی پروا نہیں تھی۔ لیلی نے وہاں سے کار میں گزرتے ہوئے کہا "میں اس وقت تک رات گزار رہی جاری ہے۔"

وہ آگے جا کر رکی گئی۔ دو مین سے اس کو کوشش کی طرف دیکھنے لگی۔ وہاں کبھی کبھ لوگ گاڑیوں میں آتے تھے اور کچھ افراد گاڑیوں میں کہیں باہر جاتے تھے۔ میں نے کہا "پارس ایسے ہی ایک رستائو افسر کی عمرانی کر رہا ہے وہاں بھی میری سلسلہ ہے۔ جوان لڑکیاں اور لڑکے کاروں میں آتے جاتے ہیں۔ ان کا مقصد ہے کہ عمرانی کرنے والا کوئی ہے تو ان کا تعاقب کرے۔ انہیں نہپ کرے اس طرح یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہم ان افسران کو نہپ کر کے آتے ہیں۔"

"مجھے کیا کرنا چاہئے؟"

"میں تمہاری رہائش کا انتظام ہے۔ تم وہاں رہ کر شینا جارجیا کے ذہنی انتشار کا علاج کرو اور تخریبی عمل کے ذریعے اسے معقول بناؤ۔"

اس نے کار اشارت کر کے آگے بڑھادی۔ میں اسے نئی رہائش گاہ کا پتا کر پارس کے پاس آیا۔ وہ کاک ٹیل کلب کے اندر پہنچا ہوا تھا۔ وہاں گورے اور کالے امریکی تھے۔ امریکا کے بیشتر علاقوں میں نسلی تعصب تھا۔ گورے امریکی تمام ٹیکسڈ سے نفرت کرتے تھے۔ گوروں کے کئی کلبوں میں کالوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ اور کالوں کی بیٹیوں میں گورے آکر زندہ دلوں میں نہیں جاتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے۔ پارس جس کلب میں گیا تھا وہاں گوری اور کالی حینتا میں تھیں۔ مرد بھی ہر رنگ پر

نسل اور ہر علاقے سے آتے تھے کاک ٹیل کا مطلب ہے ہر طرح کا مزہ دینے والی شربتوں کو ایک بوتے پیالے میں ملایا جائے اور اسے ایک کرڈا بنائے۔ اس کلب میں ہر قوم اور ہر نسل کے لوگ آتے تھے اس لئے اس کا نام کاک ٹیل کلب رکھا گیا تھا۔

پارے نے مجھ سے کہا "مجھے آگے بڑھنا ہے۔ ملاقات کرنا ہے۔ میں اس ٹیکو لڑکی کی عمرانی نہیں کر سکوں گا۔ اس لئے طرہٴ کار بدل دیا ہے۔"

"اب کیا کر رہے ہو؟"

"میں نے اکل سلمان سے کہا ہے کہ وہ ایمان کسی لڑکی کو ٹھپ کریں جسے جو جویتا کر اس ٹیکو لڑکی سے دوستی کرانی چاہئے۔"

میں نے مسکراتے ہوئے کہا "ہاپ بیٹے کا داغ ایک طرح سوچنا اور ایک طرح عمل کرنا ہے۔ میں ساتویں امریکا باری والٹن کے ساتھ بھی بیٹھ کر رہا ہوں۔ وہاں ایک ڈی ٹیلی ہماری آنڈ کار رہے گی۔"

سلمان نے پارے کے داغ میں آکر کہا "اس ٹیکو لڑکی کا نام کانوڈا لیوڈا ہے۔ وہ جان لیوڈا کی بیٹی ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ اس کے داغ کے اندر کوئی پستلے سے موجود ہے اور اس کی ہی سوچ میں اسے گائیڈ کر رہا ہے۔"

میں نے کہا "سلمان! میں تمہارے داغ میں آ رہا ہوں۔ مجھے اس لڑکی کا نوڈا نا کے پاس پہنچانا۔"

میں سلمان کے پاس آیا اور پھر اس کے ذریعے کانوڈا کے داغ میں پہنچ گیا۔ وہ ڈاکٹر طور پر تھی اور ایک گوری نسل کے نوجوان کے ساتھ رقص کر رہی تھی اور سوچ رہی تھی "بعض اوقات مجھے کیا ہو جاتا ہے۔ میں اپنے مزاج کے خلاف حرکتیں کرنے لگتی ہوں۔ تمہاری دور پہلے اپنے بیٹہ دم میں ایک دلچسپ ناول پڑھ رہی تھی۔ پھر اچانک ہی گھر سے باہر جانے کے لئے دل چلنے لگا۔ میں ناول چھوڑنا نہیں چاہتی تھی لیکن اپنی مرضی کے خلاف چھوڑ کر سامنے چلی آئی۔ تمام راستے عجب نما آئینے میں یوں دیکھتی رہی۔ جیسے کوئی چیمپا کر رہا ہوں۔ جب کہ چیمپا کرنے والے سے ذر نہیں لگا۔ خوشی ہوئی ہے کہ میری اہمیت سمجھ کر کوئی میرے پیچھے پڑا ہے۔"

واقعی اس کے خیالات سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنی مرضی کے خلاف گھر سے نکلی ہے۔ کسی خیال خوانی کرنے والے نے ایسا کیا ہے تاکہ ہم میں سے کسی تعاقب کرنے والے کو کچھ سکے۔

میں اس کے داغ میں بڑے میرے انتظار کر رہا تھا۔ اس خیال خوانی کرنے والے کو پھر کانوڈا کے داغ میں آنا چاہئے تھا۔ اور وہ نہیں آ رہا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ یقین کر چکا ہے کہ کسی نے کانوڈا کا تعاقب نہیں کیا ہے۔ اگر کوئی تعاقب کرنے والا آس کی نظروں میں آتا تو وہ لڑکی کے داغ کو آزاد چھوڑ کر نہ جاتا۔

کانوڈا نا سے پہلے بھی جان لیوڈا کے بچنے سے ایک خاتون نکل

تھی اور ایک ماہ سال کا لڑکا سانپیل پر کیس گیا تھا۔ ہوسکا ہے کہ وہ خیال خوانی کرنے والا ان کے بھی داغوں میں گیا ہو۔ وہاں تک اسے ہمارا سراغ نہیں ملے گا۔

چوں کہ ہم بھی خیال خوانی کے ذریعے ایسا کرتے ہیں اس لئے ہمارا اندازہ درست نکلا۔ وہ پھر کانوڈا کے داغ میں آیا۔ اس لڑکی کی سوچ فوراً بدل گئی۔ وہ سوچنے لگی "میں ہنس رہی ہوں ایک جوان کے بازوؤں میں رقص کر رہی ہوں اور خواہ خواہ سوچ رہی ہوں کہ یہ میری مرضی کے خلاف ہے۔ ناول تو میں آدمی رات کے بعد بھی داغ میں جا کر پڑھ سکتی ہوں۔ دراصل میں خود ہی ناول نہیں ہوں۔ انٹی میڈیم بائیں سوچتی رہتی ہوں۔"

وہ جس نوجوان کے ساتھ رقص کر رہی تھی، میں اس کے داغ میں گیا۔ کیوں کہ خیال خوانی کرنے والا اس نوجوان پر دھمکے ہوئے کا شبہ کر رہا ہو گا۔ نوجوان کے چہرے خیالات نے بتایا کہ وہ ایک بہت بڑے برنس میں کا بیٹا ہے۔ جوان لڑکیوں سے دوستی کرتا ہے۔ ان پر فراخ دل سے رقیس خرچ کرتا ہے اور زندگی کو چٹنے کیلئے گزارتا جا رہا ہے۔

اس خیال خوانی کرنے والے کو باپوسی ہوئی ہوگی۔ میرا پاپا اس کی نظروں میں نہیں آیا تھا اور کانوڈا نا کے قریب آنے والا جوان دشمنوں میں سے نہیں تھا۔ میں نے سلمان سے کہا "کسی لڑکی کو اطمینان سے ٹھپ کر کے اسے خوشی عمل کے ذریعے جو جویتا۔ دشمنوں کو یقین ہو گیا ہے کہ ہم جان لیوڈا کی ناک میں نہیں ہیں۔ ہم ڈی جو جو کو اطمینان سے استعمال کریں گے۔"

میں لڑکی کے پاس آیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے شینا جارجیا کے داغ میں پہنچی ہوئی تھی۔ شینا ایک ہوٹل کے کمرے میں خیال خوانی کی لوبیاں سن کر سو گئی تھی۔ اب لڑکی اس پر عمل کر رہی تھی۔ جب وہ ٹرائس میں آئی تو اس نے پوچھا "تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ حیرت سے کہنے لگی "میرا نام شینا جارجیا ہے۔"

لڑکی نے غم نہ کیا "تمہارا نام شینا نہیں لڑکی ہے۔"

وہ بولی "میرا نام شینا نہیں لڑکی ہے۔"

"تمہارا فرضی نام شینا جارجیا ہے اور تم فرضی نام اختیار کر کے جہل کے خاص آدمیوں کو ٹھپ کرنے آئی ہو۔"

شینا نے عزم کی قہقہہ کرتے ہوئے کہا "میں دہرائم۔ لڑکی نے پوچھا "تم ذہنی مریض کیوں ہو؟ اپنے اندر چھپی ہوئی تمام ناشیاں زبان پر لاؤ۔"

وہ کہنے لگی "میں ایک کمزور لڑکی ہوں لیکن اپنی کمزوری اصراف نہیں کرتی ہوں۔ کسی کے مظالم یا دکر کے ڈونا آتا ہے تو میں چٹنے لگتی ہوں اور ناچنے لگتی ہوں اس طرح میرے آنسو اور ایک لڑکی کی کمزوری چھپ جاتی ہے۔"

"کیا خود کو آئینہ نگاہ ظاہر کر کے اچھا لگتا ہے؟"

"صرف عین پاگل نہیں۔ عمل طور پر پاگل ہو جانا چاہتی ہوں

اگر وہ اچھی میں دنیا کے دکھ بھول جاؤں اور ایک دن اسی طرح بے فکری کے عالم میں مر جاؤں۔"

"میں آئندہ ہوش مندوں کی زندگی گزار دوں گی۔"

"میں آئندہ ہوش مندوں کی زندگی گزار دوں گی۔"

تم اپنی پچھلی زندگی بھول جاؤ گی اور لڑکی کے نام سے نئی زندگی گزار دوں گی۔ شینا جارجیا کا نوڈا اور پاپا سچوٹ کے مطابق فرضی شینا جارجیا لگا دوں گی۔"

اس نے لڑکی کے احکامات کو زبان سے دہرا کر وعدہ کیا کہ آئندہ وہ کسی بھی طرح کے داغ میں یہ باتیں نہیں کرے گی کہ وہ فریاد ملی ہوئی کی شریک حیات ہے۔ اس مسئلے سے تمام رشتے دادوں کے نام بھی اسے یاد کرانے لگے۔ اس کے اندر نئی زندگی گزارنے اور فطرت سے کھینچنے کا حوصلہ پیدا کیا گیا۔ پھر لڑکی نے اسے خوشی نندہ لانا دھانی طور پر اپنی جگہ داہیں آئی۔

اور میرا سر ہوش فطرت میں پہنچ گیا تھا۔ میں اس کے داغ میں نہیں جا سکتا تھا۔ بعد میں پتا چلا کہ مرنا سے کیا باتیں ہوئیں۔ وہ ہوش کے کمرے میں انتظار کر رہی تھی۔ پارے کو دیکھ کر بولی۔

"پہلے یہ تازہ تو اصلی ہوتا ہے؟"

"میں پارے کی ڈی ہوں، جنہیں دھوکا دینے آیا ہوں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پارے کے داغ میں پہنچی پھر بولی "میں مر رہا ہوں۔"

وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ مرنا اس کے ذریعے ہوش کا کرا خود کی موجودگی کو دیکھ کر مطمئن ہو گئی۔ پھر مسکرا کر بولی "میرے آنے پر تم نے سانس کیوں نہیں روکی۔"

"تمہارے داغ میں ایک دشمنات کے جو کیزے کھلا رہے تھے انہیں دور کرنے کے لئے خاموشی ضروری تھی۔ کیا یقین ہو گیا کہ تمہارے جسم سے کھینچنے اور تمہاری عزت کی دھجیاں اڑانے کے لئے میری کوئی ذی نہیں آئی ہے۔ جس طرح تم نے حاکم کی عزت کو ستا کر دیا، اسی طرح میں ابھی تمہاری عزت کو دو کوڑی کی ناکساک تھا۔"

وہ قریب آئی پھر اس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولی "میں مجھے کی دوسرے کی تمنا میں برداشت نہیں کر سکتے۔ میں جانتی ہوں مجھے تم دل کی گمراہیوں سے چاہتے ہو۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتی ہوں اور تم نے غلطی کا احساس ہو جائے اسے مزید شرمندہ نہیں کرنا چاہئے۔"

پارے نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "مجھ سے کیا شستا کاٹتی ہو؟"

"یہ وقت سرگوشی اچھی لگتی ہے کچھ بھی بولو۔"

"کچھ بولنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کچھ سمجھنے سے بولنے کا لطف آتا ہے۔"

"کیا میں نادان ہوں؟ سمجھتی نہیں ہوں؟"

"نادانی کا فوراً پتا چل جاتا ہے۔ نادانی کا پتا چلتے چلتے دیر ہو جایا کرتی ہے جیسے مدت دیر بعد پتا چلا کہ تمہاری جیسی نادانی بھی نادان بن جایا کرتی ہے۔"

"تم پھر وہی بات پھیر رہے ہو۔"

"میں معاملہ کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ جہل کی بات کر رہا ہوں۔ وہ تمہارے ہاتھوں طرف ایسا مضبوط جال بچھا رہا ہے جس میں پھنسنے کے بعد سوچنے اور بچھٹانے کا موقع نہیں ملے گا۔ کیا تم نے جہل کو راستے سے ہٹانے کے لئے کچھ کیا ہے؟"

"مکوشش کر رہی ہوں لیکن پارے کے وقت پارے کی باتیں کر رہی۔"

"پارے کے وقت باتیں نہیں ہوتیں، صرف ادا میں ہوتی ہیں اور اداؤں کا تاید تو جواب ہوتا ہے۔ کیا تمہیں جواب مل رہا ہے؟"

وہ مسکراتے لگی۔ اس کے بعد کچھ بول نہ سکی۔ پارے اسے بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑتا تھا۔ وہ غبارے کی طرح آسمان پر اڑتی تھی اور وہ غبارے کی ہوا نکال کر اسے زمین پر لے آتا تھا۔ وہ بڑی دیر تک کچھ سمجھ نہیں پاتی تھی۔ اس کے اندر شراب بھر جاتی تھی۔ پتا نہیں وہ کیسا زہرا تھا۔ بڑی دیر تک وہ نشے میں پڑ رہتی تھی۔ آنکھوں کے سامنے دودھ اور گھونٹے لگتے تھے۔ ایسا عجیب سا انوکھا سا محسوس ہوتا تھا جسے بعد میں بھی یاد کر لیں وہ جانتی تھی۔

قریباً ایک گھنٹے کے بعد وہ بولنے کے قابل ہوئی۔ اس نے کہا۔

"میں خوش نصیب بھی ہوں اور بد نصیب بھی۔ خوش نصیب اس لئے کہ تم میرے جسم و جان کے مالک ہو۔ بد نصیب اس لئے کہ خواہ پر چما جائے ہو مجھے سوچنے سمجھنے کے قابل نہیں چھوڑتے۔ میں تم سے دور ہونے کے سارے جتن کر لوں تب بھی دور نہیں رہ سکوں گی۔"

"یعنی تم دور رہنے کی کوششیں کر رہی ہو۔"

"ہاں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ کیا پتا سنجیدگی سے سوچا کہ میں خوشی عمل کے ذریعے دوروں کو زیر اثر لاؤں۔ ہوں۔ تم محبت کے ذریعے مجھے اپنے آس پاس لاتے ہو۔ میں غیر شعوری طور پر آپ ہی آپ تمہاری معمول غبی جاری ہوں۔ تمہارے بغیر یہ دنیا غالی غالی سی لگتی ہے۔ کسی بھی مسئلے میں ابھرتی ہوں تو تم یاد آتے لگتے ہو۔ تم ہی ایک یاد دہندہ لگتے ہو۔"

وہ پارے کی طرف کردٹ لے کر بولی "شینا یہی وجہ ہے کہ میں پہلی جیسی ذہانت سے کام کرنے کے قابل نہیں رہی ہوں۔ سوچتی ہوں اگر تم سے دور ہو جاؤں۔ جس میں دل اور داغ سے نکال دوں تو شینا میری ذہانت اور حاضر دماغی لوٹ آئے لیکن میں اپنے جسم سے جان نکال سکتی ہوں، داغ سے جس میں نہیں نکال سکتی۔"

پارے نے کہا "یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جو محبت کا بہت زیادہ

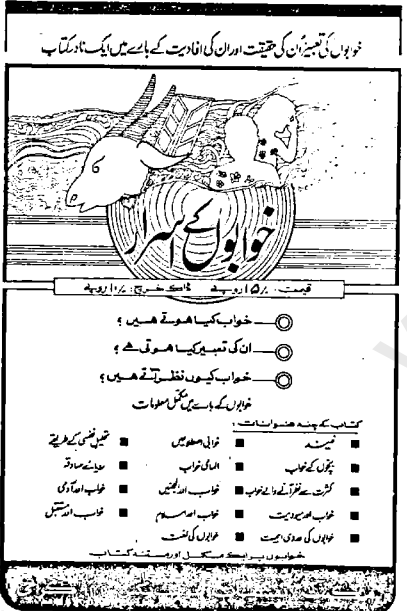
اثر لیتا ہے۔ وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ سکتے ہی مرد حضرات کی مثالیں ہیں جو نہایت ذہین اور بڑے عقلی تھے لیکن کسی نہ کسی عورت کے زیر اثر آکر تمام قبضے بھول گئے۔ اسی طرح نہایت سنجیدہ اور ذہین عورتیں کسی نہ کسی مرد کی محبت میں گرفتار ہو کر اپنی بے مثال صلاحیتوں کو کام میں لانا بھول گئیں۔ بہتر ہے تم سنجیدگی سے کوئی ایک اہم فیصلہ کرلو۔

”کیا فیصلہ کروں؟“

”آپس کی کوئی بھی بات ہو۔ اس بات کے پیچھے احمد غلام
ہوتا ہے۔ خدا نے ہمیں سب کچھ دیا، صرف اعتماد کرنے والی
نہیں دی۔“

”شُرک رہنا چاہتی ہو۔ کیا یہ خود غرضی نہیں ہے۔“
 ”کوئی دوسری بات کرو۔“

ہیں۔“
 سلطانہ نے فارس کے دربار میں آنکر کوڈروز ادا کئے پھر چھا۔
 کیا بات ہے بیٹے امرتا سے بھگڑا ہو گیا ہے؟“
 ”آہنی! بھگڑا تو نہیں کہہ سکتے البتہ ہمارے درمیان
 اختلافات ہیں۔ معلوم ہوتا ہے، وہ ہمیشہ بے اعتمادی کے مرض میں
 مبتلا رہے گی۔“



دلچسپی سے پڑھ رہی تھی۔ وہ ایک پراسرار جاسوسی ناول تھا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”میرے ڈیڑی بھی ایسے ہی پراسرار ہیں۔“

وہ پڑھتے پڑھتے سوچنے لگی۔ ”ہاں بڑے پراسرار ہیں۔ میں نے دو بار انہیں گھر سے باہر جاتے نہیں دیکھا لیکن پتا چلا وہ جانچے ہیں۔ میں نے بعد میں پوچھا ڈیڑی میں نے آپ کو جانتے نہیں دیکھا تھا۔“ انہوں نے جواب دیا کہ تم سامنے لان میں نہیں بیٹھتے کیونکہ کیا تھا۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”اور آج؟“ اس کی سوچ کہنے لگی۔ ”آج بھی وہ گھر کے اندر سے اچانک غائب ہو گئے تھے۔ میں نے پوچھا تو بولے۔ ”مٹی میں چھت پر تھا۔“ وہ ناول پڑھتی جاسوسی تھی اور سوچتی جاسوسی تھی۔ ناول کی طرف سے دھیان ہٹ گیا تھا۔ اپنے گھر کے اندر ایک زندہ کردار پراسرار بن گیا تھا اور وہ اپنا ہی باپ تھا۔ وہ سوچ رہی تھی ”تجربے میں نے ڈیڑی کے متعلق پہلے توچے سے کیوں نہیں سوچا۔ وہ پہلے کی نسبت بہت بدل گئے ہیں۔ میں نے اس تبدیلی پر دھیان نہیں دیا تھا۔ چار یا چھ پہلے کی بات ہے۔ وہ دو ہفتے کے لئے کہیں گئے تھے مٹی سے کہا تھا ملازمت دوبارہ ملنے والی ہے۔ وہ انجیل ٹرننگ کے لئے جارہے ہیں۔“

میں اس کے خیالات پڑھتے پڑھتے سیدھا موہا کر بیٹھ گیا۔ دوبارہ ملازمت بحال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جرنل نے اس کی خدمات حاصل کی ہیں اور انجیل ٹرننگ کے پیچھے بھی کوئی خاص بات ہو سکتی تھی۔

وہ سوچ رہی تھی ”ڈیڑی دوسروں کے لئے بہت ظالم ہیں مگر ہمارے لئے سنگدل نہیں تھے۔ ہمیں بہت پیار کرتے تھے لیکن انجیل ٹرننگ سے آنے کے بعد وہ گھر میں بھی فحشی افسر کے طور دکھانے لگے ہیں۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”پراسرار لوگ آنکھوں سے پھانپے جاتے ہیں۔“

اس کی سوچ نے کہا ”ہاں ڈیڑی کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ چمک اور گرمائی آگئی ہے۔ میں نے کئی بار آنکھیں ملا کر باتیں کیں پھر اپنی نظریں جھکا لیں۔ پتا نہیں کیوں ان آنکھوں سے خوف آتا ہے۔“

میں نے اس کے اندر کہا ”جن لوگوں میں تبدیلیاں آتی ہیں وہ تنہائی میں ایک جگہ بیٹھ کر یا تو آنکھیں بند کر لیتے ہیں یا غلامی میں رہتے ہیں۔“

اس کی سوچ نے کہا۔ ”یہ عجیب بات ہے۔ کوئی فحشی خیالوں کی دنیا میں نہیں رہتا۔ ڈیڑی رنڈا ہونے کے بعد بھی خاموشی سے نہیں بیٹھتے تھے۔ گھر کے اندر بھی کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتے تھے لیکن انجیل ٹرننگ سے آنے کے بعد وہ خیالوں کی دنیا میں

رہنے لگے ہیں۔ اکثر ایک جگہ بیٹھ کر غلامی سمجھنے لگے ہیں۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”اس کے خیالات نے مجھے سمجھا دیا کہ تنہائی میں کیوں بیٹھ کر غلامی سمجھنے والا خیال خرابی میں مصروف رہتا ہے۔ دراصل وہ کسی انجیل ٹرننگ کے لئے نہیں گیا تھا۔ جرنل نے اسے ٹرانسپارمریشن سے گھرا کر اپنا وقار بچا دیا تھا۔“

میں نے کانووانا کے اندر ایک سوال پیدا کیا۔ اس کے جواب میں وہ سوچنے لگی ”ہاں جب سے ڈیڑی تبدیل ہوئے ہیں تب سے میں اکثر اپنی مرضی کے خلاف کوئی نہ کوئی کام کر جاتی ہوں۔ ابھی بات ہے میں ناول ختم کرنا چاہتی تھی لیکن بے اختیار ناول کو ختم پھینک کر لباس بدل کر کاک شل کلب میں چلی گئی۔“

اب پوری طرح ثابت ہو گیا کہ جان لیوذا ٹیلی ویزی جانچ ہے۔ آج جو بھی اسے خطرے کا احساس ہوا وہ گھر کے اندر نہیں غائب ہو گیا تھا۔ ظاہر ہے کسی چور راستے سے چلا گیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے دماغ میں رہ کر اسے کوٹھی سے باہر لے گیا۔ پھر اپنے باہر سالہ بیٹے کو بھی سائیکل پر کہیں بھیج دیا اس کے بعد اپنی بیوی کا نوڈا کو بھی اسی طرح باہر جانے پر مجبور کیا کہ عمرانی کرنے والوں اور تعاقب کرنے والوں کو بچان سکے۔

یہ میں یقین سے کہہ سکتا تھا کہ جرنل کا خاص خیال خرابی کرنے والا یہی جان لیوذا ہے۔ کانووانا کی سوچ نے بتایا کہ کلب سے واپس آنے کے بعد تو ڈیڑی دیر کے لئے باپ سے سامنا ہوا تھا۔ پھر وہ اپنی خرابیہ میں چلا گیا تھا اور اس کی مٹی سے کہہ دیا تھا کہ آج وہ تنہا بیڈ روم میں رہے گا۔ اس کے بعد اس نے اندر سے دروازے کو بند کر لیا تھا۔

میرے خیال کے مطابق یہ جان لیوذا کی چال تھی۔ وہ اپنے بیوی بچوں کے ذریعے ہم خیال خرابی کرنے والوں کو سمجھانا چاہتا تھا کہ وہ ہم سے غافل ہے اور بیڈ روم میں سو رہا ہے۔ جبکہ بیڈ روم سے کسی کوئی چور راستہ اسے باہر لے جاتا ہوگا۔

بہر حال جرنل کا ایک بہت ہی اہم خیال خرابی کرنے والا یہی نظروں میں آ گیا تھا۔ میں مصروف قتل سے جان لیوذا کو ہر پہلو سے سمجھنے کے بعد اسے اپنی گرفت میں لیتا چاہتا تھا۔ ایک اندازہ ہو گیا تھا کہ لیوذا بہت چالاک اور حاضر دماغ ہے۔ ہماری جلد بازی سے کام نہ کر سکتا تھا۔

میں نے اس کی سوچ میں کہا ”ہم سوٹزر لینڈ میں تھے۔ یہ باتیں کرتے کرتے تیار ہو گیا۔ ہم سوٹزر لینڈ میں تھے۔ ہمارا کالج آئے تھے۔ ملاقاتیں تھا جہاں مختلف ممالک سے اسٹینڈنگ کے لئے کھڑی آئے تھے۔ میلوں دور تک برف پر چمکتے ”دوڑنے“ تھا انہیں کھانے اور گری کھائیں پر سے چلا گئیں لگانے کے قابل رہے۔“

اپنے خطرناک کھیلوں کا تماشہ دیکھنے والے دن کے وقت نصف پہاڑیوں کی بلندیوں پر پہنچ جاتے تھے۔ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑیوں پر جانے کے لئے ہینکنگ چیز یعنی غلامی میں لگنے والی کریمیں اور کیمپوں کا مستعمل انتظام تھا۔ لوگ طاقتور دور جن کے ذریعے میلوں دور تک برف پر چمکتے والوں کا تماشہ دیکھتے تھے جو بے انتہا دلچسپ ہوتے تھے وہ گرائے پر بیٹھی کاپنرز حاصل کر کے غلامی پرواز کرتے ہوئے ان کھیلوں سے دلچسپی لیتے تھے۔

جب دن ڈوب جاتا اور رات انگوٹھیاں لے کر جہاں ہوتے تھے تو مختلف ممالک کی حسینائیں ”جوان مرد“ زندہ لوڈوٹھے اسٹینڈنگ کلب میں آتے لگتے تھے۔ شراب کی بوتلوں سے کاکب اڑتے تھے۔ لوہیں گری دوڑتی تھی۔ آرکسٹرا کی شور مچاتی ہوئی زمین میں جہاں لڑکیاں اور لڑکے مشین کی رفتار سے رقص کرتے تھے یہاں زندگی کی تصویر تھی۔ زندگی کی رفتار سے رقص کرتے تھے۔ زندگی میں حسن ہے، چمکتی ہے، شراب ہے اور غلامی کا مجموعہ ہے۔ برف پر چمکتے اور ہزاروں فٹ کھڑی کھائی پر چلا گئے تھے۔ آدھی ہر خطرے کو چھینچ کر طرح قبول کرتا ہے۔ اس خطرے سے گزرتا ہے پھر انعام کے طور پر شراب و شراب میں ڈوب جاتا ہے۔ مغرب کے باشندے ایسے ہی انداز میں زندگی گزارتے ہیں۔

میں سونیا کے ساتھ کلب میں آیا وہ کلب تقریباً ایک میل کے طول و عرض پر پھیلا ہوا تھا۔ شراب خانہ، قمار خانہ، ڈانک ہال، ڈانس فلور، انڈور گیمز، اور رنگ برنگے فوڈوں والے باغیچے دور تک دکھائی دیتے تھے۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے لڑائی کا مین صحن۔ ہم ایک کار میں ڈانس فلور پر آئے۔ آج کل ہماری جسمانی ورزش نہیں ہو رہی تھی۔ بیانی الحال ورزش کے لئے رقص کرنا مناسب تھا۔ یوں بھی سرو علاتوں میں رقص کے ذریعے لکھن کرنا بیک آ جاتی ہے۔

ہم دونوں موسیقی کی لئے ہوتے وقت سے ایک گھنٹہ تک آرام کرتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ سونیا نے کہا ”ہم نے سکون اور مسرتوں سے پھر پور زندگی بہت کم گزارا ہے۔ اب لگتا ہے عرصہ گزارنے کے بعد ہمیں یہ زندگی ملی ہے۔“

”سہ ہیں ویسے کارنامے ہم نے اپنی نوجوانی میں کبھی نہیں کئے۔“

”تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم اپنی اولاد کو بیکہ کریں اور پوچھانے میں آرام فرمائیں۔“

”خدا کے لئے پوچھانہ کو۔ تم جوانی کا وہ سورج ہو جو عیش سوانیزہ پر رہتا ہے۔“

”یہ تمہاری آنکھیں کتنی ہیں۔“

”شرط لگاؤ۔ یہاں سیکڑوں آنکھیں ہیں، سیکڑوں زبانیں تم سے پوچھیں گی، بتاؤ یہ شباب کہاں سے لائی ہو؟“

”میں نے پھر کبھی دیکھ کر لولا“

”دوڑ کا وقت نکلا جا رہا ہے۔ گیارہ بجے گئے بعد یہاں کھانا نہیں لگے گا۔ صرف بیٹھو۔ اور رات پر گزارہ کرنا ہوگا۔“

”ہم وہاں سے اٹھ کر ڈانک ہال میں آئے۔ ہال کھانے پینے والوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے باوجود ہمیں ایک میز غلامی مل گئی۔ ہم نے وہاں بیٹھ کر کھانے کا آرڈر دیا۔ سونیا نے کہا ”جہاں تک نظر جاتی ہے، سب ہی بیٹھے بولتے نظر آتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے ہماری دنیا میں دکھ، مصیبتیں، آنسو اور آہیں نہیں ہیں، صرف قہقہے ہی قہقہے ہیں کاش دنیا کے آخری سرے تک کسی کے لئے کوئی خطرہ کوئی خوف نہ ہوگا۔“

میں نے پوچھا۔ ”تمہارا کیا خیال ہے یہاں کے بیٹھے بیٹھے ماحول میں کسی کو موت نہیں آئے گی؟ اگر موت ہو جگہ آتی ہے تو اس کا مطلب ہے موت سے پہلے خطروں کا آنا ہے۔ یہاں بھی خطرات اور مصیبتیں ہوں گی لیکن یہ سب قہقہوں میں چھپی ہوئی ہیں۔“

میری بات ختم ہوتے ہی غلامی سے گولی چلنے کی آواز گونج گئی۔ ہال میں عورتیں چیخنے لگیں۔ مرد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ دروازے پر تین گن مین کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک کہہ رہا تھا ”دوسری گولی چلے سے پہلے اپنی اپنی جگہ بیٹھ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کوئی یہاں سے باہر جائے۔“

سب لوگ سہم کر بیٹھ گئے۔ عورتوں نے اپنے ہونٹوں کو سختی سے بند کر لیا۔ میں نے مسکرا کر سونیا کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ ”خواہ کتنے ہی قہقہے کو گنجے رہیں۔ مصیبتیں اپنا راستہ بناتی لیتی ہیں۔“

وہ تین اپنی اپنی گن اٹھائے ہال میں میزوں کے درمیان چل رہے تھے۔ دوسرے دروازے سے بھی تین گن مین آگئے تھے۔ وہ سب ہال میں بیٹھے ہوئے عورتوں کو ننگی ہوئی نظروں سے دیکھتے جارہے تھے۔ ان کا سرفراز کہہ رہا تھا۔ ”یہاں ایسے بیٹے بوڑھے ہیں جو حال ہی میں شادی کر کے جتنی من مٹانے آئے ہیں، وہ اپنی بوڑھی دانتوں کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔“

سونیا نے سرگوشی میں کہا۔ ”یہ عیش تلاش کر رہے ہیں۔“

میں نے کہا ”تکواس نہ کرو۔ ہم بوڑھے نہیں ہیں۔“
 ”جانتی ہوں۔ نہیں ہیں لیکن دنیا ہماری عمر کا حساب کرتی ہے۔“

ہال میں تین آدمیز عمر کے جوڑے اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک جوڑا ہمارے قریب ہی ایک میز کے پاس تھا۔ کھڑا ہونے والا شخص پوچھ رہا تھا۔ ”تم لوگوں کو بوڑھوں سے کیا دشمنی ہے؟“ اس کی بیوی نے کہا ”ہم ایسے بھی بوڑھے نہیں ہیں۔ کیا اس عمر میں شادی کرنا گناہ ہے؟“ سرخند نے گرج کر کہا ”یوٹھ اپ۔ فضول باتیں نہ کرو۔ اپنے اپنے نام بتاتے جاؤ۔“

میں نے اس بوڑھے کی زبان سے کہا۔ ”میرا نام فراد علی تیور ہے۔“ وہ چھ گن مین چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ میں نے بوڑھی کی زبان سے کہا ”اور میرا نام سونیا ہے۔“ چونکہ میں بوڑھے کے داغ سے نکل آیا تھا اس لئے وہ چونک کر بولا۔ ”نہیں میرا نام جوزف اینڈرسن ہے۔ پتا نہیں میں نے کیسے غلط نام بتا دیا۔“

بوڑھی نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ ”ہاں میں نے بھی غلط نام بتایا ہے۔ میرے داغ کے اندر کچھ ہو رہا ہے۔“ سرخند نے کہا۔ ”اس کا مطلب ہے یہاں فراد اور سونیا موجود ہیں اور ٹیلی بیسی کے ذریعے ہمیں گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ میں فراد کو پہچانتی کرتا ہوں۔“ وہ میرے داغ میں آئے۔ میرا داغ فولاد ہے فولاد۔ مجھ پر ٹیلی بیسی کا ہتھیارا اثر نہیں کرے گا۔

ایک شخص ایک حینہ کے ساتھ ہال میں آ رہا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر مسلح بد معاشوں کو دیکھتے ہی حینہ کے ساتھ پلٹ کر بھاگنے لگا۔ سرخند اور اس کے ساتھیوں نے ادھر گھوم کر دیکھا۔ ان کی سمجھ میں یہ آیا کہ ہال کی کسی میز سے اٹھ کر سونیا اور فراد بھاگ رہے ہیں۔ وہ سب ادھر دوڑتے ہوئے جانے لگے۔

جس دروازے کی طرف جا رہے تھے وہ دروازہ دور تھا۔ میں نے اپنی کرسی سے ایک پاؤں آگے بڑھایا ایک گن مین میرے پاؤں سے اٹھ کر آوندے مٹے گمراہ۔ میں نے اپنا پاؤں واپس کھینچ لیا۔ وہ جھنجھلا کر گالیاں دیتا ہوا اٹھا اور ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولا ”ایک ایک کو گولی مار دوں گا۔“

لیکن گولی مارنے کی فرمت نہیں تھی۔ سونیا اور فراد کے پیچھے جانا ضروری تھا۔ وہ دوڑتا ہوا ہال سے باہر گیا۔ مسلح فنڈوں کے جاتے ہی ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ کھانا چھوڑ کر بھاگنے لگے۔ جسے میں نے ٹانگ مار کر گرایا تھا اس کے داغ میں مجھے جک ل گئی اس کے سرخند نے پہنچ کر تے وقت یہ بھلا دیا تھا کہ میں اس کے اندر پہنچنے کے لئے اس کے ساتھیوں کو میزوں سے اٹھا دلا رہے تھے کہ مسلح پولیس والے آگئے تھے اور لوگوں کو قیقین دلا رہے تھے کہ مسلح افراد سے کسی کو نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ لوگ سونیا اور فراد سے

نٹ کر ملے جائیں گے۔ پولیس افسر کی باتوں سے ظاہر تھا کہ اس مسلح افراد کو وہاں کی حکومت کی حمایت حاصل ہے۔

میں نے افسر کے داغ میں پہنچ کر معلوم کیا، پتا چلا کہ اس نے اعلیٰ افسر نے حکم دیا ہے کہ مسلح افراد کو چھوٹ دی جائے۔ میں نے افسر کے اندر یہ خیال پیدا کیا کہ وہ اپنے اعلیٰ افسر کو کلب میں بلا ہونے والی انفرادی کے متعلق رپورٹ دے۔ اس نے میری مرضی کے مطابق عمل کیا اپنے اعلیٰ افسر کو فون پر مخاطب کیا۔ اس سے کہا ”سرا کلب کی انتظامیہ شکایت کر رہی ہے، ان مسلح افراد نے ایک فائر کر کے دہشت پھیلا دی ہے۔“

دوسری طرف سے کہا گیا ”سونیا اور فراد کو تلاش کرنے میں ان کی مدد کرو۔ یہ معاملہ جلد ہی ختم ہو جائے گا۔“ میں اعلیٰ افسر کے داغ میں پہنچ گیا۔ وہاں اس کے خیال سے پتا چلا کہ مقامی حکمرانوں پر امریکی حکومت کا دباؤ پڑا ہے۔ اس نے کہا گیا ہے کہ سونیا اور فراد اپنی مومن مٹانے آئے ہیں۔ ان پر بھی گزروے اس کا نوٹس وہاں کی حکومت نہ لے۔ اور ان کے خلاف اقدامات کرنے والوں کو سوتیلیں فراہم کرتی رہے۔

ہماری میز پر ہماری پسند کا کھانا آگیا۔ میں نے کھانا شہر کرتے ہوئے سونیا سے کہا۔ ”یہ امریکی جرنل کے ہاتھ تھے جن مقامی حکومت ان سے تعاون کر رہی ہے۔“

سونیا نے کہا ”یہ تعداد میں جتنے بھی ہوں۔ ہم نٹ لیں گے لیکن اس کی اطلاع فرانس کے حکام کو ضرور دو۔“

میں نے کھانے کے دوران فرانس کے فوجی جرنل کو یہاں تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔ جرنل نے کہا۔ ”فراد صاحبہ اطمینان رکھیں اب مقامی حکومت پر ہمارا دباؤ پڑے گا۔ سوئٹزرلینڈ امریکا ہزاروں میل دور ہے اور ہم ہڈوں میں ہیں۔ یہاں حکمرانوں کو ہماری دشمنی بہت منگنی پڑے گی۔“

ہم نے کھانے کے بعد کافی کا آرڈر دیا۔ پھر میں ایک شخص کے داغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ قتل خانہ میں گئے تھے اور باقی تین ہمیں گارڈن میں تلاش کرتے تھے۔

میں نے اس شخص کو اپنے ساتھی سے بولنے پر مجبور کیا۔ اس کے ساتھی نے اپنے دوسرے اور تیسرے ساتھیوں سے پتہ کیا۔ میں ایک ایک کے داغ میں پہنچنے لگا۔ جب چاروں میرے قابو میں آگئے تو میں نے ایک کے ذریعے اس کے سرخند بازو پر گولی ماری۔ گارڈن میں پھر بمبار شروع ہوئی۔ میں سرخند کے اندر پہنچ کر کہا۔ ”تم نے پہنچ لیا تھا۔ میں تمہاری گولی میں آگیا ہوں۔ دیکھو تمہارا ایک ساتھی ادھر سے آ رہا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے گولی مار دو۔“

وہ بھی ایسا نہ کرتا کہ میں نے مجبور کر دیا۔ اس نے بے انتہا

گولی چلائی۔ پھر گھوم کر دوسرے ساتھی کو بھی گولی مار دی۔ یہ منظر دیکھ کر اس کے ساتھی بھاگے گئے۔ بھاگنے والوں میں دو اور گولیاں لگا کر حرام موت مر گئے۔ پھر میں نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے پریشان ہو کر اپنے چار ساتھیوں کو لاشوں کو دیکھا۔ پھر بچ کر بولا "پاس! کیا تم میرے دماغ میں نہیں ہو؟ تم نے کہا تھا کہ فرادی میری کسی دائمی کمزوری سے فائدہ نہیں اٹھا سکے گا۔ تم کہاں ہو؟"

وہ اپنے بازو کے ذمہ کی تکلیف سے کرا رہے تھے۔ پھر اس کے دماغ میں کسی نے کہا۔ "مجھے افسوس ہے۔ میں قاتلانہ کی طرف گیا تھا۔ اتنی دیر میں تم بیکار ہو گئے۔ میرے لئے اعانت ہے کہ میں فرادی کی موجودگی ثابت ہو گئی ہے۔"

میں نے سونیا کو ایک نئے خیال خوانی کرنے والے کے بارے میں بتایا۔

سونیا اٹھ کر بولی "ہمارا ساتھ رہنا مناسب نہیں ہے۔ دشمن اپنی مومن والے جوڑے کو پچان لیں گے۔ مجھ سے رابطہ کرتے رہنا۔"

وہ چلی گئی۔ میں نے سلمان، سلطان اور علی کو بلا یا انہیں مختصر حالات بتا کر کہا "میں نے ایک نئی خیال خوانی کرنے والے کی آواز سنی ہے۔ یہاں ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ جنرل یہاں ہمارے خلاف پوری قوت لگا رہے گا۔"

میں جن مسلح افراد تک پہنچ گیا تھا، وہاں علی اور سلطان کو پتہ چلا۔ سلمان کو پولیس کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں لے گیا اور اس سے کہا۔ "مقامی حکمرانوں کی موت کا وقت مقرر کر دو۔ اگر ایک گھنٹے کے اندر جنرل کے خیال خوانی کرنے والوں نے ہمیں اپنے دماغ میں آنے نہ دیا تو یہاں کا کوئی حاکم اور اعلیٰ عہدیدار صبح کا سورج نہیں دیکھے گا۔"

قاتل تک کے باعث جو عورتیں بھاگ رہی تھیں ان میں بچوں والیاں بھی تھیں۔ سونیا نے ایک بچے کو گود میں اٹھالیا پھر بھاگتی ہوئی کلب کے باہر آئی۔ گیٹ پر کھڑے ہوئے مسلح افراد ایسی عورتوں کو روک رہے تھے جو تھا بھاگتی یا اپنے کسی حوٹے ساتھ ہوتی تھیں۔ بچوں والیوں کے حلق خیال تھا کہ ان میں سونیا نہیں ہوگی۔

سونیا نے باہر آکر گود کے بچے کو اس عورت کے حوالے کیا جس کے پاس پہلے ہی دو بچے تھے۔ یعنی وہ تین بچوں والی تھی۔ سونیا نے تیزی سے کار میں آکر اسے اشارت کیا۔ پھر ڈرائیو کرتی ہوئی انکریشن کے دفتر میں پہنچی۔ رات کو دفتر کے دروازے بند تھے۔ ایک چوکیدار تھا۔ سونیا نے اس کی گردن دبوچ لی۔ اسے بے ہوش کر کے ایک تاریک گوشے میں ڈال دیا۔ پھر اس کی گھنٹے لے کر دروازے کے تالے کو توڑا۔ اسے کھول کر تیزی سے چلتی ہوئی اندر آئی۔ راستے میں بیٹھے بھی دروازے آئے وہ سب کے تالے

توڑتی ہوئی اس دفتر کے کمرے میں آئی جہاں دوسرے آئے والوں کا ریکارڈ رکھا ہوا تھا۔

سونیا صرف ان ناموں اور چروں کو پچاننے لگی تھی جو یہیں گھنٹوں میں امریکا اور اسرائیل سے آئے تھے۔ اس کے دماغ میں وہ دہریہ کیاں موجود تھیں۔ ان کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں ایسے آٹھ افراد کے دوپٹے جو دشمنوں سے آئے تھے۔

پھر سونیا نے اڑتالیس گھنٹوں کے اندر آئے کائنات دیکھے۔ دشمنوں، اعلان اور نیویارک سے آئے افراد اور سامنے آئے اس طرح چودہ افراد کے کان تصویریں مل گئیں۔ اگر یہ چودہ افراد چرے بدل کر آتے اور وہ بدلے ہوئے چروں کی تصویریں ہوں گی تب تک اس سے واپس جانے کے لئے وہی چرے بنائے گئے کہ ہوتی۔ وہ چرے بدل نہیں سکتے تھے۔ بدلنے کا مطلب انہیں نئے سرے سے پاسپورٹ اور درجے ہونے پڑے۔ بس اسی لئے دشمن سونیا کے نام سے اپنے کان کا وہ سب سے پہلے فرار کے راستے بند کر چکی ہے۔ دشمنوں میں پہنچ کر انہیں بچے بھی نہیں دیتی۔ انکریشن کی فٹری میں لکھا ہوا تھا کہ وہ چودہ افراد کس وطنوں اور کا پتہ کریں گے۔ وہ دفتر سے باہر آئی۔ پھر کار میں بیٹھ کر ایک قریب آئی۔ کار سے اتر کر اس نے کالج کے دروازے دی۔ دوسری دستک پر اندر سے غراہٹ سنائی دی۔

دشمن نہ کر۔ چاؤ۔

سونیا نے سخت لیے میں کہا "آفسیر آن ایجنٹس کھولو۔"

چند سیکنڈ کے بعد دروازہ کھل گیا۔ کھولنے والے کا جب میں تھا اور ظاہر کر رہا تھا کہ جب میں ہتھ پٹا یا تو سونیا نے اپنے ساتھ لائے ہوئے کائنات کو دیکھتے ہوئے بتا دیا۔

اس نے ہکاواری سے کہا۔ "جنری وادیو لیٹن۔ کون سا وقت ہے۔ رات کے گیارہ بجے ہیں۔"

سونیا نے اچانک ہی اس کے پیٹ میں گھونسا مارا۔

سونیا نے اس کے بالوں کو مٹھی میں جکڑ کر اٹھالیا اسے بستر پر مار کر گرایا۔ بستر کے سرانے پہلوں کی نوکری پر جا کر کھڑا ہوا۔ وہ چاقو اٹھا کر بولی "قرارد نہ کرو۔ توڑی دیر بعد فریاد تمہارے دماغ کے کام سانس نہیں روک سکے۔ اپنی اصلیت نہیں چھپاؤ گے۔"

اس نے چاقو کی نوک کو اس کی ران پر رکھا پھر لو کی ایک لمبی کبیر کھینچی۔ اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی۔ وہ دروازے پر لگی پھریلی "ڈشمن کمرہ ہے مگر تم زندہ رہو گے اور فریاد کا انتظار لے رہو گے۔"

اس نے اس سے حلق رکھنے والا دیرزا نکالا اور اسے دانے پر رکھ کر اس پر چاقو بیست کر دیا۔ وہ کائنات نوش بیہوشی میں دروازے سے لنگ گیا۔ "یہ ہے تمہاری تصویر اور تمہارا آئی کائنات۔ آج کے بعد تمہاری کوئی شناخت نہیں رہے گی۔"

وہ کار میں آکر بیٹھ گئی۔ دوسرے کالج کے سامنے پہنچی۔ اس کے کچے اندر تاریکی تھی۔ بار بار دستک دینے پر کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے اندازہ ہوا کہ وہاں کوئی کا ٹکڑ رہتا ہے۔ کیونکہ تمام غزتا لے کے لئے ہر نکلے ہوئے تھے۔ صرف ٹیلی ویژن جانتے لے اپنے کمرے میں بیٹھے ان قانون کو گائیڈ کر رہے تھے۔

اس نے ایک ہوٹل کے کمرے میں پہنچ کر کال بیل بجن کو دیا۔ توڑی دیر بعد دروازہ کھل گیا۔ ایک شخص نے کچھ پوچھنا کہا۔ اس نے پہلے ہی سونیا نے ایک کالٹ مار دی۔ وہ لڑکھاتا ہوا پیچھے ہٹا اور دو باڈی بلڈز جو ان تھے۔ وہ اچھل کر کمرے ہو گئے۔ سونیا نے ایک لمحہ بھی غلطی کے بغیر غائب نہیں گولیاں چلائیں۔

نہل باڈی بلڈز دشمنی پر گرفتار ہوئے۔ تڑپنے لگے۔ تیزی گولی تیرے لک کے باڈیوں میں لگی۔ وہ چیخ مار کر ایک صوف پر گر پڑا۔

سونیا نے کہا "میں لڑنے اور طاقت کا مظاہرہ کرنے میں وقت نہیں کرتی۔"

ایک نے تکلیف سے کراہتے ہوئے پوچھا "تم کون ہو؟ اور راقص کیا ہے؟"

وہ ایک دریا صوفے کے پاس بیٹھتے ہوئے بولی "یہ تمہاری افس ہے۔ باقی فریاد تمہارے دماغ میں آکر تمہاری اصلیت ظاہر کرے گا۔"

گولی مار دلو گی۔"

سب نے اپنے ہاتھوں کو اوپر اٹھالیا۔ وہ بولی "دوسری طرف گھوم جاؤ۔"

وہ دوسری طرف گھوم گئے۔ سونیا نے ہولسٹر سے ریو اور نکال کر کہا۔ "یہاں میں جنرل کے بارہ سوبادہ کمرے میں چلو۔"

وہ ان کے ساتھ لفٹ میں آئی پھر بارہویں جنرل پر بارہ سوبادہ نمبر کے دروازے پر پہنچی پولیس افسر سے بولی "دروازہ کھلاؤ۔"

اس نے کال بیل کا بٹن دبایا۔ توڑی دیر میں دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا پولیس کو دیکھ کر مطمئن ہوا۔ سونیا نے اس کا دروازہ اس کی طرف پھینکتے ہوئے پوچھا۔ "کیا تم فریاد کو اپنے دماغ میں آئے ہو گے؟"

وہ چونک کر بولا "تم کون ہو؟"

سونیا نے اس کے بازو میں گولی مارتے ہوئے کہا "میں آدمی موت ہوں۔ مکمل موت کے لئے میرے ہنی مون منانے والے کا انتظار کرو۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی لفٹ میں آگئی پھر چلے جانے لگی۔

میں کلب میں تھا۔ میری معلومات کے مطابق کلب میں بارہ افراد ہمیں گھیرے آئے تھے۔ ان میں سے ایک خیال خوانی کرنے والا تھا۔ ایک سرخڑ کو میں نے زخمی کر کے بیکار کر دیا تھا۔ چار بارے تھے۔ باقی چھتہ پھر رہے تھے۔ ان کا ٹیلی ویژن جانتے والا انہیں سمجھا رہا تھا "کسی طرح فریاد کو پچاننے کی کوشش کرو۔ اور جب تک وہ پچان نہ جائے کوئی سامنے نہ آئے۔ وہ تمہارے ہی ساتھیوں کے ذریعے تمہیں ہلاک کر رہا ہے۔"

چھپنے کے لئے ضروری تھا کہ وہ ہتھیار پھینک دیتے کیونکہ میں انہیں ہتھیاروں کے ذریعے پچان رہا تھا۔ جب خبر ہو گئی کہ میں پیش آتا ہوں تو کوئی اپنا ہتھیار نہیں پھینکتا۔ ان ہتھیاروں کو اپنا آخری اور مضبوط سارا بھجھتا ہے۔

چار دشمنوں کے دماغ میری مٹھی میں تھے۔ میں ان کے ذریعے اور دو دشمنوں کے اندر پہنچ گیا۔ پھر وہاں جہاں چھپے ہوئے تھے وہاں سے انہیں نکلے پر مجبور کیا۔ اسی وقت دوسری پولیس پارٹی آگئی تھی اور انہیں ہتھیار پھینکے کا حکم دے رہی تھی۔ شاید فرانس کی حکومت کا دباؤ بڑھ گیا تھا اور وہ مسلح افراد کو مزید رعبیت نہیں دے سکتے تھے۔

لیکن ہم نے تو تقریباً مکمل فتح کر دیا تھا۔ جو باقی رہ گیا تھا اسے بھی میں نے پورا کر دیا۔ تمام مسلح دشمنوں کو ایک دوسرے پر گولیاں برسائے پر مجبور کیا۔ پولیس افسر پہنچ رہا تھا انہیں قاتل تک سے منع کر رہا تھا انہیں گولیاں مارنے کی دھمکیاں دے رہا تھا لیکن جو خود ہی ایک دوسرے کو گولیاں مار رہے ہوں وہ بھلا دھمکیوں سے کہاں رکتے۔ ذرا سی دیر میں میدان صاف ہو گیا۔ آخری دشمن جو رہ گیا تھا اس نے میری مرضی کے مطابق پہلے اپنے زخمی سرخڑ کو گولی

ماری پھر خود کشی کرلی۔

پولیس والے دم بخود رہ گئے شاید انہوں نے موت کا ایسا کھیل پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اسی وقت سونیا آگئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریو اور دوسرے ہاتھ میں کانڈا تھے۔ اس نے مجھے کانڈا دیتے ہوئے کہا ”ان کانڈا اور تصویروں کو دیکھو اور بتاؤ کتنے جنم میں گئے اور کتنے باقی رہ گئے۔“

وہاں سرفزہ سمیت گیا وہاں لاشیں تھیں اور ان کی یاد کے دریا اور تصویریں میرے ہاتھوں میں تھیں۔ میں نے بارہواں دریا سونیا کو دکھا کر کہا ”صرف یہ شخص رہ گیا ہے اور وہ ہمیں ہوگا۔“

سونیا نے پولیس افسر سے کہا ”اس شخص کو تلاش کرو ورنہ تمہاری شامت آجائے گی۔“

اس نے افسر کی کمرے سے ریو اور کی نال لگا دی وہ یولا ”یہ کیا حرکت ہے؟ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم تمہارے ساتھ تعاون کریں۔ مگر تم قانون کو ہاتھ میں لے رہی ہو۔“

وہ یولی ”اگر ہم راجہ کی کمزور پڑتے تو تمہارا قانون ہمیں لے ڈھتا، جو کہہ رہی ہوں اس پر عمل کرو۔“

میں نے اس بارہویں شخص کو دیکھ لیا۔ وہ کچھ لوگوں کے درمیان کلب سے باہر جا رہا تھا۔ میں نے افسر کے ہولسٹر سے ریو اور نکال کر اس کا کانڈا لے کر پھر کھلی چلا دی۔ وہ اچھل کر زمین پر گر کر پھر میں نے قریب پہنچ کر پوچھا ”کیا ٹیلی ویژن جانتے ہو؟“

اس کے داغ نے بتایا۔ وہ چوٹا ٹیلی ویژن جانتے والا شخص ہے۔ باقی تین اپنے کالج اور ہوٹل کے کمروں میں ہیں۔

میں نے اس چوتھے کو گولی مار دی۔ پھر سونیا سے کہا ”ابھی تین خیال خزانے کرنے والے باقی ہیں۔“

سونیا نے مجھے تین تصویریں دیں۔ میں نے ایک کی آنکھ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ ہوٹل کے ایک کمرے میں ڈھکی پڑا ہوا تھا۔ ایک ڈاکٹر اس کی مریض بنی کر رہا تھا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ ٹیلی ویژن جانتا ہے اور جزل کے کمرے میں آیا ہے۔ جزل نے ان کے ہاتھوں میں خیال خزانے کرنے والوں کو وارننگ دی تھی کہ ناکام واپس نہ آئیں ورنہ ان سے ٹیلی ویژن کی کاغذیں لیا جائے گا۔

میں نے کہا ”ٹیلی ویژن سیکھ لینے سے کامیابی حاصل نہیں ہوتی کسی کے ہاتھ میں رائفل ہو اور وہ اسے چلانا نہ جانتا ہو تو اناڑی بنے۔ انہوں کو کی گولی مارنا ہے۔“

اس ڈھکی کے داغ میں دوسرا شخص بولنے لگا ”فراڈ! یہ لوگ اناڑی نہیں ہیں۔ یہ زبردست پلان میکر اور گورپا قاتل ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ تمہارا اقتدار ساتھ دیتا ہے۔ میرا مشورہ ہے ہمارے باقی تین ٹیلی ویژن جانتے والوں کو نہ مارو۔ تین مریں گے تو تین سو پیدا ہو جائیں گے۔“

میں نے کہا ”موت کا فرشتہ آؤں سے یہ نہیں کہتا کہ وہ بچے پیدا نہ کریں۔ تم بھی پیدا کرو، تمہارا کام یہی کرنا ہے۔ فرشتے کا کام

مارنا ہے۔“

”میں کو شش کروں گا کہ تم انہیں نقصان نہ پہنچاؤ۔“ میں نے جتنے ہوئے کہا ”جان لیوڈ! ٹیلی ویژن کی تصویریں ابھی تھیں، ابھی بت چکے تھے۔ لوہیں تھیں سکھا ہوا۔“

میں اس ڈھکی کے داغ سے نکل آیا۔ جان لیوڈ! افسر ہو کہ میں کچھ کرنے والا ہوں۔ میں نے دوسری تصویر کی آنکھ میں جھانک کر دیکھا۔ اس کے داغ میں پہنچا۔ پھر کچھ کے آنکھ کی سانس روک دی۔ سننے اور سمجھنے کے لئے کچھ نہیں ہا۔ یہ ثابت ہو چکا تھا کہ وہ ٹیلی ویژن جانتا ہے اور ہمارا چال چل رہا ہے۔

وہ جانی دشمن جان سے چلا گیا۔ میں تیسری تصویر کی تیرے کے داغ میں آیا۔ وہاں جان لیوڈ! اس کے داغ میں جمائے پڑا تھا۔ میں واپس پہلے والے ڈھکی کے اندر آیا پھر سانس روک دی۔

تھوڑی دیر بعد تیرے کے پاس آیا پھر یولا ”جان لیوڈ! تک اس انڈے پر مرنے کی طرح بیٹھے رہو گے؟“

وہ یولا ”تم میرا نام کیسے جانتے ہو؟“

”میں صرف نام نہیں جانتا، تمہاری پوری مہتری جانتا، ابھی تو یہ فیصلہ کرو اسے بچاؤ کے یا اسے جو ہوٹل میں پڑا ہے؟“

”دیکھو اپنے دوتے میں لپک پیدا کرو، میں دوسری کرنا ہوں۔“

”میں سپیرا ہوتا ہوں تو دوستی کر لیتا، ابھی تین تک من رہا، تین کے بعد بھی تم یہاں رہو گے تو میں ہوٹل والے کو کھانا چلا جاؤں گا۔ ایک۔ دو۔ تین۔“

میں تین کہہ کر چپ ہو گیا۔ وہ غصے سے گالیاں دینے لگا ”میں تم سے نمٹ لوں گا۔“ تین اپنے مقصد میں۔ وہ بولتے بولتے چپ ہو گیا۔ میں نے تیرے کے داغ کی طرح قبضے میں لیا تو چلا جان لیوڈ! ہوٹل والے کو بچانے کا میں نے اس کی سانس روک دی۔ وہ ترسے لگا۔ اور کرلی ہوٹل والے کے مرے داغ سے جھنجھلا کر واپس آیا ہوگا۔

تیرے کے بھی داغ میں جگہ نہیں مل رہی ہوگی کیونکہ میں کی سانس روک رہی تھی۔

میں نے کہا ”جان لیوڈ! میں نے کہا تھا کہ ٹیلی ویژن کے میدان میں تھیں، ابھی بت چکے تھے۔ پلاسٹک میں نے سکھا رہا ہے جاؤ۔ ابھی طرح پڑتے اور مار کر دے رہو۔“

میں داغی طور پر سونیا کے پاس حاضر ہو گیا۔



جان لیوڈ! کوئی معمولی شخص نہیں تھا۔ مانا کہ ایک بار ہم سے بات کیا لیکن لیوڈ! جیسے ہی شہ زوروں کے لئے کہا گیا ہے۔ کرتے ہیں شہ سوار میڈان جنگ میں۔ وہ مظل کیا کرے گا جو مظل کے مل چلے۔

مجھ کو اور سونیا کو بھی بعض حالات میں ناکامیوں کا منہ دیکنا پڑا ہے۔ بیشہ کامیاب ہونے والے اندازے کی ایک ذرا سی غلطی سے ناکام ہو جاتے ہیں۔ جان لیوڈ! کا فنی ریکارڈ ہے تھا کہ وہ تیزی سے سوچتا ہے، تیزی سے عمل کرتا ہے۔ داغ کپیڈر کی طرح کام کرتا ہے۔ جس دشمن کے پیچھے جا جاتا ہے اسے جہنم میں پہنچا کر دم لیتا ہے۔

اس کے ریکارڈ میں صرف ایک جگہ ناکامی لکھی ہوئی تھی۔ دوسری بار ہمارے مقابلے میں ناکام ہو کر گیا تھا۔ ورنہ کامیابیاں اور کامیابیاں اس کے قدم چوتھی تھیں۔ خصوصاً ایسے وقت جب وہ ذہنی شیر کی طرح پلٹ کر حملے کرتا تھا۔ اس ریکارڈ کے مطابق آئندہ اس کا حملہ ہمارے لئے تشویش کا ہو سکتا تھا۔

وہ کچھ پلوڈس کو بد نظر رکھ کر منصوبہ بناتا ہے، یہ بھی ہم نہیں جانتے تھے۔ جو بعد میں معلوم ہوا ”اس کا ذکر ابھی کر رہا ہوں۔“

جزل کو جان لیوڈ! پر سب سے زیادہ مجھو سا تھا۔ اس نے جزل کا مدد سنبھالنے کی لیوڈ! کو اپنا مشیر خاص بنالیا تھا۔ اس کی وفاداری پرکھنی شہ نہ تھا۔ اس لئے اسے ژانفرا مشین سے گزار کر ٹیلی ویژن کا قلم بنا دیا تھا۔

جان لیوڈ! نے جزل سے کہا ”تمہارے لئے سب سے خطرناک مرنے والے اسے قابو میں کرنا ضروری ہے۔“

جزل نے کہا ”میں سمجھتا ہوں، وہ سونیا سے ہمارے ٹیلی ویژن جانتے والوں کو واپس چھین کر لاری سے جگہ سے بیات مٹھکھ ختر ہے۔ مرنے والی کی جیسی سے متاثر ہوگئی ہے اور ہمیں کسی وقت بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔“

”وہ ٹیلی ویژن جانتے والوں کی ایک الگ ٹیم بن رہی ہے۔ ہمیں اس کے مقابلے میں ایک دوسری ٹیم کی تشکیل کرنی چاہیے۔“

جان لیوڈ! نے برین ماسٹر اور بلیک سیکٹ جیسے عہدوں کو قائم کرنے کا مشورہ دیا۔ اس کے مطابق پانچ افراد کو ژانفرا مشین سے گزار کر انہیں ٹیلی ویژن کا قلم دیا گیا لیکن مشین کے ذریعے ان پانچ کے داغوں میں یہ بات نقش کر دی گئی کہ وہ اپنے اندر جان لیوڈ! کی سوچ کی لہروں کو بھی محسوس نہیں کریں گے۔

جان لیوڈ! کی ایسی ہی چالاکیوں سے جزل خوش رہتا تھا۔ اس نے ٹیلی ویژن کا شہر برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکٹ کے حوالے کر دیا تھا ان کی طرف سے قریب ہی کا انڈیشہ نہیں تھا کیونکہ ان پانچوں کے داغ جان لیوڈ! کی مٹی میں تھے۔

وہ اور جزل خاموش قماشانی بن کر مرنا اور پانچوں بلیک سیکٹ اور برین ماسٹر کی حکمران دیکھتے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کے ٹیلی ویژن جانتے والوں کو ٹرپ کر رہے تھے۔ جب لیوڈ! نے دیکھا کہ مرنا کا پلڑا ہمارے اور بلیک سیکٹ ناکہ ہیں تو انہوں نے پانچوں کو کال کوٹھری میں بھیج دیا۔ وہ مرنا پر قابو نہ پاسکے یہ یقین ہو گیا کہ وہ لڑکی فریڈ کی ٹیلی کے مضبوط قلعے میں پناہ لے رہی ہے۔

پھر یہ بات چھپی نہ رہی کہ جزل کا ایک خاص خیال خزانہ ہے۔ لیوڈ! نے جزل سے کہا ”فراڈ اور مرنا مجھ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے اور کسی نہ کسی دن مجھے ڈھونڈ نکالیں گے۔ لہذا دانشمندی یہ ہے کہ میں خود انہیں اپنے قریب آنے کا موقع دوں اور ان سے انجان بن کر قریب سے انہیں دیکھتا اور سمجھتا رہوں۔ انہیں اچھی طرح سمجھنے کے بعد ہی میں ان کی شہ رگ پکڑنے میں کامیاب ہو سکوں گا۔“

اس پلاننگ کے پیش نظر نے ہر ماسٹر کو اتو بنایا گیا۔ اس کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ جزل نے چند رہنما ز فوجیوں کی خدمات حاصل کی ہیں۔ جب سے لیوڈ! جزل کے پاس آیا ہے تب سے وہ ایسی چالیں چل رہا تھا کہ جزل کو کہیں سے کوئی انڈیشہ نہیں رہتا

باز خبر کا

نست ۱۰۰۰

کاغذ ۱۰۰۰

۷۳

۲

۱

۵

۶

۷

۸

۹

۱۰

علامتوں کا کتاب
نہ صرف آپ کو
آکھڑے حال سے
آکھڑے حال سے
بھی بتانے کا کہ ان
حالات میں مسئلہ
قریب راہ عمل کیا
ہو سکتی ہے۔

ہر جمعہ کے دن کے طلبہ کو کتاب کا مہنگا ہوتا ہے

تھا۔ اسے سہرا سڑ سے بھی اندیشہ نہیں تھا کیونکہ اسے سہرا سڑ کے
مردے پر لانے سے پہلے ایک بار اسے دھوکے سے اعصابی کنزروی
میں جھٹایا گیا تھا اور لیوڈا نے تو یہی عمل کے ذریعے اس کے دماغ
میں یہ نقش کر دیا تھا کہ وہ کبھی لیوڈا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں
کے گا۔

جب مرنا نے سہرا سڑ کو شہر کیا اور توہمی عمل کے ذریعے
اسے اپنا معمول بنایا تو لیوڈا چپ کر رہ گیا تھا۔ لیوڈا نے
سہرا سڑ خاک میں جاتا تھا کہ کال کو فہمی سے پانچوں قیدی رہا کئے
جائیں گے۔ لیوڈا نے جو باتیں نقش کرائی تھیں وہی وہ مرنا سے
کہہ گیا۔ بعد میں مرنا کو یادی ہوئی۔ پانچ قیدی رہا کئے گئے تھے مگر
وہ ڈی تھے۔

دوسری بار مرنا نے سہرا سڑ کے چور خیالات سے معلوم کیا
ایسے کتنے رہنا سڑ فوج ہیں جن کی خدمات جہل نے حاصل کی ہیں؟
سہرا سڑ کے چور خیالات نے سات فوجیوں کے نام پتے اور نوں نمبر
بتا دیے۔
میں نے بھی مرنا کی سوچ کا لہجہ اختیار کر کے بالکل ہی
معلومات حاصل کی تھیں لیکن لیوڈا کو میرے متعلق کچھ معلوم نہ
ہو سکا کیونکہ جب میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ اس وقت لیوڈا
سہرا سڑ کے دماغ میں نہیں تھا۔

اور مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ مرنا بھی میرے ہی طریقہ کار کے
مطابق جہل کے خاص ٹیلی میٹھی جاننے والے تک پہنچنا چاہتی
ہے۔ یوں دیکھا جائے تو جان لیوڈا اپنی ذات سے سہرا سڑ کو مرنا
کو اور کچھ کو اپنے منصوبے کی انگلیوں پر چارہا تھا اور ہم بے خبری
میں تاج رہے تھے۔

میں نے پارس کو جان لیوڈا کی عمرانی پر مامور کیا تھا جبکہ لیوڈا
نظر نہیں آیا تھا۔ ایک بار اس کی بیوی کا ریش مچی تھی۔ دوسری بار
ایک باہر برس کا لڑکا سانچیل پر کھینچ گیا تھا۔ پارس نے ان کا
حقاب نہیں کیا تھا جبکہ لیوڈا میں دیکھتا چاہتا تھا کہ مرنا اپنے ٹیلی
میٹھی جاننے والوں کے ساتھ اس کی بیوی بچوں کا حقاب کر رہی
ہے یا نہیں؟

لیوڈا کا منصوبہ براہی جامع اور ٹھوس تھا۔ مرنا کے ٹیلی میٹھی
جاننے والے کی ہمت اور کتنی پال حقاب کے لئے چل پڑے
تھے۔ کتنی پال لیوڈا کی بیوی کا کچھ کر رہا تھا اور کتنی ہمتو باہر برس
کے لڑکے سے دوستی کرتے ہوئے پایا گیا تھا۔

لیوڈا اپنے بیوی بچوں کے دماغوں میں کتنی کر رہی تھیں دیکھ رہا
تھا لیکن اس نے اپنی بیوی کا نوڈا کے دماغ سے کچھ معلوم نہیں کیا۔
اس کی وجہ یہ تھی کہ پارس نے کانوڈا کے قریب جانے کی حماقت
نہیں کی تھی۔

جو کسے کی کان کے قریب سے گزرتا ہے اس کے منہ پر
کالک ضرور لگتی ہے۔ ہوا کا جھوٹا کسے کی سیاہی اڑا کر چرے
تک پہنچاتا ہے۔ چونکہ میرا جینا کسے کی کان سے نہیں گزرتا تھا

اس لئے میں صرف مرنا کا ذکر کروں گا۔ اس کے منہ پر کالک کی
کالک لگ گئی تھی۔

یہ سراسر حماقت تھی کہ کتنی پال لیوڈا کی بیوی کے قریب
تھا اور اسے خواب کیا تھا کہ مرنا اس کی بیوی کی آواز سن سکے
اسی طرح کی ہمتو نے باہر برس کے لڑکے کی آواز مرنا کو سنائی
تھی۔ دوسری طرف جہل کے جاسوس ان کی ناک میں تھے انہیں
نے کتنی پال اور کتنی ہمتو کی کاروں کے نیچے ڈھکیچڑھکا کر لگا دیا۔
اس آئے سے نشاندہی کرتے ہوئے سراسر غرسانوں کو ان کی ہاتھی
گاہ تک پہنچا دیا۔

یہ جان لیوڈا کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ اکثر لوگ کامیابی کی
خوشی میں حماقتیں کر جاتے ہیں لیکن لیوڈا نے قتل سے کام لیا۔ کی
ہمتو اور کتنی پال کو نہیں چھیڑا انہیں آواز اور کھانا تاکہ مرنا کے
اتحاد کے اقدامات کو دیکھ سکے۔

پھر یہ ہوا کہ مرنا نے اپنے ماتحتوں کی ذیوٹی بدل دی۔ کتنی
پال کی جبکہ شیا آجی اور کتنی ہمتو کی جبکہ جودی نارمن نے لے لے۔
جودی نارمن کی واک فوج راجوری جلدی ماں بننے والی تھی اس
لئے ہسپتال میں تھی۔

آجی رات کے بعد شیا نے لیوڈا کی بیوی کے دماغ پر قبضہ
تھایا پھر اس کے ذریعے بیڑہ دم کے دروازے پر آئی۔ لیوڈا ٹھٹھا
بیڑہ دم میں تھا۔ بیوی نے دسک دے کر کہا۔ "میرے بیٹے میں
تخت تکلیف ہے مجھے ڈاکٹر کے پاس لے چلو۔"
لیوڈا نے بند دروازے کے پیچھے سے کہا اٹھیا مصیبت ہے
چلو کار میں جا کر بیٹھو۔ میں آ رہا ہوں۔

اس کی واک فوج پورچ میں آکر کار میں بیٹھ گئی۔ دوسری طرف
مرنا نے جودی نارمن سے کہا۔ "باہر برس کے لڑکے کو اغوا کر
نا کہ لیوڈا باہر برس ہو جائے۔"

جودی نارمن نے مگر کی قہقہہ کی۔ جب لیوڈا اپنی واک فوج
ساتھ کار میں بیٹھ کر لڑکوں کی طرف روانہ ہوا تو اس نے اس کے
بیٹے کو نیند کی حالت میں بستر سے اٹھایا اسے چلا ہوا کوشی کے پاس
لایا۔ پھر اپنی کار میں بٹھا کر اسے لے جانے لگا۔ ایسے ہی وقت آتے
پیچھے سے پولیس کی گاڑیوں نے راستہ روک لیا۔ جودی نارمن کو
گن پوائنٹ پر گرفتار کر کے ہی ایک انجنیشن کے ذریعے لے ہوئے
کر دیا گیا تاکہ مرنا اس کے بجائے کالک کی راستہ نہ نکال سکے۔

لیوڈا کی واک فوج جس کار میں ڈاکٹر کے پاس جا رہی تھی اسے
ایک راستے پر چاھوں طرف سے شیا اور اس کے آدمیوں نے
روک لیا۔ پھر شیا نے کہا "جان لیوڈا! گاڑی سے باہر تھوڑا
لے جہل کی بیوی خدمت کر لی۔ اب ہماری خدمت کر گئے۔"

گاڑی سے باہر آئے والے نے کہا "جس دھوکا ہوا ہے
میں لیوڈا نہیں ہوں۔ ہاں مگر وہ لیوڈا میرے دماغ میں موجود ہے
جس جیسے گرفتار کر سکو، میرے دماغ کے اندر رہنے والا ہے۔"

نہیں سکو گی۔
شیا نے چونک کر دیکھا۔ اس شاہراہ پر چاھوں طرف سے
پولیس کی گاڑیاں آ رہی تھیں۔ وہ چاھوں طرف سے گھر گئی تھی۔
کتنی سست سے بھاگنے کا راستہ نہ تھا۔ ایک انفرانجنشن لگانے
کی سرنج چاہتے ہیں اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے دماغ میں
مرنا کہ رہی تھی۔ "اس سرنج سے بچنے کی کوشش کرو۔ مجھے اس
سرنج والے کی آواز سنا۔ میں تمہاری حماقت کروں گی۔"

شیا نے پیچھے ہٹتے ہوئے اس افسر سے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"
دوسرے چاہوں نے اسے پیچھے ہٹنے سے روک دیا۔ اسے
بکھڑایا۔ وہ افسر پیچھے کو گھبراہٹا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔
خاموشی سے سرنج کی سوئی اس کے بازو میں پوسٹ کر دی۔ اس کے
بعد شیا اپنے آپ سے غافل ہوئی چلی گئی۔

مرنا نے پہلے جودی نارمن کو بے ہوش ہوتے دیکھا۔ پھر شیا
بھی گرفتار کر لی گئی۔ اس طرح کچھ میں آگیا کہ جان لیوڈا کوئی
تزوالت نہیں ہے۔ وہ جلدی سے اسے بھی نکل لے گا۔ خطرے کا تعین
ہوئے ہی وہ خیال خزانہ کی چھلانگ لگاتی ہوئی کئی ہمتو اور کتنی
پال کے دماغوں میں آئی۔ ان کی دماغی حالت نہایت ہی ناگزیر
تھی۔ یعنی وہ بے ہوش تھے اور مرنا ان کے دماغوں سے کچھ معلوم
نہیں کر سکتی تھی۔ یہی ہے معلوم ہو گیا کہ وہ باڈی ہارنر ہے۔ ایک
ہی رات میں چار ٹیلی میٹھی جاننے والے اس کے ہاتھوں سے نکل
گئے ہیں۔

یہ بہت بڑا نقصان تھا۔ چار ٹیلی میٹھی جاننے والوں کی اہمیت
بہت زیادہ ہوتی ہے اور ان میں جودی نارمن اس کے لئے بہت اہم
تھا۔ اس نے اتنا بڑا نقصان پہلے کبھی نہیں اٹھایا تھا۔ کبھی اتنی بڑی
فکرت کا سامنا نہیں کیا تھا اور توہین کی بات یہ تھی کہ کسی نے آج
تک اس طرح اسے اٹو نہیں بنایا تھا۔

دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس کا دل ڈوب رہا تھا۔ اتنی بڑی
ناگاہی ہواشت نہیں ہو رہی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو
قلم لیا۔ اسے اپنے ٹیلی میٹھی جاننے والے بہت عزیز تھے۔ وہ ان
سے رفتار انہوں کی طرح بے گھر کر گئی تھی۔ جو راجوری ماں بننے والی
تھی۔ اس کا خاص خیال رکھتی تھی۔ جو راجوری کے بارے میں
سوچتے ہی وہ چونک گئی۔ جان لیوڈا نے جودی نارمن کو گرفتار کرنے
کے بعد جو راجوری کے متعلق ضرور معلوم کیا ہو گا۔ نارمن کے
دماغ کو زبردستی اس کے چور خیالات کے متعلق ضرور معلوم کیا
ہو گا کہ جو راجوری ایک بہت مہنگے بیڑی ہوم میں ہے۔

اس نے خیال خزانہ کی پرواز کی۔ جو راجوری کے پاس پہنچی۔
اس کا خیال درست نکلا۔ وہ بے ہوش تھی۔ بے ہوشی بتا رہی تھی
ہائے بھی اغوا کیا گیا ہے کیونکہ وہ ایک ہی جگہ میں پانچ ٹیلی میٹھی
دماغوں سے محروم ہو گئی تھی۔

وہ اچانک ہی چوٹ چوٹ کر رونے لگی۔ رونے دوتے بستر

آکر اوپر سے منہ کر پڑی۔ پارس اسے پیار سے چاھوں شانے چٹ
کرنا تھا جہل نے حماقت سے منہ کے بل کر دیا تھا۔ اب اسے
ایکے ہیں کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ اکثر ایسے نقصانات
ہوتے ہیں جو پورے نہیں ہو پاتے۔ ٹھیک ہے نقصان پورا نہیں
ہوتا لیکن رونے اور آنسو دکھانے کے لئے تو کوئی اپنا ہوتا۔ پارس
ہوتا تو اس کے گلے لگ کر روئی اور دل کا غماز نکال لیتی۔ عورت
ایسی بھی نکلتی ہو کہ آنسو پونچھنے کے لئے اپنا دامن بھی نہ لے۔

اُس نے خیال خزانہ کی پرواز کی۔ پارس کے دماغ پر دسک
دی۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ دوسری بار آکر بولی۔ "پارس!
میں دوسری ہوں۔"

"دوئی روئی گٹ لاسٹ۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ وہ جھٹکا کر کتنے کو مارنے اور
نوپے کھونٹنے لگی۔ صدمہ تھا، فکرت کھانے کا غم تھا پارس کی
بے رخی کا فتنہ تھا اپنی تمنائی کا اور بے یاری و مدد گاری کا۔ وہ پھر
پارس کے پاس آئی اس نے پھر سانس روک کر مگھ دیا۔

اسے سارے کی ضرورت تھی۔ سارے کے بغیر سنبھل
نہیں سکتی تھی۔ وہ ٹھٹھے کے باوجود بھی رہی تھی کہ اس نے پہلے ہی
مضبوط ساروں کو توڑ دیا تھا۔ کبھی ٹھٹھا کھانے اور تنہا جانے والی
بات نہیں سوچتی تھی۔ آخر وہ سونپا کے پاس گئی۔ اس کے دماغ میں
پہنچتی ہی رونے لگی۔ سونپا نے پریشان ہو کر پوچھا۔ "کیا ہوا؟ کیوں
دوسری ہو؟"

وہ بچپان اور سکپان لیتے ہوئے بولی "میں بری طرح ٹوٹ گئی
ہوں۔ جہل کے خیال خزانہ کرنے والے جان لیوڈا نے میرے پانچ
خیال خزانہ کرنے والے چھین لئے ہیں۔"

"کیا تم ناگاہی کے وقت دوئی ہو؟"

"میں کبھی نہیں دوئی لیکن پارس مجھے رلا رہا ہے۔ میں اس
کے پاس جاتی ہوں وہ سانس روک لیتا ہے اپنا ہی حوالے دیتے وقت
منہ مونڈے تو کیا وہ نہیں آئے گا۔"

"میں کچھ گئی۔ اسے بھی سمجھا دیتی ہوں۔"

میں سو رہا تھا۔ سونپا نے مجھے بگایا۔ پھر کہا "مرنا میرے پاس
آئی ہے۔ لیوڈا نے اسے پانچ ٹیلی میٹھی جاننے والوں سے محروم کر
دیا ہے۔ ایسے وقت پارس کو سہارا بننا چاہئے لیکن وہ مرنا سے بے
رخی دکھا رہا ہے۔"

میں نے کہا "مرنا کو سمجھنے دو، وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔ تم مجھ پر
اندھا اعتماد کرتی ہو، میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں۔ زندگی گزارنے کے
لئے انسان کو کسی نہ کسی پر پوری طرح بھروسہ کرنا پڑتا ہے۔"

سونپا نے کہا۔ "سن رہی ہو مرنا! بات صرف پارس کی نہیں
ہے۔ اتنی بڑی دماغ ہم عورتوں کے لئے کوئی بھی ایک مرد ہوتا
ہے جس پر ہر حال میں بھروسہ کرنا ہوتا ہے۔ بھروسے کے بغیر
ازدواجی زندگی نہیں گزرتی۔"

"مما! مجھے غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ آئندہ میں پارس کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی۔"

"اچھی بات ہے۔" سونیا نے مجھ سے کہا۔ "پارس کو سمجھاؤ کہ وہ ہماری بیٹی کے آسوپہنچے۔"

میں پارس کے پاس آیا۔ اس نے سانس روک لی۔ میں دوسری بار اس کے پاس آیا۔ وہ مجھ سے بولا۔ "تم ہزار بار آؤ گی۔ ہزار بار سگاؤں گا۔ جاؤ اور اپنے کربان میں۔"

میں نے بات کاٹ کر کہا میں ہوں۔ غصہ قھوک دو۔"

"اوہ بابا! وہ کہہ رہی تھی پشیمان کر رہی ہے۔"

"تم کہہ کر پشیمان ہونے کے لیے ہی کہہ رہی پالتے ہیں۔ جب بالی لیا ہے تو پشیمان ہونے کیوں ہے؟"

"دیکھئے میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں کہ وہ خود غرض ہے، مگر ہے اپنے مطلب کے لئے دوستی کر رہی ہے۔"

"تماری یہ رائے پہلے درست تھی۔ ابھی اسے زبردست ٹھوکر لگی ہے۔ جان لیوڑا نے اس کے پانچ ٹیلی بیٹھی جاننے والے چھین لئے ہیں۔ وہ بری طرح ٹوٹ گئی ہے۔ ٹھکر گئی ہے۔ اسے تمہارے سارے کی ضرورت ہے۔ میں اسے بھیج رہا ہوں۔ اس کا دل نہ توڑنا۔"

میں نے سونیا کے پاس حاضر ہو کر پوچھا "مرتا ہے؟"

"میرے پاس ہے۔"

"اسے پارس کے پاس جانے کو کہو۔"

وہ فوراً ہی سونیا کے داغ سے غلطی اور پارس کے پاس آئی۔ پھر بولی "میں دوسری تھی۔ تمہیں مجھ پر محبت نہیں آتی؟"

"اپنے پاؤں پر کھڑی مار کر دو گی تو محبت نہیں آئے گی، نہیں آئے گی۔"

"میں سچے دل سے کہتی ہوں مجھے غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔"

"چلو اچھا ہے۔"

"میں اتنا برا نقصان اٹھا کر تھا نہیں رہ سکوں گی۔ مجھے اپنے پاس بلاؤ۔ مجھ سے کوئی میری جان! میرے بارودوں میں آجائے۔ ابھی میرے لئے بیمار کے بول ضروری ہیں۔"

"تم ابھی میرے پاس آکر دوسری غلطی کر دی۔ تمہارے پانچ ماتحت اسی شہر میں پکڑے گئے ہیں۔ ہم بھی اسی شہر میں ہیں۔ لیوڑا بہت دور تک سوچتا ہے۔ وہ اور جیل اچھی طرح سمجھ گئے ہیں کہ تم ہماری جیلی میں شامل ہو گئی ہو۔ اتنا برا نقصان اٹھا کر اس جیلی کے کسی فرد سے ضرورت لئے جاؤ گی۔ ان کے جاسوس آج رات ہر مشکوک لڑکی کا حاصر کریں گے۔"

"ہاں۔ ٹھیک کہتے ہو وہ میرے اطراف بھی جال پھیلا رہے ہوں گے۔ مجھے تازہ ہوا کے لئے لان میں بھی نہیں جانا چاہئے۔"

"میرا مشورہ ہے۔ آنکھیں بند کرو۔ داغ کو دیاات دو اور

میری نیند حاصل کرو۔ صبح میری آمد کے بعد تازہ دم ہو گی۔ پھر سوچیں گے کہ اینٹ کا جواب کس طرح پتھر سے دیا جائے۔"

"ہم ابھی سوچیں گے۔ میں سونا نہیں چاہتی۔"

"تم نے مجھے اوجھری نیند سے جگایا ہے۔ اس وقت میرے داغ پر بوجھ ہے۔ میں تمہیں کوئی مستقل مشورہ نہیں دے سکتی گا۔"

"کیا تم میری خاطر آج رات جاگ کر نہیں گزار سکتے؟"

"تمہارے حسن و شباب کی خبر ہو بیڑی راتیں جگاتی ہیں۔ ان بھی جگنا۔ یہ آنکھیں تمہارے لئے کھلی رہیں گی۔"

"ہائے پارس! میں ایسی ہی باتیں سنتا چاہتی ہوں۔ بلکہ میرا دل سے بوجھ اتارتے رہو۔"

"دراصل تم ہاکی کو تسلیم نہیں کر رہی ہو۔ اس لئے یہ بوجھ بن گئی ہے۔ فراضی سے مان لو اور کہو۔ میں نے ٹھوکر کھائی ہے لیکن نئے حوصلے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی ہوں۔ ہاکیاں باپس کرنے کے لئے نہیں، نیا حوصلہ پیدا کرنے کے لئے ہماری زندگی میں آئی ہیں۔"

"بے شک میں ہاکی کو تسلیم کرتی ہوں اور اب نئے حوصلے کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کروں گی۔ اب میں تمہیں ہوں۔ میرا پارس میرے ساتھ ہے۔"

"اب تمہارے پاس کتنے خیال خونی کرنے والے بگے ہیں۔"

"صرف دو بگے ہیں۔ پال ہو پکن اور وارنر بیک۔"

"تم نے بتایا تھا کہ پال ہو پکن تمہارا مخالف ہے اور تمہارے اسے جڑا اپنا معمول بنایا ہے۔"

"ہاں۔ وہ برین اسٹر کا ساتھ دے رہا تھا۔ جب مجھے پتا چلا تو میں نے اس کی کھوپڑی الٹ دی۔ اسے نیچا لگا کر رکھا ہے۔"

"اسے خواہ مخواہ ضائع کر رہی ہو۔ اس سے کوئی کام لو۔"

"میرے پاس زیادہ خیال خونی کرنے والے تھے اس لئے میں نے پال ہو پکن کو ایک طرف پیسٹ کر رکھا تھا۔"

"اور ان تین خیال خونی کرنے والوں کے متعلق کیا خیال ہے جنہیں پال ہو پکن نے تارک قید خانے سے لے گئے تھے۔"

"پال ہو پکن کا تھا میں جب چاہوں ان تینوں کو واپس لے سکتی ہوں۔"

"گویا تمہارے پاس پھر پانچ خیال خونی کرنے والے ہو گئے۔"

"واقعی پارس! ہاکی کے صدمے نے مجھے اس پہلو پر سوچنے نہیں دیا کہ پانچ کا نقصان اٹھایا ہے تو میرے پانچ اس طرح کی پورے ہو سکتے ہیں۔ اوہ گاڈ! ذکر نہ میں بہت خوش ہوں۔"

"بہتر ہے ہم باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ میں جیل کو توڑ جاؤں دینے کی تدبیر سوچتا چاہئے۔"

"تم کو مجھے تدبیر سوچنے کے لئے نیند پوری کرنا ضروری ہے۔"

"یہ بات میں کون کا تو تم سمجھو گی میں تم سے کچھ چھڑا رہا ہوں۔"

"دہنٹے ہوئے بولی "اب میں خود کہہ رہی ہوں۔ پانچ کا خسارہ پورا ہونے کے بعد مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔ میں جانتی ہوں میں اپنی رہنا چاہئے۔ مجھے حوصلے سے کام شروع کریں گے۔"

"یعنی اب تم مجھ سے کچھ چھڑا رہی ہو۔"

"دہنٹے ہوئے بولی "کیا یہ اچھا ہو گا کہ میں تمہاری آغوش میں ہوں۔ پھر ہم نیند میں بھی نہ چھڑتے۔"

پارس نے جگہ بجا کر کہا "ابھی تدبیر تم میرے پاس آ سکتی ہو۔"

"جی؟"

"پاکل بچ۔"

"کیسے آ سکتی ہوں؟ کوئی خلوص پیش میں آئے گا۔"

"آئے گا۔ تم پھر کھڑکی۔ وہ تمہیں پکڑ کر لے جائیں گے۔ اور نئے پکڑ کر لے جائیں گے۔ وہ تمہاری ڈی ہو گی۔"

"قتل سنگ آئیڈیا ہے۔"

"اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کس لڑکی کو ڈی بنایا جائے کسی لڑکی کی آواز سننے کے لئے اگلے سیدھے فون نمبر ڈال کر کہنے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے ہم میں سے کسی کا فون ڈیٹ کیا جا رہا ہو۔"

"مضمون میں سوچتی ہوں۔ ایک لڑکی مجھے یاد ہے، آج شام کو ملی تھی۔ بڑی بھاری سی آواز تھی اس لئے مجھے یاد رہی۔"

"اس کے پاس جاؤ۔ اسے اپنی ڈی بناؤ۔"

"اس کام میں دیر ہو گی۔ تم سوچاؤ۔ اب میرا داغ تیزی سے کام لے رہا ہے۔ میں اپنی ڈی کو جیل اور جان لیوڑا تک پہنچاؤں گی۔ انہیں تین دلاؤں گی کہ مرنا ہاکی سے ٹوٹ کر ان کے سامنے جگہ لگی ہے۔"

"واہ میری جان! واقعی تم ذہانت سے سوچتی ہو۔"

"دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اس لڑکی کی آواز اور لے کر یاد کرنے لگی۔ پھر اچھی طرح یاد کرنے کے بعد اس نے خیال خونی کی پرواز کی۔ اس کے داغ میں پہنچی۔ پھر واپس آئی۔ اس لڑکے نے سانس روک لی تھی۔"

"مرتا نے جراتی سے سوچا "کیون ہے؟ سانس روکنے کا ہنر جانتی ہے کیا اس کا تعلق کسی شخص سے ہے؟"

"وہ پھر اس کے داغ میں آئی۔ لڑکی نے پوچھا "کون ہو تم؟"

"مرتا ہے، کیا؟"

"دوست ہوں۔"

"دوست کا کوئی نام ہو گا؟"

"کیا افعال مجھے سسر کہہ سکتی ہو۔ کیا اپنا نام بتاؤ گی؟"

"کیا افعال مجھے بھی سسر کہہ لیں۔ ویسے تم بڑی ہلاکی سے مجھے چور خیالات پڑھنے کی خوش کریں ہو۔ چلو اپنی یہ حسرت

پوری کرلو۔"

"تم مجھ سے زیادہ ہلاک ہو، تم نے اپنے داغ کے درختانے کو لاک کر دیا ہے۔ کوئی تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔"

"اب کام کی باتیں کرو۔ میرے داغ میں کیسے پہنچی ہو؟ کیا مجھے پہلے کیس دیکھا ہے؟ میری آواز سنی ہے؟"

"آج شام کو راکٹل گاڑنے کے اوپر رستوران میں تم دیر سے کچھ بول رہی تھیں۔ میں باپس والی میز پر تھی۔ تمہاری آواز کی شیرینی اور لہجے کی نزاکت بہت اچھی لگی۔ تم مجھے یاد رہ گئیں۔"

"آئے کا متھو کیا ہے؟"

"میں تمہیں ایک عام سی لڑکی سمجھ رہی تھی۔ ایک معاملے میں تمہیں آگ لگنا کہ اشتعال کرنا چاہتی تھی۔ مگر تم بڑی پراسرار لگ رہی ہو۔ بلکہ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟"

"آئی دو دنوں کا تمہوں سے بچتی ہے۔ پہلے تم تعارف کراؤ۔"

"تم ضد کرتی ہو تو بتا رہی ہوں وعدہ کرو دوست بن کر رہو گی۔ مجھے دھوکا نہیں دو گی اور اپنا صحیح تعارف کراؤ گی۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔ اپنا نام اور کام بتاؤ؟"

"مرتا ہے، کیا؟ میرا نام شپا ہے۔ میں اپنے دشمنوں سے انتقام لینا چاہتی ہوں۔"

"کون ہیں تمہارے دشمن؟"

"یہ ابھی بتاؤں گی۔ پہلے اپنا نام بتاؤ۔"

"میرا نام مرنا ڈی فونز ہے۔"

"مرتا ایک دم سے اچھل پڑی "تم جھوٹ بولتی ہو۔"

لڑکی نے جراتی سے پوچھا "تم میرا نام سن کر کیوں بھڑک رہی ہو؟ کیا میرے نام سے کوئی عداوت ہے؟"

"میں مرنا کی آواز اور لہجے کو خوب پہچانتی ہوں۔ تمہاری آواز اور لہجہ بالکل مختلف ہے۔"

"مختلف ہے نہیں۔ مختلف بنایا ہے۔ اپنی پچھلی آواز اور لہجے کو غصہ کر رہا ہے تاکہ جیل اور جان لیوڑا بھی میرے داغ تک نہ پہنچیں۔"

"مرتا کا منہ جیت سے کھل گیا تھا۔ وہ لڑکی مرنا کے دشمنوں کو اپنا دشمن بتا رہی تھی۔ خود کو مرنا ثابت کرنا چاہتی تھی۔ وہ ایک معما بن گئی تھی۔ یہ معلوم کرنے کا تجسس شدید ہو رہا تھا کہ وہ کون ہے؟ کیا جان لیوڑا کسی نئی ٹیلی بیٹھی جاننے والی کو ٹرانسار مر مشین کے ذریعے ایک نئی مرنا بنا کر پیش کر رہا ہے؟"

"کیسی ہو سکتا تھا۔ اب یہ دیکھنا تھا کہ وہ نئی مرنا ٹیلی بیٹھی جانتی ہے یا نہیں؟ یہ جاننے کے لئے مرنا اس کے داغ سے واپس آئی۔ توڑی دیر بعد وہی ہوا جو اس نے سوچا تھا۔ وہ داغ میں آکر بولی "ہیلو سسر! میرے داغ سے کیوں پہل آئیں؟"

"تمہاری چال بازی معلوم کرنے کے لئے۔ اب حقیقت کھل گئی ہے۔ تم جان لیوڑا اور جیل کی آگ لگا رہو۔"

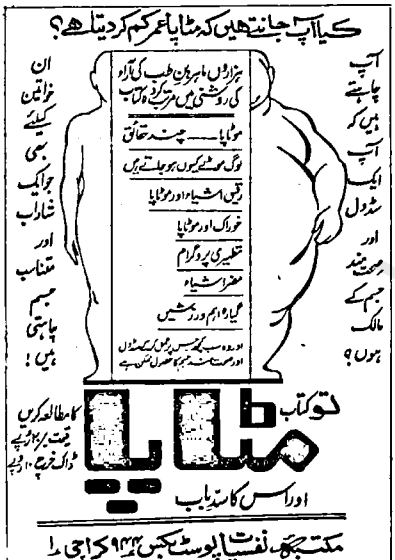
”یہ جھوٹ ہے۔ میں اپنے پارس کی قسم کھاتی ہوں کہ نہی کی آواز کا نہیں ہوں۔ مجھے غلط نہ سمجھو۔“

مرہٹا حلق پھاڑ کر بولی۔ ”کیا تم؟ تم میرے پارس کی قسم کھا رہی ہو؟“

ہے۔ اور ایک ڈمی تیار کی ہے۔“

پہاںس لیا ہے۔
مرنے کے لئے "یہ عقل حلیم نہیں کرتی کہ وہ بوڑھا تجربہ کار
کے فریب میں آ جائے گا۔"

کے خوابیدہ خیالات پڑھ رہا تھا۔ وہ دونوں ڈی کے داغ سے نکل آئیں۔



سانس روک لی۔ وہ دوسری بار جا کر بولی "میں ہوں مس گنام تم خیریت سے ہو؟"

مریٹا اندھیرے میں تھی، کبہ دہی تھی "میں نے اندر کی تمام لائٹس بجھا دی ہیں۔ ابھی تم نے فائزرنگ کی آواز سنی ہوگی۔ میرے بچکے کے قریب ہی کسی نے گولی چلائی ہے۔ مجھے تو یوں لگا جیسے کوئی میرے پیچھے ریوالتور لے کر آیا ہے۔ ویسے میں خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔"

"تم میرے پاس چلی آؤ۔"

"باہر نکلنے میں بھی خطرہ ہے۔"

"جب اندر اور باہر کہیں تحفظ کا تعین نہ ہو تو پناہ گاہ بدلنے کا خطرہ مول لینا چاہئے۔ میں نوینی قمری راہن سن اسٹریٹ میں ہوں۔ فوراً وہاں سے نکلو۔ ایک بچکے کی چار دیواری میں مگر حساب ڈکی کو فرار کا راستہ نہیں ملے گا۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو۔ میں لباس بدل کر ابھی یہاں سے نکل رہی ہوں۔"

اس نے سانس روک لی۔ مس گنام دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر مسکرائی۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے جان لیوڑا کے دماغ میں پہنچی۔ کوڈروڈز ادا کر کے بولی "سرا! وہ میرے پاس آ رہی ہے۔"

لیوڑا نے پوچھا "کیا تمہیں یقین ہے؟"

"لیس! سرا! اس کے بچکے کے پاس فائزرنگ ہوئی تھی میں نے بھی آواز سنی تھی۔ وہ پہلے ہی خوفزدہ تھی۔ اب پناہ گاہ بدلنے پر راضی ہو گئی ہے۔ میرے پاس پناہ لینے آ رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے جاؤ۔ میں انتظامات کر رہا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ اسے مریٹا کی رانکس گاہ کا علم نہیں تھا۔ چار میس دیوڑی میں وہاں پہنچنے والی تھی۔ برہ حال اس کا انتظار کرنا تھا۔ وہ لان میں آکر کھڑی ہو گئی۔ مریٹا نے دماغ میں آکر کہا "میں آدھا راستہ طے کر چکی ہوں۔ شاید چندہ منٹ میں پہنچ جاؤں۔ تم اپنے بچکے کے آس پاس نظر رکھو۔ وہاں کوئی خطرہ نہ ہو۔"

"فکر نہ کرو۔ یہاں تم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔"

مریٹا پھر چلی گئی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد ایک کار بچکے کے احاطے میں داخل ہوئی پھر ایک جگہ آکر رک گئی۔ مس گنام نے قریب آکر دیکھا ایک فوجی ان لوگ کار سے اتر رہی تھی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو مس گنام! میں ہوں تمہاری نئی دوست مریٹا۔"

مس گنام نے مصافحے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا پھر کہا "میں جس کا ہاتھ پکڑتی ہوں وہ چھڑا نہیں سکتا۔"

اس کی باتوں کے دوران کتنے ہی گمنامین اسے گھیرتے ہوئے قریب آ رہے تھے۔ حصہ کا دائرہ تنگ کر رہے تھے۔ وہ بولی "مس

گنام! تم آستین کا سانپ نکلیں۔ لیکن افسوس مریٹا نے آستین والا بلاؤز نہیں پہتا ہے اس لئے تمہارا باپ بھی مجھے گرفتار نہیں کر سکے گا۔ خوش ہونے کے لئے میری اسی ڈی کو گرفتار کر رہی جا رہی ہوں۔"

مریٹا کے جاتے ہی وہ ڈی چونک گئی پھر اپنے چاروں طرف کئی رائفلیں دیکھ کر چپخٹے کی "میں کہاں ہوں میں کہاں کیسے آئی؟ وہ چیخے چیخے پکارا کر گر پڑی۔ مس گنام نے مریٹا کو گرفتار کرانے کے لئے بڑا لمبا چکر چلایا تھا۔ بڑی کامیاب اینٹنگ کی مگر مریٹا پھر مریٹا تھی۔ الٹا اسے پکڑے کچل کچل تھی۔

وہ لیوڑا کے دماغ میں آئی۔ کوڈروڈز ادا کر کے بولی "مرہم دھوکا کھا گئے۔"

وہ بولا "میں نہیں تم دھوکا کھا گئی ہو۔ میں اوٹلی چڑا کے پر کو دیتا ہوں۔ دیکھو میں نے مریٹا کی رانکس گاہ کو چاروں طرف سے گم لیا ہے۔ اس ذہن لڑکی سے ایک بہت بڑی غلطی ہو گئی۔ اس نے تمہیں الجھانے کے لئے خود ہی ہوائی فائزرنگ کیا۔ پولیس کی پڑوا پائی ہے مجھے بتایا کہ اس رانکس گاہ سے فائزرنگ کی آواز آئی ہے۔ بے شمار مسلح فوجی جان گیرانگ کرتے ہوئے اس بچکے میں داخل ہوتا جا رہے تھے۔ لیوڑا میا فون اسٹیک کے ذریعے کہہ رہا تھا "مریٹا! فرار کے تمام راستے بند ہو چکے ہیں۔ میں دس تک گنا ہوں۔ تم باہر نہیں آؤ گی تو یہ جان اندھادند فائزرنگ کرتے ہوئے اندر آئیں گے۔ اپنی جوانی پر ترس کھاؤ۔ باہر آجاؤ۔ ایک۔"

تین۔ چار۔"

وہ گھر گھر کر گئی رہا تھا۔ اندر سے مریٹا کے قہقہے ٹائی رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے موت کو سامنے دیکھ کر پائل ہو گئی اور پھٹے پھٹے موت کو خوش آمدید کہہ رہی ہے۔

جان لیوڑا نے دس تک گنتے کے بعد حکم دیا "کم آنا! کرتے ہوئے اندر گھس جاؤ۔ اسے زندہ یا مردہ باہر لاؤ۔"

رات کے سانے میں بے شمار رائفلیں شور مچاتے تھیں۔ فائزرنگ کی مسلسل آوازیں دور تک فوجی جا رہی تھیں۔ فوجیوں کو لایاں برساتے ہوئے اندر چلے گئے۔ مختلف کمروں کو گریڈور کی لائٹیں آن ہو رہی تھیں۔ اندر روشنی پہنچتی جا رہی تھی۔ مسلسل فائزرنگ کے باعث کارٹوس کے بیٹل خالی ہو گئے۔ آخر کو لایاں ختم ہوئیں تو فائزرنگ کی آواز بھی ختم ہو گئی۔ ایک دم سناٹا چھا گیا۔ اس کمرے سانے میں پھر ایک بار کے قہقہے کو سنے گئے۔

جان لیوڑا نے پریشان ہو کر بچکے کی طرف دیکھا۔ وہاں رائفلوں سے ہزاروں کارٹوس نکلے ہوئے تھے۔ اتنی فائزرنگ کے میں گھر کے کپڑے کوڑے بھی مر گئے ہوں گے۔ لیکن مریٹا قہقہے زندہ تھی۔ وہ رات کی خاموشی میں گونج رہے تھے اور اس کے لئے خطرے کی گھنٹی بج رہے تھے۔

مریٹا کو اس وقت شبہ ہوا تھا جب مس گنام اسے ڈی جو جو کے پاس لے گئی تھی اور اس ڈی میں جان لیوڑا بول رہا تھا۔ مریٹا نے کسی پرہیزگار کیسا کیسا نہیں تھا۔ پھر مس گنام پر کیسے کرتی؟ بڑا ہی چنگٹن ڈرا تھا۔ عقل تسلیم نہیں کرتی تھی کہ ڈی جو جو نے بوڑھے رنڈا زافر جافری والٹن کو پھانسل لیا ہے۔ پھر اتنی جلدی ڈی جو جو کو اعصابی کمزوری میں جھلا کیا ہے اور اتنی جلدی جان لیوڑا بھی ڈی کے دماغ میں پہنچ کر جو جو کی اصلیت معلوم کر رہا تھا۔

مس گنام یہ سمجھتی رہی کہ مریٹا اس کے ساتھ ڈی جو جو کے دماغ میں ہے اور لیوڑا کی باتیں سن رہی ہے جبکہ وہ چپ چاپ وہاں سے نکل کر پارس کے پاس پہنچ گئی تھی۔ اسے تمام حالات بتائے تھے۔ اس نے کہا "مریٹا! تمہیں گھبرا جا رہا ہے۔ میں ابھی آتا ہوں تم وہاں سے نکلنے کے لئے تیار رہو۔"

"کیا رانکس گاہ سے باہر مارے لئے خطرہ نہیں ہوگا؟"

"میں خطرہ بننے والوں کو بھگا دوں گا۔"

دوسری طرف جان لیوڑا ڈی جو جو کے دماغ میں بول رہا تھا۔ اس کی باتیں ختم ہونے سے پہلے ہی مریٹا پھر ڈی جو جو کے دماغ میں آئی۔ جب لیوڑا وہاں سے چلا گیا تو... مس گنام نے مریٹا سے کہا۔ "میں نے تمہاری ذہانت کی بڑی تعریفیں سنی ہیں تم مشورہ دو کہ ڈی جو جو کے ذریعے کس طرح جرنل اور جان لیوڑا کو شکار کیا جاسکتا ہے۔"

مریٹا نے سوچنے کی مہلت لی۔ پارس اس کے پاس پہنچ گیا تھا اس نے کہا "میں ایک ہوائی فائزرنگ کا قسم مس گنام کے دماغ سے پہنچ مار کر نکل آتا اور یہ ظاہر کرنا کہ یہاں تمہارے لئے خطرہ ہے تم اس کے پاس پناہ لینے جاؤ گی۔"

مریٹا پھر مس گنام کے پاس گئی۔ پھر فائزرنگ کی آواز سننے ہی چار کردیاں سے گئی۔ مس گنام نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا ہوا خیریت تو ہے؟"

وہ بولی "ابھی یہاں کسی نے گولی چلائی ہے میں خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔"

مس گنام نے کہا "میرے پاس چلی آؤ۔"

اس نے آئے کا وعدہ کر کے سانس روک لی۔ پارس نے ایک ریکارڈز اس کے سامنے رکھ کر کہا "اس میں اپنے قہقہے ریکارڈ کرو۔"

اس نے چندہ منٹ کے ایک کیسٹ میں قہقہے ریکارڈ کئے۔ وہ خود کار ریکارڈز تھا۔ کیسٹ کے اختتام پر رک جانا تھا پھر خودی ریوالتور ہو کر دوبارہ آن ہو جاتا تھا۔ پارس نے کہا "جان لیوڑا بہت چالاک ہے۔ پڑوا تنگ پولیس کے ذریعے معلوم کر لے گا کہ کس بچکے سے فائزرنگ کی آواز آئی ہے۔ وہ یہاں بھی تمہیں گھیرے آئے

گا تمہارے قہقہوں کے ذریعے اسے یقین ہونا چاہئے کہ تم یہاں موجود ہو۔ آؤ چلیں۔"

وہ اس بچکے سے نکل آئے۔ باہر خطرات کم ہو گئے تھے کیونکہ پارس نے بچکے کے اندر مریٹا کی موجودگی کا یقین دلادیا تھا۔ جان لیوڑا کے فوجی جوائن نے اس بچکے کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ مریٹا فون اسٹیک کے ذریعے مریٹا کو وارننگ دی جا رہی تھی کہ وہ خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرے۔ بچکے سے باہر آئے ورنہ اسے گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔

پھر اس نے دس تک گن کر مریٹا کو مہلت دی۔ اس کے بعد فوجی جوائن مسلسل فائزرنگ کرتے ہوئے بچکے میں داخل ہوئے۔ بچکے کے ہر حصے میں فائزرنگ ہوئی رہی۔ اتنی گولیاں برساتی تھیں کہ گھر کے کپڑے کوڑے بھی مر گئے ہوں گے لیکن مریٹا کے قہقہے زندہ رہے۔ بعد میں ایک فوجی افسر ایک کیسٹ ریکارڈز ہاتھ میں اٹھائے بچکے سے باہر آیا پھر جان لیوڑا سے کہا "سرا! یہ خود کار کیسٹ پیئر ہے۔ آپ ہی آپ ریوالتور ہو کر باہر پارس کے قہقہے سنا رہا ہے۔"

فائزرنگ کرنے والے تمام فوجی جوائن اپنے اعلیٰ افسران جان لیوڑا کو دیکھ رہے تھے اور وہ جینپ رہا تھا۔ مریٹا نے اس کی فوج کے سامنے اسے اٹھایا تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی۔ اس کا ردوائی میں ایک گھٹنا گر کر رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا مریٹا اسے الجھا کر دور باجکی ہے۔ وہ زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ پارس اسے لے کر سیدھا جافری والٹن کے بچکے میں پہنچا۔ جافری والٹن جرنل کا خاص مشیر تھا۔ بچکے کے گیٹ پر دو مسلح جوائن کا پیرا تھا۔ پارس نے سائنسٹر لگے ہوئے ریوالتور سے دونوں کو زمین بوس کر دیا۔ مریٹا نے ٹیلیفون کے تار کاٹ دیے۔ پھر وہ دونوں بچکے کے اندر گھس گئے۔

رات کا بچھلا پھر تھا۔ جافری والٹن کے پیوی بیچ گھری نیند میں تھے۔ پارس اپنے ساتھ مارک لایا تھا دونوں نے اپنے چوہوں پر مارک چڑھا لئے۔ اگر پچھانے جاتے تو انہیں پھر چرے اور پائپوٹ وغیرہ بدلنے پڑتے۔ جبکہ وہ پہلے پلاننگ سرجری کرائے کے بعد نئی شناخت کے ساتھ یہاں رہتے تھے۔

بچکے کے اندر پہنچنے ہی انہوں نے ہر کھڑکی سے جھانک کر کمروں میں دیکھا۔ ایک بندہ دم میں ایک جوائن لڑکی دو سرے بندہ دم میں ایک جوائن اور ایک بوڑھی خاتون نظر آئیں۔ پارس نے ان دونوں کو باہر سے چننی چڑھا کر بند کر دیا۔ تیسرے بندہ دم میں ایک بوڑھا شخص جاگ رہا تھا۔ ٹرانسپیر کے پاس بیٹھا ایک رسالہ پڑھ رہا تھا۔ اسے ابھی ٹرانسپیر سے رپورٹ ملنے والی تھی کہ مریٹا گرفتار ہو چکی ہے۔

پارس نے مریٹا کو اپنے دماغ میں آئے کا اشارہ کیا۔ وہ آئی تو اس نے کہا "میں کھڑکی سے فائزرنگ کے اسے زخمی کرنا ہوں۔ تم اس کے دماغ میں پہنچ کر اندر وہ مہلک لاؤ۔"

پارس نے کڑی کی جالی میں سے سانس لے رہے تھے وہ اپنے ہاتھوں سے نشانہ لیا۔ گولی اس کے بازو میں لگی وہ اچھل کر کراچے ہوئے کرسی سے اٹھ گیا۔ پوچھا تھا کہ صحت مند تھا فوج میں نہ کرنے جانے تھی گولیاں کھائی ہوں گی۔ بازو میں گولی لگنے سے وہ کرسی سے اٹھ کر اپنے ہونے ٹرانسپیر کی طرف پلٹ گیا۔ گویا خیر سے کسی کو آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت مرغا اس کے دماغ پر جما گئی۔

اس نے لوکڑاٹے ہوئے دودھ کے پاس آکر اسے کھول دیا۔ اس نے اندر پہنچنے ہی اسے دھکا دے کر ایک کرسی پر گرایا۔ مرغا اس سے ذرا فاصلے پر بیٹھ کر چور خیالات پڑھنے لگی۔ وہ غرا کر بولا "میں میں سمجھ گیا ہوں تم مرغا ہو میرے چور خیالات پڑھ رہی ہو۔ میں تمہیں پڑھنے نہیں دوں گا۔"

وہ کرسی سے اٹھنا چاہتا تھا۔ پارس نے ڈھکی بازو کو دیا تو وہ کراچے ہوئے بیٹھ گیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ اور جان لیوا جزل کے خاص مشیر ہیں۔ جزل ان کے مشوروں سے اہم معاملات طے کرتا ہے۔

آج رات کے پہلے حصے میں مرغا کے جن باج ٹیلی پیٹھی جانے والوں کو اغوا کیا گیا تھا انہیں ایک کال کو فہری میں رکھا گیا ہے۔ دوسرے دن انہیں ٹرانسپیر مرشٹین سے گزار کر ان کی دقا داریاں تبدیل کی جانے والی تھیں۔ اس عمل کے بعد وہ جزل کے وقادار بننے والے تھے۔

چونکہ وہ کال کو فہریاں فہری ہیز کو ارٹریں تھیں اس لئے وہاں جانا دشوار تھا۔ ان کے پاس اتنی ہی وقت تھا جتنا کہ جان لیوا مرغا کی رہائش گاہ کے سامنے مصروف رہتا۔ ناکا کا پتہ بتائی ہی وہ سب سے پہلے جزل اور جازری والٹن کی خیریت معلوم کرتا۔ پھر تمام فوجیوں کو الرٹ رہنے کا حکم دیتا۔ اس سے پہلے ہی وہ دونوں بیٹھی انتہائی کارروائی کر سکتے تھے کرنا چاہتے تھے۔

انہوں نے ٹرانسپیر میں خرابی پیدا کر دی۔ جازری والٹن کو پلنگ پر ڈال کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیے۔ مرغا اس کے مزید خیالات کہیں بھی جا کر پڑھ سکتی تھی۔ جازری کے چنگے میں زیادہ دیر رہنے سے خلطہ پیش آسکتا تھا۔ وہ وہاں سے نکل آئے۔

پارس نے کارروائی کر کے ہونے کا "معلوم کر دیا" ترانسا مر مشین کماں چپا کر رکھی تھی۔

مرغا نے کہا "وہ جہاں بھی ہے میرے ملک کی امانت ہے۔" "لیکن اس کے ذریعے تمہارے دشمن پیدا کئے جارہے ہیں۔"

"میں ان دشمنوں کو ختم کروں گی۔ لیکن میرے ملک کی کثیر رقم خرچ کر کے وہ مشین تیار کی گئی ہے۔ میرا فرض ہے کہ میں اپنے ملک کی دولت ضائع نہ کروں۔"

"تمہاری مرضی ہے جو کرنا ہے جلدی کر گزرو۔"

اس نے جازری والٹن کے دماغ سے معلوم کیا "برین ماسٹر اور چاروں بلیک ٹیکرس کو مشین سے گزار کر جزل کا وقادار بنایا گیا تھا۔ ان ہاتھوں کو عام انسان بنا کر رکھا گیا تھا۔ وہ خود نہیں جانتے تھے کہ انہیں ٹیلی پیٹھی کا علم آتا ہے۔ جزل کو جب خاص موقع پر ان سے کام لینا ہوتا تھا تو جان لیوا ان کے دماغوں میں پہنچ کر ان کے اندر سرخ دوشنی کے آن آف ہونے کا احساس پیدا کرتا تھا۔ اس طریق کار کے مطابق انہیں ٹیلی پیٹھی کا علم یاد آجاتا تھا۔ ٹیلی پیٹھی کے ذریعے جزل کا مظلوم کام کرتے تھے۔ کام ختم کرنے کے بعد ان کے دماغوں میں دودھ دوشنی آن آف ہوتی تھی جس کے نتیجے میں وہ ٹیلی پیٹھی کا علم بھول کر عام بشری بن جاتے تھے۔

وہ ہاتھوں مختلف مشروں میں زندگی گزار رہے تھے۔ مرغا نے معلوم کیا کہ ان ہاتھوں کی آواز اس اور سب سے بدل دے گئے ہیں۔ وہ جازری والٹن کے ذریعے ان کے اندر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ اس نے ان ہاتھوں کے بچے اور فون نمبر معلوم کر لئے۔

اس طرح چھ نمبر ٹیلی پیٹھی جانے والوں کے بچے اور فون نمبر بھی معلوم ہو گئے۔ سب سے اہم بات یہ معلوم ہوئی کہ اسرائیل کو تین ٹیلی پیٹھی جانے والے دیئے گئے ہیں۔ جزل نے اسرائیل حکام سے معاہدہ کیا ہے کہ وہ تین خیال خوانی کرنے والے جان لیوا کے ماتحت رہیں گے۔ لیکن اسرائیل حکومت کے فرائض انجام دیتے رہیں گے اور فریاد کی جلی کے مقابلے میں مخالف خیال خوانی کرنے والی فوج کے کام کریں گے۔

اسرائیل حکام نے در خواست کی تھی کہ فریاد کی جلی میں چھ خیال خوانی کرنے والے ہیں۔ اگر مرغا ان کی جلی میں ملتی ہے تو خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد بے شمار ہو جائے گی لہذا اسرائیل کو کم از کم چھ ٹیلی پیٹھی جاننے والے فراہم کئے جائیں۔

جزل نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جلدی مرغا کے تمام خیال خوانی کرنے والوں کو اس سے جھین لیا جائے گا اور وہ ایسا کرنا تھا۔ اس نے یہودیوں سے کہا تھا کہ وہ یہودی حکام جزل کے وقادار رہیں گے تو آئندہ ان کے خیال خوانی کرنے والوں کی تعداد بڑھا کر چھ کر دی جائے گی۔

صبح ہوئے والی تھی۔ مرغا نے کہا "راتے میں جتنے ٹیلی فون بوٹھ نظر آئیں گا وہی گاڑی دو گئے جاؤ۔"

پارس نے گاڑی روک دی۔ مرغا گاڑی سے اتر کر بوٹھ میں گئی۔ ایک بلیک ٹیکسٹ کے نمبر ڈال کر کئے۔ رابطہ قائم ہونے پر اس نے اس کی نئی آواز اور لیجے کو سنا۔ پھر یہودی روک کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

ٹرانسپیر مرشٹین کے ذریعے انہیں عام حالات میں عام انسان بنایا گیا تھا۔ وہ خیال خوانی کی لہروں کو محسوس نہیں کر سکتے تھے اور کوئی دشمن ان کے دماغ سے یہ معلوم نہیں کر سکتا تھا کہ وہ خاص موقعوں پر خیال خوانی کرنے لگتے ہیں۔

اس نے مرغا کو محسوس نہیں کیا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کے سرہانے کتنے کے بچے رہا اور رکھا ہوا ہے۔ مرغا نے اس کے دماغ پر قبضہ بنا کر اسے خود کٹھنی کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس کے بعد اس نے مزید تین بلیک ٹیکرس کو بھی کیے بعد دیگرے اسی طرح جہنم میں پہنچایا۔ پھر پارس کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ پارس نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کیا کرسی تھیں؟"

"ہمار بلیک ٹیکسٹ کی موت مرگے ہیں۔ اب کسی دوسرے بوٹھ کے سامنے گاڑی روک۔ ایک ہی بوٹھ میں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔"

وہ راستے بدل بدل کر جا رہا تھا۔ پھر اس نے ایک بوٹھ کے سامنے گاڑی روک دی۔ مرغا نے بوٹھ میں جا کر پہلے برین ماسٹر راہا۔ "کم کیا؟ اس سے بولی" "کیا تمہیں یاد ہے کہ کبھی تم برین ماسٹر کہلاتے تھے؟"

"ہاں یاد ہے۔ جزل نے مجھے سزا دی ہے۔ مجھے ایک عام سا آدمی بنایا ہے جس میں ٹیلی پیٹھی بھول گیا ہوں۔"

وہ رہیور روک کر اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "تم ٹیلی پیٹھی جانتے ہو، جان لیوا ایک خاص ٹیکسٹ سے تمہارے دماغ میں یہ علم پیدا کرتا ہے پھر اپنا کام کٹانے کے بعد تمہیں اس علم سے محروم کر دیتا ہے۔"

"کیا تم مجھے یہ علم دوبارہ دے سکتی ہو جیسے تمہارا وقادار بن کر رہوں گا۔"

"تم سب تو ہی عمل کے ذریعے جزل کے وقادار بنائے گئے ہو اب بھی اس سے نڈاری اور مجھ سے وقاداری نہیں کر سکو گے۔ اس اعتبار سے تم میرے جانی دشمن پہلے بھی تھے اب بھی ہو اور آئندہ کی وقت بھی مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو۔"

"میں میں کبھی تمہیں نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ ایک بار مجھے اپنی خدمت کا موقع دو میں عام آدمی بن کر نہیں رہ سکتا۔"

"تم پھر خدا کے خاص بندے بن کر میاں سے رخصت ہو جاؤ۔"

اس نے برین ماسٹر کو بھی خود کٹھنی پر مجبور کر دیا۔ مزید تین ہودی ٹیلی پیٹھی جاننے والوں سے بھی رابطہ قائم کر کے انہیں بھی جان لیوے پر مجبور کر دیا۔ پھر پارس کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں آگئی۔ وہاں بھی فون تھا لیکن اس فون کو ڈیکٹ کیا جا رہا تھا۔ اس لئے اس نے تمام انتہائی کارروائی ٹیلی فون بوٹھ میں جا کر کی تھی۔

پارس نے کہا "تم اس رہائش گاہ میں مولیڈا جیکب کے نام سے رہتی تھیں۔ تمہارے پاس اسی نام کے شناختی کاغذات ہیں۔ ان کاغذات کی نقل اور تمہاری موجودہ صورت کا فونو متعلقہ دفتر میں ہوگا۔ سب سے پہلے اس فونو کو ضائع کراؤ اور اپنی نئی شناخت کے کاغذات تیار کراؤ۔"

مرغا نے ٹیلی فون ڈائریکٹری سے متعلقہ دفتر کے ایک افسر کا

فون نمبر معلوم کیا۔ پھر اس سے رابطہ کیا۔ اس کے دماغ پر قبضہ بنا کر اسے دفتر میں لے گئی۔ چوکیدار اور وہاں کے دوسرے ملازم نے بڑے صاحب کو دیکھتے ہی وہاں کے دوازے کھول دیے۔ افسر نے ڈیڑھ ساری فائلوں میں سے مولیڈا جیکب کے کاغذات نکالے اور ان کاغذات میں سے اس کی تصویریں نکال لیں۔ پھر ایسی مردہ فائلوں کی الماری کھولی جس میں ایسے شناختی کاغذات تھے جن سے تعلق رکھنے والے افراد مرچکے تھے یا کبھی لاپتہ ہو گئے تھے۔

افسر نے ایک نوجوان لڑکی کے کاغذات نکالے۔ وہ لڑکی کال کرل تھی۔ اس کا نام جون والیا تھا۔ افسر نے ان کاغذات پر مرغا کی تصویریں چسپاں کر دیں جون والیا کی تصویروں کو جلا دیا۔ مردہ فائلوں کی الماری کو بند کر کے مرغا کی نئی فائل نئی شناخت کے ساتھ دیکھا۔ وہاں میں رکھ دی۔ پھر اس دفتر سے نکل آیا۔ مرغا نے اسے گھر والیں پہنچا کر ہسپتال پہلے کی طرح سلا دیا۔ اس کے بعد دماغی طور پر حاضر ہو کر پارس سے بولی "میرا موجودہ نام جون والیا ہے۔ میں ایک کال کرل ہوں۔ تم نے مجھے معاوضہ دے کر اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ انکارائی ہوگی تو تم ہی کو گمے۔"

"ٹیک ہے کہ وہ دوں گا میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک بازاری عورت کے ساتھ رہتا ہوگا۔"

وہ بیٹھی ہوئی اسے دونوں ہاتھوں سے مارنے لگی۔

○●○

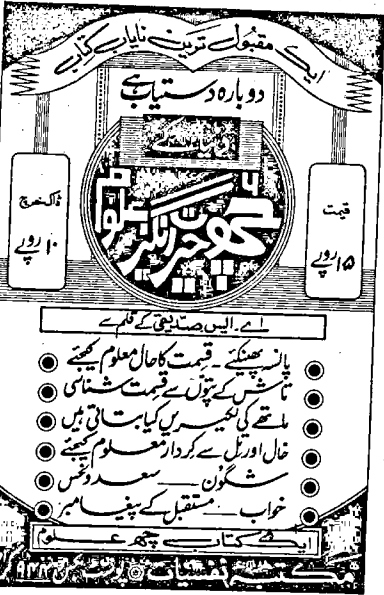
میں نے لیلی کو ریٹائرڈ فوجی افسر جازری والٹن کی عمرانی کے لئے اسی شرمیں بلایا تھا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم ایک ڈی لیلی جزل کے حوالے کریں گے اور اس ڈی کے ذریعے جزل اور جان لیوا کے قریب ترین افسروں کے دماغوں میں جگہ بناتے رہیں گے لیکن حالات تیزی سے بدل گئے تھے۔ یوں کہنا چاہئے کہ مرغا اور پارس نے حالات کا بدل کر دیلا تھا۔

لیلی نے سوچا "رات کا پچھلا پیر ہے۔ جازری والٹن گری نینڈ میں ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ خواب آور گولیاں استعمال کرتا ہو۔ فریاد نے اسی طرح اسرائیل حکام کے دماغوں میں جگہ بنائی تھی مجھے بھی کوشش کرنا چاہئے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر جازری کے دماغ میں پہنچنے کی خوش ہو گئی۔ پہلے چند محلوں میں یہی سمجھ میں آیا کہ وہ خواب آور گولیاں کھا کر سو رہا ہے پھر پتہ چلا وہ ڈھکی سے اس کے بعد اس نے محسوس کیا کہ جازری کے دماغ میں پہلے سے کوئی موجود ہے۔

وہاں مرغا تھی۔ جازری کے دماغ نے رفتہ رفتہ بتایا کہ اس کے سامنے ایک عورت اور ایک مردامک پہنے ہوئے ہیں۔ یہ مجھے میں دیر نہیں گئی کہ وہ مرغا اور پارس ہیں۔ لیلی نے خود کو ظاہر نہیں کیا۔ چپ چاپ دیکھتی رہی کہ مرغا کس حد تک مہلکات حاصل کر رہی ہے۔ اس کی تپ الوٹھی کو سب ہی مجھے تھے۔ جہاں اس کے ملک اور قوم کو نقصان پہنچتا ہو وہاں وہ مت ہی باتیں چھالیتی

لے اس کے پانچ ماہجن کو گرفتار کرنے سے پہلے اس کے اطراف
گھیرا والا تھا۔ پھر جس گناہ نے اسے تقریباً پھانسی لایا تھا۔
چاہتا تھا کہ اس لڑکی کو اشتہاری کارروائی کا موقع ملے۔ لیکن اُن
نے جنت انگیزی کرلیاں دکھائی ہیں۔ مجھے اپنی رائے مجاہد کے سامنے



نے امرات دیے تھے بیٹے نے ربہ الوہ لے کر دواؤں کے ہی جوتی
چینی کی طرف اندازے سے کئی قازر کئے۔ وہ دواؤں کا آخر کار مکمل
مہیا۔ وہ دواؤں ہوا جا ہر گیا۔ اس امر میں کہ کسوں کے دواؤں کو
کس کو ہوا پاپ کے پاس پیشا پھر اس کے ہاتھ پاؤں کھولے ہوئے
ہو! زلیٰ ایساں کون آیا تھا؟

جی میٹھ سکی گی اسٹوڈنٹ تھی۔ فرسٹ ایئر کا سامان لا کر باپ کے ذمہ کی مرہم بنی کرتے تھے۔ بیوی اپنے شوہر کی ہدایت کے مطابق جیل یا لہوڑا سے رابطہ کرنے ٹرانسیر کے پاس آئی۔ اسے آہستہ کیا کرتا تھا۔ اس میں بھی خرابی پیدا کرتی تھی۔

بیٹا بھرا جا کر کسی قریبی پچھلے یا بوٹھ سے خون کھانا تھا۔ مار باپ سے جانے سے روک دیا۔ انہیں اندیشہ تھا کہ دشمن باپ پر چڑھیں ہوں گے۔ وہ بڑی دیر تک پشانی میں جتلا رہے۔ پھر جعفری نے اپنے اندر لہوڑا کی آواز سنی۔ وہ کوڈونڈو ادا کرنے کے بعد پھر چڑھ گیا۔ یہ بات ہے تم سے خون پر ٹرانسیر کے ذریعے رابطہ قائم نہیں ہو رہا۔“

”یہاں میرا تھا قہقہہ، مجھے زخمی کرنے کے بعد نہ جانے میرے اندر سے کتنی معلومات حاصل کر کے لے گئی ہے۔ میرے پاس وقت ضائع نہ کرو۔ فوراً اہم شیعوں میں احتیاطی اقدامات کرو۔ مٹی گن ہیر کے فوجی افسروں اور جوانوں کو چمک کرو۔ اپنے نئے خیال خوانی کرنے والوں کو ان کی مہاشن گاہوں سے فوراً دوسری جگہ منتقل کرو۔“

”نیکو کے ہیں تمہارے لئے سکینوں میں بیچ رہا ہوں۔“
جان بکروا نے سب سے پہلے جہل کی خیریت معلوم کی۔ اسے
موجودہ گمراہ ہوئے حالات بتائے پھر کہا ”آپ فوراً منے خیال
خوابی کرنے والوں کی خیریت فون سے معلوم کریں۔ میں مٹی گن
ہرک کے ہو کر آتا ہوں۔“

اس نے ہیرک کے چیف انچارج کے دماغ میں آکر مخصوص کوڈورڈز ادا کئے پھر ہومہ "کیا خبر ہے؟"

”سر! سب ٹھیک ہے، کوئی خاص بات نہیں ہے۔“

”کوئی معمولی سی بات ہے؟“

”سر! میں سمجھا نہیں۔“

کہا اپنے آس پاس چھوٹی موٹی سی تبدیلی ہوئی ہے؟ کسی نے کوئی پچگانہ یا شہسکھہ خیر حرکت کی ہے؟ کوئی بیمار ہوا ہے یا کمزوری محسوس کر رہا ہے؟

چیف انچارج نے کہا ”میجر اینڈرسن بیمار ہے۔ ہمارا ایک جوان فوجی کچھ زیادہ ہی زہمدار ہے، اپنی حرکتوں سے دوسروں کو ہنساتا رہتا ہے۔ تمام جوان اپنی اپنی جگہ ڈیوٹی پر ہیں۔ کس کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ غالباً آپ کو شہ ہے کہ کوئی ٹیلی کھیتی جانے والا

کہتے ہی سانس روک لیتے تھے۔ صرف جان لیوا خصوصی کو روڈز ادا کر کے بھی اپنی اور جیل کی آمد کی پیشگی اطلاع دیتا تھا۔ تعذیب کرتا تھا کہ جیل جو اجازت نامہ اور ٹیلی میٹھی رکھانے کے لئے نئے رعموت لا رہا ہے ان کے نام اور طریقے کیا ہیں۔

خواہ کتنے ہی مخالفتی انتظامات کے جاسم باہر سے اندر آئے اور اندر سے باہر جانے کا کوئی چرہ دروازہ نہ نکلی ہی آتا ہے۔ جسے جان لہذا کی سوچ کا لہجہ اختیار کر کے ان فوجیوں کے داخل میں جاسکتا تھا اور ان کے ذریعے ایسے افسروں کے اندر پہنچ سکتا تھا جو سانس روکنے کی مہارت نہیں رکھتے تھے۔ ایسا کرنے کے لئے صرف ایک چیز کی کمی رہ گئی۔ جاسفی والدین وہ کوڈروڈز نہیں جانا تھا جو جان لہذا مٹھی میں ہیر کے چند قیمتی افسروں کے داخل میں ادا کرتا تھا۔ مگر ان افسروں کے ٹیلیفون نمبر اور ڈائریکٹری کوڈ اور فیکو نیسی کے متعلق جانتا تھا۔ میں نے یہ تمام معلومات نوٹ کر لیں۔ صرف جان لہذا کے مخصوص کوڈروڈز رہ گئے۔

یہ اطمینان تھا کہ ٹرانزائمر مشین کے بہت قریب پہنچ گیا ہو۔ پھر میں نے جہل کے حلق جافری کے دماغ میں سوالات پیدا کئے۔ چلا جہل نے بھی ایک ایسا پرسنل سیکرٹری رکھا ہے جو گھوٹا کارہا ہے۔ وہی جہل کے فون و فیو ائیڈ کرتا ہے۔ کھانا پیار کسے اور وہ ساری خدمات انجام دینے والے چار لائسنس یافتہ گھوٹے برے تھے۔ گویا وہ مضبوط قلعے میں محفوظ تھا۔ ہم اس کے آس پاس نہیں پہنچ سکتے تھے۔

میں نے لکھی سے کہا ”فی الحال ناکامی ہو رہی ہے لیکن مایوسی نہیں ہے آج کی معلومات کل کام آسکتی ہیں۔“

وہ بولی ”محنت اور پارس جافری کو لیٹر پر بندھ کر گئے ہیں۔ اگر وہ آزاد ہو جائے تو لیبرڈ اور جنرل وغیرہ سے رابطہ کر کے گاؤں کو سکھائے گا، اس طرح ہمیں کچھ اور معلومات حاصل ہو جائیں گی۔“

”دوست کتھی ہو‘ جعفری کی بیوی اور بچوں کو نیند سے جگاؤ اور انہیں جعفری تک پہنچے دو۔“

لٹی نے اس کی بیوی کو نیند سے بیدار کیا۔ وہ لٹی کی مرضی کے مطابق بستر سے اٹھ کر دروازے کے پاس آئی اور اسے کھولنا چاہا۔

چا چلا وہ باہر سے بند کیا گیا ہے۔ اس نے اپنی بیٹی اور بیٹے کو آوازیں دیں۔ وہ دونوں اپنے اپنے کمروں میں اٹھ بیٹھے۔ ماں کے پاس منحنے کے لئے دروازہ کھولنا جائز تھا۔ کمر کے دروازے بھی

باہر سے بند کئے گئے تھے۔ ماں نے کہا ”بیٹے! تمہارے باپ کو کئی خطرہ پیش آسکا ہے۔ اپنے ڈیڈی کو آواز دو۔“

بیٹے اور بیٹی نے آوازیں دیں۔ دور ایک بندہ روم سے جا فری
کی آواز آئی "میں بستر سے بندھا ہوا ہوں۔ تم کسی طرح یہاں

جینی نے فون کا ریسیور اٹھایا، پتا چلا اس میں خرابی ہے۔ مرنے

میں نے دیکھا وہ پارس کے ساتھ جازری کے کمرے سے چلی
گئی تھی لیکن اس کے باغ سے کچھ نہ کچھ معلوم کر رہی تھی۔ پہلے
اس نے اپنے پانچ محبتوں کے بارے میں معلوم کیا کبھی میتھو، کبھی
ال، بخورا جوری، شیدا اور جودی ناموں کو فونی ہیڈ کووارٹر کی کال
کو فونوں میں قید کیا تھا۔ وہاں سے انہیں نکال لانے میں بڑا
وقت لگتا۔ بڑے ہنگامے ہوتے اس لئے مرتبا جزل کے بنے خیال
اور خزانہ کے والوں کے رہے اور فونر معلوم کرتی رہی۔
تب پہلے نے مجھے طالب کمالیس سوہا تھا۔ اٹھ کر بیٹھ گیا وہ
بولی "سوری! آپ کی نیند خراب کر دی۔"

”کوئی بات نہیں تم خیریت سے ہو؟“
”جی ہاں پارس نے جعفری والٹن کو زخمی کیا ہے مرنے لگا ہے۔“

کے دماغ سے نئے یلی میسی جاننے والوں کے چتے اور فون ممبر معلوم کر رہی ہے اور اہم معلومات کو نظر انداز کر رہی ہے۔

نہیں سمجھ لیا جافرہی وامن جنرل کا سیر ہے اس نے
 دشورے سے ہی ژانفار مرشین کہیں چھپائی گئی ہوگی۔ مرشنا اس
 مشن کے خفیہ جہ معلوم کر سکتے ہیں لیکن نہیں کہ مرگ مرگ مشن

”خوفا حائفی کے دبا غم، آسمانِ وقت کمر ہے۔“

جافری کے خیالات سے پتا چلتا تھا کہ جان لیوڑا مرہٹا کا محاصروہ کسے اس کی ایک رہائش کی طرف گیا ہے۔ وہ جب تک وہاں

مصروف رہتا، ہم جانری کے داغ سے بہت کچھ معلوم کر سکتے تھے۔ چنانچہ معلوم ہو گیا۔ اسے مٹی گن جمیل میں ایسی جگہ

رکھا لیا تھا جس کے مین اطراف کمر پانی تھا۔ ایک طرف خشکی پر فوج کا ختہ ہوا تھا۔ پانی کے راستوں پر ایسے انتظامات تھے کہ

سین کے خفیہ اڈے کے قریب سے گزرتے ہی خطرے کی گھنٹیاں بجنے لگتی تھیں۔ خفیہ ایروڈوشورپانی کے اندر ہر سمت تیر برساتے تھے۔

کسی بھی چمکنڈے سے بچ نہیں سکتے تھے۔ اس جال میں پھنسا

فحشی کا جو حصہ تھا۔ وہ ممنوعہ علاقہ قرار دیا گیا تھا۔ وہاں پانچ میل کی دوری تک کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہاں

دو ہزار فوجی جوانوں اور افسروں کا مستقل قیام رہتا تھا۔ وہ تمام کنوارے اور یتیم فوجی تھے۔ ان کا کوئی رشتہ دار نہیں تھا۔ وہ مشی

کن بیرک سے باہر نہیں آتے تھے اور باہر کسی بیرک کا فوجی اندر نہیں جاسکتا تھا۔ جان لیوڑا وہاں جانے کے لئے جزل اور جافری

اور جعفری سے اجازت نامہ لے کر وہاں داخل ہو سکتا تھا۔

کرتی تھی وہ سب یوگا کے ماہر تھے۔ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس

الجمہادی اور ادرہ ہمارے آٹھ بندے کھانگی۔

”جانی کی روپوت کے مطابق اس کے ساتھ کوئی مرد تھا۔ وہ کون ہو سکتا ہے؟“

”فراہ مسلمان پارس یا علی تیمور۔ ان میں سے فراہ سو فطرد لینڈ میں سونیا کے ساتھ ہے۔ سلمان اور علی تیمور کے متعلق روپوت ہے کہ وہ پیرس میں ہیں لکنڈا مرنا کے ساتھ پارس ہی ہو سکتا ہے۔“

”ایک تو مرنا پہلے ہی ذہانت اور چال بازی میں کم نہ تھی اس پر اسے پارس کی تیزی طراری اور مکاریاں مل گئی ہیں۔ مسٹر لہوڑا! آئندہ اس سے یہ سوچ کر گراؤ کہ اب وہ ایک منہ زور آدمی بن گئی ہے اور اس اندمگی کے پیچھے فراہ کی پوری ٹیلی ہے۔“

”میں پہلے بھی مرنا کو تھا نہیں سمجھتا تھا۔ اب یقین ہو گیا ہے کہ اُسے فراہ کی پشت پناہی حاصل ہے۔ بانی دی دے وہ ہمیں زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ میں نے مٹی مکن ہیرک کو اے مضبوط قلعہ بنایا ہے کہ وہ فراہ کی پوری ٹیلی کے ساتھ بھی اس قلعہ کے اندر بھی قدم نہیں رکھ سکے گی۔“

”جانی والی ذہنی ہو کر مرنا کے آگے بے بس ہو گیا ہے ہمارے جو اہم راز اس کے داغ میں چھپے ہوئے تھے اب وہ راز راز نہیں رہے۔ آئندہ وہ ہمارا مشیر نہیں رہے گا میں بہت سی اہم تبدیلیاں کرنے چاہا ہوں۔“

”پوری اٹھلی جس فورس مولیتا نام کی لڑکی کو تلاش کر رہی ہے لیکن میں جانتا ہوں مرنا اب مولیتا سے کچھ اور دین گئی ہوگی۔ آسانی سے گرفتار نہیں ہوگی اور میں قسم کھا چکا ہوں اُسے جین سے بچنے نہیں دوں گا۔ آج شام سے پہلے اس کی شہرگ تک پہنچ جائیں گا۔“

”اگر وہ تھا ہوتی تو اپنی کسی غلطی سے پکڑی جاتی۔ اس کی غلطیاں درست کرنے والی فراہ کی ٹیلی اس کے پیچھے ہے۔ میں مشورہ دیتا ہوں کہ اسے جلد سے جلد گرفتار کرنے کی قسم نہ کھاؤ اس کے پاس تمہاری ہر چال کا جواب موجود ہے۔ فی الحال اسے ڈھیل دو۔ ذرا اسے پارس کے ساتھ پیش و محنت میں ڈوبنے دو۔ پھر اس کی غفلت سے قاعدہ افکار شب خون مارو۔“

”ہاں ابھی ہمارے سوچنے سمجھنے کے لئے بہت کچھ ہے۔ ہمیں یہ سمجھنا چاہئے کہ مرنا نے جانی کے داغ سے مٹی مکن ہیرک کے تمام حقائق انتظام کو سمجھ لیا ہے۔ وہ کسی وقت بھی ٹرانسارمر مشین کو ہمارے لئے ناقابل استعمال بنا سکتی ہے یا اُسے بالکل تباہ کر سکتی ہے۔“

جزل نے کہا ”پہلے اس سے توقع میں تھی۔ وہ ٹرانسارمر مشین کو اپنے ملک کا اہم سرمایہ سمجھتی تھی۔ لیکن اب دشمنوں کے قریب میں آگئی ہے۔ فراہ اور سونیا نے اسے اس قدر سر پر چڑھایا ہو گا کہ اب وہ اپنے ملک اور قوم کی محبت میں سوچنا بھول گئی

ہوگی۔“

”میرے داغ میں ایک آئینہ پاک رہا ہے۔“

”کیسا آئینہ؟“

”یہ بات یقینی ہے کہ فراہ اور سونیا کی پوری توجہ مٹی مکن ہیرک پر رہے گی۔ وہ بہت ہوشیاری سے وہاں پہنچنے کی کوشش کریں گے ہم بظاہر انجان اور غافل بن کر رہیں تو بہتر ہوگا۔ ہم ایسا چال بچائیں گے کہ وہ منہ نہ ملانے میں داخل ہونے کے بعد زندہ واپس نہیں جاسکیں گے۔“

”ہاں محفل سمجھاتی ہے کہ مٹی مکن ہیرک کو تباہ کرنے اور مشین کو تباہ کر دینے کے لئے مرنا وہاں تھا نہیں جائے گی۔ فراہ یا اس کے پیچھے ضرور اس کے ساتھ رہیں گے۔ وہ ہمارے لئے سہرا موقع ہوگا۔ اگر ہم نے ان میں سے دو چار کو پکڑ لیا یا انہیں مار ڈالا تو مرنا کی کڑواہٹ جائے گی اور فراہ کے فطری مہربوں کو بیش کے لئے عبرت حاصل ہو جائے گی۔“

وہ کچھ دیر تک اہم معاملات پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر جان لہوڑا نے کہا ”میں چاہا ہوں پھر کوئی اہم معاملہ پیش آجائے گا تو حاضر ہو جاؤں گا۔“

جزل نے کہا ”سو فار۔“ پھر چند سیکنڈ کے بعد پوچھا ”مسٹر لہوڑا تم جانے کی بات کہہ کر بھی موجود ہو گیا بات ہے؟“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے سانس روک لی۔ داغ میں جو بھی تھا وہ باہر نکل گیا۔ جزل آہستہ آہستہ سانس لے کر سوچنے لگا۔ ”کیا مرنا تھی؟ فراہ تھا؟ کوئی بھی ہو۔ دشمن تھا اور بڑے موقع سے داغ میں آیا تھا۔ میں لہوڑا کی موجودگی کے باعث اسے محسوس نہ کر سکا۔“

یہ فصد دلانے والی بات تھی۔ جو ہستی داغ میں چھپی ہوئی تھی وہ لہوڑا کی تمام پلٹنگ سن کر گئی تھی اور تباہی کیسے کیسے چور خیالات پڑھ کر گئی تھی۔ وہ بے چینی سے اٹھ کر مٹنے لگا۔ برسل ٹیکہ بڑی نے کمرے میں آنے کی اجازت طلب کی۔ جزل نے جھنجھلا کر پوچھا ”کیا بات ہے؟“

وہ دودھ دانے سے ہی بولا ”سرا اسی نے میرے داغ میں آنے کی کوشش کی تھی۔ میں نے کوڈروڈز پوچھے تو چلا گیا۔“

”ہوں کم بہت مرنا ہی ہو سکتی ہے۔“

ٹیکہ بڑی نے پھر چونک کر کہا ”سرا میں ہر کسی کو داغ میں محسوس کر رہا ہوں۔“

جزل نے اس کی کوبڑی کی طرف انگلی اٹھا کر کہا ”مرنا ایک چاؤ خور کو چمپاے کی حماقت نہ کہو۔ میں ابھی طرح جانتا ہوں یہ تم ہو یا تمہارے فراہ کے ساتھیوں میں سے کوئی ہے۔ تم تو لوگوں کے سوا اور کوئی دشمن ہمارے قریب آنے کی جرات نہیں کرے گا۔ میں وارننگ دے رہا ہوں۔ تمہاری یہ جرات ہمیں بہت مٹی پڑے گی۔“

جزل نے وارننگ دیتے ہوئے کہا ”ٹیکہ بڑی نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ ڈانٹ کر بولا ”آنکھیں کھولو۔“

اس نے آنکھیں نہیں کھولیں۔ وہ اسے ڈانٹنے کے لئے قریب آیا تو چلا ٹیکہ بڑی دودھ دانے سے ٹک لگائے کھڑے ہی کھڑے سو رہا ہے۔ اس کے ہلکے ہلکے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔ یہ خطرے کا الارم تھا۔ داغ کے اندر جو بھی ہستی تھی وہ ٹیکہ بڑی پر پوری طرح قبضہ تھا چلی تھی اور اس کے ذریعے جزل کو دشمنی کر سکتی تھی۔ یہ بات داغ میں آتے ہی اس نے ٹیکہ بڑی کے منہ پر ایک گھونسا مارا۔ وہ بے چارہ گھونسا کھا کر لڑکھڑاتا ہوا پیچھے گیا۔ اس نے فوراً ہی دودھ دانے کو اندر سے بند کر لیا۔ باہر سے ٹیکہ بڑی کی آواز سنائی دی ”سرا وہ میرے اندر سے چلا گیا ہے۔“

جزل نے دھڑکنے ہوئے کہا ”ٹیکہ لاسٹ پوئل مغرب اور ایرے سامنے نہ آتا۔ تم کام کے ذریعے گفتگو کرو۔“

دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ جزل دودھ دانے کے پاس سے چلا ہوا ایک صوفے کے پاس آیا۔ وہاں بیٹھا چاہتا تھا کہ اکثر کام سے اشارہ موصول ہوا۔ اس نے اکثر کام کے پاس آکر دوسرے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ایک مٹی مکن ہیرک پوچھا ”ہاں بولو؟“

ٹیکہ بڑی کی آواز آئی ”سرا میرا کوئی تصور نہیں ہے۔“

”تصور کے پتے قائم نے اسے اتنی دیر داغ میں رہنے کیوں دلا۔“

”سرا آپ نے اسے میرے داغ میں رکھ کر کہا تھا۔ اگر میں سانس روکا تو وہ داغ میں سے نکل جاتا۔ آپ ناراض ہو جائے اس لئے جب تک آپ بولتے رہے میں اسے اپنے اندر بواشت کرتا رہا۔ پھر پتا نہ چلا کہ اس نے کس طرح قبضہ جھاکر مجھے ٹھکانا۔“

”اگر وہ تمہارے ذریعے مجھ پر حملہ کرتا تو؟“

”میں کیا جواب دوں سرا اگر آپ حکم دیتے تو میں بہت پہلے ہی اسے بھگا دیتا۔“

جزل کو اپنی غلطی کا احساس ہوا وہ بولا ”چمپا ٹیکہ ہے۔ ٹیکہ ہے۔ کبھی خود بھی محفل سے کام لیا کرو۔“

”ٹیکہ سرا“

”اگر کوئی داغ میں آئے تو میرے پاس نہ آتا۔“

”ٹیکہ سرا“

”وہ آنے والا چاہے تمہارا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ اسے سانس روک کر بھگا دیتا۔“

”ٹیکہ سرا“

”منا اندر سے ذریعے مسٹر لہوڑا سے رابطہ کر دو اور اسے تباہ کر کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا اس وقت میرے داغ میں آیا تھا جب مسٹر لہوڑا مجھے اہم معاملات پر گفتگو کر رہا تھا۔“

”ٹیکہ سرا“ اس نے اکثر کام سے رابطہ قائم کر لیا۔

جزل نے ریسور اٹھا کر خبر ڈانٹ کے پھر رابطہ ہونے پر کہا۔ ”مسٹر ہولی میں ایس جزل بول رہا ہوں۔ میرے کوڈروڈز ہیں“ آکر کے سیون“ آکر کے سیون۔“

دوسری طرف سے ہولی میں نے کہا ”ویل میرے کوڈروڈز ہیں سیون کے آکر سیون کے آکر۔“ فرمایا میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“

جزل نے کہا ”تھوڑی دیر پہلے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ جانی ذہنی ہو گیا ہے اور اب میرا مشیر نہیں رہے گا۔ یہ بات صرف میں اور لہوڑا جانتے ہیں کہ میرے اصل مشیر تم ہو۔“

”آپ میرے قدر دان ہیں یہ میری عزت افزائی ہے۔“

”مسٹر ہولی میں اگر کئی چندہ منٹ پہلے جان لہوڑا میرے داغ میں آیا تھا اور دیر تک اہم معاملات پر گفتگو کرتا رہا۔ پھر چلا گیا اس کے جانے کے بعد بھی میں کسی اجنبی کو اپنے اندر محسوس کرتا رہا۔“

ہولی میں نے کہا ”پھر کوئی ٹیلی بیٹھی جانے والا اہم رازوں سے واقف ہو گیا ہے۔“

”مجھے شبہ تھا کہ وہ چھپ کر کہا میں سننے والی مرنا ہی ہوگی۔“

”کیا اب شبہ نہیں ہے؟“

جزل نے اسے بتایا کہ ٹیکہ بڑی کے داغ میں بھی کسی نے آکر شرارت کی تھی۔ اگر وہ مرنا ہوتی تو خود کو یوں نہ چھپاتی۔ کیونکہ اس کی دشمنی دودھ دان کی طرح نمایاں ہے۔ صاف ظاہر ہو جانے کے بعد چھپنا سراسر حماقت ہے۔ ہولی میں نے کہا ”آپ یہ بولو دیکھیں کہ وہ ہستی چھپنا نہیں چاہتی ہے۔ آپ کو الجھانا چاہتی ہے۔ اسے چاہئے تھا کہ مسٹر لہوڑا کے جانے ہی وہ آپ کے اندر سے چلی جاتی۔ لیکن اس نے داغ میں رک کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ پھر ٹیکہ بڑی کے ذریعے آپ کو پریشان کیا۔ میں آپ سے متفق ہوں کہ مرنا ایسی شرارت یا حماقت نہیں کرے گی۔ یہ کوئی اور ہی خیال خرافی کرنے والا ہے۔“

”میں تو پریشانی کی بات ہے کوئی اور ہمارے اتنے قریب کیسے پہنچ گیا ہے؟“

”ہو سکتا ہے۔ مرنا کی پشت پناہی کرنے والا فراہ ہمیں الجھنوں میں جھکا کر کے ہمیں پریشانی میں مبتلا رکھنا چاہتا ہو۔“

”مجھے بھی یقین ہے کہ یہ مرنا یا فراہ کی چال بازی ہے۔“

”جب تک ثبوت نہ ملے یقین نہیں کرنا چاہئے۔“

”مسٹر ہولی میں ان دونوں کے سوا کوئی میزاد دشمن نہیں ہے۔“

”اسک مین کو نظر انداز نہ کرو۔ وہ ہمارا تمہارا انٹی دشمن ہے۔ اس کی خیال خرافی کرنے والی ایسا کر سکتی ہے۔ پھر اسرائیلی حکام پر بھی شبہ کیا جاسکتا ہے۔“

”میں مسٹر ہولی میں اہم اسرائیلی کو ٹیلی بیٹھی کا سارا دوس

”وہ احسان مند بن کر ہماری رفاقت اور مرشدین تک پہنچ سکے۔ بہت سی بیویوں کی دوا علی ہاوں کی کئی مثالیں موجود ہیں۔ ہم نے فرہاد کے خلاف اپنے عین نبلی بیٹی جی جانے والے انہیں وے دیے، کیا انہوں نے ہمیں یہ بتانے کی زحمت کی ہے کہ انہوں نے نبلی بیٹی جی جانے والے جے مورگن کا برین آپریشن کیا ہے اور اسے پہلے سے زیادہ ذہین اور انا پنا دیا گیا ہے؟“

اسی وقت جان لیوے نے جزل کے داغ میں آکر کوڑوڑوڑاوا
کے جزل نے کہا "میں مسٹر ہولی مین سے گفتگو کر رہا ہوں۔ تمہیں
اطلاع مل گئی ہوگی کہ ہماری گفتگو کے دوران کوئی تیرا میرے داغ
میں موجود تھا۔"

”ہاں، یہی سن کر آیا ہوں۔ آپ کو زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ آپ کے دماغ میں آنے والا کوئی بھی مفہوم باہیار و محو کا سہ کر نہیں آسکے گا۔ اس لئے، جس نے سیکرٹری کے ذریعے آپ کو پریشان کیا تھا۔“

”یہ جلدی معلوم ہو جائے گا کہ اس میں اس مداخلت نے آپ کو
مست یاسم زہ داروں کو پورا کرنے سے روک دیا ہے اور آپ
کو ایک ہی طرف الجھا کر رکھ دیا ہے۔“ بلکہ ”آپ اپنے داغ میں
آنے والے کو کتنی طور پر فروماوش کریں“ اپنے آپ پاس حاضری
مختصات کو اور سخت پروری اور اپنے اہم کاموں کی طرف پوری
وجہ دیں۔ مجھے یقین کی حد تک شبہ ہے کہ فریاد آپ کو الجھا رہا
ہے۔ آپ اس کی حال میں نہ آئیں۔ میں تھوڑی دیر بعد آؤں گا۔“

ہوڈا! تم میرے اندر خاموش ہو یا جا کے ہو؟

اسے بھر جواب نہیں ملا اس نے سانس روک لی۔ تب اسے
سوس ہوا کہ دماغ پر ان کی سوچی کمرہوں سے خالی ہو چکا ہے۔ جو بھی
پا ہوا تھا وہ جا چکا ہے۔ اب یہ معاملہ اور زیادہ تشویش کا ہو گیا
۔ آخر وہ کون ہے جسے دوبارہ یہ معلوم ہو گیا کہ لہجہ اس وقت
دل کے دماغ میں آتا ہے لہذا اس دشمن خیال خرابی کے والے
بھی ٹھیک اسی وقت جزل کے اندر چلے آتا ہے۔

ابنی کو آزمانا تھا۔ اگر وہ تیسری بار بھی لیڈو کی آمد کے ساتھ جہنم کے اندر آئے گا تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ اس اپنی خیال خرابی کرنے والے نے لیڈو کی کسی کنزروی کو کپایا ہے۔ اسے جس طرح چٹا چل جاتا ہے کہ لیڈو جہنم کے دماغ میں جا رہا ہے۔ بلکہ وہ بھی اس کے پیچھے چلا آتا ہے۔

جہاز بری طرح الجھ رہا تھا اور خود کو ٹارنل دکھ کر دوسرے معاملات پر توجہ دینا چاہتا تھا۔ اس نے پھر مٹی کی فون کے زریعے اپنے خاص مشیر ہولی مین سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا ”میرا پرسل سیکرٹری تبدیل کر دو۔ اور حفاظتی انتظامات اور سخت کر دو۔ میں سکون سے دوسرے معاملات پر توجہ دینا چاہتا ہوں۔“

وہ یہ حکم دے کر رہیوہ رکنے کے بعد باورچی کو بلا کر یہ کہنا چاہتا تھا کہ آج اس کے ہاتھ کا تیار کیا ہوا کھانا نہیں کھائے گا۔ وہ اپنے کسی ملازم پر مجبوراً نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اپنے طور پر بھی رہائش گاہ کے اندر تبدیلیاں کرنا چاہتا تھا۔ ایسے ہی وقت جان لیوے کے دماغ میں آکر کوڈرز ادا کئے، ہر کہا کہ ”آپ کے سیکریٹری نے مجھے بتایا تھا کہ آرمے کھینچنے پہلے ہماری گفتگو کے دوران کوئی غیر انھیں آپ کے دماغ میں موجود تھا کیا یہ سچ ہے؟“

جیل نے حیرانی سے کہا ”مسٹر لیوڈا یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟“

”میں ابھی تمہیں سے یہ باتیں کر کے رہ گیا ہوں؟“

”میں نے یہ باتیں کی ہیں جنہو سر! میں ایک معاملے میں مصروف تھا، میکہ ٹری سے اطلاع ملنے ہی فوراً نہ آسکا۔ ابھی آیا ہوں“ آخری یہ کیا چکر ہے؟“

جزل نے کہا "وہ گاؤں میں کبھی گیا۔ وہ انجمن و دشمن ہمارے
کوڈروڈواؤ کے صبرے پاس آیا تھا اور میں دھوکا کھا گیا تھا۔"
"مرا یہ بڑی تشویش کا بات ہے ہمیں فوراً ہی کوڈروڈواؤ کو
بل دینا چاہئے اب میں نے کوڈروڈواؤ کے ساتھ کیا کون گا۔"
"مضمون نے کوڈروڈواؤ اسی نہ کہا چند سیکنڈ کے لئے جاؤ پھر
واپس آؤ۔"

وہ چلا گیا ہسپتال نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ وہ فراخ خیال
خوئی کرنے والا موجود نہیں تھا۔ لیوڈا نے چند سیکنڈ کے بعد آکر
پوچھا: ”کیا آپ مطمئن ہیں؟“

”ہاں نے کوڑو مڑتاؤ۔“

”بیوڈا نے کہا ”فرہی کو مارنے سے پہلے فریب کو سمجھنا لازمی ہے۔“

”ٹھیک ہے میں یہ کوڈورڈز یاد رکھوں گا۔ پلیز کوشش کرو“ اور جلد سے جلد معلوم کرو آخر یہ میرے مانع میں آنے والا کون ہے۔“

”میں معلوم کروں گا“ آپ اطمینان سے دوسرے معاملات پر توجہ دیں میں جلد ہی رابطہ کروں گا۔ سو فار۔“

دوسرے کو نئے سیکرٹری نے انٹرکام پر اطلاع دی ”مریٹا فون پر منتظر کرنا چاہتی ہے۔“

جہز نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو میں جہز بول رہا ہوں۔"
 "میں مر رہا ہوں۔ اپنے پانچ خیال خوانی کرنے والوں کا مطالبہ
 رہا ہوں" انہیں میرے حوالے کر دو۔"

ابن کمار ڈالا ہے۔ تم دشمنوں سے مل کر اپنے ہی ملک کا نقصان لاری ہو۔“

”اور تم مجھ سے دشمنی کر کے کون سی وطن دوستی کا ثبوت دے رہے ہو۔ میں نے جو اٹھ مارے ہیں وہ محض ایک نمونے کے طور پر مارے گئے ہیں۔ اس کے بعد تمہاری اور جان لیوڑ کی باری آئے گی۔“

”کیا تم ہمیں کمزور سمجھتی ہو؟“
”میں دشمن کو کمزور نہیں سمجھتی۔“

”مگر احمق سمجھتی ہو اس لئے میرے دماغ میں چھپ کر آتی

وہ تعجب سے بولی ”میں اور تمہارے دماغ میں چھپ کر آتی ہوں؟ کیا تم یہ کستا چاہو کہ تمہاری ہونگا کی مہارت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی بھی خیال خوانی کرنے والا تمہارے دماغ میں آ سکتا ہے۔“

”ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل جب لمبوڈا میرے دماغ میں آتا ہے اس کے پیچھے کوئی دوسرا بھی چپ چاپ چلا آتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ تم ہو۔“

”تمہارا یقین تمہیں گمراہ کر دے گا تم مجھ پر شبہ کرتے رہو گے اور کوئی اسی طرح دھوکا دیتے ہوئے تمہارے دماغ پر چھا جائے گا۔“

”اگر تم نہیں آتی ہو تو صاف ظاہر ہے“ فریاد میرے داغ میں
جگہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔“

”پاپا مجھے بتائے بغیر میرے ملک کے کسی معاملے میں قدمیں اٹھاتے ہیں۔“

آہا بابا! تم فرہاد علی تیمور کو پایا کہنے لگی ہو۔ یعنی اپنی عزت
آہا اس کے کسی بیٹے کے حوالے کر چکی ہو۔ اس پر حب الوطنی

دہلی میں رہا۔ ارے جو لڑکی اپنی آہود دامن کو دے دیتی ہے۔
 وطن کی آہود بچے کتنی اور کتنی ہے۔"

”کہو اس نے کہو میں نے آہو کا سودا نہیں کیا ہے محبت کی اور جلدی رہا۔“

”آج یہ تصدیق ہو گئی کہ تم ہمارے دشمنوں کی فہرست میں
لکھ ہو تم نے ایسے لئے جاف، اللہ کے دشمنی کا تھا کہ فرما دے۔

”یہ غلط ہے ہم خواہ مخواہ شہ کر رہے ہو میرے بیٹے کی لڑائی
جلیلی کا کوئی بھی فرد اس مشین کی طرف رخ نہیں کرے گا۔ میں
تمہیں سمجھاتی ہوں۔ دشمنی میں اندھے ہو کر صرف میرے بچاؤ کے
خاندان والوں کو دشمن نہ سمجھو تمہارے دوسرے دشمن بچاؤ کے
نام سے واردات کر سکتے ہیں۔“

”ہمارا اور کوئی دشمن نہیں ہے۔“

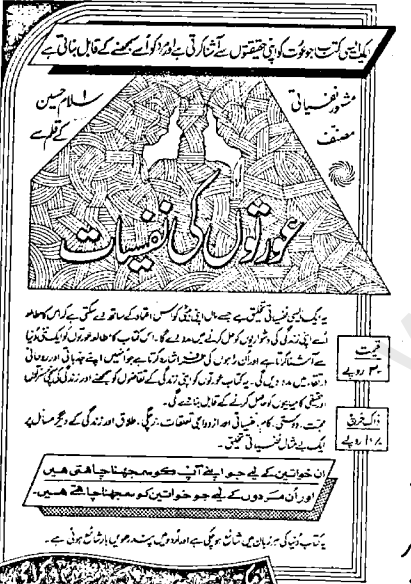
”ہے ایک نہیں ہے بیاد دشمن ہیں۔ جب تک ملک میں اس رٹاؤ کا رشتہ نہیں کاٹ دیا جائے گا، اُسے تباہ نہیں کرے گا۔ ۴۴ وقت تک سکون سے نہیں رہے گا، پھر دیوؤں کو کیوں نظر انداز کرتے ہو باہر ان سے جنگ میں ہوتے رہے ہو، پھر بھی انہیں دوست سمجھتے ہو تمہارا سوچنے کا انداز ہمیں لے ڈوبے گا۔“

”اگر تم دوست ہونے کا دعویٰ کرتی ہو تو خود کو یہاں ظاہر کرو
دشمن کی طرح چھپ کر نہ رہو۔“

”چھپ کر رہنے کے باوجود جان بھڑا لے بھی مار ڈالتے ہیں
کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ظاہر ہوتے ہی تم لوگ میرا قیسم

”چلو ہم پر اعتبار نہ سہی، ملک کی خاطر اپنے بار کے ساتھ یہاں سے چلی جاؤ۔“

”میرے پانچ خیال خوانی کرنے والے واپس کس دھپلی جاؤں



”وہ ہانچوں اس ملک کی امانت تھی اور یہ تمہارا بھی ملک ہے تمہارا مطالبہ سراسر ناجائز ہے۔“

”جہیز! تمہارا وجود ہی ناجائز ہے اس لئے مجھ سے جائز اور ناجائز کی باتیں نہ کرو۔ اگر تم زیادہ عرصے تک زندہ رہنا چاہتے ہو تو فوج کی ملازمت سے استعفا دے دو۔ ورنہ میں تمہیں جہنم میں پہنچا کر کوئی معتقل جہیز تمہاری جگہ لے آؤں گی۔“

جہیز نے جواب نہیں دیا۔ رابطہ ختم کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد داغ میں جان لیوڑا کی آواز سنائی دی۔ وہ پرانے کوڈروڈز شاہراہ تھا جہیز نے سانس روک لی۔ صاف ظاہر تھا کہ داغ میں لیوڑا بن کر آئے والے کوڈروڈز کا علم نہیں تھا۔ اس لئے وہ پرانے مخصوص الفاظ ادا کر رہا تھا۔

دوسری بار پھر وہی جان لیوڑا کی آواز اور وہی پرانے کوڈروڈز سنائی دیے۔ جہیز نے پھر سانس روک لی۔ آئے والے کو گالیاں دیتے ہوئے کہا ”ٹوٹیل کینے! اب تمہاری کوئی چال کا حساب نہیں ہوگی۔ تم میرے داغ میں نہیں آسکو گے۔“

دس منٹ کے بعد نئے سیکرٹری نے اسٹرکام پر اطلاع دی کہ مسٹر لیوڑا فون پر ہیں۔ اس نے ریسپونڈر اٹھا کر کہا ”ہیلو لیوڑا! خوب وقت پر آئے! آجی وہ مکار ٹیلی بیٹھی جانے والا میرے داغ میں آنے کی ناکام کوششیں کر رہا تھا۔“

لیوڑا نے فون پر کہا ”جناب! وہ میں تھا۔ میں نے دوبار آپ سے رابطہ کرنے کی کوششیں کیں۔ دونوں بار کوڈروڈز ادا کئے پھر بھی آپ نے سانس روک لی۔“

”کیا کہہ رہے ہو؟ اگر تم آ رہے تھے تو تم نے پرانے کوڈروڈز کیوں ادا کئے؟“

”نئے کوڈروڈز! ہمارے درمیان ابھی نئے کوڈروڈز طے نہیں ہوئے ہیں کیا آپ بھروسہ کرنا چاہتے ہیں؟“

”کیا تھوڑی دیر پہلے تم نے میرے داغ میں آکر نئے شناختی الفاظ طے نہیں کئے تھے؟“

”بالکل نہیں میں اس وقت آیا تھا جب آپ مسٹر ہولی میں سے فون پر منتھو کر رہے تھے اس کے بعد آپ آیا ہوں۔ اس درمیان اگر کوئی آیا تھا اور اس نے نئے کوڈروڈز مقرر کئے ہیں تو یہ سراسر فریب ہے۔“

جہیز نے جھجھکا کر کہا ”میں پاگل ہو جاؤں گا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں کیسے یقین کروں کہ وہ غلط تھا اور تم درست ہو؟“

”میدم! سی بات ہے میں فون پر مل رہا ہوں ذرا فریج آپ کو فون پر دھوکا نہیں دے سکے گا۔“

”کیسی باتیں کرتے ہو؟ جو داغ میں آسکا ہے کیا وہ فون پر باتیں نہیں کر سکتا۔ میں سمجھ گیا ہوں مجھے بری طرح الجھانے کے لئے کمری چالیں چلی جا رہی ہیں۔ تم واقعی جان لیوڑا ہو یا نہیں؟ پہلے میں اپنے طور پر تصدیق کروں گا۔ پھر تم سے منتھو کروں گی۔“

گائی الحال جاؤ۔“

اس نے ریسپونڈر رکھ دیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر قائم کر رکھ لگا ”جو بچہ ہو رہا ہے۔ اس کا فوراً توڑ کرنا ہو گا۔ دشمن ہیلی کاپٹر سے ہمارے اندر جگہ بنا رہا ہے۔“

ایسے وقت اپنے مشیر سے سی اہم مشورے کئے جاسکتے تھے اس نے ہولی میں سے فون پر رابطہ کیا۔ ہولی میں نے کہا ”میرا وقت مسٹر لیوڑا میرے داغ میں ہیں آپ کے موجودہ پلان کے متعلق باتیں کر رہے ہیں۔“

جہیز نے کہا ”سانس روک لو فی الحال صرف مجھ سے بات کرو۔“

ہولی میں نے حکم کی قیبل کی۔ سانس روک کر جان لیوڑا داغ سے نکلا پھر کہا ”وہ چاہتا ہے۔ واقعی یہ مسئلہ پیدا ہو گیا ہے؟“

”میں کس جان لیوڑا پر بھروسہ کرنا چاہتے ہو جو پرانے کوڈروڈز کر رہا ہے یا وہ جو نئے کوڈروڈز مقرر کر رہا ہے۔“

”تم کیا کہتے ہو؟“

”فی الحال کسی پر بھروسہ کرنا کیا جائے۔ جو جھوٹا اور فریاد ہے! جلدی ظاہر ہو جائے گا۔“

”جب تک وہ ظاہر نہیں ہوگا تب تک جان لیوڑا ہمارے کم کام نہیں آسکے گا۔ ہمارے بہت سے کام رک جائیں گے۔“

”آپ نے ایک دوسرا ٹیلی بیٹھی جانے والا فریاد کام چل پیا کیا ہے۔ اسے ہر پلوسے فراہم کرنے کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔“

”میرا مشورہ ہے کہ اسے اب میدان عمل میں لایا جائے۔“

”اتنی جگہ میں اسے استعمال کیا جائے گا تو وہ کوئی فٹنگ نہیں گئے گا۔“

”ہم اسے فی الحال ظاہر نہیں ہونے دیں گے ڈی فراہم ہی خفیہ طور پر ہمارے کام آتا رہے گا ہم اسے بہت ہی محدود دیں گے تاکہ دشمنوں سے اس کا سامنا نہ ہو۔ وہ اپنے ٹریننگ کی حدود سے باہر نہیں نکلے گا۔“

”ٹھیک کہتے ہو! جان لیوڑا کو کچھ دنوں کے لئے قاصر کر ہو گا۔ ٹیلی بیٹھی کے معاملے میں ہمیں ایک نئے ذہن کی ضرورت ہے یوں ڈی فراہم عملی ٹریننگ بھی ہوتی رہے گی۔“

جان لیوڑا کو یہ حکم سنایا گیا کہ وہ فی الحال آرام کرے اور اسے مصروف رہنا چاہتا ہے جو مصروف کرے کہ وہ دشمن کو نہ جانے کہ کون سا بن کر دھوکا دے رہا ہے۔ جب تک اس کی اصلیت معلوم ہو تب تک جان لیوڑا جہیز سے بھی رابطہ نہ کرے۔



میں سونپا کے ساتھ سوئٹزرلینڈ سے نکل آیا تھا۔ سونپا کچھ دن مارا کے ساتھ گزارا جانتی تھی۔ اس لئے ہم لندن آئے تھے میں نے پوچھا ”تمہیں اتنے عرصے بعد مارا کیوں یاد آئی ہے؟“

سونپا نے کہا ”تمہیں بہت عرصہ یاد آ رہی ہے۔ جب ہم مارا سے دور فریاد کی جگہ کے لئے ہی تھے آپا کی رہی تھی۔“

مزیدات کا تمام سامان پہنچائی رہی اس وقت تک مارا میرے ہی ماتھے پر لگی تھی۔ اب وہ پھر میرے ساتھ رہے گی۔“

میں نے کہا ”میںوں نہ ہم اپنی ہی ہستی فریاد دلچ میں جا کر رہیں گے۔“

”میںوں میں یقین میری اور تمہاری ڈی وہاں پہلے سے موجود ہے تاکہ دشمنوں کی ہوشی رہے۔“

”ہاں دشمن سوئٹزرلینڈ میں ناکام ہونے کے بعد فریاد دلچ کا بھی حاکم کریں گے۔“

”تمہاری وجہ سے ڈی سونپا اور فریاد کو جان کا خطرہ ہے۔ ہمیں ان کی حفاظت کے لئے وہاں دوسری حیثیت سے موجود رہنا چاہئے۔“

سونپا نے مارا سے پوچھا ”فریاد دلچ چلے گی؟“

”ہاں! مارا جس طرح سے قدم قدم پر ساتھ چلے گا آپ کے ساتھ لائسنس کے دسترس سونپا رہوں مگر کبھی آپ اور کبھی پارس میرا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔“

”اور تم ساتھ چھوڑنے کی وجہ جانتی ہو؟“

”جی ہاں وہ بات پرانی ہو چکی ہے۔ پہلے میں ایب نارل تھی، شے میں دشمنوں کو اور پارس میں پارس کو ڈس لٹی تھی۔ لیکن اب تو میں مذہب ہو گئی ہوں۔ میٹیکل رپورٹ کے مطابق نارل ہوں اور سونپا کے آداب اچھی طرح جانتی ہوں۔“

”پارکا ٹنگ اور ایکشن میں رہنے کی مشقیں جاری ہیں؟“

”جی ہاں آپ کے ساتھ رہوں گی تو سی سی سی کی پوری ہو جائے گی۔“

میں نے مارا کے والدین سے کہا ”کیا آپ اسے ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں گے؟“

”پاپ نے کہا کہ آپ کی مہمانیوں سے ہمیں ملی تھی۔ آپ اس کی بھلائی کے لئے نہیں بھی لے جائیں گے۔“

”میں بھلائی کا وعدہ نہیں کرتا۔ کیونکہ قدم قدم پر دشمن انسان ہیں ہم ہمیشہ خطرات سے بچتے آئے ہیں۔“

مارا کی ماں نے کہا ”ہم نے حتی الامکان اسے دشمن حالات سے فٹنے کی تربیت دلائی ہے۔ ہر جگہ دنیا خطرات سے بھرپور ہے۔ یہ کہ لوگوں کے ساتھ رہے گی تو فریاد ہو جائے گی۔“

اپنے کہا ”میدم! سی بات ہے یہ جب سے ہمیں ملی ہے ہم نے اس کے دل داغ پر صرف پارس کی حکومت دیکھی ہے۔ ہمارے دوستوں سے یہ نہیں دیکھے۔ اس کے بچے سے رخصت ہونے کی ضرورت ہو چکی ہے۔“

”میں نے پوچھا تھا تاہم اسے کہاں سے جا رہے ہو؟“

”میں نے کہا کہ ہم یہاں سے جیس جاتیں گے پھر جیس سے اٹھیں گے کسی شرمیں جاتیں گے۔“

میں نے جھوٹ کہہ دیا کہ امریکا جاتیں گے ہماری ناک میں لہجہ والے دشمن مارا کے والدین کے داغوں میں بھی آکر چور

خیالات بڑھتے ہوں گے وہ ان کے ذریعے یہ معلوم کر سکتے تھے کہ ہم مارا کو لے کر فریاد دلچ میں گئے ہیں۔ لہذا مجھے مطلع جھوٹ ہونا پڑا تھا۔

ہم فرانس کے ایک ہیلی کاپٹر میں لندن سے روانہ ہوئے۔ سفر کے دوران مہربان مجھے مخاطب کیا۔ کوڈروڈز ادا کرنے کے بعد کہا۔

”یہاں ایک بات پوچھنے آئی ہوں۔“

”یہاں کبھی تو قیامت کے بغیر پوچھو۔“

”کیا آپ جہیز کے داغ میں جاتے ہیں؟“

”میں کیسے جاسکتا ہوں وہ سانس روک لیتا ہے۔“

”آپ جان لیوڑا کی آواز اور کوڈروڈز کے ذریعے جہیز کے اندر پہنچ سکتے ہیں۔“

”میں کیا کر سکتا ہوں، لیکن ابھی تک کیا نہیں ہے۔“

”جب اتنا اچھا موقع سامنے ہے تو آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔“

”میں زبان کا دشمن ہوں۔ تم سے کہہ چکا ہوں تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے ملک میں کوئی برا قدم نہیں اٹھاؤں گا۔ اگر ہمیں نقصان پہنچتا ہوگا تو پہلے میں تم سے شکایت کروں گا۔ تم شکایت دور کرنے کے قابل نہیں رہو گی تو پھر میں حرکت میں آؤں گا۔“

”شکر ہے! یہاں آپ کو شکایت کا موقع نہیں دوں گی تو یہ آپ نے نرا زنا کار مشقین کے متعلق بہت کچھ معلوم کیا ہوگا؟“

”یہ شک معلوم کیا ہے تم جانی والین کو زخمی چھوڑ آئی تھیں۔ اس کے داغ میں کوئی بھی جا کر بہت سے اہم راز معلوم کر سکتا تھا۔ میں نے بھی معلوم کیا۔ کیونکہ معلومات حاصل کرنے سے تمہارا کوئی نقصان نہیں ہے۔ کسی بھی برے وقت کے لئے یہ ضروری ہے۔“

”کیا آپ سمجھتے ہیں میں کبھی آپ لوگوں پر برا وقت لاؤں گی۔“

”تمہارے تمہارے سوچنے اور مدد کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، کبھی حالات ایسے پیش آتے ہیں جس کی ہم کبھی توقع نہیں کرتے۔ خود اختراع سے ہم کسی تیار ہو جانا خیال خرابی کے قابل نہ رہو۔“

یہ دشمنوں کے سامنے بے بس ہو جانا اور ہمیں ضروری معلومات فراہم نہ کر سکا تو یہی میں ہماری اپنی معلومات کام آئیں گی۔“

”آپ درست کہتے ہیں لیکن کبھی غلط بھی نہیں ہو جاتی ہے۔“

”کوئی غلطی ہو چکی ہے تو بتاؤ؟“

”آپ نے زخمی جانی والین کے داغ میں جا کر لیوڑا کے مخصوص کوڈروڈز معلوم کئے۔ اب کوئی انہی کوڈروڈز کے ذریعے جہیز کے داغ میں آچکا ہے۔ اگر وہ آپ نہیں ہیں تو پھر میں ہوں کیونکہ جانی والے پاس جانے والے ہم دونوں ہیں۔ تیسرا کوئی نہیں ہے۔“

”تیسرا کیوں نہیں ہے؟ کیا تم جہیز کے تمام دشمنوں کا حساب

183

رکھتی ہو؟ باقری والین ذمہ تھا۔ اس کا داغ تمام ٹہلی جیتی جانے والوں کے لئے ایک مکلی کتاب کی طرح تھا۔ کیا ماسک میں کی الیا یہ کتاب نہیں پڑھ سکتی؟ کیا اسرائیلی کا بے مورگن اس کے داغ میں نہیں آسکتا۔ برین ماسٹر اور بلیک سیکر کی طرح جنرل کا اور کوئی خیال خواتین کے لئے والا غدار نہیں بن سکتا۔ کیا جنرل کی آستین میں سانپ نہیں ہوں گے؟

”جی ہاں ہوں گے تو توبہ کچھ ہو سکتا ہے۔ خدا کرے کہ جنرل کا شہد آپ پر غلط ہو۔“

”مرتا! ابھی تم جی ہو جنرل کی آؤ نہ لو۔ جس میں مجھ پر شہ ہے اور یہ ایسی تیاری ہے جس کا علاج نہیں ہو پاتا۔ یہ تیاری بدستوری جاتی ہے۔ میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ جو بھی جنرل کے داغ میں لپوڑا بن کر آچکا ہے وہ فرانسا مرعشیں کے متعلق بھی بہت کچھ معلوم کر چکا ہے۔ اگر کبھی اس نے مشین کو نقصان پہنچانا چاہا تو مجھ پر ہی شہ کر دے گا۔ بہتر ہے میرے پاس وقت ضائع نہ کرو جنرل کو عقل سکھاؤ کہ جتنی جلدی ممکن ہو فرانسا مرعشیں کو دوسری جگہ منتقل کر دے۔ اب جاؤ اور میرا مؤذ خراب نہ کرو۔“

میں نے سانس روک لی کہ داغ سے نکل گئی۔ میں نے سونیا کو اس کے متعلق بتایا، سونیا نے کہا ”مرتا دو کشتیوں پر سوار ہے۔ اپنے وطن کی محبت بھی ہے اور پارس سے شوق بھی ہے۔ نہ وطن کی محبت دل سے نکال سکتی ہے نہ پارس سے جذباتی رشتہ توڑ سکتی ہے۔ لیکن یہ ہمارے بیٹے کے لئے کسی بھی وقت مصیبت بن سکتی ہے۔“

”میں بیٹے کو سمجھاتا ہوں کہ وہ بے شک مرتا کو دل سے چاہے۔ اسے کبھی دھوکا نہ دے لیکن اس سے دھوکا بھی نہ کھائے۔ اس کے لئے اُسے پہلے سے خطا دینا چاہئے۔“

میں نے پارس کے پاس آکر کوڑو دلاؤا دیکھے پھر پوچھا۔

”خیریت ہے بیٹے؟“

”آپ چندہ منٹ بعد آئیں۔“

میں واپس گیا مونیسا سے ہوا ”تمہارا کیا خیال ہے، جنرل کے داغ میں لپوڑا بن کر کون گیا ہو گا؟“

وہ بولی ”مجھے تو یہ یودیوں کی چال لگتی ہے۔“

”ماسک میں کو نظر انداز کیوں کر رہی ہو؟“

”بالکل ہی نظر انداز نہیں کر رہی ہوں۔ وہ بھی الیا کو استعمال کر سکتا ہے لیکن یودیوں کی مکاریوں کو ان کی ایک فطری عادت سے پہچاننا جاسکتا ہے۔“

”وہ عادت کیا ہے؟“

وہ بولی ”سانپ کی فطرت ڈنٹا ہے تم سانپ کو دودھ پلاؤ وہ پیتے وقت میں ڈسے گا لیکن یودیوں کو لاکھ دودھ پلاؤ لاکھ ان پر احسانات کرو۔ وہ احسانات ماننے جائیں گے اور ڈسے بھی جائیں گے۔“

آج کل امریکا میں ٹہلی جیتی کی امداد دے رہا ہے۔ ایسے وقت ہے مورگن جنرل کے داغ میں شیطانی حرکتیں کرے گا تو جنرل کبھی یودیوں پر شہ نہیں کرے گا اور یہی یودیوں کی کامیاب سیاست

ہے کہ ٹھیک دودھ پیتے وقت دودھ پلانے والے کو ڈس لوٹو گی۔ شہ نہیں کرے گا اور تم مسکین اور احسان مند غریب نہ رہو گے۔“

سونیا کی باتوں میں وزن تھا۔ میں نے اسرائیلی فوج کے ایک افسر کے داغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ اس کا تعلق لٹری اٹھلی جس سے تھا۔ اس کے ذہنی آئہ ترین غیہ معلوم حاصل ہوئی رہی لیکن وہ افسر بے مورگن کے متعلق کچھ نہیں جانتا تھا۔ اسے ہماری طرح ایسی امداد تھا کہ اب اس کا نام بے مورگن نہیں رہا ہو گا اور اس کی آواز اور لہجہ بدل دیا ہو گا۔

البتہ یہ معلوم ہوا کہ امریکا سے ایک انجینئر ایکڈمک اور ایک سرافرازا آئے ہوئے ہیں اور ان تینوں کو سخت پہرے میں رکھا جاتا ہے۔ ان کی حفاظت کے لئے خاص امریکی فوجی دستہ لگاؤ۔ جہاں ان تینوں کی رہائش گاہ تھی وہاں صرف دو اسرائیلی کام اور دو اسرائیلی فوجی افسر جاسکتے تھے۔ اتنی احتیاط اور حفاظتی انتظامات کو دیکھتے ہوئے یقین سے کہا جاسکتا تھا کہ وہ تینوں انجینئرز اور سرافرازا دراصل ٹہلی جیتی جانے والے تھے۔ اس لئے اعلیٰ ترین معمولی اہمیت دی جا رہی تھی۔

پچھلی بار میں ایک ایسے اعلیٰ حاکم کے داغ میں پہنچ گیا تھا۔ خواب آور کو لیاں کھا کر سویا کرتا تھا۔ ایسے وقت اس نے مجھے اپنے داغ میں محسوس نہیں کیا تھا اور میں نے اس کے اندر جا کر لپوڑا کر کے خید ہائیں گاہ کا پتا معلوم کر لیا تھا اور یوں پلاؤنگ کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

اس بار ان تین ٹہلی جیتی جانے والوں کو کسی غیہ اڑے میں چپا کر نہیں رکھا گیا تھا لیکن ان کے آس پاس صرف دو پگے کے اہر فوجی جوانوں کو رکھا گیا تھا۔ دو اسرائیلی کام اور دو فوجی افسران کے متعلق بھی پوری طرح تصدیق کی گئی تھی کہ وہ کوئی نشہ یا خواب آور دو استعمال نہیں کرتے ہیں اور کوئی دشمن ٹہلی جیتی جانے والا ان کے داغوں میں نہیں آسکتا گا۔

بے شک نہایت سمجھ داری سے بڑے سخت انتظامات کئے تھے۔ فی الحال میں کوئی راستہ نہیں جاسکتا تھا اور فی الحال مجھے کوئی راستہ بنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ جب ضرورت ہوگی تو توجہ دوں گا اور توجہ دوں گا تو کوئی راستہ ضرور نکل آئے گا۔

ابھی میں صرف معلومات حاصل کر رہا تھا۔ جس اعلیٰ افسر کے داغ میں ”میں تمہارا“ کی ڈیوٹی ایک ایسے جگہ میں تھی جس کے سامنے دس ہزار گز کے پلاٹ پر ایک سڑک، پڑی کو بھی تھی۔ اسی کو بھی میں وہ تینوں ٹہلی جیتی جانے والے رسبے تھے۔ اعلیٰ افسر سے ان کی عمرانی کے لئے اپنے محلے کے ساتھ سامنے والے پلاٹ میں رہتا تھا اچانک وہ کچھ کمزوری سی محسوس کرنے لگا۔ پتا چلا ان پاس کے فوجی جوان بھی ڈیوٹی پر کثرت میں ہیں۔ ان میں کئی کئی رہتا رہتا ہے تاہم وہ کمزوری سے بڑھ گئے تھے۔ میں نے افسر کو ٹہلی فون کی طرف دوایا۔ اسی وقت فون کی

مٹی بچھ گئی تھی۔ افسر نے ریسیور اٹھا کر پوچھا ”ہیلو کون ہے؟“ دوسری طرف سے آواز آئی ”میں ٹھیں امریکی نمائندوں کی ہائیں گاہ سے سیکورٹی افسر بل رہا ہوں۔ یہاں کچھ گریڈ ہو رہی ہے۔ ہم سب اچانک کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔“

میں نے سیکورٹی افسر کے داغ میں جھانک لگا لی۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں اسے دوڑاتا ہوا۔ ایک ٹہلی جیتی جانے والے کے کمرے میں لے گیا۔ وہ کرا اندر سے بند تھا۔ سیکورٹی افسر نے دستک دینے ہوئے پوچھا ”مرآب خیریت ہے؟“ اندر سے آواز آئی ”خیریت نہیں ہے۔ میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ خوراک ہمارے خاص ڈاکٹر کو پلاؤ۔“

میں اس خیال خواتین کے لئے والے کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے احتیاطاً دروازے کو اندر سے بند کر لیا تھا تاکہ کوئی دشمن حملہ کرنے کے لئے اندر نہ کھس آئے اور اسے شہ قمارک یہ کسی دشمن خیال خواتین کے لئے کی ضرورت چال ہے۔

اس نے اپنی دماغی توانائی کو آٹانے کے لئے خیال خواتین کی ہواڑی میں لے چکے۔ پرواز کو سارا دیا۔ وہ دوسرے ٹہلی جیتی جانے والے کے داغ میں پہنچ کر ہوا ”راہبٹ فمیشز ایشیاں واکر بل رہا ہوں۔ تم نے سانس میں روکی اس کا مطلب ہے تم بھی دماغی کمزوری میں مبتلا ہو گئے ہو۔“

”ٹھیک کہتے ہو اور انگریز ہمارے ساتھ بھی یہی ہو رہا ہے؟“ ”ہاں، پلو ہم اپنے تیسرے ساتھی راجر کی خیریت معلوم کریں۔“

واکر تیسرے ساتھی راجر کے داغ میں آیا لیکن رابرٹ لیڈر خیال خواتین کی پرواز نہ کر سکا کیونکہ میں واکر کو سارا دے رہا تھا۔ لیڈر سارے کے بغیر آئی جگہ نہ گیا۔ اور تیسرا ساتھی راجر پوچھ رہا تھا ”تم کئی حالت میں کیسے خیال خواتین کر رہے ہو؟“ واکر نے کہا ”بہتر مشکل پیش آ رہی ہے۔ میری دماغی توانائی بھی خواب دے رہی ہے۔“

راجر نے کہا ”جانتے ہو ہمارے ساتھ اچانک ایسا کیوں ہو رہا ہے؟“

”شاید کسی دشمن نے ہمارے کھانے پینے کی چیزوں میں کوئی ضرور سامان دھلائی ہے۔“

”یہ بات میں ہے۔ اس کو بھی کے تمام سیکورٹی گارڈز اور کو بھی کے آس پاس کے جگہوں میں رہنے والے فوجی بھی ہماری طرف کمزور پڑ گئے ہیں۔ سیکورٹی لوگوں کو کھانے کی چیزوں میں ضرر رساں دوا میں بیک وقت نہیں دی جاسکتی۔ دراصل تھوڑی دیر پہلے ایک ہیلی کاپٹر اطراف میں پرواز کر رہا تھا۔ اس نے ہماری کو بھی کے چاروں طرف بھی ایک چھڑک لگایا تھا۔“

”اوہ گاڈ! تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے اعصابی کمزوریوں میں جھلکے والی دوا میں نقصان پہنچ کر گئی ہیں۔“ ”بے شک یہی بات ہے۔ وہ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ کسی نے

اعراض میں کیا۔ سب نے سمجھا فضا کی فوج کے جوان ہماری عمرانی کر رہے ہیں۔ اب یہ سمجھ میں آ رہا ہے کہ کسی دشمن ٹہلی جیتی جانے والے نے فضا کے کسی افسر کے داغ پر قبضہ بنا کر ایسی حرکت کی ہے۔“

اس کی باتوں کے دوران فائرنگ کی آوازیں آنے لگیں جو بتدریج قریب آتی جا رہی تھیں۔ پھر قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد میں نے ان خیال خواتین کے لئے والوں کے اندر نہ کر دیکھا کی نقاب پوش دروازے توڑ کر کمرے میں آگئے تھے۔ ان میں کئی پوخت پر رکھ کر ان کے بازوؤں میں انجکشن لگا رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ تینوں بے ہوش ہو گئے۔ میں ان کے داغوں سے نکل آیا۔

پھر میں نے سونیا کو تمام باتیں بتا کر کہا ”میں ان تینوں کی مدد کرنا چاہتا تھا، پھر سوچا وہ اعصابی کمزوری میں مبتلا ہیں۔ میرا سارا باکر پھر دروازہ نہیں اٹھا سکیں گے اور میرے کسی کام نہیں آئیں گے پھر یہ کہ ان میں جو بھی اغوا کر رہا ہے اسے خوش فہمی میں رہنا چاہئے کہ ہم اس کی ان کارروائیوں سے بے خبر ہیں۔“

سونیا نے کہا ”ٹھیک ہے مگر ان تین ٹہلی جیتی جانے والوں کا اغوا ہوا مضحکہ خیز لگ رہا ہے۔“

”کیوں مضحکہ خیز لگ رہا ہے؟“ ”عقل سلیم نہیں کر سکتی کہ اتنی سخت عمرانی ناکام ہو گئی۔ چند نقاب پوش آئے اور مسلح فوجیوں کا محاصرہ توڑ کر تین افراد کو لے گئے۔“

”ہاں، مگر یہ تو دیکھو کہ تینوں کو اغوا کرنے کے لئے کتنی زبردست چال چلی گئی ہے۔ یہی کاپڑ کے ذریعے دوا میں اس پرے کی گئیں۔ کیا اس عمدہ ذہانت کے مظاہرے سے انکار کر سکتی؟“

”مجھے انکار نہیں ہے، میں حیران ہوں۔ یہ کون ٹہلی جیتی جانے والا ہے جو زبردست ذہانت کا مظاہرہ کر رہا ہے اور اس نے اتنی بڑی فوج بنائی ہے جو امریکی فوج کا محاصرہ توڑ دیتی ہے۔ اسرائیلی فوجیوں کو کبھی دھوکا دے کر ان تینوں کو کس لئے گئی ہے؟“

”میں سمجھ گیا، تم اپنے اسی خیال پر قائم ہو کہ یہ یہودی سیاست ہے۔ بد قسمتی اس پہلو سے دیکھا جائے تو جنرل ان تینوں کے اغوا کا شہد اسرائیلیوں پر نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ ہمارے خلاف اسرائیلی حکومت کو سارا دینے آئے تھے، پھر ان کے محافظ خود امریکی فوجی تھے۔“

سونیا نے کہا ”ایک نامعلوم ٹہلی جیتی جانے والا جنرل کے داغ میں آکر یہ ثابت کر چکا ہے کہ وہ جنرل کے اندر آسکتا ہے تو تینوں ٹہلی جیتی جانے والوں کے اندر بھی پہنچ سکتا ہے۔ جنرل کبھی شہ کر رہا ہے گا۔“

”ان یہودیوں نے پھر ہمیں مجبور کر دیا ہے کہ ہم ان کا کاپڑا کریں۔ اپنے سر سے الزام ختم کرنے کے لئے ان کا دلاؤ کو بے نقاب کرنا ہو گا۔“

وہ بولی "بات صرف جہل کی نہیں ہے۔ مرنا بھی ہم پر شہ کر کے کیا تمہارے پاس گئے تھے؟"

"ہاں! اس نے چندہ منہ بعد رابطہ کرنے کو کہا تھا۔ اور میں اس نے معاملے میں مصروف ہو گیا تھا، ابھی جا رہا ہوں۔"

میں اس کے پاس آیا، وہ بولا "آپ نے بڑی درگدلی۔"

میں اسے تین خیال خوانی کرنے والوں کے متعلق بتانے لگا پھر اس سے پوچھا "مرنا کہاں ہے؟"

"سوری ہے، ہماری نیند میں ہے، آپ کو اپنے داغ میں محسوس نہیں کر سکتے گی۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟"

"یہاں! اس نے بت پریشان کیا ہے، آپ میرے پاس آئے تھے، میں نے آپ کو چندہ منہ بعد آنے کے لئے کہا۔ سوچے یہ تھی کہ یہ باہر میرے داغ میں آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا جب میں سامنے موجود ہوں تو داغ کے اندر آنے کی کیا ضرورت ہے؟"

وہ بولی "تمہارے پیالے سانس روک کر مجھے اپنے داغ سے نکال دیا ہے۔ وہ مجھ سے ناراض ہیں۔ میں تمہارے اندر رہ کر سنا چاہتی ہوں کہ وہ تم سے کیا کہنے کے لئے آئیں گے۔"

"میں نے کہا، تمہیں باپ بیٹے کی باتیں نہیں سننا چاہئے۔ تم اطمینان رکھو میں ان کی ناراضی دور کر دوں گا۔"

"میرے خاموش رہنے پر اس نے سمجھا کہ میں آپ سے سوچ کے ذریعے گفتگو کر رہا ہوں۔ اگر وہ اندر آئے گی تو میں محسوس نہیں کر سکتا۔" یہ سوچ کر وہ میرے داغ میں آئی۔ میں نے اسے گھور کر دیکھا۔ سامنے بھیجی ہوئی تھی۔ مسکرا کر داغ سے نکل گئی۔ میں نے سمجھ لیا، یہ پتھیا نہیں چھوڑے گی۔ آپ مسلسل گفتگو کریں گے تو میں اسے محسوس نہیں کر سکتا۔" وہ اور یہ مدت ہی غلط طریقہ کار اختیار کر رہی ہے۔

"یہ بات میرے مزاج کے خلاف تھی۔ میں اپنے کمرے میں آیا۔ اپنی اپنی سے ماما دی ہوئی مخصوص انگوٹھی نکال کر ہنسی بھر دلیں اگر اس سے کہا، میں خواہ مخواہ دوسرے کمرے میں گیا تھا۔ تم تو سوچ کے ذریعے ہر جگہ میرے داغ میں آ سکتی ہو۔ وہ بچنے لگی، میں نے پوچھا کیا تم سے ناراض کیوں ہیں؟ وہ بولی "تمہارے پیالہ کو جی بات کر دی گئی کہ وہ چھپ کر جہل کے داغ میں جاتے ہیں۔ میں نے ان کی چوری پکڑ لی۔ میں نے پوچھا، کیسے؟ کہنے لگی، صاف ظاہر ہے، ذہنی بازی کے داغ سے میں نے اور تمہارے پیالے اہم معلومات حاصل کیے۔ لیڈو کے مخصوص کوڈ ورڈز بھی معلوم کئے۔ اب ان کوڈ ورڈز کے ذریعے میں جہل کے داغ میں جا سکتی ہوں یا پھر تمہارے پیالے جاسکتے ہیں۔ چونکہ میں نہیں مانتی تھی اس لئے غایت ہوا کہ چوری چھپے جانے والے تمہارے پیالے ہیں۔ میں نے کہا، یقیناً پیالے تمہاری گواہی کو تسلیم نہیں کیا ہو گا۔ بلاؤ تمہارے آپ کی حمایت میں سچائی کو کبواس کہہ رہے ہوں۔ میں نے جواب دیا۔ جس دن تم میرے باپ کی دیانت داری کو سمجھ لو گی ان کے

قدموں سے سر نہیں اٹھاؤ گی۔ لیکن تمہارے پاس سمجھنے والی عقل نہیں ہے۔ یہ یقین پختہ ہوتا جا رہا ہے کہ تم دوستی کے کسی خوب صورت نمونہ پر خطرناک دشمنی کر گئی۔ اور اب میں تمہیں اس کا موقع نہیں دوں گا۔"

"یہ کہہ کر میں نے اس کے بازوؤں کو گرفت میں لیا اور پھر مخصوص انگوٹھی کی سوئی سے اس کے ایک بازو میں دو ابلکت کر دی۔"

پارس نے یہ تمام ردوداد سنا کر کہا "بلیز، پیالہ! اب آپ دوستی، غلوں اور شرافت کو بالائے طاق رکھ دیں۔ اس کے چور خیالات پڑھیں اور بخوبی عمل کے ذریعے اس کے اندر سے بے اہم کوئی نکال دیں۔ سترے اسے اپنی معمول بنا کر رکھیں۔"

بنا ورت کہہ رہا تھا۔ پہلے ہی ہمارے دشمنوں کی کی نہیں تھی اس پر مرنا بھی دوستی کرتے کرتے کبھی دشمنی پر اتر آتی تو ایسی دوستی دشمنی سے زیادہ نقصان پہنچاتی۔ سانپ آگے بچھے سے آتا ہو تو اس سے بچنے کے لئے اسے ہلاک کیا جاسکتا ہے لیکن وہی سانپ آستین میں پل رہا ہو تو اس سے بچاؤ کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔

میں مرنا کے داغ میں اگر سانپ کا ستر پڑنے لگا۔ وہ مجھے محسوس نہیں کر رہی تھی۔ میرے عمل سے متاثر ہوئی جاری تھی چونکہ فلوادی ذہن رکھتی تھی، مضبوط قوت ارادی کی مالک تھی اس لئے زرا دیر سے متاثر ہوئی۔ ذرا مشکل پیش آئی لیکن معمول بن گئی۔ میں نے کہا "میں تمہارا عامل ہوں، تم میری معمول اور تابعدار ہو۔" اس نے تسلیم کیا "میں تمہاری معمول اور تابعدار ہوں۔"

"تم میرے سوالوں کا صحیح جواب دو گی اور میرے احکامات کی قیام کر گی۔"

"میں تمہارے سوالوں کا صحیح جواب دوں گی اور تمہارے احکامات کی قیام کر دوں گی۔"

"جواب دو تمہیں پارس کو کس حد تک چاہتی ہو؟"

"جذبات کی انتہا تک چاہتی ہوں۔"

"اپنے ملک و قوم کو کس حد تک چاہتی ہو؟"

"اپنے ملک اور قوم سے پیدا ہوں اور جنم جنم کا شہر ہے۔"

"ایک طرف پارس ہو دوسری طرف ملک اور قوم تو کس کا ساتھ دو گی؟ کس کے لئے جان کی بازی لگاؤ گی؟"

"ملک و قوم کے لئے جان حاضر ہے۔ پارس میری جیوری ہے وہ میری ضرورت بن گیا ہے۔ اس لئے میں اسے چھوڑ نہیں سکتی۔ سورتہ اپنی بیوی دنیا میں بڑا دل موٹ جاتے ہیں۔"

"پارس تم سے بدل ہو گا اور تمہارا ساتھ چھوڑ دے گا تو تم کیا کر گی؟"

"میں ایک پریشانی ہے، کوئی دوسرا مرد پارس کی جگہ نہیں لے سکے گا، میں نے اسے قابو میں کرنے کے لئے ایک بارانی کیل میں زرد اثر دیا۔ ملا کر دی۔ بعد میں غلطی کا احساس ہوا۔ جس پر زہرا اثر نہ کرنا ہوا اس پر ہلکا دوا کیا، اثر کرے گی۔"

"تمہیں اس کو زخمی کر سکتی ہو؟"

"میں نے اس پیلو پر بھی غور کیا ہے لیکن مجھے موقع نہیں مل رہا ہے۔ میں اس کی نظروں سے گزرتا نہیں چاہتی۔ کچھ اس طرح زخمی کرنا چاہتی ہوں کہ ناگانی ہو تو پارس کو کچھ پریشان نہ ہو۔"

میں نے سوال کیا "اگر کوئی دشمن اسے زخمی کرنا چاہے تو تم اسے دشمن سے بچاؤ گی؟"

"ہرگز نہیں، میں تو بہترین موقع ہو گا۔ زخمی کرنے کا الزام دشمن کے سر ہو گا اور میں اس کے اندر پہنچ کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لوں گی۔"

"میں تمہیں حکم دیتا ہوں، تم پارس پر کبھی بخوبی عمل نہیں کر گی اور نہ ہی کسی بھی طرح اسے ذہنی یا جسمانی کمزوری میں مبتلا کر گی۔"

"میں کبھی اس پر بخوبی عمل نہیں کر دوں گی اور نہ ہی کسی طرح اسے ذہنی اور جسمانی کمزوری میں مبتلا کر دوں گی۔"

"تمہیں پارس اور فرادی کی فیل کے خلاف کسی دشمن سے کوئی معاہدہ یا سازش نہیں کر گئی۔"

اس نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا نہیں کرے گی، میں نے حکم دیا "تم اپنے داغ میں سونپا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کر دوں گی۔"

میں نے سونپا کی سوچ اس لئے کہا کہ دشمن بھی اسے میری معمول سمجھ کر، میری سوچ کا لہر اختیار کر کے اس کے داغ میں جانا چاہیں تو ناکام رہیں۔ سونپا فیل دشمنی نہیں چاہتی ہے اس لئے کوئی سوچ بھی نہیں سکے گا کہ میں سونپا کے لیے میں مرنا کے اندر پہنچتا ہوں۔"

اس نے وعدہ کیا کہ وہ سونپا کی آواز اور لیے کو اسے داغ میں محسوس نہیں کرے گی، میں نے کہا "اب بخوبی نیند عمل کر۔ بیدار ہونے کے بعد تم یہ بھول جاؤ گی کہ پارس نے تمہیں دماغی کمزوری میں مبتلا کیا تھا اور یہ شہ نہیں کر گئی کہ تم پر بخوبی عمل کیا گیا ہے۔"

اس نے میرے احکامات دہرائے اور پھر نیند میں ذہنی چل گئی۔ میں نے پارس کے پاس آکر اسے بتایا کہ وہ کس طرح اس کی دماغی کمزوری کا انتظار کر رہی تھی اور اسے اپنا تابعدار بنا کر رکھنا چاہتی تھی۔

وہ بولا "یہاں! میں اس کی فطرت کو خوب سمجھتا ہوں، آج تک اس پر کبھی دل سے اتحاد نہیں کیا ہے۔ اچھا ہوا کہ اس کی حقیقت کھل کر سامنے آئی۔ سوہ میں نقصان ضرور پہنچاتی لیکن ہم اسے معمول بنا کر کبھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"تم دونوں کہاں ہو؟"

"ہم نیویارک آگئے ہیں، لیکن میں کچھ عرصے کے لئے اس سے الگ ہو جائوں گا، جس سے دل پھر جاتا ہے، اس کے ساتھ رہنے کوئی نہیں چاہتا۔"

"تمہاری مرضی ہے جو بہتر سمجھو کہ میں پھر آؤں گا۔"

میں سونپا کے پاس آگیا۔ اسے مرنا کے متعلق بتانے لگا۔ سوہ بھی مطمئن ہو کر بولی "اچھا ہوا، اب اسے مزید آزمائش میں مبتلا کر دو، اسے تنہا اپنے کمرے پر کام کر دو۔ اپنی طرف سے کوئی یا بدی نہ لگاؤ، جب وہ ٹھوکر لیں گے اس کی تو ہماری دوستی کی قدر کرے گی۔"

ہم لندن سے پیرس آگئے۔ فرادی وچ میں داخل ہوئے اور وہاں ایک دن بھی قیام کرنے کے لئے فرانس کی اٹھلی جنس کے چننے سے اجازت نامہ حاصل کرنا پڑا تھا۔ سونپا نے یہ طریق کار اختیار کیا تھا کہ ہماری ہمتی میں کوئی غیر ضروری شخص داخل نہ ہو سکے۔ پیالہ صاحب کے ادارے کے پاس ہماری ہمتی میں رہنے والوں اور نئے آنے والوں کو پیشہ نظروں میں رکھتے تھے وہاں سونپا پولیس اور سراغ رسالوں کے درمیان رابطہ قائم رکھنے کے لئے ٹیلیفون اور ٹرانسمیٹر کے علاوہ گیس پیشیں نصب کی گئی تھیں۔ خود کار الارم تھے جو دشمن کی کسی غلطی سے پولیس اور سراغ رسالوں تک خطرے کا سائنل سن دیتے تھے۔ غرض یہ کہ وہاں دشمنوں کے داخلے کو ناممکن بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی تھی۔

فرادی وچ میں پہلے ہی ایک ڈی سونپا اور ڈی فرادی موجود تھے جو بڑی ہمتی سے ہمارا دھول ادا کر رہے تھے۔ میں اور سونپا پولیس اور اٹھلی جنس کے افران بن کر وہاں پہنچے۔ سارا ہماری بیٹی کی حیثیت سے ہمارے ساتھ تھی۔

ماریا پہلے بھی ہمتی میں آئی تھی اور ایک عرصہ تک سونپا کے



توجہ کیجئے

ان کے لیے جو دستے دستاویزی کے ذریعے تمہیں میں آواز ملے گا

دست نامہ کے لئے

فرسودہ اور نرالی کتب بول سے باطل مختلف
ماضی حال اور مستقبل کی اسرار کشا
دنیا کے عظیم پاستور کی تازہ ریسرچ کا پتھر

آواز سے صحبت

دست نامہ کی قیمت

جس کے ذریعے کوئی بھی اپنے ہاتھ کو فوراً پڑھ سکتا ہے

قیمت: ۲۰ روپے ڈاکہ خارج ۱۰

مکتبہ نفسیات، پوسٹ بکس ۹۴۴

ساتھ وہاں نہ جکی تھی۔ سونیا اسے رکھاری تھی "مارا! دیکھی ہوئی جگہ کو بھی دیکھنے اور سمجھنے کے لئے بہت کچھ نہ جاتا ہے۔ تم روزِ صبح جو کنگ کے لئے میلوں دور تک جایا کرو گی اور گھر کی نظروں سے دیکھتی رہو گی کہ ہمارے مسلح گارڈز میں اور حفاظتی انتظامات میں کوئی کمی تو نہیں رہی ہے۔ میں تمہیں دیکھنے اور پکڑنے اور حالات کو صحیح طور سے سمجھنے کے گھر سمجھاتی رہوں گی۔"

ہمیں رہائش کے لئے ایک بنگلا اور دو ملازم بھی دئے گئے تھے۔ اس بستی کے بنگلوں، ٹکڑوں اور دیگر تفریح گاہوں میں خدمات انجام دینے والے ملازم محض ملازم نہیں تھے بلکہ خفیہ پولیس کے آدمی تھے۔ ہمارے دونوں ملازم ہماری اصلیت نہیں جانتے تھے اس لئے وہ پہلے ہی دن سے ہم پر کڑی نظر رکھنے لگے تھے۔

یہ فرض شناسی اور مستعدی دیکھ کر خوشی ہوئی تھی۔ ایسا بھی ہوا کہ جس نے بھی فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی یا جو چھوٹے بڑے معاملات میں غافل یا ناگیا اسے فوراً اس بستی سے نکال دیا گیا۔ ایسے فیروزے دار افراد ہمارے جاسوسوں وغیرہ کی نظروں میں آجاتے تھے یا ہم ٹیلی بیسی کے ذریعے ان کی غلطیاں پکڑ لیتے تھے۔

بابا صاحب کے ادارے میں ہماری بستی کے ایک ایک فرد کے نام "بے" اور ان کی آوازیں اور تصویریں موجود تھیں۔ سلطان، سلطانہ، بیٹی، جو جو اور سوتلی فرمت کے اوقات میں کسی نہ کسی کے داغ کے اندر پہنچ کر اس کی کارکردگی کو چیک کرتے رہتے تھے۔ میں بھی اکثر یہ فرائض انجام دیتا تھا کیونکہ اس طرح میرے نام کی وہ بستی دشمنوں سے محفوظ رہ سکتی تھی۔

میں بچنے کے ایک بندہ ہوں۔ اگر آرام سے بیٹھ گیا۔ سونیا مارا کو ساتھ لے کر پوری بستی کا معائنہ کرنے چلی گئی۔ میں ان تین ٹیلی بیسی جانے والوں کے پاس جانا چاہتا تھا جنہیں اسرائیلیں اغوا کیا گیا تھا۔ اغوا کرنے والے انہیں بیوقوف کر کے لے گئے تھے۔ بیوقوفی کی حالت میں ان کے داغ کمزور تھے اور کمزور داغوں سے کوئی کام نہیں لیا جاسکتا تھا۔ اس لئے میں انہیں اُن کے حال پر چھوڑ آیا تھا۔ اب یہ گتے بعد وہاں کیا تو میری سوچ کی لہرں جھلک کر دابہں آئیں۔ سوچ کی لہروں کو ان میں سے کسی کا داغ نہیں ملا، اس کے دو مطالب ہو سکتے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ تینوں مر چکے تھے یا پھر ان کے برین آپریشن کیے جا رہے تھے۔

اور یہی بات ہو سکتی تھی۔ وہ جلد از جلد انہیں برین آپریشن سے گزار کر ان کی آواز، لہجہ اور رفتار میں بدل دینا چاہتے تھے۔ برین آپریشن بچوں کا کھیل نہیں ہوتا۔ اس کی پتلیاں پہلے سے کی جاتی ہوں گی اور یہ بھی اطمینان کرایا گیا ہو گا کہ جس خفیہ اڈے میں وہ آپریشن قیصر ہے وہاں کوئی دشمن "یا پولیس اور فوج والے نہیں پہنچ پائیں گے۔ یہاں سونیا کے شہادت کی اور تصدیق ہو گئی تھی۔ اسرائیلیوں کے گھر کا معاملہ تھا۔ انہوں نے تینوں کو اپنے ایک گھر سے اغوا کر کے دوسرے گھر پہنچا دیا تھا۔ ان تینوں کو تلاش کرنے والے بھی اپنے جاسوس اور فوجی تھے۔ وہ انہیں

دھمکوتے کے لئے خفیہ آپریشن قیصر کی طرف نہ جاتے۔ امریکی فوجیوں کے ساتھ مل کر پورے اسرائیل میں انہیں دھمکوتے پھرتے اور امریکی حکام کو اپنی مصومیت کا یقین دلاتے رہ گئے۔ اغوا کے مجرم نہیں ہیں۔

میں ایک اسرائیلی حاکم کے داغ میں آیا۔ اس کے آس پاس ایک فوجی اعلیٰ افسر اور امریکی حکومت کے دو نمائندے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نمائندہ کہہ رہا تھا "ہم یقین نہیں کر سکتے کہ اغوا کرنے والوں نے ان تینوں کو دافنی طور پر بھی غائب کر دیا ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "میں بھی یقین نہیں، اگر آپ کوئی خیال خواتی کرنے والا ان تینوں کے داغوں میں پہنچنے میں کام ہو گیا ہے اور ان کی دافنی طور پر موجودگی ثابت نہیں ہو رہی ہے تو اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ وہ تینوں مار دیے گئے ہیں۔"

دوسرے نمائندے نے کہا "اس کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا برین آپریشن کیا جا رہا ہے اور وہ آپریشن اسی ملک میں بلکہ اسی شہر میں ہو رہا ہے۔"

اسرائیلی حاکم نے کہا "یعنی فریاد اور سونیا نے ہمارے شہر میں ایسے خفیہ اڈے قائم کئے ہیں جہاں وہ آسانی سے اور اطمینان سے برین آپریشن جیسے مشکل مراحل سے گزر سکتے ہیں؟"

"یہ سونیا اور فریاد کا کام نہیں ہے۔"

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں؟"

"صاف ظاہر ہے، فریاد کی ٹیم میں چھ ٹیلی بیسی جاننے والے ہیں۔ وہ ہمارے آدمیوں کو اغوا کرنے کے بعد ان پر غریبی مل گرتے، انہیں برین آپریشن کی ضرورت پیش نہ آئی۔ آپ کے پاس ایک بے مورگ ہے، وہ بیک وقت تینوں پر غریبی عمل میں کر سکتا تھا اس لئے آپ ہمارے آدمیوں کو برین آپریشن سے گزار رہے ہیں۔"

اسرائیلی افسر نے کہا "پلیز! آپ بے بنیاد الزام نہ دیں۔ اول تو ہم پہلے بھی تمہیں حکا کہہ چکے ہیں کہ ہمارے پاس بے مورگ نامی کوئی ٹیلی بیسی جاننے والا نہیں ہے۔"

اسرائیلی حاکم نے کہا "آپ کی حکومت نے تین ٹیلی بیسی جاننے والوں کو ہماری بھلائی کے لئے یہاں بھیجا تھا۔ کیا ہم انہیں اغوا کر کے اپنے ہی بیروں پر کھڑا کر دیا؟"

"آپ اپنے بیروں پر نہیں مار رہے ہیں بلکہ ہماری کھڑائی م سے چین کے ہمارے ہی سروں پر مارنے والے ہیں۔"

حاکم نے کہا "مسز! آپ ہماری دوست حکومت کے نمائندے ہیں، اس لئے میں اس فضول سے الزام کو برداشت کر رہا ہوں۔ کیا آپ یوگا کے ماہر ہیں؟"

"ہم دونوں نہیں ہیں۔"

"تو پھر یقیناً تم دونوں کی زبان سے فریاد بول رہا ہے اور ہمیں امریکی حکومت کا دشمن ثابت کرنے کی بجائے کو ششیں کر رہا ہے۔ سترہ سے تم دونوں یہاں سے جاز اور اپنے حکام سے کوا اپنے

ناتکے پیچھے جائیں جن کی زبان سے فریاد نکلتی ہو۔"

"دونوں جانے کے لئے اٹھ گئے، ایک نمائندے نے کہا "ہم اپنے کام سے یہ بھی کہہ دیں گے کہ آپ لوگوں نے بڑی چالاکی سے وقت ضائع کر دیا ہے۔ جب تک ہمارے دوسرے نمائندے انہیں گھر، ان تینوں کا برین آپریشن ہو چکا ہوگا۔"

"نمائندے چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد اسرائیلی حاکم نے کہا "چائیں امریکی حکام کو کیا ہو گیا ہے۔ خواہ خواہ، ہمیں الزام دے رہے ہیں۔"

"اسرائیلی حاکم بھی حقیقت سے بے خبر تھا چونکہ وہ بھی یوگا کا اہل نہیں تھا اس لئے یوگا جاننے والے حکمرانوں نے اصل پہاڑیوں سے اسے بے خبر کھا تھا تاکہ ہم جیسے خیال خواتی کرنے والے اس کے داغ سے حقیقت معلوم نہ کر سکیں۔"

میں نے اعلیٰ افسر کے داغ میں جانا چاہا۔ وہ سانس روک کر بلا "اسرائیلی میرے داغ میں آتا چاہتا ہے۔"

حاکم نے کہا "آپ نے دو، جب ہم نے ان تینوں کو اغوا نہیں کر لیا ہے تو اندیشہ کی بات کا ہے؟"

"اندیشہ یہ ہے کہ خیال خواتی کرنے والے ایک بات معلوم کرنے آتے ہیں اور چپکے سے چور خیالات پڑھ کر دوسرے بہت سے اہم راز معلوم کر لیتے ہیں۔ جو بھی میرے پاس آتا چاہتا ہے وہ اس وقت آپ کے داغ میں ہماری باتیں سن رہا ہے۔ اگر وہ امریکی حکومت کا نمائندہ ہے تو میں اس سے مشورت چاہتا ہوں۔ ہم بہت اچھے دوست ہیں مگر ایک دوسرے کے رازوں میں شریک نہیں ہوتے۔"

میں دابہں آیا، "ان سے میرا کوئی کام نہیں نکل سکتا تھا۔ جن سے کام نکل سکتا تھا وہ سارے اسرائیلی حکام یوگا کے ماہر تھے اب زیرِ راستہ بھی بند ہو گیا تھا کہ کسی خواب آور کوئی کھانے والے حاکم کے داغ میں پہنچتا۔ انہوں نے ایسے حکمرانوں کو اپنی حکومت سے خارج کر دیا تھا۔"

میں قہقہے در تک سوچتا رہا۔ سونیا اور مارا بستی میں گھومتی ہوئی تھیں۔ میں بچنے میں تھا تھا۔ وقت گزارنے کے لئے بابا صاحب کے ادارے کے اس جاسوس کے داغ میں گیا، جو تل ابیب میں رہتا تھا۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا، میں نے کوڈ ورڈ ادا کر کے اپنی شناخت پیش کی پھر کہا "اسرائیلی حکومت میں چند یوگا کے ماہر حکام اور فوجی افسران ہیں، یہ لوگ بڑی خفیہ چالیں چل رہے ہیں۔ ہم چالوں کو سمجھ رہے ہیں لیکن ان کا توڑ نہیں کر سکتے۔"

جاسوس نے کہا "اور اس کی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے اپنے انہوں کے دواؤں سے بند کر دیے ہیں۔"

"ہاں! یہ دواؤں سے تم کو عمل کتے ہو۔"

"میں حاضر ہوں، آپ کوئی راستہ بتائیں۔"

"ان کل اسرائیلی حکومت کے تمام اہم معاملات سات افراد

کے ہاتھوں میں ہیں۔ ان میں سے تین سول حکام ہیں اور چار فوجی افسران ہیں۔ یہ ساتوں بڑے سخت حفاظتی انتظامات میں رہتے ہیں۔ کسی سے مدد ملاقات نہیں کر سکتے۔ ان کی بیوی بچے نہیں ہیں۔ یہ مختلف سرکاری بنگلوں میں رہتے ہیں، ان کی اجازت کے بغیر کوئی چیز باہر سے اندر نہیں آتی اور اندر سے کوئی اجازت کے بغیر باہر نہیں جاتا۔"

"واقعی سخت انتظامات ہیں؟"

میں نے کہا "ذرا محنت کرو گے تو حفاظتی انتظامات کمزور پڑ جائیں گے۔"

"آپ کھم دیں۔"

"گوشت پھیلیاں، اور انڈے ان بنگلوں کے اندر جاتے ہوں گے۔ کچی سبز لہو اور کچے گوشت وغیرہ کی میڈیکل چیکنگ کا کوئی مستند طریقہ نہیں ہوتا، انہیں پکانے کے بعد دوسرے ملازم یا ڈاکٹر کھا کر چیک کرتے ہوں گے پھر اپنے حکام اور افسران کو کھانے کے لئے دیتے ہوں گے۔"

"جی ہاں، وہ کھانے پینے کے معاملات میں بھی احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔"

"تم یہ معلوم کرو کہ جن جانوروں کا گوشت ان کے بنگلوں میں پہنچایا جاتا ہے وہ جانور کہاں رکھے جاتے ہیں۔ انڈے کہاں سے چلائی گئے جاتے ہیں۔ تم ان جانوروں کو ایسا انجکشن لگاتے ہو جس کے ذریعے گوشت میں ٹائویدہ جراثیم پیدا ہو جائیں۔ ایسا ٹائویدہ ہوا جانے کے اسے کھانے والے فوراً بد عمل محسوس نہ کریں بلکہ رفتہ رفتہ اعصابی کمزوریوں میں مبتلا ہو جائیں۔"

جاسوس نے کہا "سیدھی سی بات ہے جناب! پانی کی پائپ لائن میں سوراج کر کے دوا پنچاؤں کا گاسے پیتے ہو، ٹیلی بیسی کی ٹیم میں آجائیں گے۔"

"نہیں، ایسا ہرگز نہ کرنا۔ وہ لوگ کوئی کیا رہ گئے پہلے اعصابی کمزوری کی دوا انہیں اسپرے کر سکتے ہیں۔ انہوں نے پانی میں دوا حل کرنے کے متعلق سوچا ہو گا لیکن کسی وجہ سے ایسا نہیں کیا۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات ہوئی کہ ہم یوگا کے ماہر حکمرانوں کے خلاف ایسا کر سکتے ہیں لہذا پانی کی چلائی پر بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہوگی۔ جو راستہ میں بتاتا ہوں اس پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ عمل کرو۔"

ہماری گفتگو کے دوران اس کا جاسوس ساتھی تیزی سے چلا ہوا باہر سے آیا پھر بولا "سمندر کے ساحل پر جو سرکاری رہائش گاہیں ہیں، وہاں سے بڑی دیر تک گولیاں پلنے کی آوازیں آتی رہیں۔ میں نے دیکھ جانا تھا تو چاہا وہاں کے تمام راستے عام لوگوں کے لئے بند کر دیے گئے ہیں۔"

میں جس کے داغ میں تھا اس نے کہا "فریاد صاحب! یوگا کے ماہر حکمران اسی علاقے میں رہتے ہیں، ضرورت کے ساتھ کوئی مزید ہو رہی ہے۔"

”میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ میری ہدایات پر عمل کرو، میں پھر آؤں گا۔“

میں تھوڑی دیر پہلے ایک فوجی افسر کے داغ میں گیا تھا۔ اس نے سانس روک لی تھی۔ اب جو گیگا تو وہ مجبور ہو چکا تھا۔ اس کے بازو میں گولی تھی۔ کوئی مجھ سے پہلے اس کے داغ میں پھنسا ہوا تھا اور مزے کی بات یہ تھی کہ وہ اعلیٰ افسر سے کہہ رہا تھا ”تم نے داغ کے دروازے بند کر رکھے تھے تاکہ تمہاری دوغلی تحریک کا ظلم ہمیں نہ ہو، مگر اب یہ حقیقت کیسے چھپاؤ گے کہ تم لوگوں نے ہی مسمان ٹیلی جیٹس جانے والوں کو اغوا کیا ہے۔“

افسر نے کہا ”یہ جھوٹ ہے۔“

اجمل پراسادہ دواڑے سے کان لگائے یہ سننے کی کوشش کیا کہ کمرے کے اندر میرے اٹھنے بیٹھنے کی آوازیں آ رہی تھیں؟ میں تنہا کیا کر رہا ہوں؟

میں نے اسے گھور کر دیکھا تو وہ جلدی سے بات نہایت پر ہولاً "میں دواڑے کے پاس آ کر سوچ رہا تھا" آپ کو کچھ اپنے لئے آواز دوں یا نہ دوں، آپ نے آواز دینے سے پہلے ہی دواڑا کھول دیا۔

"تم ٹھیک ہے، جاؤ جاؤ لے آؤ۔"

لے یہاں آنے کی اجازت طلب کی۔ پھر مایوس ہو کر چلے ایک بار نوجوانوں کا ایک گروہ زبردستی داخل ہونا چاہتا تھا ہوائی ٹائمر سے گھبرا کر مٹا گیا۔ ایک بار رات کو کسی نے لگنے کی کوششیں کیں پھر بجلی کی بنیادہ تاروں کے جھٹکے کھا کر ورث ہو گیا۔ اسے فوراً ہی امداد پر ہونے لگا دیا گیا۔“

میرا بھائی کرتے ہوئے جھٹکے کے اندر آئے ہمارے پیچھے غیروارو زہد بند ہو گیا، ہم نے پلٹ کر دیکھا۔ ملازم اچھٹا مش رنے لگے مجھے نشانے پر کھٹے ہوئے کمرہ رہا تھا ”خبردار! حرکت نہ کرو، ہم اور جناب فردا صبح کے نوؤر دزد کیسے جاتے

سے ناراض ہو کر بھی دشمنی نہیں کرے گا کیونکہ اس نے اس
چھوٹے سے ملک کو خود ہی اسلامی ممالک کے سامنے اہم بنایا
رکھا ہے۔ مشرق وسطیٰ اور افریقی اسلامی ممالک کو دباؤ میں رکھنے
کے لئے اسرائیل کے سرپرشتوں کا ہاتھ رکھنا ضروری ہے۔“
”بے شک امریکا اپنی ناجائز اولاد کی تمام ناجائز فوجوں کو
بڑے ممبر سے وراثت کر لیتا ہے۔ میں ذرا جاگرتا ہوں کہ اس
سلسلے میں امریکی حکام کا رد عمل کیا ہے۔“



یہ کتاب دانشمند نے کئی سال کی محنت سے ان تمام علوم کی روشنی میں لکھی ہے جو کہ ہر اہل عقل و دل نے اپنے سامنے پر نمودار کیے۔ یہ ان کو کھاتے۔
اس کتاب میں خود بین کے ہر صفت و مہمان پر بحث کی گئی ہے جو
عقل کی از روئی تندرستی کو کھنکھاتی ہے اور پابست رہے ہیں۔

کام آتے تھے۔
تیسرے حاکم نے کہا "انہیں سودیوں کی گود میں ڈالنا ضروری نہیں تھا۔"
جنرل نے جھٹکا کر کہا "ایک غلطی ہو گئی ہے تو اب سب سے بچہ بر تقدیر کرنے لگے ہیں۔ کیا میں بڑے بڑے کارنامے انجام نہیں دے رہا ہوں؟"
"بے شک تم نے بروقت ٹرانسفارمر مشین کو بلیک سیکرٹس سے چھین لیا اور وہ پانچوں مشغور ہمارے ملک کو تباہ کر دیتے۔ لیکن برا نہ مانا، تم مرنا کے مقابلے میں کام کرتا رہے ہو۔ پچھلی رات اس نے بری طرح تمہیں بھی کاٹاج چھایا ہے اس نے ایک ہی رات میں تمہارے آٹھ ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو بے موت مارا ہے۔"
"یہ جھوٹ ہے۔"

"یہ سچ ہے اور یہ جان لیوہی کی رپورٹ ہے۔"
جنرل نے چونک کر دوڑ کر بڑے ہونے لیوڈا کو دیکھا، وہ ادب سے بولا "سراسیمہ کسی جنرل یا کسی حاکم کا وقار اور نہیں ہوں میری وقار اور میری جان صرف اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے ہے۔ لہذا جو چاہتا اس کی رپورٹ میں پیش کر چکا ہوں۔"

جنرل نے کہا "میں معزز حاضرین سے پوچھتا ہوں کیا وہ میرے ایک ماتحت کی رپورٹ کو مجھ سے زیادہ اہمیت دے سکتے ہیں؟"

ہولی میں نے کہا "جنرل! اہم اس وقت تک ماتحت ہیں جب تک آپ خوش اسلوبی سے فرائض ادا کرتے رہیں گے غلطیاں کریں گے تو ہم ان غلطیوں کی رپورٹ اجلاس میں پیش کریں گے میں نے آپ کو مشورہ دیا تھا کہ آپ ابھی مرنا سے دور رہیں کیونکہ اس کے پیچھے فراد کا دماغ کام کر رہا ہے۔ لیکن آپ نے جافی والٹن کے مشورے پر اس کے پانچ خیال خوانی کرنے والوں کو پکڑا۔ اسے بھی پکڑنے کے لئے اس کی رہائش گاہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس نے آپ کے آٹھ خیال خوانی کرنے والے مار دیے۔ جافی کے ذریعے دشمنوں کو ٹرانسفارمر مشین کا ٹھکانا معلوم ہو گیا۔ آپ نے اس مشین کو دوسری جگہ منتقل کرنے کے فوری انتظامات نہیں کئے پھر اپنے دماغ میں کسی دشمن خیال خوانی کرنے والے کو باریا آئے کا موقع ملا۔ اسے جان لیوہی سمجھ لیا اور اس جان لیوہی کو دودھ کی مٹی کی طرح باہر پھینک دیا۔"

جنرل نے کہا "بولو خوب بولو، مجھ پر خوب پکڑا چھالو۔ کیا اور کچھ ہو گیا ہے۔"

"ہاں، تمہاری آخری غلطی یہ ہے کہ تم نے ٹرانسفارمر مشین سے ڈی فراد پیدا کیا ہے۔ کیا فراد اور اس کی ٹیلی ممبران کو نادان یا احمق سمجھتے ہو؟ وہ ڈی ایک بار کسی کی نظروں میں آئے گا تو فراد کے خیال خوانی کرنے والے اسے سوچ کے رابطے اور کوڈ ورڈز سے پکڑیں گے۔"

ایک نظر ڈالی پھر کہا "آپ لوگوں کے تیرے تارے ہیں کہ ٹھہرے جڑا استغلا لیا جائے گا۔"
ایک حاکم نے کہا "مجھ گئے ہو تو استغلا ابھی لکھو۔"
وہ بڑے اعتماد سے بولا "مجھے طرح طرح سوچ لو۔ استغلا اپنے پلے ہی فوجی بناؤت شروع ہو جائے گی۔"
"ایک محب وطن جنرل کو فوجی بناؤت کی دھمکی نہیں دینا چاہئے۔"
"یہ دھمکی نہیں ہے، اس اسٹیٹ کی فوج مارشل ڈی مورال کماؤ میں ہے اور مارشل ڈی مورال میرا معنی ہے ڈی فراد پر اور دو ٹیلی جیٹھی جاننے والے میرے فراہم اور ان اور ٹرانسفارمر مشین کی دن رات حفاظت کرنے والا فوجی دستہ میرے احکامات پابند ہے۔"

اس کی بات فہم ہوتے ہی مارشل ڈی مورال ہال میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھ مسلح فوجی جوان بھی تھے۔ وہ جوان جنرل کے آس پاس اور پیچھے اگر اسے نشانے پر لے کر کھڑے ہو گئے۔ مارشل نے کہا "سوری جنرل! ہماری دوستی فوجی فرائض کی حد تک ہے۔ فرائض کی حد سے نکلے گا اور اپنے عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھائے۔ وہ دوست نہیں دشمن ہو گا۔"

جنرل اٹھ کر کھڑا ہو گیا "مارشل نے کہا "تمہارے ڈی فراد مزید دو ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ ان کے دماغوں سے تمہاری وقار داری نکال دی جائے گی۔ باز ہمیشہ کے لئے اوداع۔"

وہ جانے لگا۔ جب دروازے پر پہنچا تو مارشل نے کہا "جنرل! تم بے شک محب وطن تھے اس لئے تمہیں بہت زیادہ اعتبار دینے گئے تھے۔ اقتدار حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن اقتدار حاصل ہو جائے تو اسے سنبھال کر رکھنا بہت زیادہ مشکل ہو جاتا ہے۔ تم بھی برین ماسٹر اور چاروں بلیک سیکرٹس کی طرح خود ہمارے خود مختار ہوتے جا رہے تھے۔ تم اپنے انجام پر پہنچتے گے کہ تم نہیں رہو گے لیکن دوسرے صاحبان اقتدار تم جیوں کے انجام سے عبرت حاصل کریں گے۔"

وہ فزیکل اسکوڈ کے سامنے سرائے موت جانے کے لئے چلا گیا "مارشل ڈی مورال نے کہا "آئندہ کوئی حاکم اور کوئی فوجی اتھارٹی تمہاری جیٹھی کے شبے کا انچارج نہیں ہو گا۔ دوسروں اور دو ٹیلی فوجی افسران ایک ٹیم بنائیں۔ تمہیں ان چاروں کے چار مشیر اور دو ٹیلی جیٹھی جاننے والے ماتحت ہو کر رہیں گے۔"

سب نے تائید کی کہ یہ طریق کار مناسب رہے گا۔ ایک نے پوچھا "کیا ٹرانسفارمر مشین کو دوسری محفوظ جگہ منتقل کرنا ہے؟"
"مشین ابھی جہاں ہے وہاں بہت زیادہ محفوظ ہے۔"
دوسری جگہ منتقل کرنے میں زیادہ دشواریاں پیش آئیں گی۔ تاکہ یہ دشمن اسی ناک میں ہوں کہ اسے دوسری جگہ لے جائے۔

دوران نیست و ناپود کردیا جائے۔ ہم ایسا کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتے دیے آپ لوگ اطمینان رہیں۔ مشین کی حفاظت کے لئے اور زیادہ توجہ سے انتظامات کئے جا رہے ہیں۔"
ایک فوجی افسر نے کہا "تھر کو اٹک ٹیپ ہے تھر کے چراغ ہے۔"

یہ بات مرنا پر صادق آ رہی ہے اس کی وجہ سے فراد کو ہمارے قریب پہنچنے کی ہمت ہی سوتیس حاصل ہو رہی ہیں۔"
ایک حاکم نے کہا "یہ ہمارا بہت بڑا المیہ ہے، جب بھی ہم نے قتل اور ڈھن ٹیلی جیٹھی جاننے والے پیدا کئے وہ خود سرور باغی ہو گئے۔ برین ماسٹر، بلیک سیکرٹس، اور مرنا، یہ سب تانہ ٹائلس ہیں۔ ہمارے درجنوں ٹیلی جیٹھی جاننے والے پیدا ہوئے اور حرام موت مارے گئے۔ کیا اس بد جیٹھی یا ہماری ٹائلی کا کوئی علاج ہے؟"
مارشل نے کہا "ہم اپنی لائن آف ایکشن میں انتظامی تبدیلیاں لائیں گے۔"

ہولی میں نے کہا "میرا مشورہ ہے، جب تک ہم اپنے ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کی مکمل حفاظت کرنے کے اہل نہ ہو جائیں تب تک کوئی ٹائلی جیٹھی جاننے والا پیدا نہ کیا جائے۔"
ایک حاکم نے کہا "اس طرح ہم ٹیلی جیٹھی کے ہتھیاروں سے محروم رہیں گے۔"

ہولی میں نے کہا "ایسے ہتھیاروں کا کیا فائدہ جو دشمنوں کے ہاتھوں میں پلے جائیں۔ ہمارے تین ٹیلی جیٹھی جاننے والے ہیں۔ مورگن سمیت اسرائیل کی گود میں طے ہو گئے ہیں۔ مرنا کے قبضے میں پال ہو چکا ہے۔ اس کا پراس نے بلیک سیکرٹس کی حفاظت سے فائدہ اٹھا کر تین اور خیال خوانی کرنے والوں کو پکڑ لیا۔ ان میں سے ایک کا نام باربرا ٹیکسن "دوسرے کا نام جی ہاک اور تیسرے کا نام لوکی ہے۔ مرنا فراد کی مٹی میں ہے لہذا یہ تمام خیال خوانی کرنے والے بھی فراد کے قبضے میں ہیں۔ لندن میں ہمارا ایک خیال خوانی کرنے والا ایوان راسکا تھا۔ اس نے ہم سے رابطہ ختم کر دیا ہے اور کین آڈرمان زندگی گزار رہا ہے۔ سائرس رسل کا بھی کوئی پتا نہیں ہے۔ آپ ان حالات کے پیش نظر جو آپ ہیں، کیا ہم دشمنوں کے لئے خیال خوانی کرنے والے پیدا کر رہے ہیں؟"

سب نے اس کی تائید کی۔ ایک نے کہا "یہ درست ہے۔" ہتھیار ہم پیدا کریں اور وہ ہمارے ہی خلاف استعمال ہوں تو یہ ہم پیدا کرنے والوں کی حماقت ہے۔ پہلے یہ مکمل یقین کیا جائے کہ ہمارا ایک ٹیلی جیٹھی جاننے والا دشمنوں کے ہاتھ نہیں لگے گا اور وہ فراد کی طرح خیال خوانی کے کارنامے انجام دے گا تب ایسا ایک خیال خوانی کرنے والا پیدا کیا جائے۔"

دوسرے نے سوال کیا "کیا فی الحال ہمارے پاس کتنے ہیں؟"
مارشل نے کہا "ہمارا ایک خیال خوانی کرنے والا نیڈارک میں ہے، اس کا نام پاسکوٹ ہے۔ دوسرا یہ آپ کے سامنے جان لیوہی ہے۔ تیسرا ڈی فراد ہے جس کا اصل نام فریزر ہے۔ چوتھی ایک لڑکی کا نام راتھر جان ہے۔"

کرکل نے کہا "ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ موجودہ چاروں خیال خوانی کرنے والوں کو مکمل حفاظت سے کران سے اہم کام لئے جائیں اور ہمارے جتنے ٹیلی جیٹھی جاننے والے دشمنوں کی جیٹھی میں گئے ہیں انہیں ہر حال میں واپس لایا جائے۔"

وہ سب ایک دوسرے کے مشورے سے متنبوئے بن رہے تھے اور نا طریق کار اختیار کر رہے تھے۔ خاص طور پر یہ عہد کر رہے تھے کہ اسرائیل سے اور مرنا سے اپنے تمام ٹیلی جیٹھی جاننے والوں کو جھین لیں گے۔

○☆☆○

مرنا نیند سے بیدار ہوئی تو خود کو ہلکا پھلکا محسوس کیا۔ پہلے کی طرح بیدار ہوتے ہی دماغ پر کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوا۔ کسی فکر نے اسے پریشان نہیں کیا۔ دراصل اسے یاد نہیں رہا تھا کہ اس پر تو رقی عمل کیا گیا ہے۔

اس نے تو رقی عمل کے دوران معمول بن کر وہ کیا تھا کہ وہ اس عمل کو بھول جائے گی۔ اس کے علاوہ یہ بھی یاد نہیں رہا تھا کہ پاس نے اسے کسی طرح اصفالی کزوری میں جلا کر کے سلاوا تھا۔ ایسی پریشان کرنے والی باتیں یاد نہ رہیں تو انسان خود کو ہلکا پھلکا اور تازہ دم محسوس کرتا ہے۔

اس نے سر کھرا کر دیکھا۔ ستر بارس میں تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے اسی زہریلے کو محسوس کرنے لگی۔ پھر زہریلے بیوی "کمال ہو تم؟ آؤ، آؤ۔"

وہ تھوڑی دیر تک اسی حالت میں پڑی رہی۔ پھر اٹھ کر باٹھ دوام میں بیٹھی گئی۔

فصل سے فارغ ہو کر لباس بدل کر وہ دوسرے کمرے میں آئی۔ پھر تیسرے کمرے میں گئی۔ پاس نظر نہیں آیا۔ تب دل بے پوچھا۔ "وہ کہاں ہے؟ شہر دشمنان میں کہاں تھا نکل گیا ہے؟ اسے کوئی پیغام چھوڑ کر جانا چاہئے۔ نیوں تلی ہوئی کدو، ابھی لوٹ آئے گا۔"

اس نے بیٹنگ سے باہر آکر دور تک نظریں دوڑائیں۔ برآمدے کے پاس کار کی موجودگی تازہ تھی کہ وہ کہیں قریب ڈانگ ڈنسنس پر ہے۔ مطمئن ہو کر اندر آئی۔ گڑی دیکھی پانچ بج رہے تھے۔ تب اس نے سوچا "یہ صبح کے پانچ بج رہے ہیں یا شام کے؟ وہ دن کو سوئی تھی یا رات کو؟"

پھر یاد آیا۔ پچھلی تمام رات جنرل بے محرکہ آرائی میں گزر گئی تھی۔ دن کے باوجود پاس سے تھوڑی سی جھڑپ ہوئی تھی۔ وہ اس کے دماغ میں آتا تھا جتنی بھی اور وہ سانس روک لیتا تھا۔ پھر اسے یاد نہیں آیا کہ کیا ہوا تھا اور وہ کیسے سو گئی تھی اور اب شام کو بیدار ہوئی ہے۔

اس خیال نے اسے بے چین کر دیا کہ وہ پاس سے جھڑپ کر کے گری نیند کیسے سو گئی تھی؟ پریشانی کے عالم میں سو جانا عجیب سی بات تھی۔ صرف یہ بات قابل گری تھی کہ پچھلی تمام رات کی حفاظت کے باعث نیند آگئی ہو گی۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پارس کو مخاطب کیا "اس نے فوراً ہی سانس روک لی، وہ دوسری بار آکر بولی "میں مرنا ہوں" سانس نہ روک پائیں گے۔"

اس نے پھر سانس روک لی۔ مرنا کو بڑا غصہ آیا لیکن وہ تنہا کسے غصہ دکھائی دے سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے دماغ سے مجھے کے پایا مجھ سے ناراض ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے دماغ سے مجھے نکال دیا تھا۔ میں مطمئن کرنا چاہتی تھی کہ کیا اپنے بیٹے کے دماغ میں آکر میرے خلاف کیا ہو سکتا ہے، میں نے کئی بار پارس کے دماغ میں آنا چاہا، اس نے آنے نہیں دیا۔ اب سمجھ میں آ رہا ہے کہ پاپائے پارس کو میرے خلاف ہرگز کیا ہے اس لئے وہ مجھ سے دور ہو گیا ہے اور مجھے اپنے دماغ سے بھی دور کر رہا ہے۔

ٹیلیفون کی کھنٹی نے اسے چونکا دیا۔ وہ ریسپورڈر اٹھا کر بولی۔ "ہیلو۔"

کسی نے دوسری طرف سے پوچھا "ہیلو، کیا مس جون والیا ہے؟"

"میں جون والیا بول رہی ہوں۔"

"آج رات کی پارٹیز نہیں کسی رہے گی؟"

اسے بڑا غصہ آیا۔ وہ براشت کرتے ہوئے بولی "سوری" میں جبکہ ہونچکی ہوں۔"

اس نے ریسپورڈر رکھ دیا۔ وہ جون والیا ٹائی ایک کال گرل کے روپ میں تھی۔ اسے کوئی بھی دن رات کے لئے اپنے پاس بلا سکتا تھا۔ چونکہ وہ ایسی باتوں کی عادی نہیں تھی اس لئے فوراً غصہ آ گیا تھا پھر وہ جلد ہی ہنسل گئی تھی۔

وہ یہ تمام باتیں دماغ سے نکال کر پھر پارس کو مخاطب کرنا چاہتی تھی، اسی وقت رانی سوچ کی لہریں محسوس ہوئیں۔ اس نے سانس روک لی، سوچتے گئی "میرے دماغ میں کون آنا چاہتا ہے؟"

اس نے انتظار کیا، "دوسری بار کوئی نہیں آیا۔ اس نے پارس کے دماغ میں پہنچنے کی کما" تمہیں میری جان کی قسم ہے، بات سن لو" میں خفہ محسوس کر رہی ہوں۔"

پارس نے پوچھا "کیا بات ہے؟"

"اچھی کوئی میرے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔"

"کسی نے تمہاری آواز سن لی؟"

"نہیں" پھر وہ سوچ کر بولی "ہاں ہاں، ٹیلیفون پر ایک انجینیئر نے منگھو کی تہ۔" وہ گاڑ "میں سمجھ گئی۔ جون والیا کے کانڈاکت کی۔ چینگ ہوری ہے اور چینگ کرنے والے کے ساتھ کوئی ٹیلی فونی جانتے والا موجود ہے۔ وہ لوگ تصدیق کر سکتے ہیں کہ میں یوگا کی ماہر ایک غیر معمولی لڑکی ہوں، کال گرل نہیں ہوں۔"

"باتوں میں وقت ضائع نہ کرو، جس حالت میں ہو اسی حالت میں وہاں سے دور نکل جاؤ، پلو، ہمارے نگاہوں میں۔"

وہ دوڑی ہوئی پچھلے دروازے پر آئی۔ ہر دروازے کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ دوڑی ہوئی اماٹے کے کیٹ سے نکل کر سامنے

والی کھلی میں آئی۔ وہاں سے دو تین گھیاں پار کرتی ہوئی ایک مین روم پر پہنچ گئی۔ ہاتھ اٹھا کر ایک جیسی کو روکا، پھر پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر بولی "پلےز۔"

ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے پوچھا "کس سمت میں چلنا رہوں۔"

"سی شور شاینگ پلازا۔"

پھر وہ چپ ہو کر اس انجینیئر کی آواز اور لمبے کو یاد کرنے لگی۔ جس نے فون پر اسے کال کیا تھا۔ یہ آواز اور لمبے یاد آتے ہی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ اس کا نقشہ انٹیلی جنس ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ اس ادارے کے دوسرے جاسوس بھی ایسی لڑکیوں کو چپکے کر رہے ہیں جو ڈرائیور کو چپکے چپکے ایسی مشکوک لڑکیوں میں جن والیا کا بھی نام تھا۔

چپکے کرنے والوں نے یہ رائے قائم کی تھی کہ عام لڑکیوں سانس روکنے کی عادی نہیں ہوتیں۔ اگر چپکے کرنے والوں کے ساتھ ایک ایک ٹیلی فونی جانتے والا ہو اور وہ فون پر آواز نہ کرے تو آواز سننے والی کے دماغ میں پہنچے اور وہ لڑکی سانس روک لے۔

وہ غیر معمولی ہو گئی۔ اس کے پیچھے مرنا چھٹی ہو گئی۔

اس نے جاسوس کے دماغ سے مطمئن کیا کہ اس کے ساتھ ٹیلی فونی جانتے والا کون تھا۔ جاسوس کی سوچ نے کہا "چ نہیں کون تھا؟ اس نے پوچھنے کے باوجود اپنا نام نہیں بتایا لیکن وہ سرکاری کال ٹیلی فونی جانتے والا تھا۔ وہ جون والیا کی آواز سننے کے بعد تیزی سے کہیں چلا گیا تھا۔"

مرنا اس کے دماغ سے واپس آ گئی۔ یہ سمجھ میں آیا کہ وہ ٹیلی فونی جانتے والا اسے گرفتار کرنے کی ہانپش گاڑی کی طرف جا رہا ہے۔ اگر وہ دیر کرتی تو یقیناً چاروں طرف سے گھیر لی جاتی۔ فرار راستہ نہ ملتا، پارس نے یہ دوسری بار عین وقت پر اسے دشمنوں کے محاصرے سے بچایا تھا۔ پچھلی رات بھی وہ پارس کی حاضردہائی بال بال بچی تھی۔

جیسی تیز رفتاری سے جاری تھی۔ ڈرائیور عقب نما آہٹے میں اسے بار بار دیکھ رہا تھا، نظریں ہلنے پر مسکرا لگا، وہ بولی "کیا بات ہے؟"

"کچھ نہیں ہیں یو۔"

"کوئی یو نہیں مسکرا تا تھا، میں کارٹون نظر آ رہی ہوں؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ حسین چروں کو دیکھ کر بھی مسکرا ہوتی ہے۔"

وہ خاموش رہی، اس کے خیالات بڑھنے لگے۔ وہ اوجڑ عرا کنواڑا تھا۔ اتنی عمر گزار کر بھی اس نے کنواڑا تھا کہ راولپنڈی عارضی شادیاں ہو جایا کرتی تھیں۔ ایسے میں بوی بچوں کی صحبت مول لینا محنت سمجھتا تھا۔

اس کے خیالات بڑھتے ہی وہ مسکرا لے گئی۔ وہ خوش ہو کر بولا "تم اتنی جگت میں جیسی میں آکر بیٹھی تھیں، اس سے انکار

ہوا چھ کس سے بھاگ کر آ رہی ہو۔"

"تم نے ٹھیک سمجھا ہے۔ میں اپنے شوہر سے بچھا چڑھا کر آئی ہوں۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟"

"میں پناہ چاہتی ہوں۔"

"میں چائنا ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے اپارٹمنٹ میں رہتا ہوں۔"

"میں تمہارے ساتھ رہوں گی لیکن پہلے کچھ شاینگ کروں گی۔"

اس نے سی شور شاینگ پلازا کے سامنے گاڑی روک دی۔ وہ ایک بہت بڑے جہل اسٹور میں آئی۔ وہاں سے میک اپ کا ضروری سامان خریدنے لگی۔ اس کے پاس نہ پرس تھا، نہ لباس میں جیب تھی۔ یعنی کچھ خریدنے کے لئے نصف ڈالر بھی نہیں تھا۔ وہ تمام سامان لے کر رقم ادا کرنے والے کاؤنٹر پر آئی۔ اس نے بلی کی ادائیگی کی رسید دے دی۔

اس نے رسید لے کر دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔ ابھی کہاں کم ہو گیا تھا۔ مرنا سامان لے کر جاری تھی۔ کاؤنٹر میں نے فوراً چپکے کیا۔

کچھ نہ بٹایا کہ مل کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ اس بے چارے کو یہ پتا نہیں چلا کہ غائب دماغ رہنے کے دوران اس نے خود ہی کچھ نہ بٹایا کہ مل کی ادائیگی کے سلسلے میں فیکس کیا تھا۔

وہ جیسی کی پچھلی سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے جیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا "میں دور سے تمہیں جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ جب تم چلی ہو تو ایسا لگتا ہے کہ گوارا چل رہی ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے کہ اتنی حسین عورت میرے اپارٹمنٹ میں رات گزارے گی۔"

"یقین آجائے گا، مجھے ایسے لے چلو کہ اپارٹمنٹ کے آس پاس واسے نہ دیکھ سکیں میں کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی۔"

"میں سمجھتا ہوں، پھر شو کو چھوڑ کر ہمارے والی عورت کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی، تمہیں کوئی نہیں دیکھے گا۔"

اس نے ایک جگہ جیسی روک کر دھکیلی کی ایک بوتل خریدی۔ پھر اسٹرک سیٹ پر آکر گاڑی اشارت کرتے ہوئے بولا "شراب ہو تو شاپ کا منو ساتویں آسمان پر لے جانا ہے۔ میرا خیال ہے تم دھکی کے معاملے میں سائز نہیں کرو گی۔"

"سائز نہیں کروں گی، تمہارے سائز کو ساتویں آسمان پر پہنچاؤں گی۔"

وہ خوش ہو رہا تھا۔ اس نے اپارٹمنٹ کے پچھلے راستے پر لپکی لپکی پھر اترتے ہوئے بولا "پچھلے دروازے کا زونہ مرمت طلب ہے، سب اگلے زونے سے جاتے ہیں، میں گراؤنڈ فلور پر رہتا ہوں۔"

وہ خوش ہو رہا تھا۔ اس نے اپارٹمنٹ کے پچھلے راستے پر لپکی لپکی پھر اترتے ہوئے بولا "پچھلے دروازے کا زونہ مرمت طلب ہے، سب اگلے زونے سے جاتے ہیں، میں گراؤنڈ فلور پر رہتا ہوں۔"

وہ خوش ہو رہا تھا۔ اس نے اپارٹمنٹ کے پچھلے راستے پر لپکی لپکی پھر اترتے ہوئے بولا "پچھلے دروازے کا زونہ مرمت طلب ہے، سب اگلے زونے سے جاتے ہیں، میں گراؤنڈ فلور پر رہتا ہوں۔"

وہ خوش ہو رہا تھا۔ اس نے اپارٹمنٹ کے پچھلے راستے پر لپکی لپکی پھر اترتے ہوئے بولا "پچھلے دروازے کا زونہ مرمت طلب ہے، سب اگلے زونے سے جاتے ہیں، میں گراؤنڈ فلور پر رہتا ہوں۔"

وہ خوش ہو رہا تھا۔ اس نے اپارٹمنٹ کے پچھلے راستے پر لپکی لپکی پھر اترتے ہوئے بولا "پچھلے دروازے کا زونہ مرمت طلب ہے، سب اگلے زونے سے جاتے ہیں، میں گراؤنڈ فلور پر رہتا ہوں۔"

اس نے پچھلا دروازہ کھولا، وہ اندر آ گئی۔ کمرے کی لائٹ آن ہو گئی۔ کمرے کی دیواروں پر عوامی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ وہ ناگوار سی بولی "ایسی تصویریں لگاتے ہوئے شرم نہیں آتی، چلو انہیں فوج کریمیک ڈو۔"

وہ ہاتھ نپا کر بولا "واہ میری جان! ایسی جیا کی بات کر رہی ہو جیسے میرے ساتھ یہاں عبادت کرنے آئی ہو۔"

مرنا نے اس کے دماغ پر قبضہ کر لیا۔ وہ فوراً ہی بوتل کھول کر اسے منہ سے نکال کر غٹا پٹے لگا۔ ایک کوارٹر پینے کے بعد اس نے بوتل کو گنڈے سے الگ کیا، اسے ایک طرف رکھا تو مرنا نے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

خاص دھکی نے اس کے قلعے اور سینے میں جیسے آگ بھری تھی۔ وہ منہ سے جیب سی آوازیں نکالتے ہوئے لڑکھٹا، پھر فرش پر گر دیا۔ مرنا نے کہا "چلو انہیں اور اپنی ماں بہنوں کی تصویریں بھاڑ کریمیک ڈو۔"

دھکی دماغ پر چڑھ گئی تھی۔ وہ اٹھ اٹھا کر بولا "ہاں۔ یہ سب میری ماں بہنیں ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا، ماں بہنوں کو ایسی تصویریں اترواتے ہوئے شرم کیوں نہیں آتی۔ تصویریں نہ ہوں تو ہم نہ دیکھیں، ہوئی ہیں تو ہم دیکھتے ہیں۔"

وہ ایک ایک تصویر کے پاس جا کر اسے بھاڑنے لگا۔ مرنا ایک آہینے کے سامنے بیٹھ کر میک اپ کے ڈربے اپنے چہرے پر تبدیل کرنے لگی۔ اس شر میں جوان عورتوں کو کتنی سے چپکے کیا جا رہا تھا۔ کوئی سماجی چوبیٹا نے بات نہیں بن سکتی تھی۔ اس چہرے کی شناخت کا مکمل ریکارڈ ضروری تھا۔ یہ جانتے ہوئے بھی وہ اس لئے صورت بدل رہی تھی کہ پہلی نظر میں جون والیا کی حیثیت سے پہچانی نہ جاسکے۔

وہ تصویریں بھاڑنے کے بعد اس کے قریب آنا چاہتا تھا۔ مرنا نے اسے اور بلا دی۔ دوسری بار آدھی بوتل خالی ہو گئی۔ پانی اور سوڑے کے بغیر آدھی بوتل لی جانا کڑوا موت کو یا بے ہوشی کو دعوت دیتا تھا۔ وہ چکر آ کر فرش پر گر پڑا۔

اس نے عارضی میک اپ کے بعد آہینے میں عطف زادے سے خود کو دیکھا۔ پھر لباس تبدیل کیا۔ اپنا اتارا ہوا لباس برآمدے کے فرش پر پھینک دیا اور ریڈی میڈ میک اپ کا ضروری سامان پرس میں رکھ کر اس اپارٹمنٹ سے باہر آ گئی۔ اب وہ پارس کو مخاطب کرنا چاہتی تھی۔ اسی وقت بہت سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ دو فونی گاڑیاں دکھائی دیں۔ آگے والی گاڑی میں کئی کتے تھے اور پیچھے سے فونی جوان بیٹھے ہوئے تھے۔

مرنا یہ بھول گئی تھی کہ اپنی ہانپش گاڑی میں دن کے کپڑے اتار کر آئی ہے۔ فونی خود خوار کتوں کو اس کے بدن کی بو سمجھا کر یہاں تک لے آئیں گے۔

وہ ایک اپارٹمنٹ کے پیچھے تھے۔ کچھ تھے۔ پھر اپارٹمنٹ کے اگلے حصے کی طرف اور کچھ پچھلے حصے کی طرف لپٹے ہوئے بمونک رہے

تھے وہ سب مضبوط ڈنچوں سے بندھے ہوئے تھے مرنا نے توڑی در پہلے اپنا لباس اتار کر سامنے برآمدے کے فرش پر بیٹھا تھا۔ نکتے اور کپ رہے تھے اور انہیں پچھلے جسے سے بھی اس کی بو مل رہی تھی۔

ایک فوجی افسر نے میگافون اٹھ کر ذریعے کہا ”میں یہاں کے کینوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ گھروں سے باہر نہ نکلیں اور کسی بھی جوان یا بوڑھی عورت کو پناہ نہ دیں۔ اور میں مرنا کو حملت دیتا ہوں کہ وہ دس تک کتنی ختم ہونے سے پہلے باہر آجائے ورنہ تم ہمیں کھول دیں گے۔ پھر اس کی بوئیاں ہی باہر آئیں گی۔“ وہ اپارٹمنٹ کے بیچھے سے دور چلی گئی کیونکہ مسلح فوجی اپارٹمنٹ کو چاروں طرف سے گھیر رہے تھے۔ وہ میگافون اٹھ کر ذریعے بولے والے کے اندر پہنچ گئی۔ یہ تو ہو نہیں سکتا تھا کہ اس ملک کے تمام فوجی ہو گا کہ باہر ہوں۔ یہ کوئی آسانی سے حاصل کی جانے والی صارت نہیں تھی سہر حال یہ بہت بڑی کامیابی تھی۔ افسر کے چور خیال نے بتایا کہ وہ آٹھ سو اسی اور پندرہ گریڈ بھی ساتھ لائے ہیں تاکہ وہ ٹیلی بیٹھی کا ہتھیار استعمال کرے تو جو باا سے گریڈ کے دھماکوں سے تباہ کر دیا جائے۔

اس نے افسر کے داغ پر قبضہ بنا کر ایک فوجی جوان کی کٹ میں سے دو پندرہ گریڈ نکالے۔ اسے ذرا دور چلا کر لائی پھر پندرہ گریڈ کی چابی کو اس کے دانتوں سے نکال کر اسے کتوں والی گاڑی کی طرف پھینک دیا۔ ایک زبردست دھماکے کے ساتھ گاڑی کے سرچے اڑے۔ کتوں کی آخری آوازیں بھی نہ ابھر سکیں۔ دوسرے گریڈ کے دھماکے فوجیوں کو دور بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ ایک منٹ کے اندر تمام کتے باہر ہو گئے چند فوجی باقی رہ گئے۔ اب وہ کتوں کے بغیر اس کے قریب نہیں پہنچ سکتے تھے۔ وہ ایک بس میں آگریڈ میں پارس کو مخاطب کر کے بولی ”میں بھی میں پھر گرفت میں آئے والی تھی۔“ آخری لمحات میں بال بال ٹپ ٹپ لیکن کب تک چپتی رہوں گی۔ فوج اور اٹلی جس والے مجھے کیس چھپے اور پناہ لینے نہیں دیں گے۔“

”کسی طرح یہ شہر چھوڑ دو۔ دوسرے ایٹھ چلی جاؤ۔“ کیسے جاؤں؟ یہاں قدم قدم پر مجھے تلاش کیا جا رہا ہے۔ بندر گاہ، انٹرپورٹ، ریلوے اسٹیشن، بسوں اور ٹیکسوں کے آؤں پر جاسوس میرے خنجر ہوں گے۔ تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے ہو؟“

”میں نے سمجھ لیا ہے کہ تم اپنی جوانی کی رشوت دے کر آلتونا رہی ہو۔ اور اب مجھے آلتونا نہیں بٹانا چاہیے۔“

”یہ کیا کہہ رہے ہو؟ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے؟“

”جب عورت غلطی کرتی ہے اور مرد ناراض ہوتا ہے تو وہ بھی کہتی ہے۔ کیا مجھ سے دل بھر گیا ہے۔ وہ اپنی غلطیوں اور حماقتوں کو سمجھتا نہیں جانتی۔“

پاس محل کچھ زیادہ ہی ہے۔ میں انتظار کروں گا کہ تم محل سے نکل سوچی اور سمجھو گی۔“

”تم بیٹھ ایک ہی شکایت کرتے ہو کہ میں تم پر یا تمہارے خاندان والوں پر مجھڑا نہیں کرتی ہوں۔“

”میں تم سے کسی معاملے میں بحث نہیں کروں گا۔“

”مجھ سے کسی معاملے میں بات نہیں کرو گے مجھے گڑھے میں گرا کر چلے گئے ہو۔ کیا میں ساتھ چھوڑنے کا وقت ہے؟“

”میں جانتا تھا تم یہی الزام دو گی۔ میں تمہیں آخری بار ان مصیبتوں سے نکالوں گا۔ جیسویں شاہراہ کی اسٹیشن نمبر تھی میں نو فوجی فوراً غیر کاربلا جگا ہے۔ وہاں پیدل آؤ اور بیٹنگ میں داخل ہو جاؤ۔“

”کیا تم وہاں ملو گے؟“

”وہاں تھمتے لگے گا۔“

یہ کہہ کر اس نے سامنے دوک ل۔ وہ بس کے اندر داخل طور پر حاضر ہو گئی۔ یوں اپنے داغ سے نکلتے پر اسے خبر آیا۔ پھر عقل آئی کہ اچھا یہ ہو۔ بس میں خیال خوانی کرتی رہتی تو اسے تلاش کرنے والے سر پر آتے۔

وہ بس سے اتر گئی۔ دوسرے مسافر اترنے کے بعد اپنی حوصلوں کی طرف چلے گئے۔ وہ فٹ پاتھ پر تھما رہی تھی۔ پھر پارس کو مخاطب کر کے بولی ”سامنے نہ دو کنا۔ میں پیچیسو شاہراہ کے قریب ہوں۔ لیکن فٹ پاتھ پر تھما ہوں۔ جاسوس مجھے آؤ لیں گے۔“

”میں نے ایسا انتظام کر دیا ہے کہ کوئی تمہارے قریب نہیں آئے گا۔ فوراً غیر فوجی فوجیوں میں پہنچو۔“

”ایسا! مرنا تو یہی نیند سے بیدار ہونے کے بعد خود کو تھما پائے لی۔ میں اس سے دور ہوا ہوں۔ آپ اس شہر سے آئے نکالے انتظام کروں۔“

میں نے کی فرمائش پر اس وقت مرنا کے داغ میں پہنچا جب وہ فوجی نیند سے بیدار ہوئی تھی اور بڑی غلٹ میں اپنی ہاتھ گاہ پھر ذکر ہوا کہ تھی۔ میں تو یہی محل کے مطابق سونا کی آواز اور مجھے میں اس کے اندر پہنچا تھا اس لئے اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔

میں نے چند سیکنڈ میں اس کے مسائل کو سمجھ لیا۔ وہ اپنی بات سے دو چار بار خود کو گرفتاری سے بچا سکتی تھی۔ لیکن اب اسے کیس پناہ نہیں مل سکتی تھی اس شہر کی ہر جوان اور بوڑھی اور کتنی سے چیک کیا جا رہا تھا۔ ہر عورت کے شناختی ریکارڈز ہی دیکھے جا رہے تھے۔ ان حالات میں وہ مسلسل چھپ کر نہیں رہ سکتی تھی۔

میں نے لپٹی سے کہا۔ ”مرنا مشکلات میں ہے۔ ابھی جو فٹ جانے والی ہے اس کی مسافر عورتوں کے متعلق جلد سے جلد معلومات حاصل کرو۔ انٹرپورٹ کے دو چار خاص افسروں کے ناؤں میں جگہ بناؤ۔ میں تمہاری مدد کے لئے سلطانہ اور سلمان کو بھیجا ہوں۔“

میں نے سلمان اور سلطانہ کو بھی مرنا کے حالات بتا کر کہا۔ اٹلی ٹیلیفون کے ذریعے انٹرپورٹ کے خاص افراد کے داغوں میں ٹپری ہو گی۔ تم طیارے کے پائلٹ اور دوسرے اسٹاف کے ناؤں میں جگہ بناؤ۔“

اٹلی فون کے ذریعے آوازیں سن کر کئی داغوں میں جگہ بنا چکی تھی۔ ”میں سلطانہ اور سلمان اس کے ذریعے مزید افراد کے اندر پہنچے گئے۔ سیکورٹی گاڑز وغیرہ تک پہنچنا کچھ مشکل نہ تھا۔ اس دوران چا چلا کہ ایگریٹن اور ایک سیکورٹی افسر کے داغوں میں خلاف خیال خوانی کرنے والے بھی موجود ہیں۔ وہ ان کے داغ میں بال رہے تھے اور ان کے ذریعے طیارے میں جانے والی عورتوں کو چیک کر رہے تھے۔“

ایک عورت طیارے کی دوا بھی سے آدھ گھٹنا قبل آئی۔ طیارہ ہواڑے کے لئے تیار تھا۔ میں نے لپٹی سے کہا۔ ”اس عورت کی آواز سننے داغ پر قبضہ نماؤ اور مرنا بن جاؤ۔“

پھر میں نے پائلٹ کے ذریعے کنٹرول ٹاور کے افسر سے کہا۔ ”ایس بیگ نہ کہ۔ فوراً طیارے میں جانے دو۔ اس طیارے میں تین سو مسافر ہیں۔ ان سب کی زندگی مرنا کے خیال خوانی اور اسے طیارے میں جانے سے روکا گیا تو تین سو مسافر زندہ باہر نکل نکلیں گے۔“

ٹاور کے افسر نے یہ باتیں ایگریٹن اور سیکورٹی والوں تک

پہنچائیں۔ پورے انٹرپورٹ پر سنسنی پھیل گئی۔ مسلح فوجی ڈوان دوڑتے ہوئے طیارے کی طرف جانے لگے۔ میں سلمان اور سلطانہ طیارے کے پاس کھڑے ہوئے سیکورٹی گاڑز کے داغوں پر قبضہ بنا کر انہیں طیارے کی میز میاں چڑھاتے ہوئے دونوں دروازوں پر لے آئے۔ پھر میں نے ایک کے ذریعے ہوائی فائر کرتے ہوئے کہا۔ ”ہاٹ! اگر کسی نے طیارے کے قریب آنے کی حماقت کی تو ہم مسافروں کو گولیوں سے بھونک ڈالیں گے۔“

فوج کے افسروں نے مسلح جوانوں کو روک جانے کا حکم دیا پھر ایک افسر نے کہا۔ ”میں معلوم ہو چکا ہے جس عورت کی چیکنگ سے روک رہے ہو وہ مرنا ہے۔“

دوسرے افسر نے کہا۔ ”اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ مرنا کی مدد کرنے والی ٹیم کا متعلق فریڈلای ٹیور سے ہے۔“

سلمان نے کہا۔ ”ہاتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ اس عورت کو طیارے میں آئے دو۔“

ایک افسر نے پوچھا۔ ”تم جانتے ہو مرنا ہمارے لئے بھی کتنی اہم ہے۔ اگر ہم مسافروں کی پروا نہ کریں اور مرنا کو گرفتار کر لیں تو؟“

سلطانہ نے ایک سیکورٹی گاڑی کی زبان سے کہا۔ ”میں دس تک منتی ہوں۔ اس کے بعد ایک ایک دو دو لاشیں طیارے سے باہر گرتی رہیں گی۔“

طیارے کے اندر مسافروں میں کھلبلی مچ گئی تھی۔ عورتیں اور بچے دو رہے تھے۔ سلطانہ ایک سے کتنی شروع کر چکی تھی۔ کتنی پوری ہونے سے پہلے ہی وہ عورت طیارے کے پاس آگئی۔ میڑمی چڑھنے لگی۔ ایک افسر نے کہا ”مرنا! اوپر سے انکارات آئے ہیں کہ ہم تمہیں اس ملک سے جانے دیں۔ کیا تم تین سو مسافروں کی زندگیوں کی حفاظت دیتی ہو؟“

وہ عورت میڑمی چڑھ کر طیارے کے دروازے پر آگئی۔ لپٹی نے اس کی زبان سے کہا۔ ”یہ طیارہ جب تک مجھے سلامتی سے لے جائے گا مسافر بھی سلامت رہیں گے۔ میں لندن جاتی ہوں۔ اگر وہاں کسی نے راکٹ بننے کی کوشش کی تو میری جوابی کارروائی بڑی سنگین پڑے گی۔ میں دشمن خیال خوانی کرنے والے سے کتنی ہوں دو دو دہا میرے داغ میں آنے کی ناکام کوششیں کر چکا ہے۔ تیسری بار یہ حماقت نہ کرو۔“

یہ کہہ کر وہ طیارے کے اندر چلی گئی۔ میڑ میاں ہٹائی گئیں۔ دروازے بند ہو گئے۔ میں نے لپٹی کو ابھی طرح سمجھا دیا تھا کہ وہ کم از کم طیارے کی پرواز تک اس عورت کے داغ میں رہے اور یہ دیکھتی رہے کہ دشمن خیال خوانی کرنے والے طیارے کے ٹکڑے کے داغ میں آکر کوئی کارروائی کرتے ہیں یا نہیں۔ سلمان بھی پائلٹ کے داغ میں تھا اور سلطانہ ایک انٹرپورٹس کے اندر رہ کر تمام مسافروں کو دیکھتی پھر رہی تھی۔

وہی ہم کامیاب رہے۔ دشمن خیال خوانی کرنے والے نے

ہیں جن میں فرادوچ کے لئے بڑی بڑی معینیں اور عمارتی سامان وغیرہ جاتا ہے۔
 مارشل نے پوچھا۔ "ان گاڑیوں میں دلچ کے لئے راشن اور دوسری ضروریات کا سامان بھی جاتا ہوگا۔"
 لیڈا نے کہا۔ "وہ لوگ بہت محتاط ہیں۔ راشن اور دوسری تمام کھانے پینے کی چیزیں بجلی کا پڑوں کے ذریعے پہنچاتے ہیں تاکہ ان میں کوئی خرابی نہ ہو۔" وہ اس میں شامل نہ کر سکے۔
 شیرہولی نے کہا۔ "۳۱ اور راستہ ہے۔ معلوم کرو دلچ کے رہنے والوں کو پینے کے لئے پانی کہاں سے سپلائی کیا جاتا ہے۔ اس پانی میں ذہری دھواں لگایا جاسکتا ہے۔"
 "ہاں نیہ راستہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ دلچ کے اندر بہت بڑا پانی کا ٹینک ہے۔ زمین دونوں جانب کے ذریعے اس ٹینک میں پانی اسٹور کیا جاتا ہے۔ پھر ٹینک کے والو کھول کر دلچ کے تمام گھروں اور دفاتروں میں پانی سپلائی کیا جاتا ہے۔"
 مارشل نے کہا۔ "۳۱ سی پائپ لائن کو ٹارگٹ بنا کر منصوبہ قاتل کرو۔ اور جلد از جلد عمل کر۔"
 "خودرا عمل ہوگا لیکن ذہریلے پانی سے سب مر جائیں گے۔ فرادوچ میں مرے گا۔"
 "رائٹل کی گولی سے مر جائے گا۔ معلومات کے مطابق اس دلچ میں سو افراد رہتے ہیں اور دو ہزار سلا گاڑیاں ہیں۔ یہ دو ہزار ایک سو بیس ذہریلے پانی سے مر جائیں گے۔ سو بیس بھی ختم ہو جائے گی۔ فرادوچ جاتے گا۔ خلعہ دیکھتے ہی وہاں سے فرار ہوتا چاہے گا۔ اس دلچ میں ایک بجلی کا پڑ موجود رہتا ہے۔ ہماری پلانٹ ایسی ہوگی کہ فرانس اور اطالی کے بازار میں ہمارے دو چار جنگی طیارے موجود رہیں گے۔ میں خیال خانی کے ذریعے جنگل دوں گا تو یہ طیارے فرادوچ کی بجلی کا پڑ کو ٹارگٹ کریں گے۔"
 مارشل نے کہا۔ "۳۱ طرح فرانس سے ہمارے سفارتی تعلقات خراب ہوں گے۔ ہم یورپ کے کسی ملک میں جنگی طیارے نہیں لے جاسکتے۔"
 شیرہولی نے کہا۔ "یورپ کے بیشتر ممالک میں بلیک پورٹ اور خفیہ دہلیز ہیں۔ ان جنگی طیاروں کے رنگ اور شناخت بدل دی جائے گی۔ بلکہ انہیں اسرائیلی جنگی طیارے بنا دیے جائیں گے۔ ان بیرونیوں نے ہمارے ساتھ حکمرانی کی ہے۔ یہ ہماری جوانی کا رونا دہانی ہو جائے گی۔"
 آج کی دنیا میں حفاظتی انتظامات کی زیادہ اہمیت نہیں رہی ہے۔ صرف اپنی قسلی کے لئے ایسے انتظامات کئے جاتے ہیں۔ ورنہ انسان کا ذہن کھانہ ستاروں سے آگے نکل رہا ہے۔ ذہنی رکاوٹیں کوئی مٹی نہیں رکھتیں۔ آگے چھپے۔ دائیں بائیں اور اوپر نیچے سے راستے بند کر دو۔ پھر بھی ٹارگٹ تک پہنچنے والے ہوا میں گر بیٹھ جاتے ہیں۔
 ایک من اور اس کی مشاورتی ٹیم نے پہلے ہی فیصلہ کیا تھا

کہ الپا کو آہنی پردوں میں چھپا کر رکھا جائے گا۔ ہاسکوس ایک زمین کل نمائندگی کا گھر تھی۔ وہاں اسے رکھنے کا ارادہ تھا لیکن ڈاکٹروں نے اس کا برہنہ کر دیا۔ "انہوں نے ایسا ہاسکوس گاؤں کی مخالفت کی۔ جہاں آئندہ ہوا میسر نہ ہو۔"
 ایک ڈاکٹر نے کہا۔ "ہجو کے بعد یہ دوسرا کامیاب آپریشن ہے۔ سرکاری خزانے سے کثیر رقم خرچ کر کے الپا کا ماضی اس کی ذہن اس کی آواز اور لہجہ بدلایا ہے۔ پلانٹک سرجری کے ذریعے چو بھی تبدیل کیا گیا ہے۔ اسے اب کوئی نہیں پہچان سکے گا۔ ہاسکوس کی عقل والے ماحول میں رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔"
 ہاسکوس نے کہا۔ "میں ٹیلی ویژن جیٹے جانے والی کی حیثیت سے معتبر عام پریس کی طرح اغوا کر لیا جائے گی۔"
 دوسرے ڈاکٹر نے کہا۔ "۳۱ اس کی حفاظت کے لئے طرطرا کے انتظامات ہو سکتے ہیں۔ ہم ڈاکٹر کی حیثیت سے دوا کر دیں گے۔ اسے ایک تارک اور بینڈ ٹھون میں رکھا جائے گا تو ذہن پر ہوا اثر پڑے گا۔ یہ بد مزاج اور خستہ ہو جاتی ہے۔"
 ایک شیرہولی نے کہا۔ "ہم الپا کو ذہنی انتشار میں مبتلا نہیں کریں گے۔ ڈاکٹروں کے بہترین مشوروں پر عمل کریں گے۔"
 دوسرے شیرہولی نے کہا۔ "۳۱ سے ایک ہوا وار دو سیج وین میں نظر بند رکھا جائے۔ روشنی اور آواز نواز ہوتی رہے گی لیکن وہ اسے باہر کی دنیا سے رابطہ نہیں کرے گی۔ کسی سے بات نہیں کرے گی۔ اگرچہ یہ حساس دماغ رکھتی ہے۔ کوئی اس کے اندر نہیں آسکتا۔ تاہم یہ اپنی آواز کسی کو نہیں سنائے گی۔"
 الپا کو ٹینک دینے اور دوسری تعلیم دینے والوں نے سمجھا کہ وہ جب بھی خیال خانی کرے گی اپنا ہونا بدل کر دوسریوں اور مشاہد کے دماغ میں جایا کرے گی۔ اسے فرادوچ اور اس کی جنگی کے ممبران کی تصویریں اور ویڈیو فلمیں دکھائی گئی تھیں۔ ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے ان کی آوازیں سنائی گئی تھیں۔ امریکا اور اسرائیل نے نئے حکمرانوں اور فوجی افسروں کے بھی ویڈیو اور ٹیپ ریکارڈ دکھائے اور سنائے جاتے تھے۔
 ایسے درجنوں امریکی جاسوس تھے۔ جو روس کے خفیہ مشاہد میں گرفتار ہوئے تھے اور وہاں قیدیوں کی زندگی گزار رہے تھے۔ ہاسکوس نے ان پر بخوبی عمل کر لیا تھا اور انہیں الپا کا بعد بنا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ الپا ٹیلی ویژن کے ذریعے ان سفارتوں دوسرے ممالک میں استعمال کرے گی۔ اگر وہ گرفتار ہوں گے تو ہاسکوس پر الزام آئے گا کہ وہ ہاسکوس امریکی تھے۔
 ہاسکوس نے ایک اہم مینٹک میں الپا کو طلب کیا۔ ہاسکوس شیرہولی اور اعلیٰ فوجی افسران تھے۔ الپا کا نام اس کے اسی طرح ختم کر دیا گیا تھا۔ اس کا بیانیہ نام سرگئی آندروف تھا۔ ہاسکوس نے کہا۔ "میں سرگئی! جیسا کہ تم جانتی ہو۔ سوینا اور فرادوچ کے بعد سوئٹزرلینڈ میں دیکھے گئے تھے۔ انہیں پراسٹر کے اخترا

ایک شیرہولی نے کہا۔ "سوینا اور فرادوچ کے لئے بھانگے کا لفظ استعمال نہ کریں ورنہ سرگئی انہیں بھانگے والی کنزور ہتھیلی سمجھ کر دھوکا کھا سکتی ہے۔"
 الپا عرف سرگئی نے کہا۔ "میں ان کے تمام ریکارڈز دیکھ چکی ہوں اور پڑھ چکی ہوں۔ میں نے سوینا، فرادوچ، پازن اور علی تیور کو بھی میدان چھوڑ کر جاتے نہیں دیکھا۔ ان کے متاثرہ پڑے والے یا تو تھکاتے ہیں یا ان کے ہاتھوں مارے جاتے ہیں۔ دیسے ہاسکوس میں میدان چھپنے والوں کے لئے "فاتح" کا لفظ استعمال کرنا چاہئے۔"
 ہاسکوس نے پوچھا۔ "آخر وہ لوگ کب تک فاتح کھاتے رہیں گے کیا ابھی کسی سے بات نہیں کھائیں گے۔ ہم چاہتے ہیں تم ان کے متاثرہ میں فاتح کھاتی رہو۔"
 "میں پوری کوشش کروں گی۔"
 فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہمارے سیکرٹ ایجنٹس کی رپورٹ ہے کہ سوینا اور فرادوچ اپنی ہی ہستی فرادوچ میں ہیں۔"
 پھر دو سرفروشی افسرانے لگا کر فرادوچ کے اندر اور باہر کیسے کیسے خت انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس دلچ کے قریب سے کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن کسی طرح دلچ کے اندر پہنچنے کا راستہ بنایا جائے تو سوینا اور فرادوچ کو جہنم میں ہی مومن مٹانے کے لئے بھیجا جاسکتا ہے۔
 وہ اپنے اپنے طور پر مختلف تدابیر سوچ کر آئے تھے۔ ان تدابیر پر سرگئی الپا کو عمل کرنا تھا۔ وہ ان کی پلانٹنگ مٹی رہی اور پلانٹنگ کی خامیاں نکال کر ان پر عمل کرنے سے انکار کرتی رہی۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہر منصوبہ میں ایک دو خامیاں ضرور ہوتی ہیں۔ تمہارا ذہن خلعہ مول لیتا ہوتا ہے۔ پھر یہ کہ ناکامی ہوگی تو سرگئی آندروف کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ یہ ہاسکوس ہائیکس گاؤں میں محفوظ رہ کر خیال خانی کے ذریعے اپنے ماتحتوں سے کام لیتا رہے گی۔"
 "میں کوئی ایسا کام نہیں کروں گی جس میں پہلے سے ناکامی کا شہ ہو۔ میں ٹھوس اور جامع منصوبوں پر عمل کروں گی۔"
 ہاسکوس نے کہا۔ "بچہ ہمارے منصوبے ہیں بچہ تمہاری ذہانت ہوگی۔ اس طرح کامیابی ہو سکتی ہے۔ فرض کرو وہاں تمہارے ماتحت ارے جائیں گے یا گرفتار ہو جائیں گے تو یہ چکے جانے والے امریکی جاسوس ہوں گے۔ دشمنی ہم کریں گے۔ الزام پراسٹر پر آئے گا۔ کیا یہ ہماری کامیابی نہیں ہوگی؟"
 "تھوڑی سی کامیابی کے پیش نظر منصوبوں کی خامیاں کو نظر انداز کرنا دانشمندی نہیں ہے۔"
 ایک افسر نے کہا۔ "ہم سب تمہارے سینئر عہدیدار ہے۔ ہمیں ہمارے احکامات پر عمل کرنا چاہئے۔ بحث نہیں کرنا چاہئے۔"
 "سینئر عہدیداران کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ مجھے ناقص

منصوبوں کے کوئٹس میں گراویں۔"
 "ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔"
 وہ بولی "دوستی عمل سے ثابت کرو۔"
 انہوں نے ایک دوسرے کو خاموشی سے دیکھا۔ پھر ہاسکوس نے کہا۔
 "تم سوینا اور فرادوچ کو ختم کرنے کی تدبیر بناؤ۔"
 "میں سوچوں گی۔ ہر پہلو پر غور کروں گی۔ پھر تمہاری گی۔"
 "سوینا اور فرادوچ بھی بھیج دیا ہے۔ سوینا اور فرادوچ کے نظروں میں آتے ہیں۔ اگر وہ فرادوچ سے ملے جائیں گے تو پھر ان کا سراغ نہیں لگے گا۔ بے شک تم سوچ کر مگر اتنی دیر نہ لگاؤ کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے نکل جائیں۔"
 وہ بولی "میرے ہیں ماتحتوں کو فرانس جانے دو۔ وہ فرانس اور اسپین کے کسی سرحدی شہر میں رہیں گے کیا وہ چار طیارے دوسرے کیسے چھپا کر رکھے جاسکتے ہیں؟"
 "ایسا ہو سکتا ہے۔ اسپین کے ایک سرحدی علاقے میں ہمارا ایک خفیہ اڈا ہے۔"
 "۳۱ اس اڈے سے فرادوچ تک کتنا فاصلہ ہے؟"
 "تقریباً بارہ سو کلومیٹر ہے۔"
 سرگئی الپا نے کہا۔ "یہ فاصلہ بہت ہے۔ کیا ہم فرادوچ سے دس میل پر بے خفیہ اڈا تک پہنچیں؟"
 "کوشش کی جاسکتی ہے۔"
 "تو پھر کوشش کریں۔ بیوی ریگوت کنزور سے پرواز کرنے والے بڑے سائز کے کھلنا طیارے سیکڑوں کی تعداد میں تیار کرائیں۔ ان طیاروں کو کنزول کسے والے ماہرین کو ادھر روانہ کریں۔ مجھے ان ماہرین کے دماغوں میں پہنچائیں۔ باقی میں سمجھ لوں گی۔"
 "تم کون کیا چاہتی ہو؟"
 "میں ماہرین سے باتیں کرنے کے بعد ایک خاص نتیجے پر پہنچ کر اپنی پلانٹنگ بتاؤں گی۔"
 ہاسکوس نے کہا۔ "ٹینک ہے" ایک کھٹنے کے اندر ماہرین حاضر ہو جائیں گے۔ تمہارے ہیں ماتحتوں کو آج ہی فرانس کے شہر بیس روانہ کیا جائے گا۔ تمہاری ایک خاص ماتحت سنٹالیا بیس میں کیا کر رہی ہے؟ اس کی رپورٹ سناؤ۔"
 "وہ سہولت اور بڑے محل سے کام کر رہی ہے۔ بابا صاحب کے اوارے کا ایک اہم انجینئر ایک ہفتے کے لئے سرکاری کام سے بیس آیا ہے۔ اور سنٹالیا پر حاکم ہو گیا ہے۔ میں ابھی جا کر معلوم کرتی ہوں کہ وہ اسے پھانسنے میں کہاں تک کامیاب ہو سکتا ہے۔"
 سرگئی (الپا) خیال خانی کے لئے اجلاس سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ پھر آرام سے ایک ایڑی بیڑی بیڑی سنٹالیا کے دماغ میں پہنچ گئی۔ سنٹالیا حساس دماغ رکھتی تھی۔ برائی سوچ

کی لہوں کو محسوس کر لیا کرتی تھی لیکن سرنگی الپا کی معمول اور تابعدار تھی۔ اس نے اسے محسوس نہیں کیا۔ سرنگی نے بھی اسے غائب نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ایک ایسی جوانی کے ساتھ کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھی، جس پر کسی نے بھی گہری نمی تھی۔

وہ کسی کو دوست بنا رہی تھی۔ اس میں یہ خاص بات تھی کہ وہ کسی ایسے ویسے کو گفت نہیں دیتی تھی۔ سامنے والے میں کوئی ایسی بات تلاش کرتی تھی جو اسے قائمہ پنپائے۔ کوئی خاص مقصد حاصل نہ ہوتا ہو تو اس کے سامنے میں بھی کھڑی رہتا کو اور انہیں کرتی تھی۔

اس ایسی جوانی سے ہیلو کلب میں ملاقات ہوئی تھی۔ سنتا لیا کہ اپنے جسمانی حسن کا بڑا خیال رہتا تھا۔ قدرتی طور پر اس کا بدن نہایت ہی دیدہ زیب اور جاذب نظر تھا۔ وہ قدرت کے اس بیٹے کو بحال رکھنے کے لئے ہیلو کلب میں آنکروڑش کیا کرتی تھی۔

ورزش کے دوران سینے والا لباس بدن پر اتنا چست ہوتا تھا کہ اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ نظریں اوپر سے نیچے پھسلتی رہتی تھیں۔ وہ انہی بہت مالدار تھا۔ اس ہیلو کلب کو خریدنے آیا تھا۔ وال سالز آئیٹم کے سامنے بہت سی چیزیں میز دک کی بیس پر ورزش کر رہی تھیں۔ وہ جنوں لڑکیوں کی میز میں ایسی کی نظریں سنتا لیا پر جم کر رہی تھیں۔ اس نے ہیلو کلب کے انچارج سے پوچھا "وہ جو دوسری قطار کی ساتویں لڑکی ہے وہ کون ہے؟"

انچارج نے جواب دیا "اس کا نام سنتا لیا ہے۔ ایک رہیں باپ کی بیٹی ہے۔ بہت مغرور ہے، کسی سے دوستی نہیں کرتی ہے۔ جب وہ ورزش کے اختتام پر لباس تبدیل کر کے باہر آتی تو انچارج نے کہا "میں سنتا لیا! ان سے ملو۔ یہ جان والہ ہیں۔ اس ہیلو کلب کے آئندہ مالک ہوں گے۔"

سنتا لیا نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا "پلیز نوٹ، مجھے امید ہے آئندہ ہیلو کلب کے انتظامات اور بہتر ہوں گے۔ والہ نے مسکرا کر کہا "تم ساتھ دو گی تو ہیلو کلب کو تمہارے حسن کے شان شان بادلوں کا۔"

وہ ہنسنے لگی، پھر اچانک ہی اس کی جسمی رنگ تھی۔ اس نے پرانی سوچ کی لہوں کو محسوس کیا تھا۔ سرنگی آندو ف اس کے اندر آتے ہی کہہ دیتی تھی "میں سرنگی ہوں" تم مجھے محسوس نہیں کرتی ہو اس لئے انہی موجودگی کی اطلاع دے رہی ہوں۔"

لیکن اس پرانی سوچ کی لہر نے اسے غائب نہیں کیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ آئے والا چور خیالات پڑھ رہا ہے۔ اس نے سامنے دوک لی۔ پھر خیرگی سے بولی "مسٹر والہ! تم اتنا جانتے ہو گے کہ ورزش کرنے والیاں سانسوں پر کنٹرول رکھتی ہیں۔"

وہ بولا "میں نہیں جانتا تھا، تمہارے ساتھ رہ کر بہت کچھ جان لوں گا۔ ہم بہت اچھے دوست بن سکتے ہیں۔"

محقق بہت کچھ پڑھا ہے اور سنا ہے۔ میں یہ جانتی ہوں کہ مارلے اندر کوئی غیر معمولی بات ہو تو حساس ذہن والے اسے اصرار سے روک لیتے ہیں۔ ابھی میرے ساتھ تکی ہوا کیا تم ٹیلی بیٹھی جاؤ ہو؟"

"میں تمہارا تعلق کسی ٹیلی بیٹھی جاننے والے گروہ سے ہے؟" "جب ہے" تمہاری باتوں سے پتا چلتا ہے کہ ہماری دنیا میں ٹیلی بیٹھی جاننے والے گروہ بھی ہیں۔"

والہ نے پوچھا "تم فرماؤ یہ تیور کون جانتی ہو؟" وہ چلنے چلتے رک گئی "خوشی سے بولی "میں نے بہت ذکر سنا ہے" "جانتا ہو؟ کیا تم فرماؤ؟"

وہ مسکرا کر بولا "کیا تم یقین کر سکتی ہو؟" وہ ایک دم سے اس کی گردن میں بائیں ڈال کر بولی "ہاں؟" مجھے یقین نہیں آتا ہے، مگر یقین کر رہا ہے۔ پلیز تصدیق کرنے کے لئے میرے دماغ میں آؤ۔"

اس نے دماغ میں آکر کہا "مجھے دھوکا نہ دینا، تم میں پھر ہوتا کر کے یہ راز بتا رہا ہوں" دنیا والوں سے چھپ کر فرماؤ، پھر ظاہر ہو رہا ہے۔"

سنتا لیا جیسے پرانی ہو گئی۔ والہ نے پوچھا "تم نے سانس کیوں روک لی؟" "تمہارے دماغ میں آنے سے مجھ کو گدگدی سی ہوتی ہے۔"

پھر میں عورت ہوں "اپنے موہ پر تن میں قربان کر کے بارہ اپنے اندر کے جذبات چھپاتی ہوں۔ یہ عورت کی فطرت ہے۔ اب میرے جذبات پھٹنے کے لئے اندر نہ آنا۔"

"پلو نہیں آؤں گا، لیکن ہماری دوستی کی؟" "میرے پاس تک نہ آؤ۔"

"میرے دشمن مجھے قتل کرنے کے لئے اکثر حسین لڑکیوں کے ذریعے ٹھپ کرتے ہیں۔ اگر تم ان کی آواز کا ثابت ہو سکتی تو تمہاری جیسی حینہ قتل کرتے وقت بہت افسوس ہو گا۔"

"میں کیا عیب کا یقین نہ کرو؟" میرے ذہن نے لگا ہے۔ اگر کبھی نہیں شہ ہو گا تو میں اپنے دماغ کا اندازہ تمہارے لئے کھول دوں گی۔ پھر تم میرے سامنے چور خیالات اور ساری چیزیں پڑھ لیتا۔"

"یہ ہوئی نا بات" تم میں پھر ہوسا کر رہا ہوں "اپنی کارلامی جاؤ گی یا میرے ساتھ؟"

"میری کارڈز انورڈر کر لے جائے گا۔" وہ اس کے ساتھ آکر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ "تمہارے آس پاس قدرت پر ہو کر کبھی یقین نہیں آتا ہے کہ میں فرماؤ علی تیور کے لئے قریب ہوں۔"

"وہ میری طرح بیٹھ کر بولی "میں آئندہ جانتا رہوں گی۔" والہ نے کارڈز کے پڑھا دی۔ ایسے ہی وقت سرنگی الپا اس کے باغ میں آتی تھی اور خاموشی سے اس کے خیالات پڑھتی ہوئی والہ کے متعلق مطالبات حاصل کر رہی تھی۔

سنتا لیا نادان نہیں تھی کہ اسے فرماؤ تسلیم کرتی۔ وہ بلا کی ہلاک تھی اور ایسی انجینئر کر رہی تھی جیسے فرماؤ سمجھ کر اس پر مرثیہ ہو۔ سرنگی نے اسے غائب کر کے کہا "سنتا لیا! میں تم سے بہت خوش ہوں" یہ فرماؤ نہیں ہو سکتا۔ ویسے جو کئی بھی ہو ایک ٹیلی بیٹھی جاننے والا ہماری نظروں میں آ گیا ہے۔"

"کیا اسے چھپا کر کسی جگہ لے آؤں؟" "ہاں نہ کرو" یہ ہمیں جہاں لے جائے اس کے ساتھ جاتی رہو "اپنی کام میں کھول گی۔"

دنیا کے ہر ملک اور ہر پڑے شہر میں ایک مین کا ایک خاص اخت رہتا ہے۔ وہ خاص مانت پاس کھاتا ہے۔ سرنگی الپا نے اس کے پاس کو غائب کر کے کہا "پہلے چار ایسے محنتوں کے دماغ میں مجھے پہچاننا جو یہ حد ذہن اور حاضر دماغ ہوں۔ انہیں غم زد کہ میرے امکانات کی قیاس کرتے رہیں۔"

باس نے کہا "میں ابھی فون پر باتیں کرتا ہوں تم آواز سنو۔" اس نے فون پر کسی سے رابطہ کیا "پھر کا" میڈم تمہارے دماغ میں آ رہی ہیں۔ اپنے پاس تین ایسے بندوں کو بلاؤ جو سمجھ دار اور حاضر دماغ ہوں۔"

اس نے بس پاس کہہ کر فون رکھ دیا۔ پھر کام کے تین آدمیوں سے رابطہ کرنے لگا "میں اپنی باتیں گاہ میں بلائے گا۔ سرنگی نے ان چاروں کی آوازیں سنیں۔ پھر پاس کے پاس آکر کہا "ایک شخص کو انوار کے ماسکو پہنچانا ہے۔ اس مسئلے میں کیا کر سکتے ہو؟"

وہ بولا "فلاٹنگ کلب سے جہاز ایک طیارہ حاصل کیا جاسکتا ہے لیکن وہ طیارہ فرانسیسی سرحد پار نہیں کر سکتا گا۔"

"فلاٹنگ کلب کے پاس تیار رہو۔ خواہ کتنی ہی دیر ہو میرا انتظار کرتے رہو۔ جیسے میں ہی بتاؤں کہ فلاٹنگ کلب کو لایا جا رہا ہے تو میں پندرہ منٹ کے اندر پورے فلاٹنگ کلب پر کنٹرول حاصل کرنا ہو گا۔ رابطے کا ہر ذریعہ کاٹ دو گے۔ ابھی تمہارے پاس ہزاروں پلانک کا وقت ہے۔ ہر پلو پر نظر رکھو اور میری ہدایات پر عمل کرو۔"

پھر وہ چاروں محنتوں کے پاس آکر بولی "ایک شخص کو سمجھنا کہ ٹھپ کرنا ہے" دن دانے اس پر گولی چلاؤ گے تو پکڑے جاؤ گے۔ جبکہ اسے جان سے نہیں مارنا ہے۔ صرف زخمی کرنا ہے یا اس طرح اس کے دماغ کو کھردرانا ہے۔"

ایک نے پوچھا "وہ کون ہے اور کہاں لے گا؟" "میں اس کے پاس پہنچاؤں گی، لیکن اسے زندہ چھوڑتی ہوں۔" "میں سمجھ گیا" آپ اس کے دماغ کو کھردر

یا کر ٹیلی بیٹھی کے ذریعہ رکھنا چاہتی ہیں، ہم چاروں ایسے پاس انجینئر کی چھوٹی سی سرخ رکھیں گے اس سرخ میں اصابی ٹکڑی کی دوا ہو گی۔"

وہ بولی "وہ مین کو نادان اور کھردر نہ سمجھو۔ وہ سرخ سے بچ کر فرار ہو سکتا ہے۔" "میں چار نہیں چاہیں، بندوں کو کرانے پر حاصل کرنا گا" جہاں وہ ہو گا اس کے چاروں طرف چاہیں سرخ ہوں گی۔ آخر وہ کہاں کہاں سے بچ کر نکلے گا۔"

"چاہیں افراد کی موجودگی اسے چٹکا دے گی نہ عامرے میں آنے سے پہلے ہمارا جائے گا۔"

"ابھی آپ نے کہا تھا کہ منظر عام پر اسے ٹھپ کرنا ہے۔ منظر عام کا مطلب ہے لوگوں کی بھڑ اور ان کی آندو رفت۔ ایسی جگہ وہ ہمارے آدمیوں پر شہ نہیں کرے گا۔"

"ٹھیک ہے" میں تم لوگوں کی ذہانت اور مستعدی پر بھروسہ کرتی ہوں۔ ایسا ہی بندوبست کرو کہ جہاں سے وہ فرار ہونا چاہے وہاں اس کی شامت آجائے جیسے یہ وہ ٹکڑی کا شکار ہو گا۔ اسے ایک گاڑی میں ڈال کر فرانسیسی فلاٹنگ کلب لے آنا۔ اس وقت میں جسیں گاہیہ کرتی رہوں گی۔"

انہیں ہدایات دے کر وہ سنتا لیا کے پاس آئی۔ وہ والہ کے ساتھ ایک اوپن سٹورڈن میں بیٹھی گاڑی لائی تھی۔ والہ نے کہا "تم سین لڑکی کے ساتھ تقریب کرنے والا تمہارا مین جاتا ہے۔"

"تمہارا کیوں ہوتا ہے؟" "میں تمہارے حسن کو دیکھتے ہیں اور مجھ پر رشک کرتے ہیں۔ اکثر لوگ مجھے یوں دیکھتے ہیں جیسے حور کے ساتھ نگہور کو دیکھ رہے ہوں۔"

وہ ہنسنے لگی، والہ نے کہا "بعض لوگ ایسے دیکھتے ہیں جیسے مجھے قتل کر کے تمہیں اغار کر لے جائیں گے" تم اتنی خطرناک جوتی کیسے سنبھال کر رکھتی ہو؟"

"تم تعریف کی انتہا کر رہے ہو جبکہ میں بہت زیادہ حسین نہیں ہوں۔"

"جس طرح میرا چو مجھے نظر نہیں آتا اسی طرح تمہارا حسن" "میں نظر نہیں آتا۔" نظر آتے ہی تو ہمیں اس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔"

"کیا قیمت ہے میرے حسن کی؟"

"میری ٹیلی بیٹھی کی بانی زندگی تمہارے نام۔ کیا یہ قیمت کم ہے؟"

"میری توقع سے بہت زیادہ ہے۔"

"یہ تباہی کمال چوکی" میرے کانچ میں اپنے ہنگے میں۔"

"میں اپنے آپ کو اور اپنے گھر کو بھول چکی ہوں۔ خود کو تمہارے نام رکھتی ہوں" جہاں سے جاؤ گے میں آنکھیں بند کر کے چلوں گی۔"

”تم اتنی جلدی مجھ پر کیسے اعتماد کر رہی ہو؟“
 ”تم اتنے عظیم ملکی پیشگی جاننے والے ہو جسے ساری دنیا جانتی ہے۔ اگر میں تمہارے ہاتھوں لٹ جاؤں گی اور تم مجھے جھوڑ کر چلے جاؤ گے تب بھی میرے لیے یہ بات قابل غور ہے کہ میں چند گھنٹوں کے لیے کسی مگر تمہاری زندگی میں آئی تھی۔ میں آخری سانس تک ان چند گھنٹوں کو یاد رکھوں گی۔“
 ”تم جیج میری دیوانی ہو؟“
 وہ وہاں سے اٹھ کر دیوار کے ساحل پر چلنے ہوئے اس ڈیک پر آئے جہاں نوجوان جوڑوں کے لیے خوب صورت سیڑیاں ہوتی لائیں کرائے پر ملتی تھیں۔ اس لالچ کے ٹکین میں عیاشی کا ہر سامان ہوا تھا۔ والٹر نے ایک بستی جی بلی اور خوب صورت لالچ کرائے پر حاصل کی پھر مستیالیا کے ساتھ اس میں بیٹھا۔
 سرنگی بھی مستیالیا کے دماغ میں آتی تھی، کبھی باس کے ماتحتوں کو بتاتی تھی کہ شکار کہاں ہے۔ شکار بھی چالاک تھا۔ مستیالیا کو اپنی باتوں کا وہ لکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لیے ایک لالچ میں لے گیا تھا کہ عیاشی کے دور ان کے چاروں طرف پانی رہے اور دشمن آسانی سے اس کے قریب نہ آسکیں۔
 سب ہی اپنی اپنی جگہ ہوشیاری دکھا رہے تھے۔ وہ چاروں ماتحت بھی حاضر دماغ اور پھرتیلے تھے۔ انہوں نے آدھے گھنٹے کے اندر غوطہ خوروں کے جتنے نامک حاصل ہو سکتے تھے اتنے حاصل کر کے انہیں ناک اور منہ پر لگا کر گیس تنگی پٹ پر باندھ کر پانی کے اندر چلے آئے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں دو ان کی سرنگ تھی۔
 تین ماتحت آگے جا کر لالچ میں سوار ہو گئے تھے۔ ایک نے بند کین کے دو داڑے پر قاز کیا۔ دو داڑے کو لات ماری۔ وہ پوری طرح مل گیا۔ والٹر فائنگ کے ساتھ ہی اچھل پڑا تھا۔ دو داڑہ کھٹکتے ہی اس نے آنے والے کے ریل اور پولات ماری۔ ریل اور دور چلا گیا۔ پھر وہ ریل اور والے سے لڑا تو کین کے باہر گیا۔
 مستیالیا نے فوراً ہی کین میں نیچے پڑے ہوئے ریل اور کو اٹھایا۔ پھر کین کے باہر آئی۔ والٹر اتنی دیر میں دو بندوں کو مار کر دریا میں بیچک چکا تھا۔ تیسرے سے دو داڑہ ہاتھ کر رہا تھا۔ مستیالیا نے اسے نشانے پر رکھ کر کہا ”میں رگ جاؤ۔ ورنہ گولی ماروں گی۔“
 والٹر نے خوش ہو کر کہا ”مٹا ہوا! تم محبت اور دوستی کا ثبوت دے رہی ہو۔“
 ”مٹو مشرور! میں تم سے کہہ رہی ہوں۔ ذرا بھی حرکت نہ کرو۔ میں نہیں چاہتی تم حرام موت محو۔“
 ”چھو تو میرا شہ دست مات ہو! تم دشمنوں کی آواز کا ہو۔“
 مستیالیا نے غوطہ خور سے کہا ”اسے انجشن گاؤ۔“
 غوطہ خور سرخ لے آئے پھر بھاگ۔ والٹر بھی گولی سے بچے کا تو اعصابی کمزوری کا شکار ہو گیا۔ آگے کتوں پیچھے کھائی تھی۔ وہ

اچانک چلا گیا۔ لگا کر انٹن فلڈ بازی کھا کر دریا میں چلا گیا۔ اس کی دانست میں بچاؤ کا بھی ایک راستہ تھا۔ لیکن وہاں دور دورے دشمن غوطہ خور دکھائی دے رہے تھے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں ایک سرنگ دکھائی دے رہی تھی۔
 وہ اور سے اُدھر تھرتھارے ہوئے جانے لگا۔ پانی میں گیس نامک کے بغیر زیادہ دیر نہیں رہ سکتا تھا۔ اس نے سانس لینے کے لیے پانی سے سر نکالا۔ اسی وقت پٹلی میں چپن کا احساس ہوا۔ وہ پانی مارے ہوئے دوسری طرف جانا چاہتا تھا کہ دوسری سوئی کمرش بچہ تھی۔
 والٹر کسی کو زیادہ دوا انجکشن کرنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔ سوئی جیسے ہی وہ ہاتھ مار کر سرخ کو اپنے جسم سے دور کر دیا تھا۔ دوسری بار سانس لینے کے لیے پانی سے اور آیا تو قتی مصیبت آگئی۔ سرنگی اپنا اس کے دماغ میں آگئی۔ وہ گری گری سانس لینے ہاتھ اپنے میں سانس روک نہیں سکتا تھا۔ سرنگی نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ وہ حلق چھا کر چیخا چاہتا تھا لیکن سرنگی نے اس کا منہ بند کر دیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے تارے تارے تھپ رہے تھے اب وہ تھرتھارے کا قابل نہیں رہا تھا۔
 غوطہ خور اسے کانہ پر لے آئے کچھ لوگ بھیج رہے تھے۔ ڈوبنے والے کو دیکھنا چاہتے تھے لیکن بھڑکتے سے پہلے ہی وہ لوگ اسے ایک گاڑی میں ڈال کر لے گئے۔
 سرنگی نے باس سے کہا ”وہ آ رہے ہیں، فلائنگ کلب پر کنٹرول حاصل کرو، طیارے کا ایندھن و دیگر چیک کرو۔ اپنے پائلٹ سے کہو وہ طیارے کو جڑی کی سرحد کے قریب منشی ٹاؤن میں لے جائے۔ یہ ٹاؤن جیس سے ایک گھنٹے کی پرواز کے قافلے پر ہے۔ مجھے پائلٹ کی آواز سننا۔“
 باس کے درجنوں آدمی فلائنگ کلب میں کھس کر وہاں کے عمل کو کمن پوائنٹ پر رکھنے لگے۔ انہوں نے ٹیلیفون کے تار کاٹ دیے۔ ریڈیو ڈائریس کو توڑ دیا۔ اس دوران باس نے اپنے پائلٹ کی آواز سنائی۔ باس کے دوسرے ماتحت والٹر کو لے آئے تھے۔ جب انہوں نے اسے طیارے میں سوار کر دیا۔ اور طیارہ پرواز کرنے لگا تو سرنگی مافی طور پر حاضر ہو گئی۔ وہ اجلاس سے اٹھ کر خیال خوانی کے لیے ایک کمرے میں آئی تھی۔ وہاں سے پھر اجلاس میں متوجہ تھی۔
 نامک میں نے پوچھا ”تم فریاد دینے میں پہنچے کی تدبیر سوچ رہی تھیں یا مستیالیا کی رپورٹ سن رہی تھیں؟“
 وہ بولی ”تم لوگوں کے لیے اتنی جلدی خوش خبری ہے کہ خوشی سے اچھل پڑو گے میں نے ایک ٹیلی جیٹی جاننے والے کو چھاس لیا ہے نہ شام تک ماسکوں میں ہوگا۔“
 نامک میں اور اعلیٰ فوجی افسران جرنائی سے اٹھ کر کمرے ہو گئے۔ سب نے بے یقینی سے پوچھا ”کیا واقعی؟“
 ”ہاں! اسے فلائنگ کلب کے ایک طیارے میں منشی ٹاؤن

جا سکتا ہے۔ اس کے بعد ہمیں یہاں سے طیارہ بھیجنا ہو گا اور یک گھنٹے کے اندر بھیجنا ہو گا۔“
 نامک میں نے کہا ”میں ابھی ایک طیارہ برلن سے روانہ کرتا ہوں۔“
 وہ تیزی سے چلا ہوا انٹرنیٹ کی طرف چلا گیا۔ اعلیٰ فوجی افسر نے کہا ”سرنگی! تم نے کمال کر دیا ہے۔ وہ ٹیلی جیٹی جاننے والا کون ہے؟“
 سرنگی اب نے کہا ”میرا سٹر کے ملک میں ٹیلی جیٹی جاننے والی کی بیوی تھی۔ اس سے پہلے ایک خیال خوانی کرنے والا ل گیا تھا۔ اپنے ملک سے رابطہ ختم کر چکا تھا اور آزادی سے زندگی گزار رہا تھا، اس کا نام ایوان راسکا ہے۔“
 وہ سب سرنگی اب سے مصافحہ کرتے ہوئے اسے مبارکباد دینے لگے۔ ”وہ بولی“ میں اس کمرے میں جاری ہوں۔ جب تک ہاں راسکا یہاں نہیں پہنچے گا میں خیال خوانی کے ذریعے اس کی لڑائی کرتی رہوں گی۔“
 وہ وہاں اسی کمرے میں چلی گئی۔ نامک میں اور دوسرے اعلیٰ بی افسران بہت خوش تھے۔ وہ اپنے اجلاس میں سونا اور فرادی لڑائی یا موت کے منصوبے پیش کرنے آئے تھے لیکن اس نئی دہی میں اجلاس کے ایجنڈے کو بھول گئے تھے۔ ان کے ملک میں یک اور ٹیلی جیٹی جاننے والے کا خاندان ہوئے والا تھا۔
 ○○○○
 جان لیوڈ نے کئی ڈاکٹروں سے ہدایات حاصل کی تھیں کہ جے لیکن پانی میں کتنا زہر ملایا جائے اور وہ زہر کس نوعیت کا ہو کہ ٹی پیچے وقت زہر کا کڑوے پن کا احساس نہ ہو۔ ڈاکٹروں سے مل معلومات حاصل کرنے کے بعد لیوڈ کے ماتحتوں نے ڈیج سے رول مل دوڑ ایک پائپ لائن کو توڑا تھا اور مقررہ مقدار میں زہر اکراپ کو جوڑ دیا تھا۔
 یہ کام تو ہو گیا تھا لیکن یہ منظر دیکھنے کی ایسی کوئی جگہ نہیں تھی مالے سے انہیں نظر آتا کہ ڈیج میں پانی پینے والوں پر کیا گزر رہی ہے۔ وہ وہاں سے دس میل دور پانی دے پر جا سکتے تھے اور وہاں سے تھری قاتل دور دور بین سے ڈیج کے گیٹ اور احاطے کو دیکھ سکتے تھے۔
 ان کی ٹیم کے تین آدمی ایک گاڑی میں بیٹھ کر پانی دے پر آئے۔ ان کے پاس قاتل دور بین تھی۔ اس سے دس میل دور کے لوگوں کو دیکھا جا سکتا تھا۔ انہوں نے وہاں سے گزرتے ہوئے جو ٹھوڈ کھا اسے لیوڈ نے ان کے دماغوں میں کہہ سمجھا۔ دوسری ٹیم کے پاس آگسٹا کی احاطے کے گیٹ کے پاس پراڈینے والے مسل انڈزنس پر پڑے ہیں۔ چنانچہ وہ مرچے ہیں یا بیسوش ہیں۔
 لیوڈ کے آدمی ڈیج کے چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اگرچہ لہا مل مل دور تھے۔ تاہم لیوڈ کا حکم سن کر گاڑیوں کے ذریعے لہر سے جلد دین میں آگئے تھے۔ ابھی اس نے حکم نہیں دیا تھا۔ یہ

یقین کرنا چاہتا تھا کہ ڈیج کے اندر بھی تمام لوگ مرچے ہیں۔
 سرحد کے قریب پراڈینٹ پورٹ کے دن دے پر چار ہوائی جہاز کھڑے ہوئے تھے۔ جان لیوڈ نے چاروں کے پائلٹ کو حکم دیا۔
 ”فلائی کو اور ڈیج پر بمباری کرو۔“
 اس کا حکم سننے ہی طیارے پرواز کرنے لگے۔ وہ تیز رفتار طیارے سرحد سے بیس منٹ میں ڈیج کے قریب آئے اور بمباری کرتے ہوئے گزرتے لگے۔ لیوڈ نے پائلٹوں کے ذریعے دیکھا۔
 ڈیج کے اندر کئی لوگوں کی لاشیں دور تک زمین پر نظر آئیں۔ طیارہ شکن توپوں کے پاس بھی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ڈیج میں کسی نے دفاع نہیں کیا تھا۔ بمباری سے کئی مکانات تباہ ہو گئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ زہر پانی نے سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔
 لیوڈ نے پائلٹوں سے کہا ”واپس چلو اور دوبارہ بمباری کرو“ جو لوگ زہر سے نیم جاں ہوں گے وہ ہوائی حملوں سے مر جائیں گے۔“
 وہ چاروں طیارے پھر ڈیج کی طرف آئے۔ لیوڈ نے دیکھا۔
 اچانک ہی ایک طیارہ تباہ ہو گیا تھا۔ ڈیج میں جو طیارہ شکن توپ تھی وہاں ایک شخص نظر آ رہا تھا۔ یقیناً وہ فریاد ہو گا۔ جس پر زہر نے اثر نہیں کیا ہو گا۔ اس کے علاوہ کوئی اور زندہ شخص دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
 لیوڈ نے تینوں طیاروں کو واپس جانے کا حکم دیا اور کہا ”وہ سب انیش ریں، اگر فریاد بنی کا پڑے کے ذریعے فرار ہونا چاہے گا تو طیارے پھر پرواز کریں گے اور اس ٹیلی کا پڑو کتا کریں گے۔“
 پھر وہ نئی فوج کے پاس آیا۔ ڈیج کے اطراف دس میل کے فاصلے پر اس کے جہازوں ماتحت تھے۔ ایک جھوٹی سی فوج کی طرح مسل تھے۔ اس نے انہیں حکم دیا ”خود آگے بڑھو۔ ڈیج میں صرف فریاد زندہ ہے وہاں بے دھڑک کھس پڑو۔“
 اس کا حکم سننے ہی تیز رفتار گاڑیاں ڈیج کی طرف چل پڑیں۔
 لیوڈ نے ایک پائلٹ کو پرواز جاری رکھنے کی ہدایت کی۔ پائلٹ طیارہ شکن توپ سے پہنچے کی کوشش کرتا ہوا پرواز کرنے لگا۔ لیوڈ اس کے ذریعے دیکھتا چاہتا تھا کہ فریاد وہاں موجود ہے یا فرار ہو رہا ہے پھر اس کی موجودگی کا ثبوت یوں ملا کہ وہ دوسرا طیارہ بھی تباہ ہو گیا۔
 لیوڈ نے دوسرے ماتحتوں کے پاس آکر کہا ”ہمت ہو شہیاری سے ڈیج کے اندر جاؤ۔ فریاد طیارہ شکن توپ کے پاس موجود ہے۔“
 وہ جھوٹی سی فوج ڈیج میں داخل ہو رہی تھی۔ داخل ہونے کے بعد پتا چلا کہ لیوڈ نے پائلٹ کے ذریعے ڈیج میں جو لاشیں دیکھی تھیں وہ شخص پلاسٹک کے پتلے تھے۔ جنہیں لباس پر تاجیا تھا۔ ڈیج کے بڑے گیٹ کے پاس جو گاڑی تھیں وہ دو گاڑی کے ماہر تھے اور لاشوں کی طرح دم سادہ کر لیے ہوئے تھے۔ جب لیوڈ کے فوجی ڈیج میں داخل ہو گئے تو احاطے کا پراڈینٹ خود بخود بند ہو گیا۔ اور جو دم سادہ کر لیا نہیں بنے ہوئے تھے وہ اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔

بازی پلٹ رہی تھی۔ لہذا نے احمقوں سے پوچھا "یہ گیت خود بخود کیسے بند ہو گیا۔ اسے کھول دو! پس جانے کا راستہ کھلا رکھو۔" وہ سچا سخت دھڑکتے ہوئے اسے کھولے گئے۔ پھر اس سے چبک کر رہ گئے۔ چھین مارے ہوئے ترچے ہوئے بڑے کے لئے ٹھنڈے ہو گئے۔ ان کی موت نے یہ وارننگ دی کہ گیت اور باؤنڈری وال کے ساتھ نادیہ بکلی کے تارپن جو اس دنیا سے دوسری دنیا میں پہنچا دیتے ہیں۔

جان لہذا نے کہا "فرار کے راستے بند کر دیے گئے ہیں، دلچ میں بکلی گھر تلاش کر۔ اور نادیہ تارپن میں دوڑنے والی بکلی کی چلائی روک۔ دو بار کو تھمارے مقابلے میں ایک ہی شخص فرار ہے۔ وہی تھمارے لئے دشواریاں پیدا کر رہا ہے۔ اس ایک پر قابو پاؤ۔ اسے نظر آتے ہی گولیوں سے چھتی کر دو۔"

وہ جس کے دماغ میں بول ہوا تھا۔ اس مانت نے کہا "مرا! یہاں صرف فرار نہیں، پوری ہستی زندہ ہوگی۔ یہ بلا سنگ کی لاشیں تیار ہی ہیں کہ ہوائی حملے سے کسی کو موت نہیں آتی ہے۔ سب چپے ہوئے ہیں۔"

فرار دلچ کے متعلق جان لہذا کی معلومات مکمل نہیں تھیں۔ اس پورے دلچ کی زمین کے نیچے ایک فٹ موئے فلواد کی چٹیلن چھپی ہوئی تھیں۔ یعنی زمین کے نیچے بھی ایک اور فلوادی زمین پھیلی ہوئی تھی۔ جس پر فضائی بمباری کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا۔ خطرے کے وقت دلچ میں رہنے والے فلوادی پھت کے نہ خانے میں چلے جاتے تھے۔

اس نہ خانے میں کم از کم چار ہزار افراد پناہ لے سکتے تھے۔ نادیہ بکلی کے تارپن کا سلسلہ اسی نہ خانے سے تھا۔ جب بکلی دی اسکرین پر دکھائی دیتا تھا کہ اور فرار دلچ میں کیا ہو رہا ہے۔

میں "سونا" مارا اور دلچ کے دوسرے تمام لوگ ہستی میں داخل ہوئے والوں کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے داخل ہوتے ہی سیکورٹی افسر نے ایک خود کار نظام کے ذریعے اوپر کے احاطے کے بڑے گیت کو بند کر دیا تھا اور الیکٹریک الجھن نے نادیہ تارپن میں بکلی دوڑا دی تھی۔ ہم نے دو مسلح دشمنوں کو گیت سے چبک کر مرنے دیکھا تھا۔

اور دلچ میں ایک بکلی گھر تھا۔ جہاں سے تمام بنگلوں اور دفاتروں میں بکلی سلائی کی جاتی تھی۔ صرف نادیہ تارپن کا سکشن نہ خانے سے تھا۔ ایک مسلح دشمن محتاط انداز میں چلتا ہوا بکلی گھر کے سامنے آیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ دروازے کے اندر فرش پر اور دیواروں پر بکلی دوڑ رہی تھی۔ وہ جیسے ہی دروازے سے داخل ہوا۔ چی مار کر ترچے لگا پھرتے ہی دیکھتا اچھل کر بکلی گھر سے باہر آیا اور زمین پر گر کر بیٹھ کے لئے خاموش ہو گیا۔

خوش خوشوں میں سستی پھیل گئی۔ انہیں کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو رہا تھا لیکن وہ مرنے سے تھیں ساتھیوں کی موت نے تاملاتھا کہ وہ دلچ کی کسی دیوار کو چھو نہیں

سکتے اور کسی دروازے سے داخل نہیں ہو سکتے۔ گویا وہ ایک چمے دان میں چھن گئے تھے۔

پھر میں نے نہ خانے کے ایک کمرے کو آن کر کے کہا "سیل ایس ڈی ہوں اور تم سے مخاطب ہوں۔"

میری آواز دلچ میں ہر طرف سنائی دے رہی تھی۔ وہ سب گوم گوم کر رہے تھے۔ انہیں لاؤڈ اسپیکر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ پتا نہیں چل رہا تھا میں کہاں ہوں اور آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

میں نے کہا "یہ فرار دلچ ہے، دوستوں کے لئے جنت ہے اور دشمنوں کے لئے قبرستان۔ تم سب اس قبرستان میں زندہ رہو گے جو کہ رہو گے اور جب پاس برداشت نہیں ہوگی تو زہر پلا پانی پیو گے۔"

وہ سب پریشان ہو کر دو در تک پل دیکنے لگے جیسے ابھی کوئی مجھ کو گارڈ اور دلچ سے باہر جانے کا راستہ کھل جائے گا! ایسے وقت مجھے یہی کی توقع کی جاتی ہے۔

میں نے کہا "بمباری کرنے والے طیارے اسرائیل کے تھے لیکن تم لوگ اپنی حال دھال اور شنگ کے اندازے سو فیصد امریکی ہو، بہتر ہے اپنی زبان سے حقیقت بتاؤ۔ اسرائیلی ہو! امریکی ہو! دو غلی نسل ہو۔"

جان لہذا جس خاص مانت کے دماغ میں تھا اس مانت نے کہا "مسٹر لہذا! آپ نے کہا کہ لاؤڈ اسپیکر ہوتا ہے؟"

لہذا نے کہا "جو اس نہ کہ میں نے جان بوجھ کر نہیں بھنایا ہے۔ تم لوگوں نے دیکھا ہے کہ ہم کتنی سختی سختوں کے بعد یہاں تک آئے ہیں۔"

"ہم نے ہی سخت کی ہے لیکن فرار نے یہ سخت کرائی ہے اگر وہ آسانی سے پہنچے دیتا تو ہم اس کی کوئی چال سمجھ کر بھی نہ آتے۔ آپ لوگ بڑے تجربہ کار ہیں! اتنا تو سمجھتا چاہئے تھا کہ یہ فرار دلچ ہے اور اسے سونپا کی ذہانت سے آباد کیا گیا ہے۔"

"جو ہو گیا سو ہو گیا۔ مجھ سے بحث نہ کرو۔ کچھ سوچے سمجھے دو۔"

میں نے مائیک کے ذریعے کہا "میں ایک منٹ کی مصلحت دیتا ہوں۔ اپنا شجرہ بتاؤ۔ ورنہ ایک ایک شخص ذہنی ہو گا اور مجھے اپنے دماغ میں جگہ دے گا! پھر کوئی بات پورے میں نہیں رہے گی۔"

ایک مانت نے زبان سے مخاطب کیا "مسٹر لہذا! تم کہاں ہو؟ ہم میں سے کسی کے دماغ میں ہو یا ہمیں معیت میں چھوڑ کر چلے گئے ہو۔"

خاص مانت نے کہا "مسٹر لہذا کا نام زبان پر نہ لاؤ! فرار نام سے پہچان لے گا کہ ہمارا تعلق کس ملک سے ہے! وہ اپنے شیروں سے اس سلسلے میں مشورے لینے لگا ہے۔"

"جب تک وہ آئے گا! ایک منٹ کی مصلحت گزر چکی ہوگی! یہاں نادیہ قاترنگ شروع ہوئی اور ہم ذہنی ہوتے جاتے ہیں۔ گنہ

کی تکلیف سے کمزوری پورے کی اور پاس لگے گی تو ہمیں زہر پلا پانی پینا پڑے گا۔"

"بھئی ملدی ہوئے، ہمیں ان کے چھینے کی جگہ تلاش کرنا چاہئے۔"

"کہاں تلاش کریں؟ ایک قدم بھی آگے بڑھتے ہوئے دل دھڑکتا ہے کہ پتا نہیں بکلی کے نادیہ مار کہاں ہم سے پلٹ جائیں گے۔"

"ہاں! یہ دھڑکا ضرور ہے۔ ہم آگے بڑھیں گے لیکن کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگائیں گے! چلو وقت ضائع نہ کرو۔"

وہ سب مختلف سمتوں میں جانے لگے۔ ان پر دو طرح کا خوف مادی تھا۔ ایک تو بکلی کے نادیہ مار نادیہ خطوط بن گئے تھے۔ دوسرے یہ خوف تھا کہ انہیں زہر پلا پانی نوش کرنا ہو گا۔

سونپا نے اس ہستی کی تقریر کے دوران ہر ممکن خطرے کو پیش نظر رکھا تھا۔ ہستی کے بڑے نیک میں جوانی اسٹور ہو گا تھا اسے چبک کرنے کے لئے طبی آلات لگائے تھے۔ اس نیک کے ساتھ ایک شیشے کا فٹن انجیکٹر تھا جس میں مچھلیاں تھیں رہتی تھیں۔ اس انجیکٹر کا پانی ایک طرف سے خارج ہوتا رہتا تھا اور دوسری طرف سے نیا پانی داخل ہوتا رہتا تھا۔ اس روز اچانک ہی فٹن انجیکٹر میں مچھلیاں مرنے لگیں تو انہیں نے پانی کا والونڈ کر دیا کہ پانی آگے نہ بڑھے اور ہستی کا کوئی شخص اسے استعمال نہ کرے۔

پھر دائرہ سلائی کرنے والے انہیں نے مجھے اطلاع دی کہ مچھلیوں کے مرنے کے بعد پانی کا مینسٹریا کیا ہے اور نیک کا تمام پانی زہر پلا ثابت ہوا ہے۔ یہ بات سمجھ میں آئی کہ کسی جگہ زمین کو روک کر پانی کو توڑ کر پانی میں زہری کا کافی مقدار ملائی گئی ہے اور دشمن ہمیں مر رہا دیکھنا چاہتے ہیں۔

میں نے ان کی خواہش پوری کر دی۔ چند لوگ کے ماہرین کو گیت کے باہر مر رہے بن کر زمین پر لٹ جانے کی ہدایت کی اور دلچ کے اندر پلاسٹک کے جھٹوں کو دو در دو در لٹا دیا تاکہ دور سے دیکھنے والوں کو کہتی کے لوگ مر رہے نظر آتے رہیں! پھر دی ہوا جو میں چاہتا تھا دشمن جان کے دھماکوں سے بندھے چلے آئے۔

طیاروں کی بمباری سے کچھ مکانات اور دفاتر کو نقصان پہنچا لیکن ہستی کے تمام لوگ سلامت رہے۔ جو نقصان ہوا اس کا ہم ہر جازہ وصول کرنے والے تھے ابھی میں نے جو مصلحت دی تھی اس کا وقت گزر چکا تھا اس کے باوجود میں نے ذمیل دی تاکہ وہ لوگ ہمیں دھوکے کی حسرت پوری کر لیں۔

انہیں ایک بہت بڑی چار دیواری دکھائی دی جس کے اندر بہت زیادہ قوت کا جیٹریٹر چل رہا تھا۔ انہوں نے سوچا کہ اسے بند کر دیا جائے تو بکلی کی سلائی رک جائے گی اور نادیہ تارپن کا خوف بھی نہیں رہے گا لیکن بکلی کے گتے میں کتنی کون بائو گے گا؟ کون جیٹریٹر کی چار دیواری میں جائے گا؟

ایک مانت نے راتھل سیدھی کرتے ہوئے کہا "اگر

دروازے کے سامنے نادیہ تارپن کے تو قاترنگ سے تارنگ کر

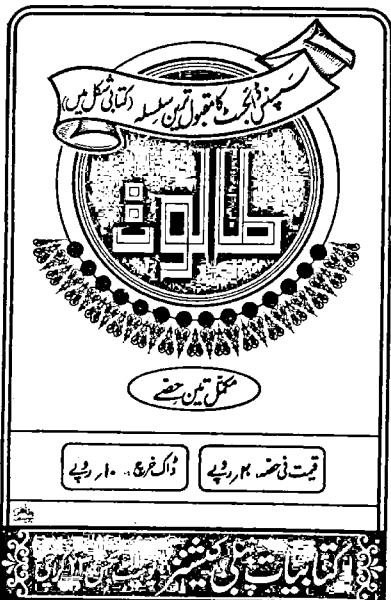
اگ ہو جائیں گے۔"

ہم نہیں چاہتے تھے کہ وہ قاترنگ کے ذریعے تارپن کو کاٹ دے۔ مارا ڈاکا مانت کے سوچے ہوئے کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے پورے دلچ کا نقشہ تھا کہ کسی جگہ کس نمبر کا ڈاکا مانت چمپا کر رکھا گیا ہے۔ مارا نے ایسے ہی ایک نمبر کے بن کو دیا تو راتھل اٹھا کر قاترنگ کے والے کی کوئی نہیں چلی! قدموں سے زبردست دھماکا ہوا۔ کتنے ہی مسلح دشمن دھماکے کے نتیجے میں اچھل کر نکلیں کی طرح اوپر گئے اور جیٹریٹوں کی طرح واپس زمین پر آئے۔ دور کمرے ہوئے لوگ ذہنی ہوئے ان سے دور تاشا دیکھنے والوں نے فوراً ہی اپنے ہتھیار پھینک دیے۔ دونوں ہاتھ اٹھا کر زور زور سے بولنے لگے "ہمیں معاف کر دو ہم سیریز کر رہے ہیں۔"

ایک نے کہا "ہم اپنی آوازیں سن رہے ہیں۔ ہمارے دماغوں میں اگر جو معلومات چاہئے ہو حاصل کر لو۔"

خیال خانی کے لئے لپٹی، سلطانہ اور سلمان آگئے تھے۔ وہ ایک ایک آواز سن کر ان کے دماغوں میں جانے لگے۔ ایسے ہی وقت لہذا ایک مانت کے اندر آکر اپنی آواز میں بولا "مسٹر فرار! میں سچے مورکھ ہوں۔ تم سے سمجھتا تھا کہ جانتا ہوں۔"

میں نے اسی مانت کے دماغ میں آکر کہا "لہذا! اتھاری مکاری ظاہر ہو گئی ہے۔ تم نے اپنے ملک کے طیاروں کو اسرائیلی طیارے بنا کر یہاں بمباری کرائی ہے۔ ہم تمہارے احمقوں کے چور



خیالات پڑھ چکے ہیں۔“

وہ بولا ”میں نے ان تمام باحتیاج پر غور کیا ہے وہ اس عمل کے ذریعہ غلط معلومات فراہم کر رہے ہیں۔“
”تم غریبی عمل کے ذریعے یہ باتیں نشر کر سکتے تھے کہ وہ سب اسرائیلی یہودی ہیں اور عیار سے بھی اسرائیلی تھے۔ کیا تم نے ان کے داغوں میں اپنے ہی خلاف باتیں نشر کرائی ہیں؟“
وہ لاجواب ہو کر بولا ”اس بحث سے کیا فائدہ؟ تمہارا جتنا بھی نقصان ہوا ہے اسے تم پر ادا کریں گے۔“
”میں بھی جاؤ اور ایک نکتہ بعد آؤ۔“

جب میرے دلچ پڑا حلقہ ہوا تھا تب ہی میں نے حکومت فرانس کو اور جناب علی اسد اللہ حمزوی صاحب کو صورت حال سے آگاہ کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ یہاں بین الاقوامی شرٹائی ادارے کو مدعو کر کے ساری دنیا کوئی دلی اسکرین پر بمباری کے نتائج دکھائے جائیں۔

لیڈو سے باتیں کرنے کے دوران ہی فرانسیسی فوج کا ایک دست بین الاقوامی شرٹائی ادارے کے محلے کے ساتھ گیا۔ فوج نے لیڈو کے تمام باحتیاج کے ہتھیاروں پر قبضہ کیا اور انہیں حراست میں لے لیا۔ وہ جو بھی کارروائیاں کر رہے تھے ان کی ویڈیو رپورٹ کیمرے کے ذریعے اسکرین تک پہنچائی جاتی تھی۔ جو مکانات اور دفاتر تہا ہوئے تھے انہیں بھی کیمرے کے ذریعے دکھایا جا رہا تھا۔

میں نے ڈی سونیا اور ڈی فراد کو چار راستے سے اور بھیج دیا۔ بین الاقوامی شرٹائی ادارے کے نمائندے نے سونیا سے سوال کیا۔ ”میڈم! آپ ہوائی محلے کے وقت کہاں تھیں؟“
وہ بولی ”میں نے ایک محفوظ پناہ گاہ بنائی ہے۔ ہماری احتیاطی تدابیر کے باعث دلچ کے تمام باشندے اسی پناہ گاہ میں محفوظ ہیں۔“
”کیا آپ بتائیں گی کہ وہ پناہ گاہ کہاں ہے؟“
”موسری یہ فراد دلچ کا ایک راز ہے۔“

نمائندے نے کہا ”دنیا والے محلے سے سوچ سکتے ہیں کہ وہ پناہ گاہ زیر زمین ہے اور ایسے انتظامات کئے گئے ہیں کہ یہودی بمباری کا اثر اس پناہ گاہ پر نہیں پڑتا اور وہاں تک پہنچنے کا راستہ صرف دلچ کے لوگ جانتے ہیں۔“

سونیا نے کہا ”آپ اور دنیا والے اپنے طور پر کوئی بھی رائے قائم کر سکتے ہیں۔“
نمائندے نے ڈی فراد سے سوال کیا ”مسٹر فراد! آپ اور میڈم یہاں اصلی صورت کے ساتھ نظر آ رہے ہیں اس کی وجہ؟“
ڈی فراد نے کہا ”آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہتھیاروں کے ذریعہ دست محلوں کے باوجود ہم محفوظ ہیں۔ اس نتیجہ کا ذریعہ سونیا نے بتا دیا تھا اور اپنی موجودگی میں تمام احتیاطی تدابیر کے ساتھ اس کی تعمیر کرائی تھی۔ اس وقت یہاں آپ کا عملہ اور فرانس کے فوجی ہیں۔ اتنی بمیں کوئی دشمن اچانک ہمیں قتل کر سکتا ہے۔ لیکن نہیں

کر سکتے گا۔“

”آپ اتنے یقین سے کہے کہ سکتے ہیں؟“
ڈی نے ایک فوجی سے محسوس کر لیا کہ ایک سختی سے جواب دے گا۔ ”میں اس سے کہتا ہوں کہ لیڈو کے ایک سختی سے وہ بھی ایسا نہ کرنا، لیکن اس کے داغ میں لیڈو موجود ہے اس نے خود ہی اس کے داغ پر قبضہ کر لیا پھر اس کے باقیوں سے گولی چلا دی۔ گولی ڈی فراد کو بھی پھرا جاتی تھی سے راز دار ہو کر اس مانت کے جسم میں بیٹ ہو گئی۔“

ڈی سونیا اور فراد نے ایسا بلٹ پروف لباس پہنا تھا جس پر گولیاں جتنی تیزی سے آکر لگی تھیں اتنی ہی تیزی سے وہ اٹھ جاتی تھیں جہاں سے چلائی جاتی تھیں۔ لیڈو نے ٹاکم ہو کر دوسرے مانت کے ذریعے گن کو دوبارہ اٹھایا۔ لیکن فوجی اٹھ کر وہ گن جھین لی۔

نمائندے نے سوال کیا ”جب اس قدر غیر معمولی طاقتی انتظامات کئے گئے ہیں تو ہوائی محلوں سے بچنے کے انتظامات کیوں نہیں کئے گئے؟“

ڈی نے جواب دیا ”پہلے آپ گرفتار ہوئے والوں سے سوالات کریں، پھر میں جواب دہوں گا۔“
نمائندہ مایک نے کراہیک مانت کے پاس آیا۔ میں نے فراد ہی اس کے داغ پر قبضہ کر لیا کہ لیڈو اسے غلطیائی رپورٹ کرے۔ اس مانت نے کہا ”میں امریکا سے آئے ہیں اور یہی سچ ہے۔ اسے والا جان لیڈو ہمارا گناہ ہے۔“
لیڈو نے دوسرے مانت کی زبان سے سچ کر کہا ”یہ جھوٹ بول رہا ہے۔“

سلمان نے تیسرے مانت کی زبان سے کہا ”جھوٹ نہیں ہے۔ چار امریکی عیاروں کے رنگ اور نمبر دلچ کے امریکی عیار سے بنائے گئے تاکہ ہوائی محلوں کا الزام اسرائیلی حکومت پر آئے۔“

لیڈو کسی ایک کے داغ میں ہی جا کر بول سکتا تھا۔ ان نے ایسی جوشن کے حلقوں میں جا بھی نہیں تھا۔ سوچ لیتا تو اپنے ساتھ دو چار خیال خواتی کہنے والے آتے۔ آپ تو کسی کے داغ میں کسی کی زبان سے سلمان کسی کے ذریعے لیتی اور سلطان بول رہی تھیں۔

پھر ڈیو کیمرے کے ذریعے واٹر ٹینک کا زہریلا پانی دکھایا۔ کیمرے کا دور سوائچ دلچ سے دور اس جگہ تھا جہاں عیاروں کو پوں کے ذریعے گرایا گیا تھا۔ ان عیاروں کے ٹکڑے بھی اسکرین پر پیش کئے جا رہے تھے۔

پھر ڈی نے نمائندے سے کہا ”آپ نے سوال کیا تھا کہ ہم نے ہوائی محلوں سے بچنے کے انتظامات کیوں نہیں کئے۔ جواب عرض ہے، اگر ہم پہلے ہی عیاروں کو مار گرتے اور دلچ میں ڈی لائیں نہ دکھاتے تو اتنے دشمن حراست میں آکر خود اپنی زبان

پا جان نہ دیتے۔ ہم نے بمباری سے نقصان اٹھایا ہے۔ یہ نقصان ہمارے دشمنوں کو متکا پڑے گا۔“

نمائندے نے پوچھا ”کیا آپ پر جان و وصول کریں گے؟“
ڈی سونیا نے کہا ”میں دشمنوں کو جوابی کارروائی کے ذریعے ہی بمباری نقصان پہنچانے کے بعد اس سے جڑانے کے طور پر پاس لاکھ ڈالر وصول کریں گے تاکہ ہمارے دلچ کے تہا ہوئے اے مکانات اور قوتوں کی دوبارہ تعمیر ہو سکے۔“

نمائندے نے کہا ”جڑانے کے طور پر پاس لاکھ ڈالر وصول کرنے والی بات سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن جواباً نقصان پہنچانے کا کیا راز ہے۔“

”فراد دلچ پر حملہ کرنے اور یہاں قدم رکھنے کی جو جرات کی گئی ہے اس کی سزا جوابی کارروائی سے دی جائے گی تاکہ آئندہ دلچ دشمن اور آئے کا خواب دیکھنے کی بھی جرات نہ کرے۔“
دوسرے نمائندے نے آکر کہا ”۳۳ امریکا میں مارشل ڈی مورالہ اچھے کئے گئے لئے تیار ہیں۔“

اسکرین پر بین الاقوامی رابطہ بدل گیا۔ مارشل ڈی مورالہ نظر لے لگا۔ وہاں ایک نمائندہ مارشل کا تعارف کر رہا تھا۔ پھر اس نے سوال کیا ”فراد دلچ پر حملے کا الزام آپ کی حکومت پر ہے اور اس کے ثبوت اور گواہان بھی ہیں، آپ اس سلسلے میں کیا نہیں لیتے؟“

مارشل ڈی مورالہ نے کہا ”ہمارے خلاف ان قیدیوں نے بیان دیا ہے جو دلچ میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ فراد کی جلی میں چھ خیال والی کہنے والے ہیں۔ وہ لوگ کیے بعد دیکھے ہر قیدی کے داغ ان جا کر ہمارے خلاف بولتے رہے اور دیکھنے والوں کی سمجھ میں یہ آتا کہ قیدی بول رہے ہیں۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے جھوٹ کو دلچ کی جھوٹ بنایا جاتا ہے۔ ہم اپنے ٹیلی ویژن جانتے والوں کے ذریعے ان کا توڑ کر سکتے تھے لیکن ہم دنیا والوں کو مدعو کر نہیں دیا۔ اسے یہودی ہی بات ہے، ہمیں فراد دلچ سے کوئی دلچسپی نہ پہلے کی نصاب ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ بول کر اور جھوٹا الزام ان کے کہے ہیں جوابی کارروائی کی دھمکی دیں گے اور ہم سے پاس لاکھ ڈالر وصول کریں گے تو وہ بے شک احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔“

نمائندے نے کہا ”آپ الزامات سے انکار کر رہے ہیں۔ آپ کے انکار سے اسرائیلی حکومت پر الزام آتا ہے۔“
مارشل نے کہا ”میں اپنے ملک کی طرف سے متنازع پیش کر رہا ہوں۔ اسرائیلی حکومت کو الزام نہیں دے رہا ہوں۔ اسرائیلی سے ملے تعلقات بیشہ و ستاد رہے ہیں۔“

بین الاقوامی رابطہ کا عملہ اسرائیل میں بھی موجود تھا۔ اسکرین پر اسرائیلی وزیر خارجہ کو دکھایا گیا۔ نمائندے نے سوال کیا۔ ”آپ کے ملک کے عیار سے فرانس میں تہا ہوئے ہیں؟“ آپ اس سلسلے میں کیا کہتے ہیں؟“

اس نے جواب دیا ”یہ سراسر الزام ہے حکومت فرانس نے احتجاج کیا ہے کہ ہمارے عیار سے بین الاقوامی پرواز کی خلاف ورزی کر کے تہا جڑانے آئے تھے۔ دو فرار ہو گئے اور دو تہا ہو گئے۔ یہ ہمارے لئے جراتی اور پریشانی کی بات ہے۔ بیٹھے بٹھائے ہم پر جو الزام عائد کیا جا رہا ہے۔ وہ ہمارے عیار سے نہیں ہیں بلکہ ہمارے عیاروں کی نقل ہیں۔“

نمائندے نے پوچھا ”کیا آپ کو چھاننے کی کوشش کی گئی ہے ایسا کوئی کر سکتا ہے؟“

وزیر خارجہ نے کہا ”فراد خود کو بہت چالاک سمجھتا ہے۔ اس نے ہمارے عیاروں کی نقل کرائی ہے۔ اور قیدیوں کے داغوں میں جا کر امریکا کے خلاف بیان دیا ہے۔ ایک طرف وہ امریکا کو دھمکیاں دے کر پاس لاکھ ڈالر وصول کرنا چاہتا ہے۔ دوسری طرف نقلی عیاروں کا حوالہ دے کر ہمیں بھی بلک بلیک میل کرے گا۔ جب چرائے جیسے پر آتا ہے تو زور زور سے بھڑکتا ہے۔ فراد بھی کچھ زیادہ ہی بھڑک رہا ہے۔ یہ اس کے زوال کی علامت ہے۔“

ایک اور نمائندے نے کہا ”تاہم انہیں اب ہم فرانس کے وزیر خارجہ سے کچھ سوالات کر رہے ہیں۔“

اسکرین پر فرانس کے وزیر خارجہ کو دکھایا گیا۔ نمائندے نے کہا ”فراد کی پوری جلی سے آپ کے ملک کے ذریعہ اور مستحکم تعلقات ہیں۔ آپ ان کے خلاف سپر ایڈور کی زبان سے بھی کچھ سننا کرنا نہیں کرتے؟ کیا یہ سچ ہے؟“

فرانس کے وزیر خارجہ نے کہا ”آپ سپر ایڈور کی بات کرتے ہیں اگر فراد علی تہور بھی جھوٹ بولے تو ہم کو اور انہیں کریں گے۔ آپ کی معلومات کے لئے عرض کروں کہ سونیا اور فراد سے ہماری حکومت کے براہ راست تعلقات نہیں ہیں۔ ہمارے ذریعہ تعلقات باقی فرید اسلمی مرحوم کے ادارے سے ہیں۔ اسی ادارے کے ذریعے فراد کی جلی سے ہمارا رابطہ رہتا ہے۔“

”فراد دلچ میں جو کچھ ہوا، اس کا الزام آپ کس پر ڈالیں گے؟“

”سوال فراد دلچ کا نہیں ہے۔ میں فرانس کا وزیر خارجہ ہوں۔ میرے ملک کے اندر یہ واردات ہوئی ہے۔ واردات کے سلسلے میں اسرائیلی عیاروں کا ملہ پایا گیا ہے اور تمام قیدی امریکی باشندے ہیں اور انہوں نے امریکا کے ایک ٹیلی ویژن جانتے والے جان لیڈو کے خلاف بیان دیا ہے۔ فضا میری نظروں میں دونوں ہی ممالک موجود واردات کے ذریعہ دار ہیں۔“

نمائندے نے کہا ”مسٹر فراد نے امریکا میں ایک بمباری تہا کی دھمکی دی ہے۔ کیا آپ فراد اور مارشل ڈی مورالہ کے درمیان کوئی سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں؟“

”میرے ملک کے اندر ایک ہستی پر بمباری کی گئی۔ پھر مسلح افراد نے حملہ کیا۔ میں اسے سیاسی جرم سمجھتا ہوں۔ امریکا اور اسرائیل سے احتجاج کرنا ہوں۔ یہ دونوں ممالک اپنے جرائم سے

انکار کرتے رہیں گے اور فراد کوئی انتقامی کارروائی کرے گا تو ہم خاموش تماشا بن کر رہیں گے۔ میں اس سے زیادہ کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

نما سحرے نے کہا "تا مگر! ہم نے فراد کو لچ کی واردات سے قتل رکھنے والے تمام کوادوں کو پیش کیا ہے۔ ان میں کچھ کردار سچے ہو سکتے ہیں اور کچھ جھوٹے۔ ہمارا خیال ہے اس سلسلے میں کوئی واضح ثبوت نہ سمجھو تا نہ ہو تو حالات بد سے بدتر ہوتے جائیں گے۔ سوال ہے کس کے حالات؟ جواب ہے "آئے والا وقت بتائے گا" گلفانی "۔

بین الاقوامی تشریاتی رابطے کا عملہ اور فرانس کے فوجی ہماری ہستی سے قیدیوں کو لے کر چلے گئے۔ دلچ کا پوائنٹ پھر بند ہو گیا۔ پہلے دشمنوں کو جتنس تھا کہ اس گٹ کے پیچھے فراد کی ہی ہستی کسی ہوگی۔ ہم نے انہیں دکھادیا کہ یہ ہستی کیا بلا ہے۔ وہ چاند ستاروں پر پہنچ سکتے ہیں لیکن فراد دھج میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

سونے نے کہا "میں اپنا پیچھے پورا کرنا ہے۔"

میں نے پوچھا "کیا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "میں نے مرنا سے وعدہ کیا تھا کہ اس کے ملک کو نقصان نہیں پہنچائیں گے لیکن مرنا نے اپنی خود فریبیوں سے ہمیں مت مایوس کیا ہے۔ وہ اپنے راستے پر چلتی ہے لہذا ہم بھی اپنے راستے پر چلیں گے۔ اس بار ڈانفارمر مشین کو چارہ کیا جائے گا۔"

میں نے کہا "وہ دوسری باتیں گے۔"

"وہ ایک نہیں دو دشمنوں کا ہونے ہیں لیکن ہر مشین پر کوڈوں والا خرچ ہوتے ہیں۔ ایک توان کی محنت اور رقم برباد ہوگی۔ دوسرے یہ دہشت ہے کہ ہم ان کے تمام خفیہ اڈوں میں لاکھ ہرے رادوں کے باوجود پہنچ سکتے ہیں۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ تیشی مگن جیل والے اڑے میں ایک کبھی بھی اذکر نہیں جاسکتی۔ کیا تم نے وہاں تک پہنچنے کا راستہ سوچا ہے؟"

"ایک بار علی تیمور سے اس سلسلے میں بات ہوئی تھی۔ وہ الیٹراک اور سائنسی تجربات کرتا رہتا ہے۔ مجھے اس کا ایک منصوبہ بہت پسند آیا تھا۔ اس سے رابطہ کرو اور کو اس کی ممانے ڈانفارمر مشین والے منصوبے کو اڑے کر دیا ہے۔"

میں نے علی کو مخاطب کیا۔ کوڈو رڈ اڈا کے "پھر کا" "ہیلو بیٹا! کیسا وقت گزر رہا ہے؟"

"بہت اچھا" آپ جانتے ہیں "میں بھی بیکار نہیں بیٹھا۔ کبھی لاہوری میں پڑھتا ہوں اور کبھی لیبارٹری میں تجربات کرتا رہتا ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے کی لاہوری اور لیبارٹری کا ساری دنیا میں خواب نہیں ہے۔"

"مالی کیا کر رہی ہے؟"

"میرے ساتھ مصروف رہتی ہے۔ غیر معمولی طور پر ذہین ہے۔ لیبارٹری کے کسی بھی عملی تجربے میں مجھ سے پیچھے نہیں رہتی۔"

"تم نے ڈانفارمر مشین کی تباہی کے سلسلے میں اپنی ممانے سامنے کوئی منصوبہ پیش کیا تھا؟"

"ہاں! اس بات کو ایک عرصہ گزر چکا ہے۔"

"تمہاری ممانے اس منصوبے کو اڑے کر دیا ہے۔"

"جی ہاں!"

"بالکل سچ" مٹی مگن جیل کی طرف جب جا ہوا پرواز کر کے ہو۔"

"تیشی پو پو! میں ممانے کو کس کرنا چاہتا ہوں۔"

میں ہنستا ہوا دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ سونے نے پوچھا "میں کس رہے ہو؟"

"مطلی بہت خوش ہے، تمہیں کس کرنا چاہتا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولی "جب سامنا ہو گا تو کسے لگا۔"

○●○

سرگئی اپنا بے مت پروا کارنامہ انجام دیا تھا۔ ٹیلی پیچی جانے والے ایوان راسکا کو ٹرپ کر کے ماسکو لے آئی تھی۔ اسے ہائی رازداری سے گمان میں رکھا گیا تھا اور ڈاکٹر دیمو اس کے برین آپریشن کی تیاریاں کر رہے تھے۔

ماسک میں نے خوش ہو کر پوچھا "سرگئی! تم انعام کی حقدار ہو۔ یو کیا چاہتی ہو؟ جو انگوڑی نو لے گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "مجھے کیا اکتانہ چاہئے؟ ہمیں ٹیلی پیچی کے ذریعے جتنی دولت چاہوں حاصل کر سکتی ہوں۔ اپنی ملا جلیوں کے باعث مجھے عزت ملی رہی ہے۔ میں لڑکی ہوں مگر شرف دوسروں سے زیادہ شدہ ہوں یعنی میرے پاس طاقت بھی ہے۔ میری پشت پر اتنے بڑے ملک کی فوج بھی ہے۔ جس کے پاس کچھ نہیں ہوتا۔"

ماتھے ہیں "میرے پاس سب کچھ ہے پھر کیا انگوڑی؟"

"دوست مٹی ہو" سب کچھ ہو تو ماتھے کی ضرورت نہیں رہتی۔ لیکن تمہارے پاس ایک کی ہے۔"

"بھلا کیا کی ہے؟"

"تمہارا کی جیون ساتھی نہیں ہے۔"

اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "مغفلوں میں تمہاری قدر ہوتی ہے۔"

تھانی میں تمہارا کی قدر دان نہیں ہے۔"

وہ بولی "میں نے کسی جیون ساتھی کے حلقہ کبھی نہیں سوچا۔ خیال خواتین کے ذریعے دنیا بھر کی معلومات حاصل کرنے اور کام کے لوگوں کو اپنا معمول بنانے سے فرصت نہیں ملتی ہے اس لئے کسی ساتھی کی محسوس نہیں ہوئی۔"

ماسک میں نے کہا "فراد اور اس کے بیٹے مدتی کیے ہیں؟"

ٹیلی پیچی جانے والی حسین لڑکیوں کو محبت کے جال میں پھانس لیتے ہیں۔"

"میں کسی کے جال میں پھنسنے والی لڑکی نہیں ہوں۔"

"سرگئی! ابھی تم محبت کی چکر بازیوں کو نہیں سمجھتے ہو۔ محبت ایسا جال ہے جو نظر میں آتا۔ جو لڑکی اس جال میں پھنستے ہے۔"

انہوں نے بناوٹ کہنے لگتی ہے۔"

"تم لوگوں کو اندیشہ ہے کہ فراد لاکھ پٹا مجھے انویا کر ممانے لے جائے گا اور میں انہیں کھیل جاؤں گی۔"

"تم بہت ذہین ہو اور حقیقی پیشہ ذہانت کو کما جاتا ہے۔"

ہمارے اطمینان کے لئے کسی معقول نوجوان سے محبت کو شادی کرو۔ اس طرح تمہاری زندگی میں دشمنوں کے آنے کی گنجائش نہیں رہے گی۔"

"میں تم لوگوں کے مشورے پر غور کر دوں گی۔ لیکن بتائیں کہیں مجھے کوئی حوالہ نہیں لگتا ہے۔ میں ہر محو کی محنت کرتی ہوں مگر کسی بدل نہیں آتا ہے۔"

وہاں سب ہی مرتبہ ہوئے تھے۔ انہوں نے خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھا پھر ماسک میں نے پوچھا "کیا تم ڈاکٹروں کے دماغوں میں جاتی ہو؟ ان میں ایک نیا ڈاکٹر ہے "مطلوبہ کر" ایوان راسکا کے برین آپریشن میں اسے موجود رہنا چاہئے یا نہیں؟"

وہ بولی "ڈاکٹر نیا ہے لیکن یو ڈاکٹر اور تجربہ کار ہے۔ دوسرے ڈاکٹروں نے کچھ سمجھ کر ہی اسے اپنی ٹیم میں شامل کیا ہے۔"

"میں تجربات کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ یہ معلوم کرو کہ وہ پیشہ ہمارا رازدار اور دوقادار ہے یا نہیں؟"

وہ اٹھ کر بولی "میں بات ہے میں خیال خواتین کرنے جاری ہوں۔"

وہ وہاں سے چلی گئی اس کے جانے کے بعد ماسک میں نے اعلیٰ فوجی افسران سے کہا "اس کا دل کسی پر نہیں آتا ہے اور یہ بات ہمارے ستامد کے خلاف ہے۔"

ایک اٹلی جنس کے افسر نے کہا "ایک اندیشہ ہے کہ سرگئی کے برین آپریشن میں کوئی کی نہ گئی ہے۔ اس کے لاشوں میں پارس دیکھا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ برین آپریشن سے پھیل گیا تھا پارس پیشہ کے لئے مٹ جاتی ہیں۔"

"مگر تمام پارس مٹ جائیں تو جو جو اور الپا کی ٹیلی پیچی بھی ختم ہو جاتی۔ ہمارے سامنے مثال موجود ہے۔ جو جو نے رفتہ رفتہ پارس کو اور فراد کی پوری فلی کو پھانسا لیا ہے۔"

ماسک میں نے تاکید کی "سرگئی کے سلسلے میں یہ اندیشہ درست ہو سکتا ہے جسے سناپ ڈس لے اس کی جان بچائی جائے تب بھی وہ ساری زندگی ڈہر کو ممانے میں رہتا۔"

ایک افسر نے کہا "یہ بات سمجھ میں آتی ہے۔ آپریشن کے بعد ٹیلی پیچی کے علم کو باقی رکھا جاسکتا ہے تو ذہن سے ہونے والی نگاہوں کو بھلا کر لیا جاسکتا ہے۔"

"تھانی ڈاکٹر کہتے ہیں "انہوں نے اس سلسلے میں خصوصی تجربہ کیا تھا کہ برین آپریشن کے دوران ٹیلی پیچی کی ملا جلیوں کو کس طرح بحال رکھا جائے۔"

"مجھے شبہ ہے کہ ڈاکٹر نے سرگئی الپا کی ذہنی محبت کو بھی

برقرار رکھا ہے۔"

ماسک میں نے کہا "وہ ڈاکٹر مرنے کا ہے اس کی جگہ نیا سرجن آیا ہے۔ اس سے پہلے کہ نئے سرجن کی ٹیم ایوان راسکا کا آپریشن کرے۔ ہمیں ڈاکٹروں سے ان معاملات پر گفتگو کرنا چاہئے۔ پہلے تو یہ معلوم کیا جائے کہ برین آپریشن کے دوران ٹیلی پیچی کے علاوہ اور کوئی دوسری صلاحیت یا ممانی کی کوئی دھجی نہ جاتی ہے یا نہیں؟ اگر نہ جاتی ہے تو اسے نہیں رہنا چاہئے۔ صرف ٹیلی پیچی کے علم کو برقرار رکھنا چاہئے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "یہ معاملات تو ڈاکٹروں سے پیشگی میں طے ہوں گے۔ ابھی سرگئی الپا خطرے کی گھنٹی بج رہی ہے۔ اگر اس کے لاشوں میں ذہریلے مواد سے دھجی نہ گئی ہے تو وہ کسی بھی عام شخص سے متاثر نہیں ہوگی۔ نہ کسی سے شادی کرے گی۔ اس کے اندر پارس کی نامعلوم سی طاقت چھپی رہے گی۔"

ایک نے کہا "ہمیں کسی بھی طرح سرگئی کی زندگی کا رخ بدلا ہو گا۔ اس کی شادی جلد سے جلد کر دی جائے۔ ایک شوہر کی محبت مل جائے۔ وہ چار بچے ہو جائیں تو حقیقی غصہ اڑ جائے گا۔"

دوسرے نے اعتراض کیا "حقیقی غصہ اڑ سکتا ہے لیکن جس چیز کی محرومی ہو اس کی طلب بڑھائے تک اور موت تک باقی رہتی ہے۔ بارن لے بڑھاپے میں بھی ملے گا تو وہ ذہریلا تعلق بحال کر لے گی۔ ہو سکتا ہے اس کی خاطر وہ شوہر اور بچوں کو بھی چھوڑ دے اور پارس تو ضرور اسے ہم سب سے چھڑا دے گا۔ موجود مسئلے کا حل شادی نہیں ہے۔"

"لیکن علاج ناممکن نہیں ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر بہترین مشورہ دیں گے۔ ہمیں ان سے کونسل کرنا چاہئے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میرا خیال ہے ڈاکٹر اسے توجہ سے اینڈ کریں تو اس کے اندر سے ذہریلے محبوب کی جھنجھو ختم ہو جائے گی۔"

اسی وقت ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع ملی کہ بین الاقوامی تشریاتی رابطہ رکھنے والا ادارہ فراد کو لچ کا لائف پروگرام نشر کر رہا ہے۔ ایک افسر نے لپک کر ٹی وی کو آن کیا۔ سرگئی کو بھی دوسرے کمرے سے بلا لیا گیا۔ وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسکرین کو دیکھنے لگے کیونکہ وہ ٹیلی بار فراد کو لچ کا کچھ حصہ اندر سے دیکھ رہے تھے۔ ماسک میں نے انٹرکام کے ذریعے نائب سے پوچھا "کیا فراد کو لچ کی دیکھ پو ریکارڈنگ ہو رہی ہے؟"

"میں سر ریکارڈنگ جاری ہے۔"

وہ توجہ سے دیکھ رہے تھے۔ فراد کو لچ پر جو حملہ ہوا تھا۔ اس حملے کے اثرات سے امریکا اور اسرائیل کا انکار کر رہے تھے۔ اسکرین پر سونا اور فراد۔ کا پیچ بھی پیش کیا گیا اور مارشل ڈی مورانے اس پیچ کو اہمیت نہیں دی تھی۔

فراد کو لچ کا لائف پروگرام ختم ہونے کے بعد ماسک میں نے کہا "یہ امریکا اور اسرائیل کی مشترکہ شرارت ہے۔ اسرائیل نے

ہوائی حملہ کے لئے چار طیارے دیے اور امریکا نے زمینی گوریلے بھیج دیے۔

اعلیٰ فوجی افسر نے کہا "۳ سرائیلی وزیر خارجہ کا بیان امتحان ہے کہ فریاد انہیں الزام دے رہا ہے۔ جبکہ اس کے دو طیارے مار گرائے گئے ہیں۔ مارشل ڈی مورائی بھی ہٹ دھرمی ہے۔ گرفتار ہونے والے بلاشبہ امریکی ہیں اور وہ جان لیوا کے خلاف بیان دے رہے ہیں۔"

سرکشی نے کہا "ہم بھی فریاد دینے پر حملہ کرنے والے تھے۔ ہمیں اس پولو سے دیکھنا چاہئے کہ انہوں نے کس قدر نفوس اور جامع منصوبے کے مطابق حملے کئے تھے پھر بھی سونیا اور فریاد سلامت ہیں۔"

ایک نے کہا "ہم کامی کامیاب" منصوبہ میں کوئی کمی نہ تھی یہی اصل کرنے والوں سے غلطی ہوئی ہے۔"

سرکشی الپا نے کہا "میں سے کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ انہوں نے زبردست منصوبہ بنایا تھا اور بڑی کامیابی سے حملے بھی کئے تھے۔"

"کیا یہی تقدیر فریاد کا ساتھ دیتی ہے؟"

"میں سوچتا ہوں کہ یہ تقدیر تب ساتھ دیتی ہے جب تقدیر مکمل ہو۔ ذرا اس پولو سے غور کرو کہ وہ ہستی سونیا نے قہر کرائی ہے۔ وہاں ہوائی حملہ ہوا۔ ہمساری ہوئی لیکن دینچ کا ہر شخص محفوظ رہا۔ کھانے پینے کی چیزوں کو کتنی ہو شکاری اور جدید طریقوں سے چیک کیا جاتا ہے۔ نہ ہر بلا پانی کسی کے قتل تک پہنچنے سے پہلے ہی چیک کر لیا گیا۔ وہاں کی دیواروں اور دروازوں پر ناریدہ بجلی کے تار لگے ہوئے ہیں۔ اس دینچ کے اطراف دس میل کے ایریا میں کسی کو قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ سونیا فریاد اور دینچ کی سلامتی صرف انٹرنیشنل اضلاع میں آبادی کی مرہون منت ہے۔"

"سونیا نے واقعی ایک مضبوط اور ناقابل شکست قلعہ قہر کرایا ہے۔"

"تم لوگ مجھے مجبور کر رہے تھے کہ میں بھی تمہارے منصوبوں پر عمل کرتے ہوئے سونیا اور فریاد کی موت کا کارنامہ انجام دوں۔ میں اندر سے مطمئن نہیں تھی۔ میرا دل کتا تھا کہ سونیا موم کی مورت نہیں ہے، وہ بایں پسند ہے۔"

"واقعی ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دینچ اندر سے اس قدر مضبوط ہوگا۔"

دوسرے نے کہا "فریاد مت چلا کہ ہے اس نے ہوائی حملہ کرنے دیا اور دشمنوں کو رکے ہاتھوں دنیا والوں کے سامنے پیش کر دیا۔"

تیسرے نے کہا "وہ ضرور امریکا سے پچاس لاکھ ڈالر وصول کرے گا اور جرمانے کے علاوہ انہیں زبردست نقصان بھی پہنچائے گا۔"

سرکشی الپا نے کہا "دوسروں کے ٹھوک کھانے سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہئے۔ اگر ہم فریاد دینچ میں کام ہوتے تو سونیا اور فریاد

ہم سے اسی طرح جہانہ وصول کرنے اور ہمارے ملک میں پھیل جانے کی دھمکیاں دیتے۔ کیا تمہیں یہ گوارا ہے کہ فریاد کی قتل انتقامی کارروائی کے بارے ہمارے ملک میں قدم رکھے؟"

مامک میں نے کہا "ہرگز نہیں" ابتدا سے ہمارے پالیسی کی رہی ہے کہ ہم فریاد سے مکمل خوش نشین نہ کریں۔"

سرکشی نے کہا "۳ سرائیلی وزیر خارجہ کا بیان امتحان ہے کہ فریاد دشمنوں کی یو سوچ لیتا ہے۔"

"بے شک مگر ہم موقع دیکھ کر کام کرتے ہیں۔ ہم نے جو کر ایسے وقت افواہ کیا تھا جب فریاد کی موت کا یقین دلایا گیا تھا اب بھی سونیا اور فریاد کو ایک محدود دینچ میں موجود یا کر دینچ میں کتا ہے کہ جس کی مومن ہے۔ یہ مکمل دنیا میں نکل جائیں گے تو پھر کچھ نہیں آئیں گے۔"

"اب دینچ کیا کتا ہے؟"

مامک میں نے سخت لہجے میں کہا "سرکشی! تم خطرے لہجے میں بول رہی ہو۔"

"کیا اپنے بیویوں کی غلطیوں پر بولنا گویا خطرناک ہے۔"

"ہم نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔"

"مگر میں تم لوگوں کے منصوبوں پر عمل کرنے سے انکار نہ کرتی تو غلطی ہو جکتی تھی۔ اسے تسلیم کرو کہ میں نے تمہیں ایک بہت بڑی غلطی سے بچالیا ہے۔"

"تمہاری عمری کیا ہے؟ جو مجھ جیسے تجربہ کار کو غلطیوں سے بچاؤ؟"

وہ بولی "عمر انسان کی ہوتی ہے ذہانت کی نہیں ہوتی۔ بعض اوقات ذہین بچے، نادان بوڑھوں کی غلطیوں کی انتہائی کشتہ ہیں۔"

"تم مجھے نادان بوڑھا کہہ رہی ہو۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "مامک میں! غصہ ٹھوک دو۔ مجھ نہ کرو، جو بات درست ہے اسے تسلیم کرو، سرکشی دوزخ میں ہے کہ وہی ہے کہ ہمارے منصوبوں میں کمزوریاں ہیں۔"

مامک میں نے کہا "تمہیں؟" انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں لیکن محنت کے وقت بڑے چھوٹوں کا لانا کیا جاتا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "۳ سال تک اس کا حل تلاش کرتے وقت کوئی بڑا چھوٹا عہدہ دار نہیں ہوتا۔ اگر ہم کسی کو چھوٹا سمجھ کر نظر انداز کریں گے تو اس کے بہترین مشوروں سے محروم ہو جائیں گے۔"

مامک میں خاموش رہا۔ وہ اپنی اسلٹ محسوس کر رہا تھا۔ اعلیٰ افسر نے پوچھا "سرکشی! کیا تم نے نئے ڈاکٹر کے خیالات پڑھے؟"

"جی ہاں، وہ ہمارا دوا دار ہے۔ مجھ وطن ہے اور ایران، اس کا برین آپریشن کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرنا چاہتا ہے۔"

"میں نے ڈاکٹروں کی میم میں کچھ تبدیلیاں کی ہیں۔ ان اسسٹنٹ ڈاکٹروں اور نرسوں پر بھی نظر رکھو۔ ان کے حلق

مطلبات حاصل کرو اور ان سب کے چور خیالات پر متوجہ رہو۔ اب تم باکر آرام کرو۔"

وہ اٹھ کھڑی گئی۔ اس کے جانے کے بعد ان ڈاکٹروں کو بلا لیا گیا جو ایران راسکا کا برین آپریشن کرنے والے تھے۔ مامک میں نے اعلیٰ افسر سے کہا میں ماننا ہوں کہ ہم سب فریاد دینچ آپریشن کا منصوبہ بنا کر غلطی کر رہے تھے اور سرکشی شروع ہی سے منصوبے کو غلط کر رہی تھی، پھر بھی ہمیں اس کے سامنے اپنی غلطیوں کا اعتراف نہیں کرنا چاہئے۔ وہ ابھی سے سرخڑ کرمت بولنے لگی ہے۔"

"وہ مت نہیں بولتی۔ صرف کام کرتی ہے اور کام کی بات بولتی ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے نہ پڑو۔ ایک بات ابھی طرح سمجھ لو۔ تم سے اور ہم سے زیادہ سرکشی اہم ہے۔ میری جگہ کوئی دوسرا جنف آف آری اور تمہاری جگہ کوئی دوسرا مامک میں آجائے گا لیکن سرکشی کی جگہ کوئی دوسری خلی نہیں جانتے والی نہیں نہیں ملے گی۔"

دوسرے فوجی افسر نے کہا "مٹلی میٹھی کے ہتھیار کے سامنے ہم فوجیوں کے جدید ترین ہتھیار رکھتے ہیں۔ ہمارے ملک اور قوم کی بھلائی اس میں ہے کہ ہم سرکشی سے کتر ہیں۔ اسے سرخڑ چاکر رکھیں۔ جب تک وہ ہمارے ملک کے مفادات میں کام کر رہی رہے ہم اسے مجبور کرتے رہیں۔ بد بختی سے باقی ہو جائے تو اسے گولی مار دی جائے۔"

انگریز کام پر اطلاع ملی کی تین ڈاکٹر ملاقات کے لئے آئے ہیں۔ مامک میں نے کہا "میں اندر بھیج دو۔"

چند سیکنڈ کے بعد تین ڈاکٹر وہاں آئے۔ انہیں بیٹھنے کے لئے کہا گیا پھر مامک میں نے پوچھا "برین آپریشن کی تیاریاں کس مرحلے پر ہیں؟"

ایک ڈاکٹر نے کہا "ایران راسکا کا پوری طرح طبی معائنہ ہو چکا ہے، آپریشن کے ہر پہلو پر توجہ دی جا رہی ہے۔ اب ہم پارے چین کے ساتھ آپریشن کر سکتے ہیں۔"

"آپریشن کے بعد ماضی بھلا دیا جاتا ہے۔ صرف خلی میٹھی کی صلاحیتیں بحال رکھی جاتی ہیں۔ کیا اس طرح کوئی دوسری عادت بھی بد جاتی ہے؟"

"عادت دہی رہے گی جسے آپریشن کرنے والا ڈاکٹر بحال رکھے گا۔"

"سرکشی ماضی میں ایک ذہریلے شخص کو چاہتی تھی۔ اب اسے کسی شخص سے دلچسپی نہیں ہے۔ وہ عروں سے کڑا ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے لاشور میں دہی زہر بلا نقص پہنچا ہوا ہے؟"

"یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔ ہو سکتا ہے کہ آپریشن کرنے والے ڈاکٹر سے کوئی غلطی ہو گئی ہو۔ تو خلی عمل کے ذریعے دماغ

میں چھپی ہوئی باتوں کو معلوم کیا جاسکتا ہے۔ آپ سرکشی پر عمل کریں۔ ہو سکتا ہے کہ ایسی باتیں معلوم ہوں جن کا علم خود اس بچاری کو نہ ہو۔"

دوسرے کرے میں سرکشی الپا خیال خوانی میں مصروف تھی۔ اعلیٰ افسر کی ہدایات کے مطابق ڈاکٹروں کے چور خیالات پڑھ رہی۔ پھر وہ اس ڈاکٹر کے خیالات پڑھنے آئی جو مامک میں سے بائیں کئے تھے۔

ایسے وقت آئی کے حلقے بائیں ہو رہی تھیں۔ مامک میں ڈاکٹر سے کہا کہ ہاتھ "سرکشی ماضی میں ایک ذہریلے شخص کو چاہتی تھی۔ کیا اس کے لاشور میں دہی زہر بلا نقص پہنچا ہوا ہے؟"

اس بات نے سرکشی الپا کو چوکا دیا "کیا میں کسی شخص کو اس قدر چاہتی تھی کہ وہ آج بھی میرے لاشور میں چھپا ہوا ہے؟ کون ہے وہ؟"

اس نے فوراً ہی ڈاکٹر کی زبان سے کہا "کوئی ضروری نہیں ہے کہ آج وہ عروں سے دلچسپی نہیں لے رہی ہے تو آئندہ بھی نہ لے۔"

کیا سرکشی اسے دل و جان سے چاہتی تھی؟"

اعلیٰ افسر نے کہا "دل و جان سے عورت اس وقت چاہتی ہے جب مرد اس کے حواس پر چھا جاتا ہے۔ پارس کا زہر بلا پارس کی اسے دہوش کر رہا ہوگا۔"

پارس کے نام سے دل دھڑک گیا۔ اگر وہ اعلیٰ افسر پارس کا نام نہ لیتا تب بھی وہ ذہریلے محبوب کو اب پہچان لیتی کہ وہ اس کا تمام ریکارڈ پڑھ چکی تھی اور ریکارڈ میں اس کے ذہریلے ہونے کی تفصیل موجود تھی۔

پہلے اس نے اپنی پچھلی زندگی کے حلقے سنجیدگی سے نہیں سوچا تھا۔ اسے بتایا گیا تھا کہ وہ ایک حادثے میں بری طرح زخمی ہو گئی تھی اس حادثے میں اس کی یادداشت کم ہو گئی ہے۔ صرف خلی جیٹس کا علم یاد کیا ہے۔

اس کے مختصر حالات یہ تھے کہ اس نے بچپن سے سرکاری سیم خانے میں پرورش پائی تھی۔ سرکار نے اسے تعلیم دی تھی اور بڑی محنتوں سے اسے خلی جیٹس کا علم سکھایا تھا۔ چونکہ اس کا کوئی رشتہ دار نہیں تھا اس لئے وہ آج بھی تنہا رہتی تھی۔

یہ ہمید آج کلاک کے رشتے دار ہوئے ہوا اس کے جسم و جان کا مالک پارس تھا۔ وہ سمجھتی تھی آج تک کسی نے اسے ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ آج پچھلا وہ پارس کے ہاتھوں سے گزر چکی ہے۔ اس حد تک گزر چکی ہے کہ اس نے اپنا زہر اس کی رگ رگ میں بھریا ہے۔

اس کی آنکھیں بخور ہوئے گئیں۔ نشے کی ہی کیفیت طاری ہوئے لگی دماغ کے کسی گوشے سے زہر کھا رہا تھا۔ اس نے بے خودی میں کوٹ لی۔ پھر بستر سے گر پڑی۔ اچانک ہی ہوش میں آئی۔ ہوش منشی میں اس نے فیصلہ کیا "میں میں دشمن سے پیار

نہیں کہیں گی۔ سنت ہے میں نے کہیں اس کے حلق سوجا۔ میں اپنے امیر کے بانی امامہ زہرا کو اپنے بدن سے نوچ کر پیچک دواں کی۔

ایک بڑی جی بات ہے۔ انسان ہوش مندی میں بیٹے فیصلہ کرتا ہے وہ درست ہوتے۔ صرف محبت میں ہوش مندی سے فیصلہ نہیں ہوتے اس لئے کہ پیار و راجگی کا نام ہے ہوش مندی کا نہیں۔ اس کے بعد خدا بہتر جانتا ہے۔

○●○

سونیا ثانی اور علی تیمور مشی مگن جمیل سے تمیں کلویہ مزدور تھے۔ وہاں ایک کھلونا بنانے والی فیکٹری تھی۔ اس فیکٹری میں چار چھٹ کے کھلونا ہوائی جہاز اور کارس بنائی جاتی تھیں۔ جو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے چلائی جاتی تھیں۔ ہوائی جہاز بھی کنٹرول کے ذریعے مخصوص قافلے تک اڑانے جاتے تھے۔

میں نے کنگ فرناؤڈ سے کہا ”میرے بیٹے علی تیمور کو اس کھلونا فیکٹری کی ضرورت ہے۔ اسے ایک فرضی پانی کی طرف سے کسی قیمت پر بھی خرید لو، خوشنائے نہ آؤ۔“ کنگ فرناؤڈ نے کہا ”تمیں نہیں خریدو گے۔ تم مطلق انسان ہو، اپنی ضرورت کے وقت یاد کرتے ہو۔ پھر برسوں نہیں پوچھتے کہ دوست ذمہ دہا یا مرچکا ہے۔“

میں نے کہا ”تمیں مرچکا تھا، کچھ روز پہلے ذمہ دہا ہوا ہوں۔ اپنے بچوں سے بھی اپنی پراسرار زندگی چھپا رہا لیکن بچوں کی طرح تمیں بھی یاد کرتا رہا اور جب چاہا تم لوگوں کے دماغ میں آتے جاتے خیریت معلوم کرتا رہا۔ تمیں یاد ہے تم ایک بار انکم ٹیکس کے معاملے میں بری طرح پھنس گئے تھے۔ افسر رشوت لینے پر آمادہ نہیں تھا۔“

”ہاں یار، بڑی مشکل میں پھنس گیا تھا۔ وہ ایماندار افسر رشوت لے کر میرا کام نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مجھے کم از کم دس کوڑ ڈالر کا نقصان ہوا تھا۔ ایسے وقت میں نے تمیں بہت یاد کیا تھا۔“

”اس وقت میں تمہارے دماغ میں تھا۔ تمہاری مشکلات معلوم کرنے کے بعد اس افسر کے دماغ میں گیا تھا۔ پھر اسے رشوت لے کر تمہارا کام کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔“

”وہ یوں واقعی جب اس نے میرا کام کیا تو میں حیران رہ گیا کہ اچانک ایماندار افسر راضی کیسے ہو گیا؟“

”تمیں اس کے دماغ میں رہ کر اسے رشوت کے بغیر بھی راضی کر سکتا تھا لیکن تم شہرہ کرتے کہ یہ ٹیلی میٹھی کا کال ہے اس لئے میں نے تمہاری جیب سے اسے رشوت کی رقم دلا دی۔“

”یار! تم بہت مکارو ہو مکاروں کے بارہو میں جیسے تمہیں سمجھنے کے اندر کھلونا فیکٹری خرید لیں گے۔ اپنے بیٹے کو خوش خیری ملے۔“

میں نے اس سے جھوٹ کہا تھا۔ جب تک مرہہ کھلا تھا، ہم اس کے دماغ میں نہیں گیا۔ بعد میں پتا چلا کہ وہ انکم ٹیکس کے معاملے میں پھنس گیا تھا۔ افسر رشوت لینا نہیں چاہتا تھا۔ دراصل وہ افسر اپنا بھڑا بھڑا ہوا تھا۔ معقول رقم پر بالآخر راضی ہو گیا تھا۔ میں نے اس کا سامنا کرنا اسے سرانجام دیا تھا۔ کنگ فرناؤڈ نے خوش ہو کر ایک فرضی برنس مین کو کھلونا فیکٹری میں بھیجا اور اسے ہر قیمت پر خریدنا چاہا لیکن فیکٹری کے مالک نے اسے بیچنے سے انکار کر دیا۔

میں اس کا انکار سن رہا تھا۔ اس انکار کو اقرار میں بدل سکا تھا لیکن اس کے دماغ کو آزاد چھوڑنے کے بعد وہ پریشان ہو کر سوچا کہ ایسی متاع بخش فیکٹری کو اس نے کیوں بیچ دیا۔ میں نے سونیا کو حالات بتائے پھر کہا ”اب ایک ہی راستہ ہے کہ میں اس فیکٹری کے مالک کو اپنا معمول بتاؤں لیکن ہمارا پانی ٹیٹھی اور تخری عمل کا سامرا لینا نہیں چاہتا ہے۔“

سونیا نے کہا ”بیٹے کو تمیں سمجھاؤں گی اس فیکٹری کا کوئی ہا مالک بھی تو علی کے اشداد پر چلا۔ اگر ہا مالک سی معمول بن کر اشدادوں پر چلے تو اعتراض کی کیا بات ہے ویسے وعدہ ہے کہ ٹرانسفا ر مشین کی تپاس میں ہم علی تیمور کا ساتھ تمیں دیں گے۔ سونیا ثانی کے ساتھ خیاہیہ مکرکے سرکے گا۔“

میں نے خیال خوانی کے ذریعے علی کو مخاطب کیا ”اس نے کہا۔ تمیں یا! اہم جمیل مشی مگن سے تمیں کلویہ مزدور ایک ہوٹل میں ہیں۔ میں بھی بڑی سخت چینگ ہے کہ مسافر کہاں سے آتے ہیں کیوں آتے ہیں؟ اور یہاں تھے دنوں تک قیام کریں گے؟“

”تم نے کیا بیان دیا ہے؟“

”ہم جتنا چاہے مستحکم بیان دیں اس شرمیں مسافروں کو تمیں دن سے زیادہ قہمبے کی اجازت نہیں ہے اور ہمارا ایک دن گزر رہا ہے۔ صرف وہ دن بانی رہ گئے ہیں۔“

”بیٹے! کنگ فرناؤڈ نے اس فیکٹری کو خریدنے کی کوششیں کی تھیں لیکن وہ بہت متاع بخش ہے۔ مالک اسے بیچنا نہیں چاہتا اور میں ٹیلی میٹھی کے ذریعے اسے مجبور نہیں کرنا چاہتا۔ بہتر ہے کہ تم ایک ڈراما سیری ٹیلی میٹھی کا سامرا قبول کرلو۔“

”پاپا! اگر بہت زیادہ مجبور ہو جاؤں گا اور ٹیلی میٹھی کے بغیر گزارہ نہیں ہو گا تو میں خود آپ سے تعاون چاہوں گا۔“

”لیکن تم وہ دونوں میں کیا کرلو گے؟“

”مزدوری نہیں ہے کہ کامیابی وہ دونوں میں ہو۔ وہ سال بھی لگ سکتے ہیں لیکن یہ میں اپنی کوششوں سے کروں گا۔ ابھی نیو مارک چلا جاؤں گا۔ وہاں بین میں میں پارس ہے۔ اس سٹار کے ساتھ رہنے سے میں اور تخری کے ساتھ کام کروں گا۔ آپ اس کا پتا تمیں۔“

میں نے پتا بتایا۔ پھر پارس کو اطلاع دی کہ سونیا ثانی اور علی اس کے پاس پہنچے والے ہیں۔ اور یہ سوچ لیا کہ کھلونا فیکٹری کے مالک کے پاس آتا جاتا ہوں گا اور اس کے دماغ میں رہ کر علی کے کام آتا ہوں گا۔

جب تائیہ اور علی اس کی ہائش گاہ میں بیٹھے تو پارس موجود نہیں تھا۔ دواؤں کے ہسپتال پر پٹ پٹ ہوئی تھی ”تمیں مزدوری کام سے غیر حاضر رہوں گا۔ یہ دواؤں کھلا ہے۔ یہاں رہو اور مروج کرو۔“

اس تحریر کے نیچے پارس کا فرضی نام لکھا ہوا تھا۔ تائیہ نے پوچھا ”دی کی کون ہے؟“

”علی نے کہا۔“ پارس ہے۔“

”لیکن تم یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟“

”تمیں سمجھیں سے اپنے بھائی کی تحریر اور اس کا انداز پہچانتا ہوں۔“

وہ دواؤں کھول کر امیر آگئے۔ اس ہائش گاہ کے برصے کو اچھی طرح محکم کر دیا۔ یہ ان کی عادت تھی کسی بھی اجنبی جگہ کو پہلے اچھی طرح دیکھ لیتے تھے تاکہ برصے وقت میں وہ جگہ انجانی نہ رہے۔ وہاں سے مطمئن ہو کر علی فصل کرنے کے لئے باغ دہم میں چلا گیا۔ تائیہ دوسرے بیڑ دہم میں آکر اپنی بیٹی سے لباس نکالنے لگی۔ وہ بھی فصل کرنے کے لباس تبدیل کرنا چاہتی تھی۔

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ تائیہ نے ریموڈر اٹھا کر کہا۔

”ہیلو۔“

دوسری طرف سے کسی نے پوچھا ”ہیلو تم کون ہو؟“

”میں نے کوئی لڑکی چلائی تمیں کی۔ تم میرے گاہک کے پاس کیسے پہنچ گئے؟“

”ہیلو! کیا بکواس ہے؟“

”تمیں ایک چلاڑی ہوں! کیا یہ مسٹر پارس کا مکان نہیں ہے؟“

”ہے۔“ اس نے روانی میں اقرار کیا پھر غلطی کا احساس ہوا تو وہ جلدی سے بولی ”مکون پارس! ایہ مسٹر کی کا مکان ہے۔ تم نے غلط نمبر ڈال کیا ہے۔“

اس نے ریموڈر روک دیا۔ پارس نے وہاں خود کو کی کے نام سے پکارا تھا۔ یہ راز دشمن نہیں جانتے تھے۔ پھر بھی کسی نے چلاڑی بن کر تائیہ سے حقیقت انکوائی کی۔ اور وہ بے اختیار اقرار کر رہی تھی کہ وہ پارس کا مکان ہے۔

گھنٹی کی تواز نے چوٹا دیا۔ اس نے سوچتی ہوئی نظروں سے لیٹھن کو دیکھا پھر ریموڈر اٹھا کر کہا ”ہیلو۔“

صاحب کے لئے نوڈ ایک نئی لڑکی چلائی کرتا ہوں۔ مجھے کچھ بتاؤ۔ تمیں کسی چلاڑی نے بھیجا ہے؟“

”تمیں تمہارا نوڈ تو نوڈوں کی“ میں کوئی بازاری لڑکی تو نہیں ہوں۔“

”بازاری نہیں ہو یعنی کہ پرانی تھو۔“

”گھڑے کے بیٹے! اگر تم سامنے ہوتے تو میں تمہارا سر توڑ دیتی۔“

”تم؟ تم اور میرا سر تو نوڈ کی؟ میں ابھی آ رہا ہوں۔ میرا دھندا چھوٹ کرنے والی کوئی لڑکی اس شرمیں نہیں رہے گی۔“

تائیہ نے ریموڈر روک دیا۔ تیزی سے چلتی ہوئی اس بیڑ دہم سے نکل کر دوسرے بیڑ دہم میں آئی پھر تائیہ دہم کے دواؤں پر دنگ دیئے ہوئے بولی ”تمیں تو آؤں رہے ہو؟“

امیر شاور سے پانی کرنے کی تواز آ رہی تھی۔ پھر وہ تواز بند ہو گئی۔ علی نے پوچھا ”کیا بات ہے؟“

”ہیلو! تمہارا بھائی میاش ہے۔ بد معاش ہے۔“

”آخر ہو کیا؟“

”میں بھی کسی چلاڑی نے فون کیا تھا۔ وہ ذلیل مجھے بازاری سمجھ رہا تھا۔“ علی بیٹے کا ”وہ بولی“ تمیں پارس کی گمراہی پر ہنسی آ رہی ہے۔

”دو دیکھا دوا شروع کروں۔“

”وہ آ رہا ہے۔“

”مکون پارس؟“

”تمیں وہ چلاڑی آ رہا ہے۔“

”آئے دو! اچھی طرح اس کی پانی کرو۔“

”تمیں تو اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر ہسپتال پہنچاؤں لیکن یہاں ہمارا کام بکڑ جائے۔ تمیں پارس کو ایسی گمراہی سے باز رکھنا چاہئے۔“

تائیہ تو یہ وہ چلاڑی کہ رہا تھا، نوڈ ایک لڑکی یہاں آئی ہے۔ یہ سکتے شرم کی بات ہے۔

”تم چلو تمیں آ رہا ہوں۔“

وہ دوسرے بیڑ دہم کی طرف جانے لگی۔ اسی وقت کال بیل کی تواز سنائی دی۔ وہ ڈراما گ دہم میں آئی۔ پھر بولی دواؤں کے کو کھول دیا۔ سامنے ایک اڈیٹر مر کا شخص کھڑا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے امیر آکر تائیہ کو سر سے پاؤں تک دیکھنے لگا ”ہیلو! مکون ہو تم؟“

وہ بولا ”تمیں نے تواز سے پہچان لیا ہے۔ ابھی تم ہی فون پر بول رہی تھیں۔ میں بڑے فیس میں آیا تھا۔ مگر تمہارے جھگڑتے ہوئے حسن کو دیکھ کر گھٹا پڑ گیا ہوں۔ پانی گاڑا کیا دھپ ہے؟ کیا رنگ ہے؟ تمیں دیکھ کر کہی چاہتا ہے پھر کسی کو نہ دیکھوں! تمیں پھوڑلوں۔“

”تمیں تمہاری آنکھیں پھوڑوں گی۔“

یہ کہتے ہی اس نے ایک اٹا ہاتھ رسید کیا۔ اس نے ذرا سا منہ سمھایا۔ طمانچے سے بچ گیا پھر بولا "شرم نہیں آتی لڑکی ہو کر ہاتھ چلائی ہو۔"

ثانیہ نے گھوم کر کھک ماری۔ اس کی لات ہوا میں گھومتی ہوئی اس کے ہاتھوں میں آگئی۔ وہ ہانک کو سلاتے ہوئے بولا۔ "ہائے! اتنے خوب صورت ہاتھ ہیں! انہیں منہ پر نہیں پڑنا چاہئے۔ کیچے پر رکھ کر چٹنا چاہئے۔"

پہلی جلی ڈوانگ دوم میں آیا تھا اور یہ تماشا دیکھ رہا تھا۔ ادھر وہ کہہ رہا تھا "کڑی بات جو کہی ہوگی، تم نے فون پر اعتراف کیا ہے کہ یہ پارس کا مکان ہے میں کوئی پلاز نہیں ہوں! اخیلی جنس کا ایک جاسوس ہوں! پارس کو میرے سامنے لاؤ۔"

پھر اس نے علی تیمور کو دیکھ کر کہا "دیکھ مہرباں! اگرچہ تم نے اپنا چوہا دلا ہوا ہے لیکن تمہارے پارس ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ تمہارے ساتھ ایک حینہ ضرور ہوتی ہے۔"

علی نے ترکی زبان میں ثانیہ سے پوچھا "کیا تم نے اعتراف کیا تھا کہ یہ پارس کا مکان ہے؟"

وہ بولی "یہ بہت بڑا ہے۔ اس نے کچھ اس انداز میں گفتگو چھیڑی تھی کہ میں نے بے اعتدال اعتراف کر لیا تھا۔"

جاسوس نے ریو اور نکال کر کہا "اے تم لوگ کون سی زبان بول رہے ہو۔ خبردار تمہاری زبان بولو،"

علی اس کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے دھمکی دی "رک جاؤ ورنہ گولی مار دو گا۔ یہ لڑکی شادی سے پہلے بے ہوش ہو جائے گی۔"

علی نے ریو اور ایک طرف ہٹا کر اس کا ایک کان پکڑ لیا پھر ثانیہ سے کہا "اے تمہاری جیسی حاضر دماغ لڑکی سے اعتراف کر لیا پھر بھی تمہیں نہ سیکس تم نے ماسٹر ڈاٹسوروی کے طریقہ کار کے مطابق اس پر حملے کئے ہیں کیا کیونکہ یہ ہمارے ماسٹر کا ہونمار شاگرد ہے اور ان کے ہر اوڑھنے کا توڑ جاتا ہے۔"

ثانیہ نے گھونسا دکھا کر کہا "تم؟ تم؟ تم؟ مجھے الٹا رہے تھے میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

علی نے کان چھوڑ دیا۔ پارس نے ثانیہ کے بالکل سامنے آکر کہا "میرا منہ توڑ دو ورنہ۔"

وہ بولی "دیکھو علی! یہ کیسی باتیں کہہ رہا ہے۔"

علی نے کہا "کیا باتیں نہیں کہے گا! تم اپنے دعوے کے مطابق اس کا منہ توڑ دو۔"

ثانیہ نے گھونسا اٹھایا۔ پارس نے منہ اور آگے کر دیا۔ وہ چپنے لگی۔ پھر اس کی گردن میں بائیس ڈال کر بولی "میں تمہارے بھائی کی اہانت ہوں۔"

"تمہیں بتائیں کہ میں شریف بد معاش ہوں۔"

وہ ہنستی ہوئی بولی "یہ شریف بد معاش کیا ہوتا ہے؟"

"میں بد معاشی بعد میں کرتا ہوں۔ پہلے شرافت کا ثبوت دیتا ہوں۔"

اس نے ثانیہ کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیا پھر اس کی پیشانی کو چوم کر کہا "اب میں ایک چال چلوں گا علی کو تم سے دور کر دوں گا پھر تمہارے سامنے ٹھنڈی آہیں بھرتا رہوں گا۔"

ثانیہ نے اسے دھکا دے کر الگ کرتے ہوئے کہا "ایک بار دھکا دے گا کئی دوسری بار ایسا پکڑ دوں گی کہ میرے سامنے کان پکڑو گے تو یہ کرو گے۔ علی کو مجھ سے دور کرنے کی بات ایسے کہ رہے ہو جیسے علی نادان بچے ہیں اور تمہاری چال میں آجائیں گے۔"

علی نے کہا "ثانیہ! اکیں اس کے منہ لگ رہی ہو کیا ہو گیا ہے تمہاری ذہانت کو؟ یہ تمہیں خواہ خواہ چھٹی منہ لگا رہا ہے اور تمہیں کوئی کام کی بات سوچنے کا موقع نہیں دے رہا ہے۔"

ثانیہ نے پوچھا "مجھے یہ بتاؤ؟ تم نے پارس کو کیسے پہچان لیا اس کی حرکتوں سے۔"

"میں اسے لاکھوں میں پہچان سکتا ہوں۔ تم بھی اس کی خاص پہچان یاد رکھو۔ اس کی آنکھیں سانپ کی طرح کھلی رہتی ہیں۔ یہ پلکیں نہیں جھپکے۔ ہر مرضی ہو تو انہیں بند کرنا یا کھلیں جھپک لیتا ہے۔"

"واقعہ میں اسے دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ اس میں کوئی غیر معمولی بات ہے۔"

"میں اب کام کی باتیں کہہ رہی ہوں تمہیں نہ کہ۔"

"یہ تعریف ہے تمہاری؟ انسان پیدا ہوئے اور سانپ بن گئے۔"

علی نے کہا "تم دونوں یہاں سے جاؤ اور مجھے پلاننگ کرنے دو۔"

پارس نے کہا "پلاننگ کیا کرنا ہے۔ تمہیں دو ہزار غلامیوں کی ضرورت ہے۔ وہ مل جائیں گے۔"

"کیسے مل جائیں گے؟"

"جہی کھلونا غلامیہ ہیں۔ انہیں خریدنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ہم وہ غلامیہ دوسرے ملکوں میں لے جا کر فروخت کرنے کے لئے ٹیکسٹری والوں سے خریدیں گے۔"

علی نے کہا "میں ان میں اہم تبدیلیاں کروں گا۔ ان تبدیلیوں کے دوران دو ہزار غلامیہ کماں رکھے جائیں گے؟"

"کل فریڈو نے ایک متنازعہ بحث کینی خریدنے کی کوشش کی تھی۔ جبکہ دو ایلیا ٹیکسٹری آسانی سے خریدی جاسکتی ہے۔ مٹی مکن جمیل سے چھین میل کے فاصلے پر ایسی ایک دو ایلیا ٹیکسٹری ہے جو خالی پڑی رہتی ہے۔"

"یہ ہونی کام کی بات۔ وہ ٹیکسٹری خرید لی جائے تو ہم بڑی سولہوں سے کھلونا غلامیوں میں تبدیلیاں کر سکتے ہیں۔"

پارس نے فون پر ہلنے سے رابطہ کیا۔ ہلنے لگے فون فریڈو سے ایلیا ٹیکسٹری خریدنے کو کہا۔ دو دنوں کے اندر اسے خرید لیا گیا۔ ایلیا صاحب کے اداؤں سے تعلق رکھنے والے جتنے لوگ تھے ہیں، ٹیکسٹری کے مزدوروں کی حیثیت سے بلا لیا گیا۔ تاکہ انکو آسانی سے والوں کو ایمپلائمنٹ ہو کہ ایک نئی ٹیکسٹری اینڈرائی مرال سے زوری ہے۔

ٹیکسٹری میں علی، پارس اور ثانیہ مصروف رہتے تھے۔ جو اسے خریدے جا رہے تھے، ان کی قوت پرواز اتنی بڑھاتی جا رہی تھی کہ وہ چھین میل تک آسانی سے پرواز کر سکیں اور اس میں بے خیرہ کمرے نصب کئے جا رہے تھے جو ٹیکسٹری میں رہنے والوں کی آسائش پر یہ منظر دکھاتے تھے کہ وہ کہاں کہاں سے پرواز دے رہے ہیں۔

علی اور پارس ایچے خاصے انجینئر تھے۔ ثانیہ نے بھی علی کے فون پر کمرے کچھ کیا تھا۔ ہر کام میں مستعدی اور ہر مندی سے ہاتھ بٹاری تھی۔ پہلے انہوں نے آزما کر اس کے طور پر رات کی ٹیکسٹری میں ایک غلامیہ کو پرواز کرایا۔ اس کی پرواز کے دوران ہوا تیار نہ رہا کہ وہ کتنے کیلومیٹر جا رہا ہے اور کیرے کے ذریعے کرین پر بھی اندر اور بھی دو دروازوں کی دو نشان نظر آتی رہیں۔

بڑی حد تک کامیابی ہوئی۔ جو ٹھوڑی بہت خامیاں نہ تھیں لیکن اسے دور کرنے میں کچھ روز لگ گئے۔ مجموعی طور پر اس کام ایک ماہ گزر گیا۔ ایک رات وہ تین بڑے ٹرک میں غلامیہ لے کر نکلتے۔ ان کی مدد کے لئے ایلیا صاحب کے ادارے کے لوگ جوتھے ہر ایک نے ایک سو غلامیوں کی پرواز کا قابو میں رکھنے کا پروگرام کنٹرول ہاتھوں میں لیا ہوا تھا۔ کنٹرول میں ہر اسے کا مخصوص مین تھا۔ جن کو دیا جانے سے غلامیہ پلٹے نہیں یا لگے پرواز نہ ہوا انہیں بلند ہو کر پرواز کرنا تھا۔

علی اور پارس نے نئی دن پہلے اپنے لوگوں کو سمجھا دیا تھا کہ ان کی سمت جانے کا اور کسی علاقے سے اپنے غلامیہ اڑانے سے شدہ پروگرام کے مطابق سب ایک دوسرے سے الگ گئے اپنے ریکورڈ کنٹرول سے تعلق رکھنے والے غلامیہ ساتھ لے گئے۔

مٹی مکن جمیل کے خیرہ اڑے میں فوج کے جوان اور ان پر پوری طرح الرٹ تھے۔ وہاں کے حکام نے سوچا تھا کہ لشکر مریشین کی جگہ تبدیل کر دی جائے لیکن مارشل ڈی موراء کے مشیروں نے کہا تھا، حالات سازگار نہیں ہیں۔ مشین دوسری جگہ منتقل کرتے وقت دشمن اسے تباہ کر سکتے ہیں۔ وہ کی جاسے وہاں ہر طرح محفوظ ہے اس مشین کے آس پاس لہر اور ایک ایک کھی بھی اڑ کر نہیں جاسکتی۔

بے شک وجہ حفاظتی انتظامات بے مثال تھے لیکن ایک نہ ہنی عمل سے ہندو کی گولی مارتا ہے تو دوسرا انسان اپنی

ذہانت سے ہلٹ پروف جیکٹ بنا کر ہندو کی گولی سے بچ جاتا ہے۔ تیسرا انسان ریکورڈ کنٹرول سے دھماکے کے اسے ہلٹ پروف جیکٹ کے ساتھ ہلاک کر دیتا ہے۔

یہ سب انسانی عمل کے تماشے ہیں۔ جب تماشا سامنے آتا ہے تب سمجھ میں آتا ہے کہ دوسرے بھی میرے برابر ہوتے ہیں۔ مٹی مکن جمیل کے فوجیوں نے اس رات حیرت انگیز تماشا دیکھا۔ ایک ساتھ ہزاروں غلامیہ اڑتے ہوئے آئے تھے۔ علی تیمور نے ان غلامیوں کو بے آواز بنانے کی ہر مکن کوشش کی تھی۔ دوسرے ان کی آوازیں سنائی نہیں دیتی تھیں۔ جب وہ قریب آئے تو ہلکی ہلکی آوازیں انہیں چ نکلا دیں۔ انہوں نے صورت حال کو سمجھنے کے لئے اس علاقہ کو ہیلز لائٹس اور سرچ لائٹس سے روشن کر دیا۔ پھر حیران رہ گئے۔ ہزاروں کھلونا غلامیہ سوں پر پہنچ گئے تھے۔ خیرہ اڑے کے روشنیوں سے داخل ہو رہے تھے اور دو دروازے پر پہنچ کر دھماکے کر رہے تھے۔

ادھر غلامیوں کو کنٹرول کرنے والے اسکرین پر دیکھ رہے تھے۔ جب ایک غلامیہ دو دروازے پر پہنچا تو تین دھماکے ہو گئے۔ دیا گیا۔ غلامیہ میں بڑی قوت کے بم رکھے گئے تھے۔ ان بموں کا نظام ایسا تھا کہ غلامیہ کے رکتے ہی وہ پھٹ پڑتے تھے۔ ایک غلامیہ کے پھٹنے سے زبردست دھماکا ہوا دو دروازے ٹوٹ گیا۔ خیرہ اڑے کے اندر جانے کا راستہ کھل گیا تھی غلامیہ اندر جانے لگے۔ تمام فوجی تھڑب میں رہے کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ غلامیوں کو مار گرانے کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے اندر رکھے ہوئے بم پھٹ کر دوسرے تباہی پھیلاتے تھے۔ لیکن وہ بے آواز ہونے کی وجہ سے قریب آگئے تھے۔

اسکرین پر فرانسا مریشین نظر آ رہی تھی۔ غلامیہ اس مشین کے نیچے اور اندر گھس کر پھٹ رہے تھے اور اس کے بڑے بڑے کر رہے تھے پھر ان بڑوں کے بڑے کتے جا رہے تھے۔ اس مشین کی حفاظت کرنے والی فوج دور رہی تھی۔ حملہ کچھ اس انداز سے کیا گیا تھا کہ اب مشین کو بجانے کا کوئی چانس نہیں رہا تھا صرف اپنی جائیں بچانی جاسکتی تھیں۔ اس لئے وہ ہماگ رہے تھے اور دور جا کر غلامیوں پر فائر کر رہے تھے۔

ان غلامیوں میں کوئی پلٹ نہیں تھا۔ وہ کھلنا تھے۔ ایک گولیا بڑی مصوم ہوتی ہے۔ ہماری مصوم بیٹیاں ان سے کھلتی ہیں لیکن اسی گولیا میں ایک بم رکھ دیا جائے تو پھر وہ کھلنا نہیں رہتی۔ موت بن جاتی ہے۔ موت تو کسی زمانے سے بھی آسکتی ہے کھلونوں کے زمانے سے بھی جلی آتی ہے۔ یہ عمل کا مکمل ہے۔

علی تیمور نے دشمنوں کو کھلونا غلامیوں سے سمجھا دیا کہ ذہانت اور حکمت عملی کیا ہوتی ہے؟

وہ بولی ہے جو کسی کسی کے حصے میں آتی ہے۔

مشی گن جمیل کا مھر کچھ یوں ہو گیا تھا جیسے خوب صورت دیدہ زیب اور مٹنے لیاں کے چمڑے اڑا دیے گئے ہوں۔ یا بہت سی بلندہ دھانا عمارت کو اس طرح کھنڈر بنایا گیا ہو کہ اس کی ایک اینٹ بھی سلامت نہ رہی ہو بلکہ وہی خستہ مشی گن جمیل کا ہو گیا تھا۔ کوئی اس جگہ کو اب جمیل کے حوالے سے پہچان نہیں سکتا تھا۔

وہاں کی فصاحتیں کئی بلی کا چڑہاؤ کر رہے تھے۔ فنی کا زبون کی آمد رفت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اعلیٰ حکام اور افسران اس تپا کا مھر آنکھوں سے دیکھتے آ رہے تھے اور دیکھ کر بھی خود کو جھوٹی ٹکلی دے رہے تھے کہ ایسا نہیں ہوا ہے، یہ محض ایک خواب ہے۔ کوئی باند میں پھنسی لے گا تو آگ کھل جائے گی۔

ساری دنیا کے اخبارات سے قطع کر کے والے صحافی اور فوٹو گرافر وہاں صحیح حالات معلوم کرنے آئے تھے۔ لیکن کسی کو اس علاقے میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ بین الاقوامی تیشائی رابیل کا پورا ملک وہاں موجود تھا۔ اس کے لٹاکے پورا زور لگا رہے تھے کہ انہیں اجازت مل جائے۔ مارشل ڈی مورائے کا بھی ہم تحریک کا دل کے خلاف ثبوت تلاش کر رہے ہیں۔ وہاں زیادہ افراد کی آمد رفت سے ثبوت مٹ جائیں گے۔ اعلیٰ دہشتی جاننے والے دشمن تم لوگوں کو آواز کار بنا کر ثبوت مٹا دیں گے۔

لٹاکے نے کہا "آپ درست فرما رہے ہیں لیکن ہم اس علاقے میں قدم نہیں رکھیں گے۔ بلی کا چڑہاؤ کر کے کیڑوں کے ذریعے یہاں کا مھر دی اسکرین پر پیش کریں گے۔"

مارشل نے کہا "مجھے افسوس ہے، ابھی ہم تپا کا یہ مھر دنیا والوں کے سامنے نہیں لائیں گے۔ پلینہ دو چار گھنٹے انتظار کرو۔"

ایک لٹاکے نے کہا "آج سے ایک ماہ پہلے جب فرادوچ پر بمباری کی گئی تھی تو ہمیں فرادہاں کی رپورٹ کی اجازت مل گئی تھی۔ ہم دنیا والوں کو آواز ترین صورت حال سے آگاہ کر رہے ہیں۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ ہمیں ہمارے فرائض سے کیوں روک رہے ہیں۔"

اس بات کے پیچھے یہ یاد دہانی تھی کہ تم نے فرادوچ میں جو تپا پھیلانی اس کا نتیجہ ہمارے سامنے آچکا ہے۔ ایک فنی افسر نے لٹاکے کو گھور کر پوچھا "ہم یہاں فرادوچ کا حوالہ کیوں دے رہے ہو؟"

وہ بولا "مگر آپ حقیقت چاہتے ہیں گے تو ساری دنیا کے اخبارات یہی کہیں گے۔"

مارشل ڈی مورائے کا "پہلے ہمارے درمیان ایک خفیہ میٹنگ ہوگی۔ اس میٹنگ کے دوران کیرا آن نہیں ہوگا اور نہ ہی ہماری تنقید کرنا ڈی جائے گی۔"

"بین الاقوامی تیشائی رابیل کی اہمیت اسی میں ہے کہ یہاں سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی بات ریکارڈ کی جائے اور اسے اسکرین پر پیش کیا جائے۔ ہر سال آپ کا حکم سر آنکھوں پر آئے۔ پہلے ہم پرائیویٹ منسٹر کریں گے۔"

وہ سب ایک فنی خیمے میں آکر بیٹھ گئے۔ مارشل نے کہا "ہمیں تم نے فرادوچ کا حوالہ دیا تھا۔ اس درج میں دو چار مکانات چاہ ہوئے تھے، یہاں تو آہنی مشین کے پڑے پڑے کوپے لگے ہیں، مشین اور خفیہ اڑنے کی کوئی چیز سلامت نہیں رہی۔ کیا آپ ہم سے ایک تعاون کریں گے؟"

"کیا تعاون؟"

"آپ کو یاد ہوگا، سوینا اور فرادوچ چیتچ کیا تھا کہ وہ ہم سے جرمانہ بھی وصول کریں گے اور ہمیں ہماری نقصان بھی پہنچائیں گے۔"

"ہاں، انہوں نے ایسا چیتچ کیا تھا۔"

مارشل نے کہا "آپ اس چیتچ کا حوالہ دے کر اس بات کو پوری دنیا میں اچھا دیں کہ انہوں نے اپنے دعوے کے مطابق احتیاط کارروائی کی ہے۔ کہ وہ لوگوں والر کی مشین کو تباہ کیا ہے اور ہزاروں فوجیوں کو ہلاک کیا ہے۔"

"ہم ثبوت کے بغیر ایسی باتیں کریں گے تو وہ قابل قبول نہیں ہوں گی۔ اسی لئے ہماری درخواست ہے کہ ہمیں تباہ شدہ علاقے میں جانے کی اجازت دیں۔ ہم اس تپا کے مھر کو اسکرین پر پیش کرتے ہوئے جو بات تمہیں گے وہ سننے اور دیکھنے والوں کو حائر کر دیں گے۔"

مارشل نے کہا "ہماری ملٹری انٹلیجنس دشمنوں کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کر چکی ہے لیکن دشمن بے حد مکار ہیں۔ انہوں نے اس انداز سے حملے کئے تھے کہ دہشتی میں ان کے خلاف کوئی بھی ثبوت باقی نہیں رہا۔"

ایک نے پوچھا "میں یہاں جو دشمن حملہ کر کے آئے تھے ان میں سے کوئی تو گرفتار ہوا ہوگا۔"

"ان کا حملہ بہت ہی غیر معمولی اور اونگھا تھا۔ اور ایک ہی دشمن نہیں آیا۔ صرف ان کے کلوناٹا ہمارے ریوٹ کنٹرول کے ذریعے آئے۔ ان ٹیادوں میں ہماری قوت کے ہم رکھے گئے تھے جو مخصوص تحریک کے مطابق اپنے نشانے پر پہنچ کر پھٹ پڑے تھے۔"

ایک لٹاکے نے جراتی سے پوچھا "کلوناٹا ٹیادوں سے آواز نہ دے کر حملہ کیا کیوں نہ ہو؟"

"ہاں، ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ دشمن کلوناٹوں کو ہماری تپا کا سامان بنا دیں گے۔"

"کیا ان ٹیادوں کو زمین سے مار کر ان کے انتظامات نہیں

تھے؟"

"ہمارے انتظامات تھے لیکن وہ ہمارے ہزاروں کی تعداد میں تھے اور بے آواز تھے۔ بہت قریب آئے، ہر بلی بلی، جیٹسٹائٹ سٹائی دی تھی۔ لیکن اس وقت تک وہر ہو چکی تھی۔ وہ سروں پر پہنچ کر پھٹ رہے تھے۔ فوجیوں کو بھاگنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اگر وہ فرادوچ ہوتے تو دشمن کے ساتھ تباہ ہوجاتے۔ ویسے خفیہ اڑنے کے امور دشمن کے پاس ڈیوٹی دینے والے سپاہی اور افسران کنٹرول کی تعداد میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ ان کی لاشیں اسکرین پر دکھائی جاسکتی ہیں۔"

"تو پھر ہمیں کیرا آن کرنے کی اجازت ہے؟"

"تو رابر کریں۔ ہمارا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا ہے، ہمیں وہاں جانا ہوتا۔ اجلاس میں جو فیصلہ ہوگا اس کے مطابق آپ لوگوں کو رپورٹنگ کی اجازت دی جائے گی۔"

"ہم آواز ترین معاملات کو باسی رپورٹ نہیں بناتے ہیں۔ ہمارے دوسرے نمائندے اپنے حملے کے ساتھ فرادوچ میں موجود ہیں۔ وہ سوینا اور فرادوچ کے خطہ نظر سے مشین کی تپا کی رپورٹ کریں گے۔"

مارشل ڈی مورائے ناگوار دی سے کہا "یہ ہمارے ملک کا اندرونی معاملہ ہے۔ ہم ہمیں فرادوچ کے خطہ نظر سے اس معاملے کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"آپ اپنے ملک میں اجازت نہ دیں، دوسرے ملکوں میں ہمیں اپنے فرائض ادا کرنے سے کیسے روکیں گے؟"

"یہ مت بھولو کہ بین الاقوامی رابیل کا یہ شبہ ہمارے ہی قدم سے ہے۔ ہم اس چند منزل میں ختم کر سکتے ہیں۔"

"بے شک، آپ مائی اپ ہیں۔ آپ کی حکومت ہمارے پارے شبہ کو ختم کر سکتی ہے۔ لیکن یہ تو سوچیں، اگر اسی طرح دوسرے بڑے ممالک بھی اپنے اپنی کی اہم خبروں کو دھونڈنا شروع کرنا اور اس سلسلے میں آپ پر الزام دیتے رہے تو آپ کی پوزیشن دنیا والوں کے سامنے کیا ہوگی؟"

وہ درست کہ رہا تھا اور درست باتوں پر بحث نہیں کی جاتی۔ مارشل وہاں سے اٹھ گیا۔ اس اجلاس میں کیا جاساں ملک کے اعلیٰ حکام، فنی افسران اور دوسرے اکابرین موجود تھے۔ ایک اعلیٰ حکام نے مارشل سے پوچھا "یہ سب کیسے ہو گیا؟"

وہ بولا "میں انٹلیجنس کے ڈائریکٹر صاحب تعریف رکھتے ہیں۔ یہ صحیح بات بتا سکتے ہیں۔ حملہ آوروں نے اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ہے۔"

"دشمنوں کے پاس ہزاروں کلوناٹا ہمارے کہاں سے آگئے؟"

"مشی گن جمیل سے۔ جبکہ میل دور ایک کلوناٹا ٹیکری ہے وہاں اپنے لیے ہمارے بنائے جاتے ہیں۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ کلوناٹوں کو دوسری جنگ عظیم کے ٹیادوں سے زیادہ خطرناک

بنادیں گے۔ انہوں نے وہ جنگ لڑی ہے جس کے حلقہ ہم بھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے جس چالاکی سے ہمیں آواز بنا نقصان پہنچایا ہے اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ جس انداز میں دشمن کی گئی ہے اس کے نتیجے میں ہم کی کو الزام نہیں دے سکتے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "بات ابھی الزام دینے کی نہیں ہے۔ اپنی مالیاتی ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ ہم فرادوچ کے مقابلے میں اکثر نقصان اٹھاتے ہیں؟"

دوسرے حاکم نے کہا "اس نے ایک ماہ پہلے چیتچ کیا تھا، آج یہ صورت حال ہمارے سامنے ہے۔ اگر آپ اس کے پیچھے کے پیش نظر یہاں کے خاتمی انتظامات پر نظر ڈالیں گے، اس کے ہر پہلو پر غور کرتے تو کلوناٹا ٹیکری کی طرف بھی دھیان ضرور جاتا۔" تیسرے حاکم نے کہا "فرادوچ اور اس کے بیٹے انسان ہیں۔ جو تدبیر ان کے دماغ میں آسکتی ہے وہ ہم اور آپ بھی سوچ سکتے ہیں۔ لیکن اس لئے نہیں سوچیں گے کہ اپنے خاص خاتمی انتظامات سے بالکل مطمئن ہو جاتے ہیں۔"

مارشل نے کہا "کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ایک دوسرے کی حکمت عملی سمجھ میں آجائے۔ جو ہوگا ہے اس کی تمام ذمے داری مجھ پر نہ رکھی جائے۔ ہمارے بہترین مشیروں، فنی اور انٹلیجنس کے بڑے عمدہ اہلکاروں کی پلاننگ سے وہ دشمن وہاں رکھی گئی تھی۔"

ایک نے تائید کی "ہاں، الزام تو مت سے عمدہ اہلکار آئے گے۔ لیکن سب کچھ کیا ہے، ٹیکرینے سے تاکہ کیا ہوگا؟"

دوسرے نے کہا "ہمہماہ خاتمی انتظامات میں کوئی کمی نہیں تھی۔ جب تمام اقدامات ہر پہلو سے محسوس اور مستحکم ہوں اور اس کے باوجود نقصان اٹھانا پڑے تو ایسے میں مقدر کو ماننا پڑتا ہے۔ یا پھر دشمن کی دہشتی برتری کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔"

ایک نے کہا "میرا خیال ہے، ہم اپنے نقصانات کا نام کرنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ کام کی باتیں کریں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہمیں ایک کام کی بات پوچھنا ہوں۔ جب سے دنیا آباد ہوئی ہے، تمام جانداروں کے لئے موت اکل ہے۔ موت سے کسی کو نجات نہیں ہے، کیا فرادوچ بھی ہمارے لئے موت کی طرح ماضی ہو گیا ہے؟"

"بچہ ایسا ہی لگا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے اپنے پیچھے کے مطابق کر گزرتا ہے۔ ہمارا پلا اور آخری مسئلہ یہ کیا ہے، جتنی جلد ممکن ہو اسے ختم کرنا ہوگا ورنہ ہماری مزید تپا آنکھوں کے سامنے ہے۔"

"بات صرف تپا کی نہیں ہے۔ ہم بھرپور لگاتے ہیں۔ دنیا کے آخری سرے تک ہمارا رعب اور دیدہ ہمارا رہتا ہے۔ ہم بہت اونچی اڑان اڑتے ہیں لیکن فرادوچ ہمارے اڑان کے ہمارے سے ہوا نکال دیتا ہے۔ ہمارا رعب اور دیدہ ہماری شان و شوکت وہ

کوڑی کی ہو جاتی ہے اس پلو سے بیٹھ ہماری توین ہوتی ہے۔
دوسرے نے کہا "آج فرانس ہمارے دباؤ میں نہیں ہے۔
کیونکہ اسے فساد کی حمایت حاصل ہے۔ کل کو دوسرے تیسرے
ممالک بھی فساد کو دوست بنا کر ہماری برتری سے انکار کریں
گے۔"

"پانی سر سے گر چکا ہے۔ اپنی برتری قائم رکھنے کے لئے
ہمیں ہرجال میں فساد کو کم کرنا ناہوگا۔ وہ مٹی میں لے گا تو ہمارا سر
آسمان سے لگے گا۔"

ہولی میں نے کہا "ہم نے ابتدا ہی سے فساد کو اہمیت دی ہے
جس کے نتیجے میں آج وہ بہت زیادہ اہمیت حاصل کر چکا ہے۔ میں
نے فساد کو دینے والے کی مخالفت کی تھی۔ آپ حضرات غور فرمائیں
ہمارے ناکام حملوں نے فساد کو آہنی قلعہ ثابت کر کے ان کی
اہمیت اور پرحادی ہے۔ مارشل ڈی مور اور جان لیو والے دعویٰ
کیا تھا کہ وہ اپنے پیچھے کوئی ثبوت نہیں چھوڑیں گے لیکن ثبوت
چھوڑ کر فساد کو مظلوم اور ہمیں ظالم ثابت کر دیا۔"

مارشل نے ناگوار سے پوچھا "کیا ہم نے جان بوجھ کر ایسا کیا
تھا؟"

"غلط پلاننگ مارشل! تسلیم کرو۔ وہ اپنے پیچھے کوئی ثبوت
نہیں چھوڑتے تم چھوڑ دیتے ہو۔ وہ اپنی ساکھ برقرار رکھنے میں تم
ہماری ساکھ بگاڑ دیتے ہو۔ تسلیم کرو کہ وہ ذہانت میں اور انتقامی
کارروائیوں میں تم سے برتر ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "مارشل! ہم تمہاری انسٹل منس کر رہے
ہیں۔ یہاں کی چار دیواری میں تمہاری غلطیوں کی نشاندہی کر رہے
ہیں۔ آئندہ غلط رویہ۔ دشمنوں کو ایسا سبق سکھاؤ کہ انہیں بھاؤ کا
راستہ نہ ملے۔"

دوسرے نے کہا "آئندہ ان کی خلاف کوئی منصوبہ جب تک
جامع اور نمونہ نہ ہو اور اس پر عمل کرنے کے طریقہ کار پر ہم
سب متفق نہ ہوں تب تک آپریشن اشارت نہ کیا جائے۔"

ہولی میں نے کہا "موجودہ صورت حال کے پیش نظر فرانسا
مشین کی تباہی کا الزام فرما کر عائد نہیں کرنا چاہئے۔
"بے شک ہم محض قیاس آرائی کی بنا پر اسے مجرم ثابت
نہیں کر سکیں گے۔"

"ٹھیک ہے، ہم عمل کر الزام نہیں دیں گے لیکن ایسے
بیانات دیں گے جس میں یہ اشارہ ملے گا کہ انہوں نے فساد کو
سلطے میں انتقامی کارروائی کی ہے۔"

اعتراف کے ذریعے اطلاع ملی کہ بین الاقوامی رابطے کے
ذریعے سوینا اور فساد کو اسکرین پر پیش کیا جا رہا ہے۔ یہ سنتے ہی سب
لوگوں نے اپنی کرسیوں کے منہ بدل دیے۔ اجلاس ہال میں تین
دلیلوں کے پاس بیٹھ کر دیکھ رہے تھے۔ انہیں آن کر دیا گیا تھا۔
اسکرین پر ایک نمائندہ سوینا اور فساد کا ذکر کر رہا تھا کہ ایک ماہ

قبل فساد کو دینے پر ہوائی حملے کئے گئے تھے۔ ان حملوں سے دو لاکھ
مکانات تباہ ہوئے تھے۔ دوسری طرف حملہ کرنے والے دو لاکھ
کو تباہ کر دیا گیا تھا اور دو لاکھ واصل ہوئے والے تمام مسافر اور
گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ان دو لاکھ کا قتل اسرائیل سے تھا اور
گرفتار ہونے والے امریکی گولہ باز تھے۔

سوینا اور فساد نے یہ تمام ثبوت فراہم کرنے کے بعد دعوے کیا
تھا کہ وہ امریکا سے پچاس لاکھ ڈالر جرمانہ وصول کریں گے اور ہر
دینے کے لئے ان کے ملک میں ایسی ہی انتقامی تباہی لائیں گے
مارشل ڈی مور نے اسکرین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "یہ
نمائندہ ہماری مرضی کے مطابق بول رہا ہے اس کی باتوں سے سونا
اور فساد کے خلاف شبہات کا آغاز ہو رہا ہے۔"

نمائندہ کہہ رہا تھا "۳۳ پیچھے کے ٹھیک ایک ماہ بعد مٹی کی
جھیل کو بری طرح تباہ کر دیا گیا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ سب
پیچھے کے جواب میں کیا گیا ہے۔ ہمیں محسوس ثبوت کے بغیر کسی
خلاف کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔ میں آپ کے سامنے محض ایک
پس منظر پیش کر رہا ہوں۔ سوینا اور فساد نے انتقامی کارروائی کی ہے
یا نہیں؟ یہ ابھی آپ اسکرین پر ان کی زبان سے سن لیں گے اس
کے لئے آپ کو ایک ذرا انتظار کرنا ہوگا۔"

پھر اس نمائندہ نے کہا "میں آپ کو بتانا چلوں کہ مٹی کی
جھیل ایک نہایت بڑا سرحد خیزہ اڈا تھا جہاں فرانسا مر مشین کو
چھپا کر رکھا جاتا تھا۔ شاید آپ جانتے ہوں کہ فرانسا مر مشین کے
ذریعے ٹیلی ویژن جاننے والے پیدا کئے جاتے تھے۔ گویا یہ مشین
ایٹم بوم اور ہائیڈروجن بوم سے زیادہ خطرناک انسان پیدا کرتی
تھی۔ اس مشین کی حفاظت کے لئے اتنے سخت انتظامات کئے گئے
تھے کہ وہاں اجازت کے بغیر ایک کتھی بھی اڑ کر نہیں جا سکتی
تھی۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "پچھلی رات اچانک ہزاروں
کھلونے ہزاروں اس خیر اڑے پر حملے کے۔ کھلونے جلا دیں
بھلا اہمیت کیا ہوتی ہے دولت مند بچوں کے دل بھلائے سالان
ہو آئے۔ ہر گزری کھلونے خطرناک طیارے بن گئے۔ کسی بہت ہی ماہ
انجینئر نے ان جلا دیں میں تبدیلیاں کی تھیں۔ ان کے اندر خیزہ
کیرے نصب تھے۔ وہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے پرواز کرتے
ہوئے جہاں سے گزرتے تھے وہاں کے متاع کیروں کے ذریعے
اسکرین پر نظر آتے تھے اس طرح جلا دیں کو آہستہ کے لئے
دیکھتے تھے کہ کون سا طیارہ خیزہ اڑے میں کس طرح داخل ہوا
ہے۔ ان تمام جلا دیں میں ہماری قوت کے ہم رکھے گئے تھے جنہیں
ریموٹ کنٹرول کے ذریعے ہی بلاست کیا گیا تھا۔ ناظرین بھی نہیں
مشین گن جھیل کی طرف جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔
یہ اجازت ملے کی ہم ان جلا دیں کے متعلق مزید تفصیلات
کریں گے۔ آئیے ہم مزید سوینا کی باتیں سنتے ہیں کہ وہ اس
لئے

کیا فرماتی ہیں۔"
اسکرین پر سوینا نظر آئے گی۔ نمائندہ نے پوچھا "کیا آپ
واپس آنا چاہتے ہیں؟"

سوینا نے کہا "بے شک یہ بھولنے والی بات نہیں ہے۔ ہم نے
اسکرین پر پوری دنیا کے سامنے کہا تھا کہ ہم دشمنوں سے ہرمانہ
مہل کریں گے اور انتقامی کارروائی بھی کریں گے۔"
نمائندہ نے پوچھا "تو آپ نے انتقامی کارروائی کی ہے؟"
"نہیں۔ ہم دوسرے اہم معاملات میں اس قدر مصروف
ہے کہ ابھی تک پیچھے پورا نہ کر سکتے۔ یہ بڑی حیرانی کی بات ہے کہ
ارے پیچھے سے کسی دوسرے نے قاعدہ اٹھایا ہے۔ سنا ہے
انٹرنیشنل مر مشین کو بری طرح تباہ کر دیا گیا ہے۔"

"اس تباہی کا الزام آپ کے سر آئے تو آپ کا جواب کیا
ہوگا؟"

سوینا نے کہا "ہم ایسے نادان نہیں ہیں کہ فرانسا مر مشین کو
دکھوں گے جبکہ یہ جانتے ہیں مشین کا قاعدہ موجود ہے۔ وہ پھر تیار
ملا جائے گی۔ ہم تو ایسی تباہی لاتے ہیں جس کی کٹانی ممکن نہ
ہے۔"

"آپ کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مشین پھر تیار کر لی جائے
ہے کیا اسے بار بار تیار کرنا آسان ہے؟"

"مہم مشکل ہے، امریکا وسیع زراعت کا مالک ہے۔ اگرچہ آج
ل مقروض ہے پھر بھی اس کی تباہی کے لئے کوڑوں ڈالر خرچ
سے گا۔ یعنی اس نے کوڑوں کی مشین گنوائی۔ آئندہ پھر
لاڈول خرچ کرے گا۔ اس کے علاوہ ہمارا جرمانہ بھی بھرے گا۔
ہماری طرف سے جو انتقامی کارروائی ہوگی وہ بھی اسے اربوں
لکھ نقصان تک پہنچائے گی۔"

"کیا آپ سمجھتی ہیں کہ مشین کی تباہی کا الزام آپ پر عائد کیا
ئے گا؟"

"الزام عائد کرنے میں کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ ہمارے تمام
ل ہمارے متعلق ایک جی بات جانتے ہیں کہ ہم جہاں بھی اور
بھی انتقامی کارروائیاں کرتے ہیں وہاں اپنا نام ضرور بتاتے
ہے۔ اگرچہ سب کے سب ہم دشمن کتنی مٹی بٹاتی ہیں۔"

"اجلاس میں بیٹھے ہوئے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران توجہ سے
ٹانگی تھیں جن رہے تھے اور دل ہی دل میں یہ تسلیم کر رہے تھے
مر مشین اور فساد نے کچھ کر بھی انتقام نہیں لیا۔ ہر کارروائی
لیو اپنا نام ضرور بتاتا ہے۔"

سوینا کی بات بھی دل کو لگ رہی تھی کہ جو مشین دوبارہ تیار
ہو جائے اسے تباہ کرنا آسانی ہے۔ اٹلی میں کے اعلیٰ افسر نے
اپنی عورت بڑی نمکداری سے بول رہی ہے۔ ایک طرف کتھی ہے
نہ کو تباہ کرنے والے نادان ہیں دوسری طرف کتھی ہے ہم نے
دلوں ڈالر کا نقصان اٹھایا ہے۔ آئندہ ہی مشین پر کوڑوں

خرچ کریں گے۔ دشمن کے لئے یہ خوشی کا مقام ہے کہ ہمیں ناقابل
برداشت مالی نقصان پہنچ رہا ہے۔"
دوسرے نے کہا "بے شک ہمارے نقصان کے پیچھے اسی منکار
عورت کا ہاتھ ہے۔"

وہ لوگ آپس میں تبصرہ کرتے کرتے چپ ہو گئے۔ اسکرین پر
نمائندہ کہہ رہا تھا "ناظرین! یہ ہمارے ادارے کی خوش قسمتی ہے
کہ ہم نے گوشہ نشین رہنے والے فساد کو ایک ہی طور کو ایک ماہ پہلے فساد
دینے میں پیش کیا تھا اور آج دوبارہ پیش کر رہے ہیں۔"

اسکرین پر فساد کی تصویر نظر آنے لگا۔ وہ میں نہیں تھا، میری
ڈی تھی۔ تھوڑی دیر پہلے سوینا کی بھی ڈی اسکرین پر بول رہی تھی۔
میں اور سوینا، ماریہ کے ساتھ ایک ہی دہم میں بیٹھے وہ پروگرام دیکھ
رہے تھے۔

نمائندہ نے پوچھا "مسٹر فساد! مشین گن جھیل میں جو کچھ
ہوا اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟"

جب تک ڈی سوینا اسکرین پر بولی رہی۔ میں اس کے دماغ
میں موجود رہا کہ وہ کوئی غلطی نہ کرے۔ اب میں نے ڈی کے
ذریعے جواب دیا "جو کچھ ہوا اس میں امریکا کی ناجائز اولاد
اسرائیل کا ہاتھ ہے۔ یہ یہودی نہیں چاہتے کہ فرانسا مر مشین
رہے اور ٹیلی ویژن جاننے والے پیدا ہوں۔ اگر ہوں تو یہودیوں کو
بھی یہ علم دیا جائے۔ جب ان کا یہ مطالبہ پورا نہیں ہوا تو انہوں
نے امریکا کے تین ٹیلی ویژن جاننے والوں کو اغوا کر لیا۔"
نمائندہ نے کہا "امریکی نمائندوں نے بھی کسی کے اغوا کا
اعتراف نہیں کیا ہے۔"

"دوسری ہی کریں گے مشین کی تباہی کا الزام بھی انہیں نہیں
دیں گے لیکن میری جگہ بیانی قائم رہے گی۔ جمہور آوی پھانسی کے
تختے پر بھی جھوٹ بولتا ہے لیکن دل ہی دل میں اپنے جھوٹ کو مانا
ہے۔ اسی طرح امریکی حکام میرے جگہ کا اعتراف نہ کریں لیکن
اپنے جھوٹ کو دل سے تسلیم کر رہے ہیں۔ یہودی ہی بات ہے۔"
جب ہم نے یہ واردات نہیں کی ہے تو واردات دہی کریں گے جو
اپنے حسن کے احسانات کو بھول کر ان کے تین ٹیلی ویژن جاننے
والوں کو اغوا کر چکے ہیں۔"

پھر میری ڈی نے مسکرا کر کہا۔ "آئین میں سامنے پالنے کا
میں نقصان ہے۔ پالنے والا یہ شکایت نہیں کر سکتا کہ ساپ اُسے
ڈس رہا ہے۔ ان لمحات میں امریکا کے اعلیٰ حکام اور دوسرے
اکابرین مجھے اسکرین پر دیکھ رہے ہیں۔ اور میں انہیں نہ دیکھتے
ہوئے بھی ان کی مجبوریاں دیکھ رہا ہوں۔"

ڈی نے پھر مسکرا کر کہا۔ "ان کی مجبوریاں یہ ہیں کہ
انہوں نے اسلامی ممالک کے درمیان اسرائیل کو دہشت بنا کر
قائم کیا ہے۔ مسلمان حکمران اسرائیل کے خوف سے امریکا کی کھ
میں پناہ لیتے ہیں اور اس سیرداد کو پوری اسلامی دنیا پر مسلط کرتے

ہیں۔ چونکہ اسرائیل ان کے لئے بہت بڑا سیاسی بدلہ ادا کر رہا ہے اس لئے وہ یہودیوں سے ناراض نہیں ہوتے ہیں۔ ان کی خطائیں معاف کر دیتے ہیں۔ دنیا دیکھئے گی کہ ٹرانسفا ر مشین کو تباہ کرنے والی خطا بھی معاف کر دی جائے گی۔

اجلاس میں مکملپی پی پیدا ہو گئی۔ یہودیوں نے مشین کو تباہ نہیں کیا تھا۔ وہ کسی پر اس تباہی کا الزام نہیں رکھ سکتے تھے۔ لیکن میں نے یقین کی حد تک یہ شبہ پیدا کر دیا تھا کہ یہ اسرائیل کی شرارت ہو سکتی ہے۔ اگر انہوں نے اسے الزام نہ دیا تو یہ بات درست ہوگی کہ امریکا اسرائیل کی بڑی سے بڑی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔

اسکرین پر ڈی نے کہا۔ ”میں نے ایک حق بات کہہ دی ہے۔ اب امریکی حکام کو اس سلسلے میں زبان کھلانا چاہئے۔ اگر وہ مجرم کی طرف انگلی نہیں اٹھائیں گے اور خواہ مخواہ ہمارے پیچھے نہ جائیں گے تو پھر ہمیں اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لئے خودی اسرائیل کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔“

پھر میں نے ڈی کے ذریعے ٹھانڈے سے کہا۔ ”آپ ہم سے سوالات کرتے جا رہے ہیں ایک میرے سوال کا جواب دیتا پند کریں گے؟“

”بے شک“ آپ سوال کریں۔
”کوئی بھی سامنے ہو یا وادعات ہو“ آپ اسے فوراً اسکرین پر پیش کر دیتے ہیں۔ اتنی بڑی ٹرانسفا ر مشین تباہ کی گئی تھیں فوجی مارے گئے لیکن اس سلسلے کی ایک تصویر بھی بین الاقوامی رابطے کے ذریعے پیش نہیں کی گئی۔ مٹی گن بمیل کے متاع کر دینا کے سامنے کیوں پیش نہیں کیا جا رہا ہے؟“
ٹھانڈے نے کہا۔ ”ہم جلد ہی وہاں کی تباہی کے متاع پیش کریں گے۔“

”آپ جلد ہی پیش کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جبکہ تباہی کو باہر گئے مگر گئے ہیں۔ پلیز آپ وضاحت کریں“ وہ یہودی ہے؟“

”جائے وادعات پر وہاں کے جاسوس اور فوجی افسران موجود ہیں۔ اعلیٰ حکام اہم اجلاس میں مصروف ہیں۔ اجلاس کے بعد ہمیں مٹی گن بمیل کی فلمی رپورٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے گی۔“

”آپ کو تباہ ہے کہ میں ٹیلی جیسی جانتا ہوں؟“
”فرما صاحب! آپ کی خیال خوانی کو ساری دنیا جانتی ہے۔“
”لیکن آپ یہ نہیں جانتے کہ میں اس فوجی افسر کے داغ میں آتا جاتا ہوں جو صبح سے مٹی گن بمیل کے کنڈر میں اپنے فرائض ادا کر رہا ہے۔ وہاں وہ لوگ ایسے تمام ثبوت متارہ ہیں جو اسرائیل کے خلاف ہیں۔“
اجلاس میں بیٹھے ہوئے ایک اعلیٰ افسر نے میرے ہاتھ مار کر

کہا۔ ”یہ جمونا اور مکار ہے۔ وہاں کسی کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے اور یہ ہمیں الزام دے رہا ہے کہ ہم ثبوت متارہ ہیں۔“
ٹھانڈے نے ڈی فراد سے پوچھا۔ ”آپ اس افسر کے داغ میں نہ کر انہیں ثبوت متارے سے کیوں نہیں روک رہے ہیں؟“
”وہاں باقی تمام افسران پر گاہ کے ماہر ہیں۔ میں کسی کے داغ میں جا نہیں سکتا اور ایک افسر کے ذریعے انہیں ایسی حرکتیں سے باز نہیں رکھ سکتا۔“

پھر میں نے ڈی سونا کے ذریعے کہا ”آپ بڑے اور اہم بین الاقوامی شریاتی رابطے کے ادارے کو مٹی گن بمیل کی طرف جانے سے روک دیا گیا ہے۔ جب وہاں کچھ باقی نہیں رہا ہے پھر کیوں اب تک اسے روکا گیا ہے؟ یہ لوگ مشین کا کام کر رہے ہیں یا اندری اندر سازشی ثبوت تیار کر رہے ہیں۔ کسی اور کا مجرم کی اور کے سر توہنا چاہتے ہیں۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ”ہم نے سوچا تھا“ آپہیں میں اچھی طرح مشورے کرنے کے بعد اخبارات میں بیانات دیں گے لیکن ہمارے بیانات سے پہلے سونا اور فراد ہاری پوزیشن کو روکا گئے ہیں۔ اب ہم ان کے خلاف اور اسرائیل کی حمایت میں کچھ بھی نہیں گے تو قابل قبول نہ ہو گا۔“

ایک نے کہا۔ ”کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ مشین کو تباہ کرنے والوں کے خلاف کوئی ثبوت نہیں ملا ہے؟“
دوسرے نے کہا۔ ”نہیں۔ ہم یہ نہیں گے تو سونا اور فراد کی بات درست سمجھی جائے گی کہ اسرائیل کے خلاف ثبوت متارے گئے ہیں۔“

”اگر ہم متنبہ نہیں گے کہ ثبوت نہیں ملے گئے تو سوال کیا جائے گا ہم نے صبح سے شام تک کسی کو جانے وادعات کی طرف جانے کی اجازت کیوں نہیں دی۔ وہاں ہم کیا سازش کر رہے تھے۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ”آپ لوگ بعد میں تجربے کریں۔ پلیز ابھی ان کی تشکو توجہ سے سننے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔“
ٹھانڈے ڈی فراد سے کہہ رہا تھا۔ ”ہم ابھی مٹی گن بمیل کے متاع پیش کریں گے اور وہاں کے ذمے دار افراد اسکرین پر اکر بیانات دیں گے۔ فی الحال آپ سے ایک سوال ہے۔ وہاں کوئٹوں ڈالر کا نقصان ہو چکا ہے۔ تھیں فوجی مارے گئے ہیں کیا اس کے بعد بھی آپ کا پیچہ برقرار رہے گا؟“

”جی ہاں“ یہ انتقام ہم نے نہیں لیا ہے۔ ہماری انتہائی کارروائی کا پیچہ برقرار رہے گا۔ البتہ یہ موجودہ تباہی دیکھ کر ہم ان سے ہمدردی کرتے ہوئے اپنے ادارے میں ذمہ داری پک پک کر لیتے ہیں۔“

ڈی نے ایک ذرا وقف سے کہا۔ ”اگر وہ جملہ کی رقم چنان لاکھ ڈالر ادا کر دیں گے تو ہم انتہائی کارروائی کا ارادہ ترک کرنا

اجلاس میں بیٹھے ہوئے لوگ جھنجھلا گئے۔ کیا لیاں بکتے گئے ایک نے کہا۔ ”اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ انہی کمپنوں نے ٹیلی کو تباہ کیا ہے۔“

دوسرے نے کہا۔ ”ان کا پیاس لاکھ ڈالر کا مطالبہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم ادائیگی کی صورت میں یہ ہم پر چڑھائی لائیں گے۔“
”یہ سوچ کر شرم آتی ہے کہ ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“
”ہمیں ان کے خلاف کچھ ایسے حالات پیدا کرنے ہوں گے کہ ان کا جینا دو گھر ہو جائے۔ انہیں اس زمین پر کیس سکون نہ ملے۔ وہ سونا چاہیں تو بدشت سے نیند اڑ جائے۔ وہ کھانا چاہیں تو ہر نہ پھر گئے۔ وہ جو کچھ پیاتے دن رات جاتے جاتے خودی پائیں۔“

”ہمیں پلان ٹیکر کی ایک ٹیم قائم کرنا چاہئے۔ یہ منصوبہ باز لائیو تھاپر ہو سکیں گے جن پر عمل کرنے سے سونا اور فراد کو زندگی موت سے بدتر گئے۔“

”ہاں ایسا کچھ کرنا ہو گا۔ یہ لوگ گلے میں ہڈی کی طرح انک ہیں۔ ایسی ہڈیوں کو نکالنا ہی ہو گا۔“
مارشل نے کہا۔ ”ہم نے چند اہم منصوبے تیار کئے ہیں۔ اب پرمائیالی سے عمل کرنے کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔“
ایک نے پوچھا۔ ”وہ منصوبہ کیا ہیں؟“

”سواری“ اب ہم جو کچھ بھی کرنے والے ہیں اسے اتنی راز سے کر سکیں گے کہ ہمارے ہی درمیان ایک کی بات دوسرے کو نہیں ہوگی۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ ”اب ہمیں اجلاس برخواست کرنا پڑے۔ باہر بین الاقوامی شریاتی رابطے کا عملہ ہمارا منتظر ہے۔ اب وہ سب اپنی جگہ سے اٹھ کر ہال سے باہر آئے گئے۔ باہر رات کے دوپہر اور نوکرانہ کی جھجک لگی ہوئی تھی۔ سب بے ان حکام اور حکومت کے دوسرے عہدیداروں کی طرف سے ان سے طرح طرح کے سوالات کرتے گئے۔ دوسرے لیٹنن الاقوامی شریاتی رابطے کا عملہ کیروں اور ساؤنڈ انڈ کے ساتھ تیار تھا۔ مارشل ڈی مورائے ان سے کہا۔ لاؤکی ٹیم سے کہہ دو کہ مٹی گن بمیل کی فلمی رپورٹ تیار پیش کر سکتے ہیں اور ہم سے بھی انڈرو کر سکتے ہیں۔“
”آپ میں شریک لائیں دو دشمن ہو گئیں۔ تجربے آن ہو گئے۔ سب اسکرین پر اکر گئے۔“ ٹھانڈے نے انفر وڈا خد اکر کے مٹی گن بمیل کی رپورٹ پیش کرنے کی اجازت مل گئی آپ چند منوں میں وہاں کی تباہی کے متاع دیکھیں گے۔ اس لکھ مارشل ڈی مورائے پوچھ کر رہے ہیں۔“
اسکرین پر مارشل نظر آیا۔ ٹھانڈے نے اُس سے پوچھا۔ ٹرانسفا ر مشین کی تباہی کے متعلق کچھ کہنا چاہیں گے؟“

دو لاکھ ”ابھی میں آپ کا پروگرام دیکھ رہا تھا۔ سونا اور فراد کی منتکوں رہا تھا۔ وہ خواہ مخواہ ہمیں الزام دے رہے ہیں کہ ہم اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور یہودیوں کو مجرم ثابت کرنے کے جو ثبوت ہمیں مل رہے ہیں انہیں ہم خالص کر رہے ہیں۔ یہ محض ایک اندازہ ہے اور اندازہ انکر غلط ہوتے ہیں۔“

ٹھانڈے نے پوچھا۔ ”کیا آپ نے جانے وادعات پر کسی کے خلاف ثبوت حاصل کیا ہے؟“
مارشل نے کہا۔ ”سب سے پہلے تو سونا اور فراد کو خوش ہونا چاہئے کہ ہم انہیں الزام نہیں دے رہے ہیں۔“

”آپ کسی کو تو الزام دیں گے۔ کوئی تو مجرم ہو گا؟“
وہ مسکرایا پھر دولا ”میں جو کچھ کہنے والا ہوں اس پر شاید ہی کوئی یقین کرے۔ لیکن جج پھر جج جلد یا بدیر سچائی کا یقین ہو جاتا ہے اور جج یہ ہے کہ ٹرانسفا ر مشین کو ہم نے خود تباہ کیا ہے۔“

اُس کی یہ بات چوکھانڈے والی تھی۔ ٹھانڈے نے حیرانی سے پوچھا۔ ”کیا واقعی؟ آپ نے اسے تباہ کیا ہے؟“

مارشل ڈی مورائے بڑے فہرے سے انداز میں کہا ”ہمیں رفتہ رفتہ یہ تجربہ ہوا کہ مشین کے ذریعے جو ٹیلی جیسی جانے والے پیدا کئے جا رہے ہیں ان میں کچھ دانی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ وہ اگرچہ خیال خوانی کرنے لگتے ہیں لیکن عملی زندگی میں نااہل اور ناکام ثابت ہوتے ہیں۔ ہم نے اسی میں درجنوں خیال خوانی کرنے والے پیدا کئے ان میں سے بیشتر انکم عملی اور کمزوری کے باعث مارے گئے یا دشمنوں کے ہاتھ لگ گئے۔“

ٹھانڈے نے پوچھا۔ ”کیا ایسا مشین کی خرابی کے باعث ہوتا رہا؟“

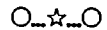
”وہ خرابی ہمارے انجینئروں کی سمجھ میں نہیں آئی۔ تجربہ کار ماہرین نے اس مشین میں ضروری تبدیلیاں کیں پھر بھی بات نہ



نہی۔ آخر ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ جو مشین ہمیں مسلسل نقصان پہنچا رہی ہے اسے جیسے کے لئے تیار کر دیا جائے۔
 "اس کا مطلب ہے؟" آپ دوسری مشین تیار نہیں کریں گے؟
 "بالکل نہیں۔ ہم اس اور سلاستی کے علمبردار ہیں۔ اس مشین سے دوست اور امن پسند ٹیلی منشی جاننے والے پیدا کرنا چاہتے تھے۔ جب ہم نے دیکھا کہ ایسے ٹیلی منشی جاننے والوں سے دنیا والوں کو نقصان پہنچ رہا ہے تو ہم نے کہوٹوں ڈالنے کی پروا نہیں کی اور اسے تیار کر دیا۔"
 وہ ایک ذرا توقف سے بولا "ہم دوستی اور محبت کے علمبردار ہیں۔ فرار علی تیمور کی طرف بھی دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ ہماری دوستی اور نیک نیتی کا ثبوت یہ ہے کہ آئندہ فراد کے مقابلے میں ہمارے ملک سے کوئی ٹیلی منشی جاننے والا پیدا نہیں ہوگا۔"
 میں "سویا اور ماریہ اسکرین پر مارشل کو دیکھ رہے تھے۔ سوئیہ نے کہا "یہ مارشل ہمارے مقابلے میں زبردست بیان دے رہا ہے۔ اس نے یہ کہہ کر سارا جھگڑا ختم کر دیا ہے کہ انہوں نے خود مشین تیار کی ہے۔ یہ جو دنیا کو دکھانے کے لئے دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہے اس کا تہ تو جواب اسے ملتا چاہئے۔"
 ادھر اسکرین پر مارشل ذی موراد کہا تھا۔ "ہمیں مسٹر فراد نے دنیا والوں کے سامنے مشین کی تپا ہی پر ہم سے ہمدردی بتائی ہے اور اپنے کئے ہوئے نتیجے میں ایک ذرا ٹھیک پیدا کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم جرمانے کے طور پر پچاس لاکھ ڈالر ادا کریں تو وہ انتہائی کارروائی نہیں کرے گا۔ ناظرین! ہمیں فراد کی ایسی ہی باتوں سے تکلیف پہنچتی ہے۔ جب ہم نے کوئی جرم نہیں کیا ہے تو کس بات کا جرمانہ ادا کریں۔ اگر فراد ضرورت مند ہے تو دوست بن کر کہوٹوں ڈال رہا ہے تو قرض لے سکتا ہے۔ وہ ہمارے سامنے ہاتھ پھیلائے، ہم ابھی اسے پچاس لاکھ ڈالر دیں گے لیکن جرمانے کے نام پر خواہ مخواہ مجرم بن کر ایک تنگنا بھی نہیں دیں گے۔"
 مارشل اتنا کہنے ہی اچانک زور سے چیخ مار کر اچھل پڑا۔ پھر فرش پر گر کر کہوٹوں اٹھوں سے سر کو تمام کر تڑپنے لگا۔ کہنے لگا۔ "میں فراد! میں میرے مارشل میں زلزلہ پیدا نہ کرو۔ تم مجھے دماغی تکلیف میں مبتلا کر کے پچاس لاکھ ڈالر وصول نہیں کر سکو گے۔"
 ڈیڑھ روپرت بیٹھ کہنے والے لکیرے اسے فرش پر تڑپتے ہوئے دکھا رہے تھے۔ وہ افراد اسے سارا دے کر اٹھنا چاہتے تھے۔ وہ تکلیف سے کرا رہے ہوئے کہا تھا۔ "فراد! تمہیں خدا کا واسطہ ہے؟ انسان جو ہم دوستی کرنا چاہے ہیں اور تم دشمنی کر رہے ہو۔ کیا یہی تمہاری شرافت اور انسانیت ہے؟"
 میں اور سوئیہ صوفوں پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے اور جراتی سے یہ تمنا دیکھ رہے تھے۔ سوئیہ نے کہا۔ "ہو سکتا ہے کہ کوئی دشمن فراد بن کر اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر رہا ہو۔"

میں نے کہا۔ "اور وہ دشمن کوئی اسرائیلی ٹیلی منشی جاننے والا ہوگا۔ میں ابھی مظلوم کرتا ہوں۔"
 میں نے خیال خوانی کی پروا نہ کر کے مارشل کے دماغ تک پہنچا چاہا۔ مارشل نے سانس روک لی۔ تب فراد کا چلا۔ جس کے دماغ میں زلزلہ پیدا ہو جائے۔ وہ سانس روکنے کے قابل نہیں رہتا۔ جبکہ وہ پوچھنے والے دماغ کے دواڑے بند کر رہا تھا۔
 میں نے سوئیہ کے پاس دماغی طور پر حاضر ہو کر کہا۔ "یہ ڈراما کر رہا ہے۔ کسی نے اسے دماغی تکلیف نہیں پہنچائی ہے۔ یہ بالکل نارمل ہے۔ سانس روکنے کی صلاحیت پر قرار ہے۔ کمبخت دنیا والوں کو سمجھا رہا ہے کہ میں اس جیسے دوستی کرنے والے سے کسی تکلی کو دشمنی کر رہا ہوں۔"
 وہ بولی فراد! اسے سبق سکھاؤ۔
 "میں ابھی اس کے ہوش اڑاتا ہوں۔"
 میں مارشل کے دماغ میں نہیں جا سکتا تھا۔ اس لئے فائدہ کے اندر گیا۔ وہ افراد اسے سارا دے کر اٹھا چکے تھے۔ اس نے پھر ایک بار زور کی چیخ ماری۔ جیسے دوسری بار اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں افراد کی گرفت سے نکل کر پھر فرش پر گر پڑا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر دنیا والے یقیناً مجھے گالیاں دے رہے ہوں گے۔
 وہ تادمہ میری مرضی کے مطابق مارشل پر چمک گیا۔ پھر اس کے چہرے کو کہوٹوں اٹھوں سے تمام کر اس کے منہ پر تھوک دیا۔ منہ پر تھوک کیا پڑا جیسے جو تپا پڑا۔ جو ابھی ہی بدواہت ہو جاتا ہے، تھوک بدواہت نہیں ہوتا۔ وہ مجھے کی شدت سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ توہین کے احساس نے دماغ میں انگڑے بھر دیے تھے۔ اس نے فائدہ سے کو مارنا شروع کر دیا۔ "موتور کے پتیا تمہاری اتنی جرات؟ جاننے ہو؟ میں کون ہوں؟ میں فوج کا وہ افسر ہوں جس سے کوئی آنکھیں ملا کر بات نہیں کرے گی جرات نہیں کرنا۔ میں تمہیں ذمہ نہیں چھوڑوں گا۔"
 میں نے فائدہ سے کی زبان سے پوچھا۔ "کیا سر کی تکلیف تم ہوگی؟ جو ڈراما کر رہے تھے وہ انتقام کو پہنچ گیا؟"
 مارشل اسے ماتے مارے ایک دم سے رک گیا۔ اسے ٹٹلی کا احساس ہوا کہ نہایت ہی اہم ڈرامے کو قبول کرانی ذاتی توہین پر مجرک گیا تھا۔ فائدہ سے نے پوچھا۔ "جب تم پوچھ گئے کہ مارشل فراد تمہارے دماغ میں کیسے آئے گا؟ اگر کسی طرح تپا تھا تو زلزلہ پھانپنا تھا تو تم اچانک نارمل کیسے ہو گئے؟ جبکہ ایک بار دماغ میں زلزلہ پیدا ہو تو آدمی کے اندر اٹھنے اور بولنے کی بھی سکت نہیں رہتی۔ تم کتنے محفوظے انداز میں فراد کو بدنام کر رہے تھے۔"
 مارشل بوکھلا کر لائیں اور کیمروں کو گھوم گھوم کر دیکھ رہا وہ سمجھ رہا تھا کہ فراد کھل گیا ہے۔ چند اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کیمروں کے پیچھے سے اسے گھور رہے تھے۔

فائدہ سے نے کہا۔ "مارشل! تم بہت اونچا عمدہ رکھتے ہو، بے گولی مار سکتے ہو لیکن تم نے فراد کے خلاف جو فراد کیا ہے اسے ماری دنیا دیکھ چکی ہے اور جھوٹ اور جھگڑا کو سمجھ چکی ہے۔"
 ایک فوجی افسر نے حکم دیا "لائسنس آف کرو۔ لکیر بند کرو۔" کیمروں کے شہر بند ہو گئے۔ مارشل دنیا والوں کی نگہوں سے اور جمل ہو گیا لیکن اسکرین پر جو جھگڑا تھا وہ سچائی اور جمل نہیں ہو سکتی تھی۔
 اس نے اپنی دانست میں بڑی دانائی سے سوچا تھا کہ مشین کی پانی کا الزام ہم پر عائد نہیں کر سکتا لیکن اسکرین پر ایک ڈراما اپنے کر کے مجھے ظالم دشمن ثابت کر سکتا ہے۔ اور وہ ایا کر کے میں بڑی مدد تک کامیاب ہو چکا تھا۔ لیکن میں نے بددلت اس پر ایک نفسانی حملہ کر کے اس کی کھوپڑی الٹ دی تھی۔
 اعلیٰ حکام اور فوجی افسران نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اسے دھبے سے دیکھتے گئے۔ مشر خاص ہوئی میں نے پوچھا "یہ تم نے کیا کیا؟ اپنی حرکتوں سے حکومت کو اور امریکی قوم کو بدنام کر رہا۔ یہ ثابت کر دیا کہ ہم دکھا دے کی دوستی کرتے ہیں اور دوستی کرنے والے فراد کو مہذب بدنام کرتے ہیں۔"
 ایک اعلیٰ حاکم نے کہا۔ "تمہاری حرکتوں سے فراد کی مظلومیت اور ہمارا فساد ظاہر ہو گیا ہے۔ فراد کو پہلے سے زیادہ دنیا والوں کی ہمدردیاں اور حمایت حاصل ہو گئی ہے۔"
 مارشل نے معذرت چاہتے ہوئے کہا۔ "مجھے افسوس ہے میں نے سوچا تھا کہ۔۔۔"
 ہولی میں نے کہا "تم نے جو بھی سوچا، اس کے لئے ہم سے مشورہ نہیں کیا۔ خود کو دانشمند سمجھ کر عمل کیا اور ساری دنیا کے سامنے ہمارا سر جھکا دیا۔"
 ایک اور مشیر نے کہا۔ "مزا زنا مر مشین کی تپا ہی سے ہمیں اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتا کہ تم نے اپنی طاقتوں سے پہنچایا ہے۔"
 ایک اعلیٰ حاکم نے پوچھا۔ "اب بتاؤ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟"
 مارشل نے فوجی افسران پر ایک نظر ڈالی۔ پھر کیا۔ "حکومت کے اہم رازوں کو جاننے والے افسران سے کوئی بڑی ٹٹلی ہو جائے تو انہیں عمر قید یا سزائے موت دی جاتی ہے۔ چونکہ میں غدار نہیں ہوں، محض خطا وار ہوں لہذا مجھے عمر قید کی سزا دی جائے۔"
 ایک اعلیٰ فوجی افسر نے مسلح جوانوں کو اشارہ کیا۔ وہ جوان مارشل ذی موراد کو گن پوائنٹ پر دہان سے لے گئے۔
 جھوٹ پکڑا نہیں جاتا لیکن آپ کی حاضردماغی ہو تو وہی مجھوت چشم زدن میں دشمن کے لئے موت کی لکیر بن جاتا ہے۔



کہ وہ بار بار سمجھانے کے باوجود غلطیاں کرتی رہی ہے۔ اکثر خود غرضی کا مظاہرہ کر چکی ہے اور اس کی اسی دوش نے پارس کو اس سے دور کر دیا ہے۔
 پارس کے متعلق اب بھی اس کی رائے یہی تھی کہ وہ ہرجائی ہے۔ اس سے دل بھرتا ہے اس لئے کسی نے پھول پر مبتلا نہ کیا ہے۔ اس نے سوچا "یہ میری زندگی کی پہلی اور آخری غلطی ہے کہ میں ایک مسلمان کو اپنا سب کچھ دے بیٹھی۔ اب میں کان پکڑتی ہوں۔"
 اس نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا کر فیصلہ کیا کہ وہ پہلے جیسی مرنا بن جائے گی، جو تھا اپنے مسائل حل کرتی تھی اور اپنی ذات سے دشمنوں کو بے درپے شکست دیتی چلی جاتی تھی۔ پارس نے اس کی زندگی میں کھس کر اسے اندر تک کھول کر دیا تھا۔ وہ ایسی دیوانی ہوتی تھی کہ اس کی سازش کو نہ سمجھ سکی۔ بڑے ہی غیر محسوس طریقے سے اس کی محتاج بنی چلی گئی۔ اس کا ہالباڑنے بڑی اچھی طرح آئے اپنے سارے کا محتاج بنا دیتا تھا۔ وہ پہلے کی طرح دور اندیشی سے سوچنے بچھنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ لیکن اب جیسے وہ گمراہ پنڈے سے آنکھیں کھول چکی تھی اور قسم کھا رہی تھی۔
 قسم کھا رہی تھی کہ اس نے اپنے اندر پارس کو مار ڈالا ہے۔ اس کی محبت اور جذبات کی عمر تمام ہو چکی ہے۔ اگر کسی جذبے نے سراٹھایا تو وہ اپنی کمزوری پر اور اپنے آپ پر تھوک دے گی لیکن پارس کو خیالوں میں بھی نہیں آنے دے گی۔
 ایک سارا چھوٹ جائے تو محبت کے دوسرے سارے مل جاتے ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ مرد کا سارا ہو۔ کسی بھی مرد کی ضرورت پر وہ مٹی ڈال چلی تھی۔ اب اسے محبت تھی صرف اپنے ملک سے اور صرف اور صرف اپنی قوم سے۔ اپنی قوم کے لوگ جیسے بھی ہوں، خود غرض اور بے وفا بھی ہوں تب بھی وطن کی محبت میں اچھے لگتے ہیں۔ لہذا وہ آئندہ صرف اپنے لوگوں کے لئے جیسے گی اور اپنے لوگوں کے لئے مرنے گی۔
 اس ملک کے حکام اور دوسرے اکابرین اس سے ناراض تھے۔ برین ماسٹر، ایک سیکرٹس اور ماہرہ جزل نے اسے فراد کی ٹٹلی کے ساتھ خوب بدنام کیا تھا۔ اس کی حب الوطنی کو مشکوک بنایا تھا۔ ان کے دلوں میں اندازہ حال کرنے کے لئے اس نے ایک تدبیر سوچی کہ وہاں کے ایک ایک ماکر اور اعلیٰ فوجی افسران کو رنڈہ رنڈہ اپنے اعتماد میں لیتی رہے۔ یوں انہوں میں ابھی طرح جگہ بنانے کے بعد اسے ختمی کا احساس نہیں رہے گا۔ پھر وہ پارس کی دوستی اور فراد کی ٹٹلی سے رشتے داروں پر لعنت بھیجتی رہے گی۔
 اس نے اپنے طور پر ایک نئی پلاننگ کی۔ ایک ایسی حسین اور جوان لڑکی کو منتخب کیا جو تہ اور جماعت میں اس کے برابر تھی اور اس کا آگے پیچھے کوئی نہیں تھا۔ اس نے پہلے تو اس کے متعلق تمام معلومات حاصل کیں۔ پھر اس پر توہمی عمل کر کے اسے مکمل

مرنا کا دل ٹوٹ گیا تھا۔ پھر بھی وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی

طور پر مینا بناوا۔

اسے اپنی ہم شکل بنانا ضروری نہیں تھا کیونکہ وہ خود اپنی اصلی شکل میں نہیں رہتی تھی۔ ایک فرض نام سے وہاں رہتی تھی۔ جس لڑکی کو اپنی ذی بنایا تھا اس کا نام کرکشی دکن تھا۔ اب کبھی وہ پکڑی جاتی تو خود کو مرینا کے طور پر تسلیم کرتی لیکن اس کے داغ کو اتنا حساس بنا دیا کہ وہ پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کرنے لگی تھی صرف مرینا کو اپنے داغ میں محسوس نہیں کر سکتی تھی۔ وہ بخوبی عمل کے بعد اپنی پہلی زندگی بھول گئی تھی۔ اب دیکھتا تھا کہ وہ نئی زندگی کیسے گزارے گی۔ مرینا آؤناٹس کے طور پر خیال خوانی کے ذریعے اس کے اندر آئی۔ وہ اسے محسوس نہ کر سکی۔ اس نے اس کے اندر سوال پیدا کیا "میں کون ہوں؟" کرکشی نے جواب دیا "میں ایک تھلا لڑکی ہوں میرا نام مرینا ہے۔ میں سابقہ جزل کی بیٹی ہوں۔ جزل نے مجھے ایک باپ کی محبت دی۔ میری پرورش کی۔ مجھے اعلیٰ تعلیم اور تربیت دی اور ٹرانسپارنٹ مرینا کے ذریعے ملنے لگی تھی کامل رہا۔"

وہ ایک عمدہ حافظے کے ساتھ مرینا کی زندگی کے چھوٹے بڑے واقعات بیان کر رہی تھی۔ مرینا اس کے داغ سے نکل آئی۔ پھر اس نے پرانی سوچ کا بوجھ اختیار کر کے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے داغ میں پہنچا جاؤ اس نے اسے سانس دے گا۔ یہ ثابت ہو گیا کہ وہ مرینا کی مکمل ذی بن چکی ہے۔ آئندہ کو اس پر شبہ نہیں کر سکتا تھا۔

وہ دوسرے مطمئن ہو کر ایک اعلیٰ حاکم کے پاس پہنچی۔ وہ بوجا کا ماہر نہیں تھا اسے محسوس نہ کر سکا۔ مرینا نے کہا۔ "مرا میں آپ کی ایک کثیر مرینا بن رہی ہوں۔"

وہ چونک گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ مرینا نے کہا۔ "آپ کی بے یقینی کے باوجود میں مرینا ہوں۔ آپ حیران نہ ہوں۔"

وہ بولا "اگر تم ہو تو راستہ کیسے بھول گئی ہو؟ میرے داغ میں کیوں آئی ہو؟"

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ایسے ذہین افراد کے پاس باری باری جاؤں گی جو اپنے ملک اور قوم سے محبت کرتے ہیں اور یہ سمجھنے کی عقل رکھتے ہیں کہ ہم سب فریاد کے مقابلے میں ہمیشہ ناکام کیوں ہوتے رہتے ہیں۔"

"تمہاری جیسی ذہین لڑکی فریاد کے ہاتھوں میں کھلونا بن جائے تو ناکامی مت قدرتی رہے گی۔"

"آپ کو رفتہ رفتہ یقین دلاؤں گی۔ پہلے آپ مجھ پر پوری اعتماد نہ کریں۔ میں آپ جیسے تجربہ کار بزرگوں کے سامنے میں کام کرنا چاہتی ہوں۔ خود کو آپ کے سامنے پیش کرنے کو چاہوں۔ صرف آپ کو یہ یقین دلانا ہوگا کہ مارشل ذی موراد بونا لیوڈا فریو مجھے گرفتار نہیں کریں گے۔"

"مارشل ذی موراد کی روانہ نہ کرو۔ تم اس سے دور رہو گی۔ چند حکام اور فوجی افسران کے نام بتاؤ۔ تم انہیں بھی۔ اعتماد میں لو۔ پھر ہم سب مل کر سوچیں گے کہ تمہیں کس طرح تو دیا جاسکتا ہے۔"

وہ ایک اعلیٰ فوجی افسر کے داغ میں آئی۔ اسے مخاطب کیا وہ بھی حیران ہوا۔ "مرینا! تم میرے پاس آئی ہو؟ یقین نہیں آتا ہے۔"

"میں گمراہ ہوا وقت نہیں ہوں کہ واپس نہ آسکوں۔ میں وہ رہ کر ملک اور قوم کی خدمت کرنا چاہتی تھی لیکن مجھے فریاد کی آواز کا کہہ کر آپ سب کی نظروں میں محسوس کیا گیا ہے۔"

"کیا تم ہمارا شبہ دور کرنے آئی ہو؟"

"کوئی شش کھوں گی۔ اپنی چٹائی ثابت کرنے کے لئے خود آپ لوگوں کے سامنے پیش کھوں گی۔ لیکن جان لیوڈا فریو میرے دشمن ہیں۔ اگر انہوں نے مجھے نقصان پہنچایا تو آپ لوگ میری ذہانت اور ٹیلی بینٹ سے محروم ہو جائیں گے۔"

"ہم تمہیں وطن کی محبت میں اپنی فرض شناسی کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیں گے۔ اگر تم ہمارے لئے دباؤ دار ثابت نہ ہوئیں تو ہمیں تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا۔"

"میں آپ لوگوں کے تعاون سے ایسے ایسے کارنامے انجام دوں گی کہ آپ لوگ مجھے گٹے کا کرکھی سمجھیں گے۔"

"تم ہمارے لئے پہلے بھی قابلِ فخر نہیں۔ آئندہ بھی رہو گی۔ ہم تم سے ہر معاملے میں تعاون کریں گے۔"

"آپ مشورہ دیں، فی الحال مجھے اور کس پر بھروسہ کرنا چاہئے۔"

"میر خاں ہولی میں بہت دانشمند ہے۔ وہ تمہاری قدر کرے گا۔"

مرینا نے ہولی میں کے داغ پر دستک دی پھر اسے اپنا نام بتایا وہ بولا "تجربے سے تم آئی ہو؟"

وہ بولی "اگرچہ میں خطاوار نہیں ہوں میری ذہانت سے آج تک میرے ملک کو نقصان نہیں پہنچا۔ پھر بھی میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ معافی اس لئے کہ اگر میں آپ کے سامنے میں رہتی تو ورنہ میں ٹیلی بینٹ جاننے والے امرا نیل اور فریاد کی گود میں نہ پاتا۔"

"پتا کیوں دور تھیں؟ اب کیوں قریب آئی ہو؟"

مرینا نے وہی باتیں دہرائیں کہ دشمنوں نے اسے فریاد کی ٹیلی

"ٹھیک ہے۔ میں تمہارے لئے ایک خفیہ ٹیم تشکیل دوں گا اور تم کسی کی نظروں میں آئے بغیر کام کر رہی ہو گی۔"

"میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔"

"یہ میرے لئے سب سے خوشی کی بات ہو گی۔"

"آپ مجھے اپنے قریب کچھ اس طریقے سے رہنے کا موقع دیں کہ دو برسوں کو مجھ پر شبہ نہ ہو۔"

"میں ایک پرسنل سیکرٹری کے لئے اشتہار دے رہا ہوں، تم انٹرویو کے لئے آؤ پھر میری سیکرٹری بن کر رہو۔"

مرینا کو اپنے اس منصوبے میں کامیابی ہو رہی تھی۔ ایک تو وہ بڑے اچھے انداز میں انہیں اپنی طرف مائل کر رہی تھی۔ دوسرے وہ سب برابر نقصان اٹھاتے آ رہے تھے۔ ان کا کوئی ٹیلی بینٹ جاننے والا اس قابل نہیں تھا کہ اسے ہتھیار بنا کر انتقامی کارروائی کی جاتی اور اپنا نقصان پورا کیا جاتا۔ ایسے وقت مرینا امید کی کرن بن کر آئی تھی۔ اس کی ذہانت اور کارناموں کو سب تسلیم کرتے تھے۔ ایسی لڑکی ملک اور قوم کی خاطر ان کے سامنے میں نہ کرنا چاہتی تھی اور ان کے سامنے پیش ہونا چاہتی تھی پھر وہ کیسے اس کے ساتھ تعاون نہ کرتے۔ ہر ایک نے وعدہ کیا کہ وہ آئے گی تو اسے سب پر ظاہر نہیں کیا جائے گا اور گھر کے دشمنوں سے بھی اسے بچا کر رکھا جائے گا۔

جائے بلک لڑکی دوسری جال

ایک جلد میں دو کتابیں ۵ قیمت ۲۰ روپے

ایک جلد میں دو کتابیں ۵ قیمت ۲۰ روپے

ایک جلد میں دو کتابیں ۵ قیمت ۲۰ روپے

آج ہی طلب فرمائیے

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس ۲۳ کراچی ۱

کتابیات پبلی کیشنز پوسٹ بکس ۲۳ کراچی ۱

اس نے چند دنوں میں پانچ اعلیٰ حکام، دس اعلیٰ فوجی افسران اور چھ اہلکاروں کے بااثر افسران کو اپنا حمایتی بنالیا۔ پھر وہ سب ایک خفیہ میٹنگ کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے۔ مرثیہ نے ان کے سامنے اپنی ڈی کو پیش کیا۔ ان سے کہا "میں نے بہت عرصہ پہلے اپنے چہرے پر پلاسٹک سرجری کرائی تھی۔ جب سے اس چہرے کے ساتھ زندگی گزار رہی ہوں۔ جب ہم نمایاں کامیابیاں حاصل کرتے رہیں گے اور آپ لوگ مشورہ دیں گے کہ مجھے اعلیٰ چوہہ واپس لے آنا چاہئے تو میں پھر سرجری کراؤں گی۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

ہولی مین نے کہا۔ "درست ہے۔ میں معزز حاضرین کو بتا دوں کہ مرثیہ موجودہ مجلس میں میری پرستل سیکرٹری بن چکی ہے۔ آپ حضرات جب چاہیں گے، میرے ذریعے اس سے رابطہ کر سکیں گے اور اسے اپنے داخلوں میں بلا کر باتیں کر سکیں گے۔"

انہوں نے اس خفیہ اجلاس میں مرثیہ کو دوائیے کام دیے جن کا تعلق ٹیلی میٹھی سے تھا۔ وہ دراصل آنا جانا چاہتے تھے کہ ان کے درمیان اصل مرثیہ موجود ہے یا نہیں؟ مرثیہ نے اسی اجلاس میں وہ کردہ دونوں کام کر دیے۔ یہ ثابت کر دیا کہ وہ ڈی نہیں ہے ٹیلی میٹھی جانتی ہے۔

پھر اسی رات کوئی اس کے داغ میں آنا چاہتا تھا۔ ڈی نے سانس روک لی۔ دوسری بار سانس لی تو کسی نے آکر کہا "میں تمہارا دوست ہوں۔ مجھ سے باتیں کرو۔"

وہ بولی "سوری" میں کسی سے دوستی نہیں کرتی۔ اب بھی نہ آتا۔

اس نے سانس روک لی۔ اس وقت مرثیہ اس کے پاس نہیں تھی۔ تو یہی عمل کے دوران جو کہ اس کے ذہن میں نقش کیا گیا تھا۔ وہ بے اختیار روی کرتی تھی۔ جب مرثیہ نے آکر اس کے چور خیالات پر غصہ تو سمجھ گئی کہ ہولی مین دینو اسے آزار ہے ہیں۔ وہ اور زیادہ سے زیادہ ڈی کے داغ میں رہنے لگی۔

ایک بات معلوم ہو گئی کہ ہولی مین نے مرثیہ کو راز میں نہیں رکھا تھا۔ اپنا ایک ٹیلی میٹھی جاننے والا اس کے داغ میں بھیج رہا تھا۔ اور وہ ٹیلی میٹھی جاننے والا ان بات ہی با اعتماد شخص جان لہوڑا ہوا۔

گویا اس نے اپنوں پر بھی بھروسہ نہ کر کے دانشمندی کا بیوت دیا تھا۔ ہولی مین اور جان لہوڑا دو دھار کی کھواری طرح ڈی کے سر پر ٹنگ رہے تھے۔ لی حال ہی راستہ وہ گیا تھا کہ وہ کھوار کے سامنے میں رہ کر اپنی حب الوطنی اور دماغی تیزی ثابت کرتی رہے۔

ایک ہفتہ بعد ہم نے وہ زائرانہ سر مشین تیار کر دی۔ مارشل اور ہولی مین دینو نے تاج کی مکمل تحقیقات تک اس بات کو تقریباً پارہہ کھینچے تک چھپائے۔ چونکہ وہ ہولی مین کی پرسنل سیکرٹری تھی اس لئے اس سے بات چینی نہیں رہی۔ اس نے کسی تحقیقات

کے بغیر یقین کر لیا کہ یہ فراہ کی انتخابی کارروائی ہے۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی "پارس کو مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک لی۔ اس نے دوسری بار آنا جانا تو بولا "میں اس مصروف ہوں۔ ایک گھنٹے بعد آؤں۔"

اس نے پھر اسے داغ سے نکال دیا۔ یہ غصہ دلانے والی بات تھی۔ وہ اسے بالکل ہی اہمیت نہیں دیتا تھا۔ مطلب تھا۔ مطلب نکل جانے کے بعد وہ باتیں کرنے کے قابل بھی نہیں سمجھتا تھا۔ اس نے بڑی بے چینی سے وہ ایک گھنٹہ گزارا۔ پھر اس کے پاس آکر بولی۔ "میں سمجھتی ہوں، تم نے مجھ سے بات کیوں نہیں کی تھی۔ تم بہت بڑی واردات کے بعد مجھے یہی کئی جگہ تلاش کر رہے تھے۔"

"تم کس لئے آئی ہو؟"

"یہ بتانے کے لئے کہ تمہاری علیحدگی کا مقصد مجھ میں آیا ہے۔ اگر میرے ساتھ رہتے تو ہمیں مشین کو تباہ کرنے کی پلاننگ کا موقع نہ ملتا۔ اور میں تمہیں ہرگز ایسا نہ کہنے دیتی۔ مجھ سے دور جا کر تم نے میری محبت کا صلہ خوب دیا ہے۔"

"محبت کا نام نہ لو۔ خدا نے تمہیں اس نعمت سے محروم رکھا ہے۔ وضاحت کو، کس مشین کی بات کر رہی ہو۔ میں نے تو صرف تمہاری جوانی کی مشین تباہ کی ہے۔ اب میرے سوا کوئی نہیں نہیں پوچھے گا۔"

"میکو اس مت کرو۔ میں دوسری مشین کی بات کر رہی ہوں۔"

"کوئی دوسری مشین کی بات میرے پاس نہیں آئے۔"

"اب تو تم باتیں بناؤ گے۔ مٹی گن گن جیل میں اپنے خلاف کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ہے۔"

"اول تو کسی تباہی کا ذکر نہ کرو۔ کہنا ہی ہے تو پہلے یہ بتاؤ۔ جب فراہ دوپٹے پر تپائی لائی تھی تو تم میرے پاس کیوں نہیں آئی تھیں؟ کیا ہمدردی کے دوپٹے بھی نہیں بول سکتی تھیں؟"

"اس کا مطلب ہے 'فراہ دوپٹے کی تباہی کا انتقام لیا گیا ہے۔"

"تم اپنے طور پر کچھ بھی سوچ سکتی ہو۔ دیے ہماری انتخابی کارروائی ابھی شروع نہیں ہوئی ہے۔"

"میں ابھی بحث نہیں کروں گی۔ تمہیں یقین سے دشمن بھی نہیں کہوں گی۔ لیکن تھیش کے بعد جو بھی جرم ثابت ہوگا، اس کا اتنا برا انجام کروں گی کہ اس کا پ بھی اُسے نہیں چاسکے گا۔"

"اتنا زبردست چیلنج سن کر میں قہر قمر کا پ رہا ہوں۔ دیکھو دہشت کے بارے میری سانس رک رہی ہے۔ ہائے ہائے 'میری سانس رک گئی۔"

اس نے سانس روک لی۔ مرثیہ اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ بڑی مصیبت تھی، اسے ایسا مولا تھا۔ کتنے کسے پتو سے بھی جھکا نہیں سکتی تھی۔ اپنی ذہانت اور ٹیلی میٹھی سے مرعوب نہیں کر سکتی تھی۔ اپنے وسیع ذرائع سے خوفزدہ نہیں کر سکتی تھی۔ اُسے ایک بار پھر دھمکانے کی شدید خواہش تھی۔ پتا نہیں یہ خواہش کب پوری

رہی تھی کہ سامنے بیٹھی بین الاقوامی رابطے پر میری اور سونیا ہمتگو نے کئی۔ ہمتگو کے دوران اس نے خیال خوانی کے ذریعے لاپتہ میں سے کہا۔ "آپ دیکھ رہے ہیں یہ سونیا اور فراہ کتنی چالاکی ہیں۔ انہیں ہمارے ہیں۔ انہیں ہماری طرف سے مٹے تو جواب ملتا ہے۔"

"دیکھ نہ کرو۔ جب مارشل اسکرین پر آئے گا تو ان کی ایک بات کا ذکر کرے گا۔"

ایک گھنٹے بعد مارشل ڈی موراسکرین پر آیا۔ اس نے ابتدا میں بڑی محسوس اور چونکا دینے والی باتیں کیں۔ پھر چاکلہ بہت بڑی مٹی کر بیٹھا۔ اس نے اسکرین پر تمام دنیا والوں کے سامنے ایسی بے شک کی جیسے فراہ اس کے داغ میں زلزلے پیدا کر رہا ہو۔ پہلے تو رہتا ہے اسے سچ سمجھا۔ پھر مارشل کو فراہ سے بچانے کے لئے اس کے داغ میں پھنسی تو مارشل نے سانس روک لی۔

ظاہر ہوا کہ وہ ساری دنیا کو فریب دے کر فراہ کو خاتم ثابت کر رہا ہے۔ یہ بہت اچھی چال تھی۔ مرثیہ خوش ہو گئی۔ مشین کی تباہی الزام نہیں دیا جاسکتا تھا۔ لیکن یہ الزام اس سے بھی بڑا الزام تھا کہ فراہ کی طرف دہشت کا ہاتھ بڑھاؤ۔ وہ دنیا والوں کی پروا کئے بغیر مٹی کرتا ہے اور دماغی تکالیف میں مبتلا کرتا ہے۔

وہ دل ہی دل میں بولی "شبابش" مارشل ڈی موراس۔"

چند لمحوں کے بعد ہی شاباشی دینے والی سرما مٹی۔ مارشل پر یا نفسیاتی حملہ کیا گیا تھا کہ وہ غصے سے بے قابو ہو کر ایک ٹنگ کو مل گیا تھا اور نمائندے کی پائی لگے گئے تھا۔

یہ تماشا دیکھتے ہی مرثیہ کا سر شرم سے جھک گیا۔ اسے بڑی نرت سے توہین کا احساس ہو رہا تھا۔ میرے ایک نفسیاتی حملے کے نتیجے میں مارشل نے پوری امریکی حکومت کو فراڈ ثابت کیا تھا کہ یہ عمران دھماکے کے لئے دوستی کا ہاتھ بڑھا رہے ہیں اور جس سے ظاہر دوستی کرتے ہیں اسے دہرہ دشمن اور سب سے بڑا مخالف درخاتم ثابت کرنے کے لئے ایسی ہی چال بازیوں دکھاتے ہیں جیسے ارشل دکھا رہا تھا۔

مرثیہ نے دونوں باتوں سے سر پکڑ لیا۔ مجھے دشمن ثابت کرنے کا حربہ نام کام ہو چکا تھا۔ اس کے برعکس میرا پلان بھاری ہو گیا تھا۔ دنیا مجھے بے قصور اور مارشل کو قصوردار تسلیم کر رہی ہوگی اور اب اس الزام کو مٹانا مرثیہ اور اس کے بھڑوں کے بس میں نہیں تھا۔

اس نے ہولی مین کو مخاطب کر کے کہا۔ "مشین تباہ کرنے والے مشین گن جیل سے زیادہ دور نہیں ہوں گے۔ اسی اثیٹ لی انہیں تلاش کیا جاسکتا ہے۔"

"ہمارے جاسوس مشکوک افراد کو تلاش کر رہے ہیں۔ تم بتاؤ ماں فراہ کی جیل کے کتنے افراد ہوں گے؟"

"پارس اور اس کی دوسری ماں لپٹی یہاں ہیں۔ یہ دونوں ہزاروں عیار سے بیک وقت نہیں اڑا سکتے تھے۔ ان کے ساتھ کئی افراد ہوں گے اور ان میں فراہ کی جیلی کے مزید افراد ضرور ہوں گے۔ انہیں اتنی جلدی اس ملک سے جانے کا موقع نہیں ملا ہوگا۔ وہ ابھی یہاں سے نکل جانے کی کوشش میں ہوں گے۔"

"انٹرپورٹ" بندر گاہوں اور خشکی کے تمام راستوں کی سختی سے ناکہ بندی کی گئی ہے۔"

"یہ لوگوں کو فوراً حراست میں لیا جائے جو پورے گا کے ماہر ہوں۔"

"میں تم سے بھی کہنے والا تھا۔ تم اپنے ٹیلی میٹھی جاننے والے پال ہو پ کون کون ہمارے جاسوسوں کے داغوں میں آتے جاتے رہنے کو کہو۔ اور جان لہوڑا بھی اپنے ٹیلی میٹھی جاننے والوں کے ساتھ اسی کام میں مصروف ہے۔"

"میں بھی یہی فرائض ادا کروں گی۔ کوئی حساس داغ والا ہم سے بچ کر نہیں جائے گا۔"

"تم نے پارس کے ساتھ کچھ وقت گزارا ہے۔ یہ بتاؤ وہ یہاں کس طرح چھپ کر رہتا ہے۔ اپنے لوگوں سے کس طرح رابطہ کرتا ہے؟ کیسے آتے جاتے کے لئے اسے گاڑیاں کس طرح مل جاتی ہیں؟ وہ کیسے قرضے کے لئے بھی جاتا ہوگا۔ اس کی پسند کا مکان؟ اس کی پسند کا لباس اور اس کی کوئی مخصوص عادت بتاؤ۔"

"میں نے وہ پہلا شخص دیکھا ہے جو ہر پند سے بے نیاز رہتا ہے۔ جو مل جاتا ہے کھا لیتا ہے، جو میرو پسین لیتا ہے۔ میں نے اس کی کوئی خاص عادت نہیں دیکھی۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ ہر پہلا ہے۔ کسی عورت کے ذریعے وہ پہچانا جاسکتا ہے۔ اس کی ختانی میں مدھوش ہو جانے والی کوئی عورت ہی اس کے پاس ہونے کی گواہی دے سکتی ہے۔"

"کیا وہ ایسا ہی دل پیچیک عیاش ہے کہ اسے کوئی بھی عورت شکار کر سکتی ہے۔"

"نہیں، کسی لڑکی میں کوئی غیر معمولی بات ہو تو وہ اس میں دلچسپی لیتا ہے۔ میں نے اسے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ وہ قطعی عیاش نہیں ہے۔ اولک درے کا مطلب پرست ہے۔ کوئی بہت بڑا قاتلہ دیکھ کر کسی کی طرف مائل ہوتا ہے۔"

"ہاں تمہاری بات اس طرح سمجھ میں آئی ہے کہ اس نے جوڑ سے شادی کی کیونکہ ٹیلی میٹھی جانتی ہے۔ پھر اس نے ٹیلی میٹھی جاننے والی الپا کو چھان لیا۔ اس کے بعد تمہیں بھی قریب رہنا رہا ہے۔ اس کا طریقہ کار بتانا ہے کہ وہ ٹیلی میٹھی جاننے والی حسنا کس سے عشق کرتا ہے۔"

"واقعی آپ نے اس کے کردار کا صحیح تجزیہ کیا ہے۔"

"اگر یہ درست ہے تو میں ایک درجن لڑکیوں پر تو یہی عمل کراؤں گا۔ ان کے داغوں میں یہ نقش کرا دوں گا کہ وہ خیال خوانی

سے دوکے تم فوراً اسے گرفتار کرادو۔“

اس نے میرٹھا کی ہدایت پر عمل کیا۔ ایک افسر کے ذریعہ تھرا، جاسوس کے داغوں میں پہنچنے لگا۔ مرہٹے نے ہولی بین وغیرہ کو اسے ایک ٹیلی پیسٹی جانے والے وارنریک کے متعلق نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی اس کا معمول ہے اور جزیرہ یوٹوٹا میں رہتا ہے۔

اب اسے ایک ایسے ہی ٹیلی جیٹسی جانے والے ماتحت کی
مردوت تھی جس کے متعلق کوئی کچھ نہیں جانتا تھا۔ وہ اسے بہار
لانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لئے وہ اس کے دماغ میں پہنچی۔
بیشہ خاموشی سے اس کے اندر آتی تھی۔ ابھی تک اسے یہ فکر
نہیں آیا تھا کہ اس کے دماغ پر چپ چاپ حکمرانی کرتی ہے۔

اس وقت بھی وہ خاموشی سے اس کے چور خیالات دیکھنے لگی۔ پتا چلا وہ حاملہ کی محبت میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ بچکے دونوں اُس سے جو چنچائی غلطی ہوئی تھی اور حاملہ جیسی حیوانی، اُس نے جو صدمہ پہنچایا تھا اس کی تلافی کرنے کے لئے اس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور حاملہ سے شادی کر لی ہے۔

داررز کے اس عمل سے مرہٹا کے دماغ میں ایک جھرک لگا۔ وہ پارس کے ساتھ بے شمار راتیں گزار چکی تھی۔ کئی بار محبت سے اور جوانی کی اداؤں سے اسے سمجھا یا اور مٹایا کہ وہ یہ سائیت قبول کر کے اس سے شادی کر لے لیکن وہ فواد کا بچہ فواد ہی رہا اور اس سے غرا ٹکرا کر پاش پاش ہوتی رہی۔

اسے یہ سوچ کر غصہ آ رہا تھا کہ وارنر کیوں جبک گیا۔ اس لمحے کے پس پردہ یہ سوال تھا کہ آخر عالمک میں کیا بات ہے کہ ایک مہم کرنے والے کے لئے اپنا مذہب چھوڑنا اور میں ایسی مٹی گڑا رہا ہوں کہ پارس نے اپنا مذہب چھوڑنا تو دور کی بات ہے، اس نے مجھے ہی چھوڑ دیا۔

دارنر سندھ کے ساحل پر تھا۔ حائلہ کی کمر میں ہاتھ ڈالے
 مثل رہا تھا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت سے سرشار تھے۔ مہ
 نے حائلہ کے دماغ میں اگر قبضہ نہ کیا۔ اسے دارنر سے اپنا ہاتھ
 ہٹانے پر مجبور کیا۔ وہ بے چاری ہاتھ چھڑا کر اُس سے الگ
 ہو گئی۔ دارنر نے پوچھا ”کیا ہوا؟“

حاصلہ نے جواب نہیں دیا۔ پلٹ کر سمندر کی طرف پلٹا
 سمائنے لگی جیسے کمرے میں بیٹا جاکر چھٹانگ لگا جا رہی ہو۔ دارنر
 نے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے پکارا۔ ”حاصلہ! رک جاؤ! یہ
 نہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم ادھر کیوں جا رہی ہو؟“
 دھڑک گئی۔ پلٹ کر پوئی ”خبردار! میرے پاس نہ آنا۔ آؤ گے تو
 تم کمرے میں جلی جاؤں گی۔“

”یہ کیا حماقت ہے۔ ہمیں اچانک کیا ہو گیا ہے؟“
 ”مجھے یہ سوچ کر شرم آ رہی ہے کہ تم مضبوط ارادے والے
 روحانی ہو۔ مردودہ ہوتا ہے جو اپنا نظریہ اپنا عقیدہ اور اپنا مذہب
 میں بدلے۔ تم نے مذہب بدل کر خود کو میری نظروں سے کرا دیا۔“

”اگر ہم ایسے منصوبوں پر عمل کرتے رہیں گے تو ایک بھی دشمن یہاں سے ہٹ کر نہیں جاسکے گا۔ آپ نے جو جھاکہ وہ یہاں کس طرح چھپ کر رہتا ہے؟ ہمیں اس کے ساتھ نیوٹارک، واٹکین اور شکاگو میں وہ چکی ہوں۔ اس کے ساتھ جہاں بھی مٹی پہلے سے کوئی بنگلا یا کینجیئر ہو اس کے لئے تیار کیا۔ اس کے ذرائع اتنے وسیع ہیں کہ وہ بائیس منٹ کے اندر ہمارے جہاز تبدیل کر لیتا ہے۔ ہر شہر میں پتا نہیں کتنے کیراج ہیں جہاں سے وہ کاروں نکال کر وقت ضرورت استعمال کرتا ہے۔ دنیا کے تمام ممالک اور تمام شہروں میں فرادے کے بے شمار آئند کار ہیں جو پاس کے لئے خدمات انجام دیتے ہیں۔“

”گھر کا بھائی لٹکا دھانے“ یہ کماؤت مرہٹا پر صادق آ رہی تھی۔ وہ اب تک جتنی راکٹس کا ہول میں اس کے ساتھ نہ چکی تھی اور جتنے گجراتی رکھ چکی تھی، اب ان کے بچے ہولی من کو بتا دے۔ یہ بھی بتاؤ کہ پارس اپنی جیوں میں اکثر بیڑی میڈ میک اپ کا سامان رکھتا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اپنا چوہ بدل لیتا ہے۔ لہذا ایسے لوگوں کو بھی گرفتار کیا جائے جو اپنے پاس بیڑی میڈ میک اپ کا سامان لئے پھرتے ہیں۔

ہولی میں نہ تھا۔ ”تم نے پارس کے حلیے میں جیتی کام کی باتیں بتائی ہیں انہیں ذریعہ بنا کر اسے تلاش کیا جائے گا ویسے سب سے کار آمد طریقہ یہی ہے کہ ہمارے جتنے ٹیلی جینیٹک جانتے والے ہیں، وہ تمام جاسوس کے دماغوں میں موجود رہا کریں۔“

”یہ شک فراہد کی ٹیلی میں سب ہی یوگا کے ماہر ہیں۔ ہمارے ٹیلی جینیٹک جانتے والوں کی آمد پر جو سانس روکے گا، وہ ضرور فراہد سے تعلق رکھنے والا شخص ہوگا۔“

اس نے پال ہو پکن کے دماغ میں آکر کہا۔ "ہمیت دونوں سے بیکار بیٹھے ہو گئی، مصروفیت میں ہے۔"
 وہ بولا "تم نے مجھے اپنا تاجدار بنا کر مجھ سے میری آزادی چھین لی ہے۔ تمہارا حکم ہو تا ہے تو میں چار دیواری کے باہر جا کر آزاد دنیا کو دیکھتا ہوں ورنہ یہاں قید رہتا ہوں۔"

”میں تمہیں آزاد کرتی ہوں۔ ایک نمبر ڈالیں کرو، یہ ٹیلیفون کے ایک انفرکٹ نمبر ہے۔ اس کے ذریعے اس کے تمام سخت جاسوسوں کے دماغوں میں جاتے رہو۔“

”مجھے کیا ہے؟“

”ہمارے یہ تمام جاسوس دشمنوں کو تلاش کر رہے ہیں۔
دشمنوں کی خاموشی بچانے کے لیے وہ اپنی سوچ کی ہر لمحہ محسوس
کرتے ہی سانس روک لیتے ہیں۔ جو شخص ہمیں داغ میں آنے

میں شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ مگر تمہاری جگہ میں ڈوب مرنا

وہ قریب آنے سے منع کر دی تھی۔ ڈوب جانے کی دھمکی
 دی تھی۔ اب اس کے قریب جانے کا ایک ہی راستہ تھا۔ وہ
 آل خوانی کے ذریعے اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے خیالات
 سنے لگا۔

پتا چلا، وہ اپنے اندر متقی خیالات سے لاری ہے۔ ابھی جو کہ
ی ہے وہ کہہ نہیں چاہتی۔ جو کہہ رہی ہے، وہ کہہ نہیں چاہتی۔
کرب اختیار کر رہی ہے۔ وہ اپنے آپ میں نہیں تھی۔
جب اسے یقین ہو گیا کہ کوئی انجانی قوت اسے بے چاری کو
دور کر رہی ہے تو اس نے پوچھا۔ ”کون ہو تم؟“
مرنے نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا۔ ”کیا تم میری سوچ کی
دل کو محسوس کر رہے ہو؟“

داراز نے پریشان ہو کر چاروں طرف یوں دیکھا جیسے بولے
 لی کو رکھنا چاہتا ہو۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کوئی اس کے دماغ
 میں آسکتا ہے اور وہ اسے محسوس نہیں کر سکتا۔ ایک سوال پیدا
 ہوا کیا میری ہونٹوں کی صلاحیتیں ختم ہو چکی ہیں؟

مرتا ہے کہا۔ ”نہیں، آج بھی تمہارا داغ حواس ہے۔ تم
 الی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک سکتے ہو لیکن
 پرانی نہیں ہوں۔ تمہاری زندگی کی مالک ہوں۔ تمہارے داغ
 حکومت کرتی ہوں۔“

”تم نے میرے دماغ میں کیسے جگہ بنائی؟ کب مجھ پر عمل کیا“

”ایک عرصہ گزر چکا ہے۔ تمہیں کب غلامی کی ذنجیریں پھینکانیں گی؟ یہ بتانا ضروری نہیں سمجھتی۔ اتنا ہی سمجھ لیتا کافی ہے کہ ہمارے گلے کا پھندا میرے ہاتھ میں ہے۔ جب چاہوں گی تمہیں آزادی کی سولی پر چڑھا دوں گی۔“

”تمہیں میری شریکِ حیات ہے کیا دانش ہے؟“
 ”دانش تو تم سے بھی نہیں تھی۔ اسی لئے اس جزو سے میں
 تمہیں آزاد چھوڑ دیا تھا۔ سوچا تھا، کبھی ضرورت ہوگی تو جیسر
 استعمال کروں گی۔ آج تمہارے ملک کو تمہاری صلاحیتوں کی
 ضرورت ہے۔ میں تمہیں لینے آئی تھی تا جلا طم نے اس مسلمان
 لڑکی کی خاطر اپنا مذہب چھوڑ دیا ہے۔ کیا ایسا کرتے ہوئے جیسر
 راجہ جی شرم نہیں آئی؟“

”میں بہت شرم والا ہوں۔ ایک لڑکی کی شرم رکھنے کے لئے
میں نے جو بھی کیا اس پر مجھے غرہ ہے۔ تمہیں میرے ذاتی معاملات
میں دخل نہیں دینا چاہیے۔“

”جس پر میں حکومت کرتی ہوں“ اس کا پھر کوئی ذاتی معاملہ نہیں رہتا۔ تم آج ہی یہاں سے نکلو گے۔ میں ایک بلی کا کڑیہاں

مے میں تمہیں گائیڈ کرتی رہوں گی، اس کے مطابق تم جلد سے جلد نیا راک آؤ گے۔“

”میں انکار کروں گا تو تم میرے دماغ پر قبضہ جالو گی۔ میری ایک بات مان لو۔ میں جہاں جاؤں گا، حائلہ میرے ساتھ رہے گی۔“

”میں اس لڑکی کو معاف نہیں کروں گی جس کی خاطر تم نے
ہمارا سر جھکا دیا ہے۔“

”پلیز“ انتقام لینے کا خیال دل سے نکال دو۔“
 ”ایک شرط پر اسے معاف کر دوں گی۔ تم اپنے مذہب کی طرف
 لوٹ آؤ اور معاملہ سے کسوڑہ نہ بایت قبول کر لے۔“

وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا کیا کرے؟ وہ اس کا معمول تھا، اس کی مرضی کے خلاف معاملہ کو کسی بھی طرح تحفظ نہیں دے سکتا تھا۔ وہ جب چاہتی اس لڑکی کو خود کسی پر مجبور کر سکتی تھی۔

وہ معاملہ کو بے بسی سے دیکھتے ہوئے بولا۔ ”کیا تم سمجھ رہی ہو کہ ہم پر اچانک کیسی افتاد آپڑی ہے؟“

وہ اثبات میں سرلا کر پولی "ہمارے ساتھ کوئی غیر معمولی بات ہو رہی ہے۔ ابھی میں نہ جانتے ہوئے بھی تمہارے مذہب تبدیل کرنے کے خلاف بول رہی تھی اور خواہ مخواہ کمرے پانی میں ڈوبنے جاری تھی۔ مجھے تناؤ "ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

”میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ٹیلی ویژن جانتی ہوں لیکن یہ نہیں

کتابخانه زمستان

جانتا تھا کہ کوئی عورت اسی علم کے ذریعے میرے دماغ پر قبضہ بنا چکی ہے۔ اس نے مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ وہی تمہارے دماغ پر بھی چھا جاتی ہے۔ وہ جب چاہے گی، تم دونوں کو بے موت مرے پر مجبور کر دے گی۔

”اسے ہم سے کیا دشمنی ہے؟“

”وہ میرے مذہب تبدیل کرنے پر ناراض ہے۔ اس کی سزا ہمیں بھی دینا چاہتی ہے۔“

حاملہ نے کہا۔ ”جسے تم سزا کہہ رہے ہو میں اسے بہت بڑا انعام سمجھتی ہوں۔ میرا خدا اپنے بندوں کو ایسی ہی آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے۔ میں دین اسلام کو کھٹے لے لگائے سمندر میں کودوں گی۔ میری پروا امت نہ کرے۔ تمہارے جیسے نیک انسان کو نیلی پٹنٹی کی صلاحیتوں کے ساتھ زندہ رہنا چاہیے۔“

”تم نے مجھے اپنی نیکی اور شرافت سے جیت لیا اور یہ عورت بدی اور جبر سے میرا راستہ بدلنا چاہتی ہے۔ میں قسم کھاتا ہوں، جیوں گا تمہارے ساتھ، مردوں کا تمہارے ساتھ۔ ہو سکتا ہے یہ عورت مجھے مرنے نہ دے لیکن کب تک مجھ پر حاوی رہے گی۔ ایک لمحے کے لئے بھی مجھے موقع ملا تو میں اپنی جان بے دروں گا۔“

مرتا اس کی بات سن رہی تھی۔ اس کے چور خیالات پڑھ کر اس کی مستقل مزاجی اور وقت ارادی کو سمجھ رہی تھی۔ اس نے سوچا، بیشہ جزا کام نہیں لے سکے گی۔ خلاف توقع کوئی ایسی بات ہو سکتی ہے کہ دارن کو خود کشی کا موقع مل جائے تب وہ اپنے ایک خیال خوانی کرنے والے سے محروم ہو جائے گی۔ ایک ایک کر کے تمام نیلی پٹنٹی جانے والے اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اب اسے قابو میں رکھنے کے لئے اپنے دو بچے میں تمویزی سی نری پیدا کرنا ضروری تھا۔

اس نے سوچ کر دارن سے کہا۔ ”میں ایک شرط پر تمہاری شریک حیات حاملہ کو معاف کروں گی اور اسے تمہارے ساتھ نیا دارک جانے دوں گی۔“

”میں حاملہ کی خاطر تمہاری ہر شرط مان لوں گا۔“

”تم جب تک اپنے مذہب کی طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے اس وقت تک حاملہ کے بدن کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ اس کے اور تمہارے درمیان تمہارا فاصلہ رہا کرے گا۔“

”مجھے منظور ہے۔ میں حاملہ کی سلاحتی چاہتا ہوں۔ اس کے سامنے نہ کر اس کے ساتھ ساتھ نہ کر بھی اس کی جدائی برداشت کرتا رہوں گا۔“

وہ مرتا سے ہونے والی گفتگو حاملہ کو سنا جا رہا تھا اور وہ موجودہ حالات کو سمجھتی جا رہی تھی۔ مرتا دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ کچھ دیر تک سوچتی رہی پھر اس نے اپنے ملک کے وزیر خارجہ کو فون کیا۔ اس کے سیکریٹری نے ریسپور انکار کو پوچھا۔ ”ہیلو مکون

مرتا نے ریسپور رکھ دیا۔ پھر سیکریٹری کے دماغ میں پہنچا۔ ہیلو مکون کہہ رہا تھا۔ مرتا نے اس سے فون بند کر لیا پھر انٹرمیٹ امریکی سفیر کے نمبر معلوم کئے۔ اسے ہاٹ لائن پر رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ جب رابطہ ہو گیا اور دوسری طرف سے امریکی سفیر کی آواز سنائی دی تو وہ خیال خوانی کی چھلانگ لگا کر اس کے دماغ میں انفریو پہنچ گئی۔

وہ ریسپور کان سے لگائے کہہ رہا تھا۔ ”بہت اہم منٹکون ہوؤ بعد میں رابطہ کرو۔ میں اپنے ایک معزز مہمان کا استقبال کرنے جا رہا ہوں۔“

مرتا اس کے ذریعے ایک ہیلی کاپٹر کی آواز سن رہی تھی۔ وہ ریسپور رکھ کر تیزی سے چلتا ہوا رانٹش گاڑے کے باہر آ رہا تھا۔ رانٹش گاڑے کے سامنے ایک کھلی جگہ پر ہیلی کاپٹر اتر گیا تھا۔ گردش کرتا ہوا پگھلا آہستہ آہستہ ختم رہا تھا۔ وہ سفیر کے ذریعے ایک ہیلی کاپٹر کا انتظام کرنے آئی تھی۔ اب اتفاق سے ایک ہیلی کاپٹر آ گیا تھا۔ سفیر سے اس سلسلے میں کچھ کنٹرا ضروری نہیں رہا تھا۔ یوں بھی وہ کسی کے علم میں لائے بغیر وارن کو نیا دارک لانا چاہتی تھی اور اس کی یہ خواہش پوری ہو رہی تھی۔

آئے والا مہمان امریکی سفیر سے معاف کر رہا تھا۔ اس نے رسی منٹکون کے بعد پائلٹ سے کہا۔ ”ہیلی کاپٹر یہاں رہے۔ تم آرام کرو۔ ہم ایک گھنٹے بعد جاؤں گے۔“

پائلٹ نے جواب دیا۔ ”سر! یہاں میرا ایک قریبی عزیز ہے۔ اجازت ہو تو میں آدھے گھنٹے میں اس سے ملاقات کر کے آ جاؤں گا۔“

”ٹھیک ہے، جاؤ۔“

وہ مہمان امریکی سفیر کے ساتھ اندر آیا۔ اسے ہیلی کاپٹر کے پیچھے کی گردش کرتی ہوئی آواز سنائی دی۔ پہلے تو اس نے توجہ نہیں دی۔ پھر حیرانی سے کہا۔ ”کیا یہ پائلٹ اپنے عزیز سے ملنے ہیلی کاپٹر میں جا رہا ہے؟“

وہ تیزی سے چلتا ہوا پھر پر آیا۔ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو چکا تھا۔ وہ نیچے سے ہاتھ ہلا کر چلاتے ہوئے بولا کہ ”اے! ہم نیلی کاپٹر کہاں لے جا رہے ہو؟ نیچے آؤ۔ نیچے آؤ۔“

وہ دونوں ہاتھوں سے اسے نیچے آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔ نیچے کے شور میں اس کی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ پائلٹ مرتا کی مرضی کے مطابق پرواز کرتا ہوا دور جا چکا تھا۔ امریکی سفیر کے مہمان نے تیزی سے اندر آ کر فون کا ریسپور انگیٹھا۔ پھر انٹرمیٹ فرائس کے ایک سفارتکار سے رابطہ قائم کر کے بولا ”میں فرائس کی وزارت خارجہ کا سیکریٹری بنی رہا ہوں۔ میرا پائلٹ میری اجازت کے بغیر ہیلی کاپٹر یہاں سے لے گیا ہے۔ یہ کوئی بالی جینک کا حاملہ ہے۔ فرائس کی انٹیلیجنس کے چیف کو صورت حال سے آگاہ کر۔“

انٹرمیٹ رہنے والے سفیر نے فرائس کی انٹیلیجنس کے چیف کو فون کیا۔ اس کے سیکریٹری نے ریسپور انکار کو پوچھا۔ ”ہیلو مکون

حاصل کرنے کے بعد اس کی فائل میں اس کی تصویر دیکھی۔ پھر فون پر سلمان سے رابطہ کر کے کہا۔ ”مسٹر سلمان! ہمارے قانون سیکریٹری کا ایک ہیلی کاپٹر اپنی جگہ کیا گیا ہے۔ میں پائلٹ کی تصویر بھیج رہا ہوں۔ آپ پلیز اس کے دماغ میں پہنچ کر صحیح حالات معلوم کریں۔“

اس نے ایک افسر کے ذریعے تصویر بھیج دی۔ سلمان نے اس تصویر کو غور سے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں جھانکا پھر چشمہ زدن میں اس پائلٹ کے اندر پہنچ گیا۔ خاموشی سے اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا اس کا دماغ اپنے قابو میں نہیں ہے اور وہ اپنی مرضی کے خلاف اس ہیلی کاپٹر کو کہیں لے جا رہا ہے۔

سلمان نے اس کی سوچ میں سوال کیا۔ ”آخر میں کہاں جا رہا ہوں؟“

اس کے دماغ میں کسی نے نہیں بتایا کہ منزل کہاں ہے؟ سلمان انتظار کرنے لگا۔ آخر وہ ایک جزیرے پر اترے گا۔ سمندر کے ساحل پر دور دراز جگہ پر اترے گا۔ وہاں کھڑے ہوں گے۔ جب ہیلی کاپٹر ساحل کی زمین پر اتر گیا تو وہ دونوں دوڑتے ہوئے آکر اس میں سوار ہو گئے۔ دارن نے سلائیڈنگ دروازے کو بند کر کے ہوائی پائلٹ سے پوچھا۔ ”ہم کہاں جا رہے ہیں؟“

مرتا نے پائلٹ کی زبان سے سخت لہجے میں کہا۔ ”ایک بار کہہ چکی ہوں۔ بار بار نہ پوچھا کرو۔“

”تم نے نیا دارک جانے کو کہا تھا۔ اتنا طویل سفر ہیلی کاپٹر کے ذریعے کیسے ہو گا؟“

”ماہقانہ باتیں نہ کرو۔ اتنی عقل مجھ میں ہے۔ میں انفریو تک ہیلی کاپٹر میں لے جاؤں گی۔ پھر وہاں تمہاری شناخت تبدیل کرنے کے بعد کسی طیارے میں تم دونوں کی سینیٹر ریزوڈ کر اس کی۔“

یہ گفتگو سن کر سلمان کے سامنے تمام معلومات واضح ہو گئے۔ وہ جانتا تھا کہ دارن بیک جزیرہ پونیا میں ہے اور ہم نے دارن کو مرتا کے حوالے کیا تھا۔ مرتا بہت پہلے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا چکی تھی۔ سلمان مزید معلومات کے لئے حاملہ کے دماغ میں گیا۔

اس کے خیالات پڑھنے سے یہ نئی بات معلوم ہوئی کہ دارن نے اسلام قبول کیا ہے اور یہ بات مرتا کو ناکوار گزری ہے۔ پہلے تو وہ حاملہ کو مار ڈالنا چاہتی تھی۔ پھر یہ باندی حاملہ کی کہ جب تک دارن یہ عیسائیت کی طرف لوٹ کر نہیں آئے گا تب تک وہ دونوں میاں بیوی کو تنہائی میں ملنے نہیں دے گی۔

یہ علم تھا۔ دونوں مرتا کے فٹے میں تھے۔ مرتا کی گرفت اور تور انہیں یلین دلا رہے تھے کہ اب وہ جیتنے کی بھی ایک دوسرے کے قریب نہیں آسکیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رہیں گے۔ سامنے رہیں گے اور ایک دوسرے کو کچھ دیکھ کر تڑپے رہیں گے۔

سلمان نے میرے پاس آکر یہ تمام روداد سنائی۔ میں نے کہا۔ ”کسی نے دارن پر جبر نہیں کیا کہ وہ اسلام قبول کرے۔ آئین گواہ ہے کہ اسلام تلوار اور جبر سے نہیں، محبت اور ہدایات سے پھیلا ہے۔“

سلمان نے کہا۔ ”مرتا کا خمد بے جا ہے۔ مذہب ایک ذاتی معاملہ ہے اور دل سے تعلق رکھنے والا عقیدہ ہے۔ اگر حاملہ عیسائیت قبول کرتی تو ہم انتہائی کارروائی نہ کرتے۔ اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے پر مجبور نہ کرتے۔ خدا یہ نہیں چاہتا کہ کسی کو زبردستی جھکا جائے۔ مسجد کی دایزہ وہاں چرچ کا دروازہ نہ بننے والے سراپے ذاتی عقیدے اور محبت سے جھٹکتے ہیں۔“

”مرتا کا غور اور فروغیت انتہا کو پہنچ رہی ہے۔ میں اس کا دماغ درست کر دوں گا۔ تم پارس، علی تیمور اور ثانی کا خیال رکھو اور ان کی خیریت سے آگاہ کرتے رہو۔“

سلمان چلا گیا۔ میں مرتا کے دماغ میں گیا۔ وہ خود کو ہاتھ قاتل تفسیر سمجھتی تھی۔ اس کے دہم و گمان میں مجھ نے تھا کہ میں اس کے دماغ پر قبضہ بنا چکا ہوں۔

میں نے سونیا کے لب و لہجے میں اس پر توجہ عمل کیا تھا اور اس کے دماغ میں یہ بات نقش کرائی تھی کہ وہ سونیا کی سوچ کی لہروں کو اپنے اندر محسوس نہیں کرے گی۔ میں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ دشمن میری یا سلمان وغیرہ کی آواز اور لہجہ اختیار کرے کسی بھی اس کے دماغ میں آسکتے تھے لیکن یہ بھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ سونیا کے لیے سے مرتا کے دماغ کے اندر راستہ بن سکتا ہے۔ کیونکہ سونیا نیلی پٹنٹی نہیں جانتی تھی۔ جب خیال خوانی نہیں کرتی تھی تو اس کی سوچ کا لہجہ مرتا کے اندر بھلا کیسے پہنچ سکتا تھا۔ میری اس حکمت عملی سے مرتا بھی محفوظ تھی۔ ورنہ مجھے یقین ہے کہ دشمنوں نے ہم میں سے کسی کا لہجہ اپنا کر اس کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی ہوگی اور کام رہے ہوں گے۔

وہ پائلٹ کے دماغ میں تھی۔ میں اس کے دماغ میں تھا۔ اس کی سوچ تیار رہی تھی کہ وہ حاملہ اور دارن کو پہلے انفریو پہنچائے گی۔ چونکہ سفر طویل تھا۔ وہ تین گھنٹے بعد وہاں پہنچنے والے تھے۔ اس لئے میں مرتا کی موجودہ مصروفیات کے متعلق معلوم کرنے لگا۔

معلوم ہوا کہ اس نے چند اعلیٰ کام اور فوجی افسران کا اعتماد حاصل کر لیا ہے۔ سفیر خاص ہوئی ہیں اس کا سرپرست بن گیا ہے۔ اب وہ ایک خفیہ تنظیم بنا کر اپنے ملک کے مٹاؤ کے لئے کام کر رہی ہے اور اس کی دانست میں ملک کا مفاد ایسی ہی تھا کہ میں اپنی پوری فیملی کے ساتھ باہر ہوا ہوں۔

پارس، علی تیمور اور دونوں ثانی کو گھیر کے لئے ہر ممکن کوشش شروع کر دی گئی تھی۔ امیں دشمنوں کو علی تیمور اور سونیا ثانی کی وہاں موجودگی کا علم نہیں تھا لیکن جو طریقہ کار وہ اختیار کر رہے تھے، اس کے نتیجے میں وہ گرفتار ہو سکتے تھے۔

”یہ رپ اور امریکا میں کوئی جبر کسی عورت کو حاصل نہیں کرتا۔ ایسے بد معاش دنیا کے تمام ملکوں میں ہوتے ہیں۔ اور میں اپنی حائل کے قریب آنے والوں کو سزا دینا چاہتا ہوں۔“

اس نے شرمیں بچ کر ایک جگہ گاڑی چھوڑ دی۔ حائل کے ساتھ پیدل چلا ہوا مختلف راستوں اور گلیوں سے گزرتا ہوا ایک ہوٹل میں پہنچا۔ کاؤنٹر پر اپنا اور حائل کا نام لکھوایا۔ لبنان کی خانہ جنگی کے باعث مسلمان وہاں سے فرار ہو کر سرحد پار کر کے ترکی کے مختلف شہروں میں پناہ لینے آئے تھے۔ ان پناہ لینے والوں کے متعلق زیادہ انکوائری نہیں ہوتی تھی۔ حائل اور وارنر سے بھی زیادہ سوالات نہیں کئے گئے۔ انہیں رات گزارنے کے لئے ایک کمرہ مل گیا۔

رات گزر رہا بھی ایک مسئلہ تھا۔ حائل نے کمرے میں آکر کہا ”یہ ایک کمرہ ہے اور وہ بلا ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ صبح کمرے نہیں دے گی۔“

وہ بولا۔ ”میں دوسرے حاصل کرتا تو ہوٹل والوں کو شبہ ہوتا کہ تم میری بیوی نہیں ہو۔ پھر راستے میں بد معاشوں سے پالا پڑ چکا ہے۔ ایک حسین لڑکی تمہارے میں رہے تو دور تک بد معاشوں کو اس کی خوشبو مل جاتی ہے۔“

مرتا نے کہا۔ ”تم دونوں اسی کمرے میں رہو گے۔ لیکن الگ الگ نیند پوری کرو گے۔“

”تمک ہے۔ میں صوفے پر سو جاؤں گا۔“

حائل نے کہا ”میں تم بستر آرام سے نیند پوری کرو۔ میں موزوں پر رات گزار لوں گی۔“

مرتے نے کہا۔ ”تم دونوں بستر لیٹ جاؤ۔ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ میں تمہیں سلا کر دوسرے کمرے کے لئے جاؤں گی۔“

وہ دونوں بستر لیٹ گئے۔ مرتا نے کہا۔ ”صبح تک گہری نیند میں رہو گے تو کسی کو قربت کی آغوش اور جوانی کے جذبے نہیں ستائیں گے۔ آنکھیں بند کرلو۔“

دونوں نے ایک دوسرے کو حسرت سے دیکھا۔ پھر آنکھیں بند کر لیں۔ مرتا نے ٹیلی بیجی کے ذریعے پہلے حائل کو سلا یا۔ وارنر اپنے دماغ کو ہدایت دے کر سوئے گا عادی تھا۔ مگر آج اس کا معمول تھا۔ اپنی مرضی سے سو سکتا تھا نہ جاگ سکتا تھا۔ مرتا نے اس کے دماغ میں آکر حکم دیا کہ وہ گہری نیند سو جائے گا اور صبح بچے سے پہلے بیدار نہیں ہوگا۔ وہ حکم کا بندہ تھا، جلدی سو گیا۔

میں مرتا کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ اس نے سوچا تھا وہ پھر آدھے گھنٹے بعد دونوں کے اندر آئے گی اور خاموشی سے معلوم کرے گی کہ کوئی دشمن ان کے دماغوں میں چھپا ہوا تو نہیں ہے۔ اگر کوئی چھپ کر ان پر عمل کرنا چاہے گا تو یہ اس کا تو ذکر ہے گی۔

وہ دائمی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو کر بستر لیٹ گئی۔ صبح سے خیال خوانی کرتے کرتے تھک گئی تھی۔ اور ابھی شاید دوسرے

گئے۔ مرتا پائلٹ کے ذریعے پہلی کاہڑ کو کیس دور لے گئی۔ وارنر سے یہ کہہ گئی ”میرا انتظار کرو۔ اگر کسی گاڑی میں لفٹ مل جائے انفرجہ کے کسی بڑے ہوٹل میں پہنچو میں جلدی واپس آؤں گی۔“

اس کے جانے کے بعد حائل نے وارنر سے کہا۔ ”بھگوار اور پابندیاں ایسی بھی ہوتی ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں ہتھیار اور بیروں میں بیڑیاں نہیں ہیں۔ پھر بھی تم قیدی ہیں۔ ہمارے اطراف چار دیواری نہیں ہے۔ ہاتھ پاؤں آزاد ہیں پھر بھی کیس بھاگ کر نہیں جاسکتے۔ یہ ٹیلی بیجی تو عذاب ہے۔“

وہ بولا ”شیطان صفت لوگوں نے اسے عذاب بنا دیا ہے۔ اگر ہم نے کسی کا دل نہیں دکھایا ہے، ہماری نیت اچھی ہے اور عبت جی ہے تو خدا ہمیں اس مصیبت سے ضرور نکالے گا۔“

ان کی باتوں کے دوران ایک گاڑی آتی ہوئی دکھائی دی۔ اس میں دو سلاخ آویٹھ ہوئے تھے۔ وارنر کو لفٹ مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ آدھی رات کو ایک حسین لڑکی دیکھ کر انہوں نے خود ہی گاڑی روک دی۔ پھر دونوں باہر آئے ایک نے پوچھا۔ ”کون ہو تم لوگ؟“

دوسرے نے کہا ”یار تمکو چاہا ہے۔ یہ کون ہیں؟ کوئی بھی ہیں ہمیں کیا لینا ہے۔ بس یہ حینہ کافی ہے۔“

اس نے حائل کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وارنر نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کر دیا۔ پھر دوسرے کو بھی کئی سزا دی۔ جب اس نے دونوں پر اس سزا کو دہرایا تو وہ بے ہوش ہو گئے۔ میں خاموش قماشانی بن کر رہا۔ اگر ان کی مدد کرتا تو مرتا واپس آکر ان کے دماغ سے معلوم کر سکتی کہ کسی نے ان کی مدد ہے۔

وہ دونوں اس گاڑی میں بیٹھ کر شرم کی طرف جانے لگے۔ مرتا نے واپس آکر وارنر کے خیالات پڑھے۔ پھر کہا۔ ”تم نے گاڑی والوں کو بے ہوش کیا اور انہیں زندہ چھوڑ کر چلے آئے۔ یہ تم تک تمہارے لئے مصیبت بن جائیں گے۔“

وارنر نے کہا۔ ”میں خواہ مخواہ کسی کی جان نہیں لے سکتا تھا۔“

”ایسے نیک فرشتے بن کر رہو گے تو دشمن جیس جلدی جنم میں پہنچا دیں گے۔“

حائل سوچ کے ذریعے ہونے والی باتیں نہیں سن رہی تھی۔ وہ سوچ رہی تھی۔ پھر وہ لگی۔ وارنر نے پوچھا ”کیا ہوا؟“

”آج اس بد معاش نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہے۔ یہ کتنے شرم کی بات ہے۔“

مرتے نے اس کے دماغ میں آکر ناگوار سے پوچھا۔ ”کیا تمہارا ہاتھ بہت پاکیزہ ہے؟ کوئی دوسرا چھو نہیں سکتا؟“

پھر وہ وارنر سے بولی ”تم نے پچھلی صدمہ کی کسی عورت سے شادی کی ہے۔ یہ تمہارے ساتھ امریکا میں کیسے رہے گی۔ کوئی اسے آغوش دے، لے گا تو تمہارا کمرہ مٹاے گا۔“

میں نے سلمان، سلطانہ اور بلی کو مخاطب کر کے کہا۔ ”ہمارے تینوں بچے خطرات میں گھرتے ہوئے ہیں۔ یہ کسی دشمن ٹیلی بیجی جانے والے کو براہ میں آنے سے روکیں گے تو یوگا کی سمارت سے بچان لے جائیں گے۔“

بلی نے کہا۔ ”اگر سانس نہیں روکیں گے تو ان کے دماغ دشمنوں کے لئے کھلی کتاب بن جائیں گے۔“

میں نے کہا۔ ”بچاؤ کا ایک ہی راستہ ہے۔ ان کی شخصیت تبدیل کر دی جائے۔ ترکیبی عمل کے ذریعے ان کی یادداشت سے پچھلی زندگی مٹا دی جائے۔ ان کے دماغ حساس نہ رہیں۔ دشمن اگر ان کے چور خیالات پڑھیں تو انہیں ہمارے بچوں کی کوئی شناخت نہ ملے۔ وہ نام سے شرمی تسلیم کئے جائیں۔“

سلطانہ نے کہا ”ہم نے مرتا کو کئی طرح چاہا۔ متعدد ٹیلی بیجی جانے والے اس کے حوالے کر دیے۔ پارس نے کئی بار اس کی جان بچائی۔ اسے دشمنوں کی قید میں جانے نہیں دیا۔ ان بھتیوں اور مہربانیوں کا صلہ وہ ہمیں دے رہی ہے۔“

بلی نے کہا۔ ”ہم اسے باعث رحمت بنانا چاہتے تھے وہ رحمت بن گئی ہے۔“

سلمان نے کہا۔ ”اس پر نکتہ چینی کرنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ تو پہلے ہم اپنے بچوں کو تحفظ فراہم کریں۔“

وہ اپنے فرائض ادا کرنے چلے گئے۔ خدا ہم پر مہربان ہے۔ مرتا کی ایک غلطی نے ہمیں حائل اور وارنر تک پہنچا دیا تھا۔ ان بچاؤ کے مسائل کے ساتھ ہمیں اپنے بچوں کے خلاف مرتا کے نئے منصوبوں کا علم ہو گیا تھا۔

اس سے غلطی یہ ہوئی تھی کہ وہ جلد بازی میں پہلی کاہڑ کے پائلٹ کو اغوا کر کے لے گئی تھی۔ اس نے سوچا تھا ”اے امریکی سفیر کے پاس آنے والا مہمان کوئی اپنا ہی ہوگا۔ جبکہ وہ فرائضی تھا اور اس نے مختلف ذرائع سے پہلی کاہڑ کو جبراً لے جانے والی بات ہم تک پہنچا دی تھی۔“

مرتے کو بڑی دیر تک یہ معلوم کرنے کی فرصت نہیں ملی تھی کہ وہ فراد کی سرپرست حکومت کے ایک پائلٹ کو لے جا رہی ہے۔ پہلے معلوم کر سکتی تو ایسی غلطی بھی نہ کرتی۔ وہ بھی حائل اور وارنر کو قابو میں رکھتی تھی، کبھی کسی کام سے ہولی میں وغیرہ کے پاس موجود رہے پر مجبور ہو جاتی تھی تاکہ اعلیٰ حکام اور فوری افسران اور ہولی میں وغیرہ اس پر کسی قسم کا شبہ نہ کریں۔ وہ وارنر کو ان سے چھپائے رکھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔

دس طرح کی مصیبتوں میں دھیان نہ جانے تو غلطی ہوئی جاتی ہے۔ جب میں نے دیکھا کہ اُسے ابھی تک ایک بڑی غلطی کا علم نہیں ہوا ہے تو میں نے اس کے دماغ کو اپنے کنٹرول میں رکھا۔ اس نے پہلی کاہڑ کو انفرجہ کی آبادی سے ذرا دور اتارا۔ حائل اور وارنر وہاں اتر کر سڑک کے کنارے کسی گاڑی کا انتظار کرنے

دنیا کی سب سے بڑی تحریر شناسی

لکھنے والوں کی شخصیت کو کھلی آنکھ سے دیکھو

اڑو وہیں پہنچا بی بار

تحریر شناسی کے فن پر ایک نادر اور رہنما کتب

تحریر شناسی

یہ کتاب آپ کو بتائے گی کہ...

- ① یہ شخص کس کام کے لیے موزوں ہے؟
- ② کیا یہ حالات سے لڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟
- ③ کیا اسے جلد غصہ آتا ہے؟
- ④ کیا یہ جھوٹ بولنے کا عادی ہے؟
- ⑤ کیا اس کے ساتھ شادی کی جاسکتی ہے؟
- ⑥ کیا اس پر چھوڑ کر کیا جاسکتا ہے؟
- ⑦ کیا یہ ایمان دار اور جبراً دہے؟
- ⑧ اس کا ہمیشہ رویہ کیا ہے؟
- ⑨ اس میں بڑیاں زیادہ ہیں یا چھب تیاں؟
- ⑩ اور ایسی دوسری بہت سی باتیں...

ہر شخص کے لیے یکساں طور پر کارآمد کتاب۔

پاکستان

۹۴۳

مکتبہ نفیس

۱۵

۱۰

معاملات میں مج تک معروف رہتا تھا۔ وہ ذرا کمرسیدھی کرنے لے لینی تھی۔ میں نے اسے اٹھنے نہیں دیا۔ اس کے دماغ کو تھکنے لگا۔ اس کی سوچ میں کہا۔ ”پانچ منٹ کے لئے آنکھیں بند کرلوں گی تو ذرا تھکن اتر جائے گی۔“

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے یقین تھا جب تک دماغ کو ہدایات نہیں دے گی، نیند نہیں آئے گی۔ لیکن دماغ تو محکوم تھا۔ اس نے میرے حکم کے مطابق سلاوا۔ وہ گہری نیند میں ڈوب گئی۔ میں اس کی طرف سے مطمئن ہو کر وارنر کے دماغ میں آیا۔ مرنیکا کی آواز اور بچے میں کہا۔ ”میں تم پر دوبارہ تعزیمی عمل کر رہی ہوں۔ تم میرے معمول بن جاؤ۔“

میں اس پر عمل کسے لگا۔ وہ ہلدی ٹرائس میں آیا۔ میں نے کہا۔ ”میں نے آج سے پہلے جو تعزیمی عمل تم پر کیا تھا، اس عمل سے تمہیں آزاد کر رہی ہوں۔ آئندہ تم میرے معمول اور تابعدار نہیں رہو گے کیونکہ تم اس عمل سے خوش ہو؟“

”وہ ہولہ“ میں بہت خوش ہوں۔“

”میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ تمہارا دماغ میری سوچ کی لہروں کو محسوس کرے گا اور تم سانس روک لیا کرو گے مجھے بھی اپنے دماغ میں نہیں آئے دو گے۔“

”میں بھی تمہیں اپنے دماغ میں نہیں آئے دوں گا۔“

”تم یقین کئے بغیر تعزیمی نیند پوری کر کے پھر میرا سے معاملہ کو لے کر فرماؤ۔“

میں نے سوچا کیا جائے گا۔“

اس نے میرے حکم کی قبول کا وعدہ کیا۔ میں نے کہا ”تم پیرس میں معاملہ کے ساتھ آزادی سے رہو گے۔ تم پر کوئی مصیبت آئے یا تم وہ شرمچھوٹے پر مجبور ہو جاؤ اور کوئی مسئلہ تمہارے لئے درپور نہ بنے تو تم فریاد علی تیرے سے رابطہ کر گے۔ اور رابطہ کے لئے یہ کوڈ دہراؤ۔“

”میں نے ابھی کہ آئندہ زندگی کے متعلق اہم باتیں اس کے دماغ میں نقش کرائیں پھر اسے تین گھنٹے تک تعزیمی نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد معاملہ کے پاس آیا۔ اس کے دماغ میں بھی یہ بات نقش کرائی کہ وہ کسی کی بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرے گی۔ دماغ میں آنے والوں کو باہر نکالنے کے بعد سانس لیا کرے گی۔ اس کا دل اور دماغ تین منٹ تک سانس روکنے کا عادی رہے گا۔“

میں نے اس کے دماغ میں ضروری ہدایات نقش کرنے کے بعد اسے بھی سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ وہ دیکھتے بعد بیدار ہو کر وارنر کے ساتھ اس ہوٹل سے جانے والی تھی۔ دوسری صبح مرنیکا ان دونوں کے دماغوں میں بار بار اگر کام واپس جانے والی تھی۔ اب یہ معلوم کرنا محال ہو گیا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ اور کس طرح

آزادی سے زندگی گزار رہے ہیں۔

آدمی ہمیشہ سے آدمی کو اپنے مفاد کے لئے غلام بناتا آیا ہے۔ اگر غلام نہ بنے تو دوسرے کو کسی طرح خود سے کم تر بنا کر رکھتا ہے۔ مرنیکا بھی دوسرے نیلی بیٹی جانے والوں کے ساتھ یہی سلوک کرتی آئی تھی۔ میں بھی وارنر کے ساتھ یہی کر سکتا تھا۔ اسے بڑی آسانی سے اپنا غلام بنا سکتا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے، میں نے کیا کیوں نہیں کیا؟

ہم کسی کو اپنے عمل کا صلہ نہیں دیتے۔ خدا ہمارے ذریعے نیک عامل کو صلہ دیتا ہے۔ وارنر نے سچائی کے معاملہ سے محبت کی اور دل سے اسلام قبول کیا۔ میں خوش ہو کر اسے بے انتہا دولت دے سکتا تھا۔ اسے حکومت فرماں میں بہت اونچے مقام تک پہنچا سکتا تھا لیکن میں نے اسے ایسی دولت دی جو اس کے مقدر میں نہیں تھی۔ میں نے اسلام قبول کرنے کی خوشی میں آزادی کا تحفہ دیا تھا۔

آزادی بہت بڑی نعمت ہے۔ اسلام میں حکم ہے کہ اخلاقی اور تمدنی پابندیوں میں رہ کر آزادی سے زندہ رہو۔

○...○...○

ابھی ایک منٹ پہلے سرگئی آندروف عرف الپا بالکل نارمل تھی۔ کھانے کی میز پر لڑنے لکھانوں کا مزہ چک رہی تھی۔ اچانک پتا چلا کہ ایک نئی مصیبت مزہ چک رہی ہے۔ وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔

یہ سمجھنے میں در نہیں لگی کہ کھانے بیٹے کی کسی چیز میں اعصابی کمزوری کی دوامانی گئی ہے۔ اور یہ بھی سمجھنے میں وقت نہیں لگا کہ ماسک میں اور دوسرے اکابرین اسے یوں کمزور بنا کر اس پر تعزیمی عمل کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں نکالنا چاہتے ہیں۔

وہ گھسی سے اٹھ گئی۔ کھانے کی میز کا سارا لے کر آگے بڑھی، وہاں حکومت کے جتنے بھی اہل علم و ادب اور اہم افسران تھے ان کی رہائش گاہوں میں خفیہ ماسک اور ٹی وی کیمرے نصب تھے۔ ان کیمروں کے ذریعے ایلیمینٹس کے جاسوس ایک خفیہ ڈال میں بیٹھے ٹی وی اسکرین پر وہاں رہنے والوں کی حرکات و سکنات دیکھتے تھے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔

اگرچہ یہ طریقہ قابل اعتراض ہے لیکن حکومت کے اہم افراد کو دشمنوں سے خطرہ لاحق رہتا ہے۔ کوئی بھی آنے والا دشمن ان رہائش گاہوں میں خود کو چھپا نہیں سکتا تھا۔ اس کی شناخت اور گرفتاری لازمی ہو جاتی تھی۔

سرگئی الپا کی رہائش گاہ کے ہر کمرے اور کوریڈور وغیرہ میں ایسے ہی خفیہ ماسک اور کیمرے تھے۔ صرف ٹوائٹ ایسی جگہ تھی جہاں کیمرے اور ماسک خلاف تہذیب تھے۔ وہ کمزوری کا برداشت کرتی ہوئی ڈنگائی ہوئی ٹوائٹ میں آئی۔ وہاں ایک وال الماری

میں کچھ ضروری دوا نہیں تھیں۔ ان میں کمزوری کا توڑ کسے اور توانائی بحال کسے والے کیپسول تھے۔ اس نے دو کیپسول نگل کر پانی پیا۔ پھر لڑکھائی ہوئی کمرے میں انٹرکمر گر پڑی۔

ابھی کمزوری تھی۔ کمزوری سے لڑنے کا حوصلہ پیدا ہو گیا تھا۔ پچھلے دنوں اس نے ایک ڈانٹر کے دماغ میں رہ کر سنا تھا کہ ماسک میں اعلیٰ فوجی افسران اور ایلیمینٹس کا چیف اس پر شبہ کر رہے ہیں۔ انہیں یہ تشویش تھی کہ سرگئی الپا کسی جوان مرد میں دلچسپی کیوں نہیں لیتی ہے۔ کسی سے شادی کیوں نہیں کرتی ہے؟

کسی نے کہہ دیا کہ وہ پارس کے زہریلی عادی ہو گئی ہے۔ اگرچہ برین آپریشن کے بعد پچھلی زندگی بھول چکی ہے۔ اسے پارس بھی یاد نہیں رہا ہے لیکن اس کے ساتھ زہریلی خائیاں جو کڑر چکی ہیں وہ دماغ میں ایسے ہی رہ گئی ہیں جیسے آپریشن کے بعد ملی بیٹی کا علم باقی رہ گیا ہے۔

سرگئی الپا اسی دن سمجھ گئی تھی کہ اس کا میٹل چمک اپ ہو گا یا کسی اور طریقے سے دماغ کے اندر چھپی ہوئی باتیں معلوم کی جائیں گی۔ اب وہ وقت آ گیا تھا۔ اسے جسمانی اور دماغی کمزوریوں میں مبتلا کیا گیا تھا کہ تعزیمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے پارس کے زہر کو دریافت کیا جائے۔ وہ بستر پر چاروں شانے چت پڑی ہوئی تھی۔ کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔ ایک دہلا پتلا لائے قد کا شخص نظر آیا۔ وہ سفید لباس میں ملک الموت لگ رہا تھا۔ جیسے سرگئی کی مدد بخش کرنے آیا ہو۔ وہ آہستہ آہستہ پتلا ہو کر ایستہ کے قریب آیا۔

سرگئی الپا اسے بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔ وہ جبکہ کراس کے شانے کو جھک کر پولا ”ایزی بی بی“ ایزی ہاٹھیں میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دو، آرام سے لیٹی رہو اور میری آنکھوں میں دیکھتی رہو۔“

اس نے رکھا۔ عامل کی بڑی بڑی سرخ آنکھوں میں متناطیسی کشش تھی۔ کوئی اور ہوتا تو ان آنکھوں میں دیکھتے ہی سحرزدہ ہو جاتا لیکن سرگئی الپا کی دماغی توانائی بحال ہو چکی تھی۔ وہ خاموشی سے اپنے دماغ کو ہدایات دے رہی تھی کہ دماغ عامل سے متاثر نہیں ہوگا۔

وہ اپنی بیماری بھرم کر آوازیں بول رہا تھا۔ آوازیں ایسی گونج اور دھیمی دھیمی کی گونج تھی کہ سیدھی دل میں اتر جاتی تھی۔ سرگئی الپا اسے دیکھ رہی تھی اور یوں بڑھال ہو رہی تھی جیسے اس کے سامنے دل دماغ اور اپنے تمام حوصلے باقی باری ہو۔

وہ کہہ رہا تھا۔ ”تمہاری آنکھیں بند ہو رہی ہیں۔ تم مکملی آنکھوں سے دیکھو گی۔ بند آنکھوں کے پیچھے تمہارے دماغ میں میرا چہرہ رہے گا۔ تمہارے کان دنیا کی کوئی آواز نہیں سنیں گے، تم صرف میرے احکامات سنو گی۔ انہیں ذہن میں نقش کر دو گی اور میرے سوالوں کے صحیح جواب دو گی۔“

سرگئی الپا نے ایک معمول کی حیثیت سے وعدہ کیا کہ وہ تمام احکامات کی قبول کرتی رہے گی۔ اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ صرف کان کھلے تھے۔ اس نے پوچھا۔ ”تمہارا نام کیا ہے؟“

وہ بولی ”سرگئی آندروف۔“

اس نے حکم دیا ”نہیں تمہارا نام الپا بیکر ہے۔“

وہ بولی ”یہ نام الپا بیکر ہے۔“

”نہیں تمہارا کوئی نام نہیں ہے تم گم نام ہو۔“

”میں گم نام ہوں۔“

”کیا تم میرے سوالوں کے صحیح جواب دو گی؟“

”میں تمہارے سوالوں کے صحیح جواب دوں گی۔“

”کیا تم پارس کو جانتی ہو؟“

”ایک پارس کو جانتی ہوں جو فریاد علی تیرے کا بیٹا ہے۔“

”تم اسے کیسے جانتی ہو؟“

”میں نے مجھے فریاد اور اس کی فیملی کے تمام ممبران کے ریکارڈز دیکھنے کے لئے دیے گئے۔ میں نے آڈیو کے ذریعے ان کی آوازیں سنیں۔ اور ویڈیو کے ذریعے انہیں پلٹے پھرتے ایشیئن میں دیکھا۔ ان ہی میں وہ پارس بھی نظر آتا رہا۔“

”تم پارس میں کوئی غیر معمولی کشش محسوس کرتی ہو؟“

”میں ذاتی طور پر کوئی کشش محسوس نہیں کرتی ہوں۔ اس کے ریکارڈ میں لکھا ہوا ہے کہ زہریلے پن کے باعث وہ عورتوں کے لئے غیر معمولی ہو گیا ہے لیکن اسکرین پر دیکھ کر مجھے اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آئی۔“

”تم جوان ہو۔ کوئی جوان مرد تمہیں متاثر کرنا ہو گا؟“

”اب تک کسی نے متاثر نہیں کیا ہے۔ آئندہ کی بات میں نہیں کہہ سکتی۔“

”کیا تم اپنی پچھلی زندگی کے متعلق سوچتی ہو؟“

”ہاں اکثر سوچتی ہوں پتا نہیں باقی میں کیسی زندگی گزارا ہے؟ مجھے بتایا گیا ہے کہ میں ختم لکھی تھی۔ مجھے سرکاری ہوٹل میں رکھ کر تعلیم اور تربیت دی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے میرا اپنا کوئی نہیں تھا۔ محبت کا کوئی رشتہ نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ یہ سوچ کر بہت دکھ ہوتا ہے۔“

”تمہیں نئی زندگی ملی ہے۔ نئی محبت کو، کسی کو دل دو۔ کسی سے دل لو۔ تمہارے سارے دکھ دور ہو جائیں گے۔“

”میں سمجھتی ہوں جو ان قابل مردوں سے ملتی رہتی ہوں اور سب ہی کی قدر کرتی ہوں۔ لیکن کسی کو دل نہیں آتا۔“

”یہ بتاؤ، تمہیں کتنے خفیوں کا حامل ہو جو ان پسند آئے گا؟“

وہ عامل تمہارا پھر کر سرگئی کے اندر سے وہ بات نکالنا چاہتا تھا۔ جسے ماسک میں اور دوسرے اکابرین سننے کے لئے بے تاب تھے۔ ان کے دماغوں میں یہ بات پھنسی ہوئی تھی کہ سرگئی کے لا شعور میں پارس کی زہریلی کشش چھپی رہ گئی ہے اور وہ کشش اسے کسی

دوسرے جوان کی طرف مائل نہیں ہونے دیتی۔

سرگئی بھی ہر طرح کے سوال سے سننے کے لئے داغی طور پر پوری طرح حاضر تھی۔ اگر عامل سے محروم ہوتی تو شاید اس کے اندر سے چھپا ہوا پارس نکل آتا اور خواصے خربہ ہوتی۔ اس نے ہوش و حواس میں نہ کر جواب دیا۔ ”پہلے تو میں دنیا میں اتنا نام پیدا کرنا چاہتی ہوں کہ میرے سامنے پھر کسی کا چراغ نہ جلے جس کے چراغ کی لوجھ سے ادنیٰ ہوگی میں اُسے جیون ساتھی کے لئے پسند کر لوں گی۔“

”ساری دنیا میں سب سے زیادہ نام پیدا کرنے کے لئے ایک عمر چاہئے۔ تمہاری شادی کی عمر گزر جائے گی۔“

”گزر جائے تو اچھا ہے۔ میں شادی کے حوالے سے ایک بے ساختہ خواب دیکھتی ہوں۔ بیدار ہونے کے بعد سوچتی ہوں ”اچھا ہے“ شادی کا معاملہ اسی زمانے سے تیار ہے۔“

”تم کیا خواب دیکھتی ہو؟“

”جب چاند کی پوری تابش ہوتی ہے، آسمان پر چودھویں کا چاند ہوتا ہے تو شاعر اس میں خیالی محبوبہ کی صورت دیکھتے ہیں اور شاعری کرتے ہیں۔ ایسی راتوں میں عاشق دل ہارستے ہیں، میں حوصلہ ہار جاتی ہوں۔ اس رات خواب میں دیکھتی ہوں کہ کوئی میرا جیون ساتھی ہے، وہ مجھے دامن بنا کر قبول کرنے کے لئے قریب آتا ہے۔ اچانک خون کی بارش ہوتی ہے پھر وہ میرے سامنے مرہ نظر آتا ہے۔“

”ایسا خواب تم نے ایک بار دیکھا ہوگا۔“

”نہیں، کئی بار دیکھا ہے اور چاند کی چودہ تابش کو دیکھا ہے۔ یہی تو پریشانی کی بات ہے کہ بالکل وہی خواب بار بار کیوں آتا ہے۔“

”تمہاری پچھلی زندگی میں کوئی ایسا واقعہ گزرا ہوگا یا تم نے کوئی ڈرامائی فلم دیکھی ہوگی جس نے تمہیں بری طرح متاثر کیا ہے۔ ایسا واقعہ جس سے داغ متاثر ہوتا ہے وہ خواب بن کر خود کو آدمی کے اندر دہراتا ہے۔ میں شکم دیتا ہوں کہ اس خواب کو اور ایسے واقعے کو بھول جاؤ۔“

”میں بھول جاؤں گی۔“

”سوئے سے پہلے داغ کو ہدایات دو گی کہ تمہارے اندر کوئی ناگوار خواب پیدا نہ ہو۔“

”میں سوئے سے پہلے داغ کو ہدایات دوں گی کہ مجھے ناگوار خواب نہ آئے۔“

”میں شکم دیتا ہوں کہ تم ماسکو میں کسی شخص سے محبت کرو گی اور اس سے شادی کرو گی۔ چوتھیں گھنٹے کے اندر کسی کا انتخاب اور اگلے چوتھیں گھنٹوں کے اندر شادی کرو گی۔“

اس نے وعدہ کیا کہ وہ انوائٹس گھنٹوں کے اندر کسی شخص کا انتخاب کر کے شادی کرے گی۔ اس نے شکم دیا ”تم تو میری نیند سے بیدار ہونے کے بعد بھول جاؤ گی کہ کوئی تمہارے کمرے میں آیا تھا

اور اس نے تم پر عمل کیا تھا لیکن اس عمل کے اثر میں رہو گی اور بیش میری معمول اور تابعدار بن کر رہا کرو گی۔“

اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ عامل نے سمجھا، وہ حکم کی قیامت کرتی ہوئی سو گئی ہے۔ وہ بے قدموں وہاں سے چلا گیا۔ دو اڑسے کو بند کر دیا۔ سرگئی اپنا لے پھر بھی آنکھیں بند رکھیں۔ بظاہر کہ اس کے فرائز کو دیکھنے سمجھنے والا نہیں تھا۔ لیکن کمرے میں خیر کیمرے کی آنکھ اسے دیکھ رہی تھی اور ماسک میں وغیرہ کو دکھا رہی تھی۔ اس نے وہ دو گھنٹے تک تو میری نیند ظاہر کرنے کا ارادہ کر چکی تھی۔

ایک خفیہ اجلاس میں ماسک میں، اعلیٰ حکام، فوجی افسران، دو ڈاکٹر اور ذہنی پیچیدگیوں کو سمجھنے والے ماہرین بیٹھے تھے اور ایک اسکریپر سرگئی اپا کو دیکھ رہے تھے۔ اس پر تو میری عمل ہو چکا تھا اور وہ اب تو میری نیند میں ڈوب گئی تھی۔ ماسک میں نے ایک ماتحت افسر سے کہا ”ٹی وی بند کر دو۔“

”ٹی وی کو آف کر دیا گیا۔ ایک اعلیٰ فوجی افسر نے ڈاکٹروں سے اور ماہرین سے کہا۔ ”آپ لوگوں نے دیکھا اور سنا ہے کہ سرگئی معمول بننے کے بعد عامل کے سوالوں کے کیا جواب دے رہی تھی۔“

ایک ڈاکٹر نے کہا۔ ”اس نے جو جواب دیا ہے اس کی روشنی میں یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ پچھلی زندگی میں اسے کون سا واقعہ ایسا پیش آیا تھا کہ وہ آج خواب کی صورت میں یاد دہا کر رہا ہے۔“

ایک ماہر نے کہا ”کسی کے داغ میں چھپی ہوئی باتوں کو معلوم کرنے کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک ٹیلی فنی اور دوسرا تو میری عمل۔ ابھی ایک عمل نے جس حد تک ہمیں بتایا ہے اس سے زیادہ معلوم کرنا ممکن نہیں ہے۔“

دوسرے ماہر نے کہا۔ ”اس عمل سے ایک فائدہ ہوا۔ عامل نے اس کے داغ سے وہ خواب سنا ہوا ہے۔ وہ جلد ہی کسی کو جیون ساتھی بنا لے گی۔“

ماسک میں نے کہا۔ ”ایک بات پھر بھی ٹھکتی ہے۔ سرگئی کے برین آپریشن میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں۔ ایک سوچنے اور سمجھنے اکتے ہے۔ جب ایک واقعہ اس کے داغ میں خواب بن کر رہا گیا ہے تو پارس بھی خواب و خیال کی صورت میں بھی اس کے اندر سے ابھر سکتا ہے۔“

ماہرین نے تائید میں سر ہلایا۔ ماسک میں نے کہا۔ ”آپریشن کی خامیوں سے یہ اندیشہ بھی ہے کہ اسے کبھی حادثاتی طور پر پچھلا زندگی بھی یاد آسکتی ہے۔“

اعلیٰ فوجی افسر نے کہا ”مشکل یہ ہے کہ اس کا برین آپریشن کرنے والا ڈاکٹر مہکا ہے۔ ورنہ ہمیں اس سے خامیوں اور کوتاہیوں کا علم ہوتا۔“

ڈاکٹر نے کہا ”اور یہ برین آپریشن بچوں کا عمل نہیں ہے۔

پہلے آپریشن کی خامیوں کو دور کرنے کے لئے دوسرا آپریشن نہیں کیا جاسکتا۔“

اعلیٰ افسر نے کہا ”ہم اسے سخت نگرانی میں رکھیں گے۔ جب دوسرا ٹیلی فنی جاننے والا ایوان اس کا آپریشن کے بعد نارواؤں دار بن جائے گا تو وہ چپ چاپ سرگئی کے داغ میں جاتا رہے گا اور اندر سے اس کی تبدیلیوں کو سمجھتا رہے گا۔ ہمیں اس کے ہر بدلے ہونے مزاج اور ارادے سے آگاہ کرنا ہے گا۔“

سرگئی اپنا اپنے کمرے میں آنکھیں بند کر بستر پر لیٹی ہوئی تھی اور خیال خوانی کے ذریعے ایک ڈاکٹر کے داغ میں پچھنی ہوئی تھی۔ وہ ایسے اجلاس میں اپنے ہڈوں کی بے اعتمادی معلوم کرنے کے لئے کسی ڈاکٹر یا ماتحت افسر کے داغ میں پچھنی رہی تھی۔

کچھ عرصے سے ایسے اجلاس میں اپنے آپ کا برین کی باتیں سن کر اس کے خیالات بدل رہے تھے۔ وہ انہیں اعلیٰ عہدیداران اور سینئر افسران مان کر ان کی بری عزت کرتی تھی۔ آج یہ ثابت ہو گیا کہ وہ اسے باندھنا کے لئے تو میری عمل کی نیچروں میں جکڑ کر رکھنا چاہتے ہیں۔

صرف اتنا ہی نہیں۔ وہ جس ٹیلی فنی جاننے والے ایوان اس کا پکڑ کر لاتی تھی اس نے آنے والے کو اس کے داغ میں گھسا کر اس کے ذاتی معاملات کی باسوئی کرنا چاہتے تھے۔ عورت اپنے چور خیالات اور جذبات اپنے جاننے والے سے بھی چھپاتی ہے۔ سرگئی اپنا یہ برداشت نہیں کر سکتی تھی اس لئے چپ چاپ باقی ہوتی جا رہی تھی۔

باغیانہ تبدیلیوں کے دوران یہ بات زیادہ چھپتی تھی کہ اس کے اکابرین اس پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں۔ انہیں یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ دشمن اسے پکڑ کر ان سے جھین کر لے جائیں گے۔ اور پکڑنے والے ایک ہی دشمن کا نام زیادہ آتا تھا اور وہ نام پارس کا تھا۔

انہوں نے اپنے شکوک و شبہات سے یہ ثابت کر دیا تھا کہ پارس نے اس کی پچھلی زندگی میں کوئی بہت اہم رد عمل ادا کیا ہے۔ وہ اپنی طاقتوں سے اس نوجوان کو ایک خود فراموش لڑکی کے ذہن میں نقش کر رہے تھے۔

وہ دہر کر سوچتی تھی ”کیا پارس کو میری زندگی سے دور کرنے کے لئے میری پچھلی زندگی بھلائی گئی ہے؟“

اسے بتایا گیا تھا کہ کار کے ایک ماڈل میں اسے داغی چوٹ لگی تھی ”اس کا آپریشن کر لیا جاتا تھا۔ آپریشن کے بعد وہ پچھنی لیکن پچھلی زندگی اس کے داغ سے گم ہو گئی۔ اور اب وہ یقین سے کہہ سکتی تھی کہ اس کی یادداشت گم نہیں ہوئی بلکہ گم کر دی گئی۔

اس کی ایک مثال سامنے تھی۔ ٹیلی فنی جاننے والے ایوان اس کا کابھی برین آپریشن کیا جانے والا تھا۔ جبکہ آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بالکل نارمل تھا لیکن یہاں کے حکام اور

اکابرین اسے اپنا وفادار بنائے رکھنے کے لئے اس کا برین واش کرنے والے تھے۔ پچھلی زندگی بھلا کر اسے اپنا غلام اور وفادار بنانے والے تھے۔ سرگئی اپا کو یقین ہو گیا، بالکل یقین اس کے ساتھ ہو چکا ہے۔

وہاں ایک سرکاری کلب تھا جہاں اعلیٰ حکام اور نہایت اہم عہدیداران تفریح کے لئے کچھ وقت گزارنے آتے تھے۔ کسی چھوٹے عہدیدار کو یا بڑی سے بڑی غیر سرکاری شخصیت کو کلب میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اس رات سرگئی اپا وہاں آئی۔ ایک اعلیٰ افسر نے اسے حیرانی سے دیکھ کر پوچھا۔ ”تم اور یہاں؟ تم تو بڑی خشک مزاج ہو۔ کسی تفریح یا کھیل میں حصہ نہیں لیتی ہو۔ کسی سے دوستی نہیں کرتی ہو۔ پھر یہاں کیا کر دو گی؟“

”وہ بولی ”میں آئی ہوں تو دوستی بھی کر لوں گی۔“

دوسرے افسر نے پوچھا۔ ”کیا واقعی دوستی کر دو گی؟“

”واقعی اسی ارادے سے آئی ہوں۔“

اس کی یہ بات جہاں جہاں تک پہنچی وہاں تک لوگوں نے خوش ہو کر تالیاں بجاتیں۔ کلب کے ہر بڑے آدمی کو معلوم ہوتا گیا کہ وہ اپنی زندگی کا ایک بہرہ پسند کرنے آئی ہے۔ ماسک میں اور وہ خاص عہدیداران جو اس پر ہونے والے تو میری عمل کے متعلق جانتے تھے یہ دیکھ کر مطمئن ہو رہے تھے کہ عامل نے بڑا کامیاب عمل کیا ہے۔ اب وہ اس عمل کے زیر اثر وہ کراؤ تائیس گھنٹوں

مارشل آرٹ

کے ذریعے اپنی اندرون...
دوسروں کی حفاظت کیجیے



ابستاد بلیک بیلٹ

کراٹے

• اس کتاب میں وہ تمام شخصیات کی ایک جگہ پر جمع ہیں جن کی زندگی میں کراٹے کا ایک خاص مقام ہے۔
• ان شخصوں کی کہانیاں سن کر آپ کو کراٹے کے بارے میں کچھ نیا پتہ چلے گا۔
• ۲۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔
• ہر شخص کی کہانیاں سن کر آپ کو کراٹے کے بارے میں کچھ نیا پتہ چلے گا۔
• قیمت ۳۰ روپے

کے اندر کسی سے شادی کرنے کے لئے بے چین ہو گئی ہے۔
اس کلب میں نوجوان افراد چارہری تھے باقی سب چالیس برس سے اوپر کے تھے۔ ان اوپر عمر کے عہدہ امدول نے آئینہ دیکھنا لکھی کرنا اور اپنے سفید بالوں کو کسی حد تک چھپانے کی کوششیں شروع کر دی تھیں۔ ایک عجیب تر شا شروع ہو گیا تھا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ سرگئی کی آنکھوں میں سما جائے اور دل میں اتر جائے کیونکہ دل میں جگہ پانے کا زیادہ وقت نہیں تھا۔ وہ محبت اور شادی فوراً ہی کرنا چاہتی تھی۔

وہ انجمن میں پڑ گئی۔ اعلیٰ عہدہ دار اسے ڈانس کرنے کی پیشکش کر رہے تھے۔ کوئی کافی بلانا چاہتا تھا کوئی کھانے کی بیڑہ بلا رہا تھا۔ جن کی شادیاں ہو چکی تھیں اور بچے جو ان ورہے تھے وہ بھی چائیں لے رہے تھے۔ وہ ٹیلیجنسی جاننے والی الدین کا طلسمی چراغ تھی۔ جس کے ہاتھ آجائی اسے اپنی ذات میں پہراور بنا دیتی۔

وہاں میدان جنگ کے نہایت تجربہ کار فوجی تھے اور سیاست کی بلاتر پر شارطان چالیں چلنے والے حکمران تھے۔ فوجی افسران کو کارنامے انجام دینے پر بڑے بڑے اعزازات اور انعامات حاصل ہوتے تھے۔ سیاست دانوں کو کامیابی نصیب ہو تو اقتدار حاصل ہوتا تھا لیکن ان سب سے بڑا اعزاز اور انعام سرگئی کا حصول تھا۔ جو اسے حاصل کر لیتا دنیا کے سارے انعام و اکرام اور تمام عزت و شہرت اس کا مقدر بن جاتی۔

اس نے سوچا تھا "شادی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کسی کو بھی پکڑے گی اور اس سے شادی کر کے ثابت کر دے گی کہ عروہی عمل کے مطابق وہ اپنے غافل کے احکامات پر عمل کرتی چارہری ہے۔ لیکن یہ مسئلہ گھبر ہوتا جا رہا تھا۔ وہ ایک انداز میں اور سوچتا تھا۔ ہر بڑا عہدہ دار اسے الگ لے جاتا تھا اور سمجھاتا تھا۔ "خوب سوچ سمجھ کر انتخاب کر۔ تم بے شک ذہین ہو مگر ابھی کس ہو۔ تمہاری زندگی میں کسی نوجوان کو نہیں خاصی مر دالے شخص کو آنا چاہئے تاکہ وہ تمہیں نشانے کی اونچ نیچ سے آگاہ کر رہے، تمہیں بھول کی طرح رکھے اور تمہارے مزاج سے ہم آہنگ ہوتا رہے اور تم تو مجھے جانتی ہو، تم تمام خوبیاں مجھ میں ہیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے اس سے کہا "میں نے سیاست کی دنیا میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ کوئی میرے مقابلے کا سیاستدان نہیں ہے۔ مجھے ہر حکومت میں کسی نہ کسی ملائے کا حاکم بنایا جاتا ہے۔ اگر تم میری شریک حیات بن جاؤ تو ہم اس کلب میں ساری زندگی حکومت کرتے رہیں گے۔"

ایک اور عہدہ دار نے اسے ایک طرف لے جا کر کہا "مجھے اقتدار اور برتری کی خواہش نہیں ہے۔ میں نے جب پہلی بار جنہیں دیکھا تھا تب سے دل ہی دل میں تم سے محبت کر رہا ہوں۔ میری محبت بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی ہے۔ مجھے تم سے ملنا چاہیے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے اس سے کہا "میں نے سیاست کی دنیا میں بے مثال کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ کوئی میرے مقابلے کا سیاستدان نہیں ہے۔ مجھے ہر حکومت میں کسی نہ کسی ملائے کا حاکم بنایا جاتا ہے۔ اگر تم میری شریک حیات بن جاؤ تو ہم اس کلب میں ساری زندگی حکومت کرتے رہیں گے۔"

ایک اور عہدہ دار نے اسے ایک طرف لے جا کر کہا "مجھے اقتدار اور برتری کی خواہش نہیں ہے۔ میں نے جب پہلی بار جنہیں دیکھا تھا تب سے دل ہی دل میں تم سے محبت کر رہا ہوں۔ میری محبت بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی ہے۔ مجھے تم سے ملنا چاہیے۔"

ایک اور عہدہ دار نے اسے ایک طرف لے جا کر کہا "مجھے اقتدار اور برتری کی خواہش نہیں ہے۔ میں نے جب پہلی بار جنہیں دیکھا تھا تب سے دل ہی دل میں تم سے محبت کر رہا ہوں۔ میری محبت بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی ہے۔ مجھے تم سے ملنا چاہیے۔"

ایک اور عہدہ دار نے اسے ایک طرف لے جا کر کہا "مجھے اقتدار اور برتری کی خواہش نہیں ہے۔ میں نے جب پہلی بار جنہیں دیکھا تھا تب سے دل ہی دل میں تم سے محبت کر رہا ہوں۔ میری محبت بڑھتے بڑھتے عبادت بن گئی ہے۔ مجھے تم سے ملنا چاہیے۔"

بولی "اس مسئلے کا ایک ہی سہ ہے کہ آپ سب کی سریرے سے جیون سامی کا انتخاب کریں۔"

سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ ایک نے پوچھا "ہم کس طرح انتخاب کریں؟"

"میدم جی بات ہے۔ آپ یہاں اپنے اپنے نام کی پرچیاں ڈالیں اور میرے نام کی لائری نکالیں۔ جس کی پرچی میرے نام کے ساتھ نکلے گی وہی میرا جیون سامی ہوگا۔"

چند سیکنڈ کے لئے بالکل خاموشی چھا گئی۔ پھر وہ ایک دوسرے سے کچھ نہ کچھ کہنے لگے۔ ہر شخص کو خوش فہمی تھی کہ سرگئی اسے پسند کرے گی۔ لائری کا معاملہ مشکوک تھا۔ تقدیر ہر ایک سے دوستی نہیں کر سکتی تھی۔ اس کے برعکس شادی شدہ حضرات کو اور بوڑھوں کو یقین نہیں تھا کہ سرگئی انہیں جیون سامی بنائے گی۔ لیکن لائری کے ذریعے انہیں امید تھی کہ سرگئی کا نام اس کی پرچی کے ساتھ نکل سکتا ہے۔

کچھ حمایت کرنے لگے۔ کچھ اعتراض کرنے لگے۔ وہ بولی "میں واضح الفاظ میں کہتی ہوں کہ ایک کو پسند کر کے دوسرے کا دل نہیں توڑیں گی۔ میرا اور آپ کا فیصلہ تقدیر کرے گی۔ کوئی مجھ سے فیصلے کی توقع نہ کرے، اگر آپ راضی نہیں ہوں گے تو میں یہاں کی اونچی خفیات کے درمیان سے نکل کر راستہ چلتے ہوئے کسی شخص کو پکڑ کر شادی کر لوں گی۔"

کوئی بے نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں سے باہر جا کر کسی اور کو پسند کرے۔ لہذا وہ لائری سٹم کے لئے راضی ہو گئے۔ اس کے لئے انتظامات ہونے لگے۔ بڑی گھما گھمی تھی۔ خشک زندگی گزارنے والے حکمران اور عہدہ امدول میں ایک نئی جونی کی آمد ہو گئی تھی۔ ایک بڑے بکس میں تمام حضرات کے نام کی پرچیاں لکھ کر ڈالی جا رہی تھیں۔ دوسرے بکس کی پرچیاں پر مفر لکھا جا رہا تھا۔ صرف ایک پرچی پر سرگئی آئندہ دف کا نام تھا۔

ایک نے کہا "سرگئی کے نام کی تین پرچیاں ڈالی جائیں تاکہ وہ تین آدمیوں کے نام سے لگے۔ پہلا نام جس شخص کا ہوگا ہو سکتا ہے وہ اچانک ناگزیر رجوات کی بنا پر شادی نہ کر سکے تو شادی کا حق دار وہ دوسرا شخص ہو گا جس کا نام دوسری بار سرگئی کے ساتھ آئے گا۔ اسی طرح دوسرا بھی کسی مجبوری کے باعث جو میں تمہیں کے اندر شادی نہ کر سکے تو تیسرا خوش نصیب شادی کر لے گا۔"

یہ بگڑا ہوا مشورہ تھا لیکن اس طریقہ کار سے کوئی ایک خوش نصیب نہ ہوتا۔ بلکہ مزید دو خوش نصیب تقاریر میں کھڑے رہتے۔ یہ بایوس ہونے والوں کے لئے امید افزا طریقہ تھا۔ اس لئے سب نے تائید کی۔ سرگئی کے نام کی تین پرچیاں ڈال کر دونوں ڈلوں کو خوب ہلایا گیا۔ پھر کلب کے ایک بوڑھے ملازم کو بلا کر دونوں ڈلوں سے ایک ایک پرچی نکالنے پر رنہ کی ہدایت کی گئی۔ یہ ایسا مرحلہ تھا کہ سب ہی کے اندر تجسس بھر گیا تھا۔ بکس میں سے جب بھی ایک

پرچی نکلتی تھی اس پرچی کا نام ۱۵ ایک اجنبی ہندو اوراد میں پڑھتا تھا۔ دوسری پرچی مفر کی لکھی تھی۔ سب سے اوپر جاتا تھا کہ شاید اگلی پرچی سرگئی کے نام کے ساتھ نکلے گی اور وہ پرچی اپنے نام کے ساتھ ہوگی۔

جن کے ناموں کے ساتھ مفر نکل رہا تھا وہ ناگوار رہے۔ منہ بنا کر بارشیں جاری تھیں اور شراب سے غم غلا کر رہے تھے۔ لائری کا سلسلہ دیر تک جاری رہا۔ تین خوش نصیبوں کے نام نکل آئے۔ پہلا خوش نصیب مسکراتا تھا، اس نے اپنی پرچی سرگئی کے پاس آ کر ہاتھ میں لے لیا کہ بولا "آج میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان ہوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں نے ابھی تک شادی نہیں کی تھی۔ لہذا اس بات کا پانس میں ہے کہ میری کوئی سابقہ بیوی اگر شادی سے منع کرے گی۔ میں سرگئی کی خواہش کے مطابق چوبیس گھنٹے گزارنے سے پہلے شادی کر لوں گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "تمہاری شادی کل شام چار بجے کیتو لک چرچ میں ہوگی۔ میں آپ سب کو شادی میں شریک ہونے کی دعوت دیتی ہوں۔"

ناکام رہنے والوں نے بڑی بے دلی سے تائیاں بجا دیں اور اسے شادی کی پیشگی مبارکبادی دلائی۔ لائری میں دوسرا خوش نصیب نامک میں اور تیسرا فوج کا کرمل تھا۔ وہ دونوں بڑی ناگوار رہے اور سوچتی ہوئی نظروں سے پہلے خوش نصیب کو دیکھ رہے تھے۔ سوچ یہی ہو سکتی تھی کہ پہلا خوش نصیب چوبیس گھنٹے کے لئے ایسا پیار ہو جائے کہ بسترے اٹھ نہ سکے یا اسے موت آجائے۔ اسک میں کی بددعا اس ایک خوش نصیب کے لئے تھی اور کرمل دو خوش نصیبوں کی بیماری یا موت کا مستحق تھا۔

دوسرے دن چار بجے شادی ہو گئی۔ دلہانے شاندار دعوت کا اہتمام کیا تھا۔ شراب کا بھی انتظام تھا۔ جو بڑے عہدہ داروں کے ماہر تھے وہ ہر تقریب میں شراب سے پرہیز کرتے تھے۔ جہاں نامک میں اور اعلیٰ حکام ہوتے تھے اس تقریب میں چھوٹے عہدہ امدول اور افراد کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

کھانے کی دعوت میں ایک برے سے دوسرے برے تک بڑی خاموشی تھی۔ کوئی کسی سے نہ بول رہا تھا اور نہ ہی بیٹ بھر کے کھا رہا تھا۔ یوں گھٹا تھا سب کے سب کسی کی میت اٹھانے آئے ہوں۔ وہ سب ایسے ہارے ہوئے انداز میں تھے جو پھر سے جیتنے کے لئے دوبارہ بازی شروع نہیں کر سکتے تھے۔

لیکن مقدر مہربان ہو تو دوسری بازی شروع ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اس تقریب میں دلہانے سرگئی سے کہا "ابھی تک ہماری تصویریں مسالوں کے ساتھ اتڑی رہی ہیں۔ آؤ ایک تصویر میرے بازوؤں میں بنوانا۔ کم تن تو گورافرو۔"

وہ تصویر کے لئے سرگئی کے قریب جانے لگا۔ اسی وقت ایک فوجی افسر نے دیوالور ڈال کر اسے نشانے پر لیتے ہوئے کہا "خبردار!"

وہ تصویر کے لئے سرگئی کے قریب جانے لگا۔ اسی وقت ایک فوجی افسر نے دیوالور ڈال کر اسے نشانے پر لیتے ہوئے کہا "خبردار!"

وہ تصویر کے لئے سرگئی کے قریب جانے لگا۔ اسی وقت ایک فوجی افسر نے دیوالور ڈال کر اسے نشانے پر لیتے ہوئے کہا "خبردار!"

سرگئی کے قریب نہ جاتا۔ یہ میری ہے۔ لائٹری میں مجھ سے دھوکا ہوا ہے۔ میں کسی کو سرگئی کے قریب جانے نہیں دوں گا۔

یہ کہنے ہی اس نے ناز کیا۔ گولی دہانے سے پہلے میں گئی وہ اچھل کر زمین پر گرا۔ پہلے چند لمحوں تک کسی کی سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ اچانک کیا ہو گیا۔ جب سمجھ میں آیا تو دیر ہو چکی تھی۔ اس بھانسنے والے قاتل کو کرل نے گولی مار دی تھی۔

یہ سارا مکمل ٹیلی بیٹھی کا تھا۔ سرگئی نے بت پہلے ہی اس فوجی افسر کو آؤ لیا تھا کہ اس کے داغ میں جگہ مل سکتی ہے۔ پھر جب دہانے تصویر کے بھانسنے سب کے سامنے دہانے کے قریب آنا چاہا تو دہانے نے فوجی افسر کے داغ پر قبضہ جھاکر اسے گولی مار دی پھر جان بوجھ کر اس قاتل افسر کو ہانک میں اور کرل کے سامنے سے دوڑتے ہوئے وہاں سے فرار ہونے پر مجبور کیا۔ ہانک میں قتل ہونے والے دہانے کی طرف جا رہا تھا۔ کرل نے قاتل کو پہلے رک جانے کی وارننگ دی پھر ایک سیکورٹی گاڑی راتقل لے کر اسے گولی مار دی۔

سرگئی ہانک میں اور کرل کے داغوں میں نہیں جاسکتی تھی لیکن قاتل کو ان کے سامنے سے فرار کرایا۔ اسے یقین تھا کہ ہانک میں یا کرل اپنے گاڑی کو اسے گولی مارنے کا حکم دیں گے۔ ہانک میں نے ایسا نہیں کیا۔ لیکن کرل سے بے اختیار یہ حرکت سرزد ہو گئی۔

دو لہا اپنے ہی خون میں ڈوبا زمین پر پڑا تھا۔ سرگئی الپا لے معمول بن کر جس بھی ایک خواب کا ذکر کیا تھا اس کی تعبیر سب کے سامنے آگئی تھی اور وہ نئی فوجی دہانے دو نوں ہاتھوں سے منہ چھپا کر بیوہ کے آنسو رو رہی تھی۔



مرتا تھوڑی دیر کے لئے سکتے میں رہ گئی۔ مگر صدمہ ہو کر خلا میں نکلنے لگی۔ وہ چھوٹی بڑی بایاں ہارٹی جاری تھی۔ ابھی ذرا دیر پہلے اس نے پال ہوپ کن کے داغ میں جانا چاہا تو پال اس کا داغ موت کے اندھیروں میں ڈوب چکا ہے۔

یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اچانک کیسے مر گیا۔ اچانک مرنے کی بات ہو تو قدرتی موت کی ہی طرف دھیان جاتا ہے۔ شاید وہ بھی اپنی طبعی عمر پوری کر چکا تھا۔ لیکن مرنے کا دل نہیں رہا۔ ان کا تھوڑا مسلسل کچھ نہ کچھ ہارٹی جاری تھی۔ اب اپنا یہ ٹیلی بیٹھی جاننے والا بھی کھو چکی تھی۔ اسے یقین تھا کہ پال ہوپ کن کی موت کے پیچھے دشمن کا ہاتھ ہے اور وہ دشمن ہم ہیں۔

اس نے ہولی مین کو پال ہوپ کن کے متعلق بتایا پھر کہا "یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اس کی موت کن حالات میں ہوئی ہے۔" اس نے مشیر خاص ہولی مین کو پال ہوپ کن کی رہائش گاہ کا پتا بتایا۔ دو جاسوس وہاں گئے تو پال ہوپ کن کی لاش ملی۔ اس کی ایک ٹمٹی میں ریو اور تھا۔ کپٹی میں خون آنسو سوراخ تھا۔ کھوپڑی کا

کچھ حصہ ٹوٹا ہوا تھا۔ اس نے خود گولی کی تھی۔ بظاہر ہی تھی۔ لیکن حقیقتاً خود کشی کرانی تھی۔

مرتا کو یہ رپورٹ ملی تو وہ تھلا گئی۔ اس نے کہا "مجھے پہلی یقین تھا کہ فراد نے یہ ذلت کی ہے۔"

ہولی مین نے کہا "پال ہوپ کن کے داغ پر ہمساری حکومت تھی۔ کوئی دوسرا اس کے داغ میں نہیں جاسکتا تھا۔ پھر فراد اس کے اندر کیسے چلا گیا؟"

"خیال خواتی کی ایک ٹھنک یہ بھی ہے کہ فراد میری آواز دہا کر اور میں فراد کا لوجہ اختیار کر کے ایک دوسرے کے خفا کے داغوں میں پہنچے تھے۔ فراد پال ہوپ کن کے اندر میرے لیے میں پہنچا ہوا کہ اور اس کے داغ پر قبضہ جھاکر اسے خود کشی پر مجبور کیا ہو گا۔"

"یہ جو فراد بڑی خاموشی سے ہمیں نقصان پہنچاتا رہتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ایک محاذ پر لڑتے ہیں دوسرے محاذ پر تو ہم کمر بستہ ہیں۔ وہ ہماری ایسی کمزوریوں کو سمجھتا ہے۔ اس نے مختلف محاذوں سے چپ چاپ حملے کرتا ہے۔ کیا تم سوچ سکتی تھیں کہ ابھی ہم مشین کی تپائی کے معاملے میں اچھے رہیں گے اور مردہ پال ہوپ کن کو ختم کر دے گا۔ اور پتا نہیں وہ اور اس کے بیٹے چپ چاپ ہمارے خلاف اور کیا کر رہے ہوں گے۔"

"یہ فراد کوئی انسان نہیں جن ہے۔ موت کی طرح اٹل اور ناقابل تغیر ہے۔ وہ سمجھ گیا ہے کہ جاسوس اور ہمارے ٹیلی فونی جاننے والے پارس وغیرہ کو تلاش کر رہے ہیں اسی لئے اس نے پال ہوپ کن کو مار ڈالا ہے۔ وہ ہمارے دوسرے خیال خواتی کرنے والوں کی ناک میں بھی ہو گا۔ جان لہوڑا کو ہوشیار رہنا چاہئے۔"

"فکر نہ کرو۔ ہمارے جو دو چار خیال خواتی کرنے والے ہیں۔ ان کے سامنے تک بھی فراد نہیں پہنچ سکے گا۔ مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ اب تمہارے پاس ایک بھی خیال خواتی کرنے والا نہیں ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک متفکر کرنے کے بعد دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ بے چینی سے اٹھ کر بیٹھنے لگی۔ اپنی مسلسل ٹھک برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ پہلے جس معاملے میں ہاتھ ڈالنی تھی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اب خوش بختی نے منہ پھیر لیا تھا۔ جب تک انسان کامیاب ہوتا رہتا ہے ان کامیابیوں کو اپنی ذات کا نتیجہ سمجھتا رہتا ہے۔ جب ناکام ہونے لگتا ہے تو اسے بد بختی کہتا ہے۔ ناکامیوں کا الزام مقدور کرتا ہے۔ اس لئے کہ ناکامیوں کے پیچھے اپنی غلطیوں کو سمجھ نہیں پاتا۔

وہ سامنے کے لئے تیار نہیں تھی کہ پارس کو ساتھ چھوڑنے پر مجبور کر کے بد بختی کے راستوں پر چل پڑی ہے۔ اس نے گھڑی دیکھی پھر حساب کیا کہ ترکی کے وقت کے مطابق وہاں صبح کے سات بجے ہوں گے۔ ہولی مین نے اس سے کہا تھا کہ اب اس کے

اب ایک بھی خیال خواتی کرنے والا نہیں رہا جبکہ ابھی وارنریک نے ختم کیا۔

اس نے خیال خواتی کی پرواز کی۔ وارنر کے داغ میں پہنچنا تو اس نے سانس روک لی۔ مرنے والے دوسری تیسری بار دشمنیں کیں پھر اپنی جگہ واپس آکر حیرانی سے سوچنے لگی۔ "یہ کیا ہو گیا؟ وہ میرا معمول اور اتنا آسان ہے۔ میری سوچ کی لہروں کو سوس نہیں کرتا ہے۔ پھر کیسے محسوس کر رہا ہے؟ میرے تو خولی ل کے اثر سے کیسے نکل گیا ہے؟"

اس کا دل ڈوبنے لگا۔ اسے پھر جوت پہنچ رہی تھی۔ پھر بھی وہ روک سبھا رہی تھی "میں وارنر میرے ہاتھ سے نہیں نکلے گا۔ اس نے آخری ٹیلی بیٹھی جاننے والے پر میری گرفت مضبوط ہے۔"

اس نے سوچا "حاصل ہو گا کی صلاحیتوں سے محروم ہے" اس کے داغ میں پہنچ کر وارنر کے متعلق معلوم کیا جاسکتا ہے۔ اس نے ہانک کے اندر پہنچنے کے لئے خیال خواتی کی پرواز کی۔ پھر واپس آئی۔ شدید حیرانی کی بات تھی کہ معاملے نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لی تھی۔ صاف ظاہر تھا کہ اس پر فوجی عمل کیا گیا ہے۔

پھر یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ میں اس کا لوجہ اختیار کر کے وارنر کے داغ میں گیا تھا۔ اسے مرنے کے تو خولی عمل سے آزاد کیا تھا۔ یہ آزادی ملنے ہی مرنے کی سوچ کی لہروں اس کے لئے پرانی ہو گئی تھیں۔ اس لئے کہ سانس روک لیتا تھا۔

اب یقین ہو گیا کہ وہ آخری ٹیلی بیٹھی جاننے والا بھی ہاتھ سے نکل گیا ہے۔ غلطی کے بعد خیال آیا کہ غلطی ہو گئی۔ اسے اس پھولی سی بات پر دھیان دینا چاہئے تھا کہ فراد اس کا لوجہ اختیار کر کے پال ہوپ کن اور وارنریک کے اندر پہنچ سکتا ہے۔ دیئے وہ اس پہلو پر بھی توجہ دیتی تو اپنے خیال خواتی کرنے والوں کو کیسے پہنچاتا؟ ابھی اسے یہ ٹھنک معلوم نہیں تھی کہ اپنے معمول کے داغ میں ایسی آواز اور لوجہ اختیار کر کے آیا جائے کہ دشمنوں کو بھی اس لیے کا علم نہ ہو۔ جیسے کوئی ٹیلی بیٹھی جاننے والا یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فراد سونا کا لوجہ اختیار کر کے مرنے کے داغ میں آتا ہے۔ وہ فراد کو تو محسوس کرتی ہے مگر سونا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی ہے۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کوئی ناکامی سی ناکامی تھی۔ محرومی، ٹھک، ناپس اور اسی لیے کسی تھی کہ وہ اپنی پشت پر پورا امریکا رکھ کر بھی ہمارا کچھ نہیں یاد دہانی تھی۔ اس نے سر کے بالوں کو مٹھیں میں پکڑ کر کہا۔ "وہ گاڑا میرے پاس ایک بھی ٹیلی بیٹھی جاننے والا نہیں رہا۔ فراد نے مجھے بالکل ہی کنگال بنا دیا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ کوئی ناکامی سی ناکامی تھی۔ محرومی، ٹھک، ناپس اور اسی لیے کسی تھی کہ وہ اپنی پشت پر پورا امریکا رکھ کر بھی ہمارا کچھ نہیں یاد دہانی تھی۔ اس نے سر کے بالوں کو مٹھیں میں پکڑ کر کہا۔ "وہ گاڑا میرے پاس ایک بھی ٹیلی بیٹھی جاننے والا نہیں رہا۔ فراد نے مجھے بالکل ہی کنگال بنا دیا ہے۔"

وہ تھوڑی دیر تک بڑے کرب کے عالم میں رہی۔ اس کے اندر دھواں بھرا رہا۔ وہ ٹھنک محسوس کرتی رہی اور اوپر اوپر ٹھٹھکتا

کر لی بی سانس لیتی رہی۔ پھر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ خلا میں نکلنے لگی۔ اس نے پارس کو تصور میں دیکھتے دیکھتے اس کے داغ میں پہنچنے کے لئے خیال خواتی کی پرواز کی۔ پھر واپس آئی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو پارس کا داغ نہیں ملا۔ اسے خیال آیا کہ داغ اس وقت نہیں ملتا جب اس دنیا سے تم ہو جاتا ہے۔ کیا پارس...؟

"نہیں، نہیں۔" وہ گھبرا کر بولی "وہ زندہ ہے۔ میری خیال خواتی میں کچھ گڑبڑ ہو گئی ہے۔"

اس نے پھر تڑپ کر خیال خواتی کی پرواز کی۔ اس کی سوچ کی لہروں کو پارس نہیں ملا۔ نہیں ملنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ خدا خواستہ وہ دنیا سے اٹھ گیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باپ نے بیٹے کی شخصیت اور اس کا لوجہ بدل دیا ہو تاکہ مرنے بھراس کے پیچھے نہ جائے۔

دیئے وہ اندر سے لرز گئی تھی۔ وہ دشمن جاں مرتا ہے تو سرے مگر اس کے بیروں سے جیسے زمین سرک گئی تھی۔ وہ لڑکھا کر صوفے پر گر پڑی۔ کتنی ہی بایاں ہارٹی تھی۔ تمام ٹیلی بیٹھی جاننے والے پہنچنے لگے تھے۔ وہ تمام صدمات برداشت کر رہی تھی۔ لیکن جو صدمہ پارس کی عدم موجودگی سے ہو رہا تھا، وہ ایک سوال تھا کہ دشمن کے لئے صدمہ کیوں ہے؟

اس نے بے خیالی میں اپنے چہرے کو ہاتھ لگا تو چونک گئی۔ وہ گلاب گلاب چہرہ آنسوؤں سے بھج رہا تھا۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ آنکھیں روٹی ہیں اور آنسوؤں والی سمجھ نہیں پاتی۔ وہ جلدی سے اٹھ کر ہاتھ دھو میں آئی پھر واش سین پر جھک کر نکال کھول کر منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگی۔

ٹھنڈے پانی سے آنسوؤں کی حرارت ختم ہو گئی۔ وہ تو لے سے منہ پونچھ کر کمرے میں آئی۔ پھر صوفے پر بیٹھ کر میرے داغ پر دستک دی۔ میں نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں، مرنے۔"

"کیوں آئی ہو؟"

"وہ پارس... پارس..." وہ آگے نہ کہہ سکی۔ آواز آنسوؤں میں بہ جانے والی تھی۔

میں نے پوچھا "کیا پارس کو گرفتار کرنا چاہتی ہو؟"

"آپ طعنے نہ دیں۔"

"میں تو حقیقت کہہ رہا ہوں۔ تم نے اسے گرفتار کرانے کے لئے اپنے جاسوسوں کے داغوں میں ٹیلی بیٹھی جاننے والوں کو چھوڑ رکھا تھا۔ انہیں حکم دیا تھا کہ جو جوان بھی سوچ کی لہروں کو محسوس کرے اور سانس روکے اسے گرفتار کرلو۔ خوش ہو جاؤ اس نے بیش کے لئے سانس روک لی ہے۔"

وہ اطمینان کی گہری سانس لے کر بولی "آپ کا انداز متفکرنا رہا ہے کہ وہ زندہ ہے۔"

"بے شک، جسے اللہ رکھے، اسے کون چکھے؟ اللہ تعالیٰ نے

مجھے عقل دی ہے۔ میں نے اس عقل سے اُس کی شخصیت اور لبہ لہجے کو بدل دیا ہے۔ آئندہ تم ایک لمحے کے لئے بھی اسے نہیں پاؤ گی۔“

”اور آپ نے وارنز اور حائلہ کی بھی شخصیت بدل دی ہے؟“

”میں نے وارنز کو تمہارے خوالے کیا تھا۔ تم نااہل ثابت ہوئیں اس لئے اسے واپس لے لیا۔“

”کیا آپ کے کہہ دینے سے میں نااہل کہلاؤں گی۔“

”میں نہیں کہتا۔ سمجھنے والوں کے لئے اتنا سمجھنا کافی ہے کہ جو نااہل ہوتے ہیں، ناکامیاں ان کے پیچھے بجاتی ہیں۔“

”میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا کہ تم نے وارنز کو مجھ سے جھین لیا؟“

”تم مجھے آپ سے تم کہنے لگی ہو۔ یہ تمہارا عارف ہے۔ رہ گئی وارنز کی بات تو تم خواہ مخواہ مذہب کی ٹھیکیدار بن گئی تھیں۔ اس کے ذاتی معاملے میں مداخلت کر رہی تھیں۔ حائلہ کی موت کی دھمکیاں دے کر اُسے دین اسلام سے پھر جانے پر مجبور کر رہی تھیں۔ میں نے اس کے اندر سے تمہاری طاقت نکال دی۔ اب فرعون کی بیٹی بن کر اس مسلمان کا ایمان بدل کر کھاناؤ۔“

فرعونیت طاقت کی محتاج ہوتی ہے۔ طاقت نہ ہو تو فرعون صفت لوگ میں ملی رہینگے والے کیزوں کی طرح کمزور اور بے بس ہو جاتے ہیں۔ وہ تھوڑی دیر تک بے بسی سے ہونٹوں کو پیچتی رہی پھر بولی ”تم نے بال ہو پکن کو کیوں مار ڈالا؟“

”تم اس کے ذریعے میرے بیٹے کو گرفتار کرانا چاہتی تھیں۔ میری اولاد سے دشمنی کے لئے جو بھی قدم اٹھے گا میں اسے جہنم میں پہنچا دوں گا۔ شکر کرو، تم سلامت ہو اور وہ اس لئے کہ میرے بیٹے سے تمہارا کچھ رشتہ رہا ہے۔ اس کا لحاظ بھی کر رہا ہوں۔ اور سزا بھی دے رہا ہوں۔ ذرا حساب کرو، تمہیں کتنا عروج حاصل تھا اور تم کتنی بلندیوں سے گر کر کتنی پستیوں میں آ گئی ہو۔ ناؤ گٹ آؤ۔“

میں نے سانس روک لی۔ وہ میرے داغ سے نکل کر انی جگہ حاضر ہو گئی۔ اسے یوں بھگتے جانے پر غصہ آتا چاہئے تھا لیکن وہ اندر سے بڑی پرسکون ہو رہی تھی۔ پارس زندہ تھا اور اس دشمن کی زندگی سے ایک نیا حوصلہ مل رہا تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ پارس کسی طرح پھراس کے پاس آجائے تو وہ ہارسی ہوئی بازیاں پھر سے جیتنے لگے گی۔ اس کے لاشعور میں یہ بات سنگینی تھی کہ کاتب تقدیر اسی مرد کے ذریعے اس کا قتل رہتا ہے۔

وہ سر جھکا کر سوچتی رہی اور اسی ایک نتیجے پر پہنچی کہ اسے صرف ایک ہی ناز گٹ بنانا چاہئے۔ اور وہ ناز گٹ ہے پارس۔ دوبارہ اس کا دل جیت کر پھر اس سے الگ نہیں ہوتا چاہئے۔ کچھ ایسا منصوبہ بنانا چاہئے کہ پارس نہ تو ہولی میں اور بان لیوڈا کے

ہاتھ لگے اور نہ ہی اپنے باپ کے اثر میں زیادہ رہے۔ دراصل باپ کے بھگانے سے ہی وہ بھگ کر دور چلا گیا ہے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بچوں کے بل اچھلتے لگی۔ مختلف قسمی ورزشیں کرنے لگی۔ جب وہ پریشان ہوتی یا حوصلہ ہارنے لگتی تھی یا کوئی نیا منصوبہ ذہن میں پہنچے لگتا تھا تو وہ یوگا کے مختلف آسن اختیار کر کے سانس روکتی تھی۔ اس طرح اس کی توجہ تمام مسائل سے ہٹ جاتی تھی اور ساری توجہ سننے منصوبے پر مرکوز ہو جاتی تھی۔

اس نے یوگا کے پہلے مرحلے پر دس منٹ کے لئے سانس روک لی۔ داغ سے تمام سوچیں نکال دیں۔ موت سے پہلے داغ کبھی سوچ سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن یوگا کے ماہر سانس روک کر جیسے خود پر غامضی موت طاری کر لیتے ہیں۔ داغ کو خالی کر کے تمام مسائل اور فکر پریشانوں سے نجات حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے عمل سے داغ بکا پھٹکا اور نئی سوچوں کے لئے آہدم ہو جاتا ہے۔

دس منٹ کے بعد اس نے آہستہ آہستہ سانس لی۔ یوگا کا آسن تبدیل کیا پھر بارہ منٹ کے لئے سانس روک لی۔ تازہ ذہن سے سانس روکنے کے دوران سوچنے لگی۔ ”اب ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے پارس کا حصول۔ اور میں اُسے اس طرح حاصل کروں کہ وہ باپ کی آواز سے اور باپ کی خیال خوانی سے بہت دور رہے۔“

اس نے اعتراف کیا ”میں نے نادانی کی۔ اس پہلو سے نہیں سوچا کہ مجھے پارس نے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ جب بھی نقصان پہنچا تو اس کے باپ سے پہنچا۔ وہ خود غرض مجھے جی کہہ کر درجنوں ٹیلی فنی جانے والوں کو میرے خوالے کر رہا۔ اور دوسرے راستوں سے چپ چاپ انہیں مجھ سے چھینا رہا۔ پتا نہیں وہ کس طرح ہم جیسوں کے دماغوں میں پہنچ جاتا ہے۔ اگر کبھی وہ دھوکے سے میرے اندر پہنچ جائے تو میری حیثیت خاک ہو جائے گی۔ وہ دشمن میرے اندر سے ٹیلی فنی کاظم نکال کر مجھے ایک نام سی، سستی سی لڑکی بنا دے گا۔ دانشور سی یہی ہے کہ اس سے پہلے ہی مجھے پارس کا سارا دوبارہ حاصل کر لیتا چاہئے۔“

وہ یہ منصوبہ بھی سوچ سکتی تھی کہ مجھے چیلنے کے لئے ماسک میں اور اسرائیلی بیرونیوں سے دوستی کر سکتی ہے۔ لیکن وہ بارہا میرے مقابلے میں ہٹ کر کھانچے تھے۔ مرنا کسی پر مجبور نہیں کرنا چاہتی تھی۔ آج کل بولی میں دغیرہ کا اعتماد حاصل کر کے پارس کے خلاف اقدامات کر رہی تھی اور حالات بتا رہے تھے کہ ہولی میں ”جان لیوڈا اور لیوڈی پر طاقت بھی میرا کچھ نہیں بچاؤ گے۔“ بچاؤنے کا ایک ہی یقینی راستہ تھا کہ پارس پھر سے اس کا ہو جائے اور وہ باپ بیٹے کے درمیان آگ اور خون کا دریا بنادے۔ میں آگ اور خون کا دریا پار کر کے بیٹے سے نہ مل پاؤں تو آدھا جاؤں گا۔ پھر میں بھی آدھا ہو جائے تو پھر وہ پھر میں رہتا۔ صرف میں رہ جاتا ہے۔ ایسے وقت میں اس کے خیالات نہیں پڑھ رہا تھا کیونکہ وہ یوگا

کی مشقوں کے دوران دس بارہ منٹ کے لئے سانس روکتی تھی اور سانس روکنے کے دوران میں اس کے اندر نہیں رہ سکتا تھا۔ باہر نکل آتا تھا۔ وہ مجھے نہیں بھگتی تھی۔ یوگا کا عمل بھگ رہا تھا۔

آدھی رات کو میں اس کے داغ میں آیا۔ پھر یوگا کے دوران جاری رہنے والے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ میرے شدہ ذہنی کو کمزوری میں بدلنے اور پارس کو مجھ سے دور کر دینے کی راہ پر چلنے کا عہد کر چکی تھی۔

آخر میں اس نے سوچا ”مجھے پارس تک پہنچنے کے لئے فرہادی جیلی کے کسی اہم ممبر کو اغوا کرنا ہو گا۔ اسے یہ غلام بناؤں گی تو سونیا اور فرہادی مجبور ہو کر مجھے پارس کا پتا، ٹھکانا اور فون نمبر وغیرہ ضرور دیں گے۔“

میں نے دوسرے دن مرینا کی یہ خواہش پوری کر دی۔ وہ صبح گھر سے نکلی تو اس کے اندر کافی کی طلب پیدا کی پھر اسے پارس کی یادوں میں الجھا تا ہوا ایک رستوران کے سامنے لے گیا۔ وہ کار سے اتر کر رستوران کے اندر آئی۔ میں نے اسی میز کے پاس پہنچایا جس کے قریب والی میز پر علی تیمور اور سونیا ٹائی بیٹھے ہوئے تھے۔

مرینا علی تیمور کو دیکھ کر چونک گئی۔ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کے ساتھ بیٹھے والی سونیا ٹائی ہے۔ کیونکہ سونیا سے خاصی مشابہت تھی۔ مرینا جانتی تھی کہ علی کے داغ میں جگہ نہیں ملے گی۔ اگر وہ جگہ بنائے گی تو اسے اور سونیا ٹائی کو خطرے کا احساس ہو جائے گا۔

وہ توجہ سے دونوں کی گفتگو سننے لگی۔ فاصلہ کم تھا پھر بھی پوری طرح ان کی گفتگو کاٹوں تک صاف طور سے نہیں پہنچ سکتی تھی۔ میں نے مرینا کے داغ پر اچھی طرح قبضہ جمار کر اُسے یقین دلایا کہ وہ دونوں کی باتیں سن رہی ہے۔

علی کہہ رہا تھا۔ ”ٹائی! تمہاری بیماری سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی بھی دشمن خیال خوانی کے ذریعے تمہارے اندر پہنچ سکتا ہے اور تمہیں اس کے آنے کی خبر نہیں ہوگی۔“

مرینا یہ سنتے ہی خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے سونیا ٹائی کے اندر پہنچ گئی۔ واقعی اسے داغ میں جگہ نہ لگی۔ وہ بیماری کے باعث پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کر سکی۔ مرینا بھی سمجھ رہی تھی بلکہ میں نے ایسا سمجھنے کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیے تھے۔

وہ سوچ رہی تھی ”سونیا ٹائی فرہادی کو بولنے والی ہو، مسلمان کی بیٹی اور بابا فرید واسطی مرحوم کی نواسی ہے۔ پورے بابا صاحب کے ادارے میں اور فرہادی جیلی میں یہ سب سے زیادہ اہم اور عزیز ہستی ہے۔ اگر میں اسے یہ غلام بنالوں تو بابا صاحب کے ادارے میں زلزلہ آجائے گا اور فرہادی گردن جھکا کر اس کی واپس کا مطالبہ کرے گا۔“

وہ سونیا ٹائی کو اغوا کرنے کے متعلق تیزی سے تدبیر سوچ رہی تھی۔ میں نے مشکل آسمان کر دی۔ علی تیمور کو ہمارے سے ٹوائٹ

کی طرف بھیج دیا۔ ٹائی میز پر اکیلے رہ گئی۔ مرینا نے فوراً سی ٹائی کے داغ میں رہ کر اُسے اغوا کیا۔ پھر خود اٹھی اور اس کے ساتھ چلتی ہوئی رستوران کے باہر آئی اسے اٹکی سیٹ پر بٹھایا۔ خود اسٹیرنگ سیٹ پر اٹھی پھر فوراً سی کار اسٹارٹ کر کے وہاں سے چل پڑی۔

داغ میں پلانک پک رہی تھی کہ اپنی ہمارش گاہ میں پہنچتی ہی ایک کمرے کی تمام بٹیاں بجھا دی گئی۔ سونیا ٹائی کو اس کمرے میں بند کر دی گئی۔ دروازے کو باہر سے لاک کر دی گئی ”اس کے بعد فرہادی اور اس کے تمام خیال خوانی کرنے والے یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ ٹائی کس نازک قید خانے میں ہے۔“

وہ ہمارش گاہ کے احاطے میں پہنچی۔ کار سے اتر کر ٹائی کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے چلتی ہوئی پینچلے کے اندر آئی۔ پھر ایک دم سے ٹھٹک گئی۔ وہاں ایک صوفے پر علی تیمور بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پریشان ہو کر بولی ”حت۔۔۔ تم؟“

وہ بولا ”کیا مذاق ہے۔ میں ٹوائٹ گیا اور تم ٹائی کو یہاں لے آئیں۔ کیوں بار بار نقصان اٹھانے کے راستے پر چل پڑی ہو۔“

”تمہیں میرے پینچلے کا پتا کیسے معلوم ہوا؟“

”تمہاری حماقت سے معلوم ہو گیا۔ نہ تم ٹائی کو یہاں لا سکتے نہ میں یہاں آتا۔ ذرا غور کرو تو معلوم ہو گا۔ ہم نے اسی وقت تمہیں نقصان پہنچایا ہے یا سزا دی ہے جب تم نے عداوت میں بدل کی ہے۔ ابھی کسی دشمنی یا چیلنج کے بغیر تم ٹائی کو اغوا کرنے کے خیال سے یہاں لائی ہو۔ یہ تمہاری کیسی کم ظرفی ہے؟“

وہ فوراً ہی ہسٹل نکال کر علی کو نشانے پر رکھتے ہوئے بولی ”اس کے پیچھے آگے ہو تو تم بھی واپس نہیں جاؤ گے۔“

”تم چاہتی کیا ہو؟“

”مجھے تم دونوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ میں تمہیں یہ غلام بنا کر پارس سے ملانا چاہتی ہوں۔“

”میں قید کر کے کبھی اس سے نہیں مل سکو گی۔ چلو ٹائی۔“

علی نے صوفے سے اٹھ کر ٹائی کا ہاتھ قیام لی۔ مرینا نے کہا۔ ”یہ ہسٹل ہے، معلوم نہیں ہے۔ ٹائی کے ساتھ ذرا بھی حرکت کرو گے تو کوئی مار دوں گی۔“

وہ ٹائی کے ساتھ جاتے ہوئے بولا ”گولی چلاؤ۔ اور صبح نشانے کی پکیش کرتی رہو۔“

”تم سمجھتے ہو میں تمہیں جان سے نہیں ماروں گی! ٹھیک سمجھتے ہو۔ ماروں گی تو قہر تمام ہو جائے گا۔ میں تم دونوں کے بدلے پارس کو حاصل نہیں کر سکتی لہذا ابھی تمہیں صرف دشمنی کروں گی۔“

وہ دونوں کمرے سے جا رہے تھے۔ مرینا نے ان کے پیروں کا نشانہ لیا پھر ناز کر کے لئے ڈنگر کو دہانہ چاہا لیکن ڈنگر پر اٹکی کا دباؤ نہیں بڑھا۔ اس نے حیرانی سے ہسٹل کو دیکھا۔ پھر دونوں

ہاتھوں کی انگلیوں سے ٹھیکر کو دبائے کی کوشش کی۔ پھر پتہ چلا کہ ہتھول میں خرابی نہیں ہے بلکہ انگلیاں کام نہیں کر رہی ہیں۔

اچھی دیر میں وہ دونوں کمرے سے جا چکے تھے۔ وہ دوڑتی ہوئی ان کے پیچھے گئی۔ عجیب پریشانی اور بدحواسی تھی۔ داغ میں خطرے کی گھنٹی بج رہی تھی کہ اسے کوئی ہتھول چلانے سے روک رہا ہے۔ مگر کیسے روک رہا ہے؟ کیا کسی نے داغ پر قبضہ جمایا ہے؟

”نہیں“ وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھی کہ اس کا داغ بھی کسی کے قابو میں آسکتا ہے۔ وہ باہر آکر پوئی ”رک جاؤ۔ ورنہ میں ٹانی کے داغ میں زلزلہ پیدا کر دوں گی۔“

علی تیمور نے کہا ”میں تمہیں اپنے داغ میں بھی آنے کی اجازت دیتا ہوں۔ یہ فردا کے بیٹے کی زبان ہے“ میں سانس نہیں روکوں گا۔ آؤ اور زلزلہ پیدا کرو۔“

میرٹانے اس کے نتیجے کو گرفت میں لیا۔ پھر خیال خوانی کی کوشش کی لیکن سوچ کی لہروں نے پرواز نہیں کی۔ ایک دم سے دل ڈوبنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا ہے؟

وہ دونوں احاطے سے باہر جا کر اپنی کار میں بیٹھ رہے تھے۔ میرٹانے پھر ایک بار خیال خوانی کی کوشش کی اور کام نہ رہا۔ یہ ناکامی کی انتہا تھی کہ وہ اپنا داغ بار بجی تھی۔ صدمے کی زیادتی سے جہنم میں جیسے جان نہ رہی۔ وہ برآمدے کے زینے پر دوپٹے سے

بیٹھ گئی۔ یہ سوچ سوچ کر جان نکلی جا رہی تھی کہ کوئی اس کے داغ کو کنٹرول کر رہا ہے۔ وہ خاک کا کیزا بن گئی تھی کسی کے قابو میں آگئی تھی۔ جتنی اونچی آوازیں تھیں اتنی ہی پستی میں گراؤ تھا۔ کیسی شاہانہ زندگی تھی اور کیا امتحانہ انجام تھا۔

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام کر سوچا۔ ”میری پہلی غلطی آخری غلطی بن گئی ہے۔ پہلی غلطی یہ کہ میں نے پارس کو اپنی زندگی میں گمراہی تک آئے وہاں۔ اگر اس سے دور رہتی تو فردا سے دور رہتی۔ نہ ان سے دوستی ہوتی۔ نہ دشمنی ہوتی۔ میں سب سے الگ تھلک کامیابی کے راستے پر گامزن رہتی۔ ہائے پارس کی دوستی اور محبت نے مجھے ذلت ہی ذلت دی ہے۔ اوہ گاؤں تو بہت گرت ہے کوئی کمال دکھا دے۔ مجھے اس ذلت اور ٹھوکی سے نکال دے کہ میں کسی کی معمول اور تابعدار بن گئی ہوں۔ گاؤں سے جھوٹ کر دے۔ میں انہیں کھولوں تو یہ سب کچھ خواب ثابت ہو۔“

اس نے اپنے ایک بازو پر زور کی چنگلی لی پھر تکلیف سے سسکا رہی۔ وہ جاگ رہی تھی۔ اس نے بڑے کرب سے سوچا۔ ”میں کس کے دام میں آگئی ہوں؟ یہ فردا ہی ہوگا۔ اب تک میں نے اسی سے مات کھائی ہے۔“

اس نے غلام میں کھٹے ہوئے پکارا ”لیکن ہو تم؟ تم کون ہو؟ آغا کہہ دو کہ تم فردا نہیں ہو۔ میرے داغ کو موت آجائے مگر فردا نہ

آئے اس کا نام سن کر میرے ہاتھ پاؤں ڈھیلے اور ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔“

میں نے بھرائی ہوئی آوازیں کہا ”میں ہوں“ میں۔“

”یہ۔۔۔ یہ آوازیں پہلی بار سن رہی ہوں۔ تم کون ہو؟“

”یہ نام ہوں۔ بے نشان ہوں تمہارے داغ میں میں رہوں“ فردا رہے یا جان لیوڑا! کیا فرق پڑتا ہے! اصل حقیقت یہ ہے کہ تم آزاد اور بے لگام نہیں رہیں۔ کسی کی تابعدار بن چکی ہو۔“

وہ بولی ”تم فردا ہو۔ اسی لئے ٹانی اور علی میرے ہاتھوں سے بچ کر چلے گئے۔ جان لیوڑا یا کوئی اور ہوتا تو ان سے ہمدردی نہ کرتا۔ اب خود کو نہ بچھاؤ۔“

میں نے بھرائی ہوئی آوازیں کہا ”میں وہ ہوں“ جہاں تک تمہارا خیال نہیں پہنچ سکتا۔ تم جیسے ٹیلی پتھی جاننے والے یہ علم بیکنے ہی دنیا کے سامنے خیال خوانی کے قماشے دکھانے چلے آئے ہیں اور یہ قماشے دکھانے کے لئے ایک دوسرے سے دشمنی کرتے ہیں۔ میں تم سب سے الگ اور منفرد ہوں۔ میں نے خود کو بھی ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کروں گا۔“

”میں کیسے یقین کروں کہ تم ایک انجینی خیال خوانی کرنے والے ہو؟“

”انجینی انکھوں سے دشمنی کی ٹینک اتار کر دیکھو اور سمجھو کہ دنیا میں مجھ جیسے لوگ ہوتے ہیں جو کسی کے دشمن نہیں ہوتے۔ میں نے ٹانی اور علی کو تمہارے ہاتھ آنے نہیں دیا اور تمہیں بھی نقصان پہنچنے نہیں دیا۔ ورنہ علی تمہاری رہائش گاہ دیکھ لینے کے بعد یہاں تمہیں دشمنی کرتا اور اپنے باپ کو تمہارے داغ میں پھنسا دیتا۔“

”میں مانتی ہوں کہ وہ مجھے دشمنی کر سکتا تھا۔ لیکن یہ تو تباہ و تہمت کون ہو؟“

”میں تمہاری دعا کی قبولیت ہوں۔ ابھی تم دعا مانگ رہی تھیں کہ تمہارے داغ پر فردا کا قبضہ نہ ہو۔ یہ دعا بہت پہلے قبول ہو چکی تھی۔ شکر ادا کرو کہ تمہارے اندر فردا نہیں ہے۔“

”میں ہزار بار شکر ادا کرتی رہوں گی۔ لیکن میں کیا کروں؟ مجھے یقین نہیں آتا ہے۔ وہ میرے حواس پر چھایا ہوا ہے۔ میرے داغ پر حکمرانی کرتا ہوا سا لگتا ہے۔“

”چلو یہی سمجھتی رہو۔ میں کہہ چکا ہوں تمہارے داغ پر کوئی بھی ایسی دانی ڈیڑھ حکمرانی کر رہا ہو۔ حقیقت ایک ہی رہے گی کہ تم اس کی تیزبین بن گئی ہو۔ تمہارے ساتھ جو کچھ ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔ جھوٹ، قریب اور سازشی عمل سے باز آجاؤ۔“

”میں نے کسی کے خلاف کوئی سازش نہیں کی ہے۔“

”ابھی تم سوچ رہی تھیں کہ پارس سے دوبارہ دوستی کر کے اس کے باپ سے بیٹھ کے لئے اسے دور کر دو گی۔ کیا یہ سازش نہیں

ہے تم ٹانی کو اغوا کر کے باپا صاحب کے ادارے میں زلزلے پیدا کرنا چاہتی تھیں۔ اس سازش کے نتیجے میں تم پر مصیبتیں آ رہی ہیں۔ اگر ان سازشوں کا علم فردا کو ہو جاتا تو وہ تمہارے داغ سے ٹیلی پتھی کا علم کوچ کر بیچ دیتا اور تمہیں ایک عام سی لڑکی بنا کر کسی فدا ہاتھ کی بھنگاڑن بنا دیتا۔“

اس کے داغ میں ابھی ٹیلی پتھی کا علم سلامت تھا اس سے ثابت ہوتا تھا کہ میں اس کے اندر نہیں ہوں۔ وہ بڑی حد تک مطمئن ہو گئی۔ میں واقعی اس کا یہ علم ختم کر دیتا۔ اسے ایک عام سی، مستحکم لڑکی بنا دیتا لیکن میرے بیٹے کی فراکش تھی کہ اسے بہت بڑا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ اسی لئے وہ اب تک اپنے علم کے ساتھ سلامت تھی۔

میں نے کہا ”تمہیں اپنے ملک کے حکام اور بولی مین وغیرہ پر بھی اعتماد نہیں ہے۔ تم ان سے چھپ کر زندگی گزار رہی ہو۔ میں تمہارا دشمن ہوتا تو دشمنوں کو تمہاری رہائش گاہ تک پہنچا دیتا۔“

”میں مانتی ہوں“ آپ میرے ہمدرد ہیں لیکن علی یہ گھروں کیج کر گیا ہے۔“

”وہ علی تیمور نہیں تھا۔ اس کی ڈی تھا۔ تم اسے علی سمجھ کر داغ میں نہیں گئیں۔ اگر جانتیں تو اس کے خیالات بھی پڑھ سکتی تھیں۔ میں اس ڈی کو ٹیپ کر کے یہاں لایا تھا۔ اس کے داغ پر میرا قبضہ تھا۔ اب اسے یاد نہیں ہے کہ وہ یہاں آیا تھا۔“

”تم مجھے ہر طرح سے اطمینان دلا رہے ہو لیکن میرا اطمینان اور سکون عارت ہو گیا ہے۔ ہر لمحہ داغ پر بوجھ رہے گا کہ کوئی میرے اندر موجود رہتا ہے اور میرے اچھے برے خیالات پڑھتا رہتا ہے۔“

”مجھے خیالات تو ہر کوئی پڑھ سکتا ہے۔ تم برے خیالات سے بدبیز کرو۔ پھر خود ہی اطمینان حاصل ہو گا کہ کوئی تمہاری برائی کو نہیں سمجھ رہا ہے۔ کیونکہ برے خیالات نہیں ہیں تو برائی بھی نہیں ہے۔“

”کیا تم بڑی سے بڑی شرارتوں کو مجھے آزاد نہیں کر سکتے۔“

”تم خود ہی اپنے عمل سے آزادی حاصل کر سکتی ہو۔ تم پوگا کی مشقیں بلاناغہ کرتی ہو اپنے اندر پاکیزگی اور روحانیت کی مشقیں بھی کرو۔“

”وہ کیسے کرنا چاہئے؟“

”ہر گاہ کے آسمان میں سانس روک کر ہر قسم کے خفی خیالات داغ سے نکالتی رہو اور اپنے داغ کو بہت خیالات کے خزانے سے بھرلو۔ جو بھی روحانیت کی مشقوں سے گزر کر کامیاب ہوتا ہے میں اس کے داغ سے بیٹھ کے لئے نکل جاتا ہوں۔ میں کبھی کسی کو غلام یا کیز نہیں رکھتا۔“

”میں تمہیں نہیں جانتی کہ کس حد تک سچے ہو اور وعدہ وفا کرتے ہو۔“

”تم مجھے نہیں جانتیں لیکن یہ تو جانتی ہو کہ نیک اعمال کا نتیجہ بیشہ اچھا ہوتا ہے۔ بددلوں سے کچھ ملنے نہ ملے خدا ضرور انعام دیتا ہے۔“

”ہاں میں مانتی ہوں۔ لیکن۔۔۔“

”لیکن دیکھن کے پھیر میں نہ پڑو۔ اگر میں غلط آدمی ہوں تو مجھ سے کبھی نجات نہیں ملے گی لیکن تم میں روحانیت کی طاقت ہوگی تو تمہیں اس غلط آدمی سے خدا نجات دلائے گا۔ میں اس سے زیادہ تمہیں سمجھا نہیں سکتا۔ لہذا جا رہا ہوں۔“

میں خاموش ہو گیا، وہ بولی ”رک جاؤ۔ مجھے یقین دلا کر جاؤ کہ میرے داغ سے بیٹھ کے لئے چلے جاؤ گے۔“

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دو تین آوازیں دیں پھر پریشان ہو کر سوچنے لگی۔ ”میں کیسے یقین کروں کہ وہ ہے یا چانکا ہے؟ اس کے آنے جانے کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔ پتا نہیں یہ کب میرے داغ میں گھس آیا تھا۔“

میں نے اس کی سوچ میں کہا۔ ”میں خواہ کتنا ہی تھلائی رہوں اس سے نجات کا راستہ ایک ہی ہے۔“

میری اس بات پر وہ خود سوچنے لگی۔ ”ہاں روحانی عمل میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ اور طاقت اس لئے ہوتی ہے کہ روحانی عمل کے دوران خدا ساتھ ہوتا ہے۔“

ان خیالات کے ساتھ ہی اس کے اندر ایک نیا روحانی جذبہ پیدا ہوا۔ نیا حوصلہ ملنے لگا کیونکہ اب وہ دشمنی کے راستے پر نہیں چل رہی تھی۔ اور دوستی کے راستے پر بھی نہیں چل رہی تھی۔ اس کے آگے جو راستہ تھا وہ اس پر چلتی ہوئی خدا کی خوشنودی تک پہنچ سکتی تھی۔ اپنے گاؤں کو راضی کر کے یہ وہ اپنے داغ سے کسی انجینی کو نکال سکتی تھی۔

○۔۔۔☆۔۔۔○

سپنس اور جاسوسی ڈائجسٹ کے مقبول ترین سلسلے

مفروز طاہوت

مختصر کہانیوں کا بیٹا

کتابی شکل میں تیار ہیں

آج ہی خط لکھ کر طلبہ فرائض یا اپنے قریبی بکسٹال سے حاصل کریں

کتابیات پبلی کیشنز ۵ پوسٹ بکس نمبر ۲۳ کراچی بڑا

اس رات وہ تینوں ایک دوسرے سے دور تین مختلف مقامات پر تھے۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے بے شمار ساتھی بھی تھے۔ ان کے پاس اپنی اپنی گاڑیاں تھیں۔ گاڑیوں میں ٹی وی سیٹ، کمپیوٹر اور ٹرانسمیٹر وغیرہ تھے۔ وہ وقت ضرورت ایک دوسرے سے رابطہ کرتے تھے۔ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے کھلونا ہوائی جہاز اڑاتے تھے۔ پھر اڑنے والے جہازوں کو اسکرین پر دیکھ کر معلوم کرتے تھے کہ وہ کہاں کہاں سے گزر کر مشی مکن جمیل کے ہارٹ تک پہنچتے ہیں۔

جب وہ مشی مکن کے خفیہ اڈے پر کامیابی سے بلاسٹنگ کر چکے اور جب انہیں یقین ہو گیا کہ مشین کے برابر چمچے اڑ گئے ہیں تو انہوں نے ٹرانسمیٹر کے ذریعے ایک دوسرے سے گفتگو کی اور یہ طے کیا کہ جو جہاز چلا سکتا ہے چلا جائے۔ بعد میں ایک دوسرے سے ملاقات ہو جائے گی۔

پارس، علی تیور اور سونا ٹانی ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر تھے۔ وہ طے شدہ پروگرام کے مطابق مختلف راستوں سے مختلف شہروں اور مختلف انٹینسٹی کی طرف چل پڑے۔ روانگی سے پہلے ٹی وی، کمپیوٹر اور دوسرے تمام آلات اپنی اپنی گاڑی سے نکال کر پچینک دیے تاکہ راستے میں کہیں جینینگ ہو تو ان پر کوئی شہ نہ کیا جائے۔

وہ تینوں وقتی طور پر ایک دوسرے سے چھڑ گئے۔ سونا ٹانی تیوراک جانے والے راستے پر چل پڑی تھی۔ کوئی سوکھو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد پارس کی گاڑی نے اسے کراس کیا۔ وہ رفتار بڑھا کر پارس کو مخاطب کرتے ہوئے بولی "گاڑی روکو۔"

اس نے گاڑی روک دی۔ وہ اپنی گاڑی سے اتر کر اس کے پاس اگلی سیٹ پر آکر بولی "گاڑی ایک سی سی ہو تو بہتر ہے۔ چلو۔" وہ گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے بولا "ہاں ایک گاڑی ہے تو اب ایک سی سی پچینک ہوگی۔ لیکن چیک کرنے والے ہمیں میاں بوی سمجھیں گے۔"

"میں آکر بیٹھ گئی ہوں تو زیادہ نہ چلیو۔ ورنہ دھکاوے کر گاڑی لے جاؤں گی۔"

لیلی پارس کے داغ میں تھی۔ مسکراتے ہوئے بولی "بیٹے! ٹانی کے داغ میں سلمان بھائی ہیں۔ ذرا سوچ سمجھ کر مذاق کرو۔"

پارس نے کہا "اے! آپ لوگوں کو سوچنا سمجھنا چاہئے۔ باپ کو بیٹی کے داغ میں نہیں رہنا چاہئے۔ ہم جو ان ہیں۔ ہنسا بولنا ہماری فطرت ہے۔ پلیز! آپ سلطان آئی کو ٹانی کے پاس بھیج دیں۔ علی جیسے خشک اور مجیدہ جوان کے داغ میں سلمان انگل کو رہنا چاہئے۔"

مشی مکن جمیل کے خفیہ اڈے کو تیار کرنا بچوں کا کھیل نہیں تھا۔ جبکہ علی تیور نے حقیقتاً بچوں کا کھیل بنادیا تھا۔ ایسے وقت ہر لمحہ خطا رہنے کی ضرورت تھی۔ پھر سب سے زیادہ اپنے بچوں کی

محافظت لازمی تھی۔ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ان کے معاملے میں مداخلت نہیں کریں گے۔ صرف تماشا دیکھیں گے اور خدا نخواستہ کوئی برا وقت آیا تو دشمنوں کی ٹیلی جیسی کا جواب اپنی ٹیلی جیسی سے دیں گے۔

لیلی پارس کے پاس، سلطان علی کے پاس اور سلمان اپنی بیٹی ٹانی کے پاس تھا۔ میں تینوں کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ لیلی نے سلطان اور سلمان کی پوزیشن بدل دی۔ سلطان کو ٹانی کے پاس اور سلمان کو علی کے پاس بھیج دیا۔

یہ ان کی خوش قسمتی تھی اور زبردست پلاننگ تھی جس کے نتیجے میں مشین کی تباہی کے دوران کوئی مشکل یا رکاوٹ سامنے نہیں آئی۔ واپسی میں بھی دو پولیس چوکیوں پر دشمنین کے مطابق سرسری طور پر پوچھ چمچ ہوئی۔ پھر انہیں آگے جانے کی اجازت دے دی گئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ابھی باقاعدہ ناکہ بندی شروع نہیں ہوئی تھی۔

علی تیور خشک کو کے راستے پر جا رہا تھا۔ ایک پولیس چوکی پر ایک رشوت خور افسر تھا۔ شراب کے نشے میں مست تھا۔ پر گاڑی والے سے کچھ نہ کچھ وصول کر رہا تھا اور وصولی سے پہلے جینینگ کے ذریعے انہیں پریشان کر رہا تھا۔ وہاں سے گزرنے والے اپنا قیمتی وقت بچانے کے لئے اسے کچھ رشوت کے طور پر دے کر جا رہے تھے۔ جب وہ علی کے پاس آکر بولا تو سلمان نے اس کے داغ پر قبضہ کر لیا۔ افسر نے اپنے آئینوں سے کہا۔ "اے! اسے جانے دو، یہ تو میرا بیٹا ہے۔ گڈ بائی بیٹا۔ گڈ بائی۔"

علی کسی جینینگ کے بغیر گزر گیا۔ ٹانی اور پارس نے تیوراک شہر میں داخل ہونے سے پہلے ایک جگہ گاڑی روک دی۔ وہاں کے ایک گیران میں دوسری گاڑی تیار تھی۔ وہ اس میں بیٹھ کر اپنی رہائش گاہ تک پہنچ گئے۔ ٹانی نے سلطان سے کہا۔ "آئی! ہم یہاں خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔ علی کی کیا خبر ہے؟"

"وہ خیریت سے ہے۔ ابھی تمہارے ڈیڑی نے بتایا ہے کہ ایک پولیس چوکی پر اسے روکا جا رہا ہے لیکن تمہارے ڈیڑی نے اس کی گاڑی اور کاغذات کی جینینگ نہیں ہونے دی۔ اسے تمہیں کے بال کی طرح نکال کر لے گئے ہیں۔"

"علی کس سمت جا رہے ہیں؟"

"میں ابھی معلوم کرتی ہوں۔"

"پلیز! آپ کہہ دیں میں یاد کر رہی ہوں اور آج کی کامیابی سے بہت خوش ہوں۔"

سلطان جلی تھی۔ پارس نے پوچھا "کیا آئی سے باتیں کر رہی تھیں؟"

"ہاں! کہہ رہی تھی، میرے علی کا جواب نہیں ہے۔ اس نے بچوں کے کھلونوں سے ایک سپر ہیرو کے لباس تلے سے زمین نکال دی ہے۔ علی کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یادگار بن کر رہے گا۔"

"ابنا بلڈ۔۔۔ تم علی کی یادگار بن رہی ہو؟"

"اے! میں تمہارا رشتہ توڑ دوں گی۔"

"توڑ سکتی ہو۔ ستا ہے، بہت زبردست فائبر بھی ہو۔ علی کا منہ لی بار توڑا ہے؟"

"وہ تمہاری طرح چھپوڑے نہیں ہیں۔"

"کیا شادی سے پہلے محبت کرنا چھپوڑا پن نہیں ہے؟"

"محبت کی گناہ نہیں ہے۔"

"اچھا تو وہ تمہارے ساتھ خواب کتا رہتا ہے۔"

"اے! میں مجھے الفاظ کی میرا پھیرو میں الجھا رہے ہو۔ جاؤ رام کر اور مجھے بھی سوتے دو۔"

"جانے سے پہلے ایک بات کہہ دوں کہ جو چٹچ کرنا ہوں اسے ارا کر دکھاتا ہوں۔"

"کیا تم نے کوئی چٹچ کیا تھا؟"

"ہاں۔ یاد نہیں ہے؟ ہمیں لے کتا تھا، ہمیں علی سے دور لادوں گا اور تم نے مذاق سمجھ کر ٹال دیا تھا۔"

"اچھا تو جب کا دعویٰ ہے کہ ابھی آپ نے علی کو مجھ سے دور کیا ہے؟"

"بے شک، تم سمجھ رہی ہو، ہم اپنی پلاننگ کے مطابق ایک دوسرے سے دور ہوئے ہیں جب کہ ایسی بات نہیں ہے۔ یاد کرو۔"

"آئیڈیا میں نے ہی پیش کیا تھا کہ مشین کو تیار کرنے کے بعد ہم ایک دوسرے سے دور ہو جائیں گے تاکہ کبھی ایک ساتھ دشمنوں کی گرفت میں نہ آئیں۔"

"ہاں یاد آئی، تم نے یہی آئیڈیا پیش کیا تھا۔"

"وہ بولا "پھر مشی مکن کی طرف جانے سے پہلے میں نے تم سے پوچھا تھا، تم کس راستے سے واپس جاؤ گی۔"

"وہ اسے گھور کر بولی "اور میں نے کہا تھا تیوراک کے راستے پر جاؤں گی۔ پارس! تم کچے شیطان ہو۔ اپنا راستہ بدل کر میرے راستے پر آگئے اور علی کو دوسری طرف بھیج دیا۔"

"اگر علی چلا عاشر ہوتا تو وہ بھی راستہ بدل دیتا اور تمہارے پاس چلا آتا۔"

"میرے بچے عاشر! میں تم سے خوش ہوئی۔ یہ لو انعام میرے ہاتھ کو بوسہ دو۔"

"اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ پارس نے دور سے کہا "پہلے میں اپنے ستاروں کی گردش معلوم کر لوں پھر تمہاری گردش میں آؤں گا۔ شب بخیر۔"

"وہ جانے لگا۔ ٹانی ہنسنے لگی۔ ہندو دوازے کو کھول کر باہر جاتے ہی پارس کے حلق سے گراہ نکلی۔ وہ لڑکھڑاتا ہوا ٹانی کے پاس آیا۔ ٹانی نے اسے گرتے سے بچایا۔ اسے تمام لیا بھر پوچھا "باہر کون ہے؟"

پارس نے ٹانی کے قہقارے والے ایک ہاتھ کو بوسہ دیا پھر

بھاگے ہوئے دروازے پر آکر بولا "میرے ستاروں نے مجھے گھوڑ مار کر تمہارے پاس پہنچایا تھا۔ باقی سب خیریت ہے۔"

ٹانی نے گلدان کھینچ کر ارا۔ وہ نشانے سے نکل گیا۔ گلدان چوکھٹ سے گرا کر پاش پاش ہو گیا۔ وہ باہر آکر بولی "میرا بھی چٹچ سن لو۔ میں تمہیں اونیٹا کر اپنے علی کے پاس جاؤں گی۔"

"اور تمہیں میری بھائی بننے سے پہلے ہاتھ جوڑ کر اور کان پکڑ کر حلیم کرنا ہو گا کہ دوہر صاحب میرے سوا میر ہیں۔"

"میں حلیم نہیں کروں گی۔ اینٹ کا جواب پھر سے دوں گی۔"

"وہ ہنسا ہوا جانے لگا۔ لیلی نے مسکرا کر کہا "بیٹے! کیوں اسے ستاتے ہو؟"

"اے! بیٹا! اس کا پاس پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ وہ مجھ سے کم نہیں ہے۔ میری کوئی چھوٹی بہن ہوئی تو میں اسے خوب پریشان کر تا۔ خدا نے بس تو ہمیں دی مگر میں اور بھالی کامیجہ رہے ہا ہے۔"

"بیٹے! وہ تمہاری ماما کی طرح بڑی تیزی سے ذہانت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ سکاری میں اس کا جواب نہیں ہے۔ جب وہ حرکت میں آئے گی تو تمہارے ہوش اڑا دے گی۔"

"یہ گڈا میرے ہوش اڑا دے، یہی میں چاہتا ہوں اسی لئے چھینڑا ہوں۔ وقت گزارنے کا یہ اچھا دلچسپ مشغلہ رہے گا۔"

"دوسری طرف سلطان نے ٹانی کے پاس آکر کہا "علی خشک کو جا رہا ہے۔ اس نے ہمیں کل کسی فلاٹ سے وہاں آنے کو کہا ہے۔ پھر ٹیکہ حالات سازگار ہوں۔"

"میری ممانے مجھے برے وقتوں میں حالات کو سازگار بنانا سکھایا ہے۔ پلیز! آپ ماما وغیرہ مشورہ کریں اور علی پارس اور میری شخصیتوں کو کچھ عرصے کے لئے تبدیل کر دیں۔"

"تبدیلی کا عقد کیا ہے؟"

"پورے ملک میں ہماری تلاش شروع ہو گئی ہوگی۔ تلاش کرنے والوں کے داغوں میں دشمن ٹیلی جیسی جاننے والے بھی موجود ہوں گے۔ ہم سانس روک کر انہیں چور خیالات پڑھنے سے روکیں گے تو انہیں ہم پر شہ ہو جائے گا۔ وہ ہمیں گرفتار کر سکتے ہیں۔ داخلی طور پر کمزور رہنا ہماری اصلیت معلوم کر سکتے ہیں۔"

"درست تھی، اگر شخصیت اور لہجہ بدل جائے تو داغ میں آنے والوں کو تمہاری اصلیت معلوم نہیں ہوگی۔ میں ابھی جا کر سسرے اس سلسلے میں مشورہ کرتی ہوں۔"

سلطان اور سونا کے ذریعے یہ باتیں مجھ تک پہنچیں۔ میں نے کہا "بے شک یہی ہونا چاہئے۔ تینوں کی شخصیت بدلنے سے پہلے اچھی طرح سمجھ لو کہ ان کے اندر کون سی تبدیلی ہوگی اور کتنی خصوصیات بحال رہیں گی۔"

میں نے اہم ہدایات دیں۔ پہلی یہ کہ شخصیت تبدیل ہوگی۔ دوسری یہ کہ آواز اور لہجہ تبدیل ہوگا۔

ابھی ان تینوں کے پاس جو خفاشی کاغذات اور پاسپورٹ وغیرہ

ہیں وہ اسی حیثیت سے اپنی شناخت برقرار رکھیں گے ان کے چور خیالات بھی دشمنوں کے سامنے انہیں اسی حیثیت سے پیش کریں گے۔

تو یہی عمل کے دوران ان کے دماغوں میں یہ نقش کیا جائے گا کہ ان کی ذہانت، ان کا علم اور ان کی تمام صلاحیتیں پہلے کی طرح قائم رہیں گی، ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ حتیٰ کہ ماسٹرو انٹرویو سے دیکھے ہوئے تمام ہنر بھی بحال رہیں گے۔ لیکن سلطان اور سلمان مجھ سے ہدایات لے کر چلے گئے۔ سلمان تو یہی عمل کے ذریعہ شخصیت تبدیل کرنے کے لئے پارس کے پاس چلا گیا۔ سلطان نے ثانی کے پاس آئی۔ ثانی نے کہا۔ ”آپ میری ایک بات مانتے ہیں؟“

”ہو لو کیا چاہتی ہو؟“

”شخصیت بدلنے کے بعد ہم انہوں کو بھول جائیں گے، خود اپنی اصلیت یاد نہیں رہے گی۔ ان حالات میں بھی میں علی سے دور رہتا نہیں چاہتی۔“

”اچھی بات ہے۔ میں تمہیں اس کے پاس پہنچاؤں گی۔ تم دونوں ایک دوسرے کو بھول کر بھی ایک دوسرے کے ساتھ رہو گے۔ تم خود کو تو یہی عمل کے لئے تیار رکھو، میں ابھی آتی ہوں۔“

وہ اپنی بہن لیلیٰ کے پاس آئی پھر ملی ”تمہارے بہنوئی سلمان یہ سوچ کر پریشان رہتے ہیں کہ ثانی اور علی شادی کیوں نہیں کر رہے ہیں۔“

لیلیٰ نے کہا ”یہ تو میں بھی سوچتی ہوں۔ سسر سونیا بھی یہی چاہتی ہیں کہ اب ان کی شادی ہو جائے لیکن یہ دونوں کچھ عجیب مزاج کے حامل ہیں۔ زیادہ سے زیادہ علم و ہنر دیکھنے میں عمر گزار رہے ہیں۔ ان کے اندر دلی جذبات کی زیادہ اہمیت نہیں ہے۔“

”لیلیٰ! یہ بہترین موقع ہے۔ ہم ابھی تو یہی عمل کے دوران ان کے اندر دلی جذبات اور ازدواجی زندگی گزارنے کی خواہشات پیدا کر سکتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ یہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ ہم بھی گناہ کی نہیں شدید عہدیت کی ترغیب دیں گے۔“

”فیک ہے۔ میں علی تیور پر اسی طرح کا عمل کروں گی۔“

وہ علی کے دماغ میں کئی اور سلطانہ ثانی کے دماغ میں آکر اس پر عمل کرنے کی گودہ بڑی آسانی سے ٹرائل میں آگئی کیوں کہ خود یہی چاہتی تھی۔ میں نے جو ہدایات دی تھیں اس کے مطابق سلطانہ نے اس کی شخصیت میں تبدیلی کی۔ باقی ذہانت اور صلاحیتوں کو اسی طرح قائم رکھتے رہا۔ اس کے بعد اس نے ثانی سے کہا۔ ”جیسا کہ تم جانتی ہو، تمہارا نام سلطانہ جو زف ہے۔ اب میں اسی نام سے تمہیں غالب کروں گی۔ ہو لو تم کون ہو؟“

”میں سلطانہ جو زف ہوں۔“

”آج سے تمہارا دماغ خشناس نہیں رہے گا۔ تم پر اپنی سوچ کی

لہروں کو محسوس نہیں کروں گی۔“

”میں پر اپنی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کروں گی۔“

”سلطانہ! تمہاری زندگی میں ایک خوبہ جوان آئے گا۔ اس کا نام جان کارلو ہے۔ تم پہلی ملاقات میں ہی اس سے محبت کر لے گی اور اس سے شادی کر لو گی۔“

”میں جان کارلو سے محبت کروں گی اور پھر شادی کر لوں گی۔“

اور علی نے علی تیور کو اپنا معمول بنا کر کہا ”تمہاری زندگی میں ایک حسین لڑکی آئے گی۔ اس کا نام سلطانہ جو زف ہے۔ تم اسے دیکھتے ہی عاشق ہو جاؤ گے اور اس سے شادی کر لو گے۔“

وہ یوں ”میں اسے دیکھتے ہی عاشق ہو جاؤں گا اور اس سے شادی کر لوں گا۔“

پارس علی تیور اور سونیا ثانی بڑے سے بڑا اور خطرناک سے خطرناک کام اپنی صلاحیتوں کے بل پر کرتے تھے۔ کبھی کبھی دشمن ٹیلی وینٹی جاننے والوں سے خشنے کے لئے ہمارا سامرا لینے تھے۔ وہ نہ ٹیلی وینٹی کے سامرے سے انکار کر دیتے تھے۔ اب شخصیت کی تبدیلی بہت ضروری ہو گئی تھی اس لئے وہ تو یہی عمل کے ذریعے معمول بننے پر راضی ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے بزرگوں پر اعتماد کیا تھا اور بزرگوں نے اس اعتماد میں ذرا سی گڑبگ نہ کی تھی۔

سلمان پارس کی شخصیت بدلنے کے بعد ایک عامل کی حیثیت سے حکم دیا ”تم کسی لڑکی یا عورت سے متاثر نہیں ہو گے اور نہ ہی کسی سے عشق کرو گے۔ صرف جینی فرما بی لڑکی سے محبت کرتے رہو گے۔“

جو جو کا اصل نام جینی فرما تھا۔ سلمان کو یہ اچھا موقع ملا تھا کہ وہ پارس کو صرف اپنی بیوی کا پابند بناتا۔ لہذا اس نے اسے پابند کر دیا۔ پارس نے وعدہ کیا کہ صرف جینی فرما سے محبت کرنا رہے گا اور دوسری لڑکیوں میں دلچسپی نہیں لے گا۔

اس کے برعکس لیلیٰ نے علی کو پابند نہیں کیا۔ جب کہ وہ بچہ چاہہ کسی لڑکی میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ آئندہ وہ سلطانہ جو زف پر مہرے والا تھا۔ اسی طرح ثانی کسی کو گھاس نہیں ڈالتی تھی اور اب کسی جان کارلو سے محبت اور شادی کرنے والی تھی۔

ان بزرگوں نے تینوں کے اعتماد کے خلاف تو یہی عمل کیا تھا لیکن اپنی دانست میں ان کے لئے اچھا ہی کیا تھا۔ ایک عرصے سے روسوئی ہو کے لئے بے چین تھی۔ سونیا بھی چاہتی تھی کہ شادی کے بغیر دونوں دنیا کے ایک برے سے دوسرے برے تک ساتھ نہ جایا کریں۔ جلد ہی رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں۔ سلمان بھی باپ کی حیثیت سے بیٹی کے لئے فکر مند تھا۔ لیلیٰ اور سلطانہ نے سب کے مشترکہ مسئلے کو حل کر دیا تھا۔

○●○

کچھ ایسا ہی مسئلہ سرگمی الپا کے ساتھ تھا۔ لوگ اس کی بھی شادی کرانے پر تل گئے تھے۔ اس مقصد کے لئے اس پر بھی تو یہی

عمل کیا گیا تھا۔ ماسک میں، اعلیٰ حکام اور بڑے فوجی افسران اس اندیشے میں مبتلا ہو گئے تھے کہ اگر سرگمی نے شادی نہ کی، کسی مرد کے زیر اثر نہ آئی اور اس کے بچوں کی ماں نہ بنی تو کسی دن پارس اسے اڑا لے جائے گا۔

سرگمی الپا نے شادی کے معاملے کو ٹالنے کی بہت کوشش کی تھی۔ تو یہی عمل کے دوران بھی کیا تھا کہ جب وہ کسی مرد سے متاثر نہیں ہوئی ہے تو پارس کیا چیز ہے؟ پھر اس نے خوفزدہ کرنے کے لئے وہ خواب بیان کیا تھا جسے ایک بار دیکھ چکی تھی اور ہر خواب میں اس کے قریب آنے والا دہلا اپنے ہی خون میں نہا گیا تھا۔

ماسک میں اور دوسرے اکابرین نے اس خواب کو اہمیت نہیں دی۔ عامل نے اسے حکم دیا کہ وہ اڑائیں گھنٹوں کے اندر شادی کرے۔ آخر اس نے شادی کر لی۔ پھر اس کا جو انجام ہوا وہ سب کی آنکھوں کے سامنے آیا۔ جس خواب کو اہمیت نہیں دی گئی تھی اس کی تعبیر بھی نکلی تھی۔ اس کے قریب آنے والا دہلا اپنے خون میں نہا گیا تھا۔

سرگمی نے خوب سوچ سمجھ کر شادی اور قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ایک دہلا اور ایک قتل سے بات نہیں بنے گی۔ دوسرے لوگ پھر بھی اس سے شادی کرنے کا فخر نہ مول لیں گے۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے ہیرا پیمبر کی کرے دوسرے خوش نصیب کے لئے ماسک میں اور تیسرے خوش نصیب کے لئے کرل کے نام ڈھالا تھا کہ یکے بعد دیگرے بڑے لوگ دہن کے پاس آکر مرتے رہیں گے تو پھر دوسرے لوگ توبہ کر لیں گے۔

دیئے یہ ثابت ہو گیا کہ سرگمی نے بابا جو خواب دیکھا تھا وہ نکل خواب نہیں تھا۔ ایک چنچل تھا جو پورا ہو گیا تھا اور آئندہ بھی یہ خواب اپنی ہی تعبیر پیش کر سکتا تھا۔

”لوہا کی موت پر کسی نے سرگمی پر شبہ نہیں کیا کیوں کہ بلائیک بڑی زبردست تھی۔ وہاں دو خوش نصیب موجود تھے۔ ایک خوش نصیب ماسک میں اور دوسرا خوش نصیب کرل تھا جس نے فرار ہونے والے قاتل کو گولی مادی تھی۔ ایسے میں سب ہی کے دماغوں میں ایک ہی بات پیدا ہوئی کہ کرل نے اپنی سازش کو چھپانے کے لئے قاتل کو گولی ماری ہے۔ اگر وہ زندہ گرفتار ہوتا تو یہ ضرور بیان دے کہ کرل صاحب کے حکم سے اس نے دہلا کو قتل کیا ہے۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے سوال کیا ”ویل کرل! تم نے اسے گولی کیوں ماری؟“

کرل نے کہا ”آپ لوگوں نے دیکھا نہیں، وہ بھاگ جانا چاہتا تھا۔“

اٹلیا بنس کے چف نے کہا ”وہ بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا۔ اس کو بھی کے باہر سیکورٹی گاڈز موجود ہیں۔ شہر کے ہر راستے ہر موڑ پر تاکہ بندی کی جاتی۔ پھر کسی قاتل یا مجرم کو سزائے موت دینے کا حق صرف عدالت کو ہے۔ تم نے قانون کو اپنے ہاتھ

میں کیوں لیا؟“

”میں اسے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا، صرف زخمی کرنا چاہتا تھا لیکن نشانہ نہ مل سکا۔ میں نے قانون کو ہاتھ میں نہیں لیا ہے۔“

”اس کا فیصلہ عدالت کرے گی۔ فیصلے سے پہلے قتل کے مقصد پر دھنسی ڈالی جائے گی۔“

ماسک میں نے کہا ”مجھے سرگمی کے بیوہ ہونے کا افسوس ہے۔ اس کے بعد دوسرا خوش قسمت میں ہوں۔ کیا مجھے بھی کسی سازش کے تحت قتل کیا جائے گا؟ کیوں کہ میرے بعد ہی کرل کی باری آئے گی۔“

کرل نے کہا ”میں لعنت بھیجتا ہوں ایسی خوش قسمتی پر جو اپنے قاتل فوجی افسروں کے قتل سے حاصل ہوتی ہو۔ میں تمام اعلیٰ عہدیداران کی موجودگی میں سرگمی سے کہتا ہوں کہ یہ میرے دماغ میں آئے اور میرے چور خیالات بڑھ کر سب کو سناٹے۔“

ایک حاکم نے کہا ”یہ معقول بات ہے۔ سرگمی خیال خوانی کے ذریعے ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دے گی۔“

دوسرے نے کہا ”عدالت تک جانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اچھا ہے کرل کی بے گناہی میں ثابت ہو جائے گی۔“

ماسک میں نے کہا ”ہم جتنے اعلیٰ عہدیدار لوگ کے ماہر ہیں سرگمی ان کے دماغوں میں نہیں آتی ہے کیوں کہ ہم اہم ملکی معاملات سرگمی کو بھی نہیں بتاتے ہیں۔ اگر یہ کرل کے دماغ میں جائے گی تو دوسری اہم معلومات بھی حاصل کر لے گی۔“

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا ”اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم سرگمی پر بھروسہ نہیں کرتے ہیں۔ یہاں یوگا نہ جانے والے معزز عہدیدار موجود ہیں۔ ان سے بھی ملک کے وہ اہم راز چھپائے جاتے ہیں جن سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سرگمی کا بھی بہت سے ملکی رازوں سے تعلق نہیں ہے۔ لہذا اسے کرل کے دماغ میں چھپے رازوں کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے۔“

جتنے لوگ کے ماہر عہدیدار تھے وہ ماسک میں کے اس اشارے کو سمجھ گئے کہ سرگمی کرل کے دماغ میں جاتے ہی یہ معلوم کر لے گی کہ اس کا اصل نام الپا ہے۔ اس کا تعلق امریکا ہے اور وہ اسرائیل کے ایک شہر الیب سے اغوا کی گئی تھی۔ صرف اتنا ہی نہیں یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ پارس اس کی زندگی میں بڑے ہی ڈرامائی انداز میں آکر جا چکا ہے۔

اور سرگمی بیوی کے آسوبانے کے بعد چکر کر پڑی تھی۔ اسے اٹھا کر ایک بیڑہ دم میں لایا گیا۔ وہاں ایک فوجی ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کیا۔ اس کے لئے دو انجینئرز بھی پھر گئے۔ ”اسے صدمہ پہنچا ہے۔ ظاہر ہے کہ بابا دیکھا ہوا خواب سچ ثابت ہوا ہے۔ اس حقیقت نے بے جااری کو ذہنی اختصار میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ ہوش میں آنے کے بعد نائزل ہو گیا۔“

وہ ہوش میں تھی۔ ڈاکٹر کے دماغ میں وہ کرل کی زبان سے

لوگوں کو سمجھا رہی تھی کہ اسے صدمہ پہنچا ہے۔ کرنل کے خلاف مقدمہ قائم کیا گیا۔ کچھ روز تک اس کے خلاف ثبوت حاصل کرنے کی کوششیں کی گئیں پھر اعلیٰ عدیدہ ایران کی حمایت سے وہ کیس ختم ہو گیا۔

کسی کے قتل ہونے کی اتنی اہمیت نہیں تھی جتنی سرگئی کی شادی کی تھی۔ آئندہ وہ مالک مین کی شریک حیات بننے والی تھی اور وہ جلد سے جلد شادی کرنے کے لئے بے چین تھا۔ اعلیٰ عدیدہ اہل کے کانوں میں یہ بات پھونک رہا تھا کہ سرگئی کو شادی کے لئے مجبور کیا جائے۔ بات سرگئی سے کسی کی توہ بولی "اگرچہ ایک کے مرنے کے بعد اپنی جلدی دو سری شادی نہیں کرنا چاہئے تاہم میرے اندر یہاں نہیں کیوں ازدواجی زندگی گزارنے کی بے چینی سی رہتی ہے۔ میں تیار ہوں۔ چاہے وہ چودہ تاخیر قریب ہے۔ اس روز شادی کروں گی۔"

"چاند کی چودہ تاخیر کیوں ضروری ہے؟"
"میں نہیں جانتی کہ اس تاخیر کو شادی کیوں کرنا چاہتی ہوں۔ شاید میں چاہتی ہوں کہ اس تاخیر کو میرا خواب جھوٹا بن جائے۔" پھر وہ ایک ملاقات میں مالک مین سے بولی "کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا کہ میرا خواب پھر بچ رہے گا۔"
"وہ بولا "میں بزدل نہیں ہوں۔"

"یہ بزدلی کی بات نہیں ہے۔ جب معلوم ہے کہ سانپ کے بیل میں ہاتھ ڈالنے سے وہ ڈس لے گا تو وہاں ہاتھ ڈالنا بھاری نہیں ہے۔"

"سانپ کا منکا حاصل کرنے والے جان پر کھیل کر منکا حاصل کرتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو حاصل کرنے کی لگن شدت اختیار کر لیتی ہے تو آدمی پھر اپنی جان کی پروا نہیں کرتا۔"

وہ چیز ایسی تھی کہ اس کے لئے جان کی بازی لگانے والوں کی کمی نہیں تھی۔ اس جگہ گاتے ہوئے آج کو جو اسے سر پر رکھ لیتا؟ ایک عالم کا ششما بن جاتا۔ اس کی ہر طرح حفاظت کرنے کے لئے اس کی ایک مکمل ڈی بنائی تھی۔ وہ ڈی بھی کچھ کم حسین نہیں تھی۔ اس کے بیسیا ہی تھا اور اس کی طرح ہی صحت مند جسم کی مالک تھی۔ پچھلے چار ماہ سے اس پر محنت کی جارہی تھی۔ سرگئی کی آواز اور لہجے میں بولنا اور اسی کے انداز میں چلنا سکھایا گیا تھا۔ وہ اس ڈی کو یورپی ملکوں میں اور خاص طور پر فرانس کے شہر پیرس میں بھیجتا چاہتے تھے۔

اسے پیرس میں بھیجے کا مقصد پارس کو شکار کرنا تھا۔ ڈی کا نام اپنا بیکر رکھا گیا تھا کہ وہ اس نام سے پارس کی توجہ حاصل کر لے۔ ادھر سرگئی کو سمجھا گیا تھا کہ یہ ایک فرضی نام ہے۔ کسی پارس کی ایک عجیبہ کا یہ نام ہوا کرتا تھا۔ وہ اس نام کی کشش سے ڈی کی طرف مائل ہو گا تو اسے گرفتار کر لیا جائے گا یا کوئی بھاری بنائے گی۔

گولی مارنے کا ہی فیصلہ تھا کہ سرگئی الیا کے بکنے کا اندازہ پیش کے لئے ختم ہو جائے۔ سرگئی کو بدایت کی فحشی تھی کہ وہ ڈی کے دماغ میں جا کر اس پر بخوبی عمل کرے اور یہ بات اس کے ذہن میں نقش کر دے کہ وہ اپنی بیٹی جی جاتی ہے۔ وہ ہر جگہ اس کے دماغ میں جاتی تھی اسے یہ گام کی مشقیں کراتی تھی۔ اس طرح ڈی بھی مسلسل روکنے کی عادی ہو گئی تھی۔

ڈی کو ماسکو سے جیورس بھیجنے کے تمام انتظامات مکمل ہو گئے۔ روانگی سے ایک دن پہلے حال اس پر بخوبی عمل کرنے آیا کہ وہ ڈی بھی پارس کے قریب میں نہ آئے اور بخوبی عمل کے مطابق مالک مین کی وفادار رہے۔ جب اس نے عمل شروع کیا تو سرگئی جب چاہے ڈی کے اندر موجود تھی اس نے اس عمل کو بگاڑ دیا۔ لیکن ڈی کے ذریعے یقین دلایا کہ اس کا عمل کامیاب رہا ہے اور وہ ہمیشہ مالک مین کی وفادار رہ کر رہے گی۔

حاصل مطمئن ہو گیا۔ اسے تو جیورس سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ تب سرگئی نے اس پر عمل کیا۔ اسے فرائض میں لا کر اپنی معمول کر یہ باتیں اس کے دماغ میں نقش کویں کہ وہ سرگئی کی جگہ آجائے گی۔ خود کو سر سے پاؤں تک اور دل سے دماغ تک سرگئی آئندہ وہ سمجھتی رہے گی۔

سرگئی ہمیشہ خیال خوانی کے وقت ایک کمرے میں جا کر دو روزے بند کر کے کسی کے خیالات پر مبنی تھی۔ اس نے ڈی کو کچھ حکم دیا کہ جب بھی اسے خیال خوانی کا حکم دیا جائے وہ کسی خانہ کمرے میں جا کر دو روزہ بند کر لیا کرے۔ سرگئی وقت ضرورت اس کے پاس پہنچ کر خیال خوانی کیا کرے گی۔

ڈی کے دماغ میں سرگئی کو صرف اس وقت تک برابر آتے جاتے رہتا تھا جب تک کہ وہ پیرس نہ پہنچ جاتی۔ یہ کسی بھی ملک پر پہنچ کر مالک مین کے خاص ماتحتوں اور سراغ رسالوں سے نمٹنا حاصل نہ کر سکتی۔

وہ دوسرے دن ڈی کی رہائش گاہ میں اس سے ملاقات کر کے مٹی دیا۔ چند خاص افراد ہی جاسکتے تھے۔ چون کہ سرگئی بھی ڈی کی ٹریننگ دیتی رہتی تھی۔ اس لئے سیکورٹی گاؤڈز نے اسے اندر جانے سے نہیں روکا۔ اس نے ڈی کے پاس آکر بیٹہ دوم کے دو روزے بند کر لیا۔

جب وہ دو روزہ دوبارہ کھلا تو ڈی وہ لباس پہن چکی تھی جو سرگئی ابھی پہن کر آئی تھی۔ وہ اس لباس میں رہائش گاہ کے باہر آ کر سیکورٹی گاؤڈز نے اسے سرگئی سمجھ کر سلیوٹ کیا۔ وہ سرگئی کی کار میں بیٹھ کر جانا چاہتی تھی اسی وقت مالک مین کی کار آکر رکھ کر اس نے کار سے باہر آکر پوچھا "ہیلو سرگئی! یہاں کیا کر رہی ہو؟" ایک تو ڈی خود کو مکمل سرگئی سمجھتی تھی دوسرے یہ کہ سرگئی اس کے دماغ میں تھی۔ وہ اپنی کار سے نکل کر مالک مین کے قریب آتے ہوئے بولی "میں ڈی سے ملنے آئی تھی۔ آج وہ کچھ کم صدمہ"

لگ رہی ہے۔"
مالک نے کہا "میں اس کی وجہ جانتا ہوں۔ پچھلی رات اس پر فحشی عمل کیا گیا تھا۔ اس لئے وہ ذرا الجھی ہوئی ہوگی۔" پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی اور سوال کرنا، سرگئی نے کہا "مکمل ہانڈ کی چودہ تاخیر ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا "مکمل میں جیسے اپنی دامن ہاؤس گا۔"
"جب میرے دل میں شادی کی خواہش پیدا ہوئی تو اس کے ساتھ یہ بھی خواہش تھی کہ میرا ہونے والا شوہر مجھ سے محبت کرے لیکن تم اپنے معاملات میں اتنے مصروف رہتے ہو کہ مجھ سے محبت کرنے کی فرصت نہیں ملتی۔"

"ہاں میں نے کئی بار محبت کے لئے وقت نکالنے کی کوشش کی مگر کام کا بوجھ بہت ہے۔ آج رات کو تمہاری ڈی سیاہوں کی ایک لم کے ساتھ روانہ کر دی جائے گی۔ اس کے جاتے ہی میری ایک ہفتے کی چھٹی منظور ہو جائے گی۔ پھر میں دن رات تم سے محبت کرتا رہوں گا۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ تمام کر بولی "تم میرے جیون ماتمی بننے والے ہو۔" یہ سوچ کر تم سے قدرتی طور پر محبت ہو گئی ہے۔ یہی چاہتا ہے، جیسے دوستی رہوں اور تمہارے ہی متعلق ہو رہی رہوں۔"

مالک مین نے کہا "بھئی کسی حسینہ نے ایسے والمانہ انداز میں نہ سے محبت کا اظہار نہیں کیا۔ میرا ہاتھ تمہارے خوبصورت انگوٹھوں میں کرا رہا ہے۔ پلینچھنے کزور نہ بناؤ۔ آج اپنے فرائض داکر نہ دو۔ کل سے میں صرف تمہارا رہی رہوں گا۔"

ڈی نے ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ بیٹھ پڑ پچھتا ہوا۔ ہائش گاہ کے اندر اپنی دانست میں ڈی سے ملنے آیا جب کہ ڈی کو باہر چھوڑ آیا نا اور اصل سے ملاقات کر رہا تھا۔ اسے بتایا تھا کہ آج رات وہ سیاہوں کی ٹیم کے ساتھ روانہ ہوگی۔ اس ٹیم میں جتنی عورتیں اور بڑیاہن کی حیثیت سے جا رہے ہیں وہ تجربہ کار فوری انس اور فٹری ٹیم جس کے بہت ہوشیار جاسوس ہیں۔ وہ ہر معاملے میں ٹیم کے بڈر کی حکوم اور پابند رہے گی اور فوری ڈیٹن کے مطابق اس کے حکامات کی تعمیل کرتی رہے گی۔

اس رات اصل سرگئی آئندہ دو کو اس ملک سے باہر جانے کا دفع مل گیا۔ وہ سیاہوں کی ایک ٹیم میں شامل ہو کر جرمنی جاتے آئے ایک طیارے میں سوار ہو گئی۔ ایسے وقت وہ بار بار ڈی کے اس جا کر کچھ کہتی تھی کہ اس کی کسی حرکت سے دوسروں کو شبہ نہ لیکن حالات سازگار تھے۔ کیوں کہ تمام ڈیٹن دارا اسرار ڈی کو خست کرنے کے سلسلے میں مصروف رہے تھے۔ اس کے رخصت ہونے کے بعد ان انتظامات کا جائزہ لے رہے تھے کہ ڈی اس ٹیم کے ساتھ کن ملکوں اور شہروں میں جائے گی اور اسے ہر طرح کی واپس کس طرح فراہم کی جائے گی۔

دوسری طرف مالک مین ڈی کے معاملے کے علاوہ اپنی شادی کے انتظامات میں بھی الجھا ہوا تھا اس لئے کسی نے اس ڈی پر زیادہ توجہ نہیں دی جو ماسکو میں رہتی تھی۔

دوسری صبح دس بجے مالک مین کی شادی ڈی سے ہو رہی تھی۔ اور سرگئی اپنا جرمنی کے ایک شہر فرینکفر پہنچ گئی تھی۔ وہ پہلی بار ایک کیونسٹ ملک سے باہر آئی تھی، جہاں بات بات پر پابندیاں تھیں۔ زیورات پہنے اور میک اپ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ وہ ایران ہو کر بولی "اودہ گاڈا یہاں کسی رنگین اور بیگناہٹ ہے۔ عورتیں رنگین اور عجیب و غریب ڈیزائن کے لباس میں گھومتی ہیں۔ ایسے زیورات! ایسا میک اپ کہ یہ عورتیں آسمان کی پری نظر آتی ہیں۔"

اس ٹیم کا لیڈر جو رکارڈ فریڈ افر تھا، اس نے کہا "یہ تو کچھ نہیں ہے۔ پیرس کا حسن اور وہاں... دولت کی فراوانی دیکھو گی تو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آئے گا۔"

"میں پیرس میں ماڈرن عورتوں کی طرح زندگی کیسے گزاروں گی؟"
"وہاں تمہارے لئے ایک اپ ٹین، بیڈ روم اور گورنر وغیرہ کا انتظام کیا گیا ہے۔ وہ سب تمہیں ماڈرن اور آسائش بنا دیں گے۔"

وہ ٹیم کے افراد سے باتیں کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آئی پھر دو روزے کو اندر سے بند کر لیا۔ وہ سب ایک ہوٹل میں قیام کر رہے تھے۔ انہوں نے باہر جا کر تقریر کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن وہ دو روزہ سرکار ہمانہ کر کے مرنے میں آگئی تھی۔ کیوں کہ ڈی کے پاس جا کر وہاں کے حالات معلوم کرنا ضروری تھا۔

وہاں مالک مین بہت خوش تھا۔ شادی کامیاب ہوئی تھی۔ تمام اعلیٰ عدیدہ اور جو سہنس بھری شادی کا بیسیا ک انجام دیکھنے آئے تھے، انہیں متوقع انجام دکھائی نہیں دیا۔ سرگئی کا خواب کوئی بیسیا ک تعمیر لے کر نہیں آیا۔ وہ سب اسے مبارکباد دے کر چلے گئے۔

مالک مین ڈی دامن کے کمرے میں تھا۔ اس نے محبت کرنے کے لئے دوسرے رات کے ایک ہفتے کی چھٹی کی تھی۔ اس لئے خوب محبت کر رہا تھا اور ممبر کا چل چل رہا تھا۔ تمام رات جاگنے کے لئے بار بار کانی پانی ہا تھا۔ پھر وہ بڑھال ہو کر بستر پر کڑا۔ مری سانسیں لیتے ہوئے بولا "میں کمزوری محسوس کر رہا ہوں۔ فوراً ڈاکٹر کو بلاؤ۔"

ڈی نے سرگئی کی مرضی کے مطابق کانی میں اعصابی کمزوری کی دواملا دی تھی۔ جس کے نتیجے میں وہ چاروں شانے ہو گیا تھا اور چور خیالات پر ہنسنے کے لئے دماغ کے دو روزے مکمل کئے تھے۔ وہ ہانپتے ہوئے بولا "میں ڈاکٹر کو بلائے کے لئے کہہ رہا ہوں اور تم آرام سے بیٹھی ہو۔"

سرگئی نے اس کے اندر سوچ کے ذریعے سے کہا "جب میں نے یہ ذمہ پٹنچایا ہے تو مریم کیسے لگ سکتی ہوں۔"
وہ پریشان ہو کر بولا "کیا تم میرے دماغ میں آگئی ہو؟"
"ہاں۔ اب تم بتاؤ گے کہ میری پچھلی زندگی کیا تھی؟ میں کون ہوں؟ اور میرے دوست احباب اور رشتے دار کہاں ہیں؟"
وہ بولا "تم ہماری ہو۔ ہمارے ملک اور قوم سے تعلق رکھتی ہو۔ جس میں رہی ہوئے پر فخر کرنا۔"
وہ بولی "شٹ اپ! ایک لفظ بھی نہ کہنا۔ انہیں بند کر لوں گی تمہارے چور خیالات پھر رہی ہوں۔ مداخلت کرو گے تو ہماری نیند سلا دوں گی۔"

وہ خاموش رہا۔ سرگئی اطمینان سے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا کہ اس کا اصل نام الپا بلگر ہے۔ وہ امریکا میں پیدا ہوئی تھی۔ وہاں تعلیم حاصل کی تھی اور وہیں ٹرانسارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیٹھی کا علم حاصل کیا تھا۔ لیکن وہ سلا یہودی ہے اس لئے امریکا سے فرار ہو کر اسرائیل چلی گئی۔ وہاں پارس نے بڑے ڈرامائی انداز میں اسے بچائیں لیا۔ اسے اپنے ساتھ فرانس لے جانا چاہتا تھا لیکن ماسک میں کی کامیاب پلاننگ نے اسے اسکو پٹنچا دیا۔ وہاں اس کا برین آپریشن کیا گیا۔ اس کے دماغ سے پچھلی زندگی بھلا دی گئی۔

ماسک میں کے خیالات تمام پروے اٹھا رہے تھے۔ سامنی کی ہر بات مکمل کر سانسے آ رہی تھی۔ خاص طور پر وہ باتیں اہم تھیں۔ ایک تو یہ کہ وہ پارس کی دیوانی تھی۔ یہودی ساری بات یہ کہ دیوانگی کے باوجود اس سے دور رہنا چاہتی تھی کیوں کہ وہ مسلمان تھا۔

سرگئی الپا نے ماسک میں سے پوچھا "تم لوگوں کو میرے تمام تفصیلی حالات کیسے معلوم ہوئے؟"

اس کے چور خیالات نے بتایا۔ اسے انوا کر کے ماسکو لائے گئے۔ بعد اس پر تنقیدی عمل کیا گیا تھا۔ اسے معمول بنا کر حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنی زندگی کے تمام حالات اور واقعات تفصیل سے بیان کرتی رہے۔ جب اس نے حکم کی تعمیل کی اور اپنی زبان سے پوری ہسٹری بیان کرنے لگی تو اسے آڈیو ریکارڈ کے ذریعے ریکارڈ کر لیا گیا۔

سرگئی نے پوچھا "میری ہسٹری کیا بتاتی ہے۔ کیا میں پارس سے محبت کرتی تھی؟ اگر کرتی تھی تو دور کیوں رہتا چاہتی تھی؟ کیا صرف اس لئے کہ میں یہودی ہوں؟"

اس کے چور خیالات نے کہا "جس میں پارس سے محبت رہی تھی۔ تم چاہتی تھیں وہ تمہارا مذہب قبول کرے اور اس کے دماغ میں تمہاری حکومت قائم ہو جائے۔ پارس نے دونوں ہی باتوں کو ناممکن بنا دیا۔ آخر تم نے اس سے دور ہو جانے کا فیصلہ کیا۔ ایسے ہی دقت ہم نے ہمیں اس سے بچھین لیا اور یہاں لے آئے۔"

وہ سوالات کرتی رہی اور اس کے چور خیالات سے جواب حاصل کرتی رہی۔ یہودی ہونے سے دلچسپی بڑھ گئی تھی۔ لہذا اپنے مذہب اور اسرائیلی قوم کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرتی رہی۔ پھر اس نے ماسک میں کو اپنا معمول بنا کر اس کے دماغ کو ہدایت دی کہ وہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ وہ دماغی طور پر ہونے کے بند کمرے میں حاضر ہو گئی۔ اسے ہی نئی سرسریں حاصل ہو رہی تھیں۔ پہلی سب سے بڑی خوشی یہ تھی کہ وہ ماسک میں کی غلامی سے آزاد ہو کر ایک آزاد دنیا میں آگئی تھی۔ دوسری خوشی یہ تھی کہ اپنی پچھلی زندگی پوری تفصیل کے ساتھ معلوم ہو گئی تھی اور اب پچھلے تجربات کی روشنی میں وہ نئے انداز سے زندگی گزارنے کا کوئی نیا راستہ اختیار کر سکتی تھی۔ تیسری خوشی یہ کہ اسے اپنا اصل مذہب معلوم ہو گیا تھا۔ اور جب سے معلوم ہوا تھا تب سے وہ یہودیت اور اپنی قوم کی طرف ایک قدرتی کشش محسوس کر رہی تھی۔

چونکہ خوشی یہ تھی کہ پارس سے تعلق ظاہر ہو گیا تھا۔ یہ یاد نہیں تھا کہ اس کے ذہن پر پارس کی کشش ہوتی ہے۔ چوں کہ یاد نہیں تھا اس لئے وہ اب پارس کو آسانی سے نظر انداز کر سکتی تھی۔ اس کی یادوں اور بھجپوں پر مبنی ڈال کراپی قوم کے ساتھ رہ سکتی تھی۔ اس نے اسی لئے میں فیصلہ کیا کہ وہ پارس پہنچے پہنچے اس ٹیم کے فوجیوں اور سراغ رساؤں کو دھوکا دے کر الگ ہو گئی اور کسی طرح اسرائیل پہنچ جائے گی۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹھٹھنے لگی۔ اس کے آس پاس کے کمروں میں فوجی افسر اور سراغ رساں تھے۔ جب تک وہ اپنے تھے اپنی قوم کے لوگ ظاہر ہو رہے تھے تب تک ان سے ایک لگاؤ تھا۔ اب وہ آس پاس کانٹوں کی طرح چبھ رہے تھے۔ ان سے نفرت ہو رہی تھی کیوں کہ انہوں نے اسے انوا کیا تھا۔ اپنے مقصد کے لئے اسے اس کی قوم سے جدا کیا تھا۔ وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتی تھی۔

اسی لئے اٹھ کر نکل رہی تھی۔ بے چینی کے باعث ایک جگہ بیٹھا نہیں جا رہا تھا۔ وہ محض ان سے نجات نہیں چاہتی تھی، انتقام بھی لیتا چاہتی تھی۔ انہوں نے اتنا بڑا دھوکا دیا تھا کہ اس کے ذہن کو بدل کر رکھ دیا تھا۔ وہ اس کی سزا انہیں دینا چاہتی تھی۔

اس ٹیم میں ان کا صرف ایک لیڈر ہو گا۔ کاما بر تھا۔ وہ اپنی افراد کے اندر آسانی سے جا سکتی تھی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے دیکھا وہ اب ایک جمیل کے کنارے پاپ میوزک پر ہونے والا ڈانس دلچسپی سے دیکھ رہے تھے۔ دلچسپی اس لئے تھی کہ ان کے ملک میں ایسا ڈانس دیکھنے میں اور ایسی موسیقی سننے میں نہیں آتی تھی۔ اس ٹیم میں جو عورتیں تھیں وہ رقص کرنے اور گانے والی لڑکیوں کے رنگین اور سننے ڈرامائے کے بلوسات کو حیرت سے دیکھ رہی تھیں۔

وہ جمیل کے کنارے ایک اوپن ایر ٹھہر تھا۔ بے شمار عورتیں مرد وہاں سے گزر رہے تھے۔ جنہیں پاپ میوزک سے دلچسپی تھی وہ رگ کر سنے اور رقص دیکھنے لگتے تھے۔ سرگئی ان کے لیے انجینی لوگوں کے دماغوں میں جانے لگی۔ وہاں بعض ایسے بھی تھے، جو اپنی حفاظت کے لئے ریو اور یا ہسپتال وغیرہ رکھتے تھے۔ وہ ایک ریو اور والے کے اندر پہنچ گئی۔ اسے اپنی ٹیم کے کے پاس سے گزارتے ہوئے دھکا مارا۔ لیڈر نے کہا "زیادہ کا نتیجہ یہی ہوتا ہے۔ آدمی آنکھیں رکھتے ہوئے بھی ٹکراتا۔"

سرگئی نے ریو اور والے کی زبان سے کہا "ٹیکوس مت۔ تم اپنے لیے سے دوسری بلڈا لگتے ہو۔ مجھے تم لوگوں سے ت ہے۔ جاؤ اپنا راستہ لو۔"

لیڈر کے ساتھ کھڑے ہوئے افسر نے غصے سے کہا "تو جان ل آؤ ہمیں بلڈا کہہ رہے ہو۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریو اور والے کے منہ پر ایک گھونسا جڑا۔ لیڈر نے اسے پکڑ کر کہا "میں بھگتا نہ کرو۔ تم بدمعاشی ہو۔"

لیکن بھگتا تو شروع ہو چکا تھا۔ اس نے منہ پر گھونسا کھاتے ہی اور نکال لیا۔ وہ گولی چلانے کی دھمکی دینا چاہتا تھا لیکن سرگئی اس کے ذریعے جیغ فغاں کر دیا۔ گولی لیڈر کے سینے میں پوسٹ لیا۔ وہ اچھل کر گر گیا۔ جمیل کے کنارے بھگدڑ مچ گئی۔ سرگئی نے ہاتھ کے ذریعے اور دو فغاں کر کے اس ٹیم کے اور دو افراد کو مار لیا۔ پھر دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔

اس ٹیم میں سرگئی کو شامل کر کے چھ افراد تھے۔ تین لڑکیاں تھیں۔ مرد۔ وہ تین مارے گئے تھے۔ سرگئی نے سب سے پہلے پوگا نے والے لیڈر کو ہلاک کیا تھا کیوں کہ وہ زندہ رہتا تو اس کے لئے بہت تھوڑا کام تھا۔ اب ٹیم میں صرف لڑکیاں رہ گئی تھیں اور وہ زندہ ہو کر کھاتی ہوئی پولیس کی حفاظت میں پہنچ گئیں۔

سرگئی بہت خوش تھی۔ ٹرانسارمر مشین بنانے والے کو میں دے رہی تھی جس کی بدولت اسے ٹیلی پیٹھی کا علم حاصل تھا۔ اس علم کے ذریعے اس نے بیٹھے ہی بیٹھے تین دوست نما نول کو ٹھٹھکا لگا دیا تھا۔ وہ اب اس بدل کر کمرے سے باہر آ رہا تھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ یہودی کیسے ہوتے ہیں؟ کیسے بنے جاتے ہیں؟ اور یہ کہ اسرائیلی حکام اور دوسرے اکابرین کیسے رابطہ ہو سکتا ہے؟

وہ ایک عیسائی بیٹھے کر بہت بڑے بک اسٹال میں آئی۔ وہاں اسرائیلی سیاست دان کی تصویر اور اس ملک کی معلومات م کہنے والی کتابیں مل سکتی تھیں۔ وہ ریڈیو کے ذریعے کسی ایٹمی حاکم کی آواز سن سکتی تھی۔ دی کے ذریعے بھی اسے کچھ ایٹمی فنی الحال ریڈیو کی دی سے کسی سیاسی لیڈر کا پروگرام نشر ہوا تھا۔

اسے ایک بک اسٹال میں تصویریں نہیں ملیں۔ کتابیں مل گئیں۔ وہ اسرائیلی انٹراٹن کے دفتر میں آئی۔ وہاں چند یہودیوں سے گفتگو کر کے اسے روحانی خوشی حاصل ہوئی۔ اس نے سفارت خانے کا ٹیلی فون نمبر معلوم کیا۔ پھر ایک بوتھ میں آکر فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے سفیر کے سیکریٹری نے ریسیور اٹھا کر کہا "ہیلو۔ یہ اسرائیلی سفارت خانہ ہے۔ فرمائیے؟"

سرگئی الپا نے ریسیور رکھ دیا۔ سیکریٹری کے خیالات پڑھنے لگی۔ پھر اسے سفیر سے باتیں کرنے پر مجبور کیا۔ اس طرح وہ سفیر کے پاس پہنچ گئی۔ اسے مخاطب کر کے بولی "میں سوچ کے ذریعے بول رہی ہوں۔ مجھ سے باتیں کر دو گے؟"

وہ حیرانی سے بولا "تم کون ہو؟"

"یہودی ہوں۔ مملکت اسرائیل کی وفادار ہوں۔ میرا نام الپا ہے۔ کیا تم نے میرا نام بھی سنا ہے؟"

"ہاں" خیال خوانی کرنے والی الپا ہماری قوم کی بیٹی تھی۔ اسے ماسک میں لے انوا کر لیا تھا۔

"میں دی ہوں۔ ماسک میں سے نجات حاصل کر چکی ہوں۔ ابھی میں بالکل تھرا اور بے پایاں ہوں۔ مجھے یہاں سے اسرائیل پہنچاؤ اور وہاں کے اکابرین سے میری گفتگو کراؤ۔"

"میں حیران بھی ہوں اور بے انتہا خوش بھی کہ میں تم سے باتیں کر رہا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ دشمن ٹیلی پیٹھی جانے والے الپا بن کر دھوکا دے سکتے ہیں۔"

"قول سے اندیشہ نکال دو۔ مجھے یقین دلاؤ کہ تمہاری بے اعتمادی سے مجھے نقصان نہیں پہنچے گا تو میں تم سے ملاقات کرنے آؤں گی۔"

"جب تک آؤ گی؟"

"ابھی آ رہی ہوں۔ سزا مختل ہوں کہ دوسری جاسوس میرا تعاقب کر سکتے ہیں۔"

"مجھے بتاؤ تم کہاں ہو۔ میرے جاسوس تمہاری عمرانی کریں گے اور حفاظت سے یہاں لے آئیں گے۔"

"میں اسرائیلی انٹراٹن کے دفتر میں ہوں۔"

"میں ابھی وہاں کے میگزین کو فون کر رہا ہوں۔ تم اس کے کمرے میں آرام سے بیٹھو۔ میری گاڑی جیسے لینے آ رہی ہے۔"

وہ دفتر میں آکر بیٹھ گئی۔ جب چاب سفیر کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ ہات لائن پر ایک اسرائیلی حاکم سے رابطہ کر چکا تھا اور اسے کہہ رہا تھا "الپا واپس آگئی ہے۔ ماسک میں کے ملک سے نکل گئی ہے۔ اس سے زیادہ فون پر بتانا مناسب نہیں ہے۔ کیا آپ اس سے گفتگو کریں گے؟"

دوسری طرف سے کہا "فورا اس سے رابطہ کراؤ۔"

سرگئی الپا اس حاکم کے دماغ میں پہنچ گئی۔ لیکن اسے متعلق

نہیں کیا۔ اس کے خیالات بڑھنے سے پتا چلا کہ اس کے سوا بیشتر حاکم اور اپنی فوجی افسران یوگا کے ماہر ہیں۔ وہ ان سے فون پر رابطہ کر رہا تھا اور یہ خوش خبری سنا رہا تھا کہ الپا ملک میں کے ملک سے نکل آئی ہے۔ اور اسرائیل میں مدد طلب کر رہی ہے۔

دوسرے اکابرین کہہ رہے تھے کہ اسے ہر طرح کی مدد دی جائے اور آزادی کے گوشش کی جائے کہ واقعی وہ ہماری الپا ہے یا نہیں؟ یہی مسئلے سے اس کی حفاظت کی جائے۔ عارضی طور پر چرو اور نام بدل دیا جائے اور اس کے لئے یہاں سے ایک خصوصی طیارہ روانہ کیا جائے۔

وہ اپنے اکابرین کی باتیں سن رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ اسے ایسی محبتیں پہلے نہیں ملی تھیں! انہوں نے مل رہی تھیں۔ سب اسے بات بات پر ہماری الپا! ہماری الپا کہہ رہے تھے۔

اس کے لئے آج کا دن مبارک تھا۔ اب وہ ایک خصوصی طیارے کے ذریعے اپنے ملک میں اور اپنی قوم کے لوگوں میں پہنچنے والی تھی۔ ابھی وہ اسرائیل کے دفتر میں بھی ہوئی تھی۔ سامنے دنیا کا بڑا اقتدار لگا ہوا تھا۔ اس نے سوچتے سوچتے تشو کو دیکھا تو یاد آیا کہ جرمنی اور اسرائیل کے درمیان ایک ملک فرانس ہے۔ فرانس میں ایک شہر پیرس ہے اور پیرس میں ایک جوان پارس ہے۔ خصوصی طیارے کو پارس کے سرے سے گزر کر جانا ہوگا اور الپا نے سنا تھا کہ وہ جوان کسی کو سرے سے گزرنے نہیں دیتا ہے۔ سرنگی الپا کی پیشانی پر سوچ کی گنتیں ابھر گئیں۔

○●○

پارس نے آنکھیں کھول کر دیکھا، کرے کی چھت نظر آ رہی تھی۔ اس نے کروت بدل کر دیکھا۔ کچھ فاصلے پر ڈرننگ ٹیبل کا آئینہ تھا۔ آئینے میں وہ خود کو دیکھ رہا تھا لیکن خود کو پارس کی حیثیت سے نہیں پہچان رہا تھا۔

اپنے موجودہ کاغذات اور پاسپورٹ کے مطابق اس کا نام حیدر علی تھا۔ وہ پاکستان سے آیا تھا اور آج کل میں اسے واپس جانا چاہئے تھا۔ وہ اٹھ کر بستر پر بیٹھ گیا۔ اسے کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔ یہ یاد نہیں آ رہا تھا کہ اس پر خوشی عمل کیا گیا ہے اس نے سوچنا چاہا کہ کل وہ کہاں تھا؟ اور کیا کر رہا تھا؟

سلطان نے جو عمل کیا تھا اس کے مطابق یاد آیا۔ وہ چارون پہلے کینیڈا گیا تھا۔ نیاگرا آبشار وغیرہ دیکھ کر آیا تھا۔ اس کی موجودہ شخصیت میں یہی بات تھی کہ وہ ایک دولت مند باپ کا بیٹا ہے اور ساری دنیا کی سیر کر رہا تھا۔

وہ بستر سے اٹھ کر ہاتھ دھو میا گیا۔ پھر غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر لباس تبدیل کر کے اپنی رہائش گاہ کے مختلف حصوں سے گزرنے لگا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کچھ بھول رہا ہے۔ شاید دوسرے کمروں میں جانے سے کچھ یاد آجائے لیکن دوسرے

کمرے میں پہنچ کر بھی یاد نہ آیا کہ بجلی رات وہاں سونپا خانی تھی۔ اور اب نہیں ہے۔ اگر خانی نام کی کوئی لڑکی یاد رہتی تو وہ سوچتا کہ کہاں چلی گئی ہے۔ موجودہ حالات میں سونپا خانی کا ہونا نہ ہونا اس کے لئے برابر تھا۔

میں نے آزمائش کے طور پر پارس کے لیے کے مطابق اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ مگر نام رہا۔ میری سوچ کی لہریں ہلک کر واپس آگئیں کیوں کہ اس کے دماغ کو اس کے سابقہ لیے سے بالکل بے نیاز کر دیا گیا تھا۔ میں نے لیے کو گرفت میں لے کر آیا تو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ اس نے مجھے محسوس نہیں کیا۔ میں نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے پاکستان واپس جانا چاہئے اور وہاں پہنچ کر دودھ پیرس میں قیام کرنا چاہئے۔"

وہ تھا وہاں پور ہو جاتا اس لئے واپس کے لئے تیار ہو گیا۔ میں نے پیرس اس لئے بلایا کہ سونپا اس سے ملنا چاہتی تھی۔ پارس کے بعد میں نے علی تیمور اور خانی کے پاس جا کر ان کے خیالات پر مصدود بھی بالکل تبدیل ہو گئے تھے۔ کوئی دشمن خیال خرافی کرنے والا انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ سونپا نے مجھے بتایا تھا کہ ملی اور سلطان نے علی اور سونپا کے اندر کس طرح دوائی اٹھایا تھا۔ کیا ہے ان کی شخصیت تبدیل کرنے کے بعد سلطان خانی کو غصہ لے گئی تھی تاکہ وہ تھانہ رہے۔ اپنے علی کے پاس پہنچ جائے۔

میں نے سوچا تھا اب ایک طویل عرصے تک سونپا کے ساتھ آرام کروں گا۔ فریادچو ہمارے لئے ہر طرح سے ایک مضبوط قلعہ تھا۔ ہمیں کسی دشمن سے فحشو نہیں تھا اور ہماری تمام مصروفیات کو پارس، علی تیمور اور خانی نے اپنے سر لے لیا تھا۔ وہ بھی کیا

چاہتے تھے کہ ہم آرام فرما رہیں۔ لیکن مقدر کو اور قارئین کو ہمارا آرام کرنا گراں گزر رہا ہے۔ ہماری پناہ گاہ سے ہمیں باہر نکلنے کا کوئی ہمانہ بن جاتا ہے۔ جب یہ ملے تھا کہ کوئی دشمن ہمارے عیش و آرام میں مداخلت نہیں کرے گا اور کہے گا تو ہمارے بچے اسے منہ توڑ جواب دیں گے، ایسے میں کوئی ہمیں عملی میدان میں کھینچ کر نہ لائے لیکن اللہ نے آئی۔

پاکستان سے اطلاع ملی کہ میرے بہنوئی کو یعنی میری بہن شادی کے شوہر کو کسی نے قتل کر دیا ہے۔ میرے دل پر ایک ٹھونا سا لگا۔ اتنی بڑی دنیا میں میری ایک لادائی بہن تھی۔ یہی اسے اتنی شدت سے چاہتا تھا کہ اس کی کسی میری بہن بن جاتی تھی اور اس کے غم کا پہاڑ بھجھ پڑتا تھا۔

میں فوراً ہی خیال خانی کے ذریعے اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ اپنی جوان بچی سے لپٹ کر رو رہی تھی۔ میں نے اسے مخاطب کیا تو وہ چونک گئی، پھر چچ کر پوچھی "بھائی جان! آپ کہاں ہیں؟ آپ کے ہوتے ہوئے میرا ساک چھین لیا گیا ہے۔ میں یقین کے ساتھ قاتل کو پکارتی ہوں مگر اس کا نام نہیں لے سکتی۔ تمام لوگ تو پھیس

سے گرفتار نہیں کرے گی۔ وہ میاں کا بہت بڑا سیاسی فنڈا ہے۔ وہ جب بھی کوئی جرم کرتا ہے، عدالت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ انصاف کا سر جھک جاتا ہے اور قانون کے محافظ اسے سلام کرتے ہیں۔"

میں نے کہا "میر کرو" میں پہلی فلائٹ سے تمہاری سونپا بھائی کے ساتھ آ رہا ہوں۔ میرے آئے تک زبان بند رکھو۔ وہ دشمن نہیں اور بچوں کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔"

شاہینہ کے آنسو رگ گئے تھے وہ ایک گرمی سانس لے کر پوچھی "آپ چچ آ رہے ہیں؟"

"ہاں میری جان! تم پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے اور میں نہیں آؤں گا؟ ضرور آؤں گا۔ آج رات یا کل صبح تک پہنچوں گا اور پہنچنے سے پہلے تمہیں اطلاع دوں گا۔ میر کرو" آنسو پھجود دشمن خاؤ دکھائی پڑا شیطان ہوا اب وہ آدھا مردہ رہے گا اور آدھا زندہ رہے گا اور وہ زندہ اپنی آؤمی لاش پر دونا رہے گا۔"

میں اسے تسلیاں دے کر دوائی طور پر حاضر ہوا۔ سونپا فون کے ذریعے فرانس کے ایک اعلیٰ حاکم سے باتیں کر رہی تھی۔ اس نے اشارے سے مجھے اپنے دماغ میں آنے کے لئے کہا۔ میں اس کے اندر پہنچ کر کہنے لگا۔ حاکم کہہ رہا تھا "پہلے پاکستان میں یہودی تنظیم کے آئرن میں نے ہمیں گیس کے ذریعے وارننگ دی کہ فریاد اور اس کی فیملی کے کسی فرد کو پاکستان کا پاسپورٹ اور ویزا نہ دیں۔ ہم نے اس وارننگ کا اہمیت نہیں دی پھر اعلیٰ کی یہودی تنظیم کے گاؤں قارڈ نے دم کی دی ہے کہ فریاد اس کے بیٹے پاکستان میں قدم رکھیں گے تو فرانس کے مختلف شہروں میں خنزیری کارروائیاں کی جائیں گی۔ پیرس جیسے خوب صورت شہر کو کھنڈر بنا دیا جائے گا۔"

میرے مشوروں پر عمل کیا گیا۔ وزارت خارجہ کے سیکریٹری نے پہلی اعلیٰ کے گاؤں قارڈ سے رابطہ کیا۔ اس کے سیکریٹری نے فون پر بات کی۔ اسے حکومت فرانس کی طرف سے یقین دلا دیا گیا کہ فریاد اور اس کے بچوں کو پاکستان جانے کا اجازت نامہ نہیں دیا جائے گا۔ یہی سچ ہے وہ اور اس کے بیٹے ہمارے ملک میں نہیں ہیں۔"

سیکریٹری نے کہا "ہماری اطلاع کے مطابق وہ سونپا کے ساتھ فریاد چچ میں ہے۔ اور اس کے بیٹے امریکا میں۔"

"فریاد چچ میں ڈی سونپا اور فریاد ہیں۔ ہمیں یقین آئے یا نہ آئے، ہماری طرف سے انہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ ہماری ذمہ داری ختم ہو چکی ہے۔"

میں سیکریٹری کے دماغ میں پہنچا۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ تنظیم کا گاؤں قارڈ اگرچہ پوگا کا ماہر نہیں ہے۔ تمام کوئی ملٹی ٹیشی جاننے والا اس کی آواز نہیں سن سکتا اور نہ ہی اس سے کہیں سانس کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بیرونی ہے۔ آواز میں بدل کر مضر کام پر آتا ہے۔

سیکریٹری نے فون کے ذریعے گاؤں قارڈ کو بتایا کہ فریاد اور اس کے بچوں کو فرانس کی حکومت پاکستان جانے کے لئے پاسپورٹ نہیں دے گی۔ اگر وہ چور رات اختیار کریں گے تو حکومت فرانس اس کی ذمہ داری نہیں ہوگی۔

گاؤں قارڈ کی آواز سنائی دی "ٹھیک ہے، ہمارا پاکستانی آئرن میں چور راتوں سے آنے والوں کو کوئی مائدہ نہ گا۔"

میں نے گاؤں قارڈ کے لیے کو گرفت میں لیا۔ اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن کسی اور کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ ایک چھوٹے سے رستوران کا مالک تھا۔ گاؤں قارڈ اس کی آواز اور لیے میں بول کر خاموش ہو گیا تھا۔ سیکریٹری کی سوچ نے بتایا کہ وہ مختلف آوازوں اور لہجوں میں بولتا ہے۔ اس کی اصل آواز خود سیکریٹری نے بھی نہیں سنی تھی۔

اس سیکریٹری نے گاؤں قارڈ کے حکم کے مطابق آئرن میں راجا مضر علی سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے راجا مضر علی کے ایک خاص اہت نے گاؤں قارڈ کو اس کے کہا "میں راجا صاحب کا بندہ ہوں رہا ہوں۔ فریاد کیا بات ہے؟"

"راجا صاحب سے کہہ دو۔ فریاد اور اس کے بیٹے باقاعدہ فرامیس پاسپورٹ پر نہیں آئیں گے، لہذا انہیں چور دواؤں سے دھوکا دینا کام ہے۔"

"فکر نہ کرو، اگر کوئی کی تمام چور بند کر دیں، پھر پائی دے اور لاہور ریلوے اسٹیشن اور انٹرنیٹ میں ہمارے بندے اسٹیٹ میک اپینٹس انگوں پر چڑھائے رکھیں گے۔ کوئی بھی میک اپ میں آنے والا چھپ نہیں سکے گا، ہم گیس کے ذریعے میک اپ کے آپار اصلی چہرے کو آسانی سے دیکھ لیں گے۔"

ہم فرانس اور اٹلی کے درمیان چلنے والی ٹرین میں سوار
تھا۔ یہ ٹرین ہمیں دوسرے دن روم پہنچانے والی تھی۔ یہ وقت
مائع کرنے والا سفر تھا لیکن ضروری خیال خوانی کے لئے یہ سفر

بے چارے کی حالت خراب ہو گئی تھی مگر قدرے آرام آگیا
میں نے آدھی رات کے بعد اس پر عمل کر کے اسے اپنا
ارٹالیا۔ ہم دوسری صبح روم بچنے، ایک ہوٹل میں کرا لیا۔ پھر

قادر کے ساتھ وفادار بڑی شاہانہ زندگی گزارتے تھے۔ اس نے شادی نہیں کی تھی۔ رخصتوں لڑکیاں اس کی خدمت کے لئے رات کو کھٹی میں موجود رہتی تھیں۔ اب وہ میری خدمت کے لئے حاضر ہونے لگیں، میں نے کہا "میں تنہا چاہتا ہوں، کوئی میرے

اس اسٹوڈنٹ یونین میں رائے عام طلبہ تھے جہاں میں پیشہ
 جوان زیادہ تھے۔ راجا منصور ہر طالب علم کو اچھی خاصی رقم دیتا
 تھا۔ ضرورت کے وقت ہتھیار اور گاڑیاں بھی دیا کرتا تھا۔ جو
 حکومت اس کے خلاف ایکشن لینا چاہتی، وہ طلبہ تحریکوں کی طرف
 سے ہنگامے شروع کر دیتا تھا۔ حکومت ایک طرف اپوزیشن سے

پریشان رہتی ہے دوسری طرف سرحدوں پر خطرات منڈلاتے رہتے ہیں۔ چھوٹی بڑی سیاسی جماعتیں بھی دہر سہری رہتی ہیں۔ ایسے میں راجا منصور مشکلات کی انتہا کر رہا تھا۔ حکومت اسی میں بہتری سمجھتی تھی کہ راجا منصور کے جرائم کو نظر انداز کر کے اسے کچھ مراعات دے کر خاموش کر دے۔

راجا منصور کے دوسرے بیٹے نے بے دودگزار جوانوں کی ایک ملک گیر تنظیم قائم کی تھی۔ ان بے دودگزار جوانوں کو شرفنامہ دودگزار نہیں ملتا تھا۔ انہیں پہلے چھوٹی موٹی واردات کی ٹینک دی جاتی تھی۔ مثلاً کاربن اور موٹر سائیکل چڑا کر اسکول کے بچوں کو اغوا کر کے تباہ و مصل کرتا۔ اس کے بعد رات اٹھ شوٹنگ اور ٹینک دیکھ کر دیکھ کر ٹینک دی جاتی تھی۔

اپوزیشن والے ان جوانوں کی خدمات حاصل کرتے تھے تاکہ موجودہ حکومت پر دہرائی اور بدانتظامی کا الزام لگائیں۔ حکومت ان الزامات سے بچنے کے لئے راجا منصور کو زیادہ مراعات اور زیادہ اختیارات دینے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ اس طرح راجا منصور بھی اپوزیشن سے اور کبھی صاحبانِ اقتدار سے دولت اور ناجائز اختیارات حاصل کرتا رہتا تھا۔ میکران نہ ہوتے ہوئے بھی ہر دور میں حکومت کرتا رہتا تھا۔ اور یہ سب کچھ وہ اپنی تنظیم کی کوششیں سے کر رہا تھا۔ اسرائیلی حکام اور ہودی تنظیم کے افراد بہت خوش تھے، پاکستان میں یہ سلسلہ جاری رکھنے کے لئے وہ اہم تنظیم کو ڈالر، ہتھیار گاڑیاں اور طیارے فراہم کرتے تھے۔

میں دو گھنٹے تک معلومات حاصل کرتا رہا پھر دہرائی طور پر حاضر ہو گیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ راجا منصور بہت طاقت حاصل کر چکا تھا۔ ایک طرح سے پاکستان میں ایسا پھر نہیں بن گیا تھا جو سیاسی طاقت سے بکلا نہیں جاسکتا تھا۔ قانون کی قوت سے گرفتار نہیں کیا جاسکتا تھا۔ مملکت خدا داد میں کوئی ایسی کھلی نہیں تھی جو اس کی کھوپڑی میں اتر جاتی۔ بڑی بڑی درویشوں والے اسے سلام کرتے تھے۔ اور یہی ہمارے لئے شرم کی بات ہے۔ ہمارے ملک کے قانونی حلفاء، مجرموں کو سلام کرتے ہیں۔ ایسے ملکوں میں جرائم کا بول بالا ہو جاتا ہے اور قانون صرف کتاہوں میں رہ جاتا ہے۔

میں نے سونیا کو وہاں کے حالات بتائے، وہ بولی "جس ملک میں قانون نافذ کرنے والا ادارہ کمزور ہو گا اور قانون کے حلفاء بددل اور رشوت خور ہوں گے، وہاں بیشہ مجرم حکومت کرتے رہیں گے۔" "ہماری زندگی میں ایسے زہدست اور دھالاک مجرم آچکے ہیں جو موت سے بچ جاتے ہیں لیکن ہم سے بچ نہ سکتے۔ راجا منصور بھی میری ایک چٹکی میں آجائے گا۔ میں اسے جیسے کی موت اس لئے ماروں گا کہ وہ میرے بہنوئی کا قاتل ہے لیکن اصل مجرم تو قانون کے حلفاء ہیں اور بہت زیادہ اختیار رکھتے والے بڑے لوگ ہیں جو راجا منصور جیسے پھر مجرموں کی پرورش کرتے ہیں۔ میں وہاں نہ کر ایسے لوگوں کا مزاج درست کروں گا۔"

سونیا نے کہا "انتہائی پاؤلیا بیدار ہو گیا ہے، خود کو ایک اہمیتی دہپ میں فراہم کر رہا ہے۔ میں گاؤنادر سے منٹنے کے بعد یہاں سے جاؤں گی۔ تم سلمان کو اس کے چھ وٹا داروں کے دھانوں میں پھنساؤ۔ ساتواں انتہائی میرے پاس ہے۔ ہم جس ملک میں رہتے ہیں وہاں ان لوگوں نے خیر خیر کا رونا ہونے کی دھمکیاں دی ہیں۔ آئندہ ان کی تسلیں بھی دھمکیاں بن جائیں گی۔" میں نے رو کیا ہے پہلے سلمان کو گاؤنادر کے تمام وٹا داروں کے پاس پھنساؤ۔ جب طیارے نے وہاں سے پرواز کی تو میں راجا منصور کے خاص ماتحت کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ذریعے راجا منصور کے دونوں بیٹوں کے دھانوں میں جگہ بنائی۔ پھر ان کے ذریعے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر کے دھان میں پہنچ گیا۔ وہ ریسپور کان سے لگائے جیلو جیلو کہہ رہا تھا۔ میں نے ہی اس کے نمبر ڈائل کر کے دھمکی دے دی۔ دوسری طرف سے راجا منصور کا دوسرا بیٹا راجا افسر علی کہہ رہا تھا "جیلو جیلو! میں راجا افسر بول رہا ہوں، پتا نہیں کیوں آپ کو بے اختیار روکنا کیا ہے۔ شاید یہ آپ کی محبت ہے۔" "ہم پر تو اسی وقت محبت آتی ہے جب واردات کرنے جاتے ہو۔"

"آپ بڑی جلدی سمجھ لیتے ہیں؟" "واردات کی نوعیت کیا ہے؟ اور وہ کس علاقے میں ہوگی۔" "دیکھئے آپ نے ہمیں سمجھایا تھا کہ ہم نے فراد کے بہنوئی کو قتل کیا ہے اس لئے اتنی جلدی اس کو بھی میں دوسری واردات نہ کریں اور میں نے کہا تھا کہ فراد کی بھانجی میرے دل میں ساکنی ہے" اسے اٹھا کر لے جاؤں گا۔"

"میں پھر سمجھتا ہوں۔ ابھی ایسی غلطی نہ کرو۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تنظیم کا ایک خاص بندہ انتہائی پاؤلیا آ رہا ہے۔ اسے آنے دو اور پہلے یقین کر لو کہ فراد کسی طرح بھی یہاں نہیں آسکے گا۔ اس کے بعد تم اس لڑکی کو۔"

"فراد کا باپ بھی یہاں نہیں آسکے گا۔ گاؤنادر نے حکومت فرانس کو ایسی دھمکی دی ہے کہ انہیں دن میں تارے نظر آجئے ہوں گے۔ میں نے اٹھائے جا رہا ہوں۔ وہ ہر شام چار بجے پکینڈ کر کورس مکمل کرنے لہری مارکتی جاتی ہے۔ آج شام وہ گھر واپس نہیں جائے گی۔ آپ گلبرگ قاتلے والوں سے کہہ دیں، آج ادھر کوئی پولیس والا نہ جائے۔"

اعلیٰ افسر نے وعدہ کیا کہ چار بجے سے ایک گھنٹہ تک ادھر کوئی پولیس والا نہیں رہے گا۔ پھر اس نے ریسپور رکھ دیا۔ میں نے ملکی کے پاس جا کر کہا "میرے پاس آؤ۔"

ب جوان بنی ہے، مجھے خدا سے ڈرنا چاہئے۔ غنڈے مجھ سے اذیت لے کر کسی کی بیٹی کو اٹھا لے جانا چاہتے ہیں اور میں قانون حافظ ہو کر اجازت دے دیتا ہوں۔"

اس کی سوچ نے کہا "میں نے راجا افسر علی کو اغوا کرنے سے روکا تو اس کا باپ میری دودھی اتروا دے گا۔"

"اپنی دودھی بھانے کے لئے کسی کی بیٹی کا سر کاٹ کر رہے ہو۔" وہ پریشان ہو کر بولا "آج میرے اندر نمبر کیوں بول رہا ہے۔"

میں اس کی سوچ پر بولا "میں نے کہا کہ میں ایک جوان بنی کا باپ ہوں۔"

"تو کیا؟" میری بیٹی آخر میری بیٹی ہے، کوئی ایری نمبر نہیں ہے۔ کوئی اسے میلی نظریے نہیں دیکھ سکتا۔ میں پچیس لاکھ روپے اجیز دے کر اسے سرال بھیج دالا ہوں۔"

اس کے چور خیالات نے بتایا کہ بیٹی کی شادی پوری آن اور نان کے ساتھ کرنے کے لئے اس نے تنظیم کے آئرن مین راجا مندر سے تیس لاکھ روپے لئے تھے۔ اتنی رقم کے بدلے وہ راجا مندر کے بڑے بڑے جرائم سے چشم پوشی کر رہا تھا۔ اس رقم کے عوض میری بیٹی شامینہ بڑھ ہو گئی تھی۔

غنڈے لہری مارکتی پہنچ گئے ہیں اور ایک دیکھن کار میں شینہ کا انتظار کر رہے ہیں۔"

میں نے کہا "میلی! ابھی میں نے منے میں سوچا تھا کہ غنڈے میری بھانجی شینہ کی جگہ اعلیٰ افسر کی بیٹی کو اٹھا کر لے جائیں گے، میں نے چشم تصور میں دیکھا غنڈے اغوا کرنے کے دوران اس شرف لڑکی کے بدن کو چھو رہے ہیں اور بدترین کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے وہ ظالم کی بیٹی ہے مگر یہ تو بیٹی ہے۔"

وہ بولی "آپ نے بہت اچھا کیا، جو غصہ پر قابو پایا۔"

"آؤ ہم اس اعلیٰ افسر کی بیٹی کو شامینہ کی کوٹھی میں لے چلیں" اب میں دوسرا ڈراما لے کر دلاں گا۔"

میں نے شامینہ کو بتایا کہ ایک لڑکی آ رہی ہے۔ دودھ کھلا رکھو۔ اس نے پوچھا "وہ کون ہے؟"

میں نے اسے مختصر طور پر بتایا کہ کس طرح غنڈے ہماری شینہ کو اغوا کرنا چاہتے تھے اور اب میں کس طرح منہ توڑ جواب دینے والا ہوں۔

ہم ٹھیکہ کو شامینہ کی کوٹھی کے اندر لے آئے۔ ملنے لگے اسے بہت دور کارے آ رہا تھا۔ بیدل چلا کر کوٹھی میں لائی تھی پھر میں نے اس کے دھان میں کہا "ٹھیکہ! میں میلی شینہ کے ذریعے تمہارے اندر بول رہا ہوں۔"

وہ پریشان ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگی۔ شامینہ نے نفرت سے کہا "تمہارا باپ بہت بڑا افسر ہے اور بہت بڑا دلال ہے۔ دوسروں کی بیٹیوں کو اغوا کرتا ہے۔ آج اس کی بیٹی اغوا ہو کر یہاں آئی ہے۔"

ٹھیکہ نے بڑے غور سے کہا "تم سب کی شامت آگئی ہے، میرے ڈیڈی کو معلوم ہو گا تو تمہارے پورے خاندان کو خاک میں ملا دیں گے۔"

میں نے اعلیٰ فون کی طرف جانے لگی۔ میں نے اسے جانے دیا۔ وہ ریسپور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگی پھر ایک سے لے کر صفر تک بار بار ڈائل کرتی گئی۔ سوچ رہی تھی کہ کیا کیوں کر رہی ہے۔ مگر بے اختیار کرتی چلی جاتی تھی۔

شامینہ اور اس کے جوان بچے پر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ وہ گہرا کر بولی "یہ میں کیا کر رہی ہوں؟ میری آنٹی میں دودھ ہونے لگا ہے پھر مجھ میں ڈائل کرتی جا رہی ہوں، یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟" میں نے کہا "تمہارے ساتھ میلی شینہ جیستی ہو رہی ہے۔ میں جیسے حکم دیتا ہوں، ابھی باپ سے رابطہ نہ کرو۔"

"میں ضرور کروں گی۔"

میں نے اس کے دھان کو ہلکا سا جھکا دیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ ساتھ سے ریسپور گر گیا۔ وہ چکر اکر کرنے والی تھی۔ شامینہ نے اسے قہقارہ لایا۔ شینہ بھی اسے سارا دے کر صوفے پر لے آئی۔ میں نے اسے معمولی سا جھکا دیا تھا۔ اس پر اس کی آدمی

جان نکل گئی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ کچھ دیر تھی کہ مروا گیا۔ اسی لئے آنکھوں کی دھندلی جگہ تھی۔ سر کے اندر چوڑے کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔

میں نے کہا "خدا فرعون پر بھی ایسا وقت لاتا ہے۔ جب اس کی تمام تر طاقت اور شہنشاہی اس کے کسی کام نہیں آتی۔ تمہارا باپ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا بڑا باپ ہو سکتا ہے۔ کچھ مجبوروں اور لاپرواہوں کی قدر اس کی منگی میں ہو سکتی ہے لیکن اس کی اپنی قدر کا بے قدر کر کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ تم یہاں بے بسی سے اڑیاں رکھ کر مرناؤ گی اور تمہارے با اختیار باپ کو خبر تک نہ ہوگی۔ یوں تو ایسی موت منظور ہے؟"

وہ خوف سے قہر قہر کانپتے ہوئے بولی "نہیں نہیں، میں مرنا نہیں چاہتی۔ مجھے چھوڑ دو۔ مجھے جانے دو۔"

"جو خیریاں انہوں کی جاتی ہیں۔ ان کی عزت لوٹ لی جاتی ہے۔ خدا کا شکر کہ تمہاری عزت محفوظ ہے اور جان سلامت ہے۔ میرے حکم کی تعمیل کتنی دیر کی تو جلد ہی تمہیں آزاد کر دوں گا۔"

"تم جو کوئے وہ کدوں گی۔"

"میں کوئی تو پھر داغ میں نہ زلزل پیدا ہو گا۔ انہوں اور اپنے باپ کا قبر زاد اکل کو۔"

وہ اپنا سر قہقہہ کر مٹونے سے اٹھ گئی۔ ٹیلی فون کے پاس آئی۔ پھر ریسیور اٹھا کر قبر زاد اکل کرنے لگی۔ جیسے ہی رابطہ قائم ہوا وہ میری مرضی کے مطابق ہونے لگی جیسے بہت دور سے دوڑتی آ رہی ہو۔ پھر وہ بولی "ہیلو ڈیڈی! میں ٹھیکہ بول رہی ہوں۔ لمبی مارکیٹ کی ایک دکان سے فون کر رہی ہوں۔ فون سے میرا بیچا کر رہے ہیں۔ میں بھائی ہوئی یہاں آکر فون کر رہی ہوں۔ قار کاڈ سیک آپ جلدی آئیں۔"

"میں ابھی آ رہا ہوں۔ تم ان فونڈوں کو ابھی طرح پہچانو میں انہیں جنس میں پہچانوں گا۔"

"ڈیڈی! آپ اس کا کچھ نہیں یاد رکھیں گے۔ وہ راجا افسر علی ہے اس کے ساتھ تین فٹنڈے۔"

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر چیاری پر کہا "ڈیڈی! وہ آ رہا ہے۔ دکان کے اندر آ رہا ہے۔ اے خبردار! میرے قریب نہیں آنا۔ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔"

ٹھیکہ لے پھر ایک چنچا مار کر فون بند کر دیا۔ میں نے شامینہ سے کہا "اب اس کا باپ ان کا دل دہلا رہا ہو گا۔"

"بھائی جان! آپ نے بہت اچھا کیا ہے۔ راجا افسر اور اس کے باپ کا ٹھکانہ والا پولیس افسر اب اپنی بیٹی کے لئے ان کا دشمن بن جائے گا۔"

میں نے کہا "تم کشتیوں کو دوسری طرف کی آواز سن کر کچھ نہ کہنا۔ فون بند کر دینا۔"

اس نے میری ہدایت پر عمل کیا۔ دوسری طرف سے گفتگو کرنے ہی ریسیور رکھ دیا۔ میں اس بولنے والے کے داغ میں آیا۔ پھر اس کے ذریعے کشتی کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے خیالات دہشتہ نگاروں سے انکشاف صادر ہوئے تھے کہ شامینہ کے شوہر کے مزار کیس کو دبا دیا جائے اور جھوٹی تکیاں دی جائیں کہ قاتل گرفتار کرنے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

کشتی کے دو بیٹے تھے ایک بیٹا امریکا میں ہے دوسرا بھی اوپر کی کمائی سے امریکا جانے والا تھا۔ بیٹوں کا یہ نظریہ تھا کہ پاکستان میں جتنی اندھی کمائی ہاتھ آئے اس کے ذریعے یورپ اور امریکا میں اپنا ٹھکانہ بنا لیں اور کادبار کر لیں پاکستان کا کوئی ٹھیک نہیں ہے یہ ملک (خدا خواست) رہے یا نہ رہے۔ اپنا مستقبل سنوار لیتا ہے۔

چوری، ڈکیتی، اسٹہنگ اور رشوت کے ذریعے دولت حاصل کرنے والے وطن عزیز کے متعلق ایسے ہی فتنی خیالات رکھتے ہیں۔ اگر ایسے فتنی خیالات نہ ہوں اور نیک جذبات ہوں تو یہ لوگ بھی اپنے وطن میں لوٹ کھسوٹ نہ کریں لیکن ان پر کلام پاک کی ہدایت کا اثر نہیں ہو سکتا۔ ابھی ان کا ضمیر انہیں سلامت نہیں کرتا کیونکہ انہیں سزا پانے کا خوف نہیں رہتا۔ ان کی ادنیٰ کی ہر عاصیہ کا عمل روک دیتی ہے۔ ہر نئے والی سزا کا رخ موڑ دیتی ہے۔

میں اس کے دوسرے بیٹے عمران کے داغ پر قبضہ نہ کر کے ابھی شامینہ کے پاس لے آیا۔ وہ بھی باپ کے اونچے عہدے کی بنا پر اڑ رہا تھا۔ میں نے وہی عمل کیا جو ٹھیکہ پر کیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر منہائی مانگتے اور گڑ گڑانے لگے "میں نے کہا "آرام سے اس کوشش میں رہو" باہر جانے کی حماقت کو گے تو حرام موت ہو گے۔"

پھر میں نے لیلیٰ سے کہا "ٹھیکہ اور عمران کے داغوں میں موجود رہو۔ کسی ضروری کام سے جاؤ تو سلطانہ کو ان کے پاس پہنچا دینا۔ ان سے ذرا دور کے لئے بھی ناقل نہ ہونا۔"

میں نے ٹھیکہ کے افسر باپ کے پاس آکر دیکھا۔ وہ ایک پولیس انسپکٹر اور سپاہیوں کے ساتھ راجا افسر کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اسے دھمکیاں دے رہا تھا "اگر تم نے ابھی اسی لمحہ میری بیٹی کو حاضر نہ کیا تو میں تمہارے باپ کا لٹاؤ نہیں کر دوں گا۔ تمہیں خارجہ تیل میں لے جاؤں گا اور تم جانتے ہو کہ وہاں کیسی ناقابلِ برداشت اذیتیں پہنچائی جاتی ہیں۔"

وہ تمہیں کہا تھا کہ اس نے ٹھیکہ کو انہوں نہیں کیا ہے لیکن تمہیں ناقابلِ اعتبار تھیں کیونکہ ٹھیکہ نے فون پر باپ سے کہا تھا کہ راجا افسر فونڈوں کے ساتھ اسے پہلے لے آ رہا ہے۔

راجا افسر نے باپ سے رابطہ کیا۔ باپ کے خاص ماتحت نے کہا "آفسر! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے یا کوئی دشمن ہمارے خلاف ایسی چالیں چل کر نہیں آ رہی ہیں دشمن بنا رہا ہے۔"

افسر نے ہندی گالیاں دیتے ہوئے کہا "موت کے بچے! ابھی تم سے نہیں راجا صاحب سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"آپ باپ باپ ہیں گالیاں دے سکتے ہیں لیکن راجا صاحب کسی سے بات نہیں کریں گے۔ جب تک فراہ کا خطوط منڈلا آ رہے گا وہ دہوش رہیں گے۔ میں راجا صاحب کی طرف سے کہہ رہا ہوں اگر آپ نے کسی ثبوت کے بغیر چھوٹے راجا صاحب کو گرفتار کیا یا کوئی تکلیف پہنچائی تو ذرا فٹنڈے داغ سے سوچ لیں۔ آج تک کسی دور حکومت میں کسی بھی قانون کے محافظ نے راجا صاحب کے ایک معمولی ملازم کو بھی ہتھکڑی نہیں پہنائی۔ آپ نے کوئی تاوانی کی تو آگے کچھ کہنا میں جانے گا کہ کیا جانے گا۔"

اعلیٰ افسر نے ریسیور کو گریڈ پر پہنچا دیا۔ زخمی درندے کی طرح مری مری سانس لے کر سونے لگا "عظیم کے سامنے میں یہ باپ بیٹے اڑ رہے کی طرح ہم سے لپٹے ہوئے ہیں۔ مجھے اوپر سے ان کی گرفتاری کا وارنٹ حاصل کرنا ہو گا۔"

وہ پھر ریسیور اٹھا کر قبر زاد اکل کرنے لگا۔ میں نے کشتی کے پاس آکر معلوم کیا کہ اسے کس اعلیٰ عہدے دار نے میرے بھتیگی کے مزار کیس کو دبانے کا حکم دیا تھا۔ چلا وہ صوبے کا ایک سیکریٹری ہے۔ میں کشتی کے ذریعے صوبائی سیکریٹری کے داغ میں پہنچ گیا۔ وہ اپنے ذرائع دہم میں تھا۔ اس کے سامنے ایک صوبے پر صوبہ سندھ کا ایک سیکریٹری بیٹھا ہوا تھا۔ جتنی دو صوبوں کے دو سیکریٹریز ایک جگہ تھے۔ ملکی سیاست پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ سیاست سے دلچسپی نہیں تھی۔ میں نے ایک کی زبان سے سوال کیا۔ "ہم جرائم پیشہ افراد کو چھوٹ کیوں دیتے ہیں جبکہ بہت با اختیار ہیں۔"

دوسرے نے کہا "یہ غلط اور زبردست قسم کے لوگ ہمارے خلاف اٹھنے والی آوازوں کو کچل دیتے ہیں۔ ہمارے اقتدار کی عمر بڑھاتے رہتے ہیں۔"

ایک صوبائی سیکریٹری نے کہا "اگر یہ غلط حاصر بھی ہو رہے خلاف ہو جائیں تو؟"

"کیسی باتیں کرتے ہو" ان غلط لوگوں کو ہم سے بڑے بڑے فائدے پہنچتے ہیں۔ اسی لئے ہم ہر برادرت آئے تو یہ ہماری حمایت میں ملک گیر تحریک چلاتے ہیں۔ ہمارے اقتدار کی حفاظت کرتے ہیں۔"

میں نے ایک کی زبان سے کہا "لیکن کبھی ایسا بھی برادرت آتا ہے جب فٹنڈے، اسٹہنگ اور ملک دشمن تحریکیں بھی ہماری حفاظت نہیں کرتیں" ہمارا ساتھ چھوڑ دیتی ہیں۔"

"ایسا برادرت بھی نہیں آئے گا۔"

"اچھا ہے" دیکھو تم ابھی میرا تک انجام کی طرف جا رہے ہو۔"

دوسرا ٹھیکہ کر کھڑا ہو گیا۔ تیزی سے چلا ہوا اپنے کمرے میں گیا۔ ایک الماری سے بھرا ہوا روبرو کھل کر کچھ میں رکھا۔ تیزی سے پوچھا "یہ روبرو لے کر کہاں جا رہے ہیں؟"

وہ ڈانٹ کر بولا "میں نے ہزار بار کہا ہے، باہر کے معاملات نہ پوچھا کرو۔ ہٹ جاؤ میرے سامنے سے۔"

وہ اسے ایک طرف دھکا دے کر ڈرائنگ روم سے گزر کر جانے لگا۔ دوسرے سیکریٹری نے پوچھا "کیا بات ہے؟ تم مجھے چھوڑ کر کہاں جا رہے ہو؟"

اس نے جواب نہیں دیا۔ باہر کار میں آکر بیٹھ گیا۔ میں نے اسے بھی شامینہ کے پاس پہنچا دیا۔ سلطانہ اور سلمان کو بھی بلایا کیونکہ وہاں تین قیدی ہو گئے تھے اور تینوں کو ٹیلی فنی کے کچھتے میں رکھنا ضروری تھا۔

ٹھیکہ کا افسر راجا افسر کی شکایت کرنے کشتی کے پاس آیا تھا۔ اس سے کہہ رہا تھا "میری جوان بیٹی کو کچھ ہو گیا تو میں کسی کو نہ دیکھنے کے قابل نہیں رہوں گا۔ پلیز آپ کچھ کریں۔"

کشتی نے کہا "یہ باپ بیٹے اب ہماری عزتوں پر ہاتھ ڈالنے لگے ہیں لیکن میں مجبور ہوں۔ بڑے لوگوں کے حکم کے بغیر ہم ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکیں گے۔"

ایک ملازم ان کے سامنے چائے لے کر آیا۔ میں نے کشتی کو اسے مخاطب کرنے پر مائل کیا پھر ملازم کی آواز سن کر اس کے اندر آکر بولا "ضمیر فروش عہدے والوں کی موت آگئی ہے۔ میں فراہ علی تیرو تم دونوں سے مخاطب ہوں۔"

کشتی نے غرا کر کہا "کیا کہتے ہو؟ داغ چل گیا ہے؟ گیٹ آؤٹ۔"

"داغ تو تم لوگوں کا چلنے والا ہے مجھے ملازم سمجھ کر باہر نکالو گے تو میں تمہارے داغوں کے اندر آ جاؤں گا۔"

وہ دونوں پریشان ہو کر ملازم کو دیکھنے لگے۔ میں نے ٹھیکہ کے باپ سے کہا "تمہاری بیٹی کو میں نے انہوں کیا ہے۔ راجا افسر کے ساتھ اس نے الجھا لیا کہ تم نے میری بھانجی کو انہوں کرنے کی اجازت دی تھی" میں نے سوچا تھا تمہارے منہ پر جو تازہ کاغذ آ رہا تھا تم قانون کی دردی بہن کر غیر قانونی حرکتیں نہیں کر گے۔ دوسروں کی بیٹیوں کو بھی اپنی بیٹیاں سمجھو گے لیکن تمہارے ضمیر نے آٹھ نہیں کھولے۔ تم صرف اپنی بیٹی کی بازیابی کے لئے کھڑے ہو۔"

پھر میں نے کشتی سے کہا "میں نے تمہارے جوان بیٹے عمران کو بھی انہوں کیا ہے۔ تم اسے دنیا جہان میں ڈھونڈو پڑے ہو گے۔ وہ نہیں ملے گا۔ جو میرے کچھتے میں آ جاتا ہے، اسے صرف شرافت سے ہی واپس حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ اسے موت لے جاتی ہے۔"

وہ دونوں گھبرا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک اپنے بیٹے کو اور

دوسرا اپنی بیٹی کو بچہ ہاتھ میں لے کر "صرف اتنی نہیں میں نے سیکرٹری کو بھی تائب کر دیا ہے"

وہ دونوں یوں سہم گئے جیسے انہیں بھی غائب کرنے آیا ہوں۔ میں نے کہا "تم دونوں کو اس لئے آزاد چھوڑ دیا ہے کہ اپنے بیٹے اور بیٹی کا نام کرو گے اور ان کے ساتھ سیکرٹری کو بھی رہائی دلائے گے لے اپنے تمام ذرائع استعمال کرو گے؟"

"کیا تم اس ملک میں پہنچ گئے ہو؟"

"میں دنیا کے ہر ملک میں سپاہیوں کے بغیر خیال خوانی کے ذریعے پہنچ جاتا ہوں۔ اپنے مطلب کی بات کرو، بیٹے اور بیٹی کو واپس چاہتے ہو؟"

"ہاں فراد بھائی! تمہاری بیٹی مرانی ہو گی۔"

"تم مجھ پر مرانی کرو۔ میں تم پر کھوں گا۔ فٹنڈوں کے ساتھ بھی تمہاری اسی طرح سوئے بازی ہوئی ہے۔"

"جی ہاں، جی ہاں۔ تم ہم سے جو فائدہ چاہو حاصل کرو، ہمارے بچوں کو ہار کرو۔"

"ایک بات یاد رکھو، تمہارے بچے صرف چار گھنٹے تک زندہ رہیں گے مگر تم لوگوں نے میرے احکامات کی تعمیل نہ کی تو تمہیں ان کی لاشیں ملیں گی۔"

"ایسا نہ کرو، اپنا مطالبہ پیش کرو۔"

"بالکل جائز مطالبہ ہے۔ چار گھنٹے کے اندر میرے بہنوئی کے قاتل کو گرفتار کرو۔"

"یہ اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔"

"اتنی جلدی تمہارے بچوں کی موت تو ممکن ہے۔"

سے کڑا اور دیگر ٹیڑی کی سلامتی چاہتے ہیں تو میری بہن کے دروازے پر حاضر ہو جائیں۔"

وہ دونوں فون کے پاس بیٹھ گئے اور متعلقہ عہدیداروں سے جلدی جلدی رابطہ کرنے لگے۔ میں نے "لیٹی" سلطانہ اور سلمان کے پاس آکر کہا "مکمل شروع ہو چکا ہے۔ تم تینوں ان تین برغلیوں کے اندر اتر رہو۔ ابھی بڑے بڑے طرہ خان کو بھی کے باہر آنے والے ہیں کسی کو اچالے کے اندر آنے کی اجازت نہ دینا۔ میں تمہارے پاس آتا جا رہا ہوں گا۔"

میں دماغی طور پر طیارے میں حاضر ہو گیا۔ اسٹیکر کے ذریعے کہا جا رہا تھا کہ ہم حفاظتی ٹینٹ باندھ لیں۔ ہمارا طیارہ کراچی ایئرپورٹ پر اترنے والا ہے۔ میں کراچی سے ڈیڑھ یا دو گھنٹے میں لاہور پہنچنے والا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد دشمنوں کے پاس صرف دو گھنٹے کی سہولت رہ جاتی۔ میرے دے دیے ہوئے چار گھنٹے ختم ہو جاتے۔ پھر؟

پھر پانچویں گھنٹے کے پہلے منٹ میں قاتل راجا منصور علی گرفتار ہوتا۔ یا نہ ہونے پر میں اپنی بہن کے دروازے پر ایک ایسی عدالت قائم کرنے والا تھا جس میں بڑے عہدے داروں کو سزا پاتے دیکھ کر آئندہ ہر بھائی اپنی بہن کے دروازے پر حیا پور عدالت قائم کرنے کا حوصلہ پیدا کر لے گا۔

میرا ہوسوی عظیم کے آئرن مین راجا منصور علی کو اپنی زندگی سزا دے اور مختصر ہوئی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ٹیلی ویژن پر ہی بلا ہوتی ہے۔ فراد پاکستان میں قدم نہیں رکھے گا پھر بھی موت اس کے لئے اور اس کے غنڈے بیٹن کے لئے لازمی ہو جائے گی۔

اس نے ایک معمولی سی بات پر میرے بہنوئی کو قتل کیا تھا۔ بات یہ تھی کہ وہ میرے بہنوئی کی فیکٹری خریدنا چاہتا تھا۔ اس فیکٹری کی آؤٹسٹڈنگ دھندے کرنا چاہتا تھا۔ میرے بہنوئی نے اسے فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا اسے پارٹنر بنانے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ تب راجا منصور علی نے کہا "میں پہلے شرافت سے کام نکالتا ہوں۔ کام نہ نکلے تو اگلے کا کام تمام کر دیتا ہوں۔ میں تمہیں قتل کروں گا تو تمہارے بعد تمہاری بیٹی اور جوان بیٹے دہشت زدہ رہیں گے۔ باپ کا انجام دیکھنے کے بعد بیٹے یہ فیکٹری میرے حوالے کر دیں گے۔"

یہ کہہ کر اس نے بیچارے کو قتل کر دیا۔ میری بہن اور بیٹن سے کہا "جاؤ۔ میرے خلاف رپورٹ کھوانے کے لئے پولیس والوں کے پاس دھکے کھا رہے۔ جب داد فراد سننے والا کہ نہ ہو تو مجھ لینا، جوان بیٹے بھی اسی طرح قتل کئے جائیں گے۔ سلامتی اسی میں ہے کہ گزارے لائق رقم لے کر وہ فیکٹری میرے نام لکھ دو۔"

اس قتل کے بعد چند بڑے عہدیداروں نے راجا منصور سے کہا "یہ تم نے کیا مصیبت مول لی ہے۔ کیا تم نہیں جانتے تھے کہ وہ فراد

کا بہنوئی تھا؟"

راجا منصور نے حقارت سے پوچھا "کون فراد؟"

"عجب ہے، تم ٹیلی ویژن جیتے جانے والے فراد علی تینور کو نہیں جانتے؟"

"ہاں ٹیلی ویژن جیتے جانے والے فراد کے متعلق سنا ہے، اس کا پورا خاندان پیرس میں آباد ہے لیکن یہ متخل اس کا بہنوئی کیسے تھا۔ کیا اس کی بیوی فراد کی سگی بہن ہے؟"

"ہم پوری تفصیل نہیں جانتے، ٹھوڑی بہت معلومات کے مطابق کہہ رہے ہیں۔ فراد برسوں پہلے اسی کو بھی میں اپنی بہن بہنوئی سے ملاقات کرتے آیا تھا۔ اس کے بعد پھر اس نے پاکستان کا رخ نہیں کیا۔"

راجا منصور نے کہا "اب بھی رخ نہیں کرے گا۔ اگر ایسی مصافحت کرے گا تو اسے بھی پچا پچے گا کہ اس کا ایک خطرناک عظیم کا آئرن مین ہوں۔"

"آج تک دنیا کے کسی آئرن مین نے اس کا کچھ نہیں بگاڑا۔"

"میں پاکستان میں اس کا داخلہ بند کروا دوں گا۔"

"وہ سپاہیوں اور اجازت ناموں کا محتاج نہیں ہے۔ دنیا کے کسی بھی ملک کی سرحدی دیوار اس کا راستہ نہیں روکتی ہے۔"

"میرا عظیم کے جاسوس اسے پیرس ہی میں گولی مار دیں گے۔"

"راجا صاحب، یہ سب بچکانہ باتیں ہیں۔ کوئی اس کے سامنے کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہزاروں ہتھیاروں سے گولیاں چلتی ہیں لیکن کوئی گولی اس کا پچھٹا نہیں جانتی ہے۔"

"تم لوگ ایسے کہہ رہے ہو جیسے وہ کوئی انسان نہیں، نادیہ عذاب ہے۔ میں ابھی سے احتیاطی تدابیر پر عمل شروع کر دیتا ہوں۔"

اس نے عظیم کے گاؤں قار سے رابطہ کیا۔ اسے تمام روادا سنائی گاؤں قار سے بھی کہا کہ "یہ تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔"

"قار میں وہ فیکٹری عظیم کے لئے حاصل کر رہا تھا۔ میں نے آپ کو بتایا تھا کہ فیکٹری پرودی ملک کی سرحد کے قریب ہے۔ وہ پرودی ملک ہمیں بڑی آسانیاں فراہم کر رہا ہے گا۔"

"میں جانتا ہوں، تم عظیم کے لئے زبردست کام کر رہے ہو لیکن تم نے یہ نہیں بتایا تھا کہ فیکٹری کا مالک فراد کا بہنوئی ہے۔"

"میں حیران ہوں کہ گاؤں قار فراد کے نام سے پریشان ہو گیا ہے۔ آخر اس میں ایسی کیا بات ہے؟"

"سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ کسی ایک جگہ پایا نہیں جاتا۔ جس وقت اطلاع ملتی ہے کہ وہ پیرس میں ہے، اسی وقت خبر ملتی ہے کہ وہ نیواک میں ہے، لندن میں ہے اور تل ابیب میں ہے۔ کسی فراد کو گرفتار کرو، اس کی داد تو پتا چلتا ہے، وہ فراد کی

ڈی تھا۔ پھر اس عظیم کی شامت آجاتی ہے جس کا بندہ اس پر ہاتھ ڈالتا ہے۔"

"آپ بھی اتنی بڑی عظیم کے گاؤں قار ہو کر اسے قابو میں نہیں کر سکتے؟"

"میری بات کیا پوچھتے ہو۔ سپاہیوں کھلانے والے عکراں بھی آج تک اسے قابو میں نہ کر سکے۔ ہم نے جان بوجھ کر اس سے ٹکرانے کی ناکامی نہیں کی۔ پیشہ کی کوئی شش رہی کہ اس سے ٹکرانے کا اپنا کام کرتے رہیں کر تم نے مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اب مجھے فراد کے خلاف نیا محاذ کھولنا پڑے گا۔ اس سے کتنا میری مصلحت تھی۔ اس سے کتنا میری عظیم کی شان ہو گی۔ فراد کو یہ بتانا چاہئے کہ ہم کیسے بے انتہا اور بے پناہ قوتوں اور وسیع ذرائع کے مالک ہیں۔"

"واہ گاؤں قار! تم نے دل خوش کر دیا۔"

"تم اس فیکٹری کو حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ میں فراد کو پاکستان میں قدم رکھنے نہیں دوں گا۔"

اس کے بعد ہی گاؤں قار نے حکومت فرانس کو دھمکی دی تھی کہ فراد کو پاکستان جانے کی اجازت دی گئی تو فرانس کے ہر شہر میں دہشت گردی اور تخریبی کارروائیاں شروع ہو جائیں گی۔

میں اور میرے خاندان کے افراد چور راستوں سے کسی ملک میں بھی داخل ہو جاتے تھے لیکن باقاعدہ سفر کرنے کے لئے ہم سب حکومت فرانس کا جاری کردہ سپاہیوں استعمال کرتے تھے۔ فرانس کے حکام نے کہہ دیا کہ فراد اور اس کے خاندان والے یہاں سے جاری کردہ سپاہیوں پر نہیں جائیں گے۔

راجا منصور علی نے پاکستان میں بھی اعلیٰ عہدیداروں کو وارننگ دی تھی کہ فراد سماں قدم رکھے گا تو یہاں کے بڑے بڑے شہروں میں دہشت گردی اور تخریبی کارروائیاں شروع کر دے گا۔

یہ کتنے افسوس کا مقام تھا کہ میرے وطن میں مصافحہ کا حصول ناممکن ہے۔ شاہین میری بہن نہ ہوتی، آپ کی اور آپ سب کی بہن ہوتی تو آپ کیا کرتے؟ تھا نے اور عدالت کی دیواروں سے سر ٹکرانے، اعلیٰ عہدیداروں کو عرضیاں بھیجتے رہتے، بڑے بڑے دارالامراں کے اخباری بیانات تسلیم کر دیتے رہتے کہ قاتل کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے گا جیسی قانون آپ کی نظموں کے لئے بھی ہو اور مجرموں کی حوصلہ افزائی کے لئے بھی تو آپ کیا کریں گے؟

مہر کریں گے۔ پوری قوم مہر کر رہی ہے اور کسی مجرم کا انتظار کر رہی ہے لیکن وہ انتظار نہیں کرتے جو طاقت کے جواب میں اپنی طاقت استعمال کرنا جانتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میرے پاس فرعون سے ٹکرانے کی طاقت ہے۔ ٹیلی ویژن کی طاقت۔ یہ سب کے پاس نہیں ہو سکتی لیکن ایمان اور یقین عظیم کی طاقت سب کے پاس ہو سکتی ہے۔

26

زعمی نہیں دے سکے گا۔

وہ پریشان ہو کر بولا "بیٹے! یہ کیا کر رہے ہو؟ رویہ اور بیچک دو۔"

"سوری" میرا داغ میرے قابو میں نہیں ہے۔ ٹیلی جیتی جانے والے کے قبضے میں ہے۔ یہ جب چاہے، میری انگلی ٹریگر پر دباوے گا اور میں اسے دوک نہیں سکوں گا۔"

پولیس افسر کی بیٹی ٹھیکلے نے بھی اپنی کتلی سے رویہ اور لگاتے ہوئے گنا "تمہاری پوری پولیس فورس، تمہارا اقتدار، تمہاری فزونی طاقت سبھی ہمیں نہیں بچا سکے گی۔ جو بھی دھوکا دے کر اندر آنے کی طاقت کرے گا اسے ہماری لاش ملے گی۔"

پھر سلمان نے صوبائی سیکریٹری کے ذریعے اپنی بکھرے کما۔ دیکھو اور سمجھو۔ یہ ٹیلی جیتی ہے۔ ابھی یہ بلا تمہارے بچوں کے سروں پر پڑ چکی ہے۔ ان کے بعد تمہارے پورے خاندان والوں کے سروں میں پڑے گی۔ موت کو اور خیال خدائی کے عذاب کو کوئی روک سکا ہے اور نہ روک سکے گا۔"

سب نے چونک کر دیکھا۔ صوبائی سیکریٹری بھی ایک رویہ اور ہاتھ میں لئے ہمت کے سرے پر آیا تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں ایک مانگ تھا۔ وہ مانگ کو کٹھ کے قریب لاکر بولا "تم سب دیکھ رہے ہو، ہم تینوں کے ہاتھوں میں اپنی اپنی موت ہے۔"

ٹھیکلے نے اس سے مانگ لے کر کہا "میرے افسر باپ نے راجا افسر علی کو آج شام اجازت دی تھی کہ وہ فریاد علی تھوڑی بھاغی و آغا کر سکتا ہے۔ آغا کی واردات کے وقت اس علاقے میں پولیس نہیں رہے گی۔ یہ ہے ہماری پولیس، معصوم شہریوں کو تحفظ کا یقین دلا کر مجرموں کو واردات کرنے کی سوتیلیں فراہم کر رہی ہے۔"

ٹھیکلے کے افسر باپ نے کہا "بیٹی! تم سرا سرفلا کر رہی ہو۔ تمہارا باپ ایک فرض شناس افسر ہے۔ مجھے خواہ مخواہ بدنام نہ کرو۔"

کوٹھی کے سامنے صرف پولیس کی گاڑیاں نہیں تھیں۔ بے شمار لوگوں کی بھڑکی ہوئی جگمگاتی تھی۔ ان میں راجا افسر علی بھی چھپ کر تماشا دیکھنے آیا تھا۔ میں نے اس پر قبضہ چلایا تو وہ بھڑک کر چلا ہوا، چلا آتا پولیس والوں کی طرف آتے ہوئے بولا "میں راجا افسر علی ہوں۔ دنیا والو! میں سب کے سامنے اعتراف جرم کرتا ہوں۔ میرے جرائم میں یہ پولیس افسر پیشہ شریک رہا ہے۔ میرے باپ راجا منصور علی نے اس افسر کو بیٹی کی شادی کے لئے تمیں لاکھ روپے دئے تھے۔ تب سے یہ افسر دوسری پن کر جرم کرتا آ رہا ہے اور آج شام اسی کے تھانہ سے میں نے فریاد کی بھاغی و آغا کرنا چاہا تھا، وہ آغا نہ ہو سکی۔ خود اس کی بیٹی آغا ہو کر میرا بیٹی بنی ہے۔"

پولیس افسر کے اشارے پر چند سپاہی راجا افسر کو پکڑ کر اس کا منہ بند کرنا چاہتے تھے لیکن میں اسے سپاہیوں سے بچاتا رہا۔ آخر

میرے دونوں بیٹے ٹیلی جیتی نہیں جانتے ہیں لیکن وہ اپنی ذہانت سے جس طرح فرعوں کے بت گراتے ہیں ویسی ذہانت اور حوصلے کے سامنے ٹیلی جیتی صفر ہو جاتی ہے۔ یہاں کے رشوت خور اور مجرموں کی پرورش کرنے والے عہدیداران اور افسران کیا چیز ہیں؟ انہوں نے ٹیلی جیتی کے بغیر سب طاقتوں کی بنیادیں اڑا دی ہیں اور انہیں توبہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جب بھی وہ دونوں پاکستان آئیں گے تو میں ان کے حوصلوں کے سامنے اپنی ٹیلی جیتی کے ساتھ واپس چلا جاؤں گا اور اس دغا کے ساتھ جاؤں گا کہ میری قوم کا ہر فرد فریاد پارس اور علی تھوڑی جانے۔

شاہینہ کی کوٹھی کے سامنے پولیس کی گاڑیاں دور تک کھڑی ہوئی تھیں۔ گاڑیوں کی چھتوں پر بڑی بڑی سرچ لائٹیں روشن تھیں۔ کوٹھی کے آس پاس دور تک کا علاقہ روشنی میں نمایاں تھا۔ بڑے بڑے دار افسران و غیر وہاں آگئے تھے۔

میں نے کھنڈر اور پولیس کے اعلیٰ افسر کے ذریعے وارننگ دی تھی کہ سیکریٹری صاحب کی سلامتی محفوظ ہے تو تمام بڑے عہدیداران میری کمن کے دروازے پر پہنچ جائیں۔

وہیے یہ بات ابھی کسی کو معلوم نہیں تھی کہ پولیس افسر کی بیٹی ٹھیکلے، کھنڈر کا بیٹا عمران اور صوبائی سیکریٹری میری کمن کے کمرے میں ہی قیدی بنا کر رکھے گئے ہیں۔ ان تینوں قیدیوں کے داغوں پر ٹیلی سلطانی اور سلمان قہقہے مارتے ہوئے تھے۔

سلمان نے میری دہانت کے مطابق لاڈلا ہنسنے کے ذریعے کہا۔

"انشائے پیر! میں فریاد علی تھوڑی رہا ہوں۔" کوٹھی کے احاطے کے باہر گری خاموشی چھا گئی۔ سب لوگ کوٹھی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ سلمان نے کہا "میں جانتے پولیس افسران اور دوسرے اعلیٰ عہدیدار ہیں، یہ سب جانتے ہیں کہ میرے بہنوئی کو قتل کیا گیا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ قاتل کون ہے۔ میری اس بات سے سب انکار کریں گے اور قاتل کو چھپانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ لیکن مجھے کسی کے انکار کی پروا نہیں ہے۔"

ذرا توقف کے بعد دوبارہ کہا "میں نے تم لوگوں کو انصاف مانگنے کے لئے نہیں بلایا ہے۔ جب اس ملک میں انصاف ہو گا تو انصاف ضرور مانگوں گا۔ ابھی تو میں نے مطالبہ کیا ہے کہ چار گھنٹوں کے اندر میرے بہنوئی کے قاتل کو گرفتار کیا جائے۔ اس سلسلے کے دیکھنے کو رہے ہیں اور صرف دیکھنے کے لئے ہیں۔"

لیٹی نے پولیس افسر کی بیٹی پر قبضہ کر لیا تھا۔ وہ اسے ہمت کی بلندی پر لے کر آئی۔ سلطانی کھنڈر کے بیٹے کو ہمت کے سرے پر لائی سب لوگ گردنیں اٹھائے انہیں دیکھ رہے تھے۔ افسر نے کہا۔

"بیٹی! تم خیریت سے ہو؟" کھنڈر نے کہا "عمران بیٹے! اگر نہ کرو۔ میں آیا ہوں۔" عمران نے رویہ اور نکال کر اپنی کتلی سے لگاتے ہوئے کہا "فکر تو آپ کریں گے۔ آپ کا اوجھا عہدہ اور رعب اور دبہ بھئی مجھے

اس نے بات پوری کر لی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ پولیس افسر اور راجا افسر علی کو حراست میں رکھا جائے۔

حکم کی تعمیل کی گئی۔ دونوں کو حراست میں لے لیا گیا۔ عمران نے ٹھیکلے سے مانگ لے کر کہا "میرے کھنڈر باپ کو راجا منصور علی کی طرف سے آغا بتاتا ہے کہ اس ہتھے نے میرے بڑے بہنوئی کو امریکا پہنچایا ہے اور اب میں بھی لندن میں اپنی تعلیم کے لئے جانے والا تھا۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ میرے باپ جیسے با اختیار لوگ ہمارے ملک میں کیسی اندیشہ مانی کرتے ہیں اور کس طرح غریب عوام انصاف سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔"

کھنڈر نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے آکر کہا "بیشتر عہدیدار اپنی اولاد کا مستقبل شاندار بنانے کے لئے رشوت لیتے ہیں۔ میں بھی یہ چاہتا تھا کہ میرا سے جتنی دولت حاصل کر سکتا ہوں کروں۔ پھر اپنی اولاد کے ساتھ یورپ یا امریکا میں آباد ہو جاؤں۔ لیکن جو ان بیٹا موت کے منہ میں جا رہا ہو تو میں رشوت کی دولت اور جہنمی عزت لے کر کیا کروں گا۔"

پھر وہ بیٹی کی بیٹی کو رولا "میں فریاد علی تھوڑے سے غائب ہوں، اپنے جرائم کا اعتراف کرتا ہوں۔ اس سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کی جان بخش دے۔ میں اعلان کرتا ہوں کہ راجا منصور علی نے فریاد کے بہنوئی کو قتل کیا ہے اور میرے سامنے قتل کا اعتراف کرتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں قتل کے اس کیس کو سامنے آنے سے پہلے ہی یادوں کو وہ امریکا میں میرے بڑے بیٹے کے اکاؤنٹ میں دس ہزار ڈالر جمع کرادے گا۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور میں نے بھی اس کیس کو چپ چاپ ختم کر دینے میں کوئی

کسر نہیں چھوڑی۔ اس اعتراف کے بعد اب میں مجرم ہوں۔ میرا بیٹا معصوم ہے، اسے چھوڑ دو۔ اس کے ہاتھ سے رویہ اور لے لو۔ میری جان نکلی جا رہی ہے۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ کھنڈر سے تحریری بیان لیا جائے۔ ہمت کے سرے پر کھڑے ہوئے صوبائی سیکریٹری نے کہا۔ "آج میرا خود کو بے بس دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ صرف خدا کی خدا کی پائندہ ہے۔ ہماری زمین کی خدا کی پائندہ ہے۔ ہمارا اقتدار، ہماری طاقت، دولت اور عزت کسی وقت بھی خاک میں مل جاتی ہے۔ میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں بھی راجا منصور علی کے جرائم کا راز دار ہوں۔ اگرچہ فریاد کے بہنوئی کے قتل کا چشم دید گواہ نہیں ہوں لیکن مختلف جرائم کی پردہ پوشی کرتا رہا ہوں اس لئے اسے جرم اور قاتل مانتا ہوں۔ اسے گرفتار کیا جائے۔ فریاد نے اس کی گرفتاری کے لئے جو سلیت دی ہے اس میں صرف چالیس منٹ رہ گئے ہیں۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے غلامی دامن میں دیکھتے ہوئے کہا۔ "میں جرم کا اعتراف کرنے والے فریاد کا ذکر کر رہے ہیں اور ہمت پر کھڑے ہوئے تین افراد ایسی کرتیں کر رہے ہیں جیسے ان کا داغ خود ان کے بس میں نہ ہو، کسی نے جادو فونڈ کیا ہو۔ اگر اسے ٹیلی جیتی کہتے ہیں تو فریاد کہاں ہے؟ اگر میرا ہے تو پتہ مجھے سے منھک کرے۔"

اس نے خاموشی ہو کر جواب کا انتظار کیا، پھر کہا "میں کیسے یقین کروں کہ یہ تینوں ٹیلی جیتی کے ذریعے قیدی بنائے گئے ہیں۔ جبکہ فریاد میرا نہیں ہے۔"

بدنام ترین مجرم چارلس سو بھراج کے جرائم کی مکمل تفصیل

چارلس سو بھراج کی سرگزشت

میں ملاحظہ فرمائیں

اپنے قریبی ایک سال سے طلب فرمائیں یا براہ راست ہم سے حاصل کریں

کتابیات پبلی کیشنز © پوسٹ بکس ۲۳ کراچی ۱

پھر اس نے بلند آواز میں کہا "مسٹر فراد! میں انصاف کروں گا۔ قاتل کو گرفتار کروں گا لیکن تمہارے بیٹوں کے قتل کا یہاں کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے۔ تم کو اپنی اور ثبوت کے بغیر راجا منصور کی گرفتاری کا مطالبہ نہ کرو۔"

سلمان نے صوبائی سیکریٹری کی زبان سے پوچھا "کیا ہم جیسے بڑے بڑے عہدیداروں کی گواہی کافی نہیں ہے جبکہ ہم راجا منصور کے جرائم کے شریک رہے ہیں؟"

"تمہارے جیسے معتبر لوگوں کی گواہی پر راجا منصور کا محاسبہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے خلاف تفتیش ہو سکتی ہے لیکن اتنے بڑے آدمی کو ثبوت کے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔"

راجا افسر سپاہیوں کے درمیان حراست میں تھا۔ وہ چاکر سی حراست سے نکل کر بھاگتا ہوا کونھ کے احاطے میں آیا۔ میں نے لپٹی سے کہا "تم ٹھیکہ کے ریلوے اور کو راجا افسر کے پاس پھینک دو۔" ٹھیکہ نے لپٹی کی مرضی کے مطابق پھت پر سے ریلوے کو پھینکا۔ میں نے راجا افسر سے اسے بچ کر لیا۔ پھر راجا افسر نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کہا "آپ فرماتے ہیں؟ ثبوت اور گواہی کے بغیر گرفتار نہیں کیا جاسکتا۔ اس وقت میرے داغ پیرزاد سوار ہے۔ یہ اس ریلوے کے ذریعے میرے ہاتھ سے مجھے قتل کر رہا ہے۔ میرے قتل کے بعد آپ کس قاتل کو گرفتار کریں گے؟ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ مجھے فراد قاتل کر رہا ہے۔ یہاں کون چشم دید گواہ فراد کو قتل کرتے دیکھ رہا ہے؟"

وہ ریلوے کو اپنی کپٹی سے لگا کر بولا "جناب مجسٹریٹ صاحب! میرے بعد اوپر پھت پر کھڑے ہوئے تین افراد بھی آپ کے سامنے قتل ہوں گے۔ ان کے بعد میرا درو سزا بھائی اور اس کے بعد میرا باپ راجا منصور علی قتل ہوگا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ قاتل فراد ہے، آپ اسے ثبوت اور گواہی کے بغیر گرفتار نہیں کر سکیں گے۔ میرے باپ کو رشوت خور عہدیدار بچاتے ہیں۔ فراد کو لپٹی جی بچاتے گی اور آپ قتل و خون ریزی کا نشانہ بن گئے رہیں گے۔"

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "حفاظت نہ کرو۔ ریلوے پر پھینک دو۔ تمہارا قتل نہیں ہو رہا ہے، تم خود کٹی کر رہے ہو۔"

"جب ایک کے بعد ایک قتل ہوتے رہیں گے تو تم قتل کی کتنی دواؤں کو خود کٹی کا نام دیتے رہو گے؟"

"ٹھیک ہے، ہم اس موضوع پر گفتگو کریں گے۔ پہلے تم ریلوے پر پھینک دو۔"

"ریلوے کی گھر نہ کرو۔ یہ چندہ منٹ کے بعد چلے گا کیونکہ ٹھیک چندہ منٹ کے بعد دس بجیں گے اور ٹھیک دس بجے فراد کی دی ہوئی چار گھنٹوں کی مہلت ختم ہو جائے گی۔"

"مہلت ختم ہونے کے بعد ان بے گناہوں کو قتل کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟"

"فراد کا بیٹوں کی بھی بے گناہ تھا" اسے قتل کرنا کہاں کی دانشمندی تھی۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اعلیٰ عہدیداران سے مشورے کرنے لگا۔ ایک نے کہا "فراد کے پاس راجا منصور کی ہر غلطی کا جواب موجود ہے۔"

دوسرے عہدیدار نے کہا "دس بجنے کے لئے صرف دس منٹ رہ گئے ہیں۔ پہلے کسی بھی طرح مہلت کی مدت بڑھوائی جائے۔ ورنہ یہ قتل کرے گا تو ہم کچھ نہیں کر سکیں گے۔ بے بسی سے دیکھتے رہ جائیں گے۔"

پولیس کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بھئی یہ سب کھوکھلی دھمکیاں ہیں۔ کیا قتل کرنا آسان ہے۔ وہ بھی ہم پولیس والوں کے سامنے؟"

ایک نے کہا "آفسر! معلوم ہوتا ہے آپ ٹیلی فنیسی کے متعلق کچھ نہیں جانتے ہیں۔ بہتر ہے ہم یہ نوٹ خالص نہ کریں، فراد سے تھوڑی مہلت اور مانگ لیں۔"

ایک عہدیدار نے بلند آواز میں کہا "مسٹر فراد! ہمیں تمہارا مطالبہ منظور ہے۔ ہم راجا منصور کو گرفتار کریں گے۔ ہمیں اسے تلاش کرنے کی مہلت دو۔"

"جو مہلت دی گئی تھی، اتنی دیر میں فراد یورپ سے پاکستان پہنچ گیا ہے اور تم ایک ہی شرمش رہنے والے بنام مجرم کو گرفتار نہ کر سکتے۔ فراغت کی ادائیگی کو پس پشت ڈال کر بھانے کرنا اور مجرموں کو پناہ دینا تم لوگوں کو خوب آتا ہے۔ فراد بھی ایسے ہتھکنڈے جانتا ہے۔ وہ خون کے بدلے خون کرے گا۔ اور ایک خون کرے گا۔ تب دوسری بار راجا منصور کو گرفتار کرنے کی مہلت دے گا۔"

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے کہا "راجا افسر ہمارے جواب میں تم نہ بولو۔ فراد کو براہ راست ہم سے باتیں کرنے دو۔"

راجا افسر نے کہا "اب باتیں کرنے کا وقت کہاں رہا۔ گھڑی دیکھو، صرف چار منٹ رہ گئے ہیں، دیکھو میں ابھی تمہارے سامنے بول رہا ہوں۔ اب تین منٹ رہ گئے ہیں۔ اب دو منٹ۔ اس کے بعد یہ بولنے والا بیٹھ کے لئے خاموش ہو جائے گا۔ دیکھو وقت کتنی تیزی سے گزر رہا ہے۔"

پولیس کے اعلیٰ افسر نے سپاہیوں کو حکم دیا "اسے پکڑو، ریلوے پر لے جاؤ۔"

سپاہیوں کے آگے بڑھنے سے پہلے ہی پھت پر سے صوبائی سیکریٹری نے کہا "اسے روکو گے تو ہمارے ریلوے کے گولیاں چلیں گی اور ہماری جانیں جائیں گی۔ کیا ایک کو بچانے کے لئے تین کو مرنے دیکھنا چاہتے ہو؟"

مجسٹریٹ نے سپاہیوں کو کہنے کا حکم دیا۔ اسی وقت مہلت کا آخری سیکنڈ گزر گیا۔ راجا افسر نے فریکو کو دبا دیا۔ پھر تپ کر اچھل کر زمین پر گر پڑا۔ ٹھانہ کی آواز کے بعد گھڑی خاموشی چھا گئی۔ مجسٹریٹ نے والے کو بھی قریب جا کر لاش دیکھنا چاہتے تھے مگر پولیس والے انہیں روکے۔ خودی دیک کر افراتفری مچ رہی تھی۔

سلمان نے اہتیکر کے ذریعے کہا "میرے دوست! معصوم شہروا یہ بتا رہا ہے۔ اب یہ نشانہ دینا دیکھو کہ اندھ مچری میں معصوم عوام کو انصاف کیسے ملتا ہے۔ تمام بڑے دارا افسران دوسرے سے ایک کام کریں گے۔ ابھی ناٹالی کا اعتراف کر کے استغاثہ میں گئے۔ اپنی دروہیاں اتار دیں گے یا پھر اگلے چار گھنٹوں میں راجا منصور علی کو گرفتار کر کے سزائے موت دیں گے۔"

دور تک کھڑے ہوئے لوگ ایک آواز ہو کر کہنے لگے "ناٹالی افسران ہائے رشوت خور افسران ہائے ہائے۔"

سلمان نے سیکریٹری کے ذریعے کہا "اب سے چار گھنٹے یعنی رات کے دو بجے تک مہلت دی جاتی ہے۔ اگر انہوں نے راجا منصور علی کو گرفتار نہ کیا تو اس کا دروہا اپنی جان سے جائے گا۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنے اپنے کھولیں جا کر آرام کریں۔ ٹھیک دو بجے یہاں آکر دیکھیں۔ یہاں راجا منصور مرنے کے لئے آئے گا یا پھر اس کا پٹا۔"

وہ ایک ذرا توقف سے بولا "دوسرے بیٹے کی موت کے بعد قانون کے محافظوں پر اسے اعتماد اٹھ جائے گا۔ فراد ٹیلی فون پر آج صبح چھ بجے خود راجا منصور کو گرفتار کر کے لائے گا اور آپ کے سامنے اسے سزائے موت دے گا۔"

کشتہ کے بیٹے عمران نے سلطان کی مرضی کے مطابق کہا۔ "جب تک قاتل اپنے انجام کو نہیں پہنچے گا ہم تینوں یہاں قیدی بن کر رہیں گے۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ راجا منصور کے مجرم کا انجام کے بعد اس کو بھی کہ کسی فرد کو گرفتار کیا جائے گا۔ فراد کے تمام ٹیلی فنیسی جانتے والے ناٹالی اور فری افسران کی اولادوں اور دوسرے عزیزوں کے داغوں میں جگہ بنا رہے ہیں۔ فراد کی بہن یا اس کے بچوں کو کوئی آنکھ بھی دکھائے گا تو اس کے بچاؤ میں اس کی اولادوں کی آنکھیں نکال لی جائیں گی۔"

سیکریٹری نے کہا "اس کو کونھی کے احاطے میں صرف چار سپاہی آکر راجا افسر کی لاش لے جاسکتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی یہاں قدم نہ رکھے۔ ہم پھت پر سے کونھی کے اندر جا رہے ہیں۔ جانے سے پہلے میں عوام سے کہتا ہوں کہ آج فراد نے جو عدالت بہن کے دروازے پر قائم کی ہے اس کے دروازے آپ کے لئے کھلے رہیں گے۔ نئے انصاف نہیں ملے گا اسے چار گھنٹے کے اندر اس عدالت سے انصاف مل جائے گا۔"

تمام لوگ فراد زندہ باد کے نعے لگاتے لگاتے اعلیٰ عہدیداران ایسے وقت عوام کا سامنا نہیں کر سکتے تھے۔ وہ جلدی جلدی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر جاتے تھے۔ صرف پولیس والے وہ گئے کیونکہ رات کے دو بجے پہنچ چھ بجے وہاں عدالت کھلے والی تھی۔

راجا افسر علی کی موت نے تمام مغرور عہدیداران اور مجرموں کی سرپرستی کرنے والے افسران کو یقین دلایا تھا کہ فراد اپنے بیٹوں کے قتل کے معاملے میں ایک سیکنڈ کی بھی مہلت اور رعایت

نہیں دے گا۔ رات کے دو بجے اور صبح چھ بجے قاتل اور اس کا دروہا اپنی سبکدلی انجام کو حضور پہنچیں گے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا تھا اور تمام عہدیداران سے کہہ دیا تھا "آپ سب کو جب یہ یقین ہو گیا ہے کہ قاتل فراد کے ہاتھوں میں مارا جائے گا تو بہتر ہے خود اس قاتل کو گرفتار کر کے اپنا نام روشن کریں۔"

ایک عہدیدار نے کہا "ہمیں اپنے بچوں کی فکر ہے۔ فراد نے جس طرح ٹھیکہ اور عمران کو قتل کیا ہے اسی طرح ہمارے بچوں کے لئے بھی مصیبت بن جائے گا۔"

پولیس کے اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے بارہ افسروں کو ان کے سپاہیوں کے ساتھ راجا منصور کی تلاش میں روانہ کیا ہے۔" "کچھ بھی کرو، اسے جلد سے جلد گرفتار کرو۔ وہ جتنا بااثر ہے، اتنی ہی ہمارے لئے درد سہا جائے۔ اس ایک شخص کو بچانے کے لئے ہم رشوت خور اور ناٹالی کو مارنا منظور نہیں کریں گے۔"

"آپ لوگوں نے سنا، صوبائی سیکریٹری صاحب ہمارے خلاف اور فراد کی حمایت میں بول رہے ہیں۔"

"وہ ٹیلی فنیسی کے دباؤ میں تھے۔"

"کچھ بھی ہو، ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ فراد اپنی بہن کے دروازے پر عوامی عدالت قائم کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ ہم اسے اختیارات کو غلط طریقے سے استعمال نہیں کریں گے۔ کریں گے تو وہ اسی طرح لوگوں کے سامنے ہماری افسانہ کرے گا۔"

"راجا منصور اپنی حماقت سے ہم پر یہ مصیبت لے آیا ہے۔"

"سنائے فراد سپر باور کے خلاف بہت معروف رہتا ہے اسے اوجھڑنے کی فرصت نہیں ملتی ہے۔ بیٹوں کے قتل نے اسے آٹے پر مجبور کر دیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے، قاتل کو سزائے موت دینے کے بعد وہ چلا جائے گا۔ ہمیں اس سے نجات مل جائے گی۔"

مجسٹریٹ نے پولیس کے اعلیٰ افسر سے کہا "پلیز! آپ راجا منصور کو صبح سے پہلے کسی طرح بھی گرفتار کریں۔ اسے فراد کے حوالے کریں۔"

اعلیٰ افسر انٹریٹر کے ذریعے رابطہ کرنے لگا۔ انٹریٹر کے اہتیکر سے باری باری مختلف افسروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ جن خفیہ اڈوں پر چھاپے مارنے گئے تھے وہاں سے رپورٹ سنارے تھے کہ راجا منصور کسی اڈے میں نہیں ہے اس کے خاص ماتحت کو حراست میں لیا گیا ہے۔ لیکن وہ بھی اپنے پاس کے متعلق کچھ نہیں جانتا ہے۔

دوسرے پولیس افسر نے کہا "میں نے راجا منصور کے بڑے بیٹے راجا اکبر علی کو گرفتار کر لیا ہے۔ وہ فیسبک ماکر کہہ رہا ہے کہ اسے اپنے باپ کی مدد پر کسی اڈے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "راجا اکبر علی سے بولو، ٹھیک دو بجے اس کی

موت ہے۔ اگر باپ گرفتار ہو گا تو فرادے کو زندہ چھوڑ دے گا۔
 ”سزا میں ساری باتیں اسے بتا چکا ہوں۔ یہ کہتا ہے“ اسے
 حراست میں نہ رکھا جائے باپ کو تلاش کرنے کا موقع دیا
 جائے۔“
 ”اسے آزادی سے تلاش کرنے دو۔ تم اس کے ساتھ
 رہو۔“

میں ان کے درمیان تھا۔ ان کی مصروفیت کو سمجھ رہا تھا پھر
 میں راجا اکبر علی کے پاس آیا۔ پولیس انفراس کی بھڑکی کھولنے
 ہوئے کہ رہا تھا ”تم اسے تلاش کرنے کے لئے جہاں بھی جانا
 چاہو میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔“
 وہ سوچنے لگا ”وہ خفیہ پناہ گاہیں ایسی ہیں جن کے بارے میں
 صرف میں جانتا ہوں۔ وہاں پولیس والوں کو کبھی نہیں لے جاسیں
 گا۔“

پھر وہ بولا ”آپ مجھے بتانا چاہتے ہیں۔ ورنہ میں جہاں جاؤں گا
 وہاں ڈھنی کو پہلے سے معلوم ہو جائے گا کہ میں پولیس والوں کے
 ساتھ آ رہا ہوں۔“
 اس کی باتوں کے دوران میں نے دونوں خفیہ پناہ گاہوں کا پتا
 معلوم کر لیا۔ پھر مل کافٹی نیشنل کے ایک کمرے میں حاضر ہو گیا۔
 میں یہاں انتہائی پزیرائی کی حیثیت سے قیام کر رہا تھا میں نے
 ڈائریکٹر کے ذریعے راجا منصور علی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی
 تھی۔ مجھے یقین تھا کہ وہ گاؤں دار کے خاص رفاہ کار انتہائی پزیرائی سے
 ضرور باتیں کرے گا اور اس سے قطعاً مانگے گا لیکن وہ کسی پر محسوس
 نہیں کر رہا تھا میں نے ڈائریکٹر کا کال کا جواب نہیں دیا تھا۔

اگر وہ پولیس انفر راجا اکبر کے ساتھ اس کی خفیہ پناہ گاہوں
 میں جانے کے لئے ہندو رہتا تو کام بڑا جادو۔ وہ کبھی وہاں سے کبھی
 فرار ہو جاتا۔ میں ہوٹل کے کمرے سے باہر آیا۔ وہاں سے کرائے
 کی ایک گاڑی پھر تیزی سے ڈرائیو کرتا ہوا شاید وہ کی طرف چل
 چلا۔ اگرچہ میں برسوں کے بعد آیا تھا لاہور داخلہ گیا ہے کہ پرانا
 لاہور کہیں دکھائی نہیں دیتا لیکن دانا دیار کے پاس سے گزرتے
 ہوئے دی بڑوں پرانے راستے اور مکانات نظر آنے لگے۔ راوی
 کے کنارے پہنچتے ہی ٹیلی جیسی کی اینڈر ایڈ آئی۔ اسی راوی کے
 کنارے میں نے میٹرو ریاضت کی تھی ”خیال خدائی سینے کے تھے
 ہی اہم مرحلوں سے گزرتا رہا تھا۔ اس دنیا نے میرے اندر راہیں
 روانی پیدا کر دی تھی کہ میں آج بھی دنیا کے ایک کمرے سے
 دوسرے کمرے تک دوں دوں رہتا تھا۔ میرے اندر راوی کبھی
 سوکتا نہیں ہے۔ ہر ملہ جو ان اور مجھ پر رہتا ہے۔

میں نے مقبوضہ جاتگیر کے بیوی بچہ کے سامنے کارووک
 دی۔ آگے تیری گلی میں ایک چھوٹا سا پختہ مکان تھا۔ آس پاس
 گلیوں میں سٹا تھا۔ تو میری رات ہو چکی تھی۔ میں نے اس پختہ
 مکان کے بزدل دوازے پر دستک دی۔ راجا اکبر کی سوچ نے بتایا تھا
 کہ تیری گلی میں بزدل رنگ کے دوازے والے مکان میں اس کا

باپ اپنی ایک داشتہ کے پاس مل سکتا ہے۔
 یہ اس کے باپ کا نیا آڈا تھا۔ بیٹے کے سوا کوئی دوسرا نہیں
 جانتا تھا۔ دوسری دستک پر کسی نے اندر سے پوچھا ”کون ہے؟“
 دوازہ کھلوانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ میں پوچھنے والی کے
 پاس مکان کے اندر پہنچ گیا۔ وہ جواب کا انتظار کر رہی تھی۔ میں
 نے پوچھا ”کیا خالد حید صاحب یہاں رہتے ہیں؟“

”نہیں۔ یہاں کوئی خالد حید نہیں رہتا۔“
 ”شکریہ۔ آپ کو زحمت دی معافی چاہتا ہوں۔“
 میں قدموں کی آواز پیدا کرتا ہوا واپس جانے لگا۔ وہ
 دوازے سے کان لگا کر سن رہی تھی۔ اس کی سوچ نے بتا دیا کہ
 راجا منصور اس کے پاس نہیں ہے۔ پچھلے دو دن سے لاپتا ہے۔ اس
 کی کوئی خبر نہیں مل رہی ہے۔

میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا کار میں آکر بیٹھ گیا۔ پھر اس عورت
 کی سوچ میں سوال کیا ”وہ چاہک لاپتا کیوں ہو گیا ہے؟“
 اس کی اپنی سوچ نے کہا ”ہمت بڑا شریف بد معاش ہے۔ کچھ
 پتا نہیں چلتا کہاں مرنا کبھی رہتا ہے۔ میرے لئے تو یہی کافی ہے کہ
 ہر راہ کی دس تاریخ کو مجھے میں بزار دے دیتا ہے۔“
 میں نے اس کی سوچ میں کہا ”آج کی راہ تاریخ ہے، کل دس
 تاریخ گزر گئی۔ وہ دو دن سے نہیں آیا ہے۔ پھر میں بزار کیسے ادا
 ہو گئے۔“

اس کی سوچ نے کہا ”کل شاید وہ لڑے اسٹیشن کا سیکل میں
 آیا تھا۔ اس نے میں بزار دے دیے ہوئے کہا تھا ”راجا صاحب نے یہ
 رقم دی ہے اور تاکید کی ہے کہ کوئی بھی اگر پوچھے تو کہہ دینا ”راجا
 صاحب اور میں آتے ہیں۔“

میں نے اس سیکل میں کام معلوم کیا۔ وہ عورت میں بزار کی
 خوشی میں اس کا نام پوچھا بھول گئی تھی۔ میں نے اس کی یادداشت
 کو کھینچا شروع کیا۔ شاید اس کی کوئی بھولی سونہی ہی بچان ہو۔ آخر
 اسے یاد آیا کہ سیکل میں نے بائیں کلائی میں مت کے کڑے پہنے
 ہوئے تھے۔

میں نے کار اشارت کی۔ پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے
 لڑے اسٹیشن کی طرف جانے لگا۔ ڈرائیو تک کے دوران ایک
 ڈرا راجا اکبر کے داغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ پولیس افسر کے
 ساتھ اسی مکان کی طرف آ رہا تھا جہاں سے میں واپس جا رہا تھا۔
 میں نے میں روڈ کے کنارے کار روک دی۔ دیل کی پٹریوں کو
 پار کرنا ہوا سیکل کین کے پاس آیا۔ پھر بیڑی چڑھتا ہوا اوپر
 کین میں پھنسا۔ وہاں ایک شخص کلائی کے تختے پر ٹیلیفون کے پاس
 سہا تھا۔ آہستہ آہستہ ہی اٹھ کر بولا ”کون ہے؟“

وہ پہلے تو جھج گیا پھر سنبھل کر بولا ”میں کسی راجا کو نہیں
 جانتا۔ آپ مجھ سے پوچھتے کیوں آئے ہیں؟“
 میں نے اسے بت کی طرح سناٹ چھایا۔ اس کی سوچ بتانے
 لگی۔ وہ واقعی کسی راجا منصور کا کام نہیں جانتا تھا۔ برسوں رات کو
 ایک شخص معمولی لباس میں اس سے ملنے آیا تھا۔ اس نے کہا ”ستا
 ہے“ تم جس ریلے کو اور میں رہتے ہو“ اسے کرائے پر دینا چاہتے
 ہو؟“

سیکل میں نے کہا ”میں ایک آدمی سے سو روپے ایڈوانس
 لے چکا ہوں۔ وہ ایک ہفتہ بعد وہاں آکر رہے گا۔“
 اس شخص نے اسے ایک ہزار دے دیے ہوئے کہا ”یہ چنگی ہے۔
 جس سے سو روپے لئے ہیں“ اسے واپس کدو“ کو اور مجھے رہنے
 کے لئے دو۔ میں ہمت ضرورت مند ہوں۔“

سیکل میں نے لالچ میں آکر وہ ریلے کو ارزا سے رہنے کے
 لئے دے دیا۔ وہ ایک کمرے کا مکان تھا۔ راجا منصور علی نے سہا
 ہوگا“ اس جیسے بے اختیار دولت مند آدمی کو ڈھونڈنے کے لئے
 شاید وہ کے ریلے کو اور میں کوئی نہیں آئے گا اور وہ ایک معمولی
 آدمی کی حیثیت سے وہاں چھپا رہا ہے۔
 دوسرے دن دس تاریخ کو اس نے سیکل میں سے کہا ”میرے
 پاس ایک عورت کی امانت ہے کیا تم اسے لے جا کر پھانسی دے؟“

”بے فکر۔ پھانسیوں کا۔“
 اس نے کانٹہ کا ایک بٹنل دیا۔ اسے اپنی داشتہ کے گھر کا پتا
 بتایا۔ اس گھر کو بزر دوازے کے ذریعے پہنچانا آسان تھا۔ اس
 شخص نے تاکید کی تھی کہ وہ کانٹہ کا بٹنل کھول کر نہ دیکھے۔ سیکل
 میں ایماندار تھا۔ امانت میں خیانت کرنا گناہ سمجھتا تھا۔ اس لئے
 اس نے بچہ دیکھے سمجھے بغیر وہ امانت نہ پھانسی۔

اس عورت نے دوسرے کمرے میں جا کر وہ بٹنل کھول کر
 دیکھا ہوگا“ واپس آئی تو بہت خوش تھی۔ اسے چائے یا ٹھنڈا پینے
 کے لئے کہا پھر پوچھا ”راجا صاحب کہاں ہیں؟“
 سیکل میں نے کہا ”میں کسی راجا صاحب کو نہیں جانتا۔ ایک
 شریف آدمی نے یہاں امانت پھانسی لے کر کہا میں نے پھانسی۔“
 اب سیکل میں سوچ رہا تھا کہ اس عورت نے بھی کسی راجا
 صاحب کو پوچھا تھا اور یہ آدمی ابھی میرے کین میں آیا ہے یہ
 بھی راجا کا نام لے رہا ہے اور میرے کرائے دار نے اپنا نام محمود
 بھی بتایا ہے۔

میں سمجھ گیا کہ محمود بھٹی کے پیچھے میرا جرم چھپا ہوا ہے میں
 کین سے بچنے آکر دیل کی پٹریاں پار کرنا ہوا اپنی کار کی پچھلی سیٹ
 پر بیٹھ گیا پھر سیکل میں کو اس کی جگہ سے اٹھا دیا۔ وہ کین سے باہر
 آیا پھر ریلے کو اور کی طرف جانے لگا۔ میں نے اس کے داغ کو
 اس حد تک دیکھ دیا کہ وہ اپنے کو اور کے راستے کو پچھانے ہوئے
 چلے گیا۔ میں راستہ نہیں جانتا تھا۔
 اس نے دوازے پر دستک دی۔ سہا ہوا آدمی کبھی دیل

دوسری دستک پر تواز نہیں دیتا۔ پھر رات کے اس حصے میں تو وہ
 دستک اس کے اندر دھکا کر رہی ہوگی۔ جب وہ سیکل میں روانہ
 پہنچے گا اور کہنے لگا ”بھئی صاحب! دوازہ کھولو۔ ہمت ضروری کام
 ہے۔“

سیکل میں کی آواز سن کر وہ دوازے کے قریب آیا پھر بولا۔
 ”کیا بات ہے؟“ اتنی رات کیوں آئے ہو؟“
 میں نے سیکل میں کو خاموش رہنے دیا۔ اس نے پوچھا۔
 ”جواب دو۔ میری نیند خراب کرنے کیوں آئے ہو؟“

میں نے اس آواز اور لہجے کے ذریعے اس کے داغ میں پہنچنا
 چاہا۔ پتا چلا وہ لہجہ بدل کر دیل جا رہا ہے۔ سیکل میں نے میری مرضی
 کے مطابق دوتے ہوئے کہا ”بھئی صاحب! میرا بچہ ہمت جا رہا ہے۔
 اسے اسپتال لے جانے کے لئے دو سو روپے کی سخت ضرورت
 ہے۔“

وہ جھٹلا کر بولا ”لعنت ہے“ اتنی سی بات کے لئے میری جان
 نکال دی۔ قسم میں سو روپے لانا ہوں۔“
 تو میری دیر کے لئے خاموشی چھائی۔ پہلے اندر آ کر کی تھی پھر
 بلب روشن ہو گئے۔ ذرا انتظار کیا۔ پھر اس کی آواز سنائی دی۔
 وہ کہہ رہا تھا ”دوار کے پاس آؤ اور ہاتھ بٹھا کر رملے لو۔“
 وہ ممکن ہونے کے باوجود روانہ کھولنا نہیں چاہتا تھا۔
 جھوٹے سے آگے کی دوار بہت بچی تھی۔ میں نے سیکل میں کے
 داغ پر پوری طرح قبضہ نہ کیا۔ وہ اچھل کر دوار پر بیٹھ گیا۔ راجا
 منصور علی ایک دم سے گہرا کر دیں پیچھے ہٹا بیٹھے۔ موت دوار پر آتی تھی
 اس نے پوچھا ”ت۔ تم دوار پر کیوں چڑھ گئے ہو؟“

وہ اندر آگے میں کو دیکھا۔ راجا منصور بھاگ کر کمرے کا
 دوازہ بند کرنا چاہتا تھا۔ سیکل میں نے ایک لٹ مار دی۔ دوازہ بند
 ہوتے ہوئے کھل گیا۔ وہ اصحا خاصا صحت مند تھا۔ سیکل میں کو
 مار بہت کرکٹ جانا چاہتا تھا لیکن وہ چار کرائے کے ہاتھ بڑے تو وہ
 چکر آیا۔ سیکل میں اس کی گردن روچ کر روشن بلب کے سامنے
 لے آیا۔ میں نے آنکھوں میں جھانک کر دیکھا تو داغ کا راستہ کھٹا
 چلا گیا۔ پھر میں نے اسے آگے کھینچنے کی طرف پھینکتے ہوئے اس
 کے داغ میں جا کر کہا ”اپنی آواز اور لہجہ چھپاؤ۔ موت ہر حال میں
 اپنے وقت پر آتی ہے۔“

وہ دونوں ہاتھوں سے سر قدام کر بولا ”نہیں“ تم میرے داغ
 میں نہیں ہو۔ میں تین واقع سے تمہیں خواہوں میں دیکھا گیا
 ہوں۔ یہ بھی ایک خواب ہے۔“
 سیکل میں نے کہا ”اپنے منہ پر جو آنا دو۔ پتا چل جائے گا
 سورہ ہو جاگ رہے ہو۔“
 میں نے اپنے ہی ہاتھوں جو آٹھ لہجہ پر مجبور کر دیا۔ منہ پر
 جو تازہ سی تکلف سے بولا ”میں جاگ رہا ہوں۔ مگر یہ غلطی نہیں
 کیا ہے۔ سیکل میں میری پٹائی کر رہا ہے اور فراد داغ میں دیل

رہا ہے میرے خدا ایہ ہے تو اسے جھوٹ بنا دے۔
 میں نے اسے چھوڑ کر تمام اعلیٰ عمدہ ارادہ اور پولیس
 افسران کو باری باری مخاطب کیا۔ آپ کا جو فرض تھا اسے میں نے
 پورا کیا ہے۔ راجا منصور علی کو اس کی قبر سے زندہ نکال لایا ہوں۔
 وہ دو بجے سے پہلے میری بہن کے دروازے پر پہنچے گا۔ آپ حضرات
 تشریف لے آئیں۔
 پھر میں نے سلمان سے کہا۔ "علی اور سلطان کے ساتھ ان
 قیدیوں کو پھر سے سنبھال لو۔ تاکہ کے ذریعے اعلان کو کو قاتل
 گرفتار ہو گیا ہے اور گرفتاری کا سراغ بھی جانوں کے محافظ کے
 سر نہیں ہے۔ اس قاتل کو ایک گھنٹے کے اندر اندر سزا ملے گی۔"
 پھر میں نے شاہین سے کہا۔ "میری بہن! جان فرما! میں تمہارا
 سہاگ تو واپس نہیں لاسکتا۔ قاتل کو لا رہا ہوں۔ تم اس کی جیسی
 موت چاہو گی۔ دیکھی موت اسے ملے گی۔" میں ابھی اسے لا رہا
 ہوں۔
 اس کے بعد میں راجا منصور کے پاس آیا۔ وہ کوادر سے نکل
 گیا تھا اور اب کو جزائروالہ جانے والی سڑک پر بھاگ رہا تھا۔ میں
 نے اسے پکڑ لیا۔ وہ ایسا ڈرنا ہونے لگا۔ دوڑتے دوڑتے
 میری کار کے پاس آیا پھر دروازہ کھول کر اسٹرینگر سیٹ پر بیٹھ گیا۔
 میں نے بچھلی سیٹ سے کہا۔ "شاہین! آگے چلو۔ جیسے موت چلے
 گی۔"
 اس نے گھبرا کر پیچھے دیکھا پھر چونک کر بولا۔ "مسٹر انتونی پاپا!
 تم ہو۔" جیسک گاڑی! میرے ہم سفر ہی رہے وقت میں سارا رین کر
 آئے ہو۔ پاپا! میں نے ایک جگہ پہنچا دو۔ جہاں ٹیلی فونی نہ ہو۔
 "میں ایسی جگہ نہیں پتا چلاں گا گاڑی اشارت کرو۔"
 اس نے گاڑی اشارت کر کے آگے بڑھادی۔ میں انتونی کی
 داڑھی سوچیں جسے سے ہٹا کر کھڑکی سے باہر بیٹھنے لگا۔ وہ ناہور
 سے دور جانے کے لئے گاڑی کو موڑنا چاہتا تھا میں نے اسے مڑنے
 نہیں دیا۔ وہ پریشان ہو کر بولا۔ "میں گاڑی کیسے لے جانا چاہتا ہوں
 ۔۔۔ یہ کسی اور سمت جا رہی ہے۔"
 "جانتے دو۔ یہ تمہاری نجات کے راستے پر جا رہی ہے۔"
 میں نے سسرے ہاتھ والی وگ سرے اتار کر باہر پھینک
 دی۔ دھال سے چرے کا عارضی میک اپ پوچھنے لگا۔ اس نے کئی
 بار ہلٹ کر کچھ کہنا چاہا۔ میں نے اسے پیچھے دیکھنے نہیں دیا۔ وہ تیزی
 سے ڈرائیو کرتا جا رہا تھا اور پریشان ہوا تھا کہ شہر میں کیوں گیا
 ہے۔ پھر گھبر کر راستے پر گھبراہٹ پائی اور بدھ گئی کیونکہ لہری
 راکٹ سے بے شاہین کی کوئی تھی۔
 اس نے کوئی سے کچھ قاتل پر کار روک دی۔ میں بچھلی
 سیٹ سے باہر گیا۔ دروازے کو بند کر دیا۔ وہ ڈرائیو کرتا ہوا آگے
 جانے لگا۔ کوئی کے سامنے دوڑنے والوں کے سر پر نظر آ رہے
 تھے۔ سب لوگ قاتل کا انجام دیکھنے آئے تھے۔
 پولیس والوں نے قاتل کی گاڑی روک دی۔ آگے کسی گاڑی

کے جانے کا راستہ نہیں تھا۔ پولیس نے گھیر ڈال رکھا تھا۔ راجا
 منصور کا سر نکل کر ایک کوئی کے احاطے کی دیوار پر چڑھ گیا۔ پھر
 بلند آواز سے بولا۔ "میں راجا منصور علی ہوں۔ مجھے دیکھو! میں فرار
 کے بہنوئی کا قاتل ہوں اور اپنے جبریتک انجام کا منظر ہمیں
 دکھانے آیا ہوں۔"
 ایک پولیس افسر نے دیوار اور نکل کر کہا۔ "خبردار راجا منصور!
 تم نکلنے پر ہو۔ ہم سے بچ کر نہیں جاسکو گے۔"
 راجا منصور نے کہا۔ "اس چڑی مار کو دیکھو۔ جب قاتل خود
 گرفتار ہونے آیا ہے تو یہ اپنی جھوٹی فرض شناسی دکھانا ہے۔"
 سب لوگ افسر پر ہنسنے لگے۔ راجا منصور نے کہا۔ "لوگو! میں
 مقتول کے دروازے پر جا رہا ہوں۔ اگر کوئی میرا راستہ روکے تو تم
 سب اسے روکنے نہ دو۔ میں پولیس والوں سے بھی کہتا ہوں! ان
 کی کار کو دیکھنا! وہ قاتل کو قتل کر چکا ہے۔ اس نے وہ خاموش
 تماشائی بن کر فریاد کی عوامی عدالت کا فیصلہ نہیں اور مجھے میرے
 انجام کو پہنچنے دیں۔"
 وہ احاطے کی دیوار پر چڑھ ہوا دوسری کوئی کے احاطے کی
 دیوار پر آیا پھر کہنے لگا۔ "دینا والو! ایک پلک کے بڑے بڑے لوگوں
 سے پوچھو کہ میں کتنا بڑا آدمی ہوں۔ میں کبھی حکومت کی کرسی پر
 نہیں بیٹھا لیکن حکمرانوں اور پوزیشن والوں کی ناک میں دم کرنا
 رہتا ہوں۔ دونوں سے مراعات اور زیادہ سے زیادہ اختیارات
 حاصل کرتا ہوں۔ میں یہاں کا بے تاج بادشاہ ہوں۔ یہ جبریت کا
 مقام ہے کہ مجھ جیسا بادشاہ اور بے تاج طاقت رکھنے والا تاجے
 اختیار اور بے بس ہو گیا ہے کہ اپنا کوئی حربہ آزما کر خود کو سزا سے
 نہیں بچا سکا۔ انسان اور اس کی تمام توانائیاں بے اختیار ہیں۔ دیکھتے
 ہی دیکھتے ہمارا ہر غور و خفاک میں مل جاتا ہے۔
 وہ دیوار ہوا شاہین کی کوئی کے احاطے کی دیوار پر آیا پھر بولا۔
 "اس دنیا سے جاتے جاتے یہ بھی اعتراف کر لوں کہ میں یودی
 تنظیم کا کتا ہوں۔ میں نے یودیوں کے مفاد میں بڑے کارنامے
 انجام دیے ہیں۔ میں دولت یودیوں سے حاصل کرتا ہوں، تنک
 پاکستان کا کھانا ہوں اور پاکستانی قوم پر ہجو کتا ہوں اور اسے کاٹتا
 ہوں۔"
 یہ سننے ہی لوگ مشتعل ہو گئے۔ پھر اٹھا اٹھا کر راجا منصور کو
 مارنے لگے۔ یہ قوم بڑے سے بڑا دھوکا برداشت کر سکتی ہے لیکن
 یودیوں کی سازشوں اور ان کے زور خرید کنوں کو ایک پلک کے لئے
 بھی برداشت نہیں کر سکتی۔ پورا ہجوم اس پر ٹوٹ پڑا تھا۔
 یہ ایسی پھونکنی تھی جس پر قابو پانا ممکن نہیں تھا۔ پولیس
 والے اتنے بڑے ہجوم کو کنٹرول نہیں کر سکتے تھے۔ ہم تمام ٹیلی
 فونی جانے والے بھی انہیں مذہبی جوش اور جذبے سے باز نہیں
 رکھ سکتے تھے۔ میں نے شاہین سے کہا۔ "اس ہجوم کو قابو میں کرنا
 ممکن نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے قاتل کو تمہاری مرضی کے مطابق
 سزائے موت نہیں ملے گی۔"

"بھائی جان! اس سے زیادہ جبریتک سزا ہم اور آپ نہیں
 دے سکتے تھے۔ میرے وطن کے لوگ ہمیشہ بے حس اور خوابہ
 نہیں رہے۔ جب بیدار ہوتے ہیں تو دشمنوں کی بوئیاں نوچ لیتے
 ہیں۔"
 واقعی یودیوں کے دلال کی بوئیاں فوجی جاری تھیں۔ وہ تڑپ
 تڑپ کر مر رہا تھا اور موت بھی جلدی نہیں آ رہی تھی۔ چونکہ میں
 اس کے دماغ کو کنٹرول نہیں کر رہا تھا۔ اس نے وہ بھاگ جانے کی
 کوشش میں تھا لیکن جڑاڑوں کو گول کے درمیان سے نکل جانے کا
 کوئی راستہ نہیں رہا تھا۔ لباس کی ایسی درجیاں اڑی تھیں کہ بدن پر
 ایک تار نہیں رہا تھا۔
 اعلیٰ عمدہ اداوں اور پولیس افسروں نے سمجھ لیا تھا کہ یودی
 ایجنٹ کی سرپرستی کی سزا عوام انہیں بھی دیں گے۔ وہ اپنی اپنی
 گاڑیوں میں وہاں سے بھاگ رہے تھے میں نے پھر راجا منصور کے
 پاس آکر دیکھا۔ اس کا دماغ موت کی تاریکی میں گم ہو گیا تھا۔
 کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ مر چکا ہے۔ اسے چھوڑ دو۔ لیکن
 وہاں ایسے بھی تھے جو لاش کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ انہوں
 نے ایک گھر سے کے پیچھے اسے باندھ دیا تھا اور گھر سے کوڑے
 سے مارا تھا۔ وہ ڈیمپشن ڈیمپشن کرتا ہوا بھاگ رہا تھا اور اس
 کے پیچھے لاش گھنٹی جا رہی تھی۔
 خدا ایسے بڑے انجام سے ہم سب کو بچائے۔ راجا منصور کے
 نزدیک اور دور کے رشتے دار اور دوست احباب چھپ کر یہ منظر
 دیکھ رہے ہوں گے۔ وہ منظر عام پر آکر اس کی لاش کو اپنی تحویل
 میں لینے کی جرات نہیں کر رہے ہوں گے شاید شیطان کے رشتے
 دار کی حیثیت سے اس کا مارا اور ڈھل ہوا نہیں چاہتے ہوں گے۔
 میں نے راجا اکبر کے خیالات پر غور کیا تو وہ اس بات پر
 مطمئن تھا کہ باپ گرفتار ہو کر اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ ورنہ فریاد باپ
 کی جگہ بیٹے کو قتل کرنے والا تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ باپ کی لاش
 حاصل کرنے کے لئے عوام کا سامنا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کا
 خیال تھا فریاد نے اسے نظر انداز کر دیا ہے تو اب نظروں میں آنے
 کی حماقت نہیں کیا چاہئے۔
 میں نے کہا۔ "یہ تمہاری خوش فہمی ہے۔ میں دشمنوں کو کبھی
 نظر انداز نہیں کرتا۔"
 وہ ایک دم سے خوف زدہ ہو کر غلام بن گئے گا میں نے کہا۔ "تم
 اسٹوڈنٹ یونین کے لیڈر ہو۔ تمہارے باپ نے جتنے فنڈوں کو
 اسٹوڈنٹ یونین کے لیڈر میں داخلہ دیا تھا ان سب کی فرست تیار
 کرو اور ایک مرضی کے ساتھ اس فرست کو وزیر تعلیم اور مختلف
 عمدہ اداوں کے پاس پہنچاؤ۔ اس مرضی میں یہ لکھو کہ فریاد علی تیور
 نے تاکید کی ہے کہ یونیورسٹی سے اس فریاد یونین کو ختم کیا جائے۔
 طلباء یونین کو یونین میں رہنے والے فنڈوں کو ملکی عدالت میں سزا میں
 دی جائیں اور تمہارے باپ کی کوڑوں کی دولت اور جائداد

حکومت کی تحویل میں دی جائے۔ اگر اس مرضی پر عمل کرنے میں
 ایک دن کی بھی تاخیر ہوگی تو وہ مختلف عمدہ اداوں کا آخری دن
 ہوگا۔"
 راجا اکبر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "میں ابھی جاتا ہوں۔ صبح
 سے پہلے وہ فرست اور وہ مرضی مختلف افراد تک پہنچا دوں گا۔
 وہ وہاں سے بھاگتا ہوا چلا گیا۔ میں نے سویا کی سیکرٹری کے
 پاس آکر کہا۔ "میںاں جو کچھ ہوا" اسے آپ نے دیکھا ہے اور ابھی
 طرح سمجھا ہے کیا مزید سمجھانے کے لئے آپ کے ساتھ اور آپ
 کی اولاد کے ساتھ بھی کسی سلوک کرنا ہوگا؟
 "نہیں! فریاد صاحب! میری آنکھیں مکمل تھکی ہیں۔ آئندہ میں
 کوئی غلط کام نہیں کروں گا۔ نہ کسی کو اپنے سامنے میں غلط کام
 کرنے دوں گا اور رشوت کے لین دین پر ہمیشہ کے لئے نفرت بھیج
 دوں گا۔"
 "میں آپ کو آزاد کرتا ہوں۔ فون کر کے یہاں اپنی گاڑی
 منگوائیں پھر ٹیکس اور عمران کو ان کے والدین کے پاس پہنچاتے
 جائیں۔"
 وہ خوش ہو کر فون کے پاس چلا گیا۔ ٹیکس نے کہا۔ "فریاد
 صاحب! ہم نے آپ کو دیکھا نہیں ہے۔ فرشتوں کے حلق بھی بنا
 ہے دیکھا نہیں ہے۔ ہو سکے تو جی اپنی صورت دکھائیں۔ ساری عمر
 یہ غور رہے گا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے فرشتے کو دیکھا ہے۔"
 میں نے کہا۔ "میرے بچے! تم سب معصوم فرشتے ہو۔ تمہارے
 والدین کا جھوٹا فریاد اور رشوت خوری تمہیں جو ان ہو کر فرشتہ
 نہیں رہنے دیتی۔"
 عمران نے کہا۔ "آپ درست فرماتے ہیں۔ آج سے ہمارے
 والدین اور بزرگ باجائز کمانی کا ایک بیڑہ بھی کھلا میں گئے تو تم
 اس گھر کی روٹی نہیں کھائیں گے۔"
 وہ تینوں وہاں سے چلے گئے۔ میں نے شاہین سے کہا۔ "میں
 آ رہا ہوں مگر تم مجھے پہچان نہیں سکو۔ میری پہچان یہ ہے کہ سفید
 سوٹ میں ہوں، تمہارے سامنے آتے ہی اپنا سر کھانکوں گا اور
 تمہارے دماغ میں بولیں گا۔ لیکن یاد رکھو میری آمد کو راز میں
 رکھنا۔ یہ بات کمرے باہر نہ پہنچے۔ ورنہ دشمن سر آ پہنچیں
 گے۔"
 وہ تعجب سے بولی۔ "دشمن تو جہنم میں چلا گیا۔ کیا ابھی اور کوئی
 رہ گیا ہے؟"
 "میری بہن! تم بہت بھولی ہو۔ میں تمہیں سمجھا نہیں پاؤں گا
 کہ راجا منصور علی کے پیچھے کتنے خطرناک یودی دشمن پیچھے ہوئے
 ہیں۔ آئندہ راجا منصور کی جگہ کوئی دوسرا ایجنٹ ہوگا اور یودی
 تنظیم کے افراد یہ نہیں چاہیں گے کہ میں پاکستان میں رہ کر ان کے
 مفادات کو نقصان پہنچاؤں۔ اس لئے میں تمہاری دیر کے لئے آ رہا
 ہوں پھر یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

میں تھوڑی دیر بعد کو بھی کے اندر گیا۔ شاید وہ کے سامنے آکر سر کو کھپا اور سوچ کے ذریعے کہا "میں ہوں تمہارا بھائی جان۔" وہ دوڑ کر مجھ سے لپٹ گئی پھر عاصی ماما کر دینے لگی۔ یہ وہ ہو جانے والی کو دینے کے لئے لڑکی کی بھڑاس نکالنے کے لئے پاپا بھائی کا سینہ ملتا ہے جس کا دل کھل کر آنسو بھاتی ہے۔ میں نے اسے خوب دھونے دیا۔ اپنے بھائیوں اور بھائیوں کو یاد کیا۔ انہیں صدمہ ضرور تھا لیکن میرے آنے کی خوشی بھی تھی اور یہ اطمینان بھی تھا کہ آئندہ بیکری حاصل کرنے کے لئے کوئی دشمن انہیں قتل کرنے کی دھمکی نہیں دے گا۔ اب وہ دہشت زدہ نہیں رہیں گے۔



میری بداعت کے مطابق پارس نیو یارک سے بیس گیا تھا۔ ہم نے حالات کے پیش نظر پارس کی تیز اور سونا ٹانی کی شخصیات بدل دی تھیں۔ ان کی تواضع اور لہجہ تبدیل کر دیا گیا تھا اور ان کی یادداشت سے کچھ زنگی بھلائی گئی تھی تاکہ دشمن ٹیلی متھی جانے والے ان کے چور خیالات پر دھ کر بھی ان کی اصلیت معلوم نہ کر سکیں۔

ثانی اور علی ابھی شکار کو میں تھے۔ پارس نیو یارک میں تھا تھا۔ اس لئے میں نے اسے بیس بلایا تھا۔ سونا اس سے ملتا چاہتی تھی لیکن اچانک مجھے پاکستان چاہنا اور سونا اٹلی کے شہروں میں غصہ مچا کر یہودی تنظیم والوں کو پھر ایک اچھا سبق سکھانے کے لیے وقت پارس بیس پر پٹا تو سلمان پھر اس پر عمل کر کے اس کی یادداشت واپس لے آیا۔ پھر اس سے کہا "پاکستان میں تمہارے پوپا کو قتل کر دیا گیا۔ تمہارے پیادہاں موجود ہیں۔ جنہیں بھی وہاں جانا چاہئے۔"

"پیادہاں کو نہیں جھڑوئیں گے کیا وہاں اور بھی مسائل ہیں؟"

"ہاں۔ یہودی تنظیم کے لوگ تمہاری پھولی اور بھائی بیٹوں کے خلاف اوجھے جھکڑے استعمال کر سکتے ہیں۔ پھر یہ کہ اس تنظیم کو پاکستان کی زمین سے بیٹھ کے لئے اکھاڑ بیٹھتا ہے۔ اس لئے جنہیں جانا چاہئے۔"

"مما کہاں ہیں؟"

سلمان نے بتایا کہ سونا اٹلی میں یہودی تنظیم کے سربراہ کو لٹکانے لگنے والی ہے۔ پارس نے کہا "میں پہلے ماما کے پاس جاؤں گا پھر یہاں بیٹے پاکستان جائیں گے۔"

وہ نیو یارک سے ایک پاکستانی نہیں زادے حیدر علی کے ہوٹل میں آیا تھا۔ پاسپورٹ اور شناختی کاغذات کے ذریعے بھی ایک پاکستانی مسلمان ثابت ہوا تھا۔ وہ اٹلی کے شہروں میں اپنے لئے ان پورٹ آیا۔ اسے فریگٹ سے آنے والے طیارے میں ایک سیٹ مل گئی۔ اسے حقدار کی طرف سے پیش کیا جانے والا خوب صورت تصادم کتا چاہئے فریگٹ (جڑنی) سے آنے والے طیارے میں سرنگی الپا موجود تھی۔

پہلے تو یہ طے کیا گیا تھا کہ الپا کے لئے اسرائیلی سے خصوصی طیارہ بھیجا جائے گا لیکن یہودی اکارین نے دانشمندی سے سوچا کہ الپا کو جرمنی سے اسرائیلی پہنچانے کا خصوصی انتظام کیا جائے گا تو دشمنوں کو شبہ ہوگا کہ ایک نوجوان لڑکی کی ایسی کیا اہمیت ہے کہ اسے وی آئی پی ٹرینٹ دیا جا رہا ہے؟

اس طرح عید مکمل سکھاتا کہ الپا کو ایک اجنبی لڑکی کے روپ میں اسرائیلی پہنچا جا رہا ہے۔ آخر یہ طے پایا کہ الپا کو بے شمار محافظوں کے درمیان ایک عام مسافر طیارے میں ستر کرنا چاہئے۔ اس کے محافظوں میں چھ نہایت ذہین اور حاضر دماغ افراد ہوں گے۔ چھ خطرناک فائر اور چھ جاسوس کے علاوہ نہایت ہی تیز طراز محرر سیدہ عورتیں ہوں گی جو لوگوں کو ان کی آنکھوں "ان کے چہروں اور ان کی باتوں سے پہچان لیا کرتی ہیں۔"

اس پروگرام کے مطابق الپا کے ساتھ مزید تین عدد سینیٹ طیارے میں بیروں گرائی گئیں۔ براہ راست اسرائیلی جانے والے طیارے میں اتنی زیادہ سینیٹیں نہ مل سکیں۔ بیس "دوم" ایجنٹز انفر سے گزرنے والے طیارے میں سینیٹیں لے کر وہ بیس آئی تھی۔ لیکن وہ طیارے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ایک گھنٹے بعد طیارہ روانہ ہونے والا تھا۔ اس ایک گھنٹے میں اسے یوں لگ رہا تھا جیسے پارس اُسے اس شہر میں چھپ کر دیکھ رہا ہے۔ وہ اسے ہر ممکن طریقے سے نظر انداز کر رہی تھی پھر بھی وہ اس پر چھایا جا رہا تھا۔

دوسرے مسافر سوار ہو رہے تھے۔ سینیٹوں کے درمیان راستے سے مسافر ذہنی سامان اٹھائے رک رک کر گزر رہے تھے کیونکہ اکثر نے ہماری سامان اٹھایا تھا پھر اپنی سیٹ پر بیٹھنے سے پہلے سامان سنبھال کر رکھنے والے دیر کرتے تھے۔ پیچھے والوں کو آگے بڑھنے کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا۔ پارس بھی آگے بڑھنے کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ بائیں طرف کی سیٹ پر بیٹھی ہوئی لڑکی کو دیکھ کر چونک گیا۔

وہ الپا تھی مگر پہلے والی صورت شکل نہیں تھی۔ برین آپریشن کے بعد اسے دوسرا روپ دیا گیا تھا۔ وہ اپنے پاس بیٹھی ہوئی اویز عورت سے باتیں کر رہی تھی۔ اس کی آواز اور لہجہ بھی بدلا ہوا تھا۔ کوئی اسے الپا کی حیثیت سے بھی پہچان نہیں سکتا تھا۔ لیکن ذہنی صحت سے اس پر ان کی ہر شخص کو پہچان لیا جس سے اس کی شناسائی نہ ہو سکی تھی۔ پارس کی اس خاصیت سے مرہا بھی گہرائی تھی۔ لاکھ بیکس بدلنے کے باوجود وہ نہ بھٹا اس کی منک سے اسے پہچان لیا کرتا تھا۔

پارس نے غور سے الپا کو دیکھا۔ دیکھنے میں وہ کسی پولو سے الپا نہیں لگ رہی تھی۔ کسی اور نشانی سے اسے پہچانا جاتا تو غلطی ہو سکتی تھی۔ لیکن ہر انسان کے جسم کی قدرتی بات ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ شکاری کتے ایسی ہی ہوتے ہیں۔ انہوں نے آپریشن کے پہچنے ہیں اور کبھی دھوکا نہیں کھاتے۔ انہوں نے آپریشن کے ذریعے اور پلاننگ سرجری کے ذریعے الپا کو سرسے پاؤں تک بدل

دیا تھا لیکن اس کی قدرتی گوتہ تبدیل نہیں کر سکتے تھے۔ جسے پارس لاکھوں میں پہچان سکتا تھا۔

مسافر آگے بڑھ رہے تھے۔ پارس کو بھی آگے جانا پڑا۔ اس کی سیٹ الپا سے بہت دور تھی۔ وہ سیٹ پر بیٹھ کر سوچنے لگا "میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔ وہ حیدر کوئی اور نہیں الپا ہے اور وہ خائن نہیں ہے۔"

ایک خیال آیا کہ وہ مامک میں کے آدمیوں کے ساتھ ہے۔ پھر خیال آیا "یہ طیارہ اسرائیلی جا رہا ہے۔ کیا وہ اپنے ملک اور اپنی قوم میں واپس جا رہی ہے؟ کیا اس نے مامک میں سے نجات حاصل کر لی ہے یا مامک میں کے کسی شہر پر کسی ملک میں جا رہی ہے؟ ایسے بہت سے سوال تھے جو جواب طلب تھے۔

پھر وہ پاس بیٹھی ہوئی خاتون سے گفتگو کر رہی تھی۔ گفتگو کا انداز بتاتا تھا کہ آپس میں شناسائی ہے۔ وہ خائن نہیں کر رہی ہے۔ اس کے شناساؤں کو اور اس کے موجود حالات کو کچھ بغیر اسے مخاطب کرنا مناسب نہیں تھا۔ پارس نے سوچا "ہو سکتا ہے جو جو کی طرح اس کی بھی کچھ زنگی بھلائی گئی ہو۔ ایسا ہوگا تو وہ مجھے میرے نام سے پہچان نہیں گے گی اور جو تو پہلے ہی بدلا ہوا ہے میں اس کا صوت آشنا بھی نہیں ہوں۔"

طیارے نے اپنے وقت پر روانہ کر۔ شہروں تک بڑھ گئے گا سفر تھا۔ اس بڑھ گئے میں الپا کو آگے جانے سے روکنا تھا خود اس کے تعاقب میں آگے جانا تھا۔ تھوڑی دیر بعد سلمان نے مخاطب کیا۔ کوزروڑاوا کرنے کے بعد کہا "میں نے سسر کو بتادیا ہے کہ تم اس فلائٹ سے آرہے ہو۔ وہ تمہیں رہیو کرنے ان پورٹ آئیں گی۔"

وہ بولا "انکل! میں بڑی سے جیٹی سے انتظار کر رہا تھا۔ یہاں ایک نیا انکشاف ہوا ہے۔ اس طیارے میں الپا موجود ہے۔" وہ بتانے لگا کہ اس نے کس طرح اسے پہچانا ہے۔ ورنہ وہ بالکل بدل گئی ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کے ساتھ کون ہے؟ اور وہ کہاں جا رہی ہے؟

اس مقدمہ کے لئے پارس نے ایک انزوش کو مخاطب کیا۔ اس سے پتے کا پانی طلب کیا۔ وہ مسکرا کر بولی "ابھی لاتی ہوں۔"

سلمان انزوش کو داغ میں پہنچ گیا۔ پارس نے بتایا تھا کہ الپا نے ایک اسکرٹ اور سرخ بلاؤز پہنا ہوا ہے۔ سلمان نے انزوش کو اس کے پاس پہنچایا۔ انزوش نے الپا کے پاس بیٹھی ہوئی خاتون سے مسکرا کر پوچھا "کسی چیز کی ضرورت ہے؟"

سلمان نے اس کے لیے کوٹ کر لیا۔ فوراً ہی اس کے داغ میں جانا مناسب نہیں تھا۔ وہ سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لی تو انہیں خطرے کا احساس ہوا۔ اسی وقت پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے کہا "پلیز ایک ڈبل چیک لے گا؟"

ہوشش حکم کی قیبل کے لئے چلی گئی۔ ڈبل چیک کی فراہم کرنے والا شراب پیتا تھا۔ یوگا کا ماہر نہیں ہو سکتا تھا۔ سلمان بے

کھٹکے اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس کا خیال تھا "پیچھے بیٹھے والا غیر متعلق شخص ہوگا۔ اس کے اندر رہ کر الپا اور خاتون کی باتیں سنیں جائیں گی۔ لیکن پتا چلا کہ وہ اسرائیلی جاسوس ہے۔ الپا کی عمرانی اور خائنیت کرنے والی ٹیم کے ہیں افراد طیارے میں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جاسوس ہے۔"

سلمان نے اس کی سوچ میں کہا "الپا کی خائنیت کے لئے یوگا کے ماہرین کو ضرور موجود رکھنا چاہئے۔"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "مرفحہ خطرناک قاتلوں کا کسما کسما ہے۔ ان میں سے ایک میرے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ دوسرا الپا کی اگلی قطار کی ایک سیٹ پر ہے۔"

سلمان تھوڑی دیر تک اس کے خیالات پر دھار رہا۔ پھر پارس کے پاس آکر بولا "وہ لے ابیب جا رہی ہے۔ مامک میں کو دھوکا دے کر آئی ہے۔ اس طیارے میں اس کے ہیں محافظ ہیں۔ اس کے قریب بیٹھی ہوئی دو عورتیں قاتلہ شناس اور شاطر ہیں۔ سامنے والے کو ہم ذہن میں آنا چاہئے ہیں۔"

پارس نے کہا "بڑی زبردست عمرانی میں لے جا رہے ہیں لیکن اسے جانا نہیں چاہئے۔"

سلمان نے پوچھا "کیا ان سے کھانا چاہئے ہو؟"

"کھانا ضروری نہیں ہے۔ آپ باگٹ اور فلائٹ انجینئر کے داغوں میں جگہ بنائیں۔ شہر دوم چھپنے ہی ان کے ذریعے طیارے میں فنی خرابیاں پیدا کریں۔"

"کیا فرق پڑے گا؟ وہ دوسرے طیارے سے چلی جائے گی۔"

"دوسرے طیاروں میں آسمانی سے سینیٹیں نہیں ملیں گی۔ جتنی در میں ملیں گی اتنی دیر میں مزید انجینئرس اس کے سفر میں پیدا کر دی جائیں گی۔ آپ ماما سے بھی مشورہ کر لیں۔"

اس نے سونا کے پاس آکر الپا کے حلق بتایا۔ وہ بولی۔ "اسرائیلی میں پہلے ہی چار ملی میٹر بیٹھی جانے والے ہیں۔ بے مورکن اور امریکا سے آئے ہوئے مزید تین خیال خواتین کرنے والوں کو برین آپریشن کے ذریعے انہوں نے اپنا دھار بنایا ہے۔ اس تعداد میں اضافہ کرنے کے لئے الپا کو نہیں جانا چاہئے۔ اگر وہ جانے کی تو تمہاری معمول اور ابعدا میں کر دیاں رہے گی۔"

"سسر! وہ اتنے سخت پہرے میں ہے کہ اس پر تو بھی عمل کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ عمل سے پہلے اسے اصراری کنڈو میں جلا کر دیا ہوگا۔ اور اس کا کوئی چانس نہیں ہے۔ اس کا کھانا اور پینے کی ہرج اچھی طرح چیک کی جاتی ہے۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ ہم جنہیں عمل کرنے کا موقع دیں گے تم اس طیارے کو دم سے آگے نہ جانے دو۔"

وہ پھر انزوش کے پاس آیا اور اس کے ذریعے اسے اس کے اصرار کے اندر جگہ بنانے لگا۔ الپا خاتون انتظامات سے مطمئن تھی۔ سیٹ کی پشت سے ٹپک گئے انجینئرس کے مامک میں کے اندر پہنچ ہوئی تھی۔ اب وہ اس کا معمول تھا۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرنا تھا۔ اس کے خیالات بتا رہے تھے کہ جڑنی میں

ڈی الپا کے ساتھ جانے والی ٹیم کے تمام جاسوس اپنے ٹیم لیڈر کے ساتھ رہے گئے ہیں۔ دو جاسوس عوریں ماسک مین سے رابطہ کرتی رہی تھیں۔ تیسری ڈی بھی جانے والی الپا کے ہاتھ سے نکلی گئی تھی۔

پہلے ماسک مین دغوبلی سوچتے رہے کہ ڈی نے دغا کیا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ بعید کل گیا۔ انہوں نے ماسک مین سے کہا کہ اپنی دہلیں کو چپک کرے اور دہلیں الپا سے فرانس کی جانے کہ وہ خیال خوانی کے ذریعے کم ہو جائے والی الپا کا سراغ لگائے۔ لیکن ماسک مین کے پاس دہلی بن کر آنے والی خیال خوانی کر نہ سکی۔

ڈی کو حراست میں لے لیا گیا۔ اس پر تشدد کیا گیا کہ اس نے دھوکا کیوں دیا۔ وہ اس کے توہمی عمل کے مطابق خود کو سرنگی اندر رکھ کر رہی تھی۔ ہزار تشدد کے باوجود خود کو سرنگی اندر رکھ کر رہی تھی۔ تھیں کھادی تھی کہ وہ کسی کو دھوکا نہیں دے رہی ہے۔

اس بے چاری کو مارچ سیل میں پھنسا دیا گیا تھا۔ فوجی افسر اسے مزید آتشیں پتھارے والے تھے۔ وہ آتشیں برداشت کرتے کرتے مر جاتی تو ان کا کچھ نہ جاتا۔ جانے والی الپا تو بلی گئی تھی۔ الپا نے سوچ کے ذریعے فوجی افسر سے کہا ”کھیلی ملی کھیا نوچتی ہے۔ میں تمہارے ہاتھ سے نکل گئی۔ مجھے کبھی واپس حاصل نہیں کر سکو گے اس لئے غصہ اس بے چاری پر اتار رہے ہو۔“

افسر نے کہا ”ہیں دھوکا دے کر جاتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ یہاں ہمیں شہزادی بنا کر رکھا گیا تھا۔ سب نے ہمیں سر پر بٹھایا تھا۔ تم نے ہماری محبت کا صلہ عداوت سے دیا ہے۔“

”انا چور کو قاتل کو ڈانٹنے ایک تو مجھے اسرائیلی سے اغوا کیا، برین آپریشن کے ذریعے میری پچھلی زندگی بھلا دی گئی، مجھے دھوکا دے کر مجھ سے جھوٹی محبت کی جالی رہی۔ اپنے بھائی سے کہہ دو کہ میں اپنی اصلیت جان گئی ہوں۔ میرا نام سرنگی نہیں، الپا ہے اور میں یہودی ہوں اور اب اپنی قوم میں پہنچ گئی ہوں۔“

افسران باتوں کے دوران فون کے ذریعے اعلیٰ حکام اور دوسرے اہم عہدیدان کو بتا رہا تھا کہ الپا خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کر رہی ہے۔

وہ بولی ”اپنے بھائی سے کہہ دو کہ ابھی میں نے کوئی دشمنی نہیں کی ہے۔ صرف غلائی کی دیکھیں تو ڈی ہیں۔ تم لوگ چاہو تو اب بھی مجھے دوست بنائے رکھ کر میری دشمنی سے محفوظ رہ سکتے ہو۔“

”بہت خوب، تم ایک ہی فہرے میں دوستی بھی کر رہی ہو اور دشمنی کے لئے پہنچ رہی۔“

”یہ پہنچ ابھی پورا کر دیں گی۔ اگر دس منٹ کے اندر میری ڈی کو رہا نہ کیا۔“

”تمہیں اس سے یہودی کیوں ہے؟“

”یہ میری آزادی کا ذریعہ بن گئی تھی۔ میں اس کی آزادی کے لئے تم لوگوں کے خلاف کچھ بھی کر سکتی ہوں۔“

اس مارچ سیل میں دوسرے افسران پہنچ رہے تھے۔ ماسک مین بھی آیا تھا۔ وہ ناگوار سے بولا ”میں تمہیں شریک حیات بنانا چاہتا تھا مگر تم نے اپنی جگہ اس میری دہلیں بنا دیا۔ یہ ڈی میرے خلاف تمہاری سازش میں شریک رہی ہے۔“

”ہرگز نہیں۔ یہ بے چاری مصوم ہے، گناہ ہے اس نے مجھے یہاں سے بھاگنے کے سلسلے میں دانش کوئی رول ادا نہیں کیا ہے۔ اب آٹھ منٹ رہ گئے ہیں۔ اگر اسے رہا کر کے آزاد دیا نہیں نہ بھگا گیا تو میں ان تمام اعلیٰ عہدیداران کے دماغوں میں ڈھرنے پیدا کروں گی جو یہ گناہ میرے ہیں۔“

ماسک مین سوچ میں پڑ گیا۔ دوسرے نظروں میں الپا نے اسے سوچتے پر مجبور کیا۔ ”ایک ڈی کے لئے تمام اعلیٰ عہدیداران کو دماغی اذیتوں میں مبتلا کیا جا سکتا ہے۔ سترہ کہ اس ڈی کو رہا کر دیا جائے۔ ہمارے کسی کام کی نہیں ہے۔“

اس نے حکم دیا ”اسے رہا کر دو اور کسی پہلی فلائٹ سے ملک بدر کر دو۔“

الپا نے ڈی کے دماغ میں آکر پوچھا ”تم خوش ہو؟“

وہ بولی ”میں تمہارا احسان نہیں بھولوں گی۔“

”تمہیں یورپ کے کسی ملک میں مجبور ڈیا جائے گا۔ تم چاہو تو میرے ملک میں میرے ساتھ رہ سکتی ہو۔“

”میرے لئے اس سے بڑی خوشی اور نہیں ہو سکتی کہ میری زندگی تمہاری خدمت کرتے ہوئے گزرے۔“

”تم خدمت گار نہیں، میری سیٹی بن کر رہو گی۔ فریگنٹ پیچھے ہی اسرائیلی سفارت خانے جا کر سفر صاحب سے ملاقات کرو۔ وہ تمہیں میرے پاس قیام ایب پھنسا دیں گے۔“

اس نے جرمنی میں اسرائیلی سفیر کے پاس آکر سوچ کے ذریعے کہا ”میری ایک ہم محل لڑکی آپ کے پاس آنے والی ہے۔ اس کا نام سرنگی آندروف ہے۔ آپ اسے بھی قیام ایب پھنسانے کا بندوبست کریں۔ وہ آندروف ہمارے بہت کام آئے گی۔“

وہ دماغی طور پر حیارے میں حاضر ہو گئی۔ وہ دم پہنچ گئی تھی۔ حیارہ دن دس پر اتر رہا تھا۔ سلمان نے آکر پاس سے کہا ”تمہاری ممانے جینز اور شیش جینٹ پٹی ہے۔ کھوڈو ڈیو، دیر سے ملے مگر خوب ملے۔“

پاس نے پوچھا۔ ”الپا کے استقبال کے لئے ان کی یہودی تنظیم کے اہم افراد ضرور ہوں گے۔“

”اس تنظیم کا گاؤڈر بھی آیا ہو اے۔“

”کیا آپ اس کے خیالات براہ رکھ سکتے ہیں؟“

”اس کے پرسنل سیکرٹری کے دماغ میں جگہ مل گئی ہے۔ جب سے پاکستان میں تمہارے پھرا کا قتل ہوا ہے، یہاں کا گاؤڈر محتاط رہتا ہے۔ کسی سے اپنی اصلی آواز اور لہجے میں شکوک نہیں کرتا ہے۔ لیکن اب وہ زیادہ محتاط نہیں ہے۔ اسے چا چل گیا ہے کہ تمہارے پایا پاکستان میں مصروف ہیں۔ یہاں تمہارے پایا نے کوئی خلو نہیں رہا ہے۔ اس لئے وہ الپا کے شایان شان استقبال کے

لئے خود اہرپور تیار ہے۔“
گاؤڈر سخت حلقی انتظامات کے ساتھ وی آئی پی لاناؤنج میں آیا تھا۔ اس کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ سونیا اس کی ناک میں ہے۔ اسے یہ بھی ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا کہ اس کا ایک وفادار انتہائی پابند سونیا کے قابو میں ہے۔ وہ سمجھ رہا تھا، انتہائی پاکستان گیا ہے۔ وہاں پہنچ کر موجودہ حالات پر قابو کر پورٹ ارب سال کرے گا۔

سلمان کو میں اپنے ساتھ مصروف رکھنا چاہتا تھا اس لئے جو جو سونیا کے پاس آئی اور اس سے بڑا حالت حاصل کرتی رہی۔ اس کے بعد وہ پرسنل سیکرٹری کے پاس آگئی اور موقع کا انتظار کرنے لگی۔ گاؤڈر نے جس ویٹر کو کافی کا آؤڈر دیا اس ویٹر کو قابو میں کر لیا۔ سونیا کو بتایا کہ گاؤڈر کے لئے کافی جا رہی ہے۔ سونیا کی ایک انگلی میں بیٹھ مخصوص انگوٹھی رہا کرتی تھی جس میں اعصابی کمزوری کی دوا ہوتی تھی۔ اس نے ڈیٹر کے پاس آکر کافی میں تھوڑی سی دوا ملا دی۔ ویٹر کے دماغ پر جو جو چھائی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ کچھ سمجھ نہ سکا۔ اس نے کافی لے کر گاؤڈر کے سامنے رکھ دی۔

وہ بولیں بھی سانس دینے کا عادی نہیں تھا۔ جو جو اس کے اندر پہنچ سکتی تھی لیکن وہ اپنے اصل لہجے میں نہیں بولتا تھا۔ یہ ایک تھیرک تھی کہ شاید اعصابی کمزوری سے پریشان ہو کر وہ اصلی آواز میں بولنے لگے۔

یہ تھیرک کامیاب ہو گئی۔ وہ کمزوری محسوس کرتے ہی خوفزدہ ہو گیا۔ بے اختیار اپنی آواز اور لہجے میں بولا ”میں خلو محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے فوراً اپنی گاڑی تک لے چلو۔“

جو جو اس کے اندر رہ کر کمزوری کو کم کرتے اور اس میں قوت برداشت پیدا کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے اپنی گاڑی کے پاس پہنچ کر سیکرٹری سے کہا ”تمہیں گاؤڈر اب میں تمہیں ہوں۔ پریشانی کی بات نہیں ہے۔ تم میری کوٹھی میں جاؤ۔ میں مس الپا سے تمہاری باتیں کر دوں گا۔ تمہاری ضرورت نہیں ہے۔“

وہ حکم کا بندہ چلا گیا۔ سونیا گاؤڈر کے پاس آگئی۔ جو جو نے کہا ”گاؤڈر اب تمہاری موت ہے۔ سونیا، اگر زندہ رہنا چاہے ہو تو اسے اپنی پرسنل سیکرٹری کا ہر کو۔ کوئی چلا کر دکھانا چاہو گے تو دوسرے ہی لہجے میں تمہاری سانس رک جائے گی۔“

وہ بے بسی سے سونیا کو دیکھ رہا تھا۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ فرما دو کہ پاکستان میں مصروف رہنے کا تو سونیا موت بن کر آجائے گی۔ سونیا نے پرس میں سے ایک شیشی نکال کر اسے دے دیے ہوئے کہا۔ ”اس میں سے دو گھونٹ پی لو۔ تو تاملی بحال ہو جائے گی۔ ابھی تیار لگ رہے ہو۔“

جو جو نے اسے مجبور کیا تو اس نے شرب کے دو گھونٹ حلق سے اتار لئے۔ انڈسٹنٹ کرنے والے کی آواز اب پتھر سے آ رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا ”فریگنٹ اور میری سے آنے والے دو مسافر جو اپنا سفر جاری رکھنا چاہتے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ حیارے سے اتر کر لاناؤنج میں چلے جائیں۔ یہ حیارہ چند منٹ تکل دھوا جائے گا۔“

پر قابض پرواز نہیں رہا ہے۔ آگے جانے والے مسافروں کے لئے متبادل حیارہ فراہم کیا جائے گا۔ اس زحمت کے لئے ہم مسدودت خواہ ہیں۔“

الپا کو اطلاع دی گئی تھی کہ یہودی تنظیم کا گاؤڈر اس سے ملاقات کے لئے آ رہا ہے لیکن وہ حیارے سے اتر کر نہیں جانا چاہتی تھی۔ یہ انڈسٹنٹ سن کر اسے حیارے سے باہر اتار دیا۔ وہ محافظوں کے درمیان چلتی ہوئی وی آئی پی لاناؤنج میں آئی۔ سونیا کی شخصیت میں ہلاکی کشش تھی۔ الپا نے اسے تعریفی نظروں سے دیکھا۔ پہلے اس کا تعارف گاؤڈر سے کرایا گیا۔ پھر گاؤڈر نے سونیا کا تعارف کرایا۔ ”میری یہ پرسنل سیکرٹری ہے۔“

سونیا نے اپنا نام بتاتے ہوئے الپا سے تعارف کیا۔ یہ اچھا موقع تھا، وہ تعارف کرتے ہوئے اپنی انگوٹھی کے ذریعے دوا بجٹ کر سکتی تھی۔ الپا کو دماغی کمزوری میں مبتلا کر کے جو جو کو اس کے اندر پھنسا سکتی تھی۔ لیکن وہ اچانک کمزوری میں مبتلا ہوئی تو اس کے محافظوں کو خطرے کا علم ہو جاتا۔ وہ الپا کو ہم سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ ناکامی ہوئی تو مار ڈالتے تاکہ وہ ہمارے کام نہ آئے۔ جتنے ملے جتنی جانے والے دشمن کے ذریعے پیدا ہونے تھے، وہ اسی طرح کئے لیوں کی طرح مرتے رہے تھے۔ کبھی دشمنوں کے ہاتھوں سے، کبھی اپنے ہی پیدا کرنے والوں کی خود غرضیوں سے۔ دیکھ جب تک زندہ رہتے تھے، انہیں الپا کی طرح سر پر بٹھایا جاتا تھا۔

وہ سونیا سے تعارف کرتے ہوئے بولی ”تمہاری شخصیت میں عجیب سی کشش ہے۔ مرد حضرات تو دیکھتے ہی دل ہار جاتے ہوں گے۔“

سونیا نے کہا ”میں تو تمہارے سامنے دل ہار گئی ہوں۔ اگر میں مرد ہوتی تو تم سے شادی کی درخواست ضرور کرتی۔“
اس بات پر سب ہنسنے لگے۔ گاؤڈر نے کہا ”چہ نہیں دوسرا حیارہ کب آئے گا۔ چار چار گھنٹے ضرور لگیں گے۔ آپ میرے بچلے میں چل کر آرام کریں۔ میں تنظیم سے متعلق چند اہم باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

وہ اہرپور کی عمارت سے باہر آئے۔ اس کی گھرائی کرنے والے میں افراد تھے۔ وہ سب مختلف گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ الپا اور گاؤڈر کے لئے ایک شاندار گاڑی تھی۔ وہ دونوں پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ الپا نے سونیا سے کہا ”ہلیو، میرے ساتھ بیٹھو۔ تم بہت اچھی لگتی ہو۔“

سونیا اس کے پاس آگئی۔ الپا نے کہا ”میں جہاں جاتی ہوں وہاں ملے جیتی کے سلسلے میں مصروف ہو جاتی ہوں۔ میرا کوئی دوست یا سہیلی نہیں ہے۔ کوئی ایسا صاحب نہیں ہے جس کے ساتھ ملے جیتی کے بغیر وقت گزاردوں۔“

سونیا نے کہا ”میں تمہیں خیال خوانی کے لئے نہیں کھوں گی۔ مجھ سے خوب ادھر ادھر کی باتیں کرو۔“

گاؤڈر نے کہا ”لیکن میں ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں۔“

پاکستان میں ہماری خیریت عظیم کو نقصان پہنچنے والا ہے۔ کو کہ فرماؤ
 کی تمام توجہ آج کل اس ملک پر ہے۔ اگر مجھے بھی ٹیلی ویژن کا
 سہارا مل جائے تو۔۔۔
 الپا نے کہا ”چیز ٹیلی ویژن کی باتیں نہ کریں۔ اسرائیلی حکام
 اور اکابرین سے اس سلسلے میں گفتگو کریں۔ اگر انہوں نے پاکستان
 کے معاملات میں دلچسپی لینے کو کہا تو میں ضرور آپ کے کام آؤں
 گی۔“

سونا نے کہا ”بالکل ٹھیک ہے۔ تم اسی طرح لوگوں کو ٹال دو کرو گی تو تمہیں کوئی خیال خوانی کے لئے نہیں کے گا۔“

”میں تو یہاں صرف نفرت کو کڑی کر رہی ہوں۔ اس کی سرحد سے باہر آکر یہ نیا اور آزاد دنیا مجھے جنت لگتی ہے۔“

اس وقت جو جوہار س کے پاس تھی ہوئی تھی۔ سونا ہارس کے لئے اپنی گاڑی انزپورٹ کے بارنگ۔ ایرا میں چھوڑ کر آئی تھی۔ جوہار کی اڑھائی میں ہارس نے وہ گاڑی حاصل کی تھی اور اسے ڈرائیو کرتا ہوا گاڑی کے پیچھے کی طرف جارہا تھا۔ جوہار نے پوچھا۔ ”تم ہارس آئے۔ مجھے سے ملاقات کہیں نہیں کی؟“

میرا نکل سلمان سے پوچھ لو۔ انہوں نے خوبی عمل کے ذریعے
میری بھیلی زندگی بھلا دی تھی۔ جب میری موجودہ شخصیت کو بحال
کیا گیا تو تم سے ملاقات کا وقت نہیں رہا۔ اس فاصلہ میں نہ آتا تو
اب کا سراغ نہ ملتا۔“

”اب یہاں سے پاکستان جاؤ گے اور میں انتظار کرتی رہوں گی۔“

”مجموعی پاکستان پنچوہاں ملاقات ہو جائے گی۔ ہمارا ایک ساتھ جانا مناسب نہیں ہے۔ پتا نہیں یہاں الپا کے معاملے میں حالات کیا رخ بدلتے والے ہیں۔ یہ تم اتنی دیر سے باقی کر رہی ہو۔ وہاں بسز کو تمہارا ضرورت ہوگی۔“

”کیا مجھے برکا مانا جاتا ہے؟“
”جو جو اکام کے وقت صرف کام کی باتیں سوچے۔ تمہاری ایک لمبی غیر ماضی سے وہاں بازی لٹ جائے گی۔“
”مجھے بات ہے میں جاری ہوں۔ مگر اور کچھ“ اُپا کو ہاتھ بھی لگاؤ گے تو میں اسے مار ڈالوں گی۔“

”بے شک دنیا کی ہر عورت اپنے شوہر کو کمری سے بچاتی ہے
 کی فرض ادا کرنے کے لئے جسیں مہیاں ملا یا گیا ہے۔“
 وہ سونا کے پاس آئی۔ سونا الپا کے ساتھ گاڑی سے اتر کر
 بیٹلے کے اندر جا رہی تھی۔ اس نے جو سے پوچھا۔ ”تم کہاں گئی
 تھیں؟“

پارس کو گاڑی کے حلقے تانے لگی تھی۔“

”تم ڈرامے کا مہم امراختی در لگاؤ کی تو میں نصان بوجہتا رہے گا۔ ابھی میں تمام راستے الپا کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ تم موجود ہوئیں تو میں آسانی سے اس کے بدن میں دو ابلجٹ کر گئی۔ بندہ کار میں کسی کو پتا نہ چلا۔ گاڑی دار ہم سے خوف زدہ ہے۔ وہ کسی سے ذکر نہ کرتا۔ ہمارے یہاں جتنے تک تم الپا کے درام میں رہ کر

البا بطور محسوس کرتے ہی اچھل کر کھڑکی کے پاس آئی پھر اس نے باہر چلا نکال گئی۔ باہر اس کا نزدیک کر رہا تھا۔ گاؤں دار کے بیکریں گاؤں دار کو گریاں کھا رہے تھے یا بائیں بچا کر کہیں بھیجے جا رہے تھے۔ البا کے پاس یہ سمجھنے کا وقت نہیں تھا کہ ان میں سے کون کس کے میزان گاؤں دار کا آدمی ہے اسے تیار ہی میمان اور وعدہ کار نظر آیا کیونکہ اس نے تیزی سے گاڑی لا کر اس کے قریب دوڑی تھی۔

اگلی سیٹ کا دروازہ کھلتے ہی وہ بیٹھ گئی اور دروازے کو بند کر کے سیٹ کے پیچھے ہو گئی کیونکہ فائرنگ جاری تھی۔ گاڑی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جب اندر غلط ہو تو باہر جانا پڑا ہے۔ پاپائے انای دیکھا تھا کہ وہ گاڑی قارہ کے اوپر اسے حفاظتی انتظامات کے باوجود وہاں محفوظ نہیں ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے ہی آدمی ایک کے بعد ایک مر رہے تھے۔ اسے اپنی موت بھی نظر آ رہی تھی۔ اس نے پارس کو دیکھ کر اطمینان کی سانس لی پھر بولی "تم نے بڑی پھرتی اور ہوشیاری دکھائی ہے۔ ذرا بھی دیر کرتے تو میں بھی ماری جاتی۔ تمہارا بہت بہت شکر ہے۔ کہن ہو تم؟"

وہ یوں کہہ چکے ہیں کیا ضرورت ہے میرے خیالات پر کلام۔
وہ اس کے اندر آئی۔ اس نے سانس نہیں دیا۔ ڈیڑھ بار بعد
یہ وہ چکر کھولی "میں یہ نہیں ہو سکتا۔ تمہارا سانس نہیں ہو۔"
"میں نے اسی لئے زبان سے نہیں کہا تھا۔ کہتا تو تمہیں یقین
نہ آتا۔" میرے چور خیالات پر ہنسا چاٹیں۔ بڑی مشکل ہے چور
خیالات پر ڈھکے رکھی میری اصلیت سے انکار کر رہی ہو۔

اس نے پھر داغ میں جانا چاہا۔ پارس نے سانس روک کر اسے کن اکھیں سے مسکرا کر دکھایا۔ وہ بولی "مجھے آنے دو۔"

"پہلے تم انجان تھیں اس لئے آنے کا تھا۔ اب پرانی جان بچان تازہ ہو گئی ہے۔ ایسے میں دشمن بن کر کی تو گئی۔"

اس نے گھور کر اسے دیکھا۔ پھر مڑ کر دوا خانہ کے پاس
دیکھنے لگی۔ پارس نے کہا "تو خیال خوانی کے ذریعے اپنے
بچوں کو بتا رہی ہو کہ کہاں آپ بھئی ہو اور کہاں سے گزر رہی ہو۔"
وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔ غلامیں تک رہی تھیں۔ پارس
نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر انگوٹھی کی خیر سوچی چھو دی۔ وہ

ایک دم سے ٹھہر کر کافی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس کا دل بڑی طرح
 دھڑک رہا تھا اور وہ کمزوری محسوس کر رہی تھی۔ یہ ٹی کا پشٹ سے
 ٹپک لگا کر سر گھبرا کر اس کو دیکھ رہی تھی۔

آہ! یہ وہی ہے جس سے بچائے رکھنے کے لئے باک مین اور
 اس کے کلک والوں نے تمام جڑے استعمال کر لئے، اسرا علی

اکابرین نے حفاظتی انتظامات کی اخترا کر دی۔ اگر ایسے متحکم
انتظامات شیطان سے بچنے کے لئے کیے جاتے تو وہ بچ جاتے۔ مگر یہ
پارس ہے کیا چیز؟ شیطان سے بھی آگے ہے اسے خیر منصوبوں
ظلم کیسے ہوا جائے؟ اسے کیسے مطمئن ہوگا کہ میں ماسکو سے فزاد ہو
کر قتل ملایا رہے میں تل ایسب جاری ہوں؟ نہیں نہیں، یہ لوگ

صرف ٹکلی بیعتی نہیں جانتے کالا باد بھی کرتے ہیں۔
 وہ سوچ رہی تھی اور دعا مانگ رہی تھی۔ ۳۰ خداوندیہو!
 فرما کا خدا اے ہر آنے سے جاتا ہے اس بار تو بھی مجھے پارس
 سے نجات دلا دے تاکہ میں بھی تجھ سے کموں کہ کم یودیوں کا بھی
 خدا ہے اور وہ ہماری منت ہے۔

دوسری طرف ۳۵۰ ڈالر کو بھی خدا یاد رہا تھا۔ اس نے بیٹے کے احوال میں اجازت کے بغیر کوئی قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔ آج سونے نے اس بیٹے کی ایٹ سے ایٹ بجادی تھی۔ جو سیکورٹی گارڈ زلفہ دھنے تھے انہوں نے اپنے ہتھیار پیمیک دیے تھے۔ کیونکہ ان کا ڈاکو پانچ گن گن کے زخم میں تھا۔ وہ پانچ بھاری ہاپا کے ساتھ آنے والے حافظہ تھے لیکن پانچ خیال خوانی کرنے والوں کے کنٹرول میں تھے۔

سونا نے کہا مگھو قادر کو بھی آج گاؤ یاو آ رہا ہے۔ ہمیں گاؤ
اور قادر بننے کا مت غور تھا۔ تم نے حکومت فرانس کو دھمکی دی
تھی کہ فراد کو پاکستان جانے کی اجازت دی گئی تو فرانس کے ہر شہر
میں خنزیر کا سردار یاں کی جاسیں گی۔ چونکہ فراد اپنی جلی کے ساتھ
اس ملک میں رہتا ہے اس لئے وہاں کے حکام کو اور عوام کو تم لوگ
بڑا دانا چاہئے تھے۔“

”میں نے صرف دھمکی دی تھی۔ ہم نے چاہا۔ کسی فریاد سے
 نکلنے کی حماقت نہیں کی۔ مجھے یقین ہے کہ فریاد آستان پہنچ گیا
 ہے۔ اس کے باوجود ہم نے فرانس کے کسی شہر میں تحریکی کارروائی
 نہیں کی ہے۔“

[illegible]

مقرر

(۴۰۰۰۰۰) قیمت ۲۵ —————

پاکستان کے لیے ایک نیا سفر

”تمہیں زندگی ملت دے گی تو تم کوئی کاروائی کرو گے“
”مگر تم کون ہو؟“

”ہم سننے ہی دم نکل جائے گا۔ نہ پوچھو تو بہتر ہے۔ اپنے ساتوں وفاداروں کو یہاں ملا دو اور لائن پر اسرائیلی حکام کو بتا دو کہ اٹلی سے یہودی تنظیم کا تباہہ نکل رہا ہے۔“
وہ صوفے سے اٹھ کر بولی ”میں جاری ہوں۔ باقی معاملات سے میرے خیال خزانہ کرنے والے نمٹ لیں گے۔“
پھر وہ پانچوں گن مین سے بولی ”ان سے فوراً نمٹ کر پارسی کی خبر لو۔ کوئی اسرائیلی حاکم بات کرنا چاہے تو کہہ دینا۔ یہ فرانس کو دھکی دینے کی ایک چھٹی سی سزا ہے۔ ہم اٹلی کے بعد اسرائیل کا رخ کریں گے۔ اس ملک میں جو تباہی پھیلائیے گے وہ ایک ایک بات ہے۔ ہم ان کے دو چار خیال خزانہ کرنے والوں کو بھی لے جائیں گے۔“

وہ چلی گئی۔ آٹھ گھنٹے بعد سلمان نے آکر اسے بتایا کہ گاؤں قادر اپنے ساتوں وفاداروں کے ساتھ جنس میں بیچ بیچ گیا ہے۔ وہ پانچوں گن مین بھی ختم ہو چکے ہیں۔ پارسی الپا کو ایک گیسٹ ہاؤس میں لے گیا ہے۔ اسے قایم میں رکھنے کے لئے ایک خیال خزانہ کرنے والے کی ضرورت تھی اس لئے جو وہاں گئی تھی۔
جو جوتھانے دارین کر آئی تھی۔ پارسی سے پوچھ رہی تھی ”تم الپا کو اپنے ساتھ کیوں لائے ہو؟ اسے تمہارے حوالے کر دو۔“
”تم مجھ پر شبہ کیوں کرتی ہو۔ میری نیت یہی ہوتی تو اٹکل سلمان سے یہ نہ کہتا کہ میری جوجو کو یہاں بھیج دیں۔ تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ تم اس حینہ کے پاس مجھے مسلمان شوہر بنا کر رکھا کرو گے۔“

وہ خوش ہو کر بولی ”یوے تم بہت اچھے ہو۔ کیا میں اسے سکادوں۔ پھر اس پر عمل کروں؟“
”جی کو۔ ورنہ اس کی دماغی توانائی بحال ہوگی تو یہ پھر ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔“

وہ اسے سلاتے گئی۔ الپا نے کوشش کی کہ جاگتی رہے لیکن کمزوری کے باعث سو گئی۔ جوجو نے اس پر عمل کر کے اپنی معمول بنانے کے بعد سب سے پہلے یہ حکم دیا ”اتم اپار سے خوفزدہ رہو کی اور بھی اس کے قریب نہیں جاؤ گی۔ بھی اسے اپنے بدن پر ہاتھ رکھنے بھی نہیں دو گی۔“

وہ حکم دے رہی تھی اور الپا معمول کی حیثیت سے حکم کی تعمیل کا وعدہ کر رہی تھی۔ پھر یہ حکم دیا۔ ”تم خوشی خند کے بعد اس عمل کو بھول جاؤ گی۔ مل ایبب جاؤ گی اور عیشہ میری معمول بن کر رہو گی اور میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔“

اسے ہر پہلو سے اپنا پابند بنا کر اس نے خوشی خند پوری کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ پارسی سے بولی ”وہ چار گھنٹے تک سوئی رہے گی۔ تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔“

”گیسٹ ہاؤس میں دوسرے کمرے خالی نہیں ہیں۔ مجھے دو سرکرائس لے جاؤ۔“

”کسی ہوٹل میں چلے جاؤ۔“
”کیسی باتیں کرتی ہو۔ میں اس سے دور جاؤں گا تو یہ بھاگ جائے گی۔“
”اس کی فکر نہ کرو۔ یہ میری معمول اور تائیدار میں چکی ہے۔ فی الحال تمہارے ملاقات کرنے جاؤ۔ میں ان کا پتا بتاتی ہوں۔“
”مجھے ان کا ہوٹل اور کمر نمبر معلوم ہے۔ میں جا رہا ہوں۔“
وہ وہاں سے چلا گیا۔ یہودیوں نے اکثر ہم سے بات کما لی ہے۔ بار بار بارے والوں کو چیتنا نہ آئے تب بھی اتنا ضرور ہوتا ہے کہ شکست سے بچنے کے لئے کچھ میں آجاتے ہیں۔ اب انہوں نے ہمارے حملوں کا ڈر دیکھ لیا تھا۔ اس بار انہوں نے الپا کے لئے ایک تو ظاہری حفاظتی انتظامات کئے تھے جو ہماری نظروں میں تھے۔ دوسرے درپردہ انتظامات تھے جن پر ان کے ٹیلی ویژن جاننے والے عمل کر رہے تھے۔

جب سوینا نے پرانی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لی تھی تب الپا اس کے دماغ میں نہیں آئی تھی۔ دراصل اسرائیلی ٹیلی ویژن جاننے والا ہے۔ مورگن گاؤں کے دماغ میں وہ کر سوینا اور الپا کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ سوینا کی حقیقت معلوم کرنے آیا تھا۔ جب اس نے سانس روک کر توبہ ہوا کہ وہ دشمن ہو سکتی ہے۔

جے مورگن نے پھر سے گاؤں کے خیالات بڑھتے چلا سوینا اس کی پرسنل سیکرٹری نہیں ہے۔ اس کے بیٹے میں جے مورگن نے جب دیکھا کہ سوینا کے چادروں طرف اپنے ہی گن مین موجود ہیں اور وہ بچ کر نہیں جاسکتے تو جے مورگن نے الپا کے دماغ میں آکر مخصوص کوڈز رازدارانہ کرنے کے بعد اسے سوینا کو دشمن ظاہر کیا۔ اس میں شبہ نہیں کہ جے مورگن نے چار دیواری کے اندر سوینا کو بے بس کر دیا تھا۔ سوینا اپنے حفاظتی انتظامات کے باعث تحریک وہاں سے نکل آئی تھی لیکن اسرائیلی ٹیلی ویژن جاننے والوں کی ٹیم اس بار بڑی محتاط اور چال چل رہی تھی۔

جے مورگن کے ساتھ وہ تین ٹیلی ویژن جاننے والے بھی تھے جنہیں امریکا سے مسمان کے طور پر بلا کر اغوا کیا گیا تھا اور اب جے مورگن کی طرح ان تینوں کا بھی برین واش کر کے کمزوری اور اسرائیلی حکومت کا وقار و اعتبار دیا گیا تھا۔ ان تینوں کے چہرے اور نام بدل دیے گئے تھے۔

ان میں سے ایک کو جرنل پارکن کہا جاتا تھا اور اسے بتایا گیا تھا کہ وہ پہلے اسرائیلی فوج کا جرنل تھا۔ آج کل ٹیلی ویژن فورس میں ہے۔ دوسرے کا نام میری ہو گئی اور تیسرے کا نام دانیال رکھا گیا تھا۔ ایک عرصہ پہلے دانیال نامی ایک یہودی ٹیلی ویژن جاننے والا تھا جو قرام موت مارا گیا تھا۔

بہر حال اسرائیلی کے چار ٹیلی ویژن جاننے والے جے مورگن، جرنل پارکن، میری ہو گئی اور دانیال بڑی مستعدی اور ہوشیاری سے الپا کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہوشیاری یہ تھی کہ وہ خود کو ہم پر ظاہر نہیں کر رہے تھے۔ جب چاہا اپنا کام نکالتے جا رہے تھے۔

ایک بات وہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ ٹیلی ویژن کے میدان میں ہم سے کتنا نہیں جانتے اس لئے وہ ہم سے کرائے بغیر اس وقت بھی الپا کے دماغ میں تھے جب پارسی نے اسے اصراری کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ انہوں نے کوئی جوابی کاروائی نہیں کی۔ اس سے نجات دلانے میں شکست سے کام لینے کی حماقت نہیں کی۔ جوجو اس پر خوشی عمل کرتی رہی تو وہ بڑی خاموشی سے اس لٹل کو کاٹتا رہا ہے۔

انہوں نے جوجو سے یہ سن لیا تھا کہ الپا کو معمول اور تائیدار بنانے کے بعد اسے آزاد کر دیا جائے گا کہ وہ دل ایبب جائے اور وہاں جوجو کی معمول بن کر اس کے کام آتی رہے۔ جب وہ اسے اپنی نیند سونے کے لئے چھوڑ کر گئی تو جے مورگن نے کہا ”مس الپا! ہم تمہیں ابھی یہاں سے لے جائے گا انتظام کر سکتے ہیں لیکن ہمیں جو پہلا سبق پڑھایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فریڈا کی ٹیلی کے کسی کمرہ کو تباہ نہ سمجھا جائے۔ انہوں نے خوشی عمل کے باوجود تمہاری نگرانی کے زبردست انتظامات کئے ہوں گے۔“

الپا نے کہا ”بے شک“ ان کی چابا زبانی وقت گزرنے کے بعد سمجھ میں آئی ہیں۔ میں یہاں سے چھپ کر جانا چاہوں گی پھر پکڑی جاؤں گی۔ سترے زور میرے انتظار کروں۔ یہ خودی مجھے رہا کرنے والے ہیں۔“

”ہم نے بھی یہی سوچا ہے۔ دشمن خوش فہمی میں رہیں گے کہ تم اسرائیلی بیچ کر ان کی آواز کارین کر رہو گی۔ آرام سے سوئی رہو اور انہیں مطمئن کرتی رہو۔ ہم چار گھنٹے سے کچھ پہلے ہی آجائیں گے۔“

وہ چلے گئے۔ الپا کی آنکھیں بند تھیں۔ سونے کی فرصت مل رہی تھی اس لئے وہ سوچتا تھا جی ٹی ٹی کی بڑی بات نہیں تھی۔ دماغ کو دہلیات دیتے ہی نیند آجاتی۔ لیکن پارسی آپ ہی آپ یاد آتا تھا۔ وہ جتنی دیر کارین اس کے پاس بیٹھی رہی یوں لگتا رہا جیسے وہ زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ بہت اچھا ہے۔ بہت زبردست ہے۔ مگر دشمن ہے اور دشمن کو دشمن ہی رہنا چاہئے۔

پتا نہیں وہ کتنی دیر تک سوچتی رہی۔ پھر محسوس ہوا اسے نیند آ رہی ہے۔ اور نیند خوش فہمی آ رہی ہے۔ کوئی ٹیلی ویژن کے ذریعے تھک کر سلا رہا ہے۔ اس نے گہرا کر پوچھا ”کیوں ہے؟“
جواب نہیں ملا۔ کمزوری کے باعث زیادہ دیر جاننے رہنے کی جدوجہد نہ کر سکی۔ تھوڑی دیر میں غافل ہو گئی۔ کوئی اسے ٹرائس میں لاپتہ تھا۔ اس پر عمل کر رہا تھا۔ آخر وہ ٹرائس میں آئی اس نے کہا ”میں تمہارا غافل ہوں۔ یو لوٹم میری کوئی ہو؟“

وہ بولی ”تمہاری معمول ہوں۔“
”کیا تم مجھے جانتی ہو؟“

”میں تمہیں نہیں جانتی۔“
”کیا تم نے پہلے بھی سوچ کی ان لہروں کو سنا ہے؟“

”میں پہلی بار سوچ کے ذریعے تمہارا لہجہ سن رہی ہوں۔“
”آئندہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔ دوسری

سوچوں کی لہروں کو محسوس کرتی رہو گی۔“
اس نے وعدہ کیا کہ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔ حالانکہ پوچھا ”پتے اندر کی بات بتاؤ پارسی کو چاہتی ہو؟“

”میں سخت الجھن میں ہوں اس سے دور بھاگنے کے باوجود میرے پیچھے ہوئے چور ہڈے اس سے ملنا چاہتے ہیں۔“
”میں حکم دیتا ہوں پارسی سے شدید نفرت کرو اور اپنے اندر کے جذلوں کو کچل دو۔“

”میں اپنے اندر کے جذلوں کو کچل دوں گی پارسی سے شدید نفرت کروں گی۔“

”تم بہت جلد مجھ سے ملو گی۔ میری آواز اور میرے لہجے سے متاثر ہو کر مجھ سے محبت کرو گی۔ جب تک مجھ سے شادی نہیں کرو گی میرے لئے یہ جہنم رہا کرو گی۔“

الپا کے لئے معیت ہو گئی تھی۔ وہ ہر جگہ شادی کے لئے زیب کی جاری تھی۔ ماسکوں میں بھی اسی مقصد کے لئے اس پر خوشی عمل کیا گیا تھا۔ اسرائیلی حکام کو بھی یہ فکر لاحق تھی کہ پارسی پھر اسے آزاد لے جائے گا۔ الپا کے وہاں پہنچنے سے پہلے اعلیٰ حکام، اعلیٰ فوجی افسران اور دیگر اکابرین کے درمیان پکڑی پک رہی تھی کہ ان کی قوم کا کوئی شخص اس اہم لڑکی کو متاثر کرے اس کے اندر سے پارسی کو فوج کر بیٹھکے۔ اس سے شادی کر کے اتنے بچے پیدا کرے کہ اس کے اندر سے خلق کا غبار نکل جائے اور وہ متاثر کے مقابلے میں پارسی کی محبت پر نشی زوال دے۔

وہ تو ایسا جگمگا ہوا آج تھی کہ جس کے سر پر آئی ہے ایک عالم کا شیشہ باندھنا۔ اس لئے بڑے بڑے حکام اور دیگر عہدیداران یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ پہلے وہ الپا کا دل جیتنے کی کوشش کریں گے۔ ان میں سے ہر ایک کو یقین تھی کہ الپا ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر دلدار جائے گی۔

اس ٹیلی ویژن جاننے والی حینہ کو جیتنے کے لئے اس کا دل جیتنا ضروری نہیں تھا۔ اس کے دماغ پر قابو پانا ضروری تھا۔ یہ آئینہ صرف دانیال کی کمزوری میں آیا تھا۔ شاید قسمت اس کا ساتھ دے رہی تھی۔ الپا دماغی کمزوری میں مبتلا ہو گئی تھی۔ جے مورگن، جرنل پارکن اور میری ہو گئی نے مکاری سے یہ نہیں سوچا کہ الپا کے دماغ کو اپنے قابو میں کیا جائے۔ وہ سب اسے جوجو کے خوشی عمل سے بھاگ چار گھنٹے بعد آنے کے لئے چلے گئے۔ تو اسے گھٹنے بعد دانیال آکر اپنی چال چل گیا۔

وہ الپا کو اپنی معمول اور تائیدار بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے دماغ کو جیت لینے کا مطلب یہ تھا کہ اس کا دل اور اس کی مرضی بھی جیت چکا ہے اور وہ دل ایبب بیچ کر اپنی مرضی سے اسے اپنا رہا بنانے والی ہے۔

”میں تمہیں نہیں جانتی۔“
”کیا تم نے پہلے بھی سوچ کی ان لہروں کو سنا ہے؟“
”میں پہلی بار سوچ کے ذریعے تمہارا لہجہ سن رہی ہوں۔“
”آئندہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرو گی۔ دوسری

باری نہیں بنے، قبر بھی چڑھانے جاتے ہیں۔

○☆☆○

ملی اور سلطان نے میری ہدایات کے مطابق ثانی اور علی پر عمل کیا تھا اور ان کی شخصیت بدل دی تھی تاکہ وہ امریکا کے جس ایجنٹ جس شہر میں رہیں وہاں کوئی ان پر شبہ نہ کرے۔ دشمن خیال خوافی کرنے والے ان کے دماغوں میں آسکتے تھے جو خیالات پڑھنے سے بھی معلوم ہوتا کہ وہ اپنے پاسپورٹ اور دیگر اہم کاغذات کے مطابق امریکی شہری ہیں۔ علی کا نام جان کارلو تھا اور ثانی کا نام سلوا جاوڑسوفہ دونوں اپنی پچھلی زندگی بھولے ہوئے تھے۔ لہذا ان کے چور خیالات انہیں ثانی اور علی نہیں کہہ سکتے تھے۔

شخصیت کی تبدیلی کے باوجود ان کی تمام غیر معمولی صلاحیتیں بحال تھیں۔ وہ پہلے کی طرح ذہین، حاضر دماغ اور ناقابل شکست فائز تھے۔

سونیا، روسی، ملی اور سلطان اس خیال سے متفق تھیں کہ اب علی اور ثانی کو شادی کر لیتا چاہیے۔ وہ دونوں اس امر معاملے کو غصے سے لے کر رہے تھے لہذا یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ توہمی عمل کے ذریعے یہ ان کے دماغوں میں محسوس کر دیا گیا کہ سلوانا کی زندگی میں جان کارلو آئے گا اور جان کارلو جلد ہی سلوانا کو دیکھنے والا ہے۔ وہ پہلی ملاقات میں ہی ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور جلد سے جلد شادی کر لیں گے۔ محبت اور شادی کے مرحلوں تک پہنچانے کے لئے انہیں حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے قدرتی جذبات کو نہیں دبا سکیں گے اور باقاعدہ میاں بیوی بن کر زندگی گزاریں گے۔ ٹرانسفارمر مشین کی تپائی کے بعد علی تھوڑا شاکا کی طرف گیا تھا۔ ثانی پارس کے ساتھ تیار کر آئی تھی۔ ملی اور سلطان نے توہمی عمل کے بعد آپس میں ملے کیا تھا کہ دوسرے دن سونا غانی کو علی کے قریب شاکا کو پھانسی دے دیں گے۔ لیکن وہ دونوں ہمیشہ بھی شہر بوم میں سونا، لالیا اور پارس کے معاملات میں مصروف رہیں اور کبھی میرے پاس پاکستان میں درشت خور افسران اور دوسرے عہدیداروں کو غائب کرتی رہیں۔ ان مصروفیات کے باعث وہ تین دن تک ثانی اور علی کو ایجنڈہ نہ کر سکیں۔

ویسے بھی اطمینان تھا کہ وہ دونوں نادان بچے نہیں ہیں۔ شخصیت کی تبدیلی کے باوجود غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ وہ اپنے راستے خود بناتے رہیں گے، وہ جہاں سے فرصت پاتے ہی ملی اور ثانی کو ملانا چاہتی تھیں۔ لیکن وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ وہ گزرتا جاتا ہے اور انسان کو غیر متوقع حالات سے گزارنا پڑتا ہے۔

علی عرف جان کارلو، تنگ فرائیڈ کی کنسرکشن سہیلی میں ایک انجینئر تھا۔ تنگ فرائیڈ میرا جاں باز دوست تھا۔ میری دوستی کی خاطر امریکی سکرٹوز کی فیکٹوں میں ٹھکانا دیتا تھا۔ بے شمار جاسوس اس آگ میں لگے رہے تھے کہ وہ کن ذرائع یا ایجنٹوں سے میری مدد کرتا ہے اور میرے بیٹوں کو اس ملک میں پناہ دیتا ہے لیکن ہمارا

طریقہ کار ایسا ہوتا تھا کہ کوئی جاسوس آج تک اس کے خلاف کوئی ثبوت حاصل نہیں کر پایا تھا۔

فی الوقت امریکی حکومت میں چار خیال خوافی کرنے والے تھے۔ ایک کا نام پاسکوٹ، دوسرے کا نام جان لیوڈا، تیسرے کا نام فریزر تھا۔ اسے میرا ہم شکل بنایا گیا تھا۔ چوتھی خیال خوافی کرنے والی ایک لڑکی رانما جان تھی۔

یہ تمام خیال خوافی کرنے والے مختلف شہروں کے سراغ رسالوں سے رابطہ کرتے تھے۔ وہ سراغ رسالوں سے مشکوک سمجھے جاتے تھے، وہ چاروں ایسے مشکوک افراد کے چور خیالات پڑھتے تھے۔ اب تک ان کے متوقع دشمنوں میں سے کوئی گرفتار نہیں ہوا تھا۔

رانما جان کو تنگ فرائیڈ کے تمام ملازمین کا حامیہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا۔ ملازم ہزاروں کی تعداد میں تھے اور ان کی شہروں میں اپنی ذہنی انجام دیتے تھے۔ رانما شاکا کو میں کام کرنے والوں کے چور خیالات پڑھنے آتی تھی۔ اسے ہولی میں لے بھجا تھا۔ اسے امید تھی کہ مشین کو پتا نہ کرنے والے تنگ فرائیڈ کی پناہ میں ہوں گے جو اس کے صمان یا ملازمین کے روپ میں چھپ کر رہ سکتے ہیں۔

تنگ فرائیڈ کے برٹس سے تعلق رکھنے والے جو صمان شاکا آئے تھے، سرخسراٹوں نے پہلے ان سے ملاقات کی۔ ان سرخسراٹوں کے ذریعہ رانما صمانوں کے خیالات پڑھتی رہی۔ وہ سب امریکی برٹس میں تھے اور کاروبار کے سلسلے میں مختلف شہروں سے آئے تھے۔

شاکا ایٹم میں ایک میں حزلہ عمارت تعمیر ہو رہی تھی، رانما آؤنگ کے ارادے سے وہاں گئی۔ مزدوروں، کارکنوں اور انجینئروں سے باتیں کرتی رہی۔ پتا چلا جان کارلو ثانی ایک انجینئر تھے۔ وہیں حزلہ پر ہے۔ ایک عارضی لفٹ کے ذریعے اوپر پہنچا سکتا تھا۔ عارضی لفٹ سے اسے ڈر لگتا تھا۔ دوسرے پوری امریکی قوم تیرہ کے ہندے کو محسوس سمجھتی ہے۔ رانما بھی یہی سمجھتی تھی۔ اس لئے تیرہوں کی طور پر جانا نہیں چاہتی تھی۔

اس نے پروازر سے کہا کہ ۳۰ صاحب کو نیچے بلاؤں میں کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔

پروازر نے کہا، "موری مس! صاحب اصولوں کے تحت پابند ہیں۔ ڈیوٹی کے وقت کسی سے ملاقات نہیں کرتے ہیں۔"

"کیا اوپر انٹرکام نہیں ہے؟"

"جی ہاں انٹرکام سے بات ہو سکتی ہے۔"

اس نے انٹرکام کا ریموٹر اٹھا کر تیرہوں حزلہ سے رابطہ کیا،

پھر کہا، "مسٹر کارلو سے کہو، ایک صاحب بات کرنا چاہتی ہیں۔ ہاں،

ہاں کیا؟ کیا کہہ رہے ہو؟ کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے!"

وہ تھوڑی دیر تک انٹرکام پر چلتا رہا پھر ریموٹر رکھ کر بولا،

"موری! اوپر پوری چیزیں اڈر ڈول ٹینٹیں بدل دی ہیں ان کے شور میں کچھ سنائی نہیں دے رہا ہے۔"

رانما نے پروازر کے دماغ میں یہ کرنا تھا۔ واقعی وہاں بہت

زیادہ شور تھا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کی کوئی بات پہلے نہیں پڑی تھی، پروازر نے کہا، "مس! آپ اوپر مل جائیں۔"

"میں تیرہوں حزلہ پر نہیں جاؤں گی۔"

"آپ بارہویں چلیں اور وہاں مسٹر کارلو کو بلا لیں۔"

یہ طریقہ مناسب تھا۔ وہ خود کی غمت سے محفوظ رہ سکتی تھی۔ پروازر نے اسے ایک ڈیڑے غماخت میں چڑھا دیا۔ وہاں دو

لشیں تھیں۔ ایک اوپر جاتی تھی۔ دوسری نیچے آتی تھی۔ رانما

بارہویں حزلہ پر پہنچی۔ وہاں مزدوروں کے انچارج سے بات کی۔

پہلے اس کے خیالات پڑھے۔ پھر مطمئن ہو کر پولی "مسٹر جان کارلو کہاں ہیں؟"

"وہ تیرہویں حزلہ پر تھے۔ ہمارے پاس آئے تھے پھر ضروری کام سے لفٹ کے ذریعے نیچے گئے ہیں۔"

"میں اوپر لے آئی ہوں، وہ نیچے گئے ہیں۔ کیا مصیبت ہے؟"

"لفٹ موجود ہے۔ آپ نیچے جائیں، ملاقات ہو جائے گی۔"

وہ نیچے جانے والی لفٹ میں آئی۔ اتنی دیر میں شہید ہوا گیا کہ

وہ لے لے کر آ رہا ہے۔ شاید اسے اوپر آتے دیکھ کر نیچے بھاگ گیا ہے۔

وہ لفٹ کے ذریعے نیچے آئی۔ پھر پروازر کی ملٹی کھر چھتری کے نیچے آکر پولی "کہاں ہیں مسٹر کارلو؟"

"میں اوپر نہیں۔ وہ نیچے آگئے۔ پھر ایک ضروری نقشہ لے کر

ابھی اوپر گئے ہیں۔"

وہ میز پر ٹھونسا مار کر پولی "یہ کیا مذاق ہے۔ میں اوپر جاتی ہوں"

وہ نیچے آتا ہے۔ میں نیچے آتی ہوں، وہ اوپر جاتا ہے۔ وہ کون ہے؟

مجھ سے منہ کیوں چھپاتا ہے؟"

اسے اپنے پیچھے آواز سنائی دی "کیا بات ہے؟"

آواز میں ایسی مراء تھی کہ دل کو کھتی تھی۔ رانما نے محسوس

کر پیچھے کھڑے ہوئے علی کو دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے ہاؤس کے نیچے

آگئی ہے۔ وہ آگے بڑھ کر پروازر سے کہہ رہا تھا، "آنکھیں کھول کر

کام کرو۔ تم نے دوسرا نقشہ دے دیا تھا۔ مجھے پھر اوپر سے نیچے آنا

پڑا۔ سائی دی دے، میں اس قدر کیوں چلی رہی ہیں؟"

وہ نقشہ بدل کر دیتے ہوئے بولا، "سرایا آپ کو تلاش کر رہی

ہیں۔"

علی نے اسے دیکھ کر کہا، "میرا خیال ہے، میں جہیں نہیں جاتا

ہوں۔ اگر جان بچان کرنے آئی ہو تو اپنے بلاؤں کی ڈپ لگاؤ۔"

وہ اس کے چور خیالات پڑھتا چاہتی تھی۔ پڑھتا بھول کر

دونوں ہاتھ پیچھے لے گئی۔ ڈپ ابھی طرح لگی ہوئی تھی۔ وہ

جھپٹا کر پولی "میں مجھے اگلا ہوا ہے؟"

"میں نہیں جانتی، کوئی کہے گا تو کان لے گیا تو تم کو کے

"۳۰ کا مطلب ہے، میری تلاش ختم ہو گئی ہے۔ شہر ہے، مجھے

ہمت سے کام کرنے ہیں۔"

وہ جانے لگا۔ رانما اس کے دماغ میں گئی۔ لیکن خیالات پڑھنے

سے پہلے ہی وہ جانے لگا۔ پلٹ کر بولا، "میں اس بات کا احساس

نہیں ہے کہ مجھے میں بولتے وقت تمہارے ہونٹوں کے زاویے

بدلتے ہیں جس کی وجہ سے ہونٹوں کی سرخی پھیل جاتی ہے۔"

وہ پھر پلٹ کر جانے لگا۔ حسین لڑکیاں اپنے چہروں پر ذرا سا

بھی نقص برداشت نہیں کر سکتیں۔ میک اپ میں ذرا سی گڑبڑ ہو تو

آئینہ دیکھ کر اسے فوراً درست کرتی ہیں۔ رانما نے فوراً ہی پرس

میں سے بے لپی آئینہ نکال کر دیکھا۔ سرخی نہیں پھیلی تھی۔ لیوں کی

لالی بڑی دلکش تھی۔ اس نے مجھ سے دور جانے ہوئے علی کو دیکھا

پھر دوڑتی ہوئی اس کی طرف جانے لگی۔

وہ لفٹ کے اندر جا کر کھڑا ہوا تو وہ بھی اندر آگئی، اس کے

سامنے تن کر پولی "میں تم سے سمجھ لوں گی۔ اگر میں نے تمہیں۔"

وہ بات پوری نہ کر سکی۔ لفٹ مجھ سے اوپر جانے لگی تو اپنا

توازن قائم نہ رکھ سکی۔ علی پر آکر گر پڑا۔ بولا، "کیا تم ہی طرح

مجھنے کا دعویٰ کر رہی ہو؟"

اس نے فوراً ہی الگ ہو کر ایک راڈ کو پکڑ لیا۔ راڈ پر لگا ہوا

رنگ ابھی کا تھا۔ اس نے علی سے الگ رہنے کی دھم میں دھمکی کی

طرف دھیان نہیں دیا۔ اوپری حزلہ سے تھوڑی تھوڑی سی مٹی

گری تھی۔ علی نے ایک ہاتھ سے اپنے چہرے کو صاف کیا۔ اس

نے بھی مٹی صاف کرنے کے لئے ہاتھ پھیرا تو ہاتھ میں لگا ہوا رنگ

چہرے پر جگہ جگہ لگا گیا۔

علی نے اوپر پہنچ کر کہا، "تمہاری جیسی بدحواس لڑکی کو آئینہ

دیکھتے رہنا چاہئے۔ کارٹون لگ رہی ہو۔"

"۳۰ میں تمہاری باتوں میں آکر آئینہ نہیں دیکھوں گی۔ تم خود

کو سمجھتے کیا ہو؟"

"مجھ سے نہ پوچھو۔ میری بات کا جواب دو۔ کس رشتے سے

لڑنے کے لئے تیرہویں حزلہ پر آئی ہو؟"

"کیا؟" وہ چیخ کر پولی "یہ تیرہویں حزلہ ہے۔ میں میں

تیرہویں حزلہ پر نہیں آؤں گی۔"

"جواب نہیں ہے۔ آپکی ہو اور کتنی ہو نہیں آؤں گی۔"

خجندہ لگتے ہو۔ پھر مجھے دیکھ کر کیوں مسکرا رہے تھے؟
وہ بولا "تم میری بیٹی نہیں ہو۔ پلیز آئینہ دیکھو۔"

رانا نے کن انھیں سے علی کو دیکھا۔ وہ مزدوروں کو نقشہ دکھا کر کچھ ہدایات دے رہا تھا۔ موبع قیمت جان کر اس نے فوراً ہی پرس سے بے لپی آئینہ نکال کر اپنی صورت دیکھی تو چیخ پڑی۔
علی نے پلٹ کر پوچھا "اب کیا ہوا؟"

وہ گھونسا دکھا کر دانت کچکاتے ہوئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے بولی "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ تم میرے پیچھے بڑھو گے۔"

وہ ہاتھ دھرتی تو علی کے لباس پر بھی رنگ لگ جاتا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو پیکر کر پوچھا "تمہیں پاگل خانے سے کس انتہی ڈانکرنے پھرتی ہو؟"

وہ اپنے ہاتھوں کو چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے چیخ کر بولی۔
"میں پاگل نہیں ہوں۔"

"کیا یہ پاگل ہیں نہیں ہے کہ مجھے تلاش کرتی ہوئی آئی ہو اور مجھے ہی الزام دے رہی ہو کہ تمہارے پیچھے پڑ گیا ہوں۔"
انچارج نے پوچھا "میں کون ہوں؟ اور یہاں کیوں آئی ہو؟"
اس سوال پر وہ چیخا "آیا کہ جان کارلو کے خیالات پڑھنے آئی تھی لیکن کارلو سے معمولی باتوں سے یوں اُلٹا ہوا تھا کہ وہ اپنے آنے کا مقصد بھول گئی تھی۔"

لیبر انچارج نے اسے کیڑو سین آئل اور کپڑا لگا کر دیکھا کہ وہ چہرے سے رنگ چھڑا لے۔ آئینہ دیکھ کر روئے لگی۔ اسے حسین چہرے کی اسٹلٹ ہوئی تھی، پھر وہ منگ میک اپ اور قیمتی پیرفم استعمال کرتی تھی۔ کیڑو سین تیل کی بو سے انکا آبی تھی۔ اسے یہ سب برداشت کرنا پڑا تھا۔ جان کارلو نے اسے بہت تنگ کیا تھا۔ مگر جب بات تھی کہ اس پر غصہ نہیں آتا تھا، اس کے باوجود غصہ دکھانا اچھا لگ رہا تھا۔ بعض لڑکیاں تنگ کرنے والے جوانوں کو پسند کرتی ہیں۔ وہ سوچ میں پڑ گئی "کیا میں اسے پسند کرنے لگی ہوں؟"

پھر اس نے چوک کر سوچا "مجھے کیا ہو گیا ہے۔ میں اس کے خیالات پڑھنا چاہتی ہوں۔ پھر دوسری طرف بھٹک جاتی ہوں۔ نہیں اب میں کچھ نہیں سوچوں گی۔ اس کے خیالات پڑھوں گی۔"

پھر وہ آئینہ دیکھتے دیکھتے علی کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات بتانے لگے کہ وہ آب و ہوا کے نام سے اس کی ہے۔ اس نے کیلیفورنیا انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ سے ڈیپلما حاصل کیا ہے۔ پچھلے دو برس سے گف فرمائز کے خلف پروڈیکٹ میں انجینئر کی حیثیت سے کام کرتا آ رہا ہے۔ پچھلے دو دن سے موجودہ پروڈیکٹ میں اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔

رانا نے اس کے نشے والوں کے بارے میں پوچھا۔ اس کے خیالات نے کہا "میرے می اور ڈیڑی اٹلانٹس ہیں۔ ایک بڑا

بھائی اسرا نکل میں ہے۔"

اس کی سوچ نے می کے طور پر چلی کاچا تیار شدہ اٹلانٹس ڈی شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ اسرا نکل میں رہنے والے بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کاچا بھائی کے طور پر بیان کر دیا۔ یہ ساری باتیں علی نے اس پر عمل کرتے وقت ذہن نشین کرادی تھیں۔

رانا نے اپنی ٹیم کے سراسر غرضانوں کو وہ تمام پتے نوٹ کرادیے تاکہ جان کارلو کے چور خیالات کی تصدیق ہو سکے۔ پھر اس نے پوچھا "شادی ہوگئی؟"

کارلو کی سوچ نے کہا "میری زندگی میں آج تک کوئی لڑکی نہیں آئی۔"

رانا اس کی سوچ میں بولی "میں اتنا خود اور اسارت ہوں پھر میری زندگی میں کوئی حینہ کیوں نہیں آئی؟"

کارلو کی سوچ نے کہا "میں تو بے شمار لڑکیاں مجھ میں دلچسپی لیتی ہیں لیکن میرا دل کسی پر نہیں آتا۔ میرا دماغ ایک ایسی حینہ کی باتیں کرتا ہے جسے میں نے دیکھا نہیں ہے۔ وہ خواب میں آئی ہے۔ اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آتا۔ وہ کتنی ہے جلدی میری زندگی میں آئے گی۔"

"جب چہرہ صاف نظر نہیں آتا ہے تو سامنے آنے پر اسے کیسے پہچانوں گے؟"

"میں اسے نام سے پہچانوں گا۔ وہ اب نام سلوانا بتاتی ہے۔" وہ اس کے خیالات پڑھتے میں گم ہو گئی تھی۔ اس بات کا ہوش نہیں تھا کہ چہرہ صاف ہو گیا ہے۔ پھر بھی وہ آئینہ دیکھتی جاری ہے۔ علی نے اس کے شانے کو تھپک کر کہا "تھر جا کر آئینہ دیکھو۔ یہاں کام ہو رہا ہے۔"

اس نے چوک کر علی کو دیکھا پھر کہا "میرے چہرے سے کیڑو سین تیل کی بو۔۔۔ آ رہی ہے۔ میں صابن سے منہ دھونا چاہتی ہوں۔ یہاں دوش دوم ہے؟"

علی نے ایک مزدور سے کہا "میں کو دوش دوم دکھاؤ۔"

"میں تمہارے ساتھ جاؤں گی۔ کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم دیکھ رہی ہو میں بہت معروف ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے اس کے بازو کو قلم کر بولی "تمہاری مصروفیت کی ایسی کی تھی۔ میرے ساتھ چلو۔"

"مگر تو فری ہو رہی ہو۔"

"مگر ساتھ نہ چلو تو تمہاری توقع سے زیادہ فری ہو جاؤں گی۔"

اس نے کام کرنے والوں کو دیکھا۔ وہ سب تھکا سیمہ کر دیکھ رہے تھے۔ وہ مجبوراً اس کے ساتھ لفٹ کے ذریعے نچے آیا۔ وہاں اس کی عارضی ہائوس کے لئے ایک کینین بنا ہوا تھا۔ رانا اس کے ساتھ کینین کے بیڈ روم میں آئی پھر دوش دوم میں جاتی ہوئی۔

"تم نے یہ نہیں پوچھا کہ میں تمہیں کیوں تلاش کرتی ہوئی آئی ہوں؟"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولا "کیوں آئی ہو؟"
دوش جین میں تنگ سے پانی گرنے کی آواز آ رہی تھی۔ اس نے کہا "میں ایک حقیقت بیان کروں گی تو تم تعین نہیں کرو گے۔"
"تعین کروں گا۔"

"میں اکثر تمہیں خوابوں میں دیکھتی رہی ہوں۔ تم آتے ہو اور کہتے ہو 'دھوئے سے خدا مل جاتا ہے۔ مجھے دھوؤ لو' میرا نام جان کارلو ہے۔"

وہ خاموش رہا۔ اس نے پوچھا "تمہاری خاموشی تمہاری ہے کہ میرے خواب کو کبواس سمجھ رہے ہو۔"

"میں 'میں' حینہ کی سوچ رہا ہوں۔ دراصل میں بھی ایک لڑکی کو دیکھتا ہوں، کیا تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟"

وہ تویسے سے منہ پر ہنسی ہوئی بیڈ روم میں آئی پھر بولی "میرا نام سلوانا ہے۔"

علی حیرت سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ رانا اس کے خیالات پڑھ کر سمجھ گئی تھی کہ وہ سلوانا کے نام پر تھپ جائے گا۔ وہ انجان بن کر بولی "کیا ہوا؟"

"آں! وہ سب بات یہ ہے کہ میں بھی ایک حقیقت بیان کروں گا تو تم تعین نہیں کرو گی۔"

"میں خوابوں میں دھوئے ہوئی تعبیر تک پہنچی ہوں۔ تم میرے خوابوں کے شہزادے ہو جو کوہ کے اس پر تعین کروں گی۔"

"میں نے خواب میں دیکھا ہوں وہ اب نام سلوانا بتاتی ہے۔"

وہ قریب آکر بولی "ہاں میں تمہیں خوابوں میں کہا کرتی تھی کہ میرا نام سلوانا ہے۔ تمہیں میرا چہرہ صاف نظر نہیں آتا ہے۔ لیکن جب تمہارے سامنے آؤں گی تو تم مجھے نام سے پہچان لو گے۔"

وہ گردن میں ہاتھیں ڈال کر بولی "اور تم پہچان گئے ہو۔ میری تلاش ختم ہو گئی ہے۔"

علی کی زندگی میں پہلی بار کوئی خوب صورت اور جوان لڑکی اسے قریب آئی تھی۔ ہوش میں آئی تو وہ اسے اٹھا کر باہر پیکیڈ کر لیکن تواری عمل نے جذبات کی کہ کہیں کھول دی تھی۔ سلی اور سلطانہ نے کچھ برا نہیں کیا تھا۔ پہلے پل کا تو ایسا ہوا تھا۔ جانوروں کا شکار کرنے اور ان کا گوشت کات کرکھانے کے لئے یاد دہانیوں کو ہلاک کرنے کے لئے لیکن اب وہی اس سے دوستی کا کھانا کھائے لگا۔

ہر اچھی بات اچھائی کے لئے ہوتی ہے۔ مگر لوگ اس سے برائی کا پہلو بھی نکال لیتے ہیں۔ سلی اور سلطانہ نے جاپا تھا کہ وہ جذبات کو پہلے کی طرح نہ چھٹا رہے۔ بلکہ اب غالی سے محبت کرے، شادی کرے اور آئندہ خوب صورت نسل پیدا کرے۔ ان بھاری بہنوں نے بھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ غالی سے پہلے کوئی دوسری علی سے کھرا جائے گی اور وہ سلوانا کا نام اپنا کر تواری عمل کا رخ بدل دے گی۔

علی تھوڑی دیر تک محزونہ سا رہا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا

کہ سلوانا اتنی اچھی کیوں لگ رہی ہے۔ وہ ابھی سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ یہ محض سلوانا کے نام کا محرکہ جو تواری عمل سے چلا ہے اور بات نہیں کب تک چلا رہے گا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے لگ بھگ ہو کر کہا "یہی بات ہے مگر اب ہے ہم تعلیم یافتہ اور مذہب ہیں۔ ہمیں مذہب اور قانون کے مطابق محبت کرنی چاہئے۔"

رانا اس کے طعنے سے لکنا نہیں چاہتی تھی، علی کی محبت کے ہر انداز میں جاوہ تھا۔ ہر بات میں اثر تھا۔ اس بات نے بھی اثر کیا کہ اسے آج کے بدحاشا دور میں اس قدر شریف نوجوان ملا ہے جو شرافت اور تہذیب کی خاطر حسن و شباب سے نکل آتا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی "تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہاری شریک حیات بن کر ساری زندگی غم کروں گی۔"

"سلوانا! میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آج ہی شادی کر کے آج ہی تمہیں اپنی محبتوں سے لگنا چاہتا ہوں لیکن اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔ تمہارے والدین راضی نہیں ہوں گے۔"

"میرے ماں باپ نہیں ہیں لیکن میں جس ادارے میں ہوں وہاں مجھ پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ میں پانچ برس تک شادی نہ کروں۔"

"تم میری خاطر اس ادارے کو چھوڑ دو۔"

"میں تمہاری خاطر سب کچھ کر سکتی ہوں لیکن اس ادارے کے بڑے لوگ بہت ہی خطرناک ہیں۔ پابندی توڑنے ہی وہ میرے علاوہ تمہاری جان کے بھی دشمن ہو جائیں گے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر بولا "میں کسی کی دشمنی سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ تم نے قریب آکر میرے اندر داخل ہوا کیوں ہے۔"

رانا بھی اس کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔ ایک خیال متباد تھا کہ جان کارلو کا خواب سچا ہو گا اور سچ کوئی سلوانا اس کی زندگی میں آئے گی تو کارلو اسے چھوڑ کر اپنی سلوانا کا ہو جائے گا۔ اس سے پہلے ہی کارلو کو اپنا کراسے برائے سے کہیں دور لے جانا چاہئے۔

کہیں دور جا کر گناہ کی زندگی گزارنے کا خیال آیا تو اس کے اندر بے بات کے جذبات ابھرے لگے، جوانی میں اپنے محبوب کی خاطر ایسے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ کارلو کو دھوکا دے کر اپنا اور کارلو کا دوپ بدل کر بڑے مزے سے ایک آزادانہ زندگی گزار سکتی تھی۔

اس نے سوچا علی کو بتا دے کہ وہ غلی بیٹی جانتی ہے اور غلی بیٹی جانتے والوں کے سروں پر ہر لمحہ منتظر رہتی ہے۔ وہ اس سے شادی کرنے کا تو اسے خطرات سے کھیلنے ہوئے زندگی گزارنا ہوگی۔

پھر اس نے سوچا "زیادہ خطرات کا ذکر کروں گی تو ہو سکتا ہے یہ تمہارا کہ ساتھ چھوڑ دے۔ پہلے اسے کچھ عرصے تک آزادی دیں گی پھر غلی بیٹی کے سلسلے میں اسے رازدار بنا دیں گی۔"

علی نے پوچھا "کیا سچی بات ہے؟"

"سوچ رہی ہوں" اپنے ادارے کو چھوڑنے کے بعد ہم دونوں

کہ سلوانا اتنی اچھی کیوں لگ رہی ہے۔ وہ ابھی سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ یہ محض سلوانا کے نام کا محرکہ جو تواری عمل سے چلا ہے اور بات نہیں کب تک چلا رہے گا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے لگ بھگ ہو کر کہا "یہی بات ہے مگر اب ہے ہم تعلیم یافتہ اور مذہب ہیں۔ ہمیں مذہب اور قانون کے مطابق محبت کرنی چاہئے۔"

رانا اس کے طعنے سے لکنا نہیں چاہتی تھی، علی کی محبت کے ہر انداز میں جاوہ تھا۔ ہر بات میں اثر تھا۔ اس بات نے بھی اثر کیا کہ اسے آج کے بدحاشا دور میں اس قدر شریف نوجوان ملا ہے جو شرافت اور تہذیب کی خاطر حسن و شباب سے نکل آتا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی "تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہاری شریک حیات بن کر ساری زندگی غم کروں گی۔"

"سلوانا! میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آج ہی شادی کر کے آج ہی تمہیں اپنی محبتوں سے لگنا چاہتا ہوں لیکن اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔ تمہارے والدین راضی نہیں ہوں گے۔"

"میرے ماں باپ نہیں ہیں لیکن میں جس ادارے میں ہوں وہاں مجھ پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ میں پانچ برس تک شادی نہ کروں۔"

"تم میری خاطر اس ادارے کو چھوڑ دو۔"

"میں تمہاری خاطر سب کچھ کر سکتی ہوں لیکن اس ادارے کے بڑے لوگ بہت ہی خطرناک ہیں۔ پابندی توڑنے ہی وہ میرے علاوہ تمہاری جان کے بھی دشمن ہو جائیں گے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر بولا "میں کسی کی دشمنی سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ تم نے قریب آکر میرے اندر داخل ہوا کیوں ہے۔"

رانا بھی اس کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔ ایک خیال متباد تھا کہ جان کارلو کا خواب سچا ہو گا اور سچ کوئی سلوانا اس کی زندگی میں آئے گی تو کارلو اسے چھوڑ کر اپنی سلوانا کا ہو جائے گا۔ اس سے پہلے ہی کارلو کو اپنا کراسے برائے سے کہیں دور لے جانا چاہئے۔

کہیں دور جا کر گناہ کی زندگی گزارنے کا خیال آیا تو اس کے اندر بے بات کے جذبات ابھرے لگے، جوانی میں اپنے محبوب کی خاطر ایسے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ کارلو کو دھوکا دے کر اپنا اور کارلو کا دوپ بدل کر بڑے مزے سے ایک آزادانہ زندگی گزار سکتی تھی۔

اس نے سوچا علی کو بتا دے کہ وہ غلی بیٹی جانتی ہے اور غلی بیٹی جانتے والوں کے سروں پر ہر لمحہ منتظر رہتی ہے۔ وہ اس سے شادی کرنے کا تو اسے خطرات سے کھیلنے ہوئے زندگی گزارنا ہوگی۔

پھر اس نے سوچا "زیادہ خطرات کا ذکر کروں گی تو ہو سکتا ہے یہ تمہارا کہ ساتھ چھوڑ دے۔ پہلے اسے کچھ عرصے تک آزادی دیں گی پھر غلی بیٹی کے سلسلے میں اسے رازدار بنا دیں گی۔"

علی نے پوچھا "کیا سچی بات ہے؟"

"سوچ رہی ہوں" اپنے ادارے کو چھوڑنے کے بعد ہم دونوں

کہ سلوانا اتنی اچھی کیوں لگ رہی ہے۔ وہ ابھی سمجھ ہی نہیں سکا تھا کہ یہ محض سلوانا کے نام کا محرکہ جو تواری عمل سے چلا ہے اور بات نہیں کب تک چلا رہے گا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے لگ بھگ ہو کر کہا "یہی بات ہے مگر اب ہے ہم تعلیم یافتہ اور مذہب ہیں۔ ہمیں مذہب اور قانون کے مطابق محبت کرنی چاہئے۔"

رانا اس کے طعنے سے لکنا نہیں چاہتی تھی، علی کی محبت کے ہر انداز میں جاوہ تھا۔ ہر بات میں اثر تھا۔ اس بات نے بھی اثر کیا کہ اسے آج کے بدحاشا دور میں اس قدر شریف نوجوان ملا ہے جو شرافت اور تہذیب کی خاطر حسن و شباب سے نکل آتا ہے۔ وہ خوش ہو کر بولی "تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہاری شریک حیات بن کر ساری زندگی غم کروں گی۔"

"سلوانا! میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں آج ہی شادی کر کے آج ہی تمہیں اپنی محبتوں سے لگنا چاہتا ہوں لیکن اتنی جلدی ممکن نہیں ہے۔ تمہارے والدین راضی نہیں ہوں گے۔"

"میرے ماں باپ نہیں ہیں لیکن میں جس ادارے میں ہوں وہاں مجھ پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ میں پانچ برس تک شادی نہ کروں۔"

"تم میری خاطر اس ادارے کو چھوڑ دو۔"

"میں تمہاری خاطر سب کچھ کر سکتی ہوں لیکن اس ادارے کے بڑے لوگ بہت ہی خطرناک ہیں۔ پابندی توڑنے ہی وہ میرے علاوہ تمہاری جان کے بھی دشمن ہو جائیں گے۔"

وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا پھر بولا "میں کسی کی دشمنی سے خوفزدہ نہیں ہوں۔ تم نے قریب آکر میرے اندر داخل ہوا کیوں ہے۔"

رانا بھی اس کے لئے پاگل ہو رہی تھی۔ ایک خیال متباد تھا کہ جان کارلو کا خواب سچا ہو گا اور سچ کوئی سلوانا اس کی زندگی میں آئے گی تو کارلو اسے چھوڑ کر اپنی سلوانا کا ہو جائے گا۔ اس سے پہلے ہی کارلو کو اپنا کراسے برائے سے کہیں دور لے جانا چاہئے۔

کہیں دور جا کر گناہ کی زندگی گزارنے کا خیال آیا تو اس کے اندر بے بات کے جذبات ابھرے لگے، جوانی میں اپنے محبوب کی خاطر ایسے ہی فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ کارلو کو دھوکا دے کر اپنا اور کارلو کا دوپ بدل کر بڑے مزے سے ایک آزادانہ زندگی گزار سکتی تھی۔

اس نے سوچا علی کو بتا دے کہ وہ غلی بیٹی جانتی ہے اور غلی بیٹی جانتے والوں کے سروں پر ہر لمحہ منتظر رہتی ہے۔ وہ اس سے شادی کرنے کا تو اسے خطرات سے کھیلنے ہوئے زندگی گزارنا ہوگی۔

پھر اس نے سوچا "زیادہ خطرات کا ذکر کروں گی تو ہو سکتا ہے یہ تمہارا کہ ساتھ چھوڑ دے۔ پہلے اسے کچھ عرصے تک آزادی دیں گی پھر غلی بیٹی کے سلسلے میں اسے رازدار بنا دیں گی۔"

علی نے پوچھا "کیا سچی بات ہے؟"

"سوچ رہی ہوں" اپنے ادارے کو چھوڑنے کے بعد ہم دونوں

کو چھپ کر رہتا ہو گا۔ اس کے لئے ہمیں بھی اپنی ملازمت کو چھوڑنا ہو گا۔

”تم باختر پریشان ہوتی ہو۔ میں تمہارے دشمنوں سے نمٹ لوں گا۔“

”وہ معمولی دشمن نہیں ہیں، یہاں کے حکمران ہیں۔ فوجی افسران ہیں۔ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچا نہیں چھوڑیں گے۔ ان سے لکھنا نادانی ہوگی اور پلاسٹک سرجری کے ذریعے چھویدل کر رہتا اور دشمنی ہوگی۔ ہم اسی ملک میں رہیں گے اور کوئی ہمیں پہچان نہیں سکے گا۔“

”تمہاری یہ پلاسٹک ابھی ہے۔ تم جس منصوبے پر عمل کرو گی میں تمہارا ساتھ دوں گا۔“

”میں شام کو آؤں گی۔ ہم کس رات کا کھانا کھائیں گے اور ایک نئی زندگی گزارنے کے متعلق آخری فیصلہ کریں گے اور اس فیصلے پر فوراً عمل کریں گے۔“

وہ اس کا ہاتھ تمام کر کہیں سے باہر آیا۔ اس حینہ کے ہاتھوں میں ایسی چٹان تھی کہ اس کے ہاتھوں سے پتلی جاری تھی۔ اسے چھوڑنے کو بھی نہیں چاہتا تھا لیکن وہ چھوٹ گئی۔ اس سے دور ہو گئی۔ جانے سے پہلے اپنی قوت کا نمونہ چھوڑ گئی تھی جسے وہ دیر تک یاد کرتا رہا۔

سچا اور اسے بلانے آیا لیکن اس نے آج کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا دل کہیں نہیں لگا تھا وہ حیران تھا کہ آج تک ایسا نہیں ہوا۔ آج سوانے کیا جاو کر دیا ہے۔ اسی کی یاد آ رہی ہے۔ اسی کی تنہا جاری ہے۔ وہ اسی طرح اس کے اندر جاری ساری رہی تو وہ پھر کسی کام کا نہیں رہے گا۔ بس ایک عاشق نام کا رہے گا۔

وہ دور جانے کے بعد جان کارلو کے خیالات پڑھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی۔ دل ہی دل میں عزم کر رہی تھی کہ حکومت سے غداری کرے گی، حکمرانوں سے دشمنی مول لے گی مگر جان کارلو کی دوستی سے باز نہیں آئے گی۔

اس نے اپنی رہائش گاہ میں پہنچ کر خیال خوانی کے ذریعے جان لیوڑا کو اپنے کام کی رپورٹ پیش کی پھر دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ سب سے پہلے جان کارلو پر توجہ تھی۔ اس کی سوچ اور لہجے کو یاد آ رہا تھا پھر جیسے کو تبدیل کرنا ہو گا تو تک جب وہ توجہ پویش ہوں گے تو وہی میں اور جان لیوڑا گفتگو کرتے ہوئے تک فریادوں کے پروجیکٹ میں آئیں گے۔ وہاں معلوم ہو گا کہ جان کارلو نامی انجینئر غائب ہے اور وہ راتناما کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ پاسپورٹ اور شناختی کاغذات کے دستوں سے جان کارلو کی تصویریں مل جائیں گی۔ جان لیوڑا تصویر کی آنکھوں میں جھانک کر کارلو کے دماغ میں پہنچ جائے گا۔

وہ ایک بار توجہ پویش ہونے کے بعد پھر ظاہر ہونا نہیں چاہتی تھی۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ جان کارلو کی شخصیت اور چھویدل

جائے وہ شام تک اس منصوبے کے ہر پہلو پر غور کرتی رہی۔ امریکی شہریت کے کاغذات جاری کرنے والے ادارے کے افسران سے دماغی رابطہ کیا۔ ان کے دماغوں پر قبضہ جتا کر ایک ایسی جوان لڑکی اور جوان مرد کے کاغذات اور تصویریں حاصل کیں جو برسوں سے لاپتہ تھے۔

اس کے بعد ایک پلاسٹک سرجری کے ماہر کے دماغ میں جگہ بنائی۔ شام کو علی کے پاس آکر کہا ”یہ ایک جوان کی تصویر اور اس کی امریکی شہریت کے کاغذات ہیں۔ کاغذات اپنے پاس رکھو اور ایک تصویر پلاسٹک سرجری کے ماہر کے پاس لے جاؤ۔ وہ تمہارا چہرہ تبدیل کر دے گا۔“

”تم بھی میرے ساتھ چلو۔“

”میں بعد میں آؤں گی۔ اور جب آؤں گی تو میرا چہرہ بھی تبدیل ہو چکا ہو گا۔ یہ میرے آنکھ پر چرے والی تصویر ہے۔“

وہ ایک تصویر اسے دیتے ہوئے بولی۔ ”حکومت کے جاسوس میری عمر گناہ کرتے ہوں گے۔ اس لئے شخصیت کی تبدیلی تک ہم ایک دوسرے سے نہیں ملیں گے۔“

وہ چلی گئی۔ وہ اس کے مشورے کے مطابق پلاسٹک سرجری کے ماہر کے پاس آیا تو راتناما اس ماہر کے دماغ میں موجود تھی اور اس وقت تک موجود رہی جب تک اس نے تصویر کے مطابق جان کارلو کو ایڈیٹر شپ نہیں بنا دیا۔ اب اس نے سوچ میں علی کا نام ایڈیٹر شپ ہو گیا تھا۔

راتناما نے اس ماہر کے دماغ پر اس لئے قبضہ جمایا تھا کہ جب وہ اس کے دماغ کو آزاد چھوڑے تو اسے یاد نہ رہے کہ کون اس کے پاس سرجری کے ذریعے چہرہ تبدیل کرانے آیا تھا اور اس نے خود اپنے ہاتھوں سے کون سا نیا چہرہ بنایا ہے؟

جب علی پوری طرح تبدیل ہو کر چلا گیا تو راتناما نے اس ماہر کو آزاد کر دیا۔ دماغی طور پر حاضر ہو کر ماسک میک اپ کے ذریعے اپنا چہرہ تبدیل کرنے لگی۔ علی سے یہ ملے بابا تھا کہ وہ دیکھنے کیسے گزارے گا پھر ایک نائٹ کلب کے ڈاننگ ہال میں آکر اس کا انتظار کرے گا۔

یہ انتظار بھی ختم ہو گیا۔ راتناما ایک نئے روپ میں اس کے سامنے آئی۔ علی نے اپنی جیب سے تصویر نکال کر اسے دیکھا۔ پھر کہا ”میرے پاس یہ تصویر نہ ہوتی تو ہمیں کبھی نہ پہچانتے۔ مجھے یقین ہے ہمارے دشمن نہ ہمیں پہچانیں گے نہ ہم پر شبہ کریں گے۔“

وہ ہنسا کر بولی ”مجھے تمہارا پیار رہتا رہا تو میں ساری دنیا سے تمہاری خاطر بڑی رہوں گی۔“

”اب ہم کہاں جائیں گے؟ ہمارا کھانا کہاں ہو گا؟“

”مجھے ذرا خاموشی سے سوچنے دو۔ میں ابھی اس سلسلے میں بات کروں گی۔ جب تک تم کھانے کا آؤ۔“

وہ سوچ کے ذریعے ایک ایسے شخص کے پاس پہنچی جو ضرورت

مندیوں کو کرائے پر گائیاں دیتا تھا۔ راتناما نے اسے ایک کار میں بٹھایا پھر ڈرائیو کرتے ہوئے شہر سے باہر جانے پر مجبور کیا۔ ایک جگہ دانی دے کر اسے کار سے اتار کر واپس شہر آئے والی ایک بس میں بٹھادیا۔ وہ کار دروازے میں نہ گئی۔ کار والا اپنے گھر آیا۔ راتناما نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑا تو وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔ ”مجھے کچھ ہو گیا تھا؟ میں کچھ دیر کے لئے غائب دماغ ہو گیا تھا۔“

راتناما نے اس کی سوچ میں کہا ”ہاں“ مجھے کچھ یاد آ رہا ہے۔ ایک جوان لڑکی ایک خود مرگے ساتھ آئی تھی۔ اس نے ایک کار کرائے پر لی۔ پھر اس کے جاتے ہی میں دماغی طور پر غائب ہو گیا۔“

وہ تائید میں ہنسی باتیں سوچنے لگا۔ راتناما خیال خوانی سے واپس آئی۔ دیکھ کھانے کی ڈشیں اس کے اوپر علی کے درمیان رکھ رہا تھا۔ راتناما نے یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا کہ جان لیوڑا کے جاسوس اسے تلاش کریں تو پانی دے کر ایک گاڑی ملے گا گاڑی کے ذریعے اس کے مالک کا حساب کریں تو پتہ چلے گا کہ ایک لڑکی کسی بوئے فریڈ کے ساتھ آئی تھی اس کے بعد ہی کار کا مالک دماغی طور پر غائب ہوا تھا۔ یوں ثابت ہو جاتا کہ راتناما کی جان کے ساتھ شہر سے باہر گئی تھی پھر ایک جگہ وہ گاڑی چھوڑ کر کسی دوسری گاڑی یا بس میں دوسرے شہر کی طرف چلی گئی ہے۔

اب اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تلاش کرنے والے اسے شکا کو میں تلاش نہ کر سکتے۔ دوسری طرف جھٹکتے رہے اور وہ علی کے ساتھ اطمینان سے اسی شہر میں رہی۔ اس نے معلوم کیا تھا ایک بوڑھی خاتون تھا ایک مکان میں رہتی تھی اور اس مکان کے کمرے عارضی رہائش کے لئے کرائے پر دی تھی۔ راتناما نے سوچ لیا تھا آج رات وہاں پہنچ گیسٹ کی حیثیت سے علی کے ساتھ رہے گی۔ پھر خیال خوانی کے ذریعے بوڑھی خاتون کے دماغ پر اور اس کے مکان پر قبضہ کر لے گی۔

علی خاموشی سے کھاتے ہوئے سوچ رہا تھا ”جب سے سوانا میری نظروں کے سامنے آئی ہے، مجھے یہ دنیا حسین لگ رہی ہے۔ لی جاتا ہے دن رات اپنی سوانا سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن ایک بات میرے مزاج کے خلاف ہے۔ میں محبت کے پیکر میں اس کا تاج ہو گیا ہوں۔ یہ جو کچھ ہے اس پر عمل کرتا جا رہا ہوں۔ اس نئی زندگی کی ابتدا میں میری اپنی ذہانت اور اپنی عملی کوششیں شامل نہیں ہیں۔“

راتناما اس کے خیالات پڑھ رہی تھی اور ذریعہ پر مسکاتی ہوئی سوچ رہی تھی۔ ”مرد کو محبت زیادہ خود سر نہیں ہونا چاہئے۔ اگر اسے خود را خود را محتاج بنا کر رکھا جائے تو وہ ہمیشہ وفادار رہتا ہے۔ لیکن جیسے کے ذریعے اسے وفادار بنا کر رکھوں گی۔“

پھر وہ بولی ”میں نے ہر پہلو پر غور کیا ہے۔ ہم ہر طرح محفوظ ہیں۔ اب میں تمہیں شہر کے مرکز میں رکھوں گی۔ تمہارا پورا نام یڈی شہر ہے اور میرا نام ایلا جون ہے۔“

”یہ تو ہم کچھ ہیں۔ لیکن ہمارا کھانا کہاں ہو گا؟“

وہ کھانے کے بعد علی کو گیسٹ ہاؤس میں لے آئی۔ وہاں ایک کمرہ حاصل کیا۔ علی نے کمرے میں آکر کہا ”مجھے اپنے لئے ایک ایک کمرہ لینا چاہئے۔“

وہ بولی ”ہم نے یہاں کی بوڑھی مالک کے سامنے خود کو کہاں یوٹی کی حیثیت سے پیش کیا ہے۔ پھر تم دوسرے کمرے میں کیسے رات گزارو گے؟“

”کیا ہم ایک کمرے میں؟“

”ہم ہمارے شادی نہیں ہوئی ہے۔“

”ہو جائے گی۔ میں لڑکی ہوں، مجھے تم سے ڈرنا چاہئے۔ مگر تم مجھ سے ڈر رہے ہو۔“

”ہات ڈرنے کی نہیں ہے۔ ہم انسان ہیں، ہمک سکتے ہیں۔“

”میں وعدہ کرتی ہوں تمہاری عزت پر آج میں آئے دوں گی۔“

وہ ہاتھ دوم میں آئی۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے علی کے دماغ میں پہنچی۔ اسے بستر پر لے گئی۔ وہ لیٹ گیا۔ پھر آنکھوں کو اس نے بند کیا۔ راتناما نے اسے ٹیلی ویژن کے ذریعے تھک تھک کر سلا دیا۔ وہ فلاڈی جان جو پندرہ کے قابو میں نہیں آتا تھا ایک لڑکی کے ہاتھوں میں بے بس ہو گیا تھا وہ کمری نیند میں ڈوب گیا تھا۔

راتناما ہاتھ دوم سے نکل کر کمرے میں آئی۔ علی کو مسکرا کر دیکھا۔ پھر وہاں سے پتلی ہوئی بوڑھی خاتون کے کمرے کے سامنے آئی۔ اس نے دروازے پر دستک نہیں دی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر اسے دروازہ کھولنے پر مجبور کیا۔

خاتون نے دروازہ کھول کر اسے دیکھا۔ پھر بولی ”عجب ہے میرے دل میں بات آئی کہ دروازہ کھولنا چاہئے۔ کوئی آیا ہے اور واقعی تم آئی ہو۔ کبھی ایسی عجیب باتیں ہو جاتی ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔“

”تمہاری سمجھ میں یہ بات آسکتی ہے۔ تم نے خون کی کشش سے دروازہ کھولا ہے۔ مجھے غور سے دیکھو۔ میں تمہاری وہ بچی ہوں جو دس برس پہلے تم سے چمکری تھی۔ میرا باپ مجھے تم سے چمک کر لے گیا تھا۔“

خاتون اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگی۔ پھر وہ بولی ”دس برس میں تم بچی سے جوان ہو گئیں۔ صورت بدل گئی۔ میں تمہیں پہچان نہیں سکتی مگر تم نے مجھے پہچان لیا؟“

”میں نے ڈیڈی کے پاس تمہاری تصویر دیکھی تھی۔“

”اپنے ڈیڈی کی خاص باتیں اور خاص عادات میں بتاؤ۔“

راتناما نے اس کے خیالات پڑھ کر وہاں سے معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق خاتون کے شوہر کی خاص باتیں اور خاص عادات بتا دیں۔ اس کے بعد شہر کی گفتگو نہیں رہی۔ خاتون نے اس سے لپٹ کر کہا ”وہاں ڈاننگ ہے لی! آخر گاڑی میری نہ لی۔ میں

تھمارے لئے ترقی تھی، دعائیں مانگتی تھی۔ میری ماسا کی دعا آخر پوری ہو گئی۔“

وہ رانا کو چوم رہی تھی۔ خوشی سے دوری تھی۔ رانا نے کہا۔ ”مما! تم نے میرا نام ڈانکا رکھا تھا لیکن ڈیڈی نے میرا نام بدل کر پامیلا جون رکھ دیا تھا۔“

”ہاں تمہارا باپ اس دنیا میں نہیں ہے۔ تم پھر سے میری ڈانکابن جاؤ۔“

”یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ پامیلا جون کے نام سے میری شادی ایڈی فشر سے ہو چکی ہے۔ اب میں سزا پامیلا فشر کہلاتی ہوں۔“

”اوہ یاد آیا۔ وہ جوان جو تمہارے ساتھ میاں آیا ہے وہ تمہارا شوہر، میرا دادا ہے مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں اپنی بیٹی کی پسند کو کبھی بھرنے کیسوں کی۔ اسے کس کسوں کی۔“

”مئی! اوہ ابھی سو رہا ہے۔ اس سے صبح ملاقات ہوگی۔“

”پھر تو تمہیں اس کے پاس رہنا چاہئے۔ وہ اکیلا ہے۔“

”میں تمہارے پاس رہوں گی۔ تم سو جاؤ گی تو فشر کے پاس چلی جاؤں گی۔“

وہ بوڑھی کے کمرے میں اس کے ساتھ آکر بستر پر لیٹ گئی۔

خاتون نے کہا ”میں اتنے بڑے مکان کی مالک ہوں۔ تمہارا باپ اس مکان کو فروخت کر کے رقم کسی کاروبار میں لگا چاہتا تھا۔ میں نے انکار کیا تو وہ تجھے لے کر بھاگ گیا۔“

”پچھلی باتوں کو بھول جاؤ مئی! سو جاؤ۔“

وہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی ”میں نے دو سری شادی نہیں کی۔ دو سری اولاد نہیں ہوئی۔ میری تمام نقد رقم اور یہ مکان اب تمہارا ہے۔“

”مئی! میں اتنی دولت مند ہوں کہ تمہارا یہ مکان میرے لئے ایک ڈالر کے برابر ہے۔ مجھے صرف تمہاری محبت چاہئے سو جاؤ۔“

وہ اس کے اندر پہنچ کر اسے سلاتے گئی۔ توڑی دیر بعد وہ سو گئی۔ دوسرے اطمینان ہو گیا کہ کوئی بھی جاسوس آئے گا تو خاتون اسے اپنی بیٹی اور فشر کو دانا دیتے گی۔

دراصل اسے علی کی طرف سے پریشانی تھی۔ اگر جان لمبوزا کسی جاسوس کے ذریعے اس کے داغ میں پہنچتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ وہ جان کارلو ہے اور اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرہ بدل لیا ہے۔ اتنی ہی معلومات دور تک انکوائری کے لئے کافی

ہوئی اور اس کے ساتھ خود وہ بھی پکڑی جاتی۔ اس نے کمرے میں آکر اسے دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھا۔ یہ دو اناںہ اندر سے بند کر کے اس کے پاس آگئی۔ بستر کے سرے پر بیٹھ کر اسے پیار سے دیکھنے لگی۔ پھر دیکھتے دیکھتے اس کے اندر پہنچ گئی۔ خوابیدہ دماغ کو ٹرانس میں لانا آسان تھا۔ اس نے آسانی سے اسے اپنا معمول بنایا۔

اس نے پہلی بات جو اس کے دماغ میں نقش کی وہ یہ تھی کہ وہ جان کارلو کی پچھلی زندگی بھول جائے۔

یہ عجیب تماشا ہو رہا تھا۔ پہلے علی بیور کی زندگی بھلا کر جان کارلو کی شخصیت اس پر خوب دبی گئی۔ اب جان کارلو کی شخصیت کو بھلا کر ایڈی فشر بنایا جا رہا تھا۔ اس کے ایڈی فشر بننے سے رانا وہاں کے سرانصرانوں سے اور جان لمبوزا وغیرہ سے محفوظ رہ سکتی تھی۔

اس نے اپنی حفاظت کے لئے اور اس کے ساتھ زندگی گزارنے کے لئے اس جھوٹ کو بچ بنا کر ذہن میں نقش کر دیا کہ ان کی شادی ہو چکی ہے اور وہ میاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارتے آ رہے ہیں اور اس گیسٹ ہاؤس کی مالک اس کی ساس ہے۔ اس نے ہر پہلو سے اپنے تحفظ کا خیال رکھتے ہوئے اس پر عمل کیا۔ پھر اسے توہین نیند سونے کے لئے چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اسی کیمبل میں گھس کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ دماغ کو ضروری ہدایات دیں اور نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

دوسری صبح علی کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے پہلو میں ایک حینہ کو دیکھا۔ اب اسے سلوانا یاد نہیں رہی تھی۔ توہین عمل کے مطابق یاد آیا کہ وہ پامیلا جون ہے اور اس کی بیوی ہے ایسا تو شاید ہی کسی کے ساتھ ہوا ہو کہ کنواہ سویا ہو اور جاگا ہو تو شوہر ہونے کی حسرت لگی ہو۔ ثبوت کے طور پر بیوی پہلو میں موجود تھی۔ اگر سہانے پتلون کی ٹرے رکھی ہوئی تو صبح پانچ بج چل جائے گا کہ اس میں سے کچھ پھل کھایا گیا ہے لیکن ایڈی فشر کو ایسا پھل مل رہا تھا جسے دیکھ کر یاد نہیں آتا تھا کہ یہ پھل پہلے کبھی کبھار ہے یا نہیں؟

توہین عمل کے مطابق اس کا دماغ اس مسئلے پر زیادہ نہیں سوچ سکتا تھا۔ جو کچھ اسے مل رہا تھا اسے قبول کرتے رہنے کا وہ پابند تھا۔ اس کے ساتھ دماغ نے جو سمجھایا، وہ سمجھ گیا جس راہ پر چلایا اس راہ پر چل پڑا۔ اور جب چل پڑا تو ساتھ چلنے والی کی آنکھ کھل گئی۔

اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات چہنیتسویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں جو ۱۵ ستمبر ۱۹۹۲ء کو شائع ہو گا۔